جدید اصلاح و اضافہ شدہ ایڈیشن

ترتیبِ نو کے ساتھ زبان وبیان کے نئے اُسلوب میں

- فقہی اَبواب پر مُرتّب کی گئی بہشتی زیور
- مؤنث کے صیغوں کو مُذکّر کے صیغوں میں تبدیل کیا گیا نسخہ
- نئے عُنوانات اور تمام اَبواب کے بعد آسان فہم تمارین کا اضافہ
- مُشکل اَلفاظ کے معانی اور دُشوار مسائل کی وَضاحت
- ہر طالبِ علم، لائبریری اور دارُالافتاء کی ضرورت

حضرت حکیم الاُمّت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

کلماتِ تبریک
حضرت مفتی نظام الدّین شھید رحمہ اللہ

تزئین وترتیبِ نو
عُلمائے مدرسہ بیت العلم

ترتیبِ نو کے ساتھ زبان وبیان کے نئے اُسلوب میں

جدید اصلاح واضافہ شدہ ایڈیشن

درسی بہشتی زیور

(مردوں کیلئے)

- فقہی اَبواب پر مُرتب کی گئی بہشتی زیور
- مؤنث کے صیغوں کو مُذکر کے صیغوں میں تبدیل کیا گیا نسخہ
- نئے عُنوانات اور تمام اَبواب کے بعد آسان فہم تمارین کا اِضافہ
- مُشکل اَلفاظ کے معانی اور دُشوار مسائل کی وضاحت
- ہر طالب علم، لائبریری اور دارُالافتاء کی ضرورت

حضرت حکیمُ الاُمّت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

کلماتِ تبریک
حضرت مفتی نظامُ الدین شہید رحمہ اللہ

تزئین وترتیبِ نو
عُلمائے مدرسہ بیتُ العِلم

بیتُ العِلم ٹرسٹ

11020210

ناشر

سعید احمد ویلفیئر ٹرسٹ

کتاب کا نام:.................درسی بہشتی زیور (مردوں کے لیے)

مصنف:.........................مولانا اشرف علی تھانوی صاحب

ترتیب وتزئین:.........................علمائے مدرسہ بیت العلم

تاریخ اشاعت:..............صفر ۱۴۳۱ھ بمطابق فروری ۲۰۱۰ء

بشکریہ:.........................بیت العلم ٹرسٹ

اسٹاکسٹ

ادارۃ السعید

فدا منزل نزد مقدس مسجد، اردو بازار، کراچی۔

فون:092-021-32726509 موبائل:0322-2583199

ویب سائٹ:www.mbi.com.pk

ملنے کے دیگر پتے

☆ مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور۔ فون:0423-7224228

☆ مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور۔ فون:0423-7228196

☆ مکتبہ امدادیہ، ٹی۔ بی روڈ، ملتان۔ فون:061-4544965

☆ کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار، مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راولپنڈی۔ فون:051-5771798

☆ مکتبہ رشیدیہ، رکی روڈ، کوئٹہ۔ فون:081-662263

☆ کتاب مرکز، فیریئر روڈ، سکھر۔ فون:071-5625850

☆ بیت القرآن، نزد ڈاکٹر ہارون والی گلی، چھوٹکی گھٹی، حیدرآباد۔ فون:022-3640875

نوٹ: یہ کتاب اب آپ مکتبہ سعید سے بذریعہ VP بھی منگوا سکتے ہیں۔ برائے سیلز و مارکیٹنگ:0322-2583199

درسی بہشتی زیور (مردوں کے لیے)

ضروری گزارش

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

حضرات علماء کرام اور معزز قارئین کی خدمت میں نہایت ہی عاجزانہ گزارش ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ...... ہم نے اس کتاب میں تصحیح و تخریج کی پوری کوشش کی ہے تا کہ ہر بات مستند اور باحوالہ ہو پھر بھی اگر کہیں مضمون یا حوالہ جات میں کمی بیشی یا اَغلاط وغیرہ نظر آئیں تو اَز راہِ کرم ہمیں ضرور مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں وہ غلطی دور کی جائے۔ مزید اس کتاب کے متعلق کوئی اصلاحی تجویز ہو تو ہم نے آخر میں ''خط'' دیا ہے وہ ضرور بھیجیں۔

اس کتاب کی تصحیح اور کتابت پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ........... کافی محنت ہوئی ہے اُمید ہے قدردان لوگ مسلمانوں کے لئے کی گئی اس محنت کو دیکھ کر خوش ہوں گے اور اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی دعا کرتے رہیں گے۔

جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْرًا

آپ کی قیمتی آراء کے منتظر

احباب بیت العلم ٹرسٹ

منفرد علمی اور دینی تحفہ

"درسی بہشتی زیور (مردوں کے لیے)"

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ.

◎ ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ تحفہ میں بہترین چیز پیش کرے۔

◎ کیا آپ جانتے ہیں کہ: ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کی طرف سے سب سے بہترین چیز کیا ہے؟

❶ یاد رکھیے! ایک مسلمان کے لئے سب سے بہترین تحفہ "دینی علوم سے واقفیت ہے" اپنے دوستوں، عزیزوں کو یہ کتاب تحفہ میں پیش کرکے ہم "تَهَادَوْا تَحَابُّوْا"[1] والی حدیث پر عمل کر سکتے ہیں جس کا معنی: "تم ایک دوسرے کو ہدیہ لیا دیا کرو آپس میں محبت بڑھے گی۔"

❷ اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد اگر آپ محسوس کریں کہ یہ آپ کے گھر والوں ...... رشتہ داروں ...... دفتر کے ساتھیوں ...... کاروباری حلقے ...... اور معاشرے کے دیگر افراد بشمول اسکول، کالج اور مدارس کے طلبہ کے لئے مفید ہے تو آپ کا انہیں یہ کتاب تحفہ میں پیش کرنا آخرت میں سرمایہ کاری اور سماجی ذمہ داری کی ادائیگی کا حصہ ہوگا۔

❸ نیکی کے پھیلانے، علمِ دین اور کتابوں کی اشاعت کا ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔

لہٰذا اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچائیں۔ محلّہ کی مسجد، لائبریری، کلینک، محلّہ کے اسکول اور مدرسہ کی لائبریری تک پہنچا کر معاشرہ کی اصلاح میں

---

[1] موطّا امام مالك، كتاب الجامع، باب ماجاء في المهاجرة: ۷۰۶، ۷۰۷

معاون و مدد گار بنیے۔

❹ کتاب کو تحفہ میں دے کر آپ علمی دوست بن سکتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی بنا سکتے ہیں اس لئے کہ کتاب جہاں کہیں بھی رکھی جاتی ہے وہ لوگوں کو پڑھنے کی طرف دعوت دیتی ہے اور لوگ دینی، معاشرتی، اخلاقی احکام اور ہدایات سے باخبر ہوں گے تو اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی باعمل بھی ہوں گے۔

❺ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال سے کم از کم دس کتابوں کو لے کر والدین اور اساتذہ کرام کے ایصال ثواب کے لئے وقف کر دیں، یا رشتہ داروں، دوستوں کو خوشی کے مواقع پر پیش کر کے دین اور دنیا کے فوائد اپنایئے۔

کتاب ھدیہ میں دے کر اس کا فائدہ عام کر دیں، مطالعہ کی توفیق اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے۔ ہمارا یہ ھدیہ ان شاء اللہ بہترین صدقہ جاریہ ثابت ہوگا۔

درجِ ذیل سطور میں پہلے اپنا نام و پتا پھر جنہیں ہدیہ دے رہے ہیں ان کا نام و پتا لکھیں۔

ہدیۂ مبارکہ

مِنْ From

....

....

إِلٰی To

....

....

تقریظ

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کی ذات گرامی سے برصغیر ہندو پاک میں کون شخص ہوگا جو ناواقف ہو، حضرت کی زندگی مجموعہ صفات تھی، جہاں آپ نے تصوف کی تجدید کی اور اصلاحِ نفس کا زبردست سلسلہ جاری فرمایا (جس کا فیض آج تک جاری ہے) وہاں آپ نے عوام وخواص کے لیے کئی کتابیں بھی تصنیف و تالیف فرمائیں جن کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے۔ آپ کی تالیفات میں ''بہشتی زیور'' کو ایک خاص امتیاز حاصل ہے جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ **الحمد للہ** یہ اپنی تالیف کے وقت سے لے کر آج تک لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوچکی ہے اور شاید ہی کوئی کتب خانہ ہو جہاں ''بہشتی زیور'' دستیاب نہ ہو۔

یہ کتاب اپنی تالیف کے وقت سے آج تک خواص و عام میں یکساں مقبول و مشہور ہے، یہ خواتین کے لیے مکمل نصاب ہے یہی وجہ ہے کہ شاید ہی کوئی بنین و بنات کا مدرسہ ہوگا جہاں ''بہشتی زیور'' شامل نصاب نہ ہو بل کہ خواتین کے علاوہ مردوں کے لیے بھی یہ کتاب ویسی ہی مفید ہے، اسی لیے اس دور کا کوئی عالم بھی ''بہشتی زیور'' سے مستغنی نہیں رہ سکتا۔

یہ کتاب آج سے تقریباً نوے سال پہلے لکھی گئی ہے اور ہماری کم قسمتی ہے کہ ہماری عصری درس گاہوں کے فرسودہ نظام تعلیم کی وجہ سے اردو زبان کا معیار گرتا چلا جارہا ہے جس کی وجہ سے آج کی نسل قدیم اردو سے نابلد ہے، نیز بعض الفاظ میں عصری تقاضوں کی وجہ سے بھی تغیر وتبدیلی یا مواقع استعمال میں فرق آیا ہے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ ''بہشتی زیور'' کے قدیم انداز میں تبدیلی کی جائے تاکہ آج کی نئی نسل کے لیے اس اہم کتاب کو سمجھنا اور اس سے استفادہ کرنا آسان ہو۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ان علمائے کرام کو جو کراچی کے بڑے جامعات سے فارغ ہیں اور فقہ میں تخصص بھی کیا ہے، ان علمائے کرام کی جماعت نے مل کر اس کام کا بیڑا اٹھایا اور ''بہشتی زیور'' کو آسان اور عام فہم زبان میں صرف مردوں (اور طلبہ) کے لے تیار کیا جس کا نام ''درسی بہشتی زیور'' رکھا۔ قدیم ''بہشتی زیور'' بھی اپنے انداز میں شائع ہوتی رہے گی جس سے امت مسلمہ حسب سابق استفادہ کرتی رہے گی، البتہ اس ترتیب میں مسائل کی عبارتوں میں عام طور پر جو مؤنث کے صیغے استعمال کیے گئے تھے ان میں تبدیلی کی گئی ہے، نیز اصل کتاب میں کھانے پکانے کی ترکیبیں، خطوط لکھنے کے طریقے، دوائیں بنانے وغیرہ کے طریقے اور جو حصہ وعظ واصلاح کے قبیل سے تھا وہ بھی اس جدید ترتیب میں حذف کیا گیا ہے۔ مقصد فقط یہ ہے کہ بنین کے مدارس میں اس سے استفادہ کیا جائے اور کتاب کی ضخامت بھی کم ہو۔

کتاب کو عمدہ کمپوزنگ کے ساتھ مزین کیا گیا ہے اور بجائے حصوں کے فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے۔ ہر بڑے عنوان کے بعد تمرین دی ہوئی ہے تا کہ طلبہ کو سمجھنے اور یاد کرنے میں آسانی ہو۔ چوں کہ یہ کتاب صرف مردوں کے لیے مرتب کی ہوئی ہے اس لیے اس میں تغیر لازمی تھا لیکن اس کے باوجود اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ صاحب کتاب کی اصل عبارت حتی الامکان باقی رہے جس کی وجہ سے ''درسی بہشتی زیور'' کی صحت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

بندہ نے کتاب کو چند مقامات سے دیکھا، یہ عام فہم، حسن ترتیب، کمپوزنگ بہترین طباعت اور اہتمام تصحیح میں ایک اچھی کوشش ہے، اللہ تعالیٰ اس کوشش کو بھی اصل کی طرح مقبولیت عطا فرمائے اور اصل کام جس اخلاص کے ساتھ کیا گیا تھا اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کو بھی قبولیت سے نوازے اور اپنی مخلوق کے لیے ذریعہ اصلاح وھدایت بنائے، نیز اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں کسی قسم کا تعاون کیا ہے بہترین بدلہ عطا فرمائے اور آئندہ بھی انہیں دین کی نشر واشاعت کی توفیق مرحمت فرمائے اور اپنی بارگاہ میں اس کو قبول فرمائیں، امین۔

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

(شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی)

فہرست مضامین

کتاب الطھارۃ

باب الغسل

باب المیاہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کتاب الصلوٰۃ

باب الأذان

باب شروط الصلوٰۃ

باب صفة الصلوٰۃ

باب القراءة والتجويد

باب الإمامة والجماعة

باب صلوٰۃ الجمعۃ

باب صلوٰۃ العیدین

باب الجنائز

فصل فی الصلوٰۃ علی المیت

باب الاعتکاف

کتاب الحج

کتاب النکاح

فصل فی المحرّمات

باب الأولياء

فصل فی الكفاءة

باب المهر

باب الرضاع

کتاب الطلاق

باب تعلیق الطلاق

باب طلاق المریض

باب الایلاء

باب خیار الرؤیة

باب خیار العیب

باب البیع الفاسد والباطل

باب المرابحة والتولیة

باب الربا

کتاب الصرف

باب بیع السلم

باب القرض

باب الدَّین

کتاب الکفالة

کتاب الحوالة

کتاب الوکالة

کتاب المضاربة

کتاب الودیعة

کتاب العقیقة

کتاب الحظر والإباحة

کتاب الأشربة

کتاب الرهن

کتاب الوصایا

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مشہور و معروف کتاب ''بہشتی زیور'' کسی تعارف کی محتاج نہیں جس میں ایک مسلمان کی پیدائش سے لے کر مرنے تک کے تمام ضروری مسائل جو اسے پیش آتے ہیں درج ہیں۔

حضرت مولانا مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحب مدظلہ العالی تسہیل بہشتی زیور کے مقدمے میں فرماتے ہیں:

''بہشتی زیور کی نافعیت اور خواص و عوام میں مقبولیت کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ یہ کتاب سہل سے سہل تر زبان میں عوام کی روزمرہ گفتگو کے طرز پر تھی اور اس میں تمام ضروری مسائل کو آسان پیرائے میں اس طرح بیان کیا گیا تھا کہ معمولی سا اردو خواں طبقہ بھی آسانی سے ضروری مسائل سمجھ سکتا تھا۔

دوسری بات یہ کہ ''بہشتی زیور'' میں تقریباً تمام مسائل میں مفتی بہ اقوال کو ذکر کیا گیا ہے، جس سے مختلف اقوال میں ترجیح و تطبیق کی پریشانی نہیں رہتی۔ تیسری بات یہ کہ ''بہشتی زیور'' میں مکمل مسائل فقہ مذکور ہیں، جیسے فقہ کے متون میں مسائل بالترتیب اور بالاستیعاب ہوتے ہیں اور یہ مسلمانوں کی ایک اہم ترین ضرورت ہے کہ ان کے پاس اپنی علاقائی زبانوں میں مسائلِ فقہ کا ایک ایسا مجموعہ ہو جو کم از کم فقہ کے تمام بنیادی مسائل پر مشتمل ہو، تاکہ وہ اس سے آسانی سے استفادہ کر سکیں، کیوں کہ ایک تو ہر مسلمان عربی نہیں سیکھ سکتا اور جو عربی پڑھتے اور سیکھتے ہیں ان میں بھی ایک بڑی تعداد وہ ہے جو مسائلِ فقہ کو اچھی طرح نہیں سمجھ پاتے، نیز کتبِ فقہ میں عموماً اختلافی اقوال مذکور ہیں، اس سے بھی خلجان رہتا ہے۔ ''بہشتی زیور'' ان ہی ضرورتوں کو پیشِ نظر رکھ کر مرتب کی گئی تھی اور ان ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ایک حد تک کافی تھی کیوں کہ اس وقت تک ایسا کوئی مجموعہ سامنے نہیں آیا تھا جو تمام فقہی مسائل پر مشتمل ہو۔''

آگے چل کر مفتی صاحب فرماتے ہیں:

''آج سے کچھ عرصہ پہلے تک بہشتی زیور عوام کے لیے ایک مستند اور آسان مرجع کی حیثیت رکھتی تھی، تقریباً ہر مسلمان گھرانے میں ''بہشتی زیور'' کا وجود ضروری تھا۔ لوگ ''بہشتی زیور'' یا تو درساً پڑھتے تھے یا پھر مطالعہ میں رکھتے

اور ضرورت پڑنے پر اس سے مسائل سیکھتے تھے، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ زبان و بیان میں تبدیلی نے قدیم تعبیرات اور موجودہ اسلوبِ کلام کے درمیان فاصلے پیدا کر دیئے، اردو میں فارسی کی آمیزش تقریباً متروک ہونے لگی، یہی حال عربی تراکیب والفاظ کا ہے، فارسی اور عربی سے تعلق نہ ہونے کی وجہ سے قدیم اردو عوام کے لیے تقریباً ناقابلِ فہم بن گئی ہے، اس لیے ضرورت تھی کہ عوامی زبان میں ایک ایسا مجموعہ تیار ہو جائے جس کا سمجھنا عام آدمی کے لیے مشکل نہ ہو۔''[۱]

یہ کتاب اصل میں خواتین کے لیے لکھی گئی ہے، لیکن یہ مرد حضرات کے لیے بھی بہت مفید اور ضروری ہے جیسا کہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے تحریر فرمایا ہے:

''یہ کتاب اصل میں تو خواتین کی تعلیم کے لیے لکھی گئی تھی اور اسی غرض سے اس میں دین و دنیا کی وہ تمام معلومات حیرت انگیز طور پر یک جا کر دی گئی تھیں جن کی ایک مسلمان عورت کو ضرورت پیش آسکتی ہے، لیکن فقہی مسائل کی جامعیت کی بناء پر یہ کتاب صرف عورتوں کے لیے ہی نہیں مرد حضرات بل کہ اونچے درجے کے علماء وفقہاء کے لیے بھی مشعل راہ ثابت ہوئی اور اس طرح یہ خصوصیت بھی شاید ''بہشتی زیور'' کے سوا کسی کتاب کو حاصل نہ ہو کہ خواتین کے لیے خواتین کی زبان میں لکھی ہوئی کتاب بڑے علماء اور فقہاء اور مفتیوں کے لیے ماخذ بن گئی جس سے اس دور کا کوئی مفتی بے نیاز نہیں ہوسکتا۔''

الحمدللہ! چند سالوں سے ہم نے اپنے تعلیمی اداروں میں دو وجوہات کی بناء پر ''**قدوری**'' اور ''**الفقه الميسر**'' سے پہلے ''بہشتی زیور'' درساً پڑھانا شروع کی ہے:

(۱) تجربے سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ جو طالبِ علم ابتداء میں ''بہشتی زیور'' کے مسائل سمجھ لے اور یاد کر لے تو بقیہ کتبِ فقہ اس کے لیے آسان ہو جاتی ہیں اور عالم بننے کے بعد بھی بنیادی مسائل سے وہ بخوبی واقف ہوتا ہے، ورنہ یہ بات دیکھی گئی ہے کہ طالبِ علم ''**قدوری**''، ''**كنز الدقائق**''، ''**شرح الوقاية**'' اور ''**هداية**'' وغیرہ پڑھنے کے باوجود مسئلہ دریافت کرنے پر اس مسئلے کا جواب نہیں بتا پاتا۔ چوں کہ درسِ نظامی کے بعض طلبہ نفسِ مسئلہ کے بجائے زیادہ توجہ حل عبارت، نحوی صرفی ترکیب اور اختلافی مسائل مع دلائل یاد رکھنے پر مرکوز رکھتے ہیں، لہٰذا تحصیلِ علم کے بعد جب یہ عملی زندگی میں قدم رکھتے ہیں اور لوگ ان سے مسائل پوچھتے

---

[۱] تسہیل بہشتی زیور، مقدمہ: ۳۳، ۳۴

ہیں تو وہ عجیب کشمکش کا شکار ہو جاتے ہیں اور بنیادی مسائل نماز و روزہ وغیرہ کے لیے بھی وہ یہ کہہ کر معذرت کر لیتے ہیں کہ آپ کسی دارالافتاء سے معلوم کر لیں۔

(۲) کوئی بھی فن ابتداءً رائج زبان میں سمجھا دینے سے طالبِ علم میں اس فن کی کامل استعداد اور مکمل صلاحیت و قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔

الحمد للہ! جب سے ہم نے اور بعض دوستوں نے اپنے تعلیمی اداروں میں ''درجہ اُولیٰ'' بنین و بنات میں ''بہشتی زیور'' پڑھانا شروع کی ہے تو اس سے کئی پریشانیوں کا حل نکل آیا ہے اور یہ طلبہ جو مستقبل کے علماء ہیں، فقہ کے ضروری مسائل کو اعتماد کے ساتھ بآسانی حل کر سکتے ہیں۔ کتاب پڑھانے کے دوران یہ تجربہ ہوا کہ ایک ''بہشتی زیور'' بنین کے لیے بشکل درسی کتاب تیار کی جائے۔

اس مقصد کے لیے بحمداللہ ادارے کے مندرجہ ذیل علمائے کرام نے اس کتاب پر کام شروع کیا:

(۱) مفتی محمد تواب ٹکروی صاحب، فاضل جامعہ فاروقیہ، کراچی۔

(۲) مولانا محمد عثمان صاحب نوری والا، فاضل جامعہ دارالعلوم، کراچی۔

(۳) محمد حنیف بن عبدالمجید، فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ (علاّمہ بنوری ٹاؤن)، کراچی۔

یوں تو الحمد للہ! کراچی کی تینوں مشہور جامعات کے ان فضلاء کی کوشش سے یہ کتاب بنام ''درسی بہشتی زیور'' مرتب ہوئی، لیکن پھر بھی یہ بات کسی سے مخفی نہیں ہے کہ فقہ ایک انتہائی باریک موضوع ہے اور اس کے تمام گلی کوچوں سے واقفیت کا دعویٰ کوئی نہیں کر سکتا، لہٰذا ادارہ بھی کتاب میں عدمِ تقصیر کا دعویٰ نہیں کرتا۔ اس لیے ہم علماء کی خدمت میں نہایت ادب سے گزارش کرتے ہیں کہ اگر آپ کو اس کتاب میں کوئی بھی کمی بیشی نظر آئے تو اپنی رائے سے ہمیں ضرور نوازیں، تاکہ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں اور اپنی کوتاہیوں کی اصلاح کریں اور اس اہم دینی کام میں آپ کا بھی حصہ پڑ جائے۔

چوں کہ ''درسی بہشتی زیور'' میں اصل ''بہشتی زیور'' کے مقابلے میں کچھ تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ اس سلسلے میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کا ایک ملفوظ نقل کر دیا جائے، اس کے بعد ''درسی بہشتی زیور'' کی کچھ خصوصیات کا ذکر ہوگا۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ملفوظ

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ کا (بہشتی زیور کے بارے میں) ارشاد ہے، فرمایا:

''یہ ہے نصابِ کامل جس کی تعلیم نسواں (خواتین) کے لیے ضرورت ہے۔ ان سب کے لیے ''بہشتی زیور'' کے مکمل حصے کافی ہیں اور ''بہشتی زیور'' ناپسند ہو تو اور کوئی رسالہ جن میں یہ مضامین ہوں جمع کر لینے چاہییں یا ''بہشتی زیور'' میں جو مضامین ناپسند ہوں تو خوشی سے اجازت دیتا ہوں کہ حذف کر دیا جائے، مگر شرط یہ ہے کہ جو عبارت کاٹی جائے اس کے حاشیہ پر ظاہر کر دیا جائے کہ اصل میں یوں تھا اور اب عبارت یوں بنائی گئی ہے اور کوئی مضمون شرع کے خلاف نہ ہو۔''[1]

درسی بہشتی زیور کی خصوصیات

(۱) چوں کہ یہ کتاب مرد حضرات کے لیے مرتب کی گئی ہے، اس لیے اس میں مؤنث کے تمام صیغوں کو مذکر کے صیغوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

(۲) ''بہشتی زیور'' کا انداز قدیم ہونے کی وجہ سے بعض عبارات کا سمجھنا آج کل کے لوگوں کے لیے دشوار تھا، اس لیے تسہیل کی غرض سے اس کو آسان کیا گیا ہے لیکن ''بہشتی زیور'' کی عبارت کو یکسر تبدیل نہیں کیا گیا، بل کہ حتی الامکان یہ کوشش کی گئی ہے کہ ''بہشتی زیور'' کی عبارت برقرار رہے۔

(۳) ''بہشتی زیور'' چوں کہ عورتوں کے لیے لکھی گئی تھی اور ''درسی بہشتی زیور'' مرد حضرات کے لیے مرتب کی گئی ہے، اس لیے بعض وہ مسائل جو عورتوں کے ساتھ خاص ہیں، حذف کر دیے گئے ہیں اور وہ مسائل جو مرد حضرات اور عورتوں میں مختلف ہیں انہیں خالصتاً مرد حضرات کے لیے بنانے میں عبارت میں تبدیلی کرنی پڑی۔ اس لیے جہاں کوئی غلطی ہوگی تو اس کا ذمہ دار ادارہ ہوگا نہ کہ ''بہشتی زیور'' کے مصنف حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۴) کتاب کو ''بہشتی زیور'' کی ترتیب پر حصہ وار نہیں رکھا گیا، بل کہ فقہی ابواب کی ترتیب پر رکھا گیا ہے، تا کہ آئندہ دوسری کتب فقہ کے پڑھنے میں آسانی ہو۔ اس کام کے لیے کتاب کی نئے سرے سے کمپوزنگ کرائی

---

[1] وعظ اصلاح الیتمیٰ، ملحقہ حقوق و فرائض: ۳۰۲ مطبوعہ ملتان۔

گئی اور بڑی محنت سے ڈیڑھ سال کے عرصے میں کتاب پر کام مکمل ہوا۔

(۵) بہشتی زیور وگوہر دونوں کے مسائل یک جا کر دیے گئے ہیں۔البتہ بعض وہ مسائل جو مبتدی کے لیے مناسب نہیں تھے، حذف کر دیے گئے ہیں۔

(۶) مشکل الفاظ کی لغات اور دشوار مسائل کی وضاحت حاشیہ میں کر دی گئی ہے۔

(۷) تقریباً ہر باب کے ختم پر تمرین دی گئی ہے، تاکہ استاذ پڑھانے کے بعد طلبہ کی سمجھ کا امتحان لے سکے کہ وہ اس باب کو کس حد تک سمجھے ہیں۔

(۸) ہر باب میں مسائل کی وضاحت کے لیے جگہ جگہ نئے عنوانات قائم کیے گئے ہیں۔

(۹) اس کتاب میں صرف مسائل دیے گئے ہیں، البتہ بعض اعمال کی اہمیت کے پیشِ نظر ان کے کچھ فضائل بھی درج کر دیے گئے ہیں۔

(۱۰) بہشتی زیور مدلل میں چوں کہ تمام مسائل کے حوالہ جات موجود ہیں، لہٰذا اس کتاب میں حوالہ جات کا اہتمام نہیں کیا گیا۔اہلِ علم ضرورت کے وقت مدلل نسخے کی طرف رجوع فرما سکتے ہیں۔

مواقع استعمال

(۱) یہ کتاب ''چالیس روزہ تعلیمِ بالغاں'' میں پڑھائی جا سکتی ہے۔

(۲) درسِ نظامی میں ''درجہ اولیٰ'' کے طلبہ کو پڑھائی جا سکتی ہے۔

(۳) تین سالہ ''دراساتِ دینیہ کورس'' کے لیے نہایت مفید کتاب ہے۔

(۴) ایک سالہ ''فہم دین کورس'' میں پڑھائی کے لیے بہترین کتاب ہے۔

(۵) اسکول کالجز کے ٹیچرز حضرات کو بھی پڑھائی جا سکتی ہے۔

(۶) ڈاکٹر حضرات اپنے اپنے ہسپتالوں میں نرسوں کو اس سے تعلیم کروا سکتے ہیں۔

(۷) دکان دار اور تاجر حضرات گھروں میں اس کی تعلیم کروا سکتے ہیں۔

(۸) ہر دارالافتاء میں متخصصین حضرات کے لیے نہایت مفید ہے۔

(۹) ائمہ کرام حضرات مقتدیوں کو ترغیب دیں کہ گھروں میں اس کی تعلیم کیا کریں۔

امید ہے اہلِ علم واہلِ ذوق حضرات اس کی قدر فرما کر مولانا عثمان صاحب اور اس نئے ایڈیشن میں تصحیح وتسہیل اور ترتیب نو دینے میں معاونت کرنے والے مولانا محمد الطاف اور مولانا خلیل الرحمٰن صاحب (فاضلان: جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی) اور ادارے کے تمام افراد کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

آپ کی دعاؤں کا طالب
محمد حنیف عبدالمجید
۴/صفر ۱۴۲۲ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتابُ العلم والإِیمان

(۴۹) عقیدوں کا بیان

کائنات کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۱) تمام عالم پہلے بالکل کچھ بھی نہ تھا، پھر اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے موجود ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۲) اللہ ایک ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں، نہ اس نے کسی کو جنا، نہ وہ کسی سے جنا گیا، نہ اس کی کوئی بیوی ہے، کوئی اس کے مقابل نہیں۔

عقیدہ (۳) وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

عقیدہ (۴) کوئی چیز اس کے مثل نہیں، وہ سب سے نرالا ہے۔

عقیدہ (۵) وہ زندہ ہے، ہر چیز پر اس کو قدرت ہے، کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں، وہ سب کچھ دیکھتا ہے، سنتا ہے، کلام فرماتا ہے، لیکن اس کا کلام انسانوں کے کلام کی طرح نہیں، جو چاہے کرتا ہے کوئی اس کی روک ٹوک کرنے والا نہیں، وہی عبادت کے لائق ہے اس کا کوئی ساجھی (شریک) نہیں۔ اپنے بندوں پر مہربان ہے، بادشاہ ہے، سب عیبوں سے پاک ہے، وہی اپنے بندوں کو سب آفتوں سے بچاتا ہے، وہی عزت والا ہے، بڑائی والا ہے، ساری چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے، اس کو کوئی پیدا کرنے والا نہیں، گناہوں کا بخشنے والا ہے، زبردست ہے، بہت دینے والا ہے، روزی پہنچانے والا ہے، جس کی روزی چاہے تنگ کردے اور جس کی چاہے زیادہ کردے، جس کو چاہے پست کردے، جس کو چاہے بلند کردے، جس کو چاہے عزت دے، جس کو چاہے ذلت دے، انصاف والا ہے، بڑے تحمل اور برداشت والا ہے، خدمت اور عبادت کی قدر کرنے والا ہے، دعا کا قبول کرنے والا ہے، سمائی (بردباری) والا ہے، وہ سب پر حاکم ہے، اس پر کوئی حاکم نہیں، اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں، وہ سب کا کام

بنانے والا ہے، اسی نے سب کو پیدا کیا ہے، وہی قیامت میں پھر پیدا کرے گا، وہی جلاتا (زندہ کرتا) ہے، وہی مارتا ہے، اس کو نشانیوں اور صفتوں سے سب جانتے ہیں، اس کی ذات کی باریکی کو کوئی نہیں جان سکتا، گناہ گاروں کی توبہ قبول کرتا ہے، جو سزا کے قابل ہیں ان کو سزا دیتا ہے، وہی ہدایت دیتا ہے جہاں میں جو کچھ ہوتا ہے اسی کے حکم سے ہوتا ہے، بغیر اس کے حکم کے ذرّہ نہیں ہل سکتا، نہ وہ سوتا ہے نہ اونگھتا ہے، وہ تمام عالَم کی حفاظت سے تھکتا نہیں، وہی سب چیزوں کو تھامے ہوئے ہے، اسی طرح تمام اچھی اور کمال کی صفتیں اس کو حاصل ہیں اور بُری اور نقصان کی کوئی صفت اس میں نہیں، نہ اس میں کوئی عیب ہے۔

عقیدہ (۶) اس کی سب صفات ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی اور اس کی کوئی صفت کبھی ختم نہیں ہوسکتی۔

عقیدہ (۷) مخلوق کی صفات سے وہ پاک ہے اور قرآن وحدیث میں بعضی جگہ جو ایسی باتوں کی خبر دی گئی ہے تو اُن کے معنی اللہ کے حوالے کریں کہ وہی اس کی حقیقت جانتا ہے اور ہم بے کھود کرید کیے اسی طرح ایمان لاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ جو بھی اس کا مطلب ہے وہ ٹھیک ہے اور حق ہے اور یہی بات بہتر ہے یا اس کے کچھ مناسب معنی لگالیں جس سے وہ سمجھ میں آجائے۔

عقیدہ (۸) کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے ذمہ ضروری نہیں، وہ جو کچھ مہربانی کرے اس کا فضل ہے۔

تقدیر کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۹) عالَم میں جو کچھ بھلا برا ہوتا ہے سب کو اللہ تعالیٰ اس کے ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے اور اپنے جاننے کے موافق اس کو پیدا کرتا ہے، تقدیر اسی کا نام ہے اور بری چیزوں کے پیدا کرنے میں بہت راز ہیں جن کو ہر ایک نہیں جانتا۔

انسان کے اختیار کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۱۰) بندوں کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ اور ارادہ دیا ہے جس سے وہ گناہ اور ثواب کے کام اپنے اختیار سے کرتے ہیں، مگر بندوں کو کسی کام کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں ہے، گناہ کے کام سے اللہ تعالیٰ ناراض اور ثواب کے کام سے خوش ہوتے ہیں۔

احکامِ شریعت کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۱۱) اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ایسے کام کا حکم نہیں دیا جو بندوں سے نہ ہو سکے۔

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور معجزات کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۱۲) تمام پیغمبر اللہ تبارک وتعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں اور بندوں کو سیدھی راہ بتانے آئے ہیں اور وہ سب گناہوں سے پاک ہیں، ان کی گنتی پوری طرح اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کو معلوم ہے، ان کی سچائی بتانے کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے ہاتھوں ایسی نئی نئی اور مشکل باتیں ظاہر کیں جو اور لوگ نہیں کر سکتے۔ ایسی باتوں کو معجزہ کہتے ہیں۔ ان میں سب سے پہلے آدم علیہ الصلاۃ والسلام تھے اور سب کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی درمیان میں ہوئے۔ ان میں بعض بہت مشہور ہیں جیسے حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت اسحاق علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت اسمٰعیل علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت داؤد علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت ایوب علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت ہارون علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت زکریا علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت یحیٰ علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت الیاس علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت یسع علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت یونس علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت لوط علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت ادریس علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت ذوالکفل علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت صالح علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت شعیب علیہ الصلاۃ والسلام۔

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی تعداد کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۱۳) سب پیغمبروں کی گنتی اللہ تبارک وتعالیٰ نے کسی کو نہیں بتائی، اس لیے یوں عقیدہ رکھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بھیجے ہوئے جتنے پیغمبر ہیں ہم اُن سب پر ایمان لاتے ہیں، جو ہم کو معلوم ہیں اُن پر بھی اور جو نہیں معلوم اُن پر بھی۔

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے درمیان فضیلت کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۱۴) پیغمبروں میں بعضوں کا مرتبہ بعضوں سے بڑا ہے۔ سب سے زیادہ مرتبہ ہمارے پیغمبر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور آپ کے بعد کوئی نیا پیغمبر نہیں آ سکتا، قیامت تک جتنے آدمی اور جن ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے پیغمبر ہیں۔

معراج کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۱۵) ہمارے پیغمبر ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ مکہ سے بیت المقدس اور وہاں سے ساتوں آسمانوں پر اور وہاں سے جہاں تک اللہ تبارک وتعالیٰ کو منظور ہوا پہنچایا اور پھر مکہ میں پہنچا دیا، اس کو ''معراج'' کہتے ہیں۔

فرشتوں اور جنّات کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۱۶) اللہ تبارک وتعالیٰ نے کچھ مخلوقات نور سے پیدا کر کے اُن کو ہماری نظروں سے چھپا دیا ہے، ان کو فرشتہ کہتے ہیں۔ بہت سے کام ان کے حوالے ہیں، وہ کبھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے، جس کام میں لگا دیا ہے اس میں لگے ہیں۔ ان میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں:

① حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام۔
② حضرت میکائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام۔
③ حضرت اسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام۔
④ حضرت عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے کچھ مخلوق آگ سے بنائی ہے، وہ بھی ہم کو دکھائی نہیں دیتی، ان کو ''جن'' کہتے ہیں۔ ان میں نیک و بد سب طرح کے ہوتے ہیں، ان کی اولاد بھی ہوتی ہے، اُن سب میں زیادہ مشہور شریر ابلیس یعنی شیطان ہے۔

ولی، ولایت اور کرامت کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۱۷) مسلمان جب خوب عبادت کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے اور دنیا سے محبت نہیں رکھتا اور پیغمبر ﷺ کی ہر طرح خوب تابع داری کرتا ہے تو وہ اللہ کا دوست اور پیارا ہو جاتا ہے، ایسے شخص کو ''ولی'' کہتے ہیں، اس شخص سے کبھی ایسی باتیں ہونے لگتی ہیں جو اور لوگوں سے نہیں ہو سکتیں، ان باتوں کو ''کرامت'' کہتے ہیں۔

عقیدہ (۱۸) ولی کتنے ہی بڑے درجے کو پہنچ جائے مگر نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔

عقیدہ (۱۹) اللہ کا کیسا ہی پیارا ہو جائے مگر جب تک ہوش و حواس باقی ہوں شرع کا پابند رہنا فرض ہے۔ نماز، روزہ

اور کوئی عبادت معاف نہیں ہوتی، جو گناہ کی باتیں ہیں وہ اس کے لیے جائز نہیں ہوتیں۔

عقیدہ (۲۰) جو شخص شریعت کے خلاف ہو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دوست نہیں ہوسکتا، اگر اس کے ہاتھ سے کوئی اچنبھے (تعجب خیز یا حیرت انگیز) کی بات دکھائی دے یا تو وہ جادو ہے یا نفسانی اور شیطانی دھندا ہے، اس سے عقیدہ نہ رکھنا چاہیے۔

عقیدہ (۲۱) ولی لوگوں کو بعض بھید (راز) کی باتیں سوتے یا جاگتے میں معلوم ہو جاتی ہیں، اس کو "کشف" اور "الہام" کہتے ہیں، اگر وہ شرع کے موافق ہے تو قبول ہے اور اگر شرع کے خلاف ہے تو رد ہے (یعنی اس بات کو قبول نہ کیا جائے گا)۔

بدعت کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۲۲) اللہ اور رسول ﷺ نے دین کی سب باتیں قرآن وحدیث میں بندوں کو بتادیں۔ اب کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں، ایسی نئی بات کو "بدعت" کہتے ہیں، بدعت بہت بڑا گناہ ہے۔

آسمانی کتابوں کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۲۳) اللہ تعالیٰ نے بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں آسمان سے حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معرفت بہت سے پیغمبروں پر اُتاریں، تاکہ وہ اپنی اپنی اُمتوں کو دین کی باتیں سنائیں۔ ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں:

① توریت حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملی ② زبور حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ③ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ④ قرآن مجید ہمارے پیغمبر محمد ﷺ کو اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اب کوئی کتاب آسمان سے نہ آئے گی، قیامت تک قرآن ہی کا حکم چلتا رہے گا، دوسری کتابوں کو گمراہ لوگوں نے بہت کچھ بدل ڈالا، مگر قرآن مجید کی نگہبانی کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے وعدہ کیا ہے، اس کو کوئی نہیں بدل سکتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۲۴) ہمارے پیغمبر ﷺ کو جن جن مسلمانوں نے دیکھا ہے ان کو "صحابی" کہتے ہیں، ان کی بڑی بڑی بزرگیاں آئی ہیں، ان سب سے محبت اور اچھا گمان رکھنا چاہیے، اگر ان کے آپس میں کوئی لڑائی جھگڑا سننے میں آئے تو اس کو بھول چوک سمجھے، اُن کی کوئی بُرائی نہ کرے ان سب میں سب سے بڑھ کر چار صحابی ہیں:

① حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، یہ پیغمبر ﷺ کے بعد ان کی جگہ بیٹھے اور دین کا بندوبست کیا، اس لیے یہ اول خلیفہ کہلاتے ہیں، تمام امت میں یہ سب سے بہتر ہیں ② اُن کے بعد حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، یہ دوسرے خلیفہ ہیں ③ ان کے بعد حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، یہ تیسرے خلیفہ ہیں ④ ان کے بعد حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، یہ چوتھے خلیفہ ہیں۔

عقیدہ (۲۵) صحابی کا اتنا بڑا رُتبہ ہے کہ بڑے سے بڑا ولی بھی ادنیٰ درجے کے صحابی کے برابر مرتبے میں نہیں پہنچ سکتا۔

اہل بیت کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۲۶) پیغمبر ﷺ کی اولاد اور بیبیاں سب تعظیم کے لائق ہیں اور اولاد میں سب سے بڑا رتبہ حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا ہے اور بیبیوں میں حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اور حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا۔

ایمان سے متعلق عقیدہ:

عقیدہ (۲۷) ایمان تب درست ہوتا ہے جب اللہ اور رسول ﷺ کو سب باتوں میں سچا سمجھے اور ان سب کو مان لے، اللہ اور رسول ﷺ کی کسی بات میں شک کرنا یا اس کو جھٹلانا یا اس میں عیب نکالنا یا اس کے ساتھ مذاق اڑانا، ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

ایمان کے منافی چند غلط عقائد:

عقیدہ (۲۸) قرآن اور حدیث کے کھلے کھلے مطلب کو نہ ماننا اور کھینچ تان کر کے اپنے مطلب کے مطابق معنی گھڑنا بددینی کی بات ہے۔

عقیدہ (۲۹) گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

عقیدہ (۳۰) گناہ چاہے جتنا بڑا ہو جب تک اس کو بُرا سمجھتا رہے ایمان نہیں جاتا، البتہ کمزور ہو جاتا ہے۔

عقیدہ (۳۱) اللہ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی سے نڈر ہو جانا (یعنی گناہوں پر جرأت کرنا) یا ناامید ہو جانا کفر ہے۔

عقیدہ (۳۲) کسی سے غیب کی باتیں پوچھنا اور اس کا یقین کر لینا کفر ہے۔

عقیدہ (۳۳) غیب کا حال سوائے اللہ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی کے کوئی نہیں جانتا، البتہ نبیوں کو ''وحی'' سے اور ولیوں کو ''کشف''

اور ''الہام'' سے اور عام لوگوں کو ''نشانیوں'' سے بعض باتیں معلوم بھی ہو جاتی ہیں۔

کافر کہنا یا لعنت کرنا:

عقیدہ (۳۴) کسی کا نام لے کر کافر کہنا یا لعنت کرنا بڑا گناہ ہے، ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں پر لعنت، جھوٹوں پر لعنت، مگر جن کا نام لے کر اللہ اور رسول ﷺ نے لعنت کی ہے یا ان کے کافر ہونے کی خبر دی ہے، ان کو کافر، ملعون کہنا گناہ نہیں۔

برزخ کے حالات کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۳۵) جب آدمی مر جاتا ہے اگر گاڑا جائے (دفن کیا جائے) تو گاڑنے (دفن کرنے) کے بعد اور اگر نہ گاڑا جائے تو جس حال میں ہو، اُس کے پاس دو فرشتے جن میں سے ایک کو ''منکر'' دوسرے کو ''نکیر'' کہتے ہیں، آ کر پوچھتے ہیں: تیرا پروردگار کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھتے ہیں: یہ کون ہیں؟ اگر مردہ ایمان دار ہو تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے۔ پھر اس کے لیے ہر طرح کی چین ہے، جنت کی طرف کھڑکی کھول دیتے ہیں جس سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے اور وہ مزے میں پڑ کر سویا رہتا ہے اور اگر مُردہ ایمان دار نہ ہو تو وہ سب باتوں میں یہی کہتا ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں۔ پھر اُس پر بڑی سختی اور عذاب قیامت تک ہوتا رہتا ہے اور بعض کو اللہ تبارک وتعالیٰ اس امتحان سے معاف کر دیتا ہے، مگر یہ سب باتیں مُردہ کو معلوم ہوتی ہیں ہم لوگ نہیں دیکھتے، جیسے سویا ہوا آدمی خواب میں سب کچھ دیکھتا ہے اور جاگتا آدمی اُس کے پاس بے خبر بیٹھا رہتا ہے۔

عقیدہ (۳۶) مرنے کے بعد ہر دن صبح اور شام کے وقت مُردے کا جو ٹھکانا ہے دکھلایا جاتا ہے، جنتی کو جنت دکھلا کر خوش خبری دیتے ہیں اور دوزخی کو دوزخ دکھلا کر اور حسرت بڑھاتے ہیں۔

ایصالِ ثواب کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۳۷) مردے کے لیے دعا کرنے سے، کچھ خیر خیرات دے کر بخشنے سے اس کو ثواب پہنچتا ہے اور اس سے اُس کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔

علاماتِ قیامت کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۳۸) اللہ اور رسول ﷺ نے جتنی نشانیاں قیامت کی بتائی ہیں سب ضرور ہونے والی ہیں۔ امام مہدی

علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہر ہوں گے اور خوب انصاف سے بادشاہی کریں گے۔ کانا دجال نکلے گا اور دنیا میں بہت فساد مچائے گا۔ اس کے مار ڈالنے کے واسطے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے اُتریں گے اور اس کو مار ڈالیں گے۔ یاجوج ماجوج بڑے زبردست لوگ ہیں، وہ تمام زمین پر پھیل پڑیں گے اور بڑا اُودھم مچائیں گے، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کے قہر سے ہلاک ہوں گے۔ ایک عجیب طرح کا جانور زمین سے نکلے گا اور آدمیوں سے باتیں کرے گا۔ مغرب کی طرف سے آفتاب نکلے گا۔ قرآن مجید اُٹھ جائے گا اور تھوڑے دنوں میں سارے مسلمان مر جائیں گے اور تمام دُنیا کافروں سے بھر جائے گی اور اس کے سوائے اور بہت سی باتیں ہوں گی۔

قیامت کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۳۹) جب ساری نشانیاں پوری ہو جائیں گی تو قیامت کا سامان شروع ہوگا۔ حضرت اسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے صور پھونکیں گے، یہ صور ایک بہت بڑی چیز سینگ کی شکل پر ہے، اس صور کے پھونکنے سے تمام زمین وآسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، تمام مخلوقات مر جائے گی اور جو مر چکے ہیں اُن کی روحیں بے ہوش ہو جائیں گی، مگر اللہ جل جلالہٗ کو جن کا بچانا منظور ہے وہ اپنے حال پر رہیں گے۔ ایک مدت اسی کیفیت پر گزر جائے گی۔

حشر کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۴۰) پھر جب اللہ تبارک وتعالیٰ کو منظور ہوگا کہ تمام عالَم پھر پیدا ہو جاوے تو دوسری بار پھر صور پھونکا جائے گا۔ اس سے پھر سارا عالم پیدا ہو جاوے گا۔ مُردے زندہ ہو جائیں گے اور قیامت کے میدان میں سب اکٹھے ہوں گے اور وہاں کی تکلیفوں سے گھبرا کر سب پیغمبروں کے پاس سفارش کرانے جائیں گے۔ آخر ہمارے پیغمبر ﷺ سفارش کریں گے، ترازو کھڑی کی جاوے گی۔ بھلے برے عمل تولے جائیں گے ان کا حساب ہوگا۔ بعض بے حساب جنت میں جائیں گے۔ نیکوں کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں اور بدوں کا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ پیغمبر ﷺ اپنی امت کو حوضِ کوثر کا پانی پلائیں گے، جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ پُل صراط پر چلنا ہوگا۔ جو نیک لوگ ہیں وہ اس سے پار ہو کر بہشت میں پہنچ جائیں گے، جو بد ہیں وہ اس پر سے دوزخ میں گر پڑیں گے۔

دوزخ کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۴۱) دوزخ پیدا ہو چکی ہے، اس میں سانپ اور بچھو اور طرح طرح کا عذاب ہے۔ دوزخیوں میں سے جن میں ذرا بھی ایمان ہوگا وہ اپنے اعمال کی سزا بھگت کر پیغمبروں اور بزرگوں کی سفارش سے نکل کر جنت میں داخل ہوں گے، خواہ کتنے ہی بڑے گناہ گار ہوں۔ اور جو کافر اور مشرک ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور اُن کو موت بھی نہ آئے گی۔

جنت کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۴۲) جنت بھی پیدا ہو چکی ہے اور اُس میں طرح طرح کے چین اور نعمتیں ہیں، جنتیوں کو کسی طرح کا ڈر اور غم نہ ہوگا اور وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے، نہ اس سے نکلیں گے اور نہ وہاں مریں گے۔

گناہوں کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۴۳) اللہ تبارک وتعالیٰ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دے دے یا بڑے گناہ کو اپنی مہربانی سے معاف کر دے اور اس پر بالکل سزا نہ دے۔

عقیدہ (۴۴) شرک اور کفر کا گناہ اللہ تبارک وتعالیٰ کبھی کسی کو معاف نہیں کرتا اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے گا اپنی مہربانی سے معاف کر دے گا۔

کسی کے جنتی ہونے کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۴۵) جن لوگوں کا نام لے کر اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول ﷺ نے ان کا جنتی ہونا بتلا دیا ہے اُن کے سوا کسی اور کے جنتی ہونے کا یقینی حکم نہیں لگا سکتے، البتہ اچھی نشانیاں دیکھ کر اچھا گمان رکھنا اور اُس کی رحمت سے اُمید رکھنا ضروری ہے۔

دیدارِ باری تعالیٰ کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۴۶) جنت میں سب سے بڑی نعمت اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار ہے جو جنتیوں کو نصیب ہوگا، اس کی لذت میں تمام نعمتیں ہیچ معلوم ہوں گی۔

عقیدہ (۴۷) دنیا میں جاگتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ کو ان آنکھوں سے کسی نے نہیں دیکھا اور نہ کوئی دیکھ سکتا ہے۔

خاتمہ کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۴۸) عمر بھر کوئی کیسا ہی بھلا بُرا ہو مگر جس حالت میں خاتمہ ہوتا ہے اُسی کے موافق اُس کو اچھا برا بدلہ ملتا ہے۔

توبہ کے بارے میں عقیدہ:

عقیدہ (۴۹) آدمی عمر بھر میں جب کبھی توبہ کرے یا مسلمان ہو اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہے، البتہ مرتے وقت جب دم ٹوٹنے لگے اور عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں اُس وقت نہ توبہ قبول ہوتی ہے اور نہ ایمان۔

تمرین

سوال①: تقدیر کسے کہتے ہیں؟

سوال②: اللہ تعالیٰ نے کتنے پیغمبر بھیجے؟ چند مشہور پیغمبروں کے نام لکھیں۔

سوال③: کیا سب پیغمبر درجے میں برابر ہیں؟

سوال④: معراج کسے کہتے ہیں؟

سوال⑤: فرشتے کسے کہتے ہیں؟ چار مشہور فرشتوں کے نام لکھیں۔

سوال⑥: جن کسے کہتے ہیں۔ کیا ابلیس جنوں میں سے ہے؟

سوال⑦: ولی کسے کہتے ہیں؟ کرامت کی تعریف کریں، کیا کوئی ولی نبی کے برابر ہوسکتا ہے؟ اور کیا اس پر کبھی شریعت کے احکام معاف ہوسکتے ہیں؟

سوال⑧: بدعت کسے کہتے ہیں؟

سوال⑨: چار مشہور آسمانی کتابوں کے نام لکھیں اور یہ کن پیغمبروں پر نازل ہوئیں؟

سوال⑩: صحابی کی تعریف کریں اور ان میں چار جو سب سے بڑھ کر ہیں ان کے نام لکھیں۔

سوال⑪: حضور ﷺ کی اولاد اور بیبیوں میں سب سے بڑا رتبہ کس کا ہے؟

سوال⑫: قیامت کی نشانیاں اور اس کے احوال لکھیے۔

سوال⑬: اللہ تبارک وتعالیٰ کے متعلق تین عقائد لکھیں۔

سوال⑭: معجزہ اور کرامت کسے کہتے ہیں، نیز ان دونوں کے درمیان فرق بھی واضح کریں؟

سوال⑮: پیغمبروں کے متعلق اپنا عقیدہ لکھیں۔

سوال⑯: ایمان کب درست ہوتا ہے؟

سوال⑰: منکر نکیر کون ہیں اور ان کے سوالات کیا ہوں گے؟

سوال⑱: جنت ودوزخ کے کچھ حالات لکھیں۔

فصل

اس کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض برے عقیدے اور بری رسمیں اور بعض بڑے بڑے گناہ جو اکثر ہوتے رہتے ہیں جن سے ایمان میں نقصان آ جاتا ہے بیان کر دیے جائیں، تاکہ لوگ ان سے بچتے رہیں، ان میں بعض بالکل کفر اور شرک ہیں، بعض قریب کفر اور شرک کے اور بعض بدعت اور گمراہی اور بعض فقط گناہ، غرض کہ سب سے بچنا ضروری ہے۔ پھر جب ان چیزوں کا بیان ہو چکے گا تو اس کے بعد گناہوں سے جو دنیا کا نقصان اور طاعت سے جو دنیا کا نفع ہوتا ہے کچھ تھوڑا سا اِس کو بیان کریں گے کیوں کہ دنیا کے نفع نقصان کا لوگ زیادہ خیال کرتے ہیں شاید اسی خیال سے کچھ نیک کام کی توفیق اور گناہ سے پرہیز ہو۔

کفر اور شرک کی (۴۳) باتوں کا بیان

(۱) کفر کو پسند کرنا (۲) کفر کی باتوں کو اچھا جاننا (۳) کسی دوسرے سے کفر کی کوئی بات کرانا (۴) کسی وجہ سے اپنے ایمان پر پشیمان ہونا کہ اگر مسلمان نہ ہوتے تو فلاں بات حاصل ہو جاتی (۵) اولاد وغیرہ کسی کے مرجانے پر رنج میں اِس قسم کی باتیں کہنا ’’اللہ کو بس اِسی کو مارنا تھا، دنیا بھر میں مارنے کے لیے بس یہی تھا، اللہ کو ایسا نہ چاہیے تھا، ایسا ظلم کوئی نہیں کرتا جیسا تو نے کیا‘‘ (۶) اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کو برا سمجھنا، اس میں عیب نکالنا (۷) کسی نبی یا فرشتے کی حقارت کرنا، ان کو عیب لگانا (۸) کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ہر وقت ضرور خبر رہتی ہے (۹) نجومی پنڈت یا جس پر جن چڑھا ہو اس سے غیب کی خبریں پوچھنا یا فال کھلوانا، پھر اُس کو سچ جاننا (۱۰) کسی بزرگ کے کلام سے فال دیکھ کر اس کو یقینی سمجھنا (۱۱) کسی کو دُور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی (۱۲) کسی کو نفع نقصان کا مختار سمجھنا (۱۳) کسی سے مُرادیں مانگنا (۱۴) روزی، اولاد مانگنا (۱۵) کسی کے نام کا روزہ رکھنا (۱۶) کسی کو سجدہ کرنا (۱۷) کسی کے نام کا جانور چھوڑنا یا چڑھاوا چڑھانا (۱۸) کسی کے نام کی منت ماننا (۱۹) کسی کی قبر یا مکان کا طواف کرنا (۲۰) اللہ کے حکم کے مقابلے میں کسی دوسری بات یا رسم کو مقدم رکھنا (۲۱) کسی کے سامنے جھکنا یا تصویر کی طرح کھڑا رہنا (۲۲) توپ پر بکرا چڑھانا (۲۳) کسی کے نام پر جانور ذبح کرنا (۲۴) جن، بھوت، پریت وغیرہ کے چھوڑ دینے کے لیے ان کی بھینٹ دینا، بکرا وغیرہ ذبح کرنا (۲۵) بچے کے

جینے کے لیے اس کے نار (نال)[1] کا پوجنا (۲۶) کسی کی دُہائی دینا (۲۷) کسی جگہ کا کعبہ کے برابر ادب و تعظیم کرنا (۲۸) کسی کے نام پر بچہ کے کان ناک چھیدنا (۲۹) بالی اور بلاق (ناک میں پہننے کا زیور) پہنانا (۳۰) کسی کے نام کا بازو پر پیسہ باندھنا یا گلے میں ناڑا ڈالنا (۳۱) سہرا باندھنا (۳۲) چوٹی رکھنا (۳۳) بدھی (پھولوں کا ہار) پہننا (۳۴) فقیر بنانا (۳۵) علی بخش، حسین بخش، عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا (۳۶) کسی جانور پر کسی بزرگ کا نام لگا کر اس کا ادب کرنا (۳۷) عالَم کے کاروبار کو ستاروں کی تاثیر سے سمجھنا (۳۸) اچھی بری تاریخ اور دن کا پوچھنا (۳۹) شگون (فال) لینا (۴۰) کسی مہینے یا تاریخ کو منحوس سمجھنا (۴۱) کسی بزرگ کا نام بطور وظیفہ کے جپنا (وِرد کرنا) (۴۲) یوں کہنا کہ اللہ اور رسول اگر چاہے گا تو فلاں کام ہو جاوے گا (۴۳) کسی کے نام یا سر کی قسم کھانا (۴۴) جان دار کی بڑی تصویر رکھنا (۴۵) خصوصاً کسی بزرگ کی تصویر برکت کے لیے رکھنا اور اس کی تعظیم کرنا۔

تہتّر (۷۳) بدعتوں اور بری رسموں اور بری باتوں کا بیان

(۱) قبروں پر دھوم دھام سے میلا کرنا (۲) چراغ جلانا (۳) عورتوں کا وہاں جانا (۴) چادریں ڈالنا (۵) پختہ قبریں بنانا (۶) بزرگوں کے راضی کرنے کو قبروں کی حد سے زیادہ تعظیم کرنا (۷) تعزیہ یا قبر کو چومنا چاٹنا (۸) خاک ملنا (۹) طواف اور سجدہ کرنا (۱۰) قبروں کی طرف نماز پڑھنا (۱۱) مٹھائی، چاول، گلگلے وغیرہ چڑھانا (۱۲) تعزیہ، علم وغیرہ رکھنا (۱۳) اس پر حلوہ مالیدہ چڑھانا (۱۴) یا اس کو سلام کرنا (۱۵) کسی چیز کو اُچھوتی (چھونہیں سکتے) سمجھنا (۱۶) محرم کے مہینے میں پان نہ کھانا (۱۷) مہندی مسی نہ لگانا (۱۸) مرد کے پاس نہ رہنا (۱۹) لال کپڑا نہ پہننا (۲۰) بی بی کی صحنک (رکابی، طباق) مردوں کو نہ کھانے دینا (۲۱) تیجا، چالیسواں وغیرہ کو ضروری سمجھ کر کرنا (۲۲) باوجود ضرورت کے عورت کے دوسرے نکاح کو معیوب سمجھنا (۲۳) نکاح، ختنہ، بسم اللہ وغیرہ میں اگرچہ وسعت نہ ہو مگر ساری خاندانی رسمیں کرنا (۲۴) خصوصاً قرض وغیرہ کر کے ناچ رنگ وغیرہ کرنا (۲۴) ہولی دیوالی کی رسمیں کرنا (۲۶) سلام کی جگہ بندگی وغیرہ کرنا یا صرف سر پر ہاتھ رکھ کر جھک جانا (۲۷) دیور، جیٹھ، پھوپی زاد، خالہ زاد بھائی کے سامنے بے محابا (بے خوف) آنا یا اور کسی نامحرم کے سامنے آنا (۲۸) گگرا (گھڑا) دریا سے گاتے بجاتے لانا (۲۹) راگ باجا، گانا سننا (۳۰) ڈومنیوں وغیرہ کو نچانا اور دیکھنا (۳۱) اُس پر خوش ہو کر ان کو انعام دینا

[1] وہ آنت جو کہ ماں کے رحم میں بچے کے پیٹ سے جڑی ہوتی ہے اور جسے پیدائش پر کاٹ کر جدا کر دیتے ہیں۔

(۳۲) نسب پر فخر کرنا (۳۳) کسی بزرگ سے منسوب ہونے کو نجات کے لیے کافی سمجھنا (۳۴) کسی کے نسب میں کسر ہو اس پر طعن کرنا (۳۵) جائز پیشہ کو ذلیل سمجھنا (۳۶) حد سے زیادہ کسی کی تعریف کرنا (۳۷) شادیوں میں فضول خرچی اور خرافات باتیں کرنا (۳۸) ہندوؤں کی رسمیں کرنا (۳۹) دولہا کو خلاف شرع پوشاک پہنانا (۴۰) کنگنا سہرا باندھنا (۴۱) مہندی لگانا (۴۲) آتش بازی، ٹٹیوں[1] وغیرہ کا سامان کرنا (۴۳) فضول آرائش کرنا (۴۴) گھر کے اندر عورتوں کے درمیان دولہا کو بلانا اور سامنے آجانا (۴۵) تاک جھانک کر اس کو دیکھ لینا (۴۶) سیانی سمجھ دار سالیوں وغیرہ کا سامنے آنا (۴۷) اس سے ہنسی دل لگی کرنا (۴۸) چوتھی[2] کھیلنا (۴۹) جس جگہ دولہا دلہن لیٹے ہوں اس کے گرد جمع ہو کر باتیں سننا، جھانکنا، تاکنا، اگر کوئی بات معلوم ہو جائے تو اس کو اوروں سے کہنا (۵۰) مانجھے[3] بٹھانا (۵۱) اور ایسی شرم کرنا جس سے نمازیں قضا ہو جاویں (۵۲) شیخی سے مہر زیادہ مقرر کرنا (۵۳) غمی میں چلا کر رونا، منہ اور سینہ پیٹنا (۵۴) بین کر کے رونا (۵۵) استعمالی گھڑے توڑ ڈالنا (۵۶) جو جو کپڑے اس کے بدن سے لگے ہوں سب کو دھلوانا (۵۷) برس روز (سال بھر) تک یا کچھ کم زیادہ اس گھر میں اچار نہ پڑنا (۵۸) کوئی خوشی کی تقریب نہ کرنا (۵۹) مخصوص تاریخوں میں پھر غم کا تازہ کرنا (۶۰) حد سے زیادہ زیب و زینت میں مشغول ہونا (۶۱) سادی وضع کو معیوب جاننا (۶۲) مکان میں تصویریں لگانا (۶۳) خاص دان، عطر دان، سرمہ دانی، سلائی وغیرہ چاندی سونے کی استعمال کرنا (۶۴) تعزیہ دیکھنے اور میلوں میں جانا (۶۵) بدن گودانا (۶۶) خدائی رات[4] کرنا (۶۷) ٹوٹکہ کرنا (۶۸) محض زیب و زینت کے لیے دیوار گیری، چھت گیری[5] لگانا (۶۹) سفر کو جاتے یا لوٹتے وقت غیر محرم کے گلے لگنا یا گلے لگانا (۷۰) جینے کے لیے لڑکے کا کان یا ناک چھیدنا (۷۱) لڑکے کو بالا یا بلاق پہنانا (۷۲) ریشمی یا کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا یا ہنسلی یا گھونگرو یا کوئی اور زیور پہنانا (۷۳) کم رونے کے لیے (بچوں کو) افیون کھلانا (۷۴) کسی بیماری میں شیر کا دودھ یا اس کا گوشت کھلانا اس قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں، بطور نمونہ کے اتنی بیان کر دی گئیں۔

---

[1] بیاہ شادی کے موقع پر جو پھول وغیرہ سجا کر لے جاتے ہیں۔ [2] شادی کے چوتھے دن دلہن کے گھر جا کر پھولوں کی چھڑیاں، سبزی، ترکاری اور میووں کا ایک دوسرے پر پھینکنا۔ [3] مائیوں بٹھانا۔ [4] کسی مراد کے پورے ہونے پر عورتیں رات بھر جاگتی ہیں اور نذر و نیاز کے لیے پکوان پکاتی ہیں۔ [5] دیوار گیری: خوش نمائی کے لیے دیوار پر لگانے کا کپڑا۔ چھت گیری: وہ کپڑا جو چھت کے نیچے لگاتے ہیں تاکہ خاک، دھول نہ گرے۔

(۳۳) بڑے بڑے گناہوں کا بیان جن پر بہت سختی آئی ہے

(۱) اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا (۲) ناحق خون کرنا وہ عورتیں جن کی اولاد نہیں ہوتی کسی کی سنور (زچہ خانہ کی حالت) میں بعضے ایسے ٹوٹکے کرتی ہیں کہ یہ بچہ مر جائے اور ہماری اولاد ہو یہ بھی اسی خون میں داخل ہے (۳) ماں باپ کو ستانا (۴) زنا کرنا (۵) یتیموں کا مال کھانا جیسے اکثر عورتیں خاوند کے تمام مال و جائداد پر قبضہ کر کے چھوٹے بچوں کا حصہ اڑاتی ہیں (۶) لڑکیوں کو حصہ میراث کا نہ دینا (۷) کسی عورت کو ذرا سے شبہ میں زنا کی تہمت لگانا (۸) ظلم کرنا (۹) کسی کو اس کے پیچھے بدی سے یاد کرنا (۱۰) اللہ جل جلالہٗ کی رحمت سے ناامید ہونا (۱۱) وعدہ کر کے پورا نہ کرنا (۱۲) امانت میں خیانت کرنا (۱۳) اللہ جل جلالہٗ کا کوئی فرض مثل نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ چھوڑ دینا (۱۴) قرآن شریف پڑھ کر بھلا دینا (۱۵) جھوٹ بولنا (۱۶) خصوصاً جھوٹی قسم کھانا (۱۷) اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کھانا یا اس طرح قسم کھانا کہ مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو، ایمان پر خاتمہ نہ ہو (۱۸) اللہ جل جلالہٗ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا (۱۹) بلا عذر نماز قضا کر دینا (۲۰) کسی مسلمان کو کافر یا بے ایمان یا اللہ کی مار یا اللہ کی پھٹکار اللہ کا دشمن وغیرہ کہنا (۲۱) کسی کا گلہ شکوہ سننا (۲۲) چوری کرنا (۲۳) بیاج (سود) لینا (۲۴) اناج کی گرانی سے خوش ہونا (۲۵) مول چکا کر پیچھے زبردستی سے کم دینا (۲۶) غیر محرم کے پاس تنہائی میں بیٹھنا (۲۷) بعض عورتیں اور لڑکیاں بد بد کے گٹے یا اور کوئی کھیل کھیلتی ہیں یہ بھی جوا ہے (۲۸) کافروں کی رسمیں پسند کرنا (۲۹) کھانے کو برا کہنا (۳۰) ناچ دیکھنا، راگ باجا سننا (۳۱) قدرت ہونے پر نصیحت نہ کرنا (۳۲) کسی سے مسخرا پن کر کے بے حرمت اور شرمندہ کرنا (۳۳) کسی کا عیب ڈھونڈنا۔

گناہوں کے (۲۵) دنیاوی نقصانات

(۱) علم سے محروم رہنا (۲) روزی کم ہو جانا (۳) اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد سے وحشت ہونا (۴) آدمیوں سے وحشت ہو جانا، خاص کر نیک آدمیوں سے (۵) اکثر کاموں میں مشکل پڑ جانا (۶) دل میں صفائی نہ رہنا (۷) دل میں اور بعض دفعہ تمام بدن میں کمزوری ہو جانا (۸) طاعت سے محروم رہنا (۹) عمر گھٹ جانا (۱۰) توبہ کی توفیق نہ ہونا (۱۱) کچھ دنوں میں گناہ کی برائی دل سے جاتی رہنا (۱۲) اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہو جانا (۱۳) دوسری مخلوق کو اس کا

نقصان پہنچنا اور اس وجہ سے اس پر لعنت کرنا (۱۴) عقل میں فتور ہو جانا (۱۵) رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اس پر لعنت ہونا (۱۶) فرشتوں کی دعا سے محروم رہنا (۱۷) پیداوار میں کمی ہونا (۱۸) شرم اور غیرت کا جاتے رہنا (۱۹) اللہ تبارک وتعالیٰ کی بڑائی اس کے دل سے نکل جانا (۲۰) نعمتوں کا چھن جانا (۲۱) بلاؤں کا ہجوم ہونا (۲۲) اس پر شیطانوں کا مقرر ہو جانا (۲۳) دل کا پریشان رہنا (۲۴) مرتے وقت منہ سے کلمہ نہ نکلنا (۲۵) اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا اور اس وجہ سے بے توبہ مر جانا۔

عبادت سے دنیا کے (۲۵) فائدوں کا بیان

(۱) روزی بڑھنا (۲) طرح طرح کی برکت ہونا (۳) تکلیف اور پریشانی دور ہونا (۴) مُرادوں کے پورے ہونے میں آسانی ہونا (۵) لطف کی زندگی ہونا (۶) بارش ہونا (۷) ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا (۸) اللہ تبارک وتعالیٰ کا مہربان اور مددگار رہنا (۹) فرشتوں کو حکم ہونا کہ اس کا دل مضبوط رکھو (۱۰) سچی عزت وآبرو ملنا (۱۱) مرتبے بلند ہونا (۱۲) سب کے دلوں میں اس کی محبت ہو جانا (۱۳) قرآن کا اس کے حق میں شفا ہونا (۱۴) مال کا نقصان ہو جائے تو اس سے اچھا بدلہ مل جانا (۱۵) دن بدن نعمت میں ترقی ہونا (۱۶) مال بڑھنا (۱۷) دل میں راحت اور تسلی رہنا (۱۸) آئندہ نسل میں یہ نفع پہنچنا (۱۹) زندگی میں غیبی بشارتیں نصیب ہونا (۲۰) مرتے وقت فرشتوں کا خوش خبری سنانا (۲۱) مبارک باد دینا (۲۲) عمر بڑھنا (۲۳) افلاس اور فاقہ سے بچا رہنا (۲۴) تھوڑی چیز میں زیادہ برکت ہونا (۲۵) اللہ تبارک وتعالیٰ کا غصہ جاتے رہنا۔

تمرین

سوال ①: بعض کفر اور شرک کی باتیں زبانی لکھیں جو آپ نے کتاب میں پڑھی ہیں۔

سوال ②: بری رسمیں اور بدعتیں جو آپ نے پڑھیں ہیں زبانی لکھیں۔

سوال ③: بعض وہ گناہ بتائیں جن پر دین میں بہت سختی آئی ہے۔

سوال ④: کیا گناہ کرنے سے انسان دنیا میں چین وسکون کی زندگی بسر کر سکتا ہے؟ اگر نہیں تو گناہ کے دنیاوی نقصانات کیا ہیں ذکر کریں۔

سوال ⑤: کیا عبادت کا ثواب صرف آخرت میں ہے یا دنیا میں بھی اس کا کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے؟

کتاب الطھارۃ

وضو کا بیان

وضو کا مسنون طریقہ

وضو کرنے والے کو چاہیے کہ وضو کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھے کہ چھینٹیں اڑ کر اوپر نہ پڑیں اور وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ کہے اور سب سے پہلے تین دفعہ گٹوں تک ہاتھ دھوئے۔ پھر تین دفعہ کلی کرے اور مسواک کرے۔ اگر مسواک نہ ہو تو کسی موٹے کپڑے یا صرف انگلی سے اپنے دانت صاف کر لے کہ سارا میل کچیل ختم ہو جائے اور اگر روزہ دار نہ ہو تو غرغرہ کر کے اچھی طرح سارے منہ میں پانی پہنچائے اور اگر روزہ ہو تو غرغرہ نہ کرے کہ شاید کچھ پانی حلق میں چلا جائے۔ پھر تین بار ناک میں پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے لیکن جس کا روزہ ہو وہ جتنی دور تک نرم نرم گوشت ہے اس سے اوپر پانی نہ لے جائے۔ پھر تین دفعہ منہ دھوئے۔ سر کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک سب جگہ پانی بہ جائے، دونوں ابروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے، کہیں سوکھا نہ رہے۔ پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنی سمیت دھوئے، پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت تین دفعہ دھوئے اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کرے اور انگوٹھی، چھلا، چوڑی جو کچھ ہاتھ میں پہنے ہو ہلا لے کہ کہیں سوکھا نہ رہ جائے۔ پھر ایک مرتبہ سارے سر کا مسح کرے، پھر کان کا مسح کرے، اندر کی طرف کا کلمہ کی انگلی سے اور کان کے اوپر کی طرف کا انگوٹھوں سے مسح کرے، پھر انگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن کا مسح کرے لیکن گلے کا مسح نہ کرے کہ یہ برا اور منع ہے۔ کان کے مسح کے لیے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں ہے، سر کے مسح سے جو بچا ہوا پانی ہاتھ میں لگا ہے وہی کافی ہے اور تین بار داہنا پاؤں ٹخنے سمیت دھووے، پھر بایاں پاؤں ٹخنے سمیت تین دفعہ دھوئے اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے پیر کی انگلیوں کا خلال کرے۔ پیر کی داہنی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں چھنگلیا پر ختم کرے۔ یہ وضو کرنے کا طریقہ ہے لیکن اس میں بعضی چیزیں ایسی ہیں کہ اگر اس میں سے ایک بھی چھوٹ جائے یا کچھ کمی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا، جیسے پہلے بے وضو تھا اب بھی بے وضو رہے گا۔ ایسی چیزوں کو فرض کہتے ہیں اور بعضی باتیں ایسی ہیں کہ ان کے چھوٹ جانے سے وضو تو ہو جاتا ہے

لیکن ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور شریعت میں ان کے کرنے کی تاکید بھی آئی ہے، اگر کوئی اکثر چھوڑ دیا کرے تو گناہ ہوتا ہے، ایسی چیزوں کو ''سنت'' کہتے ہیں اور بعضی چیزیں ایسی ہیں کہ کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے کچھ گناہ نہیں ہوتا اور شرع میں ان کے کرنے کی تاکید بھی نہیں ہے، ایسی باتوں کو ''مستحب'' کہتے ہیں۔

وضو میں چار (۴) فرض ہیں:

(۱) ایک مرتبہ سارا منہ دھونا (۲) ایک ایک مرتبہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا (۳) ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) ایک ایک مرتبہ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔ بس فرض اتنا ہی ہے۔ اس میں سے اگر ایک چیز بھی چھوٹ جائے گی یا کوئی جگہ بال برابر بھی سوکھی رہ جاوے گی تو وضو نہ ہوگا۔

وضو کی نو (۹) سنتیں ہیں:

(۱) پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھ دھونا (۲) بسم اللہ کہنا (۳) کلی کرنا (۴) ناک میں پانی ڈالنا (۵) مسواک کرنا[1] (۶) سارے سر کا مسح کرنا (۷) ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونا (۸) کانوں کا مسح کرنا (۹) ہاتھ اور پیر کی انگلیوں کا خلال کرنا۔ یہ سب باتیں سنت ہیں اور اس کے سوا جو اور باتیں ہیں وہ سب مستحب ہیں۔

وضو کے ستائیس (۲۷) مسائل:

مسئلہ (۱): جب یہ چار عضو جن کا دھونا فرض ہے دھل جائیں گے تو وضو ہو جائے گا چاہے وضو کا ارادہ ہو یا نہ ہو جیسے کوئی نہاتے وقت سارے بدن پر پانی بہالے اور وضو نہ کرے یا حوض میں گر پڑے یا (بارش کے دوران) پانی برستے میں باہر کھڑا ہو جائے اور وضو کے یہ اعضاء دھل جائیں تو وضو ہو جائے گا لیکن وضو کا ثواب نہ ملے گا۔

---

[1] **مسواک کے فضائل:** (۱) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اگر میں اپنی امت پر اس بات کو مشکل نہ جانتا تو مسلمانوں کو یہ حکم دیتا کہ وہ عشاء کی نماز دیر سے پڑھیں اور ہر نماز کے لیے مسواک کریں۔'' (نسائی، المواقیت، باب ما یستحب من تاخیر العشاء برقم: ۵۳۵) (۲) حضرت مقدام بن شریح روایت کرتے ہیں اپنے والد سے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر میں تشریف لاتے تو پہلے کیا کرتے؟ انہوں نے فرمایا: ''سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرتے۔'' (مسلم، الطهارة، باب السواك، رقم: ۲۵۳) (۳) حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جبرئیل علیہ السلام جب بھی میرے پاس آتے مجھے مسواک کرنے کا حکم دیتے (یہاں تک کہ) یہ مجھے خوف ہوا کہ (کہیں مسواک کی زیادتی سے) میں اپنے منہ کے اگلے حصہ کو نہ چھیل ڈالوں۔'' (مسند احمد: ۵/۲٦۳، رقم: ۲۱۷٦٦). (۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راویہ ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''وہ نماز جس کے لیے مسواک کی گئی (یعنی وضو کے وقت) اس نماز پر جس کے لیے مسواک نہیں کی گئی، ستر درجے کی فضیلت رکھتی ہے۔'' (بیهقی، الطهارة، باب تاكيد السواك عند القيام الى الصلوة: ۱/۳۸) بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے۔

مسئلہ (۲): سنت یہی ہے کہ اسی طرح سے وضو کرے جس طرح ہم نے اوپر بیان کیا ہے، اگر کوئی الٹا وضو کر لے کہ پہلے پاؤں دھوڈالے پھر مسح کرے پھر دونوں ہاتھ دھوئے پھر منہ دھوڈالے یا اور کسی طرح الٹ پلٹ کر وضو کرے تو بھی وضو ہو جاتا ہے لیکن سنت کے موافق وضو نہیں ہوتا اور گناہ کا خوف ہے۔

مسئلہ (۳): اسی طرح اگر بایاں ہاتھ، بایاں پاؤں پہلے دھویا تب بھی وضو ہو گیا، لیکن مستحب کے خلاف ہے۔

مسئلہ (۴): ایک عضو کو دھو کر دوسرے عضو کے دھونے میں اتنی دیر نہ لگائے کہ پہلا عضو سوکھ جائے، بل کہ اس کے سوکھنے سے پہلے پہلے دوسرا عضو دھوڈالے، اگر پہلا عضو سوکھ گیا تب دوسرا عضو دھویا تو وضو ہو جائے گا لیکن یہ بات سنت کے خلاف ہے۔

مسئلہ (۵): داڑھی کا خلال کرے اور تین بار منہ دھونے کے بعد خلال کرے اور تین بار سے زیادہ خلال نہ کرے۔

مسئلہ (۶): جو سطح رخسار اور کان کے درمیان میں ہے اس کا دھونا فرض ہے خواہ (اس جگہ) داڑھی نکلی ہو یا نہیں۔

مسئلہ (۷): تھوڑی کا دھونا فرض ہے بشرطیکہ داڑھی کے بال اس پر نہ ہوں یا ہوں تو اس قدر کم ہوں کہ کھال نظر آئے۔

مسئلہ (۸): ہونٹ کا جو حصہ منہ بند ہونے کے بعد دکھائی دیتا ہے اس کا دھونا فرض ہے۔

مسئلہ (۹): داڑھی یا مونچھ یا بھویں اس قدر گھنی ہوں کہ کھال نظر نہ آئے تو اس کھال کا دھونا جو اس سے چھپی ہوئی ہے فرض نہیں ہے، بل کہ وہ بال ہی قائم مقام کھال کے ہیں، ان پر پانی بہا دینا کافی ہے۔

مسئلہ (۱۰): بھویں یا داڑھی یا مونچھ اس قدر گھنی ہوں کہ اس کے نیچے کی کھال چھپ جائے اور نظر نہ آئے تو ایسی صورت میں اس قدر بالوں کا دھونا واجب ہے جو حدِ چہرہ کے اندر ہیں باقی (بال) جو حد مذکورہ سے آگے بڑھ گئے ہوں ان کا دھونا واجب نہیں۔

گزشتہ سے پیوستہ: **مسواک کے آداب:** دائیں ہاتھ سے پکڑنا، ایک بالشت جتنی ہونا، چھنگلی جتنی موٹی ہونا، سیدھی ہونا، درمیان میں جوڑ نہ ہونا، مسواک کو نہ چوسنا، مسواک کرنے سے پہلے دھولینا ورنہ شیطان مسواک کرتا ہے، مسواک سیدھی رکھنا لٹا کر نہ رکھنا اور ایسی لکڑی سے نہ کرنا جس سے تکلیف ہو جیسے بانس یا انار کی لکڑی، سب سے افضل پیلو کی لکڑی ہے یا زیتون کی۔

مسواک کے فوائد: بڑھاپا جلدی نہیں آتا، نظر تیز ہو جاتی ہے، موت کے علاوہ تمام بیماریوں سے شفا ہے، پل صراط پر تیزی سے گزرنے کا سبب بھی ہے، منہ کی صفائی کا اور اللہ کی رضا کا سبب ہے، فرشتوں کی خوشی کا سبب ہے، کھانا ہضم کرتی ہے، بلغم کو ختم کرتی ہے، نماز کے ثواب کو دگنا کرتی ہے، شیطان کو غصہ دلاتی ہے، سر اور دانتوں کی رگوں کو آرام پہنچاتی ہے، روح کے نکلنے کو آسان کرتی ہے اور موت کے وقت کلمہ نصیب ہوتا ہے۔

مسئلہ (۱۱): ہر عضو کے دھوتے وقت یہ بھی سنت ہے کہ اس پر ہاتھ بھی پھیر لیا کرے تا کہ کوئی جگہ سوکھی نہ رہے، سب جگہ پانی پہنچ جائے۔

مسئلہ (۱۲): وقت آنے سے پہلے ہی وضو، نماز کا سامان اور تیاری کرنا بہتر اور مستحب ہے۔

مسئلہ (۱۳): جب تک کوئی مجبوری نہ ہو خود اپنے ہاتھ سے وضو کرے کسی اور سے پانی نہ ڈلوائے اور وضو کرنے میں دنیا کی کوئی بات چیت نہ کرے، بل کہ ہر عضو کے دھوتے وقت بسم اللہ اور کلمہ پڑھا کرے اور پانی کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو، چاہے دریا کے کنارے پر ہو لیکن تب بھی پانی ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کرے اور نہ پانی میں بہت کمی کرے کہ اچھی طرح دھونے میں دِقت ہو۔ نہ کسی عضو کو تین مرتبہ سے زیادہ دھوئے اور منہ دھوتے وقت پانی کا چھینٹا زور سے منہ پر نہ مارے، نہ پُھنکار مار کر چھینٹیں اڑائے اور اپنے منہ اور آنکھوں کو بہت زور سے نہ بند کرے کہ یہ سب باتیں مکروہ اور منع ہیں، اگر آنکھ یا منہ زور سے بند کیا اور پلک یا ہونٹ پر کچھ سوکھا رہ گیا یا آنکھ کے کوئے میں پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا۔

مسئلہ (۱۴): انگوٹھی، چھلاّ وغیرہ اگر ڈھیلے ہوں کہ بغیر ہلائے بھی ان کے نیچے پانی پہنچ جائے تب بھی اُن کا ہلا لینا مستحب ہے اور اگر ایسے تنگ ہوں کہ بغیر ہلائے پانی نہ پہنچنے کا گمان ہو تو ان کو ہلا کر اچھی طرح پانی پہنچا دینا ضروری اور واجب ہے۔

مسئلہ (۱۵): اگر کسی کے ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا۔ جب یاد آئے اور آٹا دیکھے تو (اُسے) چھڑا کر پانی ڈال لے اور اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اُس کو لوٹائے اور پھر سے پڑھے۔

مسئلہ (۱۶): جب وضو کر چکے تو سورہ (قدر یعنی) ''اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ'' اور یہ دعا پڑھے:

''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ.''

ترجمہ: ''اے اللہ! کر دے مجھ کو توبہ کرنے والوں میں سے اور کر دے مجھ کو گناہوں سے پاک ہونے والے لوگوں میں سے، اور کر دے مجھ کو اپنے نیک بندوں میں سے، اور کر دے مجھ کو ان لوگوں میں سے کہ جن کو دونوں جہاں میں کچھ خوف نہیں اور نہ وہ (آخرت میں) غمگین ہوں گے۔''

مسئلہ (۱۷): جب وضو کر چکے (اور مکروہ وقت نہ ہو) تو بہتر ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے۔ اس نماز کو جو وضو کے بعد پڑھی جاتی ہے "تحیۃ الوضوء" کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں اس کا بڑا ثواب آیا ہے۔

مسئلہ (۱۸): اگر ایک (نماز کے) وقت وضو کیا تھا پھر دوسرا وقت آ گیا اور ابھی وضو ٹوٹا نہیں ہے تو اسی وضو سے نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر دوبارہ وضو کر لے تو بہت ثواب ملتا ہے۔

مسئلہ (۱۹): جب ایک دفعہ وضو کر لیا اور ابھی وہ ٹوٹا نہیں تو جب تک اُس وضو سے کوئی عبادت نہ کر لے اس وقت تک دوسرا وضو کرنا مکروہ اور منع ہے، تو اگر نہاتے وقت کسی نے وضو کیا ہے تو اسی وضو سے نماز پڑھنا چاہیے، بغیر اس کے ٹوٹے دوسرا وضو نہ کرے، ہاں اگر کم سے کم دو ہی رکعت نماز اس وضو سے پڑھ چکا ہو تو دوسرا وضو کرنے میں کچھ حرج نہیں، بل کہ ثواب ہے۔

مسئلہ (۲۰): کسی کے ہاتھ یا پاؤں پھٹ گئے اور اس میں موم، روغن یا اور کوئی دوا بھر لی (اور اس کے نکالنے سے ضرر ہوگا) تو اگر بغیر اس کے نکالے اوپر ہی اوپر پانی بہا دیا تو وضو درست ہے۔

مسئلہ (۲۱): وضو کرتے وقت ایڑی پر یا کسی اور جگہ پانی نہیں پہنچا اور جب پورا وضو ہو چکا تب معلوم ہوا کہ فلانی جگہ سوکھی ہے تو وہاں پر فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے، بل کہ پانی بہانا چاہیے۔

مسئلہ (۲۲): اگر ہاتھ یا پاؤں وغیرہ میں کوئی پھوڑا ہے یا کوئی اور ایسی بیماری ہے کہ اس پر پانی ڈالنے سے نقصان ہوتا ہے تو پانی نہ ڈالے، وضو کرتے وقت صرف بھیگا ہاتھ پھیر لے، اس کو "مسح" کہتے ہیں اور اگر یہ بھی نقصان کرے تو ہاتھ بھی نہ پھیرے، اتنی جگہ چھوڑ دے۔

مسئلہ (۲۳): اگر زخم پر پٹی بندھی ہو اور پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنے سے نقصان ہو یا پٹی کھولنے باندھنے میں بڑی دِقت اور تکلیف ہو تو پٹی کے اوپر مسح کر لینا درست ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو پٹی پر مسح کرنا درست نہیں، پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنا چاہیے۔

مسئلہ (۲۴): اگر پوری پٹی کے نیچے زخم نہیں ہے تو اگر پٹی کھول کر زخم کو چھوڑ کر اور سب جگہ دھو سکے تو دھونا چاہیے اور اگر پٹی نہ کھول سکے تو ساری پٹی پر مسح کر لے، جہاں زخم ہے وہاں بھی اور جہاں زخم نہیں ہے وہاں بھی۔

مسئلہ (۲۵): ہڈی کے ٹوٹ جانے کے وقت بانس کی کھپچیاں[1] رکھ کے ٹکٹھی بنا کر باندھتے ہیں اس کا بھی یہی حکم

[1] بانس کے چیرے ہوئے ٹکڑے۔

ہے کہ جب تک ٹکٹھی نہ کھول سکے ٹکٹھی کے اوپر ہاتھ پھیر لیا کرے، اور فصد کی پٹی کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر زخم کے اوپر مسح نہ کر سکے تو پٹی کھول کر کپڑے کی گدی پر مسح کرے، اور اگر کوئی کھولنے باندھنے والا نہ ملے تو پٹی ہی پر مسح کرلے۔

مسئلہ (۲۶): ٹکٹھی اور پٹی وغیرہ میں بہتر تو یہ ہے کہ ساری ٹکٹھی پر مسح کرے اور اگر ساری پر نہ کرے بل کہ آدھی سے زائد پر کرے تو بھی جائز ہے، اگر فقط آدھی یا آدھی سے کم پر کرے تو جائز نہیں۔

مسئلہ (۲۷): اگر ٹکٹھی یا پٹی کھل کر گر پڑے اور زخم ابھی اچھا نہیں ہوا تو پھر باندھ لے اور وہی پہلا مسح باقی ہے، پھر مسح کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر زخم اچھا ہوگیا کہ اب باندھنے کی ضرورت نہیں ہے تو مسح ٹوٹ گیا، اب اتنی جگہ دھوکر نماز پڑھے، سارا وضو دہرانا ضروری نہیں ہے۔

تمرین

سوال ①: وضو کرنے کا مکمل طریقہ بیان کریں۔

سوال ②: وضو میں کتنی سنتیں ہیں؟ ذکر کریں۔

سوال ③: اگر کسی شخص نے ایک عضو دھو کر دوسرے عضو کے دھونے میں اتنی تاخیر کی کہ پہلا عضو خشک ہوگیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ④: اگر اعضائے وضو دھونے میں ترتیب برقرار نہیں رکھی یعنی پہلے ہاتھ دھولیا پھر منہ دھو لیا اس طرح الٹ پلٹ وضو کیا اس کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: اگر اعضائے وضو جن کا دھونا فرض ہے ان میں سے کسی جگہ پر آٹا وغیرہ لگ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑥: اگر اعضائے وضو میں کسی جگہ زخم پر پٹی باندھی ہوئی ہے تو اس جگہ کو کیسے دھویا جائے؟

وضوتوڑنے والی چیزوں کا بیان[۱]

مسئلہ (۱): پاخانہ، پیشاب اور ہوا جو پیچھے سے نکلے اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے، البتہ اگر آگے کی راہ سے ہوا نکلے جیسا کہ کبھی بیماری سے ایسا ہوجاتا ہے تو اس سے وضونہیں ٹوٹتا اور اگر آگے یا پیچھے سے کوئی کیڑا جیسے کینچوا یا کنکری وغیرہ نکلے تو بھی وضوٹوٹ گیا۔

مسئلہ (۲): اگر کسی کے کوئی زخم ہوا اُس میں سے کیڑا نکلے یا کان سے نکلا یا زخم میں سے کچھ گوشت کٹ کے گر پڑا اور خون نہیں نکلا تو اس سے وضونہیں ٹوٹا۔

مسئلہ (۳): اگر کسی نے فصد[۲] لی یا نکسیر پھوٹی یا چوٹ لگی اور خون نکل آیا یا پھوڑے پھنسی یا بدن بھر میں اور کہیں سے خون نکلا یا پیپ نکلی تو وضو جاتا رہا۔ البتہ اگر زخم کے منہ ہی پر رہے زخم کے منہ سے آگے نہ بڑھے تو وضونہیں ٹوٹا۔ تو اگر کسی کے سوئی (وغیرہ) چبھ گئی اور خون نکل آیا لیکن بہا نہیں ہے تو وضونہیں ٹوٹا اور جو ذرا بھی بہ پڑا ہو تو وضوٹوٹ گیا۔

مسئلہ (۴): اگر کسی نے ناک سنکی اور اس میں جمے ہوئے خون کی پھٹکیاں[۳] نکلیں تو وضونہیں ٹوٹا۔ وضوتب ٹوٹتا ہے کہ پتلا خون نکلے اور بہ پڑے، سو اگر کسی نے اپنی ناک میں انگلی ڈالی پھر جب اُس کو نکالا تو انگلی میں خون کا دھبہ معلوم ہوا لیکن وہ خون بس اتنا ہی ہے کہ انگلی میں تو ذرا سا لگ جاتا ہے لیکن بہتا نہیں تو اس سے وضونہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ (۵): کسی کی آنکھ کے اندر کوئی دانہ وغیرہ تھا وہ ٹوٹ گیا یا خود اس نے توڑ دیا اور اس کا پانی بہہ کر آنکھ میں تو پھیل گیا لیکن آنکھ سے باہر نہیں نکلا تو اس کا وضونہیں ٹوٹا اور اگر آنکھ کے باہر پانی نکل پڑا تو وضوٹوٹ گیا۔ اسی طرح اگر کان کے اندر دانہ ہو اور ٹوٹ جائے تو جب تک خون، پیپ سوراخ کے اندر اس جگہ تک رہے جہاں پانی پہنچانا غسل کرتے وقت فرض نہیں ہے تب تک وضونہیں جاتا اور جب ایسی جگہ پر آجائے جہاں پانی پہنچانا (غسل میں) فرض ہے تو وضوٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ (۶): کسی نے اپنے پھوڑے یا چھالے کے اوپر کا چھلکا نوچ ڈالا اور اس کے نیچے خون یا پیپ دکھلائی دینے لگا لیکن وہ خون، پیپ اپنی جگہ پر ٹھہرا ہے، کسی طرف نکل کے بہا نہیں تو وضونہیں ٹوٹا اور جو بہ پڑا تو وضوٹوٹ گیا۔

مسئلہ (۷): کسی کے پھوڑے میں بڑا گہرا گھاؤ ہو گیا تو جب تک خون، پیپ اس گھاؤ کے سوراخ کے اندر ہی اندر

---

[۱] اس باب میں چالیس (۴۰) مسائل بیان ہوئے ہیں۔ [۲] فصد لینا یعنی نشتر لگانا۔ [۳] یعنی خون کی جمی ہوئی بوندیں۔

ہے باہر نکل کر بدن پر نہ آئے اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ (۸): اگر پھوڑے پھنسی کا خون خود سے نہیں نکلا بل کہ اس نے دبا کے نکالا ہے تب بھی وضو ٹوٹ جائے گا جب کہ وہ خون بہ جائے۔

مسئلہ (۹): کسی کے زخم سے تھوڑا تھوڑا خون نکلنے لگا اِس نے اس پر مٹی ڈال دی یا کپڑے سے پونچھ لیا، پھر تھوڑا سا نکلا پھر اس نے پونچھ ڈالا، اس طرح کئی دفعہ کیا کہ خون بہنے نہ پایا تو دل میں سوچے اگر ایسا معلوم ہو کہ اگر پونچھا نہ جاتا تو بہ پڑتا تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر ایسا ہو کہ پونچھا نہ جاتا تب بھی نہ بہتا تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ (۱۰): کسی کے تھوک میں خون معلوم ہوا تو اگر تھوک میں خون بہت کم ہے اور تھوک کا رنگ سفیدی یا زردی مائل ہے تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر خون زیادہ یا برابر ہے اور رنگ سرخی مائل ہے تو وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ (۱۱): اگر دانت سے کوئی چیز (سیب وغیرہ) کاٹی اور اس چیز پر خون کا دھبہ معلوم ہوا یا دانت میں خلال کیا اور خلال میں خون کی سرخی دکھائی دی لیکن تھوک میں بالکل خون کا رنگ معلوم نہیں ہوتا تو وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ (۱۲): کسی نے جونک[1] لگوائی اور جونک میں اتنا خون بھر گیا کہ اگر بیچ سے کاٹ دو تو خون بہ پڑے تو وضو جاتا رہا اور جو اتنا نہ پیا ہو بل کہ بہت کم پیا ہو تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر مچھر یا مکھی یا کھٹمل نے خون پیا تو وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ (۱۳): کسی کے کان میں درد ہوتا ہے اور پانی نکلا کرتا ہے تو یہ پانی جو کان سے بہتا ہے نجس ہے، اگر چہ کچھ پھوڑا یا پھنسی نہ معلوم ہوتی ہو، پس اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا جب کان کے سوراخ سے نکل کر اس جگہ تک آ جائے جس کا دھونا غسل کرتے وقت فرض ہے۔ اسی طرح اگر ناف سے پانی نکلے اور درد بھی ہوتا ہو تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔ ایسے ہی اگر آنکھیں دکھتی ہوں اور کھٹکتی ہوں تو پانی بہنے اور آنسو نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر آنکھیں نہ دکھتی ہوں نہ اس میں کچھ کھٹک ہو تو آنسو نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ (۱۴): اگر قے ہوئی اور اس میں کھانا یا پانی یا پت گرے تو اگر مُنہ بھر کر قے ہوئی ہو تو وضو ٹوٹ گیا اور مُنہ بھر کر قے نہیں ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹا اور ''منہ بھر کر'' ہونے کا یہ مطلب ہے کہ مشکل سے منہ میں رکے اور اگر قے میں نرا (صرف) بلغم گرا تو وضو نہیں ٹوٹا چاہے جتنا ہو، منہ بھر کے ہو چاہے نہ ہو، سب کا ایک حکم ہے اور اگر قے میں خون گرے تو اگر پتلا اور بہتا ہوا ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا چاہے کم ہو چاہے زیادہ، منہ بھر کے ہو یا نہ ہو اور اگر جما ہوا

[1]: یعنی وہ چار پانچ انچ لمبا کیڑا جسے فاسد خون نکالنے کے لیے آدمی کے جسم پر لگاتے ہیں۔

ٹکڑے ٹکڑے گرے اور منہ بھر کے ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر کم ہو تو وضو نہ جائے گا۔

مسئلہ (۱۵): اگر تھوڑی تھوڑی کر کے کئی دفعہ قے ہوئی لیکن سب ملا کر اتنی ہے کہ اگر ایک دفعہ میں گرتی تو منہ بھر کے ہو جاتی تو اگر ایک ہی متلی برابر باقی رہی اور تھوڑی تھوڑی قے ہوتی رہی تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر ایک ہی متلی برابر نہیں رہی بل کہ پہلی دفعہ کی متلی جاتی رہی تھی اور جی اچھا ہو گیا تھا پھر دوبارہ متلی شروع ہوئی اور تھوڑی قے ہوگئی، پھر جب یہ متلی جاتی رہی تو تیسری دفعہ پھر متلی شروع ہو کر قے ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ (۱۶): لیٹے لیٹے آنکھ لگ گئی یا کسی چیز سے ٹیک لگا کر بیٹھے بیٹھے سو گیا اور ایسی غفلت ہوگئی کہ اگر وہ ٹیک نہ ہوتی تو گر پڑتا تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر نماز میں بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے (یا سجدے میں) سو جائے تو وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ (۱۷): بیٹھے ہوئے نیند کا ایسا جھونکا آیا کہ گر پڑا تو اگر گر کے فوراً ہی آنکھ کھل گئی ہو تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر گرنے کے ذرا دیر بعد آنکھ کھلی تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر بیٹھا جھومتا رہا، گرا نہیں تب بھی وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ (۱۸): اگر بے ہوشی ہوگئی یا جنون سے عقل جاتی رہی تو وضو ٹوٹ گیا، چاہے بے ہوشی یا جنون تھوڑی ہی دیر رہا ہو۔ ایسے ہی اگر تمباکو وغیرہ کوئی نشہ کی چیز کھالی اور اتنا نشہ ہو گیا کہ اچھی طرح چلا نہیں جاتا اور قدم اِدھر اُدھر بہکتا اور ڈگمگاتا ہے تو بھی وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ (۱۹): اگر نماز میں اتنے زور سے ہنسی نکل گئی کہ اُس نے خود بھی اپنی آواز سن لی اور اس کے پاس والوں نے بھی سب نے سن لی جیسے کھل کھلا کر ہنسنے میں سب پاس والے سن لیتے ہیں اس سے بھی وضو ٹوٹ گیا اور نماز بھی ٹوٹ گئی اور اگر ایسا ہو کہ اپنے کو تو آواز سنائی دے مگر سب پاس والے نہ سن سکیں اگر چہ بہت ہی پاس والا سن لے (تو) اس سے نماز ٹوٹ جائے گی وضو نہ ٹوٹے گا، اور اگر ہنسی میں فقط دانت کھل گئے، آواز بالکل نہیں نکلی تو نہ وضو ٹوٹا نہ نماز گئی۔ البتہ اگر چھوٹا لڑکا جو ابھی جوان نہ ہوا ہو زور سے نماز میں ہنسے یا سجدۂ تلاوت میں بڑے آدمی (بالغ) کو ہنسی آئے تو وضو نہیں ٹوٹتا، ہاں وہ سجدہ اور نماز ٹوٹ جائے گی جس میں ہنسی آئی۔

مسئلہ (۲۰): عورت کو ہاتھ لگانے سے یا یوں ہی (عورتوں کا) خیال کرنے سے اگر آگے کی راہ سے پانی آجائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس پانی کو جو جوش کے وقت نکلتا ہے ''مذی'' کہتے ہیں۔

مسئلہ (۲۱): مرد کے پیشاب کے مقام سے جب عورت کا پیشاب کا مقام مل جائے اور کچھ کپڑا وغیرہ بیچ میں آڑ نہ ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، چاہے کچھ نکلے یا نہ نکلے۔

مسئلہ (۲۲): اگر کسی شخص کے مشترک حصہ کا کوئی جزو باہر نکل آئے جس کو ہمارے عرف میں ''کانچ نکلنا'' کہتے ہیں تو اس سے وضو جاتا رہے گا خواہ وہ اندر خود بخود چلا جائے یا کسی لکڑی کپڑے ہاتھ وغیرہ کے ذریعے سے اندر پہنچایا جائے۔

مسئلہ (۲۳): منی اگر بغیر شہوت خارج ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا، مثلاً: کسی نے کوئی بوجھ اُٹھایا یا کسی اونچے مقام سے گر پڑا اور اس صدمے سے منی بغیر شہوت خارج ہوگئی۔

مسئلہ (۲۴): اگر کسی کے حواس میں خلل ہو جائے لیکن یہ خلل جنون اور مدہوشی کی حد کو نہ پہنچا ہو تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ (۲۵): نماز میں اگر کوئی شخص سو جائے اور سونے کی حالت میں قہقہہ لگائے تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ (۲۶): جنازے کی نماز اور تلاوت کے سجدے میں قہقہہ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا (چاہے) بالغ ہو یا نابالغ (البتہ وہ نماز اور سجدہ ٹوٹ جائے گا)۔

مسئلہ (۲۷): جس چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ چیز نجس ہوتی ہے اور جس سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ نجس بھی نہیں، تو اگر ذرا سا خون نکلا کہ زخم کے منہ سے بہا نہیں یا ذرا سی قے ہوئی منہ بھر کر نہیں ہوئی اور اس میں کھانا یا پانی یا پت یا جما ہوا خون نکلا تو یہ خون اور یہ قے نجس نہیں ہے، اگر کپڑے یا بدن میں لگ جائے اس کا دھونا واجب نہیں اور اگر منہ بھر کے قے ہوئی اور خون زخم سے بہ گیا تو وہ نجس ہے، اس کا دھونا واجب ہے اور اگر اتنی قے کر کے کٹورے یا لوٹے کو منہ لگا کر کے کلی کے واسطے پانی لیا تو وہ برتن ناپاک ہو جاوے گا، اس لیے چلو سے پانی لینا چاہیے۔

مسئلہ (۲۸) چھوٹا لڑکا جو دودھ ڈالتا ہے[1] اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر منہ بھر نہ ہو تو نجس نہیں ہے اور جب منہ بھر ہو تو نجس ہے، اگر اس کے دھوئے بغیر نماز پڑھے گا تو نماز نہ ہوگی۔

جن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا

مسئلہ (۲۹): وضو کے بعد ناخن کٹائے یا زخم کے اوپر کی مردار کھال نوچ ڈالی تو وضو میں کوئی نقصان نہیں آیا، نہ تو وضو کے دُہرانے کی ضرورت ہے اور نہ اتنی جگہ کے پھر تر کرنے کا حکم ہے۔

مسئلہ (۳۰): وضو کے بعد کسی کا ستر دیکھ لیا یا اپنا ستر کھل گیا یا ننگا ہو کر نہایا اور ننگے ہی وضو کیا تو اس کا وضو درست ہے،

---

[1] یعنی دودھ کی قے کرتا ہو۔

پھر وضو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ بغیر مجبوری کے کسی کا ستر دیکھنا یا اپنا دکھلانا گناہ کی بات ہے۔

مسئلہ (۳۱): اگر وضو کرنا تو یاد ہے اور اس کے بعد وضو ٹوٹنا اچھی طرح یاد نہیں کہ ٹوٹا ہے یا نہیں ٹوٹا تو اس کا وضو باقی سمجھا جائے گا، اسی سے نماز درست ہے، لیکن وضو پھر کر لینا بہتر ہے۔

مسئلہ (۳۲): جس کو وضو کرنے میں شک ہوا کہ فلانا عضو دھویا یا نہیں تو وہ عضو پھر دھو لینا چاہیے اور اگر وضو کر چکنے کے بعد شک ہوا تو کوئی پرواہ نہ کرے، وضو ہو گیا۔ البتہ اگر یقین ہو جاوے کہ فلانی بات رہ گئی ہے تو اس کو کر لے۔

حدثِ اصغر یعنی بے وضو ہونے کی حالت کے احکام

مسئلہ (۳۳): بے وضو قرآن مجید کا چھونا درست نہیں ہے، ہاں اگر ایسے کپڑے سے چھولے جو بدن سے جدا ہو تو درست ہے، دوپٹہ یا کرتے کے دامن وغیرہ سے جب کہ اس کو پہنے اوڑھے ہوئے ہو چھونا درست نہیں ہاں اگر اترا ہوا ہو تو اس سے چھونا درست ہے اور زبانی پڑھنا درست ہے اور اگر کلام مجید کھلا ہوا رکھا ہے اور اس کو دیکھ دیکھ کے پڑھا لیکن ہاتھ نہیں لگایا یہ بھی درست ہے۔ اسی طرح بے وضو ایسے تعویذ اور ایسی تشتری (برتن) کا چھونا بھی درست نہیں ہے جس میں قرآن کی آیت لکھی ہو، خوب یاد رکھو۔

مسئلہ (۳۴): قرآن مجید اور پاروں کے پورے کاغذ کا چھونا مکروہ تحریمی ہے خواہ اس جگہ کو چھوئے جس میں آیت لکھی ہے یا اس جگہ کو جو سادہ ہے اور اگر پورا قرآن نہ ہو بل کہ کسی کاغذ یا کپڑے یا جھلی وغیرہ پر قرآن کی ایک پوری آیت لکھی ہوئی ہو باقی حصہ سادہ ہو تو سادہ جگہ کا چھونا جائز ہے جب کہ آیت پر ہاتھ نہ لگے۔

مسئلہ (۳۵): قرآن مجید کا لکھنا مکروہ نہیں بشرط یہ کہ لکھے ہوئے کو ہاتھ نہ لگے، گو خالی مقام کو چھوئے، مگر امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے نزدیک خالی مقام کو بھی چھونا جائز نہیں اور یہی اَحوط (زیادہ احتیاط والا) ہے۔ پہلا قول امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا ہے اور یہی اختلاف مسئلہ سابق میں بھی ہے۔ یہ حکم تب ہے جب قرآن شریف اور سیپاروں کے علاوہ کسی کاغذ یا کپڑے وغیرہ میں کوئی آیت لکھی ہو اور اس کا کچھ حصہ سادہ بھی ہو۔

مسئلہ (۳۶): اگر کتاب وغیرہ میں لکھے تو ایک آیت سے کم کا لکھنا مکروہ نہیں۔ قرآن شریف میں (تو) ایک آیت سے کم کا لکھنا بھی جائز نہیں۔

مسئلہ (۳۷): نابالغ بچوں کو حدثِ اصغر کی حالت میں بھی قرآن مجید کا دینا اور چھونے دینا مکروہ نہیں۔

مسئلہ (۳۸): قرآن مجید کے سوا اور آسمانی کتابوں میں مثل توریت وانجیل وزبور وغیرہ کے، بے وضو صرف اسی مقام کا چھونا مکروہ ہے جہاں لکھا ہو، سادے مقام کا چھونا مکروہ نہیں اور یہی حکم قرآن مجید کی منسوخ التلاوۃ آیتوں کا ہے۔

مسئلہ (۳۹): وضو کے بعد اگر کسی عضو کی نسبت نہ دھونے کا شبہ ہو، لیکن وہ عضو متعین نہ ہو تو ایسی صورت میں شک دفع کرنے کے لیے بائیں پیر کو دھوئے۔ اسی طرح وضو کے درمیان کسی عضو کی نسبت یہ شبہ ہو تو ایسی حالت میں اخیر عضو کو دھوئے، مثلاً کہنیوں تک ہاتھ دھونے کے بعد یہ شبہ ہو تو منہ دھو ڈالے اور اگر پیر دھوتے وقت یہ شبہ ہو تو کہنیوں تک ہاتھ دھو ڈالے، یہ اس وقت ہے کہ اگر کبھی کبھی شبہ ہوتا ہو اور اگر کسی کو اکثر اس قسم کا شبہ ہوتا ہو تو اس کو چاہیے کہ اس شبہ کی طرف خیال نہ کرے اور اپنے وضو کو کامل سمجھے۔

مسئلہ (۴۰): مسجد کے فرش پر وضو کرنا درست نہیں۔ ہاں اگر اس طرح وضو کرے کہ وضو کا پانی مسجد میں نہ گرنے پائے تو خیر، اس میں اکثر جگہ بے احتیاطی ہوتی ہے کہ وضو ایسے موقع پر کیا جاتا ہے کہ وضو کا پانی مسجد کے فرش پر بھی گرتا ہے۔

تمرین

سوال ①: جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے ان کو مختصراً ذکر کریں۔

سوال ②: کیا زخم لگنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال ③: قے کا کیا حکم ہے؟

سوال ④: کیا بیٹھے بیٹھے سونے سے یا نماز میں سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال ⑤: نشہ کی کتنی مقدار سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال ⑥: نماز میں ہنسنے کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑦: کیا بے وضو ہونے کی حالت میں قرآن مجید چھونا جائز ہے؟

سوال ⑧: اگر قرآن مجید کی کوئی آیت کسی کاغذ وغیرہ پر لکھی ہو تو کاغذ کی سادہ جگہ کو چھونا جائز ہے؟

سوال ⑨: بے وضو قرآن مجید لکھنا کیسا ہے؟

سوال ⑩: وضو کے درمیان یا بعد میں کسی عضو کے بارے میں نہ دھلنے کا شک ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

باب الغسل

غسل کا بیان[1]

غسل کرنے کا مسنون طریقہ

مسئلہ (۱): غسل کرنے والے کو چاہیے کہ پہلے گٹے تک دونوں ہاتھ دھوئے، پھر استنجے کی جگہ دھوئے، ہاتھ اور استنجے کی جگہ پر نجاست ہو تب بھی اور نہ ہو تب بھی، ہر حال میں ان دونوں کو پہلے دھونا چاہیے، پھر جہاں بدن پر نجاست لگی ہو پاک کرے پھر وضو کرے اور اگر کسی چوکی یا پتھر پر (بیٹھ کر) غسل کرتا ہو تو وضو کرتے وقت پیر بھی دھو لے اور اگر ایسی جگہ ہے کہ پیر بھر جائیں گے اور غسل کے بعد پھر دھونے پڑیں گے تو سارا وضو کرے مگر پیر نہ دھوئے، پھر وضو کے بعد تین مرتبہ اپنے سر پر پانی ڈالے، پھر تین مرتبہ داہنے کندھے پر، پھر تین بار بائیں کندھے پر پانی ڈالے اس طرح کہ سارے بدن پر پانی بہ جائے، پھر اس جگہ سے ہٹ کر پاک جگہ میں آئے اور پھر پیر دھوئے اور اگر وضو کے وقت پیر دھو لیے ہوں تو اب دھونے کی حاجت نہیں۔

مسئلہ (۲): پہلے سارے بدن پر اچھی طرح ہاتھ پھیر لے، تب پانی بہائے تاکہ سب جگہ اچھی طرح پانی پہنچ جائے، کہیں سوکھا نہ رہے۔

مسئلہ (۳): غسل کا طریقہ جو ہم نے ابھی بیان کیا سنت کے موافق ہے۔ اس میں سے بعض چیزیں فرض ہیں کہ بغیر اُن کے غسل درست نہیں ہوتا، آدمی ناپاک رہتا ہے اور بعض چیزیں سنت ہیں ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور اگر نہ کرے تو بھی غسل ہو جاتا ہے۔

غسل کے تین (۳) فرض ہیں:

(۱) اس طرح کلی کرنا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے (۲) ناک میں پانی ڈالنا جہاں تک ناک نرم ہے۔
(۳) سارے بدن پر پانی پہنچانا۔

[1] اس باب میں سینتالیس (۴۷) مسائل بیان ہوئے ہیں۔

غسل سے متعلق مزید مسائل:

مسئلہ (۴): غسل کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے، اور پانی بہت زیادہ نہ بہائے اور نہ بہت کم لے کہ اچھی طرح غسل نہ کر سکے اور ایسی جگہ غسل کرے کہ کوئی نہ دیکھے اور غسل کرتے وقت باتیں نہ کرے اور غسل کے بعد کسی کپڑے سے اپنا بدن پونچھ ڈالے اور بدن ڈھکنے میں بہت جلدی کرے یہاں تک کہ اگر وضو کرتے وقت پیر نہ دھوئے ہوں تو غسل کی جگہ سے ہٹ کر پہلے اپنا بدن ڈھکے، پھر دونوں پیر دھوئے۔

مسئلہ (۵): اگر تنہائی کی جگہ ہو جہاں کوئی نہ دیکھ سکے تو ننگے ہو کر نہانا بھی درست ہے، چاہے کھڑے ہو کر نہائے یا بیٹھ کر اور چاہے غسل خانہ کی چھت ہو یا نہ ہو لیکن بیٹھ کر نہانا بہتر ہے کیوں کہ اس میں پردہ زیادہ ہے اور ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک دوسرے کے سامنے بدن کھولنا گناہ ہے۔

مسئلہ (۶) جب سارے بدن پر پانی پڑ جائے اور کلی کر لے اور ناک میں پانی ڈال لے تو غسل ہو جائے گا، چاہے غسل کرنے کا ارادہ ہو چاہے نہ ہو۔ اگر پانی برستے میں ٹھنڈا ہونے کی غرض سے کھڑا ہو گیا یا حوض وغیرہ میں گر پڑا اور سب بدن بھیگ گیا اور کلی بھی کر لی اور ناک میں بھی پانی ڈال لیا تو غسل ہو گیا۔ اسی طرح غسل کرتے وقت کلمہ پڑھنا یا پڑھ کر پانی پر دم کرنا بھی ضروری نہیں، چاہے کلمہ پڑھے یا نہ پڑھے ہر حال میں آدمی پاک ہو جاتا ہے بل کہ نہاتے وقت کلمہ یا اور کوئی دعا نہ پڑھنا بہتر ہے، اس وقت کچھ نہ پڑھے۔

مسئلہ (۷): اگر بدن بھر میں بال برابر بھی کوئی جگہ سوکھی رہ جائے گی تو غسل نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر غسل کرتے وقت کلی کرنا بھول گیا یا ناک میں پانی نہیں ڈالا تو بھی غسل نہیں ہوا۔

مسئلہ (۸): اگر غسل کے بعد یاد آئے کہ فلانی جگہ سوکھی رہ گئی تھی تو پھر سے نہانا واجب نہیں، بل کہ جہاں سوکھا رہ گیا تھا اسی کو دھو لے، لیکن فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے بل کہ تھوڑا پانی لے کر اس جگہ بہانا چاہیے اور اگر کلی کرنا بھول گیا ہو تو اب کلی کرے، اگر ناک میں پانی نہ ڈالا ہو تو اب ڈال لے، غرض کہ جو چیز رہ گئی ہو اب اس کو کر لے نئے سرے سے غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ (۹): اگر ناخن میں آٹا (وغیرہ) لگ کر سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو غسل نہیں ہوا، جب یاد آئے اور آٹا دیکھے تو آٹا چھڑا کر پانی ڈال لے اور اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹائے۔

مسئلہ (۱۰): ہاتھ پیر پھٹ گئے اور اس میں موم، روغن یا اور کوئی دوا بھر لی تو اس کے اوپر سے پانی بہا لینا درست ہے۔
مسئلہ (۱۱): کان اور ناف میں بھی خیال کر کے پانی پہنچانا چاہیے، پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔
مسئلہ (۱۲): اگر نہاتے وقت کلی نہیں کی لیکن خوب منہ بھر کے پانی پی لیا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ گیا تو بھی غسل ہوگیا کیوں کہ مطلب تو سارے منہ میں پانی پہنچ جانے سے ہے، کلی کرے یا نہ کرے۔ البتہ اگر اس طرح پانی پیئے کہ سارے منہ بھر میں پانی نہ پہنچے تو یہ پینا کافی نہیں ہے، کلی کر لینا چاہیے۔
مسئلہ (۱۳): اگر بالوں میں یا ہاتھ پیروں میں تیل لگا ہوا ہے کہ بدن پر پانی اچھی طرح ٹھہرتا نہیں ہے بل کہ پڑتے ہی ڈھلک جاتا ہے تو اس کا کچھ حرج نہیں۔ جب سارے بدن اور سارے سر پر پانی ڈال لیا غسل ہوگیا۔
مسئلہ (۱۴): اگر دانتوں کے بیچ میں چھالیہ کا ٹکڑا پھنس گیا تو اس کو خلال سے نکال ڈالے، اگر اس کی وجہ سے دانتوں کے بیچ میں پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔
مسئلہ (۱۵): کسی کی آنکھیں دکھتی ہیں اس لیے اس کی آنکھوں سے کیچڑ بہت نکلا اور ایسا سوکھ گیا کہ اگر اس کو نہ چھڑا دے گا تو اس کے نیچے آنکھ کے کوئے پر پانی نہ پہنچے گا تو اس کا چھڑا ڈالنا واجب ہے، اس کے چھڑائے بغیر نہ وضو درست ہے نہ غسل۔

جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے ان کا بیان

مسئلہ (۱۶): سوتے یا جاگتے میں جب جوانی کے جوش کے ساتھ منی نکل آئے تو غسل واجب ہوتا ہے، چاہے عورت کو ہاتھ لگانے سے نکلے یا فقط خیال اور دھیان کرنے سے نکلے یا اور کسی طرح نکلے، ہر حال میں غسل واجب ہے۔
مسئلہ (۱۷): اگر آنکھ کھلی اور کپڑے یا بدن پر منی لگی ہوئی دیکھی تو بھی غسل کرنا واجب ہے، چاہے سوتے میں کوئی خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔
تنبیہ: جوانی کے جوش کے وقت اوّل اوّل جو پانی نکلتا ہے اس کے نکلنے سے جوش زیادہ ہو جاتا ہے کم نہیں ہوتا اس کو ''مذی'' کہتے ہیں اور خوب مزہ آ کر جب جی بھر جاتا ہے اس وقت جو نکلتا ہے اس کو ''منی'' کہتے ہیں۔ پہچان ان دونوں کی یہی ہے کہ ''منی'' نکلنے کے بعد جی بھر جاتا ہے اور جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور ''مذی'' نکلنے سے جوش کم نہیں ہوتا

بل کہ زیادہ ہو جاتا ہے، اور ''مذی'' پتلی ہوتی ہے اور ''منی'' گاڑھی ہوتی ہے، سو فقط ''مذی'' نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا البتہ وضوٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ (۱۸): جب مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری اندر چلی جائے اور چھپ جائے تو بھی غسل واجب ہو جاتا ہے، چاہے منی نکلے یا نہ نکلے۔ مرد کی سپاری آگے کی راہ میں گئی ہو تو بھی غسل واجب ہے، چاہے کچھ بھی نہ نکلا ہو اور اگر پیچھے کی راہ میں گئی ہو تب بھی غسل واجب ہے، لیکن پیچھے کی راہ میں کرنا اور کرانا بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ (۱۹): سوتے میں عورت کے پاس رہنے اور صحبت کرنے کا خواب دیکھا اور مزہ بھی آیا لیکن آنکھ کھلی تو دیکھا کہ منی نہیں نکلی ہے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے، البتہ اگر منی نکل آئی ہو تو غسل واجب ہے اور اگر کپڑے یا بدن پر کچھ بھیگا بھیگا معلوم ہو لیکن یہ خیال ہوا کہ یہ مذی ہے منی نہیں ہے تب بھی غسل کرنا واجب ہے۔

مسئلہ (۲۰): اگر تھوڑی سی منی نکلی اور غسل کر لیا پھر نہانے کے بعد اور منی نکل آئی تو پھر نہانا واجب ہے۔

مسئلہ (۲۱): بیماری کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے آپ ہی آپ منی نکل آئی مگر جوش اور خواہش بالکل نہیں تھی تو غسل واجب نہیں، البتہ وضوٹوٹ جاوے گا۔

مسئلہ (۲۲): میاں بی بی دونوں ایک پلنگ پر سو رہے تھے جب اٹھے تو چادر پر منی کا دھبہ دیکھا اور سوتے میں خواب کا دیکھنا نہ مرد کو یاد ہے نہ عورت کو، تو دونوں نہا لیں، احتیاط اسی میں ہے کیوں کہ معلوم نہیں یہ کس کی منی ہے۔

مسئلہ (۲۳): جب کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو اسے غسل کر لینا مستحب ہے۔

مسئلہ (۲۴): جب کوئی مُردے کو نہلا وے تو نہلانے کے بعد غسل کر لینا مستحب ہے۔

مسئلہ (۲۵): جس پر نہانا واجب ہے وہ اگر نہانے سے پہلے کچھ کھانا پینا چاہے تو پہلے اپنے ہاتھ اور منہ دھو لے اور کلی کر لے، تب کھائے پیے اور اگر بے ہاتھ دھوئے کھا پی لے تب بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔

مسئلہ (۲۶): جن کو نہانے کی ضرورت ہے ان کو کلام مجید کا چھونا اور اس کا پڑھنا اور مسجد میں جانا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور کلمہ پڑھنا، درود شریف پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ (۲۷): تفسیر کی کتابوں کو بغیر نہائے اور بغیر وضو کے چھونا مکروہ ہے اور ترجمہ دار قرآن کو چھونا بالکل حرام ہے۔

غسل کے دیگر مسائل

مسئلہ (۲۸): حدثِ اکبر سے پاک ہونے کے لیے غسل فرض ہے اور حدثِ اکبر کے پیدا ہونے کا ایک سبب خروجِ منی ہے یعنی منی کا اپنی جگہ سے شہوت سے جدا ہو کر جسم سے باہر نکلنا، خواہ سوتے میں یا جاگتے میں، بے ہوشی میں یا ہوش میں، جماع سے یا بغیر جماع کے، کسی خیال وتصور سے یا خاص حصے کو حرکت دینے سے یا اور طرح سے۔

مسئلہ (۲۹): اگر منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر خاص حصے سے باہر نکلتے وقت شہوت نہ تھی تب بھی غسل فرض ہو جائے گا، مثلاً: منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر اس نے خاص حصے کے سوراخ کو ہاتھ سے بند کر لیا یا روئی وغیرہ رکھ لی تھوڑی دیر کے بعد جب شہوت جاتی رہی تو اس نے خاص حصے کے سوراخ سے ہاتھ یا روئی ہٹالی اور منی بغیر شہوت خارج ہوگئی تب بھی غسل فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ (۳۰): اگر کسی کے خاص حصے سے کچھ منی نکلی اور اس نے غسل کر لیا، غسل کے بعد دوبارہ کچھ (منی) بغیر شہوت کے نکلی تو اس صورت میں پہلا غسل باطل ہو جائے گا، دوبارہ پھر غسل فرض ہے، بشرطیکہ یہ باقی منی سونے سے قبل اور پیشاب کرنے سے قبل اور چالیس قدم یا اس سے زیادہ چلنے سے قبل نکلے، مگر اس باقی منی کے نکلنے سے پہلے اگر نماز پڑھ لی ہو تو وہ نماز صحیح رہے گی اور اس کا اعادہ لازم نہیں۔

مسئلہ (۳۱): کسی کے خاص حصے سے پیشاب کے بعد منی نکلے تو اس پر بھی غسل فرض ہوگا، بشرطیکہ شہوت کے ساتھ ہو۔

مسئلہ (۳۲): اگر کسی مرد یا عورت کو سوکر اٹھنے کے بعد اپنے جسم یا کپڑے پر تری معلوم ہو تو اس میں بہت سی صورتیں ہیں، من جملہ ان (درج ذیل) آٹھ صورتوں میں غسل فرض ہے:

(۱) یقین یا گمان غالب ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد ہو (۲) یقین ہو جائے کہ منی ہے اور احتلام یاد نہ ہو (۳) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد ہو (۴) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے اور احتلام یاد ہو (۵) شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو (۶) شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو (۷) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو (۸) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی اور احتلام یاد نہ ہو

مسئلہ (۳۳): اگر کسی شخص کا ختنہ نہ ہوا ہو اور اس کی منی خاص حصے کے سوراخ سے باہر نکل کر اس کھال کے اندر رہ

جائے جو ختنہ میں کاٹ ڈالی جاتی ہے تو اس پر غسل فرض ہو جائے گا اگرچہ وہ منی اس کھال سے باہر نہ نکلی ہو۔

جن صورتوں میں غسل فرض نہیں

مسئلہ (۳۴): منی اگر اپنی جگہ سے بشہوت جدا نہ ہو تو اگرچہ خاص حصے سے باہر نکل آئے غسل فرض نہ ہوگا۔ مثلاً: کسی شخص نے کوئی بوجھ اٹھایا یا اونچے سے گر پڑا، یا کسی نے اس کو مارا اور اس صدمہ سے اس کی منی بغیر شہوت کے نکل آئی تو غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ (۳۵): اگر کوئی مرد اپنے خاص حصے کا جز و سر حشفہ[۱] کی مقدار سے کم داخل کرے تب بھی غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ (۳۶): مذی اور ودی کے نکلنے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

مسئلہ (۳۷): اگر کسی شخص کو منی جاری رہنے کا مرض ہو تو اس پر اس منی کے نکلنے سے غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ (۳۸): سو کر اٹھنے کے بعد کپڑوں پر تری دیکھے تو ان (درج ذیل پانچ) صورتوں میں غسل فرض نہیں ہوتا: (۱) یقین ہو جائے کہ مذی ہے اور احتلام یاد نہ ہو (۲) شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی اور احتلام یاد نہ ہو (۳) شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو (۴) یقین ہو جائے کہ یہ ودی ہے اور احتلام یاد ہو یا نہ ہو۔ (۵) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ ہاں پہلی، دوسری اور پانچویں صورت میں احتیاطاً غسل کر لینا واجب ہے، اگر غسل نہ کرے گا تو نماز نہ ہوگی اور سخت گناہ ہوگا کیوں کہ اس میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ اور طرفین (امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ) کا اختلاف ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے غسل واجب نہیں کہا اور طرفین نے واجب کہا ہے، اور فتویٰ طرفین کے قول پر ہے۔

مسئلہ (۳۹): حقنہ (عمل) کے مشترک[۲] حصے میں داخل ہونے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

مسئلہ (۴۰): اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی عورت کی ناف میں داخل کرے اور منی نہ نکلے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔

تین (۳) صورتوں میں غسل واجب ہے

(۱) اگر کوئی کافر اسلام لائے اور حالت کفر میں اس کو حدث اکبر ہوا ہو اور وہ نہ نہایا ہو یا نہایا ہو مگر شرعاً وہ غسل صحیح نہ ہوا

[۱] مرد کے آلہ تناسل کی سپاری کو حشفہ کہتے ہیں۔ [۲] یعنی پاخانہ کی جگہ اور اسے مشترک اس لیے کہا کہ یہ مرد و عورت دونوں میں مشترک ہے۔

ہوتو اس پر اسلام لانے کے بعد نہانا واجب ہے۔(۲) اگر کوئی شخص پندرہ برس کی عمر سے پہلے بالغ ہو جائے اور اسے پہلا احتلام ہو تو اس پر احتیاطاً غسل واجب ہے اور اس کے بعد جو احتلام ہو یا پندرہ برس کی عمر کے بعد احتلام ہو تو اس پر غسل فرض ہے۔(۳) مسلمان مرد کی لاش کو نہلانا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔

چار (۴) صورتوں میں غسل سنّت ہے

(۱): جمعہ کے دن نمازِ فجر کے بعد سے (لے کر) جمعہ تک ان لوگوں کے لیے غسل کرنا سنت ہے جن پر نمازِ جمعہ واجب ہو (۲) عیدین کے دن فجر کے بعد اُن لوگوں کے لیے غسل کرنا سنت ہے جن پر عیدین کی نماز واجب ہے۔(۳) حج یا عمرے کے احرام کے لیے غسل کرنا سنت ہے (۴) حج کرنے والے کے لیے عرفہ کے دن زوال کے بعد غسل کرنا سنت ہے۔

سولہ (۱۶) صورتوں میں غسل مستحب ہے

(۱) اسلام لانے کے لیے غسل کرنا مستحب ہے اگر حدثِ اکبر سے پاک ہو (۲) کوئی مرد یا عورت جب پندرہ برس کی عمر کو پہنچے اور اس وقت تک کوئی علامت جوانی کی اس میں نہ پائی جائے تو اس کے لیے غسل کرنا مستحب ہے۔
(۳) پچھنے (فصد) لگوانے کے بعد اور جنون اور مستی اور بے ہوشی دفع ہو جانے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔
(۴) مُردے کو نہلانے کے بعد نہلانے والوں کو غسل کرنا مستحب ہے (۵) شب برأت یعنی شعبان کی پندرہویں رات کو غسل کرنا مستحب ہے (۶) لیلۃ القدر کی راتوں میں اس شخص کے لیے غسل کرنا مستحب ہے جس کو لیلۃ القدر معلوم ہوئی ہو (۷) مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لیے غسل کرنا مستحب ہے (۸) مزدلفہ میں ٹھہرنے کے لیے دسویں تاریخ کو صبح کو طلوعِ فجر کے بعد غسل کرنا مستحب ہے (۹) طوافِ زیارت کے لیے غسل مستحب ہے۔
(۱۰) کنکری پھینکنے (رمی جمرات) کے وقت غسل کرنا مستحب ہے (۱۱) کسوف (سورج گرہن) اور خسوف (چاند گرہن) اور استسقاء (طلبِ بارش) کی نمازوں کے لیے غسل کرنا مستحب ہے (۱۲) خوف اور مصیبت کی نماز کے لیے غسل مستحب ہے (۱۳) کسی گناہ سے توبہ کرنے کے لیے غسل کرنا مستحب ہے (۱۴) سفر سے واپس آنے والے کے لیے غسل کرنا مستحب ہے جب وہ اپنے وطن پہنچ جائے (۱۵) مجلسِ عامہ میں جانے کے لیے اور نئے کپڑے

پہننے کے لیے غسل مستحب ہے (۱۶) جس کو (قصاص وغیرہ میں) قتل کیا جاتا ہو اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔

حدثِ اکبر کے سات (۷) احکام

مسئلہ (۴۱): جب کسی پر غسل فرض ہو اس کے لیے مسجد میں داخل ہونا حرام ہے۔ ہاں اگر کوئی سخت ضرورت ہو تو جائز ہے، مثلاً: کسی کے گھر کا دروازہ مسجد میں ہو اور دوسرا کوئی راستہ اس کے نکلنے کا سوائے اس کے نہ ہو اور نہ وہاں کے سوا دوسری جگہ رہ سکتا ہو تو اس کو مسجد میں تیمم کر کے جانا جائز ہے یا کسی مسجد میں پانی کا چشمہ یا کنواں یا حوض ہو اور اس کے سوا کہیں پانی نہ ہو تو اس مسجد میں تیمم کر کے جانا جائز ہے۔

مسئلہ (۴۲): عید گاہ میں اور مدرسے اور خانقاہ وغیرہ میں جانا جائز ہے۔

مسئلہ (۴۳): حیض ونفاس کی حالت میں عورت کی ناف اور زانو کے درمیان کے جسم کو دیکھنا یا اس سے اپنے جسم کو ملانا جب کوئی کپڑا درمیان میں نہ ہو اور جماع کرنا حرام ہے۔

مسئلہ (۴۴): حیض ونفاس کی حالت میں عورت کا بوسہ لینا اور جھوٹا پانی وغیرہ پینا اور اس سے لپٹ کر سونا اور اس کے ناف اور ناف کے اوپر اور زانو اور زانو کے نیچے کے جسم سے اپنے جسم کو ملانا اگرچہ کپڑا درمیان میں نہ ہو اور ناف اور زانو کے درمیان میں کپڑے کے ساتھ ملانا جائز ہے، بل کہ حیض کی وجہ سے عورت سے علیحدہ ہو کر سونا یا اس کے اختلاط سے بچنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۴۵): اگر کوئی مرد سو کر اٹھنے کے بعد اپنے خاص عضو پر تری دیکھے اور قبل سونے کے اس کے خاص حصے کو استادگی (انتشار) ہو تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا اور وہ تری مذی سمجھی جائے گی بشرطیکہ احتلام یاد نہ ہو اور اس تری کے منی ہونے کا غالب گمان نہ ہو اور اگر ران وغیرہ یا کپڑوں پر بھی تری ہو تو غسل بہر حال واجب ہے۔

مسئلہ (۴۶): اگر دو مرد یا دو عورتیں یا ایک مرد ایک عورت ایک ہی بستر پر لیٹیں اور سو کر اٹھنے کے بعد اس بستر پر منی کا نشان پایا جائے اور کسی طریقے سے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کس کی منی ہے اور نہ اس بستر پر ان سے پہلے کوئی اور سویا ہو تو اس صورت میں دونوں پر غسل فرض ہوگا اور اگر ان سے پہلے کوئی اور شخص اس بستر پر سو چکا ہے اور منی خشک ہے تو ان دونوں صورتوں میں کسی پر غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ (۴۷): کسی پر غسل فرض ہو اور پردہ کی کوئی جگہ نہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ مرد کو مردوں کے سامنے برہنہ ہو

کر نہانا واجب ہے، اسی طرح عورت کو عورتوں کے سامنے بھی نہانا واجب ہے اور مرد کو عورتوں کے سامنے اور عورتوں کو مردوں کے سامنے نہانا حرام ہے، بل کہ تیمّم کرے۔

تمرین

سوال ①: غسل کرنے کا مسنون طریقہ بیان کریں۔
سوال ②: غسل میں کتنے فرض ہیں؟
سوال ③: اگر غسل کرنے کے بعد یاد آگیا کہ فلانی جگہ چھوٹ گئی ہے تو کیا کرے؟
سوال ④: اگر دانتوں کے درمیان کوئی چیز پھنس گئی جس کی وجہ سے پانی نیچے نہیں پہنچ پاتا تو کیا حکم ہے؟
سوال ⑤: جن صورتوں میں غسل فرض ہے وہ بیان کریں۔
سوال ⑥: جن صورتوں میں غسل فرض نہیں ہیں وہ بیان کریں۔
سوال ⑦: کن کن صورتوں میں غسل واجب، سنت اور مستحب ہے وہ تمام صورتیں بیان کریں؟

باب المیاہ

پانی کا بیان[1]

کس پانی سے وضو کرنا اور نہانا درست ہے اور کس پانی سے درست نہیں

مسئلہ (۱): آسمان سے برسے ہوئے پانی اور ندی، نالے، چشمے اور کنویں اور تالاب اور دریاؤں کے پانی سے وضو اور غسل کرنا درست ہے، چاہے میٹھا پانی ہو یا کھارا ہو۔

مسئلہ (۲): کسی پھل یا درخت یا پتوں سے نچوڑے ہوئے عرق سے وضو کرنا درست نہیں۔ اسی طرح جو پانی تربوز سے نکلتا ہے اس سے اور گنے وغیرہ کے رس سے وضو اور غسل درست نہیں ہے۔

مسئلہ (۳): جس پانی میں کوئی اور چیز مل گئی یا پانی میں کوئی چیز پکالی گئی اور ایسا ہو گیا کہ اب بول چال میں اس کو پانی نہیں کہتے بل کہ اس کا کچھ اور نام ہو گیا تو اس سے وضو اور غسل جائز نہیں جیسے شربت، شیرہ اور شوربا اور سرکہ اور گلاب اور عرق گاؤزبان وغیرہ کہ ان سے وضو درست نہیں ہے۔

مسئلہ (۴): جس پانی میں کوئی پاک چیز پڑ گئی اور پانی کے رنگ یا مزے یا بُو میں کچھ فرق آ گیا لیکن وہ چیز پانی میں پکائی نہیں گئی، نہ پانی کے پتلے ہونے میں کچھ فرق آیا جیسے کہ بہتے ہوئے پانی میں کچھ ریت ملی ہوتی ہے یا پانی میں زعفران پڑ گیا اور اس کا بہت خفیف سا رنگ آ گیا، یا صابن پڑ گیا، یا اسی طرح کی کوئی اور چیز پڑ گئی تو ان سب صورتوں میں وضو اور غسل درست ہے۔

مسئلہ (۵): اور اگر کوئی چیز پانی میں ڈال کر پکائی گئی اس سے رنگ یا مزہ وغیرہ بدلا تو اُس پانی سے وضو درست نہیں۔ البتہ اگر ایسی چیز پکائی گئی جس سے میل کچیل خوب صاف ہو جاتا ہے اور اس کے پکانے سے پانی گاڑھا نہ ہوا ہو تو اس سے وضو درست ہے جیسے مردہ نہلانے کے لیے بیری کی پتیاں پکاتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں البتہ اگر اتنی زیادہ ڈال دیں کہ پانی گاڑھا ہو گیا تو اس سے وضو اور غسل درست نہیں۔

---

[1] اس باب میں بتیس (۳۲) مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

مسئلہ (۶): کپڑا رنگنے کے لیے زعفران گھولا یا پڑیا گھولی تو اس سے وضو درست نہیں۔
مسئلہ (۷): اگر پانی میں دودھ مل گیا تو اگر دودھ کا رنگ اچھی طرح پانی میں آ گیا تو وضو درست نہیں اور اگر دودھ بہت کم تھا کہ رنگ نہیں آیا تو وضو درست ہے۔
مسئلہ (۸): جنگل میں کہیں تھوڑا پانی ملا تو جب تک اس کی نجاست کا یقین نہ ہو جائے تب تک اس سے وضو کرے، فقط اس وہم پر وضو نہ چھوڑے کہ شاید یہ نجس ہو، اگر اس کے ہوتے ہوئے تیمّم کرے گا تو تیمّم نہ ہوگا۔
مسئلہ (۹): کسی کنویں وغیرہ میں درخت کے پتے گر پڑے اور پانی میں بدبو آنے لگی اور رنگ اور مزہ بھی بدل گیا تو بھی اس سے وضو درست ہے جب تک کہ پانی اسی طرح پتلا باقی رہے۔
مسئلہ (۱۰): جس پانی میں نجاست پڑ جائے اس سے وضو غسل کوئی بھی درست نہیں، چاہے وہ نجاست تھوڑی ہو یا بہت ہو۔ البتہ اگر بہتا ہوا (جاری) پانی ہو تو وہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے رنگ یا مزے یا بو میں فرق نہ آئے اور جب نجاست کی وجہ سے رنگ یا مزہ بدل گیا یا بو آنے لگی تو بہتا ہوا پانی بھی نجس ہو جائے گا، اس سے وضو درست نہیں اور جو پانی گھاس، تنکے، پتے وغیرہ کو بہا لے جائے وہ بہتا ہوا (جاری) پانی ہے، چاہے کتنا ہی آہستہ آہستہ بہتا ہو۔
مسئلہ (۱۱): بڑا بھاری حوض جو دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا ہو اور اتنا گہرا ہو کہ اگر چلو سے پانی اٹھاویں تو زمین نہ کھلے، یہ بھی بہتے ہوئے پانی کے مثل ہے، ایسے حوض کو دَہ دردَہ (10x10) کہتے ہیں۔ اگر اس میں ایسی نجاست پڑ جائے جو پڑ جانے کے بعد دکھلائی نہیں دیتی جیسے پیشاب، خون، شراب وغیرہ تو چاروں طرف (سے) وضو کرنا درست ہے، جدھر چاہے وضو کرے اور اگر ایسی نجاست پڑ جائے جو دکھلائی دیتی ہے جیسے مردہ کتا تو جدھر پڑا ہو اس طرف وضو نہ کرے، اُس کے سوا اور جس طرف چاہے کرے، البتہ اگر اِتنے بڑے حوض میں اتنی نجاست پڑ جائے کہ رنگ یا مزہ بدل جائے یا بدبو آنے لگے تو نجس ہو جائے گا۔
مسئلہ (۱۲): اگر کوئی حوض بیس ہاتھ لمبا اور پانچ ہاتھ چوڑا یا پچیس ہاتھ لمبا اور چار ہاتھ چوڑا ہو وہ حوض بھی دہ دردہ کے مثل ہے۔
مسئلہ (۱۳): چھت پر نجاست پڑی ہے اور پانی برسا اور پرنالا چلا تو اگر آدھی یا آدھی سے زیادہ چھت ناپاک ہے تو وہ پانی نجس ہے اور اگر چھت آدھی سے کم ناپاک ہے تو وہ پانی پاک ہے اور اگر نجاست پرنالے کے پاس ہی ہو اور

اتنی ہو کہ سارا پانی اس سے مل کر آتا ہے تو وہ پانی نجس ہے۔

مسئلہ (۱۴): اگر پانی آہستہ آہستہ بہتا ہو تو بہت جلدی جلدی وضو نہ کرے تاکہ جو دھوون (اعضاء دھونے میں استعمال کیا ہوا پانی) گرتا ہے وہی ہاتھ میں نہ آ جائے۔

مسئلہ (۱۵): دَہ دردَہ (10x10) حوض میں جہاں پر (استعمال شدہ پانی) گرا ہے اگر وہیں سے پھر پانی اٹھا لے تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ (۱۶): اگر کوئی کافر یا بچہ اپنا ہاتھ پانی میں ڈال دے تو پانی نجس نہیں ہوتا۔ البتہ اگر معلوم ہو جائے کہ اُس کے ہاتھ میں نجاست لگی تھی تو ناپاک ہو جائے گا، لیکن چوں کہ چھوٹے بچوں کا کوئی اعتبار نہیں اس لیے جب تک کوئی اور پانی ملے اُس کے ہاتھ ڈالے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ (۱۷): جس پانی میں ایسی جان دار چیز مر جائے جس میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا یا باہر مر کر پانی میں گر پڑے تو پانی نجس نہیں ہوتا جیسے مچھر، مکھی، بھڑ، بچھو، شہد کی مکھی یا اسی قسم کی اور جو چیز ہو۔

مسئلہ (۱۸): جس جان دار کی پیدائش پانی کی ہو اور ہر دم پانی ہی میں رہا کرتی ہو (تو) اُس کے مر جانے سے پانی خراب نہیں ہوتا، پاک رہتا ہے جیسے مچھلی، مینڈک، کچھوا، کیکڑا، وغیرہ اور اگر پانی کے سوا اور کسی چیز میں مر جائے جیسے سرکہ، شیرہ، دودھ وغیرہ تو وہ بھی ناپاک نہیں ہوتا اور خشکی کا مینڈک اور پانی کا مینڈک دونوں کا ایک حکم ہے یعنی نہ اس کے مرنے سے پانی نجس ہوتا ہے نہ اُس کے مرنے سے لیکن اگر خشکی کے کسی مینڈک میں خون ہوتا ہو تو اس کے مرنے سے پانی وغیرہ جو چیز ہو ناپاک ہو جائے گی۔

فائدہ: دریائی مینڈک کی پہچان یہ ہے کہ اس کی انگلیوں کے بیچ میں جھلی لگی ہوتی ہے اور خشکی کے مینڈک کی انگلیاں الگ الگ ہوتی ہیں۔

مسئلہ (۱۹): جو چیز پانی میں رہتی ہو لیکن اس کی پیدائش پانی کی نہ ہو اس کے مر جانے سے پانی خراب ونجس ہو جاتا ہے جیسے بطخ اور مرغابی۔ اسی طرح باہر مر کر پانی میں گر پڑے تو بھی نجس ہو جاتا ہے۔

مسئلہ (۲۰): مینڈک، کچھوا وغیرہ اگر پانی میں مر کر بالکل گل جائے اور ریزہ ریزہ ہو کر پانی میں مل جائے تو بھی پانی پاک ہے لیکن اس کا پینا اور اس سے کھانا پکانا درست نہیں، البتہ وضو اور غسل اس سے کر سکتے ہیں۔

مسئلہ (۲۱): دھوپ سے گرم کیے ہوئے پانی سے سفید داغ (برص) ہو جانے کا ڈر ہے اس لیے اس سے وضو، غسل

نہ کرنا چاہیے۔

کھال اور ہڈی وغیرہ کے احکام

مسئلہ (۲۲): مردار کی کھال کو جب دھوپ میں سکھا ڈالیں یا کوئی دوا وغیرہ لگا کر درست کرلیں کہ پانی مر جائے اور رکھنے سے خراب نہ ہو تو پاک ہو جاتی ہے اس پر نماز پڑھنا درست ہے اور مشک وغیرہ بنا کر اس میں پانی رکھنا بھی درست ہے، لیکن سور کی کھال پاک نہیں ہوتی اور سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں، مگر آدمی کی کھال سے کوئی کام لینا اور برتنا بہت گناہ ہے۔

مسئلہ (۲۳): کتا، بندر، بلی، شیر وغیرہ جن کی کھال بنانے (درست کرنے) سے پاک ہو جاتی ہے **بسم اللہ** کہہ کر ذبح کرنے سے بھی کھال پاک ہو جاتی ہے، چاہے بنائی ہو یا بے بنائی ہو۔ البتہ ذبح کرنے سے ان کا گوشت پاک نہیں ہوتا اور ان کا کھانا درست نہیں۔

مسئلہ (۲۴): مردار کے بال، سینگ، ہڈی اور دانت یہ سب چیزیں پاک ہیں، اگر پانی میں پڑ جائیں تو نجس نہ ہوگا۔ البتہ اگر ہڈی اور دانت وغیرہ پر اس مردار جانور کی کچھ چکنائی وغیرہ لگی ہو تو وہ نجس ہے اور پانی بھی نجس ہو جائے گا۔

مسئلہ (۲۵): آدمی کی بھی ہڈی اور بال پاک ہیں، لیکن ان کو برتنا اور کام میں لانا جائز نہیں بل کہ عزت سے کسی جگہ گاڑ دینا چاہیے۔

پانی کے استعمال کے احکام

مسئلہ (۲۶): ایسے ناپاک پانی کا استعمال جس کے تینوں وصف یعنی مزہ، بو اور رنگ نجاست کی وجہ سے بدل گئے ہوں کسی طرح درست نہیں، نہ جانوروں کو پلانا درست ہے نہ مٹی وغیرہ میں ڈال کر گارا بنانا جائز ہے اور اگر تینوں وصف نہیں بدلے تو اس کا جانوروں کو پلانا اور مٹی میں ڈال کر گارا بنانا اور مکان میں چھڑکاؤ کرنا درست ہے، مگر ایسے گارے سے مسجد نہ لیپے۔

مسئلہ (۲۷): دریا، ندی اور وہ تالاب جو کسی کی زمین میں نہ ہو اور وہ کنواں جس کے بنانے والے نے وقف کر دیا ہو تو اس تمام پانی سے عام لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں، کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی کو اس کے استعمال سے منع کرے یا اس

کے استعمال میں ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے عام لوگوں کو نقصان ہو جیسے کوئی شخص دریا یا تالاب سے نہر کھود کر لائے اور اس سے وہ دریا یا تالاب خشک ہو جائے یا کسی گاؤں یا زمین کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہو تو یہ طریقہ استعمال کا درست نہیں اور ہر شخص کو اختیار ہے کہ اس ناجائز طریقہ استعمال سے منع کر دے۔

مسئلہ (۲۸): کسی شخص کی مملوک زمین میں کنواں، چشمہ، حوض یا نہر ہو تو دوسرے لوگوں کو پانی پینے سے یا جانوروں کو پانی پلانے یا وضو وغسل و پارچہ شوئی (کپڑے دھونے) کے لیے پانی لینے سے یا گھڑے بھر کر اپنے گھر کے درخت یا کیاری میں پانی دینے سے منع نہیں کر سکتا، کیوں کہ اس میں سب کا حق ہے، البتہ اگر جانوروں کی کثرت کی وجہ سے پانی ختم ہونے کا یا نہر وغیرہ کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو روکنے کا اختیار ہے اور اگر اپنی زمین میں آنے سے روکنا چاہے تو دیکھا جائے گا کہ پانی لینے والے کا کام دوسری جگہ سے بآسانی چل سکتا ہے (مثلاً: کوئی دوسرا کنواں وغیرہ ایک میل شرعی سے کم فاصلہ پر موجود ہے اور وہ کسی کی مملوک زمین میں بھی نہیں ہے) یا اس کا کام بند ہو جائے گا اور تکلیف ہوگی اگر اس کی کاروائی دوسری جگہ سے ہو سکے تو خیر ورنہ اس کنویں والے سے کہا جائے کہ یا تو اس شخص کو اپنے کنویں یا نہر وغیرہ پر آنے کی اس شرط سے اجازت دو کہ نہر وغیرہ توڑے گا نہیں، ورنہ اس کو جس قدر پانی کی حاجت ہے تم خود نکال کر یا نکلوا کر اس کے حوالے کرو۔ البتہ اپنے کھیت یا باغ کو پانی دینا بغیر اس شخص کی اجازت کے دوسرے لوگوں کو جائز نہیں، اس سے ممانعت کر سکتا ہے، یہی حکم ہے خودرو گھاس کا اور جس قدر نباتات بے تنہ ہیں سب گھاس کے حکم میں ہیں، البتہ تنہ دار درخت زمین والے کی مملوک ہیں۔

مسئلہ (۲۹): اگر ایک شخص دوسرے کے کنویں یا نہر سے کھیت کو پانی دینا چاہے اور وہ کنویں یا نہر والا اس سے کچھ قیمت لے تو جائز ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے، مشائخ بلخ نے فتویٰ جواز کا دیا ہے۔

مسئلہ (۳۰): دریا، تالاب، کنویں، وغیرہ سے جو شخص اپنے کسی برتن میں مثل گھڑے، مَشک وغیرہ کے پانی بھر لے تو وہ اس پانی کا مالک ہو جائے گا اس پانی سے بغیر اس شخص کی اجازت کے کسی کو استعمال کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر پیاس سے بے قرار ہو جائے تو زبردستی بھی چھین لینا جائز ہے، جب کہ پانی والے کی سخت حاجت سے زائد موجود ہو مگر اس پانی کا ضمان دینا پڑے گا۔

مسئلہ (۳۱): لوگوں کے پینے کے لیے جو پانی رکھا ہوا ہو جیسے گرمیوں میں راستوں پر پانی رکھ دیتے ہیں اس سے وضو، غسل درست نہیں، ہاں اگر زیادہ ہو تو مضائقہ نہیں۔ جو پانی وضو کے واسطے رکھا ہوا اس سے پینا درست ہے۔

مسئلہ (۳۲): اگر کنویں میں ایک دو مینگنی گر جائے اور وہ ثابت نکل آئے تو کنواں ناپاک نہیں ہوتا، خواہ وہ کنواں جنگل کا ہو یا بستی کا اور من (کنویں کی منڈیر) ہو یا نہ ہو۔

تمرین

سوال ①: کون سے پانی سے وضو اور غسل کرنا درست ہے؟

سوال ②: جنگل میں کہیں تھوڑا پانی ملا تو کیا اس سے وضو کرنا جائز ہے؟

سوال ③: جس پانی میں نجاست گر جائے کیا اس سے وضو، غسل وغیرہ درست ہے؟ اور وہ کون سا پانی ہے جو نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا؟

سوال ④: چھت پر پانی برسا اور پرنالہ چلا تو کیا اس پرنالے کے گرتے پانی سے وضو وغیرہ جائز ہے؟

سوال ⑤: جس پانی میں کوئی جان دار چیز مر جائے تو اس کا کیا حکم ہے، تفصیل سے بیان کریں؟

سوال ⑥: کھال اور ہڈی وغیرہ کے احکام تفصیل سے لکھیں؟

سوال ⑦: دَہ دردَہ حوض کی مقدار کیا ہے؟

سوال ⑧: اگر بچہ پانی میں ہاتھ ڈالے تو کیا حکم ہے آیا اس سے وضو درست ہے یا نہیں؟

سوال ⑨: پانی کے استعمال کے احکام مختصراً بیان کریں۔

کنویں کا بیان[1]

مسئلہ (۱): جب کنویں میں کوئی نجاست گر پڑے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے اور پانی کھینچ کر نکالنے سے پاک ہو جاتا ہے، چاہے تھوڑی نجاست گرے یا بہت، سارا پانی نکالنا چاہیے۔ جب سارا پانی نکل جائے گا تو کنواں پاک ہو جائے گا، کنویں کے اندر کے کنکر، دیوار وغیرہ کے دھونے کی ضرورت نہیں، وہ سب خود بخود پاک ہو جائیں گے، اسی طرح رسی ڈول جس سے پانی نکالا ہے کنویں کے پاک ہونے سے خود بخود پاک ہو جائے گا۔ ان دونوں کے بھی دھونے کی ضرورت نہیں۔

فائدہ: سارا پانی نکالنے کا یہ مطلب ہے کہ اتنا نکالیں کہ پانی ٹوٹ جائے اور آدھا ڈول بھی نہ بھرے۔

مسئلہ (۲): کنویں میں کبوتر یا چڑیا کی بیٹ گر پڑی تو نجس نہیں ہوا، مرغی اور بطخ کی بیٹ سے نجس ہو جاتا ہے اور سارا پانی نکالنا واجب ہے۔

مسئلہ (۳): کتا، بلی، گائے، بکری پیشاب کر دے یا کوئی اور نجاست گرے تو سارا پانی نکالا جائے۔

مسئلہ (۴): اگر آدمی یا کتا یا بکری یا اسی کے برابر کوئی اور جانور گر کے مر جائے تو سارا پانی نکالا جائے اور اگر باہر مرے پھر کنویں میں گرے تب بھی یہی حکم ہے کہ سارا پانی نکالا جائے۔

مسئلہ (۵): اگر کوئی جان دار چیز کنویں میں مر جائے اور پھول جائے یا پھٹ جائے تب بھی سارا پانی نکالنا چاہیے، چاہے چھوٹا جانور ہو، چاہے بڑا اور اگر چوہا یا چڑیا مر کر پھول جائے یا پھٹ جائے تو سارا پانی نکالنا چاہیے۔

مسئلہ (۶): اگر چوہا، چڑیا یا اسی کے برابر کوئی چیز گر کر مر گئی لیکن پھولی پھٹی نہیں تو بیس ڈول نکالنا واجب ہے اور تیس ڈول نکال ڈالیں تو بہتر ہے، لیکن پہلے چوہا نکال لیں تب پانی نکالنا شروع کریں، اگر چوہا نہ نکالا تو اس پانی نکالنے کا کوئی اعتبار نہیں۔ چوہا نکالنے کے بعد پھر اتنا ہی پانی نکالنا پڑے گا۔

مسئلہ (۷): بڑی چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہو اس کا حکم بھی یہی ہے کہ اگر مر جائے اور پھولے پھٹے نہیں تو بیس ۲۰ ڈول نکالنا چاہیے اور تیس ڈول نکالنا بہتر ہے۔ جس میں بہتا ہوا خون نہ ہوتا ہو اس کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

---

[1] اس باب میں اٹھارہ (۱۸) مسائل مذکور ہیں۔

مسئلہ (۸): اگر کبوتر یا مرغی یا بلی یا اسی کے برابر کوئی چیز گر کر مر جائے اور پھولے نہیں تو چالیس ڈول نکالنا واجب ہے اور ساٹھ ڈول نکال دینا بہتر ہے۔

مسئلہ (۹): جس کنویں پر جو ڈول پڑا رہتا ہے اسی کے حساب سے نکالنا چاہیے۔ اگر اتنے بڑے ڈول سے نکالا جس میں بہت پانی سماتا ہے تو اس کا حساب لگالینا چاہیے۔ اگر اس میں دو ڈول پانی سماتا ہے تو دو (۲) ڈول سمجھیں اور اگر چار (۴) ڈول سماتا ہو تو چار ڈول سمجھنا چاہیے، خلاصہ یہ ہے کہ جتنے ڈول پانی آتا ہو گا اسی کے حساب سے کھینچا جائے گا۔

مسئلہ (۱۰): اگر کنویں میں اتنا بڑا سوت (پانی نکلنے کی جگہ، منبع) ہے کہ سارا پانی نہیں نکل سکتا، جیسے جیسے پانی نکالتے ہیں ویسے ویسے اس میں سے اور نکلتا آتا ہے تو جتنا پانی اس میں اس وقت موجود ہے اندازہ کر کے اس قدر نکال ڈالیں۔

فائدہ: پانی کے اندازہ کرنے کی کئی صورتیں ہیں ایک یہ کہ مثلاً پانچ ہاتھ پانی ہے تو ایک دم لگا تار سو (۱۰۰) ڈول پانی نکال کر دیکھو کہ کتنا پانی کم ہوا، اگر ایک ہاتھ کم ہوا ہو تو بس اسی سے حساب لگالو کہ سو (۱۰۰) ڈول میں ایک ہاتھ پانی کم ہوا تو پانچ ہاتھ پانی پانچ سو ڈول میں نکل جائے گا۔

دوسرے یہ کہ جن لوگوں کو پانی کی پہچان ہو اور اس کا اندازہ آتا ہو ایسے دو (۲) دین دار مسلمانوں سے اندازہ کرالو، جتنا وہ کہیں نکلوا دو اور جہاں یہ دونوں باتیں مشکل معلوم ہوں تو تین سو ڈول نکلوا دیں۔

مسئلہ (۱۱): کنویں میں مرا ہوا چوہا یا اور کوئی جانور نکلا اور یہ معلوم نہیں کہ کب سے گرا ہے اور وہ ابھی پھولا پھٹا بھی نہیں ہے تو جن لوگوں نے اس کنویں سے وضو کیا ہے ایک دن رات کی نمازیں دہرائیں اور اس پانی سے جو کپڑے دھوئے ہیں پھر ان کو دھونا چاہیے، اگر پھول گیا ہے یا پھٹ گیا ہے تو تین دن تین رات کی نمازیں دہرانا چاہیے، البتہ جن لوگوں نے اس پانی سے وضو نہیں کیا ہے وہ نہ دہرائیں۔ یہ بات تو احتیاط کی ہے۔ اور بعض عالموں نے یہ کہا ہے کہ جس وقت کنویں کا ناپاک ہونا معلوم ہوا ہے اُسی وقت سے ناپاک سمجھیں گے، اس سے پہلے کی نماز، وضو سب درست ہے، اگر کوئی اس پر عمل کرے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ (۱۲): جس کو نہانے کی ضرورت ہے وہ ڈول ڈھونڈنے کے واسطے کنویں میں اترا اور اس کے بدن اور کپڑے پر نجاست کی آلودگی نہیں ہے تو کنواں ناپاک نہ ہو گا۔ ایسے ہی اگر کافر اترے اور اس کے کپڑے اور بدن پر نجاست

نہ ہوتب بھی کنواں پاک ہے۔البتہ اگر نجاست لگی ہو تو ناپاک ہو جائے گا اور سارا پانی نکالنا پڑے گا اور اگر شک ہو کہ معلوم نہیں کپڑا پاک ہے یا ناپاک ہے تب بھی کنواں پاک سمجھا جائے گا،لیکن اگر دل کی تسلی کے لیے بیس یا تیس ڈول نکلوادیں تب بھی کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ (۱۳): کنویں میں بکری یا چوہا گر گیا اور زندہ نکل آیا تو پانی پاک ہے، کچھ نہ نکالا جائے۔

مسئلہ (۱۴): چوہے کو بلی نے پکڑا اور اس کے دانت لگنے سے زخمی ہو گیا، پھر اس سے چھوٹ کر اسی طرح خون میں بھرا ہوا کنویں میں گر پڑا تو سارا پانی نکالا جائے۔

مسئلہ (۱۵): چوہا نابدان[1] میں سے نکل کر بھاگا اور اس کے بدن میں نجاست بھر گئی پھر کنویں میں گر پڑا تو سارا پانی نکالا جائے، چاہے چوہا کنویں میں مر جائے یا زندہ نکلے۔

مسئلہ (۱۶): چوہے کی دم کٹ کر گر پڑی تو سارا پانی نکالا جاوے، اسی طرح وہ چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہو اس کی دم گرنے سے بھی سب پانی نکالا جائے۔

مسئلہ (۱۷): جس چیز کے گرنے سے کنواں ناپاک ہوا ہے اگر وہ چیز باوجود کوشش کے نہ نکل سکے تو دیکھنا چاہیے کہ وہ چیز کیسی ہے، اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود تو پاک ہوتی ہے لیکن ناپاکی لگنے سے ناپاک ہوگئی ہے جیسے ناپاک کپڑا، ناپاک گیند، ناپاک جوتا، تب تو اس کا نکالنا معاف ہے، ویسے ہی پانی نکال ڈالیں اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود ناپاک ہے جیسے مردہ جانور، چوہا وغیرہ تو جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ یہ گل سڑ کر مٹی ہو گیا ہے اس وقت تک کنواں پاک نہیں ہوسکتا، جب یہ یقین ہو جائے اس وقت سارا پانی نکال دیں کنواں پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ (۱۸): جتنا پانی کنویں میں سے نکالنا ضرور ہو چاہے ایک دم سے نکالیں چاہے تھوڑا تھوڑا کر کے کئی دفعہ نکالیں ہر طرح پاک ہو جائے گا۔

[1] پانی نکلنے کی زمین دوز موری یا سوراخ۔

تمرین

سوال ①: کنویں میں نجاست گر جائے تو کنویں کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

سوال ②: کون سے پرندوں کی بیٹ گرنے سے کنواں نجس ہو جاتا ہے اور کس سے نہیں ہوتا؟

سوال ③: اگر کوئی جانور جیسے کتا، بلی، گائے، بکری، چوہا، چڑیا، بڑی چھپکلی، کبوتر، مرغی یا بلی کنویں میں گر کر مر جائے تو کنویں کو کس طرح پاک کریں گے، تفصیل سے لکھیں؟

سوال ④: ڈول کے ذریعے پانی نکالنے کے لیے کون سے ڈول کا اعتبار ہوگا؟

سوال ⑤: کنویں میں سے مرا ہوا جانور نکلا تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑥: کیا کنواں پاک کرنے کے لیے سارے پانی کا ایک ساتھ نکالنا ضروری ہے؟

سوال ⑦: جس چیز کے گرنے سے کنواں ناپاک ہوا ہے کیا اس کا کنویں سے نکالنا ضروری ہے؟

جانوروں کے جھوٹے کا بیان[1]

انسان کا جھوٹا:

مسئلہ (۱): آدمی کا جھوٹا پاک ہے چاہے بددین (کافر) ہو، یا ناپاک ہو، ہر حال میں پاک ہے، اسی طرح پسینہ بھی ان سب کا پاک ہے، البتہ اگر اس کے ہاتھ یا منہ میں کوئی ناپاکی لگی ہو (جیسے: خون، شراب وغیرہ) تو اس سے وہ جھوٹا ناپاک ہو جائے گا۔

کتے، خنزیر اور درندوں کا جھوٹا:

مسئلہ (۲): کتے کا جھوٹا نجس ہے، اگر کسی برتن میں منہ ڈال دے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاوے گا، چاہے مٹی کا برتن ہو چاہے تانبے وغیرہ کا، دھونے سے سب پاک ہو جاتا ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ سات مرتبہ دھوئے اور ایک مرتبہ مٹی لگا کر مانجھ بھی ڈالے کہ خوب صاف ہو جائے۔

مسئلہ (۳): سور کا جھوٹا بھی نجس ہے۔ اسی طرح شیر، بھیڑیا، بندر، گیدڑ وغیرہ جتنے چیر پھاڑ کر کے کھانے والے جانور ہیں سب کا جھوٹا نجس ہے۔

بلی کا جھوٹا:

مسئلہ (۴): بلی کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن مکروہ ہے، کوئی اور پانی ہوتے وقت اس سے وضو نہ کرے، البتہ اگر کوئی اور پانی نہ ملے تو اس سے وضو کر لے۔

مسئلہ (۵): دودھ سالن وغیرہ میں بلی نے منہ ڈال دیا تو اگر اللہ نے سب کچھ دیا ہے تو اسے نہ کھائے اور اگر غریب آدمی ہو تو کھا لے، اس میں کوئی حرج اور گناہ نہیں ہے، بل کہ ایسے شخص کے واسطے مکروہ بھی نہیں ہے۔

مسئلہ (۶): بلی نے چوہا کھایا اور فوراً آکر برتن میں منہ ڈال دیا تو وہ نجس ہو جائے گا اور جو تھوڑی دیر ٹھہر کر منہ ڈالے کہ اپنا منہ زبان سے چاٹ چکی ہو تو نجس نہ ہو گا بل کہ مکروہ ہی رہے گا۔

---

[1] اس عنوان کے تحت پندرہ (۱۵) مسائل بیان ہوئے ہیں۔

مرغی اور شکاری پرندوں کا جھوٹا:

مسئلہ (۷): کھلی ہوئی مرغی جو اِدھر اُدھر گندی پلید چیزیں کھاتی پھرتی ہے اس کا جھوٹا مکروہ ہے، جو مرغی بند رہتی ہو اس کا جھوٹا مکروہ نہیں بل کہ پاک ہے۔

مسئلہ (۸): شکار کرنے والے پرندے جیسے شکرہ، باز وغیرہ ان کا جھوٹا بھی مکروہ ہے، لیکن جو پالتو ہو اور مُردار نہ کھانے پائے نہ اس کی چونچ میں کسی نجاست کے لگے ہونے کا شبہ ہو، اس کا جھوٹا پاک ہے۔

حلال جانوروں کا جھوٹا:

مسئلہ (۹): حلال جانور جیسے مینڈھا، بکری، بھیڑ، گائے، بھینس، ہرنی وغیرہ اور حلال چڑیاں جیسے مینا، طوطا، فاختہ، چڑیا ان سب کا جھوٹا پاک ہے، اسی طرح گھوڑے کا جھوٹا بھی پاک ہے۔

گھروں میں رہنے والے جانوروں کا جھوٹا:

مسئلہ (۱۰): جو چیزیں گھروں میں رہا کرتی ہیں جیسے سانپ، بچھو، چوہا، چھپکلی وغیرہ ان کا جھوٹا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۱۱): اگر چوہا روٹی کتر کھائے تو بہتر تو یہ ہے کہ اس جگہ سے ذرا سی توڑ ڈالے، تب کھائے۔

گدھے اور خچر کا جھوٹا:

مسئلہ (۱۲): گدھے اور خچر کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن وضو ہونے میں شک ہے، سو اگر کہیں فقط گدھے، خچر کا جھوٹا پانی ملے اور اس کے سوا اور پانی نہ ملے تو وضو بھی کرے اور تیمّم بھی کرے، اور چاہے پہلے وضو کرے چاہے پہلے تیمّم کرے، دونوں اختیار ہیں۔

پسینے کا حکم:

مسئلہ (۱۳): جن جانوروں کا جھوٹا نجس ہے ان کا پسینہ بھی نجس ہے اور جن کا جھوٹا پاک ہے ان کا پسینہ بھی پاک ہے، جن کا جھوٹا مکروہ ہے اُن کا پسینہ بھی مکروہ ہے، گدھے اور خچر کا پسینہ پاک ہے، کپڑے اور بدن پر لگ جائے تو دھونا واجب نہیں، لیکن دھوڈالنا بہتر ہے۔

مسئلہ (۱۴): کسی نے بلی پالی، وہ پاس آ کر بیٹھتی ہے اور ہاتھ وغیرہ چاٹتی ہے تو جہاں چاٹے یا اس کا لعاب لگے تو اس کو دھوڈالنا چاہیے، اگر نہ دھویا اور یوں ہی رہنے دیا تو مکروہ اور برا کیا۔

نامحرم کا جھوٹا:

مسئلہ (۱۵): غیر مرد کا جھوٹا کھانا اور پانی عورت کے لیے (اور غیر عورت کا جھوٹا مرد کے لیے) مکروہ ہے جب کہ جانتا (جانتی) ہو کہ یہ اس کا جھوٹا ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

تمرین

سوال ①: کن جانوروں کا جھوٹا پاک، کن کا نجس اور کن کا مکروہ ہے؟

سوال ②: اگر کتے نے کسی برتن میں منہ ڈالا تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: مرغی کے جھوٹے کا کیا حکم ہے؟

سوال ④: بلی نے اگر دودھ وغیرہ میں منہ ڈالا تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: جانوروں کے پسینے کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑥: غیر مرد کا جھوٹا کھانا اور پانی عورت کے لیے اور غیر عورت کا مرد کے لیے کیسا ہے؟

سوال ⑦: گدھے اور خچر کے جھوٹے کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑧: بددین (کافر) اور ناپاک آدمی کے جھوٹے اور پسینے کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑨: بلی نے چوہا کھایا اور اس کے بعد برتن میں منہ ڈال دیا تو کون سی صورت میں پانی نجس اور کون سی صورت میں پانی مکروہ ہوگا؟

سوال ⑩: پالتو بلی نے اگر ہاتھ وغیرہ چاٹے تو کیا ہاتھ وغیرہ کو دھونا ضروری ہے؟

باب التیمم

تیمّم کا بیان[1]

تیمّم صحیح ہونے کی شرائط:

مسئلہ (۱): اگر کوئی جنگل میں ہے اور بالکل معلوم نہیں کہ پانی کہاں ہے، نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے دریافت کرے تو ایسے وقت تیمّم کرلے اور اگر کوئی آدمی مل گیا اور اس نے ایک میل شرعی کے اندر پانی کا پتہ بتایا اور گمان غالب ہوا کہ یہ سچا ہے یا آدمی تو نہیں ملا لیکن کسی نشانی سے خود اس کا جی کہتا ہے کہ یہاں ایک میل شرعی کے اندر اندر کہیں پانی ضرور ہے تو پانی کا اس قدر تلاش کرنا کہ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو کسی قسم کی تکلیف اور حرج نہ ہو ضروری ہے، بغیر ڈھونڈے تیمّم کرنا درست نہیں ہے۔ اگر خوب یقین ہے کہ پانی ایک میل شرعی کے اندر ہے تو پانی لانا واجب ہے۔

فائدہ: میل شرعی میل انگریزی سے ذرا زیادہ ہوتا ہے یعنی انگریزی ایک میل پورا اور اس کا آٹھواں حصہ یہ سب مل کر ایک میل شرعی ہوتا ہے۔[2]

مسئلہ (۲): اگر پانی کا پتہ چل گیا لیکن پانی ایک میل سے دور ہے تو اتنی دور جا کر پانی لانا واجب نہیں ہے بل کہ تیمّم کرلینا درست ہے۔

مسئلہ (۳): اگر کوئی آبادی سے ایک میل کے فاصلے پر ہو اور ایک میل سے قریب کہیں پانی نہ ملے تو بھی تیمّم کرلینا درست ہے، چاہے مسافر ہو یا مسافر نہ ہو تھوڑی دور جانے کے لیے نکلا ہو۔

مسئلہ (۴): اگر راہ میں کنواں تو مل گیا مگر لوٹا ڈور پاس نہیں ہے اس لیے کنویں سے پانی نکال نہیں سکتا، نہ کسی اور سے مانگے مل سکتا ہے تو بھی تیمّم درست ہے۔

مسئلہ (۵): اگر کہیں پانی مل گیا لیکن بہت تھوڑا ہے تو اگر اتنا ہو کہ ایک ایک دفعہ منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پیر دھو سکے تو تیمّم کرنا درست نہیں ہے، بل کہ ایک ایک دفعہ ان چیزوں کو دھوئے اور سر کا مسح کرلے اور کلّی وغیرہ کرنا یعنی وضو کی سنتیں چھوڑ دے اور اگر اتنا بھی نہ ہو تو تیمّم کرلے۔

---

[1] اس باب میں اڑتالیس (۴۸) مسائل بیان ہوئے ہیں۔ [2] میلِ شرعی 2000 گز اور میلِ انگریزی 1760 گز کا ہوتا ہے اور کلومیٹر کے لحاظ سے میلِ شرعی 1.8288000 کلومیٹر ہوتا ہے اور میلِ انگریزی 1.6093440 کلومیٹر ہوتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ۴/۹۳)

مسئلہ(۶): اگر بیماری کی وجہ سے پانی نقصان کرتا ہو کہ اگر وضو یا غسل کرے گا تو بیماری بڑھ جائے گی یا دیر میں اچھا ہوگا تب بھی تیمّم درست ہے، لیکن اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہو اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم پانی سے غسل کرنا واجب ہے، البتہ اگر ایسی جگہ ہے کہ گرم پانی نہیں مل سکتا تو تیمّم کرنا درست ہے۔

مسئلہ(۷): جب تک پانی سے وضو نہ کر سکے برابر تیمّم کرتا رہے، چاہے جتنے دن گزر جائیں، کچھ خیال و وسوسہ نہ لائے۔ جتنی پاکی وضو اور غسل کرنے سے ہوتی ہے اتنی ہی پاکی تیمّم سے بھی ہوتی ہے، یہ نہ سمجھے کہ تیمّم سے اچھی طرح پاک نہیں ہوتا۔

مسئلہ(۸): اگر پانی مول (قیمتاً) بکتا ہے تو اگر اس کے پاس دام نہ ہوں تو تیمّم کر لینا درست ہے اور اگر دام پاس ہوں اور راستے میں کرایہ، بھاڑے کی جتنی ضرورت پڑے گی اس سے زیادہ بھی ہے تو خریدنا واجب ہے۔ البتہ اگر اتنا گراں بیچے کہ اتنے دام کوئی لگا ہی نہیں سکتا تو خریدنا واجب نہیں، تیمّم کر لینا درست ہے اور اگر کرایہ وغیرہ راستے کے خرچ سے زیادہ دام نہیں ہیں تو بھی خریدنا واجب نہیں، تیمّم کر لینا درست ہے۔

مسئلہ(۹): اگر کہیں اتنی سردی پڑتی ہو اور برف کٹتی ہو کہ نہانے سے مر جانے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہو اور رضائی لحاف وغیرہ کوئی ایسی چیز بھی نہیں کہ نہا کر کے اس میں گرم ہو جائے تو ایسی مجبوری کے وقت تیمّم کر لینا درست ہے۔

مسئلہ(۱۰): اگر کسی کے آدھے سے زیادہ بدن پر زخم ہوں یا چیچک نکلی ہو تو نہانا واجب نہیں، بل کہ تیمّم کر لے۔

مسئلہ(۱۱): اگر کسی میدان میں تیمّم کر کے نماز پڑھ لی اور وہاں سے پانی قریب ہی تھا لیکن اس کو خبر نہ تھی تو تیمّم اور نماز دونوں درست ہیں، جب معلوم ہو تو دہرانا ضروری نہیں۔

مسئلہ(۱۲): اگر سفر میں کسی اور کے پاس پانی ہو تو اپنے جی کو دیکھے اگر اندر سے دل کہتا ہو کہ اگر میں مانگوں گا تو پانی مل جائے گا تو بے مانگے ہوئے تیمّم کر لینا درست نہیں، اگر اندر سے دل یہ کہتا ہو کہ مانگنے سے وہ شخص پانی نہ دے گا تو بے مانگے بھی تیمّم کر کے نماز پڑھ لینا درست ہے، لیکن اگر نماز کے بعد اس سے پانی مانگا اور اس نے دے دیا تو نماز کو دہرانا پڑے گا۔

مسئلہ(۱۳): اگر زمزم کا پانی زمزمی (زمزم رکھنے کا برتن) میں بھرا ہوا ہے تو تیمّم کرنا درست نہیں، زمزمیوں کو کھول کر اس پانی سے نہانا اور وضو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ(۱۴): کسی کے پاس پانی تو ہے لیکن راستہ ایسا خراب ہے کہ کہیں پانی نہیں مل سکتا، اس لیے راہ میں پیاس کے

مارے تکلیف اور ہلاکت کا خوف ہے تو وضو نہ کرے، تیمّم کر لینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۵): اگر غسل کرنا نقصان کرتا ہو اور وضو نقصان نہ کرے تو غسل کی جگہ تیمّم کرے، پھر اگر تیمّم غسل کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو وضو کے لیے تیمّم نہ کرے، بل کہ وضو کی جگہ وضو کرنا چاہیے، اگر تیمّم غسل سے پہلے کوئی بات وضو توڑنے والی بھی پائی گئی اور پھر غسل کا تیمّم کیا ہو تو یہی تیمّم غسل و وضو دونوں کے لیے کافی ہے۔

تیمّم کا طریقہ:

مسئلہ (۱۷): تیمّم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پاک زمین پر مارے اور سارے منہ کو مل لے، پھر دوسری مرتبہ زمین پر دونوں ہاتھ مارے اور دونوں ہاتھوں پر کہنی سمیت ملے۔ گھڑی وغیرہ کے درمیان اچھی طرح ملے، اگر اس کے گمان میں ناخن برابر بھی کوئی جگہ چھوٹ جائے گی تو تیمّم نہ ہوگا۔ انگوٹھی اتار ڈالے تاکہ کوئی جگہ چھوٹ نہ جائے۔ انگلیوں میں خلال کرلے، جب یہ دونوں چیزیں کرلیں تو تیمّم ہوگیا۔

مسئلہ (۱۸): مٹی پر ہاتھ مار کے ہاتھ جھاڑ ڈالے تاکہ بانہوں اور منہ پر بھبھوت (غبار) نہ لگ جائے اور صورت نہ بگڑے۔

پاک مٹی یا مٹی کی جنس سے تیمّم کرنا:

مسئلہ (۱۹): زمین کے سوا اور جو چیز مٹی کی قسم سے ہو اس پر بھی تیمّم درست ہے جیسے: مٹی، ریت، پتھر، گچ، چونا، ہڑتال[1]، سرمہ، گیرو[2] وغیرہ۔ جو چیز مٹی کی قسم سے نہ ہو اس سے تیمّم درست نہیں جیسے: سونا، چاندی، رانگا[3]، گیہوں، لکڑی، کپڑا اور اناج وغیرہ۔ ہاں اگر ان چیزوں پر گرد اور مٹی لگی ہو اس وقت البتہ ان پر تیمّم درست ہے۔

مسئلہ (۱۹): جو چیز نہ تو آگ میں جلے اور نہ گلے وہ چیز مٹی کی قسم سے ہے اس پر تیمّم درست ہے۔ جو چیز جل کر راکھ ہو جائے یا گل جائے اس پر تیمّم درست نہیں، اسی طرح راکھ پر بھی تیمّم درست نہیں۔

مسئلہ (۲۰): تانبے کے برتن، تکیے، گدّے اور کپڑے وغیرہ پر تیمّم کرنا درست نہیں، البتہ اگر اس پر اتنی گرد ہے کہ ہاتھ مارنے سے خوب گرد اڑتی ہے اور ہتھیلیوں میں خوب اچھی طرح لگ جاتی ہے تو اس پر تیمّم درست ہے اور مٹی کے گھڑے بدھنے[4] پر تیمّم درست ہے، چاہے اس میں پانی بھرا ہوا ہو یا پانی نہ ہو، لیکن اگر اس پر روغن پھرا ہوا ہو تو تیمّم

[1] ایک قسم کی زہریلی دھات۔ [2] ایک قسم کی لال مٹی۔ [3] ایک نرم قسم کی دھات [4] مٹی کا ٹونٹی والا برتن۔

درست نہیں۔

مسئلہ (۲۱): اگر پتھر پر بالکل گرد نہ ہو تب بھی تیمّم درست ہے، بل کہ اگر پانی سے خوب دھلا ہوا ہو تب بھی درست ہے، ہاتھ پر گرد کا لگنا کچھ ضروری نہیں ہے، اسی طرح پکی اینٹ پر بھی تیمّم درست ہے چاہے اس پر کچھ گرد ہو چاہے نہ ہو۔

مسئلہ (۲۲): کیچڑ سے تیمّم کرنا گو درست ہے مگر مناسب نہیں۔ اگر کہیں کیچڑ کے سوا اور کوئی چیز نہ ملے تو یہ ترکیب کرے کہ اپنے کپڑے میں کیچڑ بھر لے جب وہ سوکھ جائے تو اس سے تیمّم کر لے، البتہ اگر نماز کا وقت ہی نکل رہا ہو تو اس وقت جس طرح بن پڑے تر سے یا خشک سے تیمّم کر لے، نماز نہ قضا ہونے دے۔

مسئلہ (۲۳): اگر زمین پر پیشاب وغیرہ کوئی نجاست پڑ گئی اور دھوپ سے سوکھ گئی اور بدبو بھی جاتی رہی تو وہ زمین پاک ہو گئی اس پر نماز درست ہے، لیکن اس زمین پر تیمّم کرنا درست نہیں جب معلوم ہو کہ یہ زمین ایسی ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو وہم نہ کرے۔

غسل کی جگہ تیمّم:

مسئلہ (۲۴): جس طرح وضو کی جگہ تیمّم درست ہے اسی طرح غسل کی جگہ بھی مجبوری کے وقت تیمّم درست ہے۔ وضو اور غسل کے تیمّم میں کوئی فرق نہیں، دونوں کا ایک ہی طریقہ ہے۔

تیمّم میں نیت ضروری ہے:

مسئلہ (۲۵): اگر کسی کو بتلانے کے لیے تیمّم کر کے دکھلایا لیکن دل میں اپنے تیمّم کرنے کی نیت نہیں، بل کہ فقط اس کو دکھلانا مقصود ہے تو اس کا تیمّم نہ ہوگا، کیوں کہ تیمّم درست ہونے میں تیمّم کرنے کا ارادہ ہونا ضروری ہے، تو جب تیمّم کرنے کا ارادہ نہ ہو، بل کہ فقط دوسرے کو بتلانا اور دکھلانا مقصود ہو تو تیمّم نہ ہوگا۔

مسئلہ (۲۶): تیمّم کرتے وقت اپنے دل میں بس اتنا ارادہ کر لے کہ میں پاک ہونے کے لیے تیمّم کرتا ہوں یا نماز پڑھنے کے لیے تیمّم کرتا ہوں تو تیمّم ہو جائے گا، اور یہ ارادہ کرنا کہ میں وضو کا تیمّم کرتا ہوں یا غسل کا، ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ (۲۷): اگر قرآن مجید کے چھونے کے لیے تیمّم کیا تو اس سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور اگر ایک نماز کے لیے تیمّم کیا دوسرے وقت کی نماز بھی اس سے پڑھنا درست ہے اور قرآن مجید کا چھونا بھی اس تیمّم سے درست ہے۔

غسل اور وضو کے لیے ایک ہی تیمّم کافی ہے:

مسئلہ (۲۸): کسی کو نہانے کی بھی ضرورت ہے اور وضو کی بھی ہے تو ایک ہی تیمّم کرے، دونوں کے لیے الگ الگ تیمّم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

متفرق مسائل:

مسئلہ (۲۹): کسی نے تیمّم کرکے نماز پڑھ لی پھر پانی مل گیا اور وقت ابھی باقی ہے تو نماز کا دہرانا واجب نہیں، وہی نماز تیمّم سے درست ہوگئی۔

مسئلہ (۳۰): اگر پانی ایک میل شرعی سے دور نہیں لیکن وقت بہت تنگ ہے کہ اگر پانی لینے کو جائے گا تو وقت جاتا رہے گا تو بھی تیمّم درست نہیں ہے، پانی لائے اور قضا پڑھے۔

مسئلہ (۳۱): پانی موجود ہوتے وقت قرآن مجید کے چھونے کے لیے تیمّم کرنا درست نہیں۔

مسئلہ (۳۲): اگر پانی آگے چل کر ملنے کی امید ہو تو بہتر ہے کہ اوّل وقت نماز نہ پڑھے بل کہ پانی کا انتظار کرلے، لیکن اتنی دیر نہ لگائے کہ وقت مکروہ ہو جائے اور اگر پانی کا انتظار نہ کیا اوّل ہی وقت نماز پڑھ لی تب بھی درست ہے۔

مسئلہ (۳۳): اگر پانی پاس ہے لیکن یہ ڈر ہے کہ اگر ریل پر سے اترے گا تو ریل چل دے گی، تب بھی تیمّم درست ہے یا سانپ وغیرہ کوئی جانور پانی کے پاس ہے جس سے پانی نہیں مل سکتا تو بھی تیمّم درست ہے۔

مسئلہ (۳۴): سامان کے ساتھ پانی بندھا تھا لیکن یاد نہ رہا اور تیمّم کرکے نماز پڑھ لی پھر یاد آیا کہ میرے سامان میں تو پانی بندھا ہوا ہے تو اب نماز کا دہرانا واجب نہیں۔

تیمّم توڑنے والی چیزوں کا بیان:

مسئلہ (۳۵): جتنی چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور پانی مل جانے سے بھی ٹوٹ جاتا ہے، اسی طرح اگر تیمّم کرکے آگے چلا اور پانی ایک میل شرعی سے کم فاصلہ پر رہ گیا تو بھی تیمّم ٹوٹ گیا۔

مسئلہ (۳۶): اگر وضو کا تیمّم ہے وضو کے موافق پانی ملنے سے تیمّم ٹوٹے گا۔ اگر غسل کا تیمّم ہے تو جب غسل کے موافق پانی ملے گا تب تیمّم ٹوٹے گا، اگر پانی کم ملا تو تیمّم نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ (۳۷): اگر راستے میں پانی ملا لیکن اس کو پانی کی کچھ خبر نہ ہوئی اور معلوم نہ ہوا کہ یہاں پانی ہے تو بھی تیمّم نہیں ٹوٹا، اسی طرح اگر رستہ میں پانی ملا اور معلوم بھی ہو گیا لیکن ریل پر سے نہ اتر سکا تو بھی تیمّم نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ (۳۸): اگر بیماری کی وجہ سے تیمّم کیا ہے تو جب بیماری جاتی رہے کہ وضو اور غسل نقصان نہ کرے تو تیمّم ٹوٹ جائے گا، اب وضو کرنا اور غسل کرنا واجب ہے۔

مسئلہ (۳۹): پانی نہیں ملا اس وجہ سے تیمّم کر لیا، پھر ایسی بیماری ہو گئی جس سے پانی نقصان کرتا ہے، پھر بیماری کے بعد پانی مل گیا تو اب وہ تیمّم باقی نہیں رہا جو پانی نہ ملنے کی وجہ سے کیا تھا پھر سے تیمّم کرے۔

متفرق مسائل:

مسئلہ (۴۰): اگر نہانے کی ضرورت تھی اس لیے غسل کیا، لیکن ذرا سا بدن سوکھا رہ گیا اور پانی ختم ہو گیا تو ابھی وہ پاک نہیں ہوا اس لیے اس کو تیمّم کر لینا چاہیے، جب کہیں پانی ملے تو اتنی سوکھی جگہ دھو لے، پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ (۴۱): اگر ایسے وقت پانی ملا کہ وضو بھی ٹوٹ گیا، تو اس سوکھی جگہ کو پہلے دھو لے اور وضو کے لیے تیمّم کر لے اور اگر پانی اتنا کم ہے کہ وضو تو ہو سکتا ہے لیکن وہ سوکھی جگہ اتنے پانی میں نہیں دھل سکتی تو وضو کر لے اور اس سوکھی جگہ کے واسطے غسل کا تیمّم کرے، ہاں اگر اس غسل کا تیمّم پہلے کر چکا ہو تو اب پھر تیمّم کرنے کی ضرورت نہیں، وہی پہلا تیمّم باقی ہے۔

مسئلہ (۴۲): کسی کا کپڑا یا بدن بھی نجس ہے اور وضو کی بھی ضرورت ہے اور پانی تھوڑا ہے تو بدن اور کپڑا دھو لے اور وضو کے عوض تیمّم کرے۔

مسئلہ (۴۳): کنوئیں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور نہ کوئی کپڑا ہو جس کو کنوئیں میں ڈال کر تر کر لے اور اس سے نچوڑ کر طہارت حاصل کرے یا پانی مٹکے وغیرہ میں ہو اور کوئی چیز پانی نکالنے کی نہ ہو اور مٹکا جھکا کر بھی پانی نہ لے سکتا ہو اور ہاتھ نجس ہوں اور کوئی دوسرا شخص ایسا نہ ہو جو پانی نکال دے یا اس کے ہاتھ دھلا دے ایسی حالت میں تیمّم درست ہے۔

مسئلہ (۴۴): اگر وہ عذر جس کی وجہ سے تیمّم کیا گیا ہے آدمیوں کی طرف سے ہو تو جب وہ عذر جاتا رہے تو جس قدر نمازیں اُس تیمّم سے پڑھی ہیں سب دوبارہ پڑھنا چاہیے، مثلاً: کوئی شخص جیل خانے میں ہو اور جیل کے ملازم اس کو

پانی نہ دیں یا کوئی شخص اس سے کہے کہ اگر تو وضو کرے گا تو میں تجھ کو مار ڈالوں گا، اس تیمّم سے جو نماز پڑھی ہے اس کو پھر دہرانا پڑے گا۔

مسئلہ (۴۵): ایک مقام سے اور ایک ڈھیلے سے چند آدمی یکے بعد دیگرے[1] تیمم کریں درست ہے۔

مسئلہ (۴۶): جو شخص پانی اور مٹی دونوں کے استعمال پر قادر نہ ہو خواہ پانی اور مٹی نہ ہونے کی وجہ سے یا بیماری سے تو اس کو چاہیے کہ نماز بلا طہارت پڑھ لے، پھر اس کو طہارت سے لوٹا لے، مثلاً: کوئی شخص ریل میں ہو اور اتفاق سے نماز کا وقت آ جائے اور پانی اور وہ چیز جس سے تیمّم درست ہے (نہ ہو) جیسے مٹی اور مٹی کے برتن یا گرد و غبار نہ ہو اور نماز کا وقت جاتا ہو تو ایسی حالت میں بلا طہارت نماز پڑھ لے، اسی طرح جیل میں جو شخص ہو اور وہ پاک پانی اور مٹی پر قادر نہ ہو تو بے وضو اور (بے) تیمّم کے نماز پڑھ لے، اور دونوں صورتوں میں نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔

مسئلہ (۴۷): جس شخص کو اخیر وقت تک پانی ملنے کا یقین یا گمان غالب ہو اس کو نماز کے اخیر وقت مستحب تک پانی کا انتظار کرنا مستحب ہے، مثلاً: کنوئیں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور یہ یقین یا گمانِ غالب ہو کہ اخیر وقت مستحب تک رسی ڈول مل جائے گا یا کوئی شخص ریل پر سوار ہوا اور یقیناً یا ظناً معلوم ہو کہ اخیر وقت تک ریل ایسے اسٹیشن پر پہنچ جائے گی جہاں پانی مل سکتا ہے تو اخیر وقتِ مستحب تک انتظار مستحب ہے۔

مسئلہ (۴۸): اگر کوئی شخص ریل پر سوار ہو اور اس نے پانی نہ ملنے سے تیمّم کیا ہو اور اثناءِ راہ چلتی ہوئی ریل سے اسے پانی کے چشمے تالاب وغیرہ دکھلائی دیں تو اس کا تیمّم نہ ٹوٹے گا اس لیے کہ اس صورت میں وہ پانی کے استعمال پر قادر نہیں، ریل نہیں ٹھہر سکتی اور چلتی ہوئی ریل سے اتر نہیں سکتا۔

[1] ایک دوسرے کے بعد۔

تمرین

سوال ①: کن اعذار کی بناء پر تیمّم کیا جا سکتا ہے؟
سوال ②: تیمّم کن چیزوں پر کرنا جائز اور کن سے ناجائز ہے؟
سوال ③: تیمّم کا طریقہ کیا ہے؟
سوال ④: غسل اور وضو کے تیمّم میں کیا فرق ہے؟
سوال ⑤: تیمّم کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟
سوال ⑥: اگر کسی نے تیمّم کے ساتھ نماز پڑھی لی اور پھر وقت کے اندر پانی مل گیا تو کیا حکم ہے؟
سوال ⑦: جو شخص پانی اور مٹی دونوں کے استعمال پر قادر نہ ہو تو نماز کا کیا حکم ہے؟
سوال ⑧: کیا بیماری کی وجہ سے کیا ہوا تیمّم بیماری ختم ہونے سے ٹوٹ جائے گا؟
سوال ⑨: اگر پتھر پر بالکل گرد نہ ہو تو کیا اس سے تیمّم درست ہے؟
سوال ⑩: قرآن مجید چھونے کے لیے تیمّم کیا تو کیا اس سے نماز پڑھنا درست ہے؟
سوال ⑪: جنابت سے پاک ہونے کی صورت میں کیا تیمّم کیا جا سکتا ہے؟
سوال ⑫: زمین پر پیشاب کی نجاست پڑنے کے بعد دھوپ سے سوکھ گئی تو اس زمین پر تیمّم اور اس پر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

باب المسح علی الخفین

موزوں پر مسح کرنے کا بیان[۱]

مسئلہ (۱): اگر چمڑے کے موزے وضو کر کے پہن لے اور پھر وضو ٹوٹ جائے تو پھر وضو کرتے وقت موزے پر مسح کر لینا درست ہے، اگر موزے اتار کر پیر دھولے تو یہ سب سے بہتر ہے۔

مسئلہ (۲): اگر موزہ اتنا چھوٹا ہو کہ ٹخنے موزے کے اندر چھپے ہوئے نہ ہوں تو اس پر مسح درست نہیں، اسی طرح اگر بغیر وضو کیے موزہ پہن لیا تو اس پر بھی مسح درست نہیں، اتار کر پیر دھونے چاہییں۔

مسح کی مدت:

مسئلہ (۳): سفر کے دوران تین دن تین رات تک موزوں پر مسح کرنا درست ہے اور جو سفر میں نہ ہو اس کو ایک دن اور ایک رات۔ جس وقت وضو ٹوٹا ہے اس وقت سے ایک دن رات یا تین دن رات کا حساب کیا جائے گا، جس وقت موزہ پہنا ہے اس کا اعتبار نہ کریں گے جیسے کسی نے ظہر کے وقت وضو کر کے موزہ پہنا پھر سورج ڈوبنے کے وقت وضو ٹوٹا تو اگلے دن کے سورج ڈوبنے تک مسح کرنا درست ہے، سفر میں تیسرے دن کے سورج ڈوبنے تک، جب سورج ڈوب گیا تو اب مسح کرنا درست نہیں رہا۔

غسل میں پاؤں دھونا ضروری ہے:

مسئلہ (۴): اگر کوئی ایسی بات ہوگئی جس سے نہانا واجب ہوگیا تو موزہ اُتار کر نہائے، غسل کے ساتھ موزے پر مسح کرنا درست نہیں۔

مسح کا طریقہ:

مسئلہ (۵): موزے کے اوپر کی طرف مسح کرے، تلوے کی طرف مسح نہ کرے۔

مسئلہ (۶): موزے پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں تر کر کے آگے کی طرف رکھے، انگلیاں تو پوری موزے پر رکھ دے اور ہتھیلی موزے سے الگ رکھے پھر اُن کو کھینچ کر ٹخنے کی طرف لے جائے، اگر انگلیوں کے ساتھ

---

[۱] اس باب میں انتیس (۲۹) مسائل مذکور ہیں۔

ہتھیلی بھی رکھ دے اور ہتھیلی سمیت انگلیوں کو کھینچ کر لے جائے تو بھی درست ہے۔

مسئلہ (۷): اگر کوئی اُلٹا مسح کرے یعنی ٹخنے کی طرف سے کھینچ کر انگلیوں کی طرف لائے تو بھی جائز ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے، ایسے ہی اگر لمبائی میں مسح نہ کرے بل کہ موزے کی چوڑائی میں مسح کرے تو بھی درست ہے، لیکن مستحب کے خلاف ہے۔

مسئلہ (۸): اگر تلوے کی طرف یا ایڑی پر یا موزے کے دائیں بائیں میں مسح کرے تو یہ مسح درست نہیں ہوا۔

مسئلہ (۹): اگر پوری انگلیوں کو موزے پر نہیں رکھا، بل کہ فقط انگلیوں کا سرا موزے پر رکھ دیا اور انگلیاں کھڑی رکھیں تو یہ مسح درست نہیں ہوا، البتہ اگر انگلیوں سے پانی برابر ٹپک رہا ہو جس سے بہہ کر تین انگلیوں کے برابر پانی موزے کو لگ جائے تو درست ہو جائے گا۔

مسئلہ (۱۰): مسح میں مستحب تو یہی ہے کہ ہتھیلی کی طرف سے مسح کرے[1] اور اگر کوئی ہتھیلی کے اوپر کی طرف سے مسح کرے تو بھی درست ہے۔

مسئلہ (۱۱): اگر کسی نے موزے پر مسح نہیں کیا لیکن پانی برستے وقت باہر نکلا، یا بھیگی گھاس میں چلا جس سے موزہ بھیگ گیا تو مسح ہو گیا۔

مسئلہ (۱۲): ہاتھ کی تین انگلیوں بھر ہر موزے پر مسح کرنا فرض ہے، اس سے کم میں مسح درست نہ ہوگا۔

مسح توڑنے والی چیزیں:

مسئلہ (۱۳): جو چیز وضو توڑ دیتی ہے اس سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے اور موزوں کے اتار دینے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے، تو اگر کسی کا وضو تو نہیں ٹوٹا لیکن اس نے موزے اتار ڈالے تو مسح جاتا رہا، اب دونوں پیر دھولے، پھر سے وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۴): اگر ایک موزہ اتار ڈالا تو دوسرا موزہ بھی اتار کر دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہے۔

مسئلہ (۱۵): اگر مسح کی مدت پوری ہوگئی تو بھی مسح جاتا رہا، اگر وضو نہ ٹوٹا ہو تو موزہ اتار کر دونوں پاؤں دھوئے، پورے وضو کا دُہرانا واجب نہیں اور اگر وضو ٹوٹ گیا ہو تو موزے اتار کے پورا وضو کرے۔

---

[1] یعنی ہاتھ کی ہتھیلی کی طرف سے مسح کرے اور اگر کوئی ہاتھ الٹا کرکے ہاتھ کی پشت کی طرف سے مسح کرے تب بھی مسح ہو جائے گا۔

مسئلہ (۱۶): موزے پر مسح کرنے کے بعد کہیں پانی میں پیر پڑ گیا اور موزہ ڈھیلا تھا اس لیے موزے کے اندر پانی چلا گیا اور سارا پاؤں یا آدھے سے زیادہ پاؤں بھیگ گیا تو بھی مسح جاتا رہا، دوسرا موزہ بھی اتار دے اور دونوں پیر اچھی طرح سے دھوئے۔

پھٹے ہوئے موزوں کا حکم:

مسئلہ (۱۷): جو موزہ اتنا پھٹ گیا ہو کہ چلنے میں پیر کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو اس پر مسح درست نہیں اور اگر اس سے کم کھلتا ہو تو مسح درست ہے۔

مسئلہ (۱۸): اگر موزے کی سلائی کھل گئی لیکن اس میں سے پیر نہیں دکھلائی دیتا تو مسح درست ہے، اگر ایسا ہو کہ چلتے وقت تو تین انگلیوں کے برابر پیر دکھلائی دیتا ہے اور یوں نہیں دکھلائی دیتا تو مسح درست نہیں۔

مسئلہ (۱۹): اگر ایک موزے میں دو انگلیوں کے برابر پیر کھل جاتا ہے اور دوسرے موزے میں ایک انگلی کے برابر تو کوئی حرج نہیں، مسح جائز ہے اور اگر ایک ہی موزہ کئی جگہ سے پھٹا ہے اور سب ملا کر تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو مسح جائز نہیں، اگر اتنا کم ہو کہ سب ملا کر بھی پوری تین انگلیوں کے برابر نہیں ہوتا تو مسح درست ہے۔

مسح کرنے والا مقیم مسافر اور مسافر مقیم ہو جائے:

مسئلہ (۲۰): کسی نے موزے پر مسح کرنا شروع کیا اور ابھی ایک دن رات گزرنے نہ پایا تھا کہ مسافر ہو گیا تو تین دن رات تک مسح کرتا رہے اور اگر سفر سے پہلے ہی ایک دن رات گزر جائے تو مدت ختم ہو چکی، پیر دھو کر پھر سے موزہ پہنے۔

مسئلہ (۲۱): اور اگر سفر میں مسح کرتا تھا پھر گھر پہنچ گیا تو اگر ایک دن رات پورا ہو چکا ہے تو اب موزہ اتار دے، اب اس پر مسح درست نہیں اور اگر ابھی ایک دن رات بھی نہیں ہوا تو ایک دن رات پورا کر لے، اس سے زیادہ تک مسح درست نہیں۔

جراب پر مسح کرنے کا حکم:

مسئلہ (۲۲): اگر جراب کے اوپر موزے پہنے ہیں تب بھی موزوں پر مسح درست ہے۔

مسئلہ (۲۳): جرابوں پر مسح کرنا درست نہیں ہے، البتہ اگر ان پر چمڑہ چڑھا دیا گیا ہو یا سارے موزے پر چمڑہ نہ

چڑھایا ہو، بل کہ مردانہ جوتے کی شکل پر چمڑا لگا دیا گیا ہو یا (وہ جراب) بہت سنگین (موٹے) اور سخت ہوں کہ بغیر کسی چیز سے باندھے ہوئے آپ ہی آپ ٹھہرے رہتے ہوں اور ان کو پہن کر تین چار میل راستہ بھی چل سکتا ہو تو ان سب صورتوں میں جراب پر بھی مسح درست ہے۔

مسئلہ (۲۴): برقع اور دستانوں پر مسح درست نہیں۔

بوٹ پر مسح کرنے کا حکم:

مسئلہ (۲۵): بوٹ پر مسح جائز ہے بشرطیکہ پورے پیر کو مع ٹخنوں کے چھپائے اور اس کا چاک تسموں سے اس طرح بندھا ہو کہ پیر کی اس قدر کھال نظر نہ آئے جو مسح کو مانع ہو۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۲۶): کسی نے تیمم کی حالت میں موزے پہنے ہوں تو جب وضو کرے تو ان موزوں پر مسح نہیں کر سکتا، اس لیے کہ تیمم طہارت کاملہ نہیں، خواہ وہ تیمم صرف غسل کا ہو یا وضو و غسل دونوں کا ہو یا صرف وضو کا۔

مسئلہ (۲۷): غسل کرنے والے کو مسح جائز نہیں خواہ وہ غسل فرض ہو یا سنت، مثلاً: پیروں کو کسی اونچے مقام پر رکھ کر خود بیٹھ جائے اور سوا پیروں کے باقی جسم کو دھوئے اس کے بعد پیروں پر مسح کرے تو یہ درست نہیں۔

مسئلہ (۲۸): معذور کا وضو جیسے نماز کا وقت جانے سے ٹوٹ جاتا ہے ویسے ہی اس کا مسح بھی باطل ہو جاتا ہے اور اس کو موزے اتار کر پیروں کا دھونا واجب ہے ہاں اگر اس کا مرض وضو کرنے اور موزے پہننے کی حالت میں نہ پایا جائے تو وہ بھی مثل اور صحیح آدمیوں کے سمجھا جائے گا۔

مسئلہ (۲۹): پیر کا اکثر حصہ کسی طرح دھل گیا تو اس صورت میں موزوں کو اتار کر پیروں کو دھونا چاہیے۔

تمرین

سوال ①: کس موزے پر مسح کرنا جائز ہے اور کب جائز ہے؟
سوال ②: موزے پر مسح کرنے کا طریقہ کیا ہے؟
سوال ③: مسح کا وقت کب سے شمار کریں گے؟
سوال ④: مسافر اور مقیم کے مسح میں کیا فرق ہے؟
سوال ⑤: اگر موزہ پھٹا ہوا ہو تو مسح کا کیا حکم ہے؟
سوال ⑥: کن صورتوں میں مسح ٹوٹ جاتا ہے؟
سوال ⑦: کیا بوٹ پر مسح کرنا جائز ہے، اگر جائز ہے تو اس کے لیے کیا شرط ہے؟
سوال ⑧: کیا غسل کرنے والے کے لیے موزے پر مسح کرنا درست ہے؟
سوال ⑨: اگر موزہ بارش کے پانی میں بھیگ جائے تو کیا مسح ہو جائے گا؟
سوال ⑩: اگر کسی مقیم شخص نے موزوں پر مسح کرنا شروع کیا، ابھی اس کی مدت پوری نہیں ہوئی تھی کہ مسافر ہو گیا تو اس صورت میں موزوں پر کب تک مسح کر سکتا ہے؟
سوال ⑪: اگر کسی مسافر شخص نے موزوں پر مسح کرنا شروع کیا، ابھی اس کی مدت پوری نہیں ہوئی تھی کہ مقیم ہو گیا تو اس صورت میں موزوں پر کب تک مسح کر سکتا ہے؟

معذور کے سات (۷) احکام

معذور کی تعریف:

مسئلہ (۱): جس کو ایسی نکسیر پھوٹی ہو کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی یا کوئی ایسا زخم ہے کہ برابر بہتا رہتا ہے کسی وقت بہنا بند نہیں ہوتا یا پیشاب کی بیماری ہے کہ ہر وقت قطرہ آتا رہتا ہے اتنا وقت نہیں ملتا کہ وضو سے نماز پڑھ سکے تو ایسے شخص کو معذور کہتے ہیں۔

معذور کا حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کرلیا کرے، جب تک وہ وقت رہے گا تب تک اس کا وضو باقی رہے گا۔ البتہ جس بیماری میں مبتلا ہے اس کے سوا اگر کوئی اور بات ایسی پائی جائے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور پھر سے کرنا پڑے گا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کو ایسی نکسیر پھوٹی کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی اس نے ظہر کے وقت وضو کرلیا تو جب تک ظہر کا وقت رہے گا نکسیر نے خون کی وجہ سے اس کا وضو نہ ٹوٹے گا، البتہ اگر پاخانہ پیشاب کیا تو وضو ٹوٹ جائے گا، پھر وضو کرے۔ جب یہ وقت چلا گیا دوسری نماز کا وقت آ گیا تو اب دوسرے وقت دوسرا وضو کرنا چاہیے۔ اسی طرح ہر نماز کے وقت وضو کرلیا کرے اور اس وضو سے فرض، نفل جو نماز چاہے پڑھے۔

مسئلہ (۲): اگر فجر کے وقت وضو کیا تو آفتاب نکلنے کے بعد اس وضو سے نماز نہیں پڑھ سکتا، دوسرا وضو کرنا چاہیے۔ جب آفتاب نکلنے کے بعد وضو کیا تو اس وضو سے ظہر کی نماز پڑھنا درست ہے، ظہر کے وقت نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے، جب عصر کا وقت آئے گا تب نیا وضو کرنا پڑے گا۔ ہاں اگر کسی اور وجہ سے وضو ٹوٹ جائے تو یہ اور بات ہے۔

مسئلہ (۳): کسی کو ایسا زخم تھا کہ ہر وقت بہتا رہتا تھا، اس نے وضو کیا پھر دوسرا زخم پیدا ہو گیا اور بہنے لگا تو وضو ٹوٹ گیا پھر سے وضو کرے۔

آدمی معذور کب بنتا ہے؟

مسئلہ (۴): آدمی معذور جب بنتا ہے اور یہ حکم (کہ ہر نماز کے وقت وضو کرے اور جب تک وہ وقت رہے گا اس کا وضو باقی رہے گا) اس وقت لگاتے ہیں کہ پورا ایک وقت اسی طرح گزر جائے کہ خون برابر بہتا رہے اور اتنا بھی

وقت نہ ملے کہ اس وقت کی نماز وضو سے پڑھ سکے۔ اگر اتنا وقت مل گیا کہ اس میں وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے تو اس کو معذور نہ کہیں گے، جو حکم ابھی بیان ہوا ہے اس پر نہ لگائیں گے، البتہ جب پورا ایک وقت اسی طرح گزر گیا کہ اس کو وضو سے نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملا تو یہ معذور ہوگیا اب اس کا وہی حکم ہے کہ ہر وقت نیا وضو کر لیا کرے، پھر جب دوسرا وقت آئے تو اس میں ہر وقت خون کا بہنا شرط نہیں ہے، بل کہ پورے وقت میں اگر ایک دفعہ بھی خون آجایا کرے اور سارے وقت بند رہے تو بھی معذور رہے گا۔ ہاں اگر اس کے بعد ایک پورا وقت ایسا گزر جائے جس میں خون بالکل نہ آئے تو اب معذور نہیں رہا، اب اس کا حکم یہ ہے کہ جتنی دفعہ خون نکلے گا وضو ٹوٹ جائے گا، اچھی طرح سمجھ لو۔

مسئلہ (۵): ظہر کا کچھ وقت ہوگیا تھا تب زخم وغیرہ کا خون بہنا شروع ہوا تو اخیر وقت تک انتظار کرے، اگر بند ہو جائے تو خیر، نہیں تو وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ پھر اگر عصر کے وقت میں اسی طرح بہتا رہا کہ (وضو سے) نماز پڑھنے کی مہلت نہیں ملی تو اب عصر کا وقت گزرنے کے بعد معذور ہونے کا حکم لگائیں گے اور اگر عصر کے وقت کے اندر ہی اندر بند ہوگیا تو وہ معذور نہیں ہے، جو نمازیں اتنے وقت میں پڑھی ہیں وہ درست نہیں ہوئیں، پھر سے پڑھے۔

مسئلہ (۶): ایسے معذور (یعنی جس کو نکسیر وغیرہ کی وجہ سے خون بہتا تھا) نے پیشاب، پاخانہ کی وجہ سے وضو کیا اور جس وقت وضو کیا تھا اس وقت خون بند تھا، جب وضو کر چکا تب خون آیا تو اس خون کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ البتہ جو وضو نکسیر وغیرہ کے سبب کیا ہے خاص وہ وضو نکسیر کی وجہ سے نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ (۷): اگر (معذور کا) یہ خون کپڑے وغیرہ میں لگ جائے تو دیکھو اگر ایسا ہو کہ نماز ختم کرنے سے پہلے ہی پھر لگ جائے گا تو اس کا دھونا واجب نہیں ہے اور اگر یہ معلوم ہو کہ اتنی جلدی پھر نہ لگے گا، بل کہ نماز طہارت سے ادا ہو جائے گی تو دھو ڈالنا واجب ہے۔ اگر ایک روپے (کی مقدار) سے بڑھ جائے تو بے دھوئے ہوئے نماز نہ ہوگی۔

تمرین

سوال ①: معذور کی تعریف اور اس کا حکم بیان کریں اور یہ بتائیں کہ آدمی معذور کب بنتا ہے؟

سوال ②: اگر معذور نے فجر میں وضو کیا تو کیا سورج نکلنے کے بعد اُس وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے؟

سوال ③: کسی نماز کا کچھ وقت گزر گیا تھا پھر زخم بہنا شروع ہوا اور اس نماز کے وقت ختم ہونے تک زخم بہتا رہا تو کیا یہ شخص معذور بنا؟

سوال ④: کوئی شخص نکسیر پھوٹنے کی وجہ سے معذور بنا اور اس نے پیشاب پاخانہ کی وجہ سے وضو کیا، جس وقت وضو کیا اس وقت نکسیر کا خون بند تھا، جب وضو کر چکا تب خون بہنے لگا تو کیا اس کا وضو برقرار رہے گا؟

سوال ⑤: اگر معذور کے عذر سے بہنے والا خون کپڑے میں لگ جائے تو کیا حکم ہے؟

باب الأنجاس

نجاست کے پاک کرنے کا بیان[1]

نجاست کی اقسام:

مسئلہ (۱): نجاست (ناپاکی) کی دوقسمیں ہیں: (۱) جس کی نجاست زیادہ سخت ہے، تھوڑی سی لگ جائے تب بھی دھونے کا حکم ہے اس کو ''نجاستِ غلیظہ'' کہتے ہیں۔ (۲) جس کی نجاست ذرا کم اور ہلکی ہے اس کو ''نجاستِ خفیفہ'' کہتے ہیں۔

مسئلہ (۲): خون، آدمی کا پاخانہ، پیشاب، منی، شراب، کتے بلی کا پاخانہ، پیشاب، سور کا گوشت اور اس کے بال و ہڈی وغیرہ اس کی ساری چیزیں اور گھوڑے، گدھے، خچر کی لید، گائے، بیل، بھینس وغیرہ کا گوبر اور بکری بھیڑ کی مینگنی غرض یہ کہ سب جانوروں کا پاخانہ اور مرغی، بطخ اور مرغابی کی بیٹ، گدھے خچر اور سب حرام جانوروں کا پیشاب یہ سب چیزیں نجاست غلیظہ ہیں۔

مسئلہ (۳): چھوٹے دودھ پیتے بچہ کا پیشاب پاخانہ بھی نجاستِ غلیظہ ہے۔

مسئلہ (۴): حرام پرندوں کی بیٹ اور حلال جانوروں کا پیشاب جیسے بکری، گائے، بھینس وغیرہ اور گھوڑے کا پیشاب نجاستِ خفیفہ ہے۔

مسئلہ (۵): مرغی، بطخ، مرغابی کے سوا اور حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے جیسے کبوتر، چڑیا، مینا وغیرہ اور چمگادڑ کا پیشاب اور بیٹ بھی پاک ہے۔

نجاست کا حکم:

مسئلہ (۶): نجاستِ غلیظہ میں سے اگر پتلی اور بہنے والی چیز کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو اگر پھیلاؤ میں روپے کے برابر[2] یا اس سے کم ہو تو معاف ہے، بغیر اس کے دھوئے اگر نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی، لیکن نہ دھونا اور اسی

[1] اس باب میں ستتر (۷۷) مسائل بیان ہوئے ہیں۔ [2] یعنی ہتھیلی کے گہراؤ کے برابر۔

طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ اور برا ہے اور اگر روپے سے زیادہ ہو تو وہ معاف نہیں ہے، بغیر اس کے دھوئے نماز نہ ہوگی اور اگر نجاستِ غلیظہ میں سے گاڑھی چیز لگ جائے جیسے پاخانہ اور مرغی وغیرہ کی بیٹ، تو اگر وزن میں ساڑھے چار ماشہ یا اس سے کم ہو تو بغیر دھوئے ہوئے نماز درست ہے اور اگر اس سے زیادہ لگ جائے تو بغیر دھوئے ہوئے نماز درست نہیں ہے۔

مسئلہ (۷): اگر نجاستِ خفیفہ کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو جس حصے میں لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے اور اگر پورا چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں یعنی اگر آستین میں لگی ہے تو آستین کی چوتھائی سے کم ہو، اگر کلی میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے۔

اسی طرح اگر نجاستِ خفیفہ ہاتھ میں بھری ہے تو ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے، اسی طرح اگر ٹانگ میں لگ جائے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے غرض یہ کہ جس عضو میں لگے اس کی چوتھائی سے کم ہو، اگر پورا چوتھائی ہو تو معاف نہیں، اس کا دھونا واجب ہے یعنی بغیر دھوئے ہوئے نماز درست نہیں۔

مسئلہ (۸): نجاستِ غلیظہ جس پانی میں پڑ جائے تو وہ بھی نجسِ غلیظ ہو جاتا ہے اور نجاستِ خفیفہ پڑ جائے تو وہ پانی بھی نجسِ خفیف ہو جاتا ہے چاہے کم پڑے یا زیادہ۔

مسئلہ (۹): کپڑے میں نجس تیل لگ گیا اور ہتھیلی کے گہراؤ یعنی روپے سے کم بھی ہے لیکن دو ایک دن میں پھیل کر زیادہ ہو گیا تو جب تک روپے سے زیادہ نہ ہو معاف ہے اور جب بڑھ گیا تو معاف نہیں رہا، اب اس کا دھونا واجب ہے بغیر دھوئے ہوئے نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ (۱۰): مچھلی کا خون نجس نہیں ہے اگر لگ جائے تو کوئی حرج نہیں، اسی طرح مکھی، کھٹمل، مچھر کا خون بھی نجس نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۱): اگر پیشاب کی چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر پڑ جائیں کہ دیکھنے سے دکھائی نہ دیں تو اس کا کچھ حرج نہیں، دھونا واجب نہیں ہے۔

نجاست پاک کرنے کے طریقے:

مسئلہ (۱۲): اگر دَل دار[1] نجاست لگ جائے جیسے پاخانہ، خون تو اتنا دھوئے کہ نجاست چھوٹ جائے اور دھبہ جاتا

---

[1] جس کا جسم نظر آئے۔

رہے چاہے جتنی دفعہ میں چھوٹے، جب نجاست چھوٹ جائے گی تو کپڑا پاک ہو جائے گا اور بدن میں لگ گئی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے، البتہ اگر پہلی ہی دفعہ میں نجاست چھوٹ گئی تو دو مرتبہ اور دھو لینا بہتر ہے، اگر دو مرتبہ میں چھوٹی تو ایک مرتبہ اور دھوئے، غرض یہ کہ تین بار پورے کر لینا بہتر ہے۔

مسئلہ (۱۳): اگر ایسی نجاست ہے کہ کئی دفعہ دھونے اور نجاست کے چھوٹ جانے پر بھی بدبو نہیں گئی یا کوئی دھبہ رہ گیا، تب بھی کپڑا پاک ہو گیا، صابن وغیرہ لگا کر دھبہ چھڑانا اور بدبو دور کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ (۱۴): اگر پیشاب کے مثل کوئی نجاست لگ گئی جو دَل دار نہیں ہے تو تین مرتبہ دھوئے اور ہر مرتبہ نچوڑے اور تیسری مرتبہ اپنی طاقت بھر خوب زور سے نچوڑے تب پاک ہوگا اگر خوب زور سے نہ نچوڑے گا تو کپڑا پاک نہ ہوگا۔

مسئلہ (۱۵): اگر نجاست ایسی چیز میں لگی ہے جس کو نچوڑ نہیں سکتا جیسے تخت، چٹائی، زیور، مٹی یا چینی وغیرہ کے برتن، بوتل، جوتا وغیرہ تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک دفعہ دھو کر ٹھہر جائے جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے پھر دھوئے، پھر جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو پھر دھوئے، اسی طرح تین دفعہ دھوئے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی۔

مسئلہ (۱۶): پانی کی طرح جو چیز پتلی اور پاک ہو اس سے بھی نجاست کا دھونا درست ہے تو اگر کوئی گلاب یا عرقِ گاؤزبان یا اور کسی عرق سے یا سرکہ سے دھوئے تو بھی چیز پاک ہو جائے گی، لیکن گھی، تیل اور دودھ وغیرہ کسی ایسی چیز سے دھونا درست نہیں جس میں چکنائی ہو، وہ چیز ناپاک رہے گی۔

مسئلہ (۱۷): جوتے اور چمڑے کے موزے میں اگر دَل دار نجاست لگ کر سوکھ جائے جیسے گوبر، پاخانہ، خون، منی وغیرہ تو زمین پر خوب گھس کر نجاست ختم کر ڈالنے سے پاک ہو جاتا ہے، ایسے ہی کھرچ ڈالنے سے بھی پاک ہو جاتا ہے اور اگر سوکھی نہ ہو تب بھی اگر اتنا رگڑ ڈالے اور گھس دے کہ نجاست کا نام و نشان باقی نہ رہے تو وہ پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ (۱۸): اور اگر پیشاب کی طرح کوئی نجاست جوتے میں یا چمڑے کے موزے میں لگ گئی جو دَل دار (جسامت والی) نہیں ہے تو وہ بغیر دھوئے پاک نہ ہوگا۔

مسئلہ (۱۹): کپڑا اور بدن فقط دھونے سے ہی پاک ہوتا ہے، چاہے دَل دار نجاست لگے یا بے دَل کی، کسی اور طرح پاک نہیں ہوتا۔

مسئلہ (۲۰): آئینہ، چھری، چاقو، چاندی، سونے کے زیور، تانبے، لوہے کی گلٹ اور شیشے وغیرہ کی چیزیں اگر نجس ہو جائیں تو خوب پونچھ ڈالنے اور رگڑ دینے یا مٹی سے مانجھ ڈالنے سے پاک ہو جاتی ہیں، لیکن اگر نقشی چیزیں ہوں تو

بغیر دھوئے پاک نہ ہوں گی۔

مسئلہ (۲۱): زمین پر نجاست پڑ گئی پھر ایسی سوکھ گئی کہ نجاست کا نشان بالکل ختم ہو گیا، نہ تو نجاست کا دھبہ ہے نہ بدبو آتی ہے تو اس طرح سوکھ جانے سے زمین پاک ہو جاتی ہے، لیکن ایسی زمین پر تیمم کرنا درست نہیں، البتہ نماز پڑھنا درست ہے۔ جو اینٹیں یا پتھر، چونے یا گارے سے زمین میں خوب جما دیے گئے ہوں کہ بغیر کھودے زمین سے جدا نہ ہو سکیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ سوکھ جانے اور نجاست کا نشان نہ رہنے سے پاک ہو جائیں گے۔

مسئلہ (۲۲): جو اینٹیں زمین پر فقط بچھا دی گئی ہیں، چونے یا گارے سے ان کی جڑائی نہیں کی گئی ہے، وہ سوکھنے سے پاک نہ ہوں گی، ان کو دھونا پڑے گا۔

مسئلہ (۲۳): زمین پر جمی ہوئی گھاس بھی سوکھنے اور نجاست کا نشان ختم ہونے سے پاک ہو جاتی ہے، اگر کٹی ہوئی گھاس ہو تو بغیر دھوئے پاک نہ ہو گی۔

مسئلہ (۲۴): نجس چاقو، چھری یا مٹی اور تانبے وغیرہ کے برتن اگر دہکتی آگ میں ڈال دیے جائیں تو بھی پاک ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ (۲۵): ہاتھ میں کوئی نجس چیز لگی تھی اس کو کسی نے زبان سے تین دفعہ چاٹ لیا تو بھی پاک ہو جائے گا، مگر چاٹنا منع ہے۔

مسئلہ (۲۶): اگر کورا[1] برتن نجس ہو جائے اور وہ برتن نجاست کو چوس لے تو فقط دھونے سے پاک نہ ہو گا، بل کہ اس میں پانی بھر دے پھر جب نجاست کا اثر پانی میں آ جائے تو گرا کے پھر بھر دے، اسی طرح برابر کرتا رہے، جب نجاست کا نام و نشان بالکل جاتا رہے نہ رنگ باقی رہے نہ بدبو، تب پاک ہو گا۔

مسئلہ (۲۷): نجس مٹی سے جو برتن کمہار نے بنائے تو جب تک وہ کچے ہیں ناپاک ہیں، جب پکائے گئے تو پاک ہو گئے۔

مسئلہ (۲۸): شہد یا شیرہ یا گھی، تیل ناپاک ہو گیا تو جتنا تیل وغیرہ ہو اتنا یا اس سے زیادہ پانی ڈال کر پکائے جب پانی جل جائے تو پھر پانی ڈال کر جلائے، اسی طرح تین دفعہ کرنے سے پاک ہو جائے گا یا یوں کرو کہ جتنا گھی تیل ہو اتنا ہی پانی ڈال کر ہلاؤ جب وہ پانی کے اوپر آ جائے تو کسی طرح اٹھا لے اسی طرح تین دفعہ پانی ملا کر اٹھائے تو پاک

[1] وہ برتن جس کو اب تک استعمال نہ کیا گیا ہو۔

ہو جائے گا اور گھی اگر جم گیا ہو تو پانی ڈال کر آگ پر رکھ دو، جب پگھل جائے تو اس کو نکال لو۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۲۹): گوبر کے کنڈے (اوپلے) اور لید وغیرہ نجس چیزوں کی راکھ پاک ہے اور ان کا دھواں بھی پاک ہے، روٹی میں لگ جائے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ (۳۰): بچھونے کا ایک کونہ نجس ہے اور باقی سب پاک ہے تو پاک کونے پر نماز پڑھنا درست ہے۔

مسئلہ (۳۱): جس زمین کو گوبر سے لیپا ہو وہ نجس ہے، اس پر بغیر کوئی پاک چیز بچھائے نماز درست نہیں۔

مسئلہ (۳۲): گوبر سے لیپی ہوئی زمین اگر سوکھ گئی ہو تو اس پر گیلا کپڑا بچھا کر بھی نماز پڑھنا درست ہے، لیکن وہ اتنا گیلا نہ ہو کہ اس زمین کی کچھ مٹی چھوٹ کر کپڑے میں لگ جائے۔

مسئلہ (۳۳): پیر دھو کر ناپاک زمین پر چلا اور پیر کا نشان زمین پر بن گیا تو اس سے پیر ناپاک نہ ہوگا، ہاں اگر پیر کے پانی سے زمین اتنی بھیگ جائے کہ زمین کی کچھ مٹی یا یہ نجس پانی پیر میں لگ جائے تو نجس ہو جائے گا۔

مسئلہ (۳۴): نجس بچھونے پر سویا اور پسینے سے وہ کپڑا نم ہو گیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کا کپڑا اور بدن ناپاک نہ ہوگا، ہاں اگر اتنا بھیگ جائے کہ بچھونے میں سے کچھ نجاست چھوٹ کر بدن یا کپڑے پر لگ جائے تو نجس ہو جائے گا۔

مسئلہ (۳۵): نجس مہندی ہاتھوں پیروں میں لگائی تو تین دفعہ خوب دھو ڈالنے سے ہاتھ پیر پاک ہو جائیں گے، رنگ کا چھڑانا واجب نہیں۔

مسئلہ (۳۶): نجس سرمہ یا کاجل آنکھوں میں لگایا تو اس کا پونچھنا اور دھونا واجب نہیں، ہاں اگر پھیل کر آنکھ کے باہر آ گیا ہو تو دھونا واجب ہے۔

مسئلہ (۳۷): نجس تیل سر میں ڈال لیا یا بدن میں لگا لیا تو قاعدے کے موافق تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا، کھلی[۱] ڈال کر یا صابن لگا کر تیل کا ختم کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ (۳۸): کتے نے آٹے میں منہ ڈال دیا یا بندر نے جھوٹا کر دیا، اگر آٹا گندھا ہوا ہو تو جہاں منہ ڈالا ہے اتنا نکال لے باقی کا کھانا درست ہے اور اگر سوکھا آٹا ہو تو جہاں جہاں اس کے منہ کا لعاب لگا ہو نکال لے باقی سب

---

[۱] تِل یا سرسوں کا پھوک۔

پاک ہے۔

مسئلہ (۳۹): کتے کا لعاب نجس ہے اور خود کتا نجس نہیں، سو اگر کتا کسی کے کپڑے یا بدن سے چھو جائے تو نجس نہیں ہوتا، چاہے کتے کا بدن سوکھا ہو یا گیلا، ہاں اگر کتے کے بدن پر کوئی نجاست لگی ہو تو اور بات ہے۔

مسئلہ (۴۰): رومالی بھیگی ہونے کے وقت ہوا نکلے تو اس سے کپڑا نجس نہیں ہوا۔

مسئلہ (۴۱): نجس پانی میں جو کپڑا بھیگ گیا تھا اس کے ساتھ پاک کپڑے کو لپیٹ کر رکھ دیا اور اس کی تری اس پاک کپڑے میں آ گئی، لیکن نہ تو اس میں نجاست کا کچھ رنگ آیا نہ بدبو آئی، تو اگر یہ پاک کپڑا اتنا بھیگ گیا ہو کہ نچوڑنے سے ایک آدھ قطرہ ٹپک پڑے یا نچوڑتے وقت ہاتھ بھیگ جائے تو وہ پاک کپڑا بھی نجس ہو جائے گا اور اگر اتنا نہ بھیگا ہو تو پاک رہے گا، اگر پیشاب وغیرہ خاص نجاست کے بھیگے ہوئے کپڑے کے ساتھ لپیٹ دیا تو جب پاک کپڑے میں ذرا بھی اس کی نمی اور دھبہ آ گیا تو نجس ہو جائے گا۔

مسئلہ (۴۲): اگر لکڑی کا تختہ ایک طرف سے نجس ہے اور دوسری طرف سے پاک ہے تو اگر اتنا موٹا ہے کہ بیچ سے چر سکتا ہے تو اس کو پلٹ کر دوسری طرف نماز پڑھنا درست ہے، اگر اتنا موٹا نہ ہو تو درست نہیں۔

مسئلہ (۴۳): دو تہہ کا کوئی کپڑا ہے اور ایک تہہ نجس ہے دوسری پاک ہے تو اگر دونوں تہیں سلی ہوئی نہ ہوں تو پاک تہہ کی طرف نماز پڑھنا درست ہے اور اگر سلی ہوئی ہوں تو پاک تہہ پر بھی نماز پڑھنا درست نہیں۔

پاکی ناپاکی کے بعض مسائل

مسئلہ (۴۴): غلہ گاہنے[1] کے وقت اگر بیل غلے پر پیشاب کر دیں تو ضرورت کی وجہ سے وہ معاف ہے یعنی غلہ اس سے ناپاک نہ ہوگا اور اگر اس وقت کے سوا دوسرے وقت میں پیشاب کریں تو ناپاک ہو جائے گا، اس لیے کہ یہاں ضرورت نہیں۔

مسئلہ (۴۵): کافر کھانے کی جو چیز بناتے ہیں اس کو اور اسی طرح ان کے برتن اور کپڑے وغیرہ کو ناپاک نہ کہیں گے تاوقتیکہ اس کا ناپاک ہونا کسی دلیل یا قرینہ سے معلوم نہ ہو۔

مسئلہ (۴۶): بعض لوگ جو شیر وغیرہ کی چربی استعمال کرتے ہیں اور اس کو پاک جانتے ہیں یہ درست نہیں، ہاں اگر

---

[1] غلہ گاہنا: غلہ کاٹنے کے بعد اس پر بیل چلانا۔

طبیب حاذق دین دار کی یہ رائے ہو کہ اس مرض کا علاج سوائے (شیر وغیرہ کی) چربی کے اور کچھ نہیں تو ایسی حالت میں بعض علماء کے نزدیک درست ہے، لیکن نماز کے وقت اس کو پاک کرنا ضروری ہوگا۔

مسئلہ (۴۷): راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے بشرطیکہ بدن یا کپڑے میں نجاست کا اثر نہ معلوم ہو، فتویٰ اسی پر ہے، باقی احتیاط یہ ہے کہ جس شخص کی بازار اور راستوں میں زیادہ آمد ورفت نہ ہو وہ اس کے لگنے سے بدن اور کپڑے پاک کرلیا کرے چاہے ناپاکی کا اثر بھی محسوس نہ ہو۔

مسئلہ (۴۸): نجاست اگر جلائی جائے تو اس کا دھواں پاک ہے، وہ اگر جم جائے اور اس سے کوئی چیز بنائی جائے تو وہ پاک ہے جیسے نوشادر کو کہتے ہیں کہ نجاست کے دھوئیں سے بنتا ہے۔

مسئلہ (۴۹): نجاست کے اوپر جو گرد وغبار ہو وہ پاک ہے، بشرطیکہ نجاست کی تری نے اس میں اثر کرکے اس کو تر نہ کردیا ہو۔

مسئلہ (۵۰): نجاستوں سے جو بخارات اٹھیں وہ پاک ہیں، پھل وغیرہ کے کیڑے پاک ہیں، لیکن اس کا کھانا درست نہیں، اگر ان میں جان پڑ گئی ہو اور گولر وغیرہ سب پھلوں کے کیڑوں کا یہی حکم ہے۔

مسئلہ (۵۱): کھانے کی چیزیں اگر سڑ جائیں اور بو کرنے لگیں تو ناپاک نہیں ہوتیں، جیسے گوشت، حلوہ وغیرہ، مگر نقصان کے خیال سے ان کا کھانا درست نہیں۔

مسئلہ (۵۲): مُشک[1] اور اس کا نافہ[2] پاک ہے اور اسی طرح عنبر وغیرہ۔

مسئلہ (۵۳): سوتے میں آدمی کے منہ سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہے۔

مسئلہ (۵۴): گندہ انڈا حلال جانور کا پاک ہے بشرطیکہ ٹوٹا نہ ہو۔

مسئلہ (۵۵): سانپ کی کیچلی[3] پاک ہے۔

مسئلہ (۵۶): جس پانی سے کوئی نجس چیز دھوئی جائے وہ نجس ہے خواہ وہ پانی پہلی دفعہ کا ہو یا دوسری دفعہ کا یا تیسری دفعہ کا، لیکن ان پانیوں میں اتنا فرق ہے کہ اگر پہلی دفعہ کا پانی کسی کپڑے میں لگ جائے تو یہ کپڑا تین دفعہ دھونے سے پاک ہوگا اور اگر دوسری دفعہ کا پانی لگ جائے تو صرف دو دفعہ دھونے سے پاک ہوگا اور اگر تیسری دفعہ کا لگ جائے تو ایک ہی دفعہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔

---

[1] وہ خوش بودار سیاہ رنگ کا مادہ جو نیپال، تبت، تاتار، خطا اور ختن میں ایک قسم کے ہرن کی ناف سے نکلتا ہے۔

[2] مشک کی تھیلی۔ [3] سانپ کی سفید جھلی جو اس کے جسم کے اوپر سے اترتی ہے۔

مسئلہ (۵۷): مُردہ انسان جس پانی سے نہلایا جائے وہ پانی نجس ہے۔

مسئلہ (۵۸): سانپ کی کھال نجس ہے یعنی وہ جو اس کے بدن سے لگی ہوئی ہے، کیوں کہ کینچلی پاک ہے۔

مسئلہ (۵۹): مردہ انسان کا لعاب نجس ہے۔

مسئلہ (۶۰): اکہرے[1] کپڑے میں ایک طرف مقدار معافی سے کم نجاست لگے اور دوسری طرف سرایت کر جائے اور ہر طرف مقدار سے کم ہو لیکن دونوں کا مجموعہ اس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ کم ہی سمجھی جائے گی اور معاف ہوگی، ہاں اگر کپڑا دوہرا ہو یا دو کپڑوں کو ملا کر اس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ زیادہ سمجھی جائے گی اور معاف نہ ہوگی۔

مسئلہ (۶۱): دودھ دھوتے وقت دو ایک مینگنی دودھ میں پڑ جائیں یا تھوڑا سا گوبر بقدر دو ایک مینگنی کے گر جائے تو معاف ہے بشرطیکہ گرتے ہی نکال ڈالا جائے (اور اگر دودھ دوہنے کے وقت کے علاوہ گر جائے گی تو ناپاک ہو جائے گا)۔

مسئلہ (۶۲): چار پانچ سال کا ایسا لڑکا جو وضو کو نہیں سمجھتا وہ اگر وضو کرے یا دیوانہ وضو کرے تو یہ پانی مُسْتَعْمَل نہیں۔

مسئلہ (۶۳): پاک کپڑا برتن اور نیز دوسری پاک چیزیں جس پانی سے دھوئی جائیں اس سے وضو اور غسل درست ہے بشرطیکہ پانی گاڑھا نہ ہو جائے اور محاورے میں اس کو ''ماء مطلق'' یعنی صرف پانی کہتے ہوں اور اگر برتن وغیرہ میں کھانے پینے کی چیز لگی ہو تو اس کے دَھووَن[2] سے وضو اور غسل کے جواز کی شرط یہ ہے کہ پانی کے تین وصفوں سے دو وصف باقی ہوں گو ایک وصف بدل گیا ہو اور اگر دو وصف بدل جائیں تو پھر درست نہیں۔

مسئلہ (۶۴): مستعمل پانی کا پینا اور کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا مکروہ ہے اور وضو غسل اس سے درست نہیں، ہاں ایسے پانی سے نجاست دھونا درست ہے۔

مسئلہ (۶۵): زم زم کے پانی سے بے وضو کو وضو نہ کرنا چاہیے اور اسی طرح وہ شخص جس کو نہانے کی حاجت ہو اس سے غسل نہ کرنا چاہیے اور اس سے ناپاک چیزوں کا دھونا اور استنجا کرنا مکروہ ہے، ہاں اگر مجبوری ہو کہ پانی ایک میل سے قریب نہ مل سکے اور ضروری طہارت کسی اور طرح حاصل نہ ہو سکتی ہو تو یہ سب باتیں زم زم کے پانی سے جائز ہیں۔

مسئلہ (۶۶): عورت کے وضو اور غسل کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو اور غسل نہ کرنا چاہیے، گو ہمارے نزدیک

---

[1] ایک تہہ کے۔ [2] وہ پانی جس میں کوئی چیز دھوئی گئی ہو۔

اس سے وضو وغیرہ جائز ہے مگر حضرت امام احمد بن حنبل رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے نزدیک جائز نہیں اور اختلاف سے بچنا اَولیٰ (بہتر) ہے۔

مسئلہ (۶۷): جن مقاموں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب کسی قوم پر آیا ہو جیسے ثمود اور عاد کی قوم اس مقام کے پانی سے وضو اور غسل نہ کرنا چاہیے، مثل مسئلہ بالا اس میں بھی اختلاف ہے مگر یہاں بھی اختلاف سے بچنا اولیٰ ہے اور مجبوری میں اس کا وہی حکم ہے جو زم زم کے پانی کا حکم ہے۔

مسئلہ (۶۸): تنور اگر ناپاک ہو جائے تو اس میں آگ جلانے سے پاک ہو جائے گا بشرط یہ کہ گرم ہونے کے بعد نجاست کا اثر نہ رہے۔

مسئلہ (۶۹): ناپاک زمین پر مٹی وغیرہ ڈال کر نجاست چھپا دی جائے اس طرح کہ نجاست کی بو نہ آئے تو مٹی کے اوپر کا حصہ پاک ہے۔

مسئلہ (۷۰): ناپاک تیل یا چربی کا صابن بنالیا جائے تو پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ (۷۱): فصد[1] کے مقام یا اور کسی عضو کو جو خون پیپ کے نکلنے سے نجس ہو گیا ہو اور دھونا نقصان کرتا ہو تو صرف تر کپڑے سے پونچھ دینا کافی ہے اور آرام ہونے کے بعد بھی اس جگہ کا دھونا ضروری نہیں۔

مسئلہ (۷۲): ناپاک رنگ اگر جسم میں یا کپڑے میں لگ جائے یا بال اس ناپاک رنگ سے رنگین ہو جائیں تو صرف اس قدر دھونا کہ پانی صاف نکلنے لگے کافی ہے اگرچہ رنگ دور نہ ہو۔

مسئلہ (۷۳): اگر ٹوٹے ہوئے دانت کو جو ٹوٹ کر علیحدہ ہو گیا ہے اس جگہ پر رکھ کر جما دیا جائے خواہ پاک چیز سے یا ناپاک چیز سے اور اسی طرح اگر کوئی ہڈی ٹوٹ جائے اور اس کے بدلے کوئی ناپاک ہڈی رکھ دی جائے یا کسی زخم میں کوئی ناپاک چیز بھر دی جائے اور وہ اچھا ہو جائے تو اس کو نکالنا نہ چاہیے، بل کہ وہ خود بخود پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ (۷۴): ایسی ناپاک چیز کو جو چکنی ہو جیسے تیل، گھی، مردار کی چربی اگر کسی چیز میں لگ جائے اور اس قدر دھوئی جائے کہ پانی صاف نکلنے لگے تو پاک ہو جائے گی، اگرچہ اس ناپاک چیز کی چکناہٹ باقی ہو۔

مسئلہ (۷۵): ناپاک چیز پانی میں گرے اور اس کے گرنے سے چھینٹیں اڑ کر کسی پر جا پڑیں تو وہ پاک ہیں بشرط یہ کہ اس نجاست کا کوئی اثر ان چھینٹوں میں نہ ہو۔

[1] نشتر لگانا۔ رگ سے خون نکالنا۔

مسئلہ (۷۶): دوہرا کپڑا یا روئی کا کپڑا اگر ایک جانب نجس ہو جائے اور ایک جانب پاک ہو تو سارا ناپاک سمجھا جائے گا نماز اس پر درست نہیں، بشرط یہ کہ ناپاک جانب کا ناپاک حصہ نمازی کے کھڑے ہونے یا سجدہ کرنے کی جگہ ہو اور دونوں کپڑے باہم سلے ہوئے ہوں۔ اور اگر سلے ہوئے نہ ہوں تو پھر ایک کے ناپاک ہونے سے دوسرا ناپاک نہ ہوگا، بل کہ دوسرے پر نماز درست ہے بشرط یہ کہ اوپر کا کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ اس میں سے نیچے کی نجاست کا رنگ اور بو ظاہر نہ ہوتی ہو۔

مسئلہ (۷۷): مرغی یا اور کوئی پرندے کو پیٹ چاک کرنے اور اس کی آلائش نکالنے سے پہلے پانی میں جوش دیا جائے جیسا کہ آج کل انگریزوں اور ان کے ہم منش ہندوستانیوں کا دستور ہے تو وہ کسی طرح پاک نہیں ہو سکتی[۱]۔

[۱] لیکن اگر مرغی وغیرہ کو پانی میں اس قدر جوش دیا جائے کہ اس کی آلائش گوشت میں سرایت نہ کرے تو اس کا گوشت پاک ہے جیسا کہ آج کل بعض عرب ملکوں میں ہوتا ہے کہ وہاں ایک منٹ یا اس سے بھی کم وقت مرغی کو جوش دیے ہوئے پانی میں ڈبو کر نکال لیتے ہیں۔

تمرین

سوال ①: نجاست کی کتنی قسمیں ہیں؟
سوال ②: کون کون سی نجاستیں غلیظہ ہیں اور کون سی خفیفہ؟
سوال ③: نجاستِ غلیظہ اور خفیفہ کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو اسے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟
سوال ④: نجاستِ غلیظہ اور خفیفہ کی کتنی مقدار معاف ہے؟
سوال ⑤: زمین پر نجاست پڑ جائے تو کس طرح پاک ہوگی؟
سوال ⑥: شہد، شیرہ، گھی یا تیل وغیرہ ناپاک ہو جائے تو اسے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟
سوال ⑦: کیا کتا نجس ہے؟ اگر کتا آٹے وغیرہ میں منہ ڈال دے یا کسی کے بدن یا کپڑوں سے چھو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟
سوال ⑧: دو تہہ کا کپڑا ہو اور ایک تہہ نجس ہو تو کیا پاک تہہ پر نماز پڑھ سکتے ہیں؟
سوال ⑨: کن کن چیزوں سے نجاست کا دھونا درست ہے؟
سوال ⑩: زمین پر نجاست پڑ گئی پھر سوکھ گئی، اب زمین کا کیا حکم ہے؟
سوال ⑪: تخت وغیرہ اور چمڑے کے جوتے اور موزے پر نجاست لگ جائے تو انہیں کس طرح پاک کریں گے؟
سوال ⑫: اگر کورا برتن نجس ہو جائے تو اس کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

فصل فی الإستنجاء

استنجے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): جب سو کر اٹھے تو جب تک گٹے تک ہاتھ نہ دھولے تب تک ہاتھ پانی میں نہ ڈالے چاہے ہاتھ پاک ہو یا ناپاک ہو، اگر پانی چھوٹے برتن میں رکھا ہو جیسے لوٹا آب خورا[2] تو اس کو بائیں ہاتھ سے اٹھا کر دائیں ہاتھ پر ڈالے اور تین دفعہ دھوئے، پھر برتن داہنے ہاتھ میں لے کر بایاں ہاتھ تین دفعہ دھوئے۔

اگر چھوٹے برتن میں پانی نہ ہو بڑے مٹکے وغیرہ میں ہو تو کسی آب خورے وغیرہ سے نکال لے، لیکن انگلیاں پانی میں نہ ڈوبنے پائیں، اگر آب خورے وغیرہ کچھ نہ ہو تو بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے چلّو بنا کر پانی نکالے، جہاں تک ہو سکے پانی میں انگلیاں کم ڈالے اور پانی نکال کے پہلے داہنا ہاتھ دھوئے جب وہ ہاتھ دھل جائے تو داہنا ہاتھ جتنا چاہے ڈال دے اور پانی نکال کے بایاں ہاتھ دھوئے اور یہ ترکیب ہاتھ دھونے کی اس وقت ہے کہ ہاتھ ناپاک نہ ہوں اور اگر ناپاک ہوں تو ہرگز مٹکے میں نہ ڈالے، بل کہ کسی اور ترکیب سے پانی نکالے کہ نجس نہ ہونے پائے، مثلاً: پاک رومال ڈال کے نکالے جو پانی کی دھار رومال سے بہے اس سے ہاتھ پاک کر لے یا اور جس طرح ممکن ہو پاک کر لے۔

مسئلہ (۲): جو نجاست آگے یا پیچھے کی راہ سے نکلے، اُس وقت استنجا کرنا سنت ہے۔

مسئلہ (۳): اگر نجاست بالکل ادھر اُدھر نہ لگے اور پانی سے استنجا نہ کرے، بل کہ پاک پتھر یا ڈھیلے سے استنجا کر لے اور اتنا پونچھ ڈالے کہ نجاست جاتی رہے اور بدن صاف ہو جائے تو بھی جائز ہے، لیکن یہ بات صفائی مزاج کے خلاف ہے، البتہ اگر پانی نہ ہو یا کم ہو تو مجبوری ہے۔

مسئلہ (۴): ڈھیلے سے استنجا کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے، بس اتنا خیال رکھے کہ نجاست اِدھر اُدھر پھیلنے نہ پائے، بدن خوب صاف ہو جائے۔

مسئلہ (۵): ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا سنت ہے، لیکن اگر نجاست ہتھیلی کے گہراؤ یعنی روپے

---

[1] اس عنوان کے تحت تیرہ (۱۳) مسائل مذکور ہیں۔ [2] پانی پینے کا چھوٹا سا مٹی کا برتن۔

سے زیادہ پھیل جائے تو ایسے وقت پانی سے دھونا واجب ہے، بغیر دھوئے نماز نہ ہوگی اور اگر نجاست پھیلی نہ ہو تو فقط ڈھیلے سے پاک کر کے بھی نماز درست ہے، لیکن سنت کے خلاف ہے۔

مسئلہ (۶): پانی سے استنجا کرے تو پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے، پھر تنہائی کی جگہ جا کر بدن ڈھیلا کر کے بیٹھے اور اتنا دھوئے کہ دل کہنے لگے کہ اب بدن پاک ہو گیا، البتہ اگر کوئی شکی مزاج ہو کہ پانی بہت پھینکتا ہے پھر بھی دل اچھی طرح صاف نہیں ہوتا تو اس کو یہ حکم ہے کہ تین دفعہ یا سات دفعہ دھو لے بس اس سے زیادہ نہ دھوئے۔

مسئلہ (۷): اگر کہیں تنہائی کا موقع نہ ملے تو پانی سے استنجا کرنے کے واسطے کسی کے سامنے اپنے بدن کو کھولنا درست نہیں، نہ مرد کے سامنے نہ کسی عورت کے سامنے، ایسے وقت پانی سے استنجا نہ کرے اور بغیر استنجا کیے نماز پڑھ لے کیوں کہ بدن کا کھولنا بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ (۸): ہڈی اور نجاست جیسے گوبر، لید وغیرہ اور کوئلہ، کنکر، شیشہ، پکی اینٹ، کھانے کی چیز، کاغذ اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا برا اور منع ہے، نہیں کرنا چاہیے، لیکن اگر کوئی کر لے تو بدن پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ (۹): کھڑے کھڑے پیشاب کرنا منع ہے۔

مسئلہ (۱۰): پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ کرنا منع ہے۔

مسئلہ (۱۱): چھوٹے بچے کو قبلہ کی طرف بٹھلا کر ہگانا متانا[1] بھی مکروہ اور منع ہے۔

مسئلہ (۱۲): استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا درست ہے اور وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجا بھی درست ہے، لیکن نہ کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ (۱۳): جب پاخانہ پیشاب کو جائے تو پاخانہ (بیت الخلا) کے دروازے سے باہر "بِسْمِ اللّٰہِ" کہے اور یہ دعا پڑھے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ" اور ننگے سر نہ جائے اور اگر کسی انگوٹھی وغیرہ پر اللہ، رسول کا نام ہو تو اس کو اتار ڈالے اور پہلے بایاں پیر رکھے اور اندر اللہ کا نام نہ لے، اگر چھینک آئے تو فقط دل ہی دل میں "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہے، زبان سے کچھ نہ کہے، نہ وہاں کچھ بولے نہ بات کرے، پھر جب نکلے تو داہنا پیر پہلے نکالے اور دروازے سے نکل کر یہ دعا پڑھے: "غُفْرَانَكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ" اور استنجے کے بعد بائیں ہاتھ کو زمین پر رگڑ کے یا مٹی سے مل کر دھوئے۔

---

[1] پاخانہ پیشاب کرانا۔

پیشاب پاخانہ کے وقت تیرہ (۱۳) امور مکروہ ہیں

(۱) چاند یا سورج کی طرف پاخانہ یا پیشاب کے وقت منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ ہے (۲) نہر اور تالاب وغیرہ کے کنارے پاخانہ پیشاب کرنا مکروہ ہے اگرچہ نجاست اس میں نہ گرے (۳) ایسے درخت کے نیچے جس کے سایہ میں لوگ بیٹھتے ہیں (۴) پھل پھول والے درخت کے نیچے (۵) جاڑوں میں جس جگہ دھوپ لینے کو لوگ بیٹھتے ہوں (۶) جانوروں کے درمیان میں (۷) مسجد اور عیدگاہ کے اس قدر قریب جس کی بدبو سے نمازیوں کو تکلیف ہو۔ (۸) قبرستان میں یا ایسی جگہ جہاں لوگ وضو یا غسل کرتے ہوں (۹) راستے میں (۱۰) ہوا کے رخ پر (۱۱) سوراخ میں (۱۲) راستے کے قریب (۱۳) قافلہ یا کسی مجمع کے قریب مکروہ تحریمی ہے۔

حاصل یہ کہ ایسی جگہ جہاں لوگ اٹھتے بیٹھتے ہوں اور ان کو تکلیف ہو اور ایسی جگہ جہاں سے نجاست بہہ کر اپنی طرف آئے مکروہ ہے۔

پیشاب پاخانہ کے وقت سات (۷) امور سے بچنا چاہیے

(۱) بات کرنا (۲) بلاضرورت کھانسنا (۳) کسی آیت یا حدیث اور متبرک چیز کا پڑھنا (۴) ایسی چیز جس پر اللہ یا نبی یا کسی فرشتے یا کسی معظم کا نام یا کوئی آیت یا حدیث یا دعا لکھی ہوئی ہو اپنے ساتھ رکھنا، البتہ اگر ایسی چیز جیب میں ہو یا تعویذ کپڑے وغیرہ میں لپٹا ہوا ہو تو کراہت نہیں (۵) بلاضرورت لیٹ کر یا کھڑے ہو کر پاخانہ پیشاب کرنا (۶) تمام کپڑے اتار کر برہنہ ہو کر پاخانہ پیشاب کرنا (۷) داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا (ان سب باتوں سے بچنا چاہیے)

(۲۲) چیزوں سے استنجا درست نہیں

(۱) ہڈی (۲) کھانے کی چیزیں (۳) لید اور کل ناپاک چیزیں (۴) وہ ڈھیلا یا پتھر جس سے ایک مرتبہ استنجا ہو چکا ہو (۵) پختہ اینٹ (۶) ٹھیکری (۷) شیشہ (۸) کوئلہ (۹) چونا (۱۰) لوہا (۱۱) چاندی (۱۲) سونا وغیرہ (۱۳) ایسی چیزوں سے استنجا کرنا جو نجاست کو صاف نہ کرے جیسے سرکہ وغیرہ (۱۴) وہ چیزیں جن کو جانور وغیرہ کھاتے ہوں جیسے بھس اور گھاس وغیرہ (۱۵) ایسی چیزیں جو قیمت دار ہوں خواہ تھوڑی قیمت ہو یا بہت جیسے کپڑا، عرق وغیرہ (۱۶) آدمی

کے اجزا جیسے بال، ہڈی، گوشت وغیرہ (۱۷) مسجد کی چٹائی یا کوڑا یا جھاڑو وغیرہ (۱۸) درختوں کے پتے (۱۹) کاغذ خواہ لکھا ہو یا سادہ[1] (۲۰) زم زم کا پانی (۲۱) دوسرے کے مال سے بلا اُس کی اجازت ورضا مندی کے خواہ وہ پانی ہو یا کپڑا یا اور کوئی چیز (۲۲) روئی اور تمام ایسی چیزیں جن سے انسان یا ان کے جانور نفع اٹھائیں، ان تمام چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔

جن چیزوں سے استنجا بلا کراہت درست ہے

(۱) پانی (۲) مٹی کا ڈھیلہ[2] (۳) پتھر (۴) بے قیمت کپڑا (۵) ہر وہ چیز جو پاک ہو اور نجاست کو دور کر دے بشرط یہ کہ مال اور محترم نہ ہو۔

تمرین

سوال ①: کیا پانی استعمال کیے بغیر صرف ڈھیلے سے استنجا کرنا جائز ہے؟

سوال ②: پانی سے استنجا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

سوال ③: استنجا کرتے وقت قبلہ کی طرف رخ کرنا کیسا ہے؟

سوال ④: کن کن چیزوں سے استنجا درست ہے اور کن کن چیزوں سے استنجا درست نہیں ہے؟

سوال ⑤: استنجا کرنا کب سنت اور کب واجب ہوتا ہے؟

[1] البتہ وہ جاذب کاغذ (ٹائیلیٹ پیپر) جو استنجا کے لیے ہی بنایا جاتا ہے اس سے استنجا جائز ہے۔

[2] ڈھیلے و پتھر کا استعمال اس جگہ ہرگز نہ کرنا چاہیے جہاں اس کی وجہ سے گٹر وغیرہ بند ہونے یا گندگی ہونے کا امکان ہو، بعض لوگ اس کا خیال نہیں رکھتے۔

کتاب الصلوٰۃ

نماز کا بیان

نماز کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کا بہت بڑا رتبہ ہے، کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز سے زیادہ پیاری نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کردی ہیں، ان کے پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اور ان کے چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''جو کوئی اچھی طرح سے وضو کیا کرے اور خوب دل لگا کر اچھی طرح نماز پڑھا کرے، قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ سب بخش دے گا اور جنت دے گا۔''

نماز دین کا ستون ہے:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ''نماز دین کا ستون ہے، سو جس نے نماز کو اچھی طرح پڑھا اس نے دین کو ٹھیک رکھا اور جس نے اس ستون کو گرادیا۔ (یعنی نماز نہ پڑھی) اس نے دین برباد کردیا۔''

اعضاءِ وضو کا روشن ہونا:

اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے: ''قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ ہوگی اور نمازیوں کے ہاتھ، پاؤں اور منہ قیامت میں آفتاب کی طرح چمکتے ہوں گے اور بے نمازی اس دولت سے محروم رہیں گے۔''

نماز کی اہمیت:

اور حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ''نمازیوں کا حشر قیامت کے دن نبیوں اور شہیدوں اور ولیوں کے ساتھ ہوگا اور بے نمازیوں کا حشر فرعون اور ہامان اور قارون ان بڑے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا۔''

اس لیے نماز پڑھنا بہت ضروری ہے اور نہ پڑھنے سے دین اور دنیا دونوں کا بہت نقصان ہوتا ہے، اس سے

بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ بے نمازی کا حشر کافروں کے ساتھ کیا گیا، بے نمازی کافروں کے برابر سمجھا گیا، اللہ کی پناہ! نماز نہ پڑھنا کتنی بری بات ہے۔

نماز کن لوگوں پر واجب نہیں:

البتہ ان لوگوں پر نماز واجب نہیں: مجنون اور چھوٹی لڑکی اور لڑکا جو ابھی جوان نہ ہوئے ہوں، باقی سب مسلمانوں پر فرض ہے۔

لیکن اولاد جب سات برس کی ہوجائے تو ماں باپ کو حکم ہے کہ ان سے نماز پڑھوائیں اور جب دس ۱۰ برس کا ہوجائے تو مار کر پڑھائیں۔

اگر نماز کی ادائیگی سے غفلت ہوجائے؟

نماز کا چھوڑنا کبھی کسی وقت درست نہیں ہے جس طرح ہوسکے نماز ضرور پڑھے، البتہ اگر نماز پڑھنا بھول گیا بالکل یاد ہی نہ رہا جب وقت ختم ہوگیا تب یاد آیا کہ میں نے نماز نہیں پڑھی یا ایسا غافل سوگیا کہ آنکھ نہ کھلی اور نماز قضا ہوگئی تو ایسے وقت گناہ نہ ہوگا لیکن جب یاد آجائے اور آنکھ کھلے تو وضو کرکے فوراً قضا پڑھ لینا فرض ہے، البتہ اگر وہ وقت مکروہ ہو تو ذرا ٹھہر جائے تاکہ مکروہ وقت نکل جائے اسی طرح جو نمازیں بے ہوشی کی وجہ سے نہیں پڑھیں اس میں بھی گناہ نہیں، لیکن ہوش آنے کے بعد فوراً قضا پڑھنی پڑے گی۔

نماز کے اوقات کا بیان[1]

① فجر کا وقت:

مسئلہ (۱): پچھلی رات کو صبح ہوتے وقت پورب (مشرق) کی طرف یعنی جدھر سے سورج نکلتا ہے آسمان کی لمبائی پر کچھ سفیدی دکھائی دیتی ہے پھر تھوڑی دیر میں آسمان کے کنارے پر چوڑائی میں سفیدی معلوم ہوتی ہے اور آناً فاناً بڑھتی جاتی ہے اور تھوڑی دیر میں بالکل اُجالا ہوجاتا ہے تو جب سے یہ چوڑی سفیدی دکھائی دے تب سے فجر کی نماز

[1] اس عنوان کے تحت انیس (۱۹) مسائل مذکور ہیں۔

کا وقت ہو جاتا ہے اور آفتاب نکلنے تک باقی رہتا ہے، جب آفتاب کا ذرا سا کنارہ نکل آتا ہے تو فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

② ظہر کا وقت:

مسئلہ (۲): دوپہر ڈھل جانے سے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور دوپہر ڈھل جانے کی نشانی یہ ہے کہ لمبی چیزوں کا سایہ پچھم (مغرب) سے شمال کی طرف سرکتا سرکتا بالکل شمال کی سیدھ میں آ کر پورب (مشرق) کی طرف مڑنے لگے بس سمجھو کہ دوپہر ڈھل گئی۔

فائدہ: پورب (مشرق) کی طرف منہ کر کے کھڑے ہونے سے بائیں ہاتھ کی طرف کا نام شمال ہے اور ایک پہچان اس سے بھی آسان ہے وہ یہ کہ سورج نکل کر جتنا اونچا ہوتا جاتا ہے ہر چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے، پس جب گھٹنا موقوف ہو جائے اس وقت ٹھیک دوپہر کا وقت ہے۔

پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو سمجھو کہ دن ڈھل گیا بس اسی وقت سے ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ جتنا سایہ ٹھیک دوپہر کو ہوتا ہے اس کو چھوڑ کر جب تک ہر چیز کا سایہ دوگنا نہ ہو جائے اس وقت تک ظہر کا وقت رہتا ہے، مثلاً: ایک ہاتھ لکڑی کا سایہ ٹھیک دوپہر کو چار انگل تھا تو جب تک دو ہاتھ اور چار انگل نہ ہو تب تک ظہر کا وقت ہے۔

③ عصر کا وقت:

جب یہ سایہ دو ہاتھ اور چار انگل ہو گیا تو عصر کا وقت آ گیا۔

عصر کا وقت سورج ڈوبنے تک باقی رہتا ہے، لیکن جب سورج کا رنگ بدل جائے اور دھوپ زرد پڑ جائے اس وقت عصر کی نماز پڑھنا مکروہ ہے، اگر کسی وجہ سے اتنی دیر ہو گئی تو خیر پڑھ لے قضا نہ کرے، لیکن پھر کبھی اتنی دیر نہ کرے اور اس عصر کے سوا اور کوئی نماز ایسے وقت پڑھنا درست نہیں ہے، نہ قضا نہ نفل، کچھ نہ پڑھے۔

④ مغرب کا وقت:

مسئلہ (۳): جب سورج ڈوب گیا تو مغرب کا وقت آ گیا، پھر جب تک مغرب کی طرف آسمان کے کنارے پر سرخی باقی رہے تب تک مغرب کا وقت رہتا ہے، لیکن مغرب کی نماز میں اتنی دیر نہ کرے کہ تارے خوب چٹک جائیں

کہ اتنی دیر کرنا مکروہ ہے۔

⑤ عشاء کا وقت:

جب وہ سرخی ختم ہو جائے تو عشاء کا وقت شروع ہو گیا اور صبح ہونے تک باقی رہتا ہے، لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے اور ثواب کم ملتا ہے اس لیے اتنی دیر کر کے نماز نہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ تہائی رات جانے سے پہلے ہی پہلے پڑھ لے۔

نمازوں کے اوقاتِ مستحبہ:

مسئلہ (۴): گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز میں جلدی نہ کرے، گرمی کی تیزی کا وقت ختم ہو جائے تب پڑھنا مستحب ہے اور جاڑوں (سردیوں) میں اوّل وقت پڑھ لینا مستحب ہے۔

مسئلہ (۵): اور عصر کی نماز ذرا اتنی دیر کر کے پڑھنا بہتر ہے کہ وقت آنے کے بعد اگر کچھ نفلیں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے، کیوں کہ عصر کی بعد تو نفلیں پڑھنا درست نہیں، چاہے گرمی کا موسم ہو یا جاڑے کا، دونوں کا ایک حکم ہے، لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ سورج میں زردی آ جائے اور دھوپ کا رنگ بدل جائے۔

مغرب کی نماز میں جلدی کرنا اور سورج ڈوبتے ہی پڑھ لینا مستحب ہے۔

مسئلہ (۶): جو کوئی تہجد کی نماز آخری رات کو اٹھ کر پڑھا کرتا ہو تو اگر پکا بھروسہ ہو کہ آنکھ ضرور کھلے گی تو اس کو وتر کی نماز تہجد کے بعد پڑھنا بہتر ہے، لیکن اگر آنکھ کھلنے کا اعتبار نہ ہو اور سو جانے کا ڈر ہو تو عشاء کے بعد سونے سے پہلے ہی پڑھ لینا چاہیے۔

مسئلہ (۷): بادل کے دن فجر، ظہر اور مغرب کی نماز ذرا دیر کر کے پڑھنا بہتر ہے اور عصر[1] کی نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

وہ اوقات جن میں نماز پڑھنا منع ہے:

مسئلہ (۸): سورج نکلتے وقت اور ٹھیک دوپہر کو اور سورج ڈوبتے وقت کوئی نماز صحیح نہیں ہے، البتہ عصر کی نماز اگر ابھی

---

[1] ...عصر کی طرح عشاء میں بھی جلدی کرنا مستحب ہے، مگر یہ جلدی کرنے کا حکم اس وقت ہے جب کہ صحیح اوقات معلوم ہونا مشکل ہوں لیکن اگر گھڑی کے ذریعے سے ٹھیک اوقات معلوم ہو سکتے ہوں تو پھر ہر نماز کو اس کے معمولی (مقررہ) وقت پر پڑھنا چاہیے۔

نہ پڑھی ہوتو وہ سورج ڈوبتے وقت بھی پڑھ لے اوران تینوں وقت سجدۂ تلاوت بھی مکروہ اور منع ہے۔

مسئلہ (۹): فجر کی نماز پڑھ لینے کے بعد جب تک سورج نکل کر اُونچا نہ ہو جائے نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے، البتہ سورج نکلنے سے پہلے قضا نماز پڑھنا درست ہے اور سجدہ تلاوت بھی درست ہے اور جب سورج نکل آیا تو جب تک ذرا روشنی نہ آجائے قضا نماز بھی درست نہیں، ایسے ہی عصر کی نماز پڑھ لینے کے بعد نفل نماز جائز نہیں، البتہ قضا اور سجدہ کی آیت کا سجدہ درست ہے، لیکن جب دھوپ پھیکی پڑ جائے تو یہ بھی درست نہیں۔

مسئلہ (۱۰): فجر کے وقت سورج نکل آنے کے ڈر سے جلدی کے مارے فقط فرض پڑھ لیے تو اب جب تک سورج اونچا اور روشن نہ ہو جائے تب تک سنت نہ پڑھے، جب ذرا روشنی آجائے تب سنت وغیرہ جو نماز چاہے پڑھے۔

مسئلہ (۱۱): جب صبح ہو جائے اور فجر کا وقت آ جائے تو دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض کے سوا اور کوئی نفل نماز پڑھنا درست نہیں یعنی مکروہ ہے، البتہ قضا نمازیں پڑھنا اور سجدہ کی آیت پر سجدہ کرنا درست ہے۔

مسئلہ (۱۲): اگر فجر کی نماز پڑھنے میں سورج نکل آیا تو نماز نہیں ہوئی، سورج میں روشنی آجانے کے بعد قضا پڑھے۔ اگر عصر کی نماز پڑھنے میں سورج ڈوب گیا تو نماز ہو گئی قضا نہ پڑھے۔

مسئلہ (۱۳): عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے سوتے رہنا مکروہ ہے، نماز پڑھ کے سونا چاہیے، لیکن کوئی مرض سے یا سفر سے بہت تھکا ماندہ ہو اور کسی سے کہہ دے کہ مجھے نماز کے وقت جگا دینا اور وہ دوسرا وعدہ کر لے تو سونا درست ہے۔

امام کی اقتدا کرنے والوں کی تین قسمیں:

(۱) **مدرک**: وہ شخص ہے جس کو شروع سے اخیر تک کسی کے پیچھے جماعت سے نماز ملے اور اس کو ''مقتدی'' اور ''مؤتم'' بھی کہتے ہیں۔

(۲) **مسبوق**: وہ شخص ہے جو ایک رکعت یا اس سے زیادہ ہو جانے کے بعد جماعت میں آکر شریک ہوا ہو۔

(۳) **لاحق**: وہ شخص ہے جو کسی امام کے پیچھے نماز میں شریک ہوا ہو اور شریک ہونے کے بعد اس کی سب رکعتیں یا کچھ رکعتیں جاتی رہیں خواہ اس وجہ سے کہ وہ سو گیا ہو یا اس کو کوئی حدث ہو جائے اصغر یا اکبر۔

فجر کا مستحب وقت:

مسئلہ (۱۴): مردوں کے لیے مستحب ہے کہ فجر کی نماز ایسے وقت شروع کریں کہ روشنی خوب پھیل جائے اور اس

قدر وقت باقی ہو کہ اگر نماز پڑھی جائے اور اُس میں چالیس پچاس آیتیں اُس میں پڑھ سکیں اور عورتوں کو ہمیشہ اور مَردوں کو حج میں مزدلفہ میں فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے۔

جمعہ کا وقت:

مسئلہ (۱۵): جمعہ کی نماز کا وقت بھی وہی ہے جو ظہر کی نماز کا ہے، صرف اس قدر فرق ہے کہ ظہر کی نماز گرمیوں میں کچھ تاخیر کر کے پڑھنا بہتر ہے، خواہ گرمی کی شدت ہو یا نہیں اور جاڑوں کے زمانے میں جلد پڑھنا مستحب ہے اور جمعہ کی نماز ہمیشہ اول وقت پڑھنا سنت ہے، جمہور کا یہی قول ہے۔

نمازِ عیدین کا وقت:

مسئلہ (۱۶): عیدین کی نماز کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد شروع ہوتا ہے، دوپہر سے پہلے تک رہتا ہے۔ آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے سے یہ مقصود ہے کہ آفتاب کی زردی ختم ہو جائے اور روشنی ایسی تیز ہو جائے کہ نظر نہ ٹھہرے۔ اس کی تعیین کے لیے فقہاء نے لکھا ہے کہ بقدر ایک نیزے کے بلند ہو جائے۔ عیدین کی نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے، مگر عید الفطر کی نماز اوّل وقت سے کچھ دیر میں پڑھنا چاہیے۔

نماز کے کچھ اور مکروہ اوقات:

مسئلہ (۱۷): جب امام خطبے کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو اور خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا یا حج وغیرہ کا تو ان وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ خطبہ نکاح اور ختم قرآن میں خطبہ شروع ہونے کے بعد نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۱۸): جب فرض نماز کی تکبیر کہی جا رہی ہو اس وقت بھی نماز مکروہ ہے، ہاں اگر فجر کی سنت نہ پڑھی ہوں اور کسی طرح یہ یقین یا ظن غالب ہو جائے کہ ایک رکعت جماعت سے مل جائے گی یا بقول بعض علماء تشہد ہی مل جانے کی امید ہو تو فجر کی سنتوں کا پڑھ لینا مکروہ نہیں یا جو سنت مؤکدہ شروع کر دی ہو اس کو پورا کر لے۔

مسئلہ (۱۹): نمازِ عیدین سے قبل خواہ گھر میں خواہ عیدگاہ میں نماز نفل مکروہ ہے اور نمازِ عیدین کے بعد فقط عیدگاہ میں مکروہ ہے۔

تمرین

سوال ①: تمام نمازوں کے اوقات مختصر بیان کریں۔
سوال ②: وہ کون سے اوقات ہیں جن میں کوئی بھی نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے؟
سوال ③: مَردوں کے لیے فجر کی نماز پڑھنا کس وقت مستحب ہے؟
سوال ④: ظہر اور جمعہ کی نماز کے اوقات کیا ہیں؟
سوال ⑤: وہ کون سے اوقات ہیں جن میں نماز پڑھنا مکروہ ہے؟
سوال ⑥: نماز کن لوگوں پر واجب نہیں ہے؟
سوال ⑦: نمازوں کے اوقاتِ مستحبہ بیان کریں۔

باب الأذان

اذان کا بیان[1]

اذان کی شرائط:

مسئلہ (۱): اگر کسی ادا نماز کے لیے اذان کہی جائے تو اس کے لیے اس نماز کے وقت کا ہونا ضروری ہے، اگر وقت آنے سے پہلے اذان دی جائے تو صحیح نہ ہوگی، وقت آنے کے بعد پھر اس کا اعادہ کرنا ہوگا خواہ وہ اذان فجر کی ہو یا کسی اور وقت کی۔

مسئلہ (۲): اذان اور اقامت کا عربی زبان میں انہیں خاص الفاظ سے ہونا ضروری ہے جو نبی ﷺ سے منقول ہیں، اگر کسی اور زبان میں یا عربی زبان میں کسی اور الفاظ سے اذان کہی جائے تو صحیح نہ ہوگی، اگرچہ لوگ اس کو سن کر اذان سمجھ لیں اور اذان کا مقصود اس سے حاصل ہو جائے۔

مسئلہ (۳): مؤذن کا مرد ہونا ضروری ہے عورت کی اذان درست نہیں، اگر کوئی عورت اذان دے تو اس کا اعادہ کرنا چاہیے اور اگر بغیر اعادہ کیے ہوئے نماز پڑھ لی جائے گی تو گویا بغیر اذان کے پڑھی گئی۔

مسئلہ (۴): مؤذن کا صاحبِ عقل ہونا بھی ضروری ہے، اگر کوئی ناسمجھ بچہ یا مجنون یا مست اذان دے تو معتبر نہ ہوگی۔

اذان کا مسنون طریقہ:

مسئلہ (۵): اذان کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اذان دینے والا دونوں حدثوں سے پاک ہو کر[2] کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ قبلہ رو کھڑا ہو اور اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں کو شہادت کی انگلی سے بند کر کے اپنی طاقت کے موافق بلند آواز سے، نہ اس قدر کہ جس سے تکلیف ہو ان کلمات کو کہے: ''اَللّٰہُ أَکْبَرُ'' چار مرتبہ، پھر ''أَشْھَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ'' دو مرتبہ، پھر ''أَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' دو مرتبہ، پھر ''حَيَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ'' دو مرتبہ، پھر ''حَيَّ عَلَی الْفَلَاحِ'' دو مرتبہ، پھر ''اَللّٰہُ أَکْبَر'' دو مرتبہ، پھر ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ'' ایک مرتبہ

اور ''حَيَّ عَلَی الصَّلٰوۃ'' کہتے وقت اپنے منہ کو داہنی طرف پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائیں اور ''حَيَّ عَلَی الْفَلَاحِ'' کہتے وقت بائیں طرف منہ پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے

[1] اس باب میں چھبیس (۲۶) مسائل مذکور ہیں۔ [2] یعنی وضو اور غسل کی حاجت نہ ہو۔

نہ پھرنے پائیں اور فجر کی اذان میں ''حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ'' کے بعد ''اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ'' بھی دومرتبہ کہے پس کل الفاظ اذان کے پندرہ ہوئے اور فجر کی اذان میں سترہ۔

اذان کے الفاظ کو گانے کے طور پر نہ ادا کرے اور نہ اس طرح کہ کچھ پست آواز سے اور کچھ بلند آواز سے۔ دومرتبہ ''اَللّٰهُ أَكْبَر'' کہہ کر اس قدر سکوت (خاموشی اختیار) کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور ''اَللّٰهُ أَكْبَر'' کے سوا دوسرے الفاظ میں بھی ہر لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے (کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے)۔

اقامت کا مسنون طریقہ:

مسئلہ (۶): اقامت کا طریقہ بھی یہی ہے صرف فرق اس قدر ہے کہ اذان مسجد سے باہر کہی جاتی ہے یعنی یہ بہتر ہے اور اقامت مسجد کے اندر۔ اذان بلند آواز سے کہی جاتی ہے اور اقامت پست آواز سے۔ اقامت میں ''اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ'' نہیں، بل کہ اس کے بجائے پانچوں وقت میں ''قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ'' دومرتبہ۔ اقامت کہتے وقت کانوں کے سوراخ کا بند کرنا بھی نہیں، اس لیے کہ کان کے سوراخ آواز بلند ہونے کے لیے بند کیے جاتے ہیں اور وہ یہاں مقصود نہیں۔ اقامت میں ''حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ'' اور ''حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ'' کہتے وقت داہنے بائیں جانب منہ پھیرنا بھی نہیں ہے یعنی ضروری نہیں، ورنہ بعض فقہاء نے (اسے سنت) لکھا ہے۔

اذان واقامت کے احکام

مسئلہ (۷): سب فرضِ عین نمازوں کے لیے ایک بار اذان کہنا مردوں پر سنت مؤکدہ ہے، مسافر ہو یا مقیم، جماعت کی نماز ہو یا تنہا، ادا نماز ہو یا قضا اور نماز جمعہ کے لیے دوبار اذان کہنا۔

مسئلہ (۸): اگر نماز کسی ایسے سبب سے قضا ہوئی ہو جس میں عام لوگ مبتلا ہوں تو اس کی اذان اعلان کے ساتھ دی جائے اور اگر کسی خاص سبب سے قضا ہوئی ہو تو اذان پوشیدہ طور پر آہستہ کہی جائے، تا کہ لوگوں کو اذان سن کر نماز قضا ہونے کا علم نہ ہو، اس لیے کہ نماز کا قضا ہو جانا غفلت اور سستی پر دلالت کرتا ہے اور دین کے کاموں میں غفلت اور سستی گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا اچھا نہیں اور اگر کئی نمازیں قضا ہوئی ہوں اور سب ایک ہی وقت پڑھی جائیں تو

صرف پہلی نماز کی اذان دینا سنت ہے اور باقی نمازوں کے لیے صرف اقامت، ہاں یہ مستحب ہے کہ ہر ایک کے واسطے اذان بھی علیحدہ دی جائے۔

مسئلہ (۹): مسافر کے لیے اگر اس کے تمام ساتھی موجود ہوں اذان مستحب ہے، سنتِ مؤکدہ نہیں۔

مسئلہ (۱۰): جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھے تنہا یا جماعت سے اس کے لیے اذان اور اقامت دونوں مستحب ہیں، بشرطیکہ محلّہ کی مسجد یا گاؤں کی مسجد میں اذان اور اقامت ہو چکی ہو اس لیے کہ محلّہ کی اذان و اقامت تمام محلّہ والوں کو کافی ہے۔ جس مسجد میں اذان و اقامت کے ساتھ نماز ہو چکی ہو اس میں اگر نماز پڑھی جائے اذان اور اقامت کا کہنا مکروہ ہے، ہاں اگر اس مسجد میں کوئی مؤذن اور امام مقرر نہ ہو تو مکروہ نہیں، بل کہ افضل ہے۔

مسئلہ (۱۱): اگر کوئی شخص ایسے مقام پر ہو جہاں نمازِ جمعہ کی شرائط پائی جاتی ہوں اور جمعہ ہوتا ہو، ظہر کی نماز پڑھے تو اس کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے خواہ وہ ظہر کی نماز کسی عذر سے پڑھتا ہو یا بلا عذر اور خواہ نمازِ جمعہ کے ختم ہونے سے پہلے یا ختم ہونے کے بعد پڑھے۔

مسئلہ (۱۲): عورتوں کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے خواہ جماعت سے نماز پڑھیں یا تنہا۔

مسئلہ (۱۳): فرضِ عین نمازوں کے سوا اور کسی نماز کے لیے اذان و اقامت مسنون نہیں خواہ فرضِ کفایہ ہو جیسے جنازے کی نماز یا واجب ہو جیسے وتر اور عیدین یا نفل ہو جیسے اور نمازیں۔

اذان اور اقامت کا جواب:

مسئلہ (۱۴): جو شخص اذان سنے مرد ہو یا عورت، طاہر (پاک) ہو یا جنب اس پر اذان کا جواب دینا مستحب ہے اور بعض نے واجب بھی کہا ہے، یعنی جو لفظ مؤذن کی زبان سے سنے وہی کہے مگر "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ" اور "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کے جواب میں "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" بھی کہے اور "اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کے جواب میں "صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ" اور اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ."

مسئلہ (۱۵): جمعہ کی پہلی اذان سن کر تمام کاموں کو چھوڑ کر جمعہ کی نماز کے لیے جامع مسجد جانا واجب ہے، خرید و

فروخت یا کسی اور کام میں مشغول ہونا حرام ہے۔

مسئلہ(۱۶): اقامت کا جواب دینا بھی مستحب ہے واجب نہیں اور ”قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ“ کے جواب میں ”أَقَامَهَا اللّٰهُ وَ اَدَامَهَا“ کہے۔

چھ(۶)صورتوں میں اذان کا جواب نہیں دینا چاہیے:

مسئلہ(۱۷): چھ صورتوں میں اذان کا جواب نہیں دینا چاہیے: (۱) نماز کی حالت میں (۲) خطبہ سننے کی حالت میں، خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا اور کسی چیز کا (۳) علم دین پڑھنے پڑھانے کی حالت میں (۴) جماع کی حالت میں (۵) پیشاب یا پاخانہ کی حالت میں (۶) کھانا کھانے کی حالت میں یعنی ضروری نہیں، ہاں ان چیزوں کی فراغت کے بعد اگر اذان ہوئے زیادہ دیر نہ ہوئی ہو تو جواب دینا چاہیے ورنہ نہیں۔

اذان اور اقامت کے(۱۵)سنن و مستحبات

اذان اور اقامت کے سنن دو قسم کے ہیں: (۱) بعض مؤذن کے متعلق ہیں (۲) بعض اذان اور اقامت کے متعلق، لہٰذا ہم پہلے پانچ نمبر تک مؤذن کی سنتوں کا ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد اذان کی سنتیں بیان کریں گے:

(۱) مؤذن مرد ہونا چاہیے، عورت کی اذان و اقامت مکروہ تحریمی ہے، اگر عورت اذان کہے تو اس کا اعادہ کر لینا چاہیے اقامت کا اعادہ نہیں، اس لیے کہ تکرار اقامت مشروع نہیں بخلاف تکرار اذان کے (۲) مؤذن کا عاقل ہونا، مجنون، مست اور ناسمجھ بچے کی اذان اور اقامت مکروہ ہے اور ان کی اذانوں کا اعادہ کر لینا چاہیے، اقامت کا نہیں۔ (۳) مؤذن کا مسائلِ ضروریہ اور نماز کے اوقات سے واقف ہونا، اگر جاہل آدمی اذان دے تو اس کو مؤذنوں کے برابر ثواب نہ ملے گا (۴) مؤذن کا پرہیز گار اور دین دار لوگوں کے حال سے خبردار رہنا جو لوگ جماعت میں نہ آتے ہوں ان کو تنبیہ کرنا، یعنی اگر یہ خوف نہ ہو کہ مجھ کو کوئی ستائے گا (۵) مؤذن کا بلند آواز ہونا (۶) اذان کا کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ کہنا اور اقامت کا مسجد کے اندر کہنا۔ مسجد کے اندر اذان کہنا مکروہ تنزیہی ہے، ہاں جمعہ کی دوسری اذان کا مسجد کے اندر منبر کے سامنے کہنا مکروہ نہیں، بل کہ تمام اسلامی شہروں میں معمول ہے (۷) اذان کا کھڑے ہو کر کہنا، اگر کوئی شخص بیٹھے بیٹھے اذان کہے تو مکروہ ہے اور اس کا اعادہ کرنا چاہیے، ہاں اگر مسافر سوار ہو یا

مقیم اذان صرف اپنی نماز کے لیے کہے تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں (۸) اذان کا بلند آواز سے کہنا، ہاں اگر صرف اپنی نماز کے لیے کہے تو اختیار ہے، مگر پھر بھی زیادہ ثواب بلند آواز میں ہوگا (۹) اذان کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو انگلیوں سے بند کرنا مستحب ہے (۱۰) اذان کے الفاظ کا ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت کا جلد جلد ادا کرنا سنت ہے، یعنی اذان کی تکبیروں میں ہر دو تکبیر کے بعد اس قدر سکوت کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور تکبیر کے علاوہ اور الفاظ میں ہر ایک لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے اور اگر کسی وجہ سے اذان بغیر اس قدر ٹھہرے ہوئے کہہ دے تو اس کا اعادہ مستحب ہے اور اگر اقامت کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر کہے تو اس کا اعادہ مستحب نہیں (۱۱) اذان میں "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ" کہتے وقت داہنی طرف کو منہ پھیرنا اور "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کہتے وقت بائیں طرف منہ کو پھیرنا سنت ہے، خواہ وہ اذان نماز کی ہو یا کسی اور چیز کی مگر سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھیرنے پائے (۱۲) اذان اور اقامت کا قبلہ رو ہو کر کہنا بشرطیکہ سوار نہ ہو، بغیر قبلہ رو ہونے کے اذان و اقامت کہنا مکروہِ تنزیہی ہے (۱۳) اذان کہتے وقت حدثِ اکبر سے پاک ہونا ضروری ہے اور دونوں حدثوں سے پاک ہونا مستحب ہے۔ اقامت کہتے وقت دونوں حدثوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔ اگر حدثِ اکبر کی حالت میں کوئی شخص اذان کہے تو مکروہِ تحریمی ہے اور اس اذان کا اعادہ مستحب ہے، اسی طرح اگر کوئی حدثِ اکبر یا اصغر کی حالت میں اقامت کہے تو مکروہِ تحریمی ہے مگر اقامت کا اعادہ مستحب نہیں (۱۴) اذان اور اقامت کے الفاظ کا ترتیب وار کہنا سنت ہے اگر کوئی شخص مؤخر لفظ کو پہلے کہہ جائے مثلاً: "أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه" سے پہلے "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کہہ جائے یا " حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ " سے پہلے " حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ " کہہ جائے تو اس صورت میں " أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه " کہہ کر " أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ " کہے اور دوسری صورت میں " حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ " کہہ کر " حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ " پھر کہے، پوری اذان کا اعادہ کرنا ضروری نہیں (۱۵) اذان اور اقامت کی حالت میں کوئی دوسرا کلام نہ کرنا، خواہ وہ سلام یا سلام کا جواب ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی شخص اثنائے اذان و اقامت میں کلام کرے تو اگر بہت کلام کیا ہو تو اذان کا تو اعادہ کرے، اقامت کا نہیں۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۱۸): اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے یا قصداً نہ دے اور اذان ختم ہونے کے بعد خیال آئے یا

دینے کا ارادہ کرے تو اگر زیادہ دیر نہ ہوئی ہو تو جواب دے دے ورنہ نہیں۔

مسئلہ (۱۹): اقامت کہنے کے بعد اگر زیادہ زمانہ گزر جائے اور جماعت قائم نہ ہو تو اقامت کا اعادہ کرنا چاہیے، ہاں اگر تھوڑی دیر ہو جائے تو کوئی ضرورت نہیں، اگر اقامت ہو جائے اور امام نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور پڑھنے میں مشغول ہو جائے تو یہ زمانہ زیادہ فاصل نہ سمجھا جائے گا اور اقامت کا اعادہ نہ کیا جائے گا اور اگر اقامت کے بعد دوسرا کام شروع کر دیا جائے جو نماز کی قسم سے نہیں جیسے کھانا پینا وغیرہ تو اس صورت میں اقامت کا اعادہ کر لینا چاہیے۔

مسئلہ (۲۰): اگر مؤذن اذان دینے کی حالت میں مر جائے یا بے ہوش ہو جائے یا اس کی آواز بند ہو جائے یا بھول جائے اور کوئی بتانے والا نہ ہو یا اس کو حدث ہو جائے اور وہ اس کے دور کرنے کے لیے چلا جائے تو اس اذان کا نئے سرے سے اعادہ کرنا سنتِ مؤکدہ ہے۔

مسئلہ (۲۱): اگر کسی کو اذان یا اقامت کہنے کی حالت میں حدث اصغر ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ اذان یا اقامت پوری کر کے اس حدث کے دور کرنے کے لیے جائے۔

مسئلہ (۲۲): ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے، جس مسجد میں فرض پڑھے وہیں اذان دے۔

مسئلہ (۲۳): جو شخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہے، ہاں اگر وہ اذان دے کر کہیں چلا جائے یا کسی دوسرے کو اجازت دے تو دوسرا بھی کہہ سکتا ہے۔

مسئلہ (۲۴): کئی مؤذنوں کا ایک ساتھ اذان کہنا جائز ہے۔

مسئلہ (۲۵): مؤذن کو چاہیے کہ اقامت جس جگہ کہنا شروع کرے وہیں ختم کر دے۔

مسئلہ (۲۶): اذان اور اقامت کے لیے نیت شرط نہیں، ہاں ثواب بغیر نیت کے نہیں ملتا اور نیت یہ ہے کہ دل میں یہ ارادہ کرے کہ میں یہ اذان محض اللہ تعالیٰ کی خوش نودی اور ثواب کے لیے کہتا ہوں اور کچھ مقصود نہیں۔

تمرین

سوال①: کیا وقت سے پہلے اذان دینا جائز ہے؟

سوال②: جو چیزیں اذان کے لیے ضروری ہیں ان کو ذکر کریں۔

سوال③: اذان واقامت کا مسنون طریقہ بیان کریں۔

سوال④: کیا اذان ہر نماز کے لیے مسنون ہے؟ اور کیا تنہا نماز پڑھنے والے کے لیے بھی اذان مسنون ہے؟

سوال⑤: اذان سننے والے کے لیے اذان کا جواب دینا سنت ہے یا واجب یا مستحب اور جواب دینے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال⑥: مؤذن اور اذان کی سنتیں ذکر کریں۔

سوال⑦: کیا اذان اور اقامت کے لیے نیت شرط ہے؟

سوال⑧: اگر مؤذن یا مکبّر دورانِ اذان وتکبیر بے وضو ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

باب شروط الصلوٰة

نماز کی شرطوں کا بیان[1]

مسئلہ(۱): نماز شروع کرنے سے پہلے سات (۷) چیزیں واجب ہیں:
(۱) اگر وضو نہ ہو تو وضو کرے، نہانے کی ضرورت ہو تو غسل کرے (۲) بدن پر یا کپڑے پر کوئی نجاست لگی ہو تو اس کو پاک کرے (۳) جس جگہ نماز پڑھتا ہو وہ بھی پاک ہونی چاہیے (۴) فقط ستر یعنی ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے تک ڈھانکنا فرض ہے (۵) قبلہ کی طرف منہ کرے (۶) جس نماز کو پڑھنا چاہتا ہے اس کی نیت یعنی دل سے ارادہ کرے (۷) وقت آنے کے بعد نماز پڑھے۔

یہ سب چیزیں نماز کے لیے شرط ہیں، اگر اس میں سے ایک چیز بھی چھوٹ جائے گی تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ(۲): اگر نماز پڑھتے وقت جتنے بدن کا ڈھانکنا واجب ہے اس میں سے جب چوتھائی عضو کھل جائے اور اتنی دیر کھلا رہے جتنی دیر میں تین بار ''سبحان اللہ''[2] کہہ سکے تو نماز ٹوٹ گئی، پھر سے پڑھے اور اگر اتنی دیر نہیں لگی، بل کہ کھلتے ہی ڈھک لیا تو نماز ہوگئی جیسے چوتھائی ران کھل جانے سے نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ(۳): اگر کپڑے یا بدن پر کچھ نجاست لگی ہے لیکن پانی کہیں نہیں ملتا تو اسی طرح نجاست کے ساتھ نماز پڑھ لے۔

مسئلہ(۴): اگر سارا کپڑا نجس ہو یا پورا کپڑا تو نجس نہیں لیکن بہت ہی کم پاک ہے، یعنی ایک چوتھائی سے کم پاک ہے اور باقی سب کا سب نجس ہے تو ایسے وقت یہ بھی درست ہے کہ اس کپڑے کو پہنے پہنے نماز پڑھے اور یہ بھی درست ہے کہ کپڑا اتار ڈالے اور ننگا ہو کر نماز پڑھے لیکن ننگا ہو کر نماز پڑھنے سے اسی نجس کپڑے کو پہن کر پڑھنا بہتر ہے اور اگر چوتھائی کپڑا یا چوتھائی سے زیادہ پاک ہو تو ننگا ہو کر نماز پڑھنا درست نہیں، اسی نجس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ(۵): اگر کسی کے پاس بالکل کپڑا نہ ہو تو ننگا نماز پڑھے، لیکن ایسی جگہ پڑھے کہ کوئی دیکھ نہ سکے اور کھڑے ہو کر نہ پڑھے، بل کہ بیٹھ کر پڑھے اور رکوع سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے اور اگر کھڑے کھڑے پڑھے اور رکوع سجدہ ادا

---

[1] اس عنوان کے تحت سولہ (۱۶) مسائل بیان ہوئے ہیں۔

[2] تین بار ''سبحان اللہ'' سے فقہاء کی مراد تین بار ''سبحان ربی العظیم'' کہنا ہے، تحقیق کے لیے دیکھیے احسن الفتاوی: ۲/ ۳۹۹

کرے تو بھی درست ہے نماز ہو جائے گی لیکن بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے۔

مسئلہ(۶): سفر میں کسی کے پاس تھوڑا سا پانی ہے کہ اگر نجاست دھوتا ہے تو وضو کے لیے نہیں بچتا اور اگر وضو کرے تو نجاست پاک کرنے کے لیے پانی نہ بچے گا تو اس پانی سے نجاست دھو ڈالے، پھر وضو کے لیے تیمم کر لے۔

مسئلہ(۷): ظہر کی نماز پڑھی لیکن جب پڑھ چکا تو معلوم ہوا کہ جس وقت نماز پڑھی تھی اس وقت ظہر کا وقت نہیں رہا تھا بل کہ عصر کا وقت آ گیا تھا تو اب پھر قضا پڑھنا واجب نہیں ہے، بل کہ وہی نماز جو پڑھی ہے قضا میں آ جائے گی اور ایسا سمجھیں گے کہ گویا قضا پڑھی تھی۔

مسئلہ(۸): اور اگر وقت آ جانے سے پہلے ہی نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہوئی۔

نیت سے متعلق احکام:

مسئلہ(۹): زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں ہے، بل کہ دل میں جب اتنا سوچ لے کہ میں آج کی ظہر کے فرض پڑھتا ہوں اور اگر سنت پڑھتا ہو تو یہ سوچ لے کہ ظہر کی سنت پڑھتا ہوں، بس اتنا خیال کر کے ''اَللّٰہُ أَکْبَرُ'' کہہ کر ہاتھ باندھ لے تو نماز ہو جائے گی، جو لمبی چوڑی نیت لوگوں میں مشہور ہے اس کا کہنا کچھ ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ(۱۰): اگر زبان سے نیت کہنا چاہے تو اتنا کہہ لینا کافی ہے ''نیت کرتا ہوں میں آج کے ظہر کے فرض کی ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' یا ''نیت کرتا ہوں ظہر کی سنتوں کی ''اَللّٰہُ أَکْبَرُ'' اور ''چار رکعت نماز، وقت ظہر، منہ میرا طرف کعبہ شریف کے'' یہ سب کہنا ضروری نہیں ہے، چاہے کہے، چاہے نہ کہے۔

مسئلہ(۱۱): اگر دل میں تو یہ خیال ہے کہ میں ظہر کی نماز پڑھتا ہوں لیکن ظہر کی جگہ زبان سے عصر کا وقت نکل گیا تو بھی ظہر کی نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ(۱۲): اگر بھولے سے چار رکعت کی جگہ چھ رکعت یا تین زبان سے نکل جائے تو بھی نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ(۱۳): اگر کئی نمازیں قضا ہو گئیں اور قضا پڑھنے کا ارادہ کیا تو وقت مقرر کر کے نیت کرے یعنی یوں نیت کرے کہ میں فجر کے فرض پڑھتا ہوں، اگر ظہر کی قضا پڑھنا ہو تو یوں نیت کرے کہ ظہر کے فرض کی قضا پڑھتا ہوں۔ اسی طرح جس وقت کی قضا پڑھنا ہو خاص اسی کی نیت کرنا چاہیے، اگر فقط اتنی نیت کر لی کہ میں قضا نماز پڑھتا ہوں اور خاص اس وقت کی نیت نہیں کی تو قضا صحیح نہ ہوگی، پھر سے پڑھنی پڑے گی۔

مسئلہ (۱۴): اگر کئی دن کی نمازیں قضا ہوگئیں تو دن تاریخ بھی مقرر کر کے نیت کرنا چاہیے، جیسے کسی کی ہفتہ، اتوار، پیر اور منگل چار دن کی نمازیں جاتی رہیں تو اب فقط اتنی نیت کرنا کہ میں فجر کی نماز پڑھتا ہوں درست نہیں ہے، بل کہ یوں نیت کرے کہ ہفتہ کی فجر کی قضا پڑھتا ہوں، پھر ظہر پڑھتے وقت کہے ہفتہ کی ظہر کی قضا پڑھتا ہوں، اسی طرح کہتا جائے۔ پھر جب ہفتہ کی سب نمازیں قضا کر چکے تو کہے کہ اتوار کی فجر کی قضا پڑھتا ہوں، اس طرح سب نمازیں قضا پڑھے۔ اگر کئی مہینے یا کئی سال کی نمازیں قضا ہوں تو مہینے اور سال کا بھی نام لے اور کہے کہ فلاں سال کے فلاں مہینے کی فلاں تاریخ کی فجر کی قضا پڑھتا ہوں، اس طرح نیت کیے بغیر قضا صحیح نہیں ہوتی۔

مسئلہ (۱۵): اگر کسی کو دن تاریخ مہینہ سال کچھ یاد نہ ہوں تو یوں نیت کرے کہ فجر کی نماز جتنی میرے ذمے قضا ہیں ان میں جو سب سے اول ہے اس کی قضا پڑھتا ہوں یا ظہر کی نمازیں جتنی میرے ذمے قضا ہیں ان میں سے جو سب سے پہلی ہے اس کی قضا پڑھتا ہوں، اسی طرح نیت کر کے برابر قضا پڑھتا رہے، جب دل گواہی دے دے کہ اب سب نمازیں جتنی قضا ہوگئی تھیں سب کی قضا پڑھ چکا ہوں تو قضا پڑھنا چھوڑ دے۔

مسئلہ (۱۶): سنت اور نفل اور تراویح کی نماز میں فقط اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ میں نماز پڑھتا ہوں، سنت ہونے اور نفل ہونے کی کچھ نیت نہیں کی تو بھی درست ہے، مگر سنت، تراویح کی نیت کر لینا زیادہ احتیاط کی بات ہے۔

مسائلِ طہارت[1]

مسئلہ (۱): اگر کوئی چادر اس قدر بڑی ہو کہ (جس کا پاک حصہ اوڑھ کر) اس کا نجس حصہ نماز پڑھنے والے کے اٹھنے بیٹھنے سے جنبش (حرکت) نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اس چیز کا بھی پاک ہونا ضروری ہے جس کو نماز پڑھنے والا اٹھائے ہو بشرطیکہ وہ چیز خود اپنی قوت سے رکی ہوئی نہ ہو، مثلاً: نماز پڑھنے والا کسی بچے کو اٹھائے ہوئے ہو اور وہ بچہ خود اپنی طاقت سے رکا ہوا نہ ہو تب تو اس کا پاک ہونا نماز کی صحت کے لیے شرط ہے۔ جب اس بچے کا بدن اور کپڑا اس قدر نجس ہو جو مانعِ نماز ہے تو اس صورت میں اس شخص کی نماز درست نہ ہوگی۔ بچہ اگر خود اپنی طاقت سے رکا ہوا بیٹھا ہو تو کوئی حرج نہیں، اس لیے کہ وہ اپنی قوت اور سہارے سے بیٹھا ہے پس یہ نجاست اسی کی طرف منسوب ہوگی اور نماز پڑھنے والے سے کچھ اس کو تعلق نہ سمجھا جائے گا۔ اسی طرح اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی

[1] اس عنوان کے تحت آٹھ (۸) مسائل مذکور ہیں۔

ایسی نجس چیز ہو جو اپنی جائے پیدائش میں ہو اور خارج میں اس کا کچھ اثر موجود نہ ہو تو کوئی حرج نہیں، مثلاً: نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کتا بیٹھ جائے اور اس کے منہ سے لعاب نہ نکلتا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں، اس لیے کہ اس کا لعاب اس کے جسم کے اندر ہے اور وہی اس کے پیدا ہونے کی جگہ ہے، پس اس نجاست کی طرح ہوگا جو انسان کے پیٹ میں رہتی ہے جس سے طہارت شرط نہیں، اسی طرح اگر کوئی ایسا انڈا جس کی زردی خون ہوگئی ہو نماز پڑھنے والے کے پاس ہو تب بھی کوئی حرج نہیں، اس لیے کہ اس کا خون اسی جگہ ہے جہاں پیدا ہوا ہے، خارج میں اس کا کچھ اثر نہیں، بخلاف اس کے کہ اگر شیشی میں پیشاب بھرا ہو اور وہ نماز پڑھنے والے کے پاس ہو اگرچہ اس (شیشی) کا منہ بند ہو اس لیے کہ یہ پیشاب ایسی جگہ نہیں ہے جہاں پیشاب پیدا ہوتا ہے۔

مسئلہ (۲): نماز پڑھنے کی جگہ نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہیے، ہاں اگر نجاست بقدر معافی ہو تو کوئی حرج نہیں، نماز پڑھنے کی جگہ سے وہ مقام مُراد ہے جہاں نماز پڑھنے والے کے پیر رہتے ہیں اور اسی طرح سجدہ کرنے کی حالت میں جہاں اس کے گھٹنے اور ہاتھ اور پیشانی اور ناک رہتی ہو۔

مسئلہ (۳): اگر صرف ایک پیر کی جگہ پاک ہو اور دوسرے پیر کو اٹھائے رہے تب بھی کافی ہے۔

مسئلہ (۴): اگر کسی کپڑے پر نماز پڑھی جائے تب بھی اس کا اسی قدر پاک ہونا ضروری ہے، پورے کپڑے کا پاک ہونا ضروری نہیں، خواہ کپڑا چھوٹا ہو یا بڑا۔

مسئلہ (۵): اگر کسی نجس مقام پر کوئی پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جائے تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ کپڑا اس قدر باریک نہ ہو کہ اس کے نیچے کی چیز صاف طور پر اس سے نظر آئے۔

مسئلہ (۶): اگر نماز پڑھنے کی حالت میں نماز پڑھنے والے کا کپڑا کسی (سوکھے) نجس مقام پر پڑتا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ (۷): اگر کپڑے کے استعمال سے معذوری بوجہ آدمیوں کے فعل کے ہو تو جب معذوری ختم ہو جائے گی نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا، مثلاً: کوئی شخص جیل میں ہو اور جیل کے ملازموں نے اس کے کپڑے اتار لیے ہوں یا کسی دشمن نے اس کے کپڑے اتار لیے ہوں یا کوئی دشمن کہتا ہو کہ اگر تو کپڑے پہنے گا تو میں تجھے مار ڈالوں گا اور اگر آدمیوں کی طرف سے نہ ہو تو پھر نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں، مثلاً: کسی کے پاس کپڑے ہی نہ ہوں۔

مسئلہ (۸): اگر کسی کے پاس ایک کپڑا ہو کہ چاہے اس سے اپنے جسم کو چھپا لے چاہے اس کو بچھا کر نماز پڑھے تو اس

کو چاہیے کہ اپنے جسم کو چھپالے اور نماز اسی نجس مقام میں پڑھ لے اگر پاک جگہ میسر نہ ہو۔

تمرین

سوال①: نماز کی شرطیں ذکر کریں۔

سوال②: نماز کی حالت میں کتنا ستر کھلنے سے اور کتنی دیر کھلنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور ستر کی کتنی مقدار معاف ہے؟

سوال③: کپڑا میسر نہ ہونے کی صورت میں کیا ننگے نماز پڑھنا جائز ہے؟

سوال④: وقت گزر جانے کے بعد ادا کی نیت سے نماز پڑھ لی، حالاں کہ وہ قضا ہو چکی تھی تو کیا نماز ہوگئی؟

سوال⑤: کیا نیت زبان سے کرنا ضروری ہے یا دل کا ارادہ کافی ہے؟ اگر دل کا ارادہ تو صحیح تھا لیکن زبان سے غلطی سے الفاظ دوسری نماز کے نکل گئے تو کیا یہ نماز درست ہوگی؟

سوال⑥: قضا نمازوں کی نیت کس طرح کرے؟

سوال⑦: سنت، نوافل وتراویح کی نیت فرض کی طرح ہوگی یا اس میں کوئی فرق ہے؟

سوال⑧: نماز کی شرائط میں سے ہے کہ ''نماز کی جگہ پاک ہو'' اس پر تفصیل سے روشنی ڈالیں جس طرح آپ نے کتاب میں پڑھا ہے۔

سوال⑨: اگر کسی کو دن، تاریخ، مہینہ، سال کچھ یاد نہ ہو تو قضا نمازوں کے لیے کس طرح نیت کرے؟

قبلہ کی طرف رخ کرنے کا بیان [1]

مسئلہ(۱): اگر کسی ایسی جگہ ہے کہ قبلہ معلوم نہیں ہوتا کدھر ہے اور نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے پوچھ سکے تو اپنے دل میں سوچے جدھر دل گواہی دے اس طرف نماز پڑھ لے، اگر بغیر سوچے پڑھ لے گا تو نماز نہ ہوگی، لیکن بغیر سوچے پڑھنے کی صورت میں اگر بعد میں معلوم ہو جائے کہ ٹھیک قبلہ کی طرف پڑھی ہے تو نماز ہو جائے گی اور اگر وہاں آدمی تو موجود ہے لیکن پوچھا نہیں اسی طرح نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہوئی، ایسے وقت پوچھ کر نماز پڑھے۔

مسئلہ(۲): اگر کوئی بتلانے والا نہ ملا اور دل کی گواہی پر نماز پڑھ لی، پھر معلوم ہوا کہ جدھر نماز پڑھی ہے اُدھر قبلہ نہیں ہے تو بھی نماز ہوگئی۔

مسئلہ(۳): اگر بے رخ نماز پڑھ رہا تھا، پھر نماز ہی میں معلوم ہوگیا کہ قبلہ ادھر نہیں ہے، بل کہ فلاں طرف ہے تو نماز ہی میں قبلہ کی طرف گھوم جائے، اب معلوم ہونے کے بعد اگر قبلہ کی طرف نہ پھرے گا تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ(۴): اگر کوئی کعبہ شریف کے اندر نماز پڑھے تو یہ بھی جائز ہے اور اس کے اندر نماز پڑھنے والے کو اختیار ہے جدھر چاہے منہ کر کے نماز پڑھے۔

مسئلہ(۵): کعبہ شریف کے اندر فرض نماز بھی درست ہے اور نفل بھی درست ہے۔

مسئلہ(۶): اگر قبلہ نہ معلوم ہونے کی صورت میں جماعت سے نماز پڑھی جائے تو امام اور مقتدی سب کو اپنے غالب گمان پر عمل کرنا چاہیے، لیکن اگر کسی مقتدی کا غالب گمان امام کے خلاف ہوگا تو اس کی نماز اس امام کے پیچھے نہ ہوگی، اس لیے کہ وہ امام اس کے نزدیک غلطی پر ہے اور کسی کو غلطی پر سمجھ کر اس کی اقتدا جائز نہیں (لہٰذا ایسی صورت میں اس مقتدی کو تنہا نماز پڑھنا چاہیے جس طرف اس کا غالب گمان ہو)۔

[1] اس عنوان کے تحت چھ(۶) مسائل مذکور ہیں۔

تمرین

سوال ①: اگر کوئی ایسی جگہ ہو کہ قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو تو کیا کرے؟

سوال ②: اگر قبلہ کا رخ معلوم نہ ہو اور بغیر پوچھے و بغیر سوچے نماز شروع کر دی تو کیا نماز درست ہے؟

سوال ③: کیا کعبہ شریف میں نماز جائز ہے اور اگر جائز ہے تو کس طرف منہ کرنا چاہیے؟

سوال ④: اگر قبلہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں مقتدی کا غالب گمان امام کے خلاف ہو تو کیا ایسے مقتدی کی نماز اس امام کے پیچھے درست ہوگی؟

باب صفة الصلوٰة

فرض نماز پڑھنے کے طریقے کا بیان[1]

مسئلہ(۱): نماز کی نیت کر کے ''اَللّٰهُ أَكْبَرُ'' کہے اور ''اَللّٰهُ أَكْبَرُ'' کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھائے، پھر ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لے اور داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھ دے اور دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر بائیں ہاتھ کے گٹے کو پکڑ لے اور یہ دعاء پڑھے:

''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ'' پھر ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ'' اور ''بِسْمِ اللّٰهِ'' پڑھ کر ''اَلْحَمْدُ'' پڑھے اور ''وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' کے بعد آمین کہے پھر ''بِسْمِ اللّٰه'' پڑھ کر کوئی سورت پڑھے۔ پھر ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہہ کے رکوع میں جائے اور ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ'' تین یا پانچ مرتبہ کہے اور رکوع میں اپنے گھٹنے پکڑ لے اور انگلیاں کھلی رکھے اور بازو پہلوؤں سے الگ رکھے اور پھر ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ'' کہتا ہوا سر اٹھائے۔

جب خوب سیدھا کھڑا ہو جائے تو پھر ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہتا ہوا سجدے میں جائے، سجدے میں جاتے وقت کمر بالکل سیدھی رکھے، گھٹنے زمین پر رکھنے سے پہلے کمر میں خم نہ آنے پائے، پھر زمین پر پہلے گھٹنے رکھے، پھر کانوں کے برابر ہاتھ رکھے اور انگلیاں خوب ملا لے، پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں ماتھا رکھے اور سجدے کے وقت ماتھا اور ناک دونوں زمین پر رکھ دے، ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھے اور پاؤں کھڑے رکھے اور خوب کھل کر سجدہ کرے کہ پیٹ دونوں رانوں سے اور بانہیں دونوں پہلو سے جدا رکھے اور دونوں بانہیں زمین پر نہ رکھے۔ سجدے میں کم سے کم تین دفعہ ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى'' کہے، پھر ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہتا ہوا کھڑا ہو جائے اور زمین پر ہاتھ ٹیک کر نہ اٹھے، پھر ''بِسْمِ اللّٰه'' کہہ کر ''اَلْحَمْدُ'' اور سورت پڑھ کے دوسری رکعت اسی طرح پوری کرے۔

جب دوسرا سجدہ کر چکے تو اپنا داہنا پیر کھڑا رکھے اور بائیں پر بیٹھے اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لے اور

[1] اس باب میں تیئیس (۲۳) مسائل مذکور ہیں۔

انگلیاں اپنے حال پر رہنے دے، پھر یہ ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھے:

''اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ أَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ''

اور جب کلمہ پر پہنچے تو بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر ''لَا اِلٰهَ'' کہنے کے وقت انگلی اُٹھائے اور ''اِلَّا اللّٰهُ'' کہنے کے وقت جھکا دے مگر عقد وحلقہ کی ہیئت کو آخر نماز تک باقی رکھے۔ اگر چار رکعت پڑھنا ہو تو اس سے زیادہ اور کچھ نہ پڑھے بل کہ فوراً ''اَللّٰهُ اَکْبَر'' کہہ کے اٹھ کھڑا ہو دو رکعتیں اور پڑھ لے فرض نماز میں آخری دو رکعتوں میں ''اَلْحَمْدُ'' کے ساتھ اور کوئی سورت نہ ملائے۔ جب چوتھی رکعت پر بیٹھے تو پھر ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھ کے یہ درود شریف پڑھے:

''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.''

پھر یہ دعا پڑھے:

﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

یا یہ دعا پڑھے:

''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ''

یا کوئی اور دعا پڑھے جو حدیث یا قرآن مجید میں آئی ہو، پھر اپنے داہنی طرف سلام پھیرے اور کہے: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ'' پھر یہی کہہ کر بائیں طرف سلام پھیرے اور سلام کرتے وقت فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے۔

یہ نماز پڑھنے کا طریقہ ہے، لیکن اس میں جو فرائض ہیں ان میں سے اگر ایک بات بھی چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوتی، چاہے قصداً چھوڑا ہو یا بھولے سے دونوں کا ایک حکم ہے اور بعض چیزیں واجب ہیں کہ اس میں سے اگر کوئی چیز قصداً چھوڑ دے تو نماز نکمّی اور خراب ہو جاتی ہے اور پھر سے نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ اگر کوئی پھر سے نہ پڑھے تو خیر

تب بھی فرض سر سے اتر جاتا ہے لیکن بہت گناہ ہوتا ہے اور اگر بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جائے گی اور بعض چیزیں سنت ہیں اور بعض چیزیں مستحب ہیں۔

نماز کے فرائض:

مسئلہ (۲): نماز میں چھ چیزیں فرض ہیں:

(۱) نیت باندھتے وقت "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہنا (۲) کھڑا ہونا (۳) قرآن میں سے کوئی سورت یا آیت پڑھنا (۴) رکوع کرنا (۵) دونوں سجدے کرنا (۶) نماز کے آخر میں جتنی دیر اَلتَّحِیَّات پڑھنے میں لگتی ہے اتنی دیر بیٹھنا۔

نماز کے واجبات:

مسئلہ (۳): یہ چیزیں نماز میں واجب ہیں:

(۱) اَلْحَمْد (سورۂ فاتحہ) پڑھنا (۲) اس کے ساتھ کوئی سورت ملانا (۳) ہر فرض کو اپنے اپنے موقعے پر ادا کرنا اور پہلے کھڑے ہو کر اَلْحَمْد پڑھنا، پھر سورت ملانا، پھر رکوع کرنا، پھر سجدہ کرنا (۴) دو رکعت پر بیٹھنا (۵) دونوں بیٹھکوں (قعدوں) میں اَلتَّحِیَّات پڑھنا (۶) وتر کی نماز میں دعاءِ قنوت پڑھنا (۷) "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" کہہ کر سلام پھیرنا (۸) ہر چیز کو اطمینان سے ادا کرنا، بہت جلدی نہ کرنا۔

مسئلہ (۴): ان باتوں کے سوا جتنی اور باتیں ہیں وہ سب سنت ہیں، لیکن بعض ان میں سے مستحب ہیں۔

متفرق مسائل:

مسئلہ (۵): اگر کوئی نماز میں "اَلْحَمْدُ" نہ پڑھے بل کہ کوئی اور آیت یا کوئی اور پوری سورت پڑھے یا فقط "اَلْحَمْدُ" پڑھے، اس کے ساتھ کوئی سورت یا کوئی آیت نہ ملائے یا دو رکعت پڑھ کے نہ بیٹھے بغیر بیٹھے اور بغیر اَلتَّحِیَّات پڑھے تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے یا بیٹھ تو گیا لیکن اَلتَّحِیَّات نہیں پڑھی تو ان سب صورتوں میں سر سے فرض تو اتر جائے گا لیکن نماز بالکل نکمّی اور خراب ہے، پھر سے پڑھنا واجب ہے، نہ دہرائے گا تو بڑا گناہ ہوگا، البتہ اگر بھولے سے ایسا کیا ہو تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جائے گی۔

مسئلہ (۶): اگر "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" کے موقعے پر سلام نہیں پھیرا بل کہ جب سلام کا وقت آیا تو کسی سے بول پڑا، باتیں کرنے لگا یا اٹھ کر کہیں چلا گیا یا اور کوئی ایسا کام کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اس کا بھی یہی حکم

۔ہے کہ فرض تو اُتر جائے گا لیکن نماز کا دُہرانا واجب ہے، پھر سے نہ پڑھے گا تو بڑا گناہ ہوگا۔

مسئلہ (۷): اگر پہلے سورت پڑھی پھر ''اَلْحَمْدُ'' پڑھی تب بھی نماز دُہرانا پڑے گی اور اگر بھولے سے ایسا کیا تو سجدہ سہو کرلے۔

مسئلہ (۸): ''اَلْحَمْدُ'' کے بعد کم سے کم تین آیتیں پڑھنی چاہییں۔ اگر ایک ہی آیت یا دو آیتیں ''اَلْحَمْدُ'' کے بعد پڑھے تو اگر وہ ایک آیت اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی چھوٹی تین آیتوں کی برابر ہو جائے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ (۹): اگر کوئی رکوع سے کھڑے ہوکر ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ'' یا رکوع میں ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم'' نہ پڑھے یا سجدہ میں ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى'' نہ پڑھے یا اخیر کی بیٹھک (قعدہ) میں اَلتَّحِيَّات کے بعد درود شریف نہ پڑھے تو بھی نماز ہوگئی، لیکن سنت کے خلاف ہے۔ اس طرح اگر درود شریف کے بعد کوئی دعا نہ پڑھی فقط درود پڑھ کر سلام پھیر دیا تب بھی نماز درست ہے، لیکن سنت کے خلاف ہے۔

مسئلہ (۱۰): نیت باندھتے وقت ہاتھوں کا اٹھانا سنت ہے، اگر کوئی نہ اٹھائے تب بھی نماز درست ہے، مگر خلافِ سنت ہے۔

مسئلہ (۱۱): ہر رکعت میں ''بِسْمِ اللّٰه'' پڑھ کر ''اَلْحَمْدُ'' پڑھے اور جب سورت ملائے تو سورت سے پہلے ''بِسْمِ اللّٰهِ'' پڑھ لے یہی بہتر ہے۔

مسئلہ (۱۲): سجدے کے وقت اگر ناک اور پیشانی دونوں زمین پر نہ رکھے، بل کہ فقط پیشانی زمین پر رکھے اور ناک نہ رکھے تو بھی نماز درست ہے اور اگر ماتھا نہیں لگایا فقط ناک زمین پر لگائی تو نماز نہیں ہوئی۔ البتہ اگر کوئی مجبوری ہو تو فقط ناک لگانا بھی درست ہے۔

مسئلہ (۱۳): اگر رکوع کے بعد اچھی طرح کھڑا نہیں ہوا، ذرا سا سر اٹھا کر سجدے میں چلا گیا تو نماز پھر سے پڑھے۔

مسئلہ (۱۴): اگر دونوں سجدوں کے بیچ میں اچھی طرح نہیں بیٹھا، ذرا سا سر اٹھا کر دوسرا سجدہ کرلیا تو اگر ذرا سا ہی سر اٹھایا ہو تو ایک ہی سجدہ ہوا دونوں سجدے ادا نہیں ہوئے اور نماز بالکل نہیں ہوئی اور اگر اتنا ہی اٹھا کہ قریب قریب بیٹھنے کے ہوگیا ہے تو خیر نماز سر سے تو اُتر گئی، لیکن بڑی نکمّی اور خراب ہوگئی، اس لیے پھر سے پڑھنا چاہیے، نہیں تو بڑا گناہ ہوگا۔

مسئلہ (۱۵): اگر پیال[۱] پر یا روئی کی چیز پر سجدہ کرے تو سر کو خوب دبا کر سجدہ کرے، اتنا دبائے کہ اس سے زیادہ نہ

---

[۱] دھان کا سُوکھا ڈنٹھل، گھاس پھوس، پرال۔

دب سکے اور اگر اوپر اوپر ذرا اشارے سے سر رکھ دیا دبایا نہیں تو سجدہ نہیں ہوا۔

مسئلہ (۱۶): فرض نماز میں پچھلی دو رکعتوں میں اگر ''اَلْحَمْدُ'' کے بعد کوئی سورت بھی پڑھ گیا تو نماز میں کوئی نقصان نہیں آیا نماز بالکل صحیح ہے۔

مسئلہ (۱۷): اگر آخری دو رکعتوں میں ''اَلْحَمْدُ'' (سورۂ فاتحہ) نہ پڑھے بل کہ تین دفعہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ'' کہہ لے تو بھی درست ہے، لیکن ''اَلْحَمْدُ'' پڑھ لینا بہتر ہے اور اگر کچھ نہ پڑھے چپکے کھڑا رہے تو بھی کوئی حرج نہیں نماز درست ہے۔[۱]

مسئلہ (۱۸): پہلی دو رکعتوں میں ''اَلْحَمْدُ'' کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے، اگر کوئی پہلی رکعتوں میں فقط ''اَلْحَمْدُ'' پڑھے سورت نہ ملائے یا ''اَلْحَمْدُ'' بھی نہ پڑھے ''سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ'' پڑھتا رہے تو اب آخری رکعتوں میں ''اَلْحَمْدُ'' کے ساتھ سورت ملانا چاہیے، پھر اگر قصدًا ایسا کیا ہے تو نماز پھر سے پڑھے اور اگر بھولے سے کیا ہو تو سجدہ سہو کرلے۔

مسئلہ (۱۹): نماز میں ''اَلْحَمْدُ'' اور سورت وغیرہ ساری چیزیں آہستہ اور چپکے سے پڑھے، لیکن اس طرح پڑھنا چاہیے کہ خود اپنے کان میں آواز ضرور آئے، اگر اپنی آواز خود اپنے آپ کو بھی نہ سنائی دے تو نماز نہ ہوگی۔[۲]

مسئلہ (۲۰): کسی نماز کے لیے کوئی سورت مقرر نہ کرے بل کہ جو جی چاہے پڑھا کرے، سورت مقرر کرلینا مکروہ ہے۔[۳]

مسئلہ (۲۱): دوسری رکعت میں پہلی رکعت سے زیادہ لمبی سورت نہ پڑھے۔[۴]

مسئلہ (۲۲): اگر نماز پڑھتے میں وضو ٹوٹ جائے تو وضو کرکے پھر سے نماز پڑھے۔

---

[۱] جب کہ تین مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' کہنے کی مقدار چپکے کھڑا رہے۔

[۲] یہ قول علامہ ہندوانی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی کا ہے جس میں زیادہ احتیاط ہے اور ایک قول امام کرخی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی کا ہے کہ صرف حروف کی صحیح ادائیگی کافی ہے اگرچہ خود بھی نہ سن سکے۔ امام کرخی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی کے قول پر عمل کرنے والے کی نماز بھی ہوجائے گی۔ دیکھیے امداد الفتاویٰ، باب القراۃ، جلد اول، احسن الفتاویٰ: ۳/ ۷۵۔

[۳] ہاں اگر کبھی کبھی وہ سورتیں جو جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز میں پڑھی ہیں پڑھ لی جائیں تو مکروہ نہیں بل کہ مستحب ہے جیسے فجر کی سنتوں میں ''سُوْرَةُ الْكَافِرُوْن'' اور ''سُوْرَةُ الْإِخْلَاص'' اور وتر میں ''سُوْرَةُ الْأَعْلٰى''، ''سُوْرَةُ الْكَافِرُوْن'' اور ''سُوْرَةُ الْإِخْلَاص'' پڑھنا حضور ﷺ سے ثابت ہے، لیکن ان کو ضروری نہ سمجھا جائے اس لیے کبھی کبھی اس کے علاوہ سورتیں بھی پڑھ لی جائیں اور امام کو وتر میں ماثورہ سورتوں پر پابندی کرنا مکروہ ہے تاکہ عوام اس کو واجب نہ سمجھ بیٹھیں۔

(ماخذہ احسن الفتاوی: ۳/ ۸۰)

[۴] امام کے لیے فجر کی نماز میں پہلی رکعت لمبی پڑھنا مسنون ہے، تاکہ زیادہ لوگ جماعت میں شریک ہوسکیں، کیوں کہ یہ وقت نیند اور غفلت کا وقت ہے۔

مسئلہ (۲۳): مستحب یہ ہے کہ جب کھڑا ہو تو اپنی نگاہ سجدے کی جگہ رکھے اور جب رکوع میں جائے تو پاؤں پر نگاہ رکھے اور جب سجدہ کرے تو ناک پر، سلام پھیرتے وقت کندھوں پر نگاہ رکھے اور جب جمائی آئے تو منہ خوب بند کر لے، اگر اور کسی طرح نہ رکے تو ہاتھ کی ہتھیلی کے اُوپر کی طرف سے روکے اور جب گلا سہلائے تو جہاں تک ہو سکے کھانسی کو روکے اور ضبط کرے۔

تمرین

سوال ①: نماز پڑھنے کا طریقہ ذکر کریں۔

سوال ②: نماز کے فرائض اور واجبات بیان کریں۔

سوال ③: کیا سجدے میں ناک اور ماتھا زمین پر رکھنا ضروری ہے؟

سوال ④: کیا نماز کے ارکان سجدہ وغیرہ کو اطمینان سے کرنا ضروری ہے؟ اگر کسی نے رکوع کیا اور پوری طرح کھڑا نہیں ہوا کہ سجدہ کر دیا تو کیا نماز درست ہے؟

سوال ⑤: کیا فرض نماز کی آخری دو رکعتوں میں سورتِ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور کیا ان رکعتوں میں سورتِ فاتحہ کے بعد سورت پڑھنے سے سجدہ سہو کرنا پڑے گا؟

سوال ⑥: اکیلے نماز پڑھنے والا قراءت کتنی آواز میں کرے؟

سوال ⑦: اگر نماز میں کوئی فرض یا واجب چھوٹ جائے تو اس نماز کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑧: کیا ہر رکعت میں سورتِ فاتحہ سے پہلے ''بسم اللہ'' پڑھی جائے گی؟

سوال ⑨: سورتِ فاتحہ کے بعد قراءت کی کم سے کم مقدار کتنی ہے؟

سوال ⑩: اگر دو سجدوں کے بیچ میں بیٹھا نہیں بل کہ ذرا سا سر اٹھا کر دوسرا سجدہ کر لیا تو اس نماز کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑪: اگر رکوع کے بعد اچھی طرح کھڑا نہیں ہوا، بل کہ ذرا سا سر اٹھا کر سجدے میں چلا گیا تو اس نماز کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑫: قیام، رکوع، سجدے اور قعدے میں نگاہ کس جگہ رکھی جائے گی، وضاحت کریں؟

فرض نماز کے بعض مسائل[1]

مسئلہ (۱): آمین کے الف کو بڑھا کر پڑھنا چاہیے، اس کے بعد کوئی سورت قرآن مجید کی پڑھے۔

مسئلہ (۲): اگر سفر کی حالت ہو یا کوئی ضرورت درپیش ہو تو اختیار ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد جو سورت چاہے پڑھے اگر سفر اور ضرورت کی حالت نہ ہو تو فجر اور ظہر کی نماز میں ''سُوْرَةُ الْحُجُرَات'' اور ''سُوْرَةُ الْبُرُوْج'' اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے جس سورت کو چاہے پڑھے، فجر کی پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورت ہونی چاہیے۔ باقی اوقات میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر پڑھنی چاہییں، ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں۔ عصر اور عشا کی نماز میں ''وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ'' اور ''لَمْ يَكُنْ'' اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھنی چاہیے۔ مغرب کی نماز میں ''اِذَا زُلْزِلَتْ'' سے آخر (قرآن) تک۔

مسئلہ (۳): جب رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو تو امام صرف ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' اور مقتدی صرف ''رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ'' اور منفرد دونوں کہے، پھر تکبیر کہتا ہوا دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ہوئے سجدے میں جائے، تکبیر کی انتہا اور سجدے کی ابتدا ساتھ ہی ہو یعنی سجدے میں پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے۔

مسئلہ (۴): سجدے میں پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنا چاہیے پھر ہاتھوں کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو، منہ دونوں ہاتھوں کے درمیان ہونا چاہیے اور انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رخ ہونی چاہییں اور دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے ہوں اور انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف اور پیٹ زانو سے علاحدہ علاحدہ اور بازو بغل سے جدا ہوں، پیٹ زمین سے اس قدر اونچا ہو کہ بکری کا بہت چھوٹا سا بچہ درمیان سے نکل سکے۔

مسئلہ (۵): فجر، مغرب، عشا کے وقت پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت اور ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' اور سب تکبیریں امام بلند آواز سے کہے اور منفرد کو قراءت میں تو اختیار ہے (کہ آہستہ کہے یا بلند آواز میں) مگر ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' اور تکبیریں آہستہ کہے اور ظہر، عصر کے وقت امام صرف ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' اور سب تکبیریں بلند آواز سے کہے اور منفرد آہستہ اور مقتدی ہر وقت تکبیریں وغیرہ آہستہ کہے۔

---

[1] اس عنوان کے تحت نو (۹) مسائل مذکور ہیں۔

نماز کے بعد ذکر و دعا:

مسئلہ (۶): نماز ختم کر چکنے کے بعد دونوں ہاتھ سینے تک اٹھا کر پھیلائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے دعا مانگے اور امام ہو تو تمام مقتدیوں کے لیے بھی، دعا مانگ چکنے کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لے۔ مقتدی خواہ اپنی اپنی دعا مانگیں یا امام کی دعا سنائی دے تو سب آمین آمین کہتے رہیں۔

مسئلہ (۷): جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر، مغرب عشا ان کے بعد بہت دیر تک دعا نہ مانگے بل کہ مختصر دعا مانگ کر ان سنتوں کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر، عصر ان کے بعد جتنی دیر تک چاہے دعا مانگے اور امام ہو تو مقتدیوں کی طرف داہنی یا بائیں طرف کو منہ پھیر کر بیٹھ جائے اور اس کے بعد دعا مانگے بشرطیکہ کوئی مسبوق اس کے مقابلہ میں (سامنے) نماز نہ پڑھ رہا ہو۔

مسئلہ (۸): فرض نمازوں کے بعد بشرطیکہ ان کے بعد سنتیں نہ ہوں (ورنہ سنت کے بعد مستحب ہے) کہ ''أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ'' تین مرتبہ۔ آیت الکرسی، ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَد، قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ'' ایک ایک مرتبہ پڑھ کر تینتیس (۳۳) مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰه'' اور اسی قدر ''أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' اور چونتیس (۳۴) مرتبہ ''اَللّٰهُ أَكْبَرُ'' پڑھے۔

عورتوں کی نماز:

مسئلہ (۹): عورتیں بھی اسی طرح نماز پڑھیں (جو اوپر بیان ہوا) صرف چند مقامات پر ان کو اس کے خلاف کرنا چاہیے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مَردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اٹھانا چاہیے، اگر سردی وغیرہ کی وجہ سے ہاتھ چادر کے اندر ہوں تب بھی جائز ہے۔ عورتوں کو ہر حال میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے کندھوں تک اٹھانا چاہیے۔

(۲) تکبیر تحریمہ کے بعد مَردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہیے اور عورتوں کو سینے پر۔

(۳) مَردوں کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہیے اور داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا چاہیے اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ دینا چاہیے۔ حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہیے۔

(۴) مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہیے کہ سر اور سرین اور پشت برابر ہو جائیں اور عورتوں کو اس قدر نہ جھکنا چاہیے بل کہ صرف اسی قدر جس میں ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

(۵) مَردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بغیر کشادہ کیے ہوئے بل کہ ملا کر۔

(۶) مَردوں کو حالت رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنا چاہییں اور عورتوں کو ملی ہوئی۔

(۷) مَردوں کو سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنا چاہیے اور عورتوں کو ملا ہوا۔

(۸) مَردوں کو سجدے میں کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی رکھنا چاہیے اور عورتوں کو زمین پر بچھی ہوئی۔

(۹) مَردوں کو سجدے میں دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہییں اور عورتوں کو نہیں۔

(۱۰) مَردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہیے اور داہنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بائیں سرین کے بل بیٹھنا چاہیے اور دونوں پیر داہنی طرف نکال دینا چاہیے اس طرح کہ داہنی ران بائیں ران پر آجائے اور داہنی پنڈلی بائیں پنڈلی پر۔

(۱۱) عورتوں کو کسی وقت بلند آواز سے قراءت کرنے کا اختیار نہیں بل کہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے قراءت کرنا چاہیے۔

تمرین

سوال ①: اگر سفر اور ضرورت نہ ہو تو فرض نمازوں میں کون سی سورتوں کی قرأت کرنی چاہیے؟

سوال ②: کن نمازوں کے بعد دعا لمبی نہیں مانگنی چاہیے؟

سوال ③: فرض نمازوں کے بعد چند مسنون اذکار بتائیں؟

سوال ④: عورتوں اور مَردوں کی نماز میں جو فرق ہے اسے تفصیل سے لکھیں؟

نماز کی گیارہ (۱۱) سنتیں

مسئلہ (۱): تکبیر تحریمہ کہتے وقت دونوں ہاتھوں کا اٹھانا مَردوں کو کانوں تک اور عورتوں کو شانوں تک سنت ہے۔ عذر کی حالت میں مَردوں کو بھی شانوں تک ہاتھ اٹھانے میں کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ (۲): تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً ہاتھوں کو باندھ لینا مَردوں کو ناف کے نیچے اور عورتوں کو سینے پر سنت ہے۔

مسئلہ (۳): مَردوں کو اس طرح ہاتھ باندھنا کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھ لیں اور داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑ لینا اور تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا سنت ہے۔

مسئلہ (۴): امام اور منفرد کو سورۂ فاتحہ کے ختم ہونے پر آہستہ آواز سے آمین کہنا اور قراءت بلند آواز سے ہو تب بھی سب مقتدیوں کو آہستہ آمین کہنا سنت ہے۔

مسئلہ (۵): مَردوں کو رکوع کی حالت میں اچھی طرح جھک جانا کہ پیٹھ اور سر سرین سب برابر ہو جائیں سنت ہے۔

مسئلہ (۶): رکوع میں مَردوں کو دونوں ہاتھوں کا پہلو سے جدا رکھنا سنت ہے، قومے میں امام کو صرف ''سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ'' کہنا اور مقتدی کو صرف ''رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد'' اور منفرد کو دونوں کہنا سنت ہے۔

مسئلہ (۷): سجدے کی حالت میں مَردوں کو اپنے پیٹ کا رانو سے اور کہنیوں کا پہلو سے علاحدہ رکھنا اور ہاتھوں کی بانہوں کا زمین سے اٹھا ہوا رکھنا سنت ہے۔

مسئلہ (۸): قعدۂ اولیٰ اور اُخریٰ دونوں میں مَردوں کو اس طرح بیٹھنا کہ داہنا پیر انگلیوں کے بل کھڑا ہو اور ان کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور بایاں پیر زمین پر بچھا ہو اور اسی پر بیٹھے ہوں اور دونوں ہاتھ زانوں پر ہوں، انگلیوں کے سرے گھٹنوں کی طرف ہوں یہ سنت ہے۔

مسئلہ (۹): امام کو سلام بلند آواز سے کہنا سنت ہے۔

مسئلہ (۱۰): امام کو اپنے سلام میں اپنے تمام مقتدیوں کی اور ساتھ رہنے والے فرشتوں کی نیت کرنا اور مقتدیوں کو اپنے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی اور ساتھ رہنے والے فرشتوں کی اور اگر امام داہنی طرف ہو تو داہنے سلام میں اور بائیں طرف ہو تو بائیں سلام میں اور اگر محاذی (بالکل سامنے) ہو تو دونوں سلاموں میں امام کی بھی نیت کرنا سنت ہے۔

مسئلہ (۱۱): تکبیر تحریمہ کہتے وقت مردوں کو اپنے ہاتھوں کا آستین یا چادر وغیرہ سے باہر نکال لینا بشرطیکہ کوئی عذر مثل سردی وغیرہ کے نہ ہو سنت ہے۔

تمرین

سوال ①: نماز کی سنتوں کو تفصیل سے بیان کریں۔
سوال ②: یہ بتائیے کہ سلام پھیرتے وقت کیا نیت کرنی چاہیے؟

باب القراءة والتجويد

قرآن شریف پڑھنے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): قرآن شریف کو صحیح پڑھنا واجب ہے، ہر حرف کو ٹھیک ٹھیک پڑھے، ہمزہ اور عین میں جو فرق ہے اسی طرح بڑی ''ح'' اور ''ہ'' میں اور ''ذ ظ ز ض'' میں اور ''س ص ث'' میں ٹھیک نکال کے پڑھے، ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف نہ پڑھے۔

مسئلہ (۲): اگر کسی سے کوئی حرف نہیں نکلتا جیسے ''ح'' کی جگہ ''ہ'' پڑھتا ہے یا عین (ع) نہیں نکلتا یا ''ث س ص'' سب کو سین (س) ہی پڑھتا ہے تو صحیح پڑھنے کی مشق کرنا لازم ہے، اگر صحیح پڑھنے کی محنت نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا اور اس کی کوئی نماز صحیح نہ ہوگی، البتہ اگر محنت سے بھی درستی نہ ہو تو لاچاری (مجبوری، عاجزی) ہے۔

مسئلہ (۳): اگر ''ح، ع'' وغیرہ سب حرف نکلتے تو ہیں لیکن ایسی بے پروائی سے پڑھتا ہے کہ ''ح'' کی جگہ ''ہ'' اور ''ع'' کی جگہ ہمزہ ہمیشہ پڑھ جاتا ہے کچھ خیال کر کے نہیں پڑھتا تب بھی گنہگار ہے اور نماز صحیح نہیں ہوتی۔

مسئلہ (۴): جو سورت پہلی رکعت میں پڑھی ہے وہی سورت دوسری رکعت میں پھر پڑھ گیا تو بھی کچھ حرج نہیں لیکن بے ضرورت ایسا کرنا بہتر نہیں۔

مسئلہ (۵): جس طرح کلام مجید میں سورتیں آگے پیچھے لکھی ہیں، نماز میں اسی طرح پڑھنا چاہیے جس طرح (بچوں کی آسانی کے لیے) ''عَمَّ'' کے سیپارے میں لکھی ہیں اس طرح نہ پڑھے، یعنی جب پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھے تو اب دوسری رکعت میں اس کے بعد والی سورت پڑھے، اس کے پہلے والی سورت نہ پڑھے جیسے کسی نے پہلی رکعت میں ''قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ'' پڑھی تو اب ''اِذَا جَآءَ'' یا ''قُلْ هُوَاللّٰه'' یا ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ'' یا ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ'' پڑھے اور ''اَلَمْ تَرَ كَيْفَ'' اور ''لِاِيْلٰفِ'' وغیرہ اس کے اوپر کی سورتیں نہ پڑھے کہ اس طرح پڑھنا مکروہ ہے، لیکن اگر بھولے سے اس طرح پڑھ جائے تو مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ (۶): جب کوئی سورت شروع کرے تو بغیر ضرورت اس کو چھوڑ کر دوسری سورت شروع کرنا مکروہ ہے۔

---

[1] اس باب میں سات (۷) مسائل مذکور ہیں۔

مسئلہ(۷): جس کو نماز بالکل نہ آتی ہو یا نیا نیا مسلمان ہوا ہو وہ سب جگہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ" وغیرہ پڑھتا رہے تو فرض ادا ہو جائے گا لیکن نماز برابر سیکھتا رہے، اگر نماز سیکھنے میں کوتاہی کرے گا تو بہت گنہگار ہوگا۔

تمرین

سوال①: کیا قرآن شریف کو تجوید سے پڑھنا واجب ہے؟

سوال②: اگر کسی سے کوئی حرف کوشش کے باوجود صحیح نہ نکلتا ہو تو کیا اس کی نماز درست ہو جائے گی؟

سوال③: اگر حروف تو صحیح نکال سکتا ہے لیکن لاپرواہی سے صحیح ادا نہیں کرتا تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

سوال④: کیا ایک ہی سورت کو نماز کی دونوں رکعتوں میں پڑھا جا سکتا ہے؟

سوال⑤: جس سورت کو شروع کیا ہے اس کو چھوڑ کر دوسری سورت شروع کرنا کیسا ہے؟

سوال⑥: جس کو نماز بالکل نہ آتی ہو وہ نماز کس طرح پڑھے؟

قراءت کے متعلق نو (۹) مسائل

مسئلہ (۱): مدرک[۱] پر قراءت نہیں، امام کی قراءت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے اور حنفیہ کے نزدیک مقتدی کو امام کے پیچھے قراءت کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۲): مسبوق[۲] کو اپنی گئی ہوئی رکعتوں سے ایک یا دو رکعت میں قراءت کرنا فرض ہے۔

مسئلہ (۳): حاصل یہ کہ امام کے ہوتے ہوئے مقتدی کو قراءت نہیں کرنا چاہیے ہاں مسبوق کے لیے چوں کہ ان گئی ہوئی رکعتوں میں امام نہیں ہوتا اس لیے اس کو قراءت کرنا چاہیے۔

مسئلہ (۴): امام کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب وعشا کی پہلی دو رکعتوں میں خواہ قضا ہوں یا ادا اور جمعہ اور عیدین اور تراویح کی نماز میں اور رمضان کے وتر میں بلند آواز سے قراءت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ (۵): منفرد[۳] کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب وعشا کی پہلی دو رکعتوں میں اختیار ہے چاہے بلند آواز سے قراءت کرے یا آہستہ آواز سے۔ بلند آواز ہونے کی فقہا نے یہ حد لکھی ہے کہ کوئی دوسرا شخص سن سکے اور آہستہ آواز کی یہ حد لکھی ہے کہ خود سن سکے دوسرا نہ سن سکے۔

مسئلہ (۶): امام اور منفرد کو ظہر عصر کی کل رکعتوں میں اور مغرب اور عشا کی اخیر رکعتوں میں آہستہ آواز سے قراءت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ (۷): جو نفل نمازیں دن کو پڑھی جائیں ان میں آہستہ آواز سے قراءت کرنا چاہیے اور جو نفلیں رات کو پڑھی جائیں ان میں اختیار ہے۔

مسئلہ (۸): منفرد اگر فجر، مغرب، عشا کی قضا دن میں پڑھے تو ان میں بھی اس کو آہستہ آواز سے قراءت کرنا واجب ہے، اگر رات کو قضا پڑھے تو اس کو اختیار ہے۔

---

[۱] ''مدرک'' اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو شروع نماز سے آخر تک امام کے ساتھ شریک ہو۔

[۲] ''مسبوق'' اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو ایک یا ایک سے زائد رکعت فوت ہو جانے کے بعد امام کے ساتھ شریک ہوا ہو۔

[۳] ''منفرد'' اکیلے نماز پڑھنے والے کو کہتے ہیں۔

مسئلہ (۹): اگر کوئی شخص مغرب کی یا عشا کی پہلی دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملانا بھول جائے تو اسے تیسری چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنا چاہیے اور ان رکعتوں میں بھی بلند آواز سے قراءت کرنا واجب ہے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

تمرین

سوال①: مدرِک پر قراءت کرنا فرض ہے یا واجب؟ مقتدی کو امام کے پیچھے قراءت کرنا کیسا ہے؟

سوال②: کیا مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں میں قراءت کرے گا؟

سوال③: امام کو کون سی نمازوں میں بلند آواز سے قراءت کرنا واجب ہے اور کون سی میں آہستہ؟

سوال④: منفرد فرض نماز میں قراءت آواز سے کرے گا یا آہستہ؟

سوال⑤: نفل نمازوں میں قراءت بلند آواز سے کرے یا آہستہ آواز سے؟

سوال⑥: اگر کوئی شخص مغرب یا عشا کی پہلی دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملانا بھول گیا تو وہ کیا کرے؟

باب الإمامة والجماعة

جماعت کا بیان

چوں کہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب یا سنت مؤکدہ ہے اس لیے اس کا ذکر بھی نماز کے واجبات وسنن کے بعد اور مکروہات وغیرہ سے پہلے مناسب معلوم ہوا اور مسائل کے زیادہ اور قابل اہتمام ہونے کے سبب سے اس کے لیے علاحدہ عنوان قائم کیا گیا۔

جماعت کم سے کم دو آمیوں کے مل کر نماز پڑھنے کو کہتے ہیں، اس طرح کہ ایک شخص ان میں تابع ہو اور دوسرا متبوع، متبوع کا امام اور تابع کو مقتدی کہتے ہیں۔

مسئلہ: امام کے سوا ایک آدمی کے نماز میں شریک ہوجانے سے جماعت ہوجاتی ہے خواہ وہ آدمی مرد ہو یا عورت، غلام ہو یا آزاد، بالغ ہو یا سمجھ دار نابالغ بچہ۔ ہاں جمعہ وعیدین کی نماز میں کم سے کم امام کے سوا تین آدمیوں کے بغیر جماعت نہیں ہوتی۔

مسئلہ: جماعت کے ہونے میں یہ بھی ضروری نہیں کہ فرض نماز ہو بل کہ اگر نفل بھی دو آدمی اسی طرح ایک دوسرے کے تابع ہوکر پڑھیں تو جماعت ہوجائے گی خواہ امام اور مقتدی دونوں نفل پڑھتے ہوں یا مقتدی نفل پڑھتا ہو، البتہ نفل کی جماعت کا عادی ہونا یا تین مقتدیوں سے زیادہ ہونا مکروہ ہے۔

جماعت کی فضیلت اور تاکید:

جماعت کی فضیلت اور تاکید میں صحیح احادیث اس کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ اگر سب ایک جگہ جمع کی جائیں تو ایک بہت کافی حجم کا رسالہ تیار ہوسکتا ہے، ان کے دیکھنے سے قطعاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جماعت نماز کی تکمیل میں ایک اعلیٰ درجے کی شرط ہے۔ نبی ﷺ نے کبھی اس کو ترک نہیں فرمایا حتی کہ حالت مرض میں جب آپ ﷺ کو خود چلنے کی قوت نہ تھی، دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے اور جماعت سے نماز پڑھی۔ تارکِ جماعت پر آپ ﷺ کو سخت غصہ آتا تھا اور ترکِ جماعت پر سخت سے سخت سزا دینے کو آپ ﷺ کا جی چاہتا تھا۔ بلاشبہ شریعتِ محمدیہ ﷺ میں جماعت کا بہت بڑا اہتمام کیا گیا ہے اور ہونا بھی چاہیے تھا۔ نماز جیسی عبادت کی شان

بھی اسی کو چاہتی تھی کہ جس چیز سے اس کی تکمیل ہو وہ بھی تاکید کے اعلیٰ درجے پر پہنچا دی جائے، ہم اس مقام پر پہلے اس آیت کو لکھ کر جس سے بعض مفسرین اور فقہا نے جمات کو ثابت کیا ہے، چند حدیثیں بیان کرتے ہیں: قولہ تعالیٰ ﴿وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ﴾ ''نماز پڑھو نماز پڑھنے والوں کے ساتھ مل کر'' یعنی جماعت سے۔

اس آیت میں حکم صریح جماعت سے نماز پڑھنے کا ہے مگر چوں کہ رکوع کے معنی مفسرین نے خضوع کے بھی لکھے ہیں، لہٰذا فرضیت ثابت نہ ہوگی۔

فضیلت جماعت کے متعلق بارہ (۱۲) احادیث مبارکہ

حدیث (۱): نبی کریم ﷺ سے حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا جماعت کی نماز میں تنہا نماز سے ستائیس (۲۷) درجے زیادہ ثواب روایت کرتے ہیں۔

حدیث (۲): نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تنہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہت بہتر ہے اور دو آدمیوں کے ساتھ اور بھی بہتر اور جس قدر زیادہ جماعت ہو اسی قدر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔''

حدیث (۳): حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ راوی ہیں کہ بنی سلمہ کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ اپنے قدیمی مکانات سے (چوں کہ وہ مسجد نبوی سے دور تھے) اٹھ کر نبی کریم ﷺ کے قریب آکر قیام کریں، تب ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اپنے قدموں میں جو زمین پر پڑتے ہیں ثواب نہیں سمجھتے؟''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص جتنی دور سے چل کر مسجد میں آئے گا اسی قدر زیادہ ثواب ملے گا۔

حدیث (۴): نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جتنا وقت نماز کے انتظار میں گزرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہے۔''

حدیث (۵): نبی کریم ﷺ نے ایک روز عشا کے وقت اپنے ان صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے جو جماعت میں شریک تھے فرمایا: ''لوگ نماز پڑھ پڑھ کر سو گئے اور تمہارا وہ وقت جو انتظار میں گزرا سب نماز میں محسوب (شمار) ہوا۔''

حدیث (۶): نبی کریم ﷺ سے حضرت بریدہ اسلمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بشارت دو ان لوگوں کو جو اندھیری راتوں میں جماعت کے لیے مسجد جاتے ہیں اس بات کی کہ قیامت میں ان کے لیے پوری روشنی ہوگی۔''

حدیث (۷): حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص عشا کی نماز جماعت سے

پڑھے اس کو نصف شب کی عبادت کا ثواب ملے گا اور جو عشا اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھے اسے پوری رات کی عبادت کا ثواب ملے گا۔''

حدیث (۸): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ ایک روز آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میرے دل میں یہ ارادہ ہوا کہ کسی کو حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کرے پھر اذان کا حکم دوں اور کسی شخص سے کہوں کہ وہ امامت کرے اور میں ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو جماعت میں نہیں آتے اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔

حدیث (۹): ایک روایت میں ہے کہ اگر مجھے چھوٹے بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہوتا تو میں عشا کی نماز میں مشغول ہو جاتا اور خادموں کو حکم دیتا کہ ان کے گھروں کے مال واسباب کو مع ان کے جلا دیں۔

عشا کی تخصیص اس حدیث میں اس مصلحت سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ سونے کا وقت ہوتا ہے اور غالباً تمام لوگ اس وقت گھروں میں ہوتے ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کو لکھ کر فرماتے ہیں کہ یہی مضمون حضرت ابن مسعود، حضرت ابو درداء، حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے، یہ سب لوگ نبی کریم ﷺ کے معزز اصحاب میں ہیں۔

حدیث (۱۰): حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی آبادی یا جنگل میں تین مسلمان ہوں اور جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو بے شک ان پر شیطان غالب ہو جائے گا، پس اے ابو درداء! جماعت کو اپنے اوپر لازم سمجھ لو، دیکھو بھیڑیا (شیطان) اسی بکری (آدمی) کو کھاتا (بہکاتا) ہے جو اپنے گلّے (جماعت) سے الگ ہوگئی ہو۔

حدیث (۱۱): حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں: ''جو شخص اذان سن کر جماعت میں نہ آئے اور اسے کوئی عذر بھی نہ ہو تو اس کی وہ نماز جو تنہا پڑھی ہو قبول نہ ہوگی۔''

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا: ''وہ عذر کیا ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''خوف یا مرض۔''

اس حدیث میں خوف اور مرض کی تفصیل نہیں کی گئی، بعض احادیث میں کچھ تفصیل بھی ہے۔

حدیث (۱۲): حضرت مُحجَن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا کہ اتنے میں

اذان ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے لگے اور میں اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: ''اے مِحجَنؓ! تم نے جماعت سے نماز کیوں نہ پڑھی، کیا تم مسلمان نہیں ہو؟''

میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! میں مسلمان تو ہوں مگر میں اپنے گھر میں نماز پڑھ چکا ہوں۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب مسجد میں آؤ اور دیکھو کہ جماعت ہو رہی ہے تو لوگوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لیا کرو اگرچہ پہلے پڑھ چکے ہو۔''

ذرا اس حدیث کو غور سے دیکھو کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے برگزیدہ صحابی حضرت مِحجَنؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جماعت سے نماز نہ پڑھنے پر کیسی سخت اور عتاب آمیز بات فرمائی کہ ''کیا تم مسلمان نہیں ہو؟''

جماعت کی اہمیت سے متعلق آٹھ (۸) آثار

اثر (۱): اسود کہتے ہیں کہ ایک روز ہم ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر تھے کہ نماز کی پابندی اور اس کی فضیلت اور تاکید کا ذکر نکلا، اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تائیداً نبی کریم ﷺ کے مرضِ وفات کا قصہ بیان کیا کہ ایک دن نماز کا وقت آیا اور اذان ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر سے کہو نماز پڑھائیں۔'' عرض کیا گیا: ''ابوبکر ایک نہایت رقیق القلب آدمی ہیں جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو بے طاقت ہو جائیں گے اور نماز نہ پڑھا سکیں گے۔'' آپ ﷺ نے پھر وہی فرمایا۔ پھر وہی جواب دیا گیا تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ایسی باتیں کرتی ہو جیسے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مصر کی عورتیں کرتی تھیں، ابوبکر سے کہو نماز پڑھائیں۔'' خیر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھانے کو نکلے، اتنے میں نبی کریم ﷺ کو مرض میں کچھ تخفیف معلوم ہوئی تو آپ دو آدمیوں کے سہارے سے نکلے میری آنکھوں میں اب تک وہ حالت موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک زمین پر گھسٹتے ہوئے جاتے تھے یعنی اتنی قوت بھی نہ تھی کہ زمین سے پیر اٹھا سکیں۔ وہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز شروع کر چکے تھے، چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں مگر نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا اور انہیں سے نماز پڑھوائی۔

اثر (۲): ایک دن امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو صبح کی نماز میں نہ پایا تو ان کے گھر گئے اور ان کی ماں سے پوچھا: ''آج میں نے سلیمان کو فجر کی نماز میں نہیں دیکھا؟''

انہوں نے کہا: ''وہ رات بھر نماز پڑھتے رہے اس وجہ سے اس وقت ان کو نیند آ گئی۔'' تب حضرت فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''مجھے فجر کی نماز جماعت سے پڑھنا زیادہ محبوب ہے بہ نسبت اس کے کہ تمام شب عبادت کروں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے: ''اس اثر سے صاف ظاہر ہے کہ صبح کی نماز باجماعت پڑھنے میں تہجد سے بھی زیادہ ثواب ہے، اس لیے علما نے لکھا ہے کہ اگر شب بیداری نمازِ فجر میں مخل ہو تو اس کا ترک کرنا اَولیٰ ہے۔''

اثر (۳): حضرت ابنِ مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''بے شک ہم نے آزمالیا اپنے کو اور صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو کہ جماعت ترک نہیں کرتا مگر وہ منافق کہ جس کا نفاق کھلا ہوا ہو یا بیمار مگر بیمار بھی تو دو آدمیوں کا سہارا لے کر جماعت کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ بے شک نبی کریم ﷺ نے ہمیں ہدایت کی راہیں بتلائیں اور من جملہ ان کے، نماز ہے ان مسجدوں میں جہاں اذان ہوئی ہو، یعنی جماعت ہوتی ہو۔''

دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا: ''جسے خواہش ہو کل (قیامت میں) اللہ تعالیٰ کے سامنے مسلمان جائے اسے چاہیے کہ پنج وقتی نمازوں کی پابندی کرے ان مقامات میں، جہاں اذان ہوتی ہو (یعنی جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو) بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کے لیے ہدایت کے طریقے نکالے ہیں اور یہ نماز بھی ان ہی طریقوں سے ہے، اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کرو گے جیسے کہ منافق پڑھ لیتا ہے تو بے شک تم سے تمہارے نبی کی سنت چھوٹ جائے گی اور اگر تم اپنے پیغمبر کی سنت چھوڑ دو گے تو بے شک گمراہ ہو جاؤ گے اور کوئی شخص اچھی طرح وضو کر کے نماز کے لیے مسجد نہیں جاتا مگر اس کے ہر قدم پر ایک نیکی ملتی ہے اور ایک مرتبہ عنایت ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ہم نے دیکھ لیا کہ جماعت سے الگ نہیں رہتا مگر منافق۔ ہم لوگوں کی تو حالت یہ تھی کہ بیماری کی حالت میں دو آدمیوں پر تکیہ لگا کر جماعت کے لیے لائے جاتے تھے اور صف میں کھڑے کر دیے جاتے تھے۔''

اثر (۴): ایک مرتبہ ایک شخص مسجد سے اذان کے بعد بغیر نماز پڑھے ہوئے چلا گیا تو حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''اس شخص نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی اور ان کے مقدس حکم کو نہ مانا دیکھو حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے تارکِ جماعت کو کیا کہا، کیا کسی مسلمان کو اب بھی بے عذر ترکِ جماعت کی جرأت ہو سکتی ہے، کیا کسی ایمان دار کو حضرت ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی گوارا ہو سکتی ہے؟

اثر (۵): حضرت ام درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: ایک مرتبہ حضرت ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ میرے پاس اس حال میں آئے کہ نہایت غضب ناک تھے، میں نے پوچھا: ''اس وقت آپ کو کیوں غصہ آیا؟''

کہنے لگے: ''اللہ کی قسم! میں محمد ﷺ کی امت میں اب کوئی بات نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ جماعت سے نماز پڑھ لیتے ہیں یعنی اب اس کو بھی چھوڑنے لگے۔

اثر (۶): نبی کریم ﷺ کے بہت اصحاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''جو کوئی اذان سن کر جماعت میں نہ جائے اس کی نماز ہی نہ ہوگی۔'' یہ لکھ کر امام ترمذی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی لکھتے ہیں: ''بعض اہل علم نے کہا ہے کہ حکم تاکیدی ہے، مقصود یہ ہے کہ بے عذر ترکِ جماعت جائز نہیں۔''

اثر (۷): امام مجاہد رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے پوچھا: ''جو شخص تمام دن روزے رکھتا ہو اور رات بھر نمازیں پڑھتا ہو مگر جمعہ اور جماعت میں نہ شریک ہوتا ہو اسے آپ کیا کہتے ہیں؟''

فرمایا: ''دوزخ میں جائے گا۔'' امام ترمذی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی اس حدیث کا مطلب یہ بیان فرماتے ہیں کہ جمعہ و جماعت کا مرتبہ کم سمجھ کر ترک کرے تب یہ حکم کیا جائے گا لیکن اگر دوزخ میں جانے سے مراد تھوڑے دن کے لیے جانا لیا جائے تو اس تاویل کی کچھ ضرورت نہ ہوگی۔

اثر (۸): سلفِ صالحین کا یہ دستور تھا کہ جس کی جماعت ترک ہو جاتی سات دن تک اس کی ماتم پرسی کرتے۔

(احیاء العلوم)

مذاہب فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ

صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے اقوال بھی تھوڑے سے بیان ہو چکے جو درحقیقت نبی کریم ﷺ کے اقوال ہیں۔ اب ذرا علمائے امت اور مجتہدین ملت کو دیکھیے کہ ان کا جماعت کی طرف کیا خیال ہے اور ان احادیث کا مطلب انہوں نے کیا سمجھا ہے:

(۱) ظاہر یہ اور امام احمد رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کے بعض مقلدین کا مذہب ہے کہ جماعت نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے، بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی۔

(۲) امام احمد رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کا صحیح مذہب یہ ہے کہ جماعت فرضِ عین ہے اگرچہ نماز کے صحیح ہونے کی شرط نہیں۔

امام شافعی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے بعض مقلدین کا بھی یہی مذہب ہے۔

(۳) امام شافعی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے بعض مقلدین کا یہ مذہب ہے کہ جماعت فرضِ کفایہ ہے۔امام طحاوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی جوحنفیہ میں ایک بڑے درجے کے فقیہ اور محدث ہےان کا بھی یہی مذہب ہے۔

(۴) اکثر محققینِ حنفیہ کے نزدیک جماعت واجب ہے، محقق ابنِ ہمام اور حلبی اور صاحب بحر الرائق وغیرہم اسی طرف ہیں۔

(۵) بعض حنفیہ کے نزدیک جماعت سنت مؤکدہ ہےمگر واجب کے حکم میں ہےاور درحقیقت حنفیہ کےان دونوں قولوں میں کوئی مخالفت (تضاد) نہیں۔

(۶) ہمارے فقہا لکھتے ہیں کہ اگر کسی شہر میں لوگ جماعت چھوڑ دیں اور کہنے سے بھی نہ مانیں تو ان سے لڑنا حلال ہے۔

(۷) قنیہ وغیرہ میں ہے کہ بے عذر تارکِ جماعت کوسزا دینا امامِ وقت پر واجب ہےاور اس کے پڑوسی اگر اس کے اس فعلِ قبیح پر کچھ نہ بولیں تو گناہ گار ہوں گے۔

(۸) اگر مسجد جانے کے لیے اقامت سننے کا انتظار کرے تو گناہ گار ہوگا، یہ اس لیے کہ اگر اقامت سن کر چلا کریں گے تو ایک دو رکعت یا پوری جماعت چلے جانے کا خوف ہے۔امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے مروی ہے کہ جمعہ اور جماعت کے لیے تیز قدم جانا درست ہے بشرطیکہ زیادہ تکلیف نہ ہو۔

(۹) تارکِ جماعت ضرور گناہ گار ہےاور اس کی گواہی قبول نہ کی جائے بشرطیکہ اس نے بے عذر صرف سہل انگاری (سُستی) سے جماعت چھوڑ دی ہو۔

(۱۰) اگر کوئی شخص دینی مسائل کے پڑھنے پڑھانے میں دن رات مشغول رہتا ہواور جماعت میں حاضر نہ ہوتا ہو تو معذور نہ سمجھا جائے گا اور اس کی گواہی مقبول نہ ہوگی۔

جماعت کی حکمتیں اور فائدے

اس بارے میں حضرات علماء رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بہت کچھ بیان کیا ہےمگر جہاں تک میری نظرِ قاصر پہنچی ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے بہتر جامع اور لطیف تقریر کسی کی نہیں، اگرچہ زیادہ لفظ یہی تھا کہ انہیں کی

پاکیزہ عبارت سے وہ مضامین سنے جائیں، مگر بوجہ اختصار کے میں حضرت موصوف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے کلام کا خلاصہ یہاں درج کرتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں:

(۱) کوئی چیز اس سے زیادہ سودمند نہیں کہ کوئی عبادت رسمِ عام کردی جائے یہاں تک کہ وہ عبادت ایک ضروری عبادت ہوجائے کہ اس کا چھوڑنا ترک عادت کی طرح ناممکن ہوجائے اور کوئی عبادت نماز سے زیادہ شان دار نہیں کہ اس کے ساتھ یہ خاص اہتمام کیا جائے۔

(۲) مذہب میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں، جاہل بھی، عالم بھی، لہٰذا یہ بڑی مصلحت کی بات ہے کہ سب لوگ جمع ہوکر ایک دوسرے کے سامنے اس عبادت کو ادا کریں، اگر کسی سے کچھ غلطی ہوجائے تو دوسرا اسے تعلیم کردے، گویا اللہ تعالیٰ کی عبادت ایک زیور ہوئی کہ تمام پرکھنے والے اسے دیکھتے ہیں جو خرابی اس میں ہوتی ہے بتلا دیتے ہیں اور جو عمدگی ہوتی ہے اسے پسند کرتے ہیں پس یہ ایک عمدہ ذریعہ نماز کی تکمیل کا ہوگا۔

(۳) جو لوگ بے نمازی ہوں گے ان کا حال بھی اس سے کھل جائے گا اور ان کی نصیحت کرنے کا موقع ملے گا۔

(۴) چند مسلمانوں کا مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس سے دعا مانگنا نزولِ رحمت اور قبولیت کے لیے ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے۔

(۵) اس امت سے اللہ تعالیٰ کا یہ مقصود ہے کہ اس کا کلمہ بلند اور کلمۂ کفر پست ہو اور زمین پر کوئی مذہب اسلام سے غالب نہ رہے اور یہ بات جب ہی سکتی ہے کہ یہ طریقہ مقرر کیا جائے کہ تمام مسلمان عام اور خاص مسافر اور مقیم چھوٹے بڑے اپنی کسی بڑی اور مشہور عبادت کے لیے جمع ہوا کریں اور اسلام کی شان و شوکت ظاہر کریں ان ہی سب مصالح سے شریعت کی پوری توجہ جماعت کی طرف مصروف ہوگئی اور اس کی ترغیب دی گئی اور چھوڑنے پر سخت ممانت کی گئی۔

(۶) جماعت میں یہ فائدہ بھی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حال پر اطلاع ہوتی رہے گی اور ایک دوسرے کے درد و مصیبت میں شریک ہوسکے گا جس سے دینی اخوت اور ایمانی محبت کا پورا اظہار و استحکام ہوگا جو اس شریعت کا ایک بڑا مقصود ہے اور جس کی تاکید اور فضیلت جابجا قرآن عظیم اور احادیث نبی کریم ﷺ میں بیان فرمائی گئی ہے۔

افسوس! ہمارے زمانے میں ترکِ جماعت ایک عام عادت ہوگئی ہے، جاہلوں کا کیا ذکر ہم بعض لکھے پڑھے

لوگوں کو اس بلا میں مبتلا دیکھ رہے ہیں۔ افسوس! یہ لوگ احادیث پڑھتے ہیں اور ان کے معنی سمجھتے ہیں مگر جماعت کی سخت تاکیدیں ان کے پتھر سے زیادہ سخت دلوں پر کچھ اثر نہیں کرتیں، قیامت میں جب قاضی روز جزا کے سامنے سب سے پہلے نماز کے مقدمات پیش ہوں گے اور اس کے نہ ادا کرنے والے یا ادا میں کمی کرنے والوں سے باز پرس شروع ہوگی یہ لوگ کیا جواب دیں گے۔

تمرین

سوال ①: جماعت میں امام کے علاوہ کم از کم کتنے افراد ہونے چاہییں؟
سوال ②: جمعہ کی جماعت میں کم از کم کتنے افراد ہونے چاہییں؟
سوال ③: نفل کی جماعت کرنا کیسا ہے؟
سوال ④: جماعت کی فضیلت وتاکید میں جو حدیثیں آپ نے پڑھی ہیں ان کا خلاصہ لکھیں۔
سوال ⑤: جماعت کی فضیلت وتاکید میں پانچ اقوال (آثارِ) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تحریر فرمائیں۔
سوال ⑥: جماعت کی فضیلت وتاکید میں اقوالِ فقہا قلم بند کریں۔

جماعت کے واجب ہونے کی (۵) شرطیں

(۱) مرد ہونا، عورتوں پر جماعت واجب نہیں۔
(۲) بالغ ہونا، نابالغ بچوں پر جماعت واجب نہیں۔
(۳) آزاد ہونا، غلام پر جماعت واجب نہیں۔
(۴) عاقل ہونا، مست بے ہوش، دیوانے پر جماعت واجب نہیں۔
(۵) تمام عذروں سے خالی ہونا۔ ان عذروں کی حالت میں جماعت واجب نہیں، مگر ادا کر لے تو بہتر ہے، نہ ادا کرنے میں جماعت کے ثواب سے محروم رہے گا۔

جماعت ترک کرنے کے (۱۴) اعذار

(۱) لباس بقدرِ سترِ عورت کے نہ پایا جانا۔
(۲) مسجد کے راستے میں سخت کیچڑ ہو کہ چلنا سخت دشوار ہو۔ امام ابو یوسف رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے امام اعظم ابوحنیفہ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی سے پوچھا: ''کیچڑ وغیرہ کی حالت میں جماعت کے لیے آپ کیا حکم دیتے ہیں؟''
فرمایا: ''جماعت چھوڑنا مجھے پسند نہیں۔''
(۳) پانی بہت زور سے برستا ہو ایسی حالت میں امام محمد رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے ''موطا'' میں لکھا ہے کہ اگرچہ نہ جانا جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ جماعت سے جا کر نماز پڑھے۔
(۴) سردی سخت ہو کہ باہر نکلنے میں یا مسجد تک جانے میں کسی بیماری کے پیدا ہو جانے کا یا بڑھ جانے کا خوف ہو۔
(۵) مسجد جانے میں مال و اسباب کے چوری ہو جانے کا خوف ہو۔
(۶) مسجد جانے میں کسی دشمن کے مل جانے کا خوف ہو۔
(۷) مسجد جانے میں کسی قرض خواہ کے ملنے کا اور اس سے تکلیف پہنچنے کا خوف ہو بشرطیکہ اس کے قرض کو ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور اگر قادر ہو تو وہ ظالم سمجھا جائے گا اور اس کو ترک جماعت کی اجازت نہ ہوگی۔
(۸) اندھیری رات ہو کہ راستہ نہ دکھلائی دیتا ہو لیکن اگر روشنی کا سامان اللہ تعالیٰ نے دیا ہو تو جماعت نہ چھوڑنا چاہیے۔

(۹) رات کا وقت ہو اور آندھی بہت سخت چلتی ہو۔

(۱۰) کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہو کہ اس کے جماعت میں چلے جانے سے اس مریض کی تکلیف یا وحشت کا خوف ہو۔

(۱۱) کھانا تیار ہو یا تیاری کے قریب اور بھوک ایسی لگی ہو کہ نماز میں جی نہ لگنے کا خوف ہو۔

(۱۲) پیشاب یا پاخانہ زور کا معلوم ہوتا ہو۔

(۱۳) سفر کا ارادہ رکھتا ہو اور خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہو جائے گی، قافلہ نکل جائے گا، ریل کا مسئلہ اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے، مگر فرق اس قدر ہے کہ وہاں ایک قافلے کے بعد دوسرا قافلہ بہت دنوں میں ملتا ہے اور یہاں ریل ایک دن میں کئی بار جاتی ہے، اگر ایک وقت کی ریل نہ ملے تو دوسرے وقت جا سکتا ہے، ہاں اگر کوئی ایسا سخت حرج ہوتا ہو تو مضائقہ نہیں، ہماری شریعت سے حرج اٹھا دیا گیا ہے۔

(۱۴) کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے چل پھر نہ سکے یا نابینا ہو یا لنجا ہو یا کوئی پیر کٹا ہوا ہو لیکن جو نابینا بے تکلف مسجد تک پہنچ سکے اس کو جماعت ترک نہ کرنا چاہیے۔

جماعت کے صحیح ہونے کی (۱۰) شرطیں

شرط (۱): اسلام۔ کافر کی جماعت صحیح نہیں۔

شرط (۲): عاقل ہونا۔ مست، بے ہوش، دیوانے کی جماعت صحیح نہیں۔

شرط (۳): مقتدی کو نماز کی نیت کے ساتھ امام کے اقتدا کی بھی نیت کرنا یعنی یہ ارادہ دل میں کرنا کہ میں اس امام کے پیچھے فلاں نماز پڑھتا ہوں، نیت کا بیان اوپر تفصیل کے ساتھ گزر چکا ہے۔

شرط (۴) امام اور مقتدی دونوں کے مکان کا متحد ہونا خواہ حقیقۃً متحد ہو جیسے دونوں ایک ہی مسجد یا ایک ہی گھر میں کھڑے ہوں، یا حکماً متحد ہوں جیسے کسی دریا کے پل پر جماعت قائم کی جائے اور امام پل کے اس پار ہو مگر درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوں تو اس صورت میں اگرچہ امام کے اور ان مقتدیوں کے درمیان میں جو پل کے اس پار ہیں دریا حائل ہے اور اس وجہ سے دونوں کا مکان حقیقۃً متحد نہیں، مگر چوں کہ درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوئی ہیں اس لیے دونوں کا مکان حکماً متحد سمجھا جائے گا اور اقتدا صحیح ہو جائے گی۔

مسئلہ (۱): اگر مقتدی مسجد کی چھت پر کھڑا ہو اور امام مسجد کے اندر ہو تو درست ہے، اس لیے کہ مسجد کی چھت مسجد کے حکم میں ہے اور یہ دونوں مقام حکماً مسجد سے متحد سمجھے جائیں گے، اسی طرح اگر کسی کی چھت مسجد سے متصل ہو اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو تو وہ بھی حکماً مسجد سے متحد سمجھی جائے گی اور اس کے اوپر کھڑے ہو کر اس امام کی اقتدا کرنا جو مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے درست ہے۔

مسئلہ (۲): اگر مسجد بہت بڑی ہو اور اسی طرح گھر بہت بڑا ہو یا جنگل ہو اور امام اور مقتدی کے درمیان اتنا خالی میدان ہو کہ جس میں دو صفیں ہو سکیں تو یہ دونوں مقام یعنی جہاں مقتدی کھڑا ہے اور جہاں امام ہے مختلف سمجھے جائیں گے اور اقتدا درست نہ ہوگی۔

مسئلہ (۳): اسی طرح اگر امام اور مقتدی کے درمیان کوئی نہر ہو جس میں ناؤ (کشتی) وغیرہ چل سکے یا کوئی اتنا بڑا حوض ہو جس کی طہارت کا حکم شریعت نے دیا ہو یا کوئی عام راہ گزر ہو جس سے بیل گاڑی وغیرہ نکل سکے اور درمیان میں صفیں نہ ہوں تو وہ دونوں متحد نہ سمجھے جائیں گے اور اقتدا درست نہ ہوگی البتہ بہت چھوٹی گول (نہر کی شاخ) اگر حائل ہو جس کی برابر تنگ راستہ نہیں ہوتا وہ مانع اقتدا نہیں۔

مسئلہ (۴): اسی طرح اگر دو صفوں کے درمیان میں کوئی ایسی نہر یا ایسا راہ گزر واقع ہو جائے تو اس صف کی اقتدا درست نہ ہوگی جو ان چیزوں کے اس پار ہے۔

مسئلہ (۵): پیادے کی اقتدا سوار کے پیچھے یا ایک سوار کی دوسرے سوار کے پیچھے صحیح نہیں، اس لیے کہ دونوں کے مکان متحد نہیں، ہاں اگر ایک ہی سواری پر دونوں سوار ہوں تو درست ہے۔

شرط (۵): مقتدی اور امام دونوں کی نماز کا مغائر (غیر) نہ ہونا اگر مقتدی کی نماز امام کی نماز سے مغایر ہوگی تو اقتدا درست نہ ہوگی۔ مثلاً: امام ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور مقتدی عصر کی نماز کی نیت کرے یا امام کل کی ظہر کی قضا پڑھتا ہو اور مقتدی آج کے ظہر کی۔ ہاں اگر دونوں کل کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں یا دونوں آج ہی کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں تو درست ہے۔ البتہ اگر امام فرض پڑھتا ہو اور مقتدی نفل تو اقتدا صحیح ہے اس لیے کہ امام کی نماز قوی ہے۔

مسئلہ (۶): مقتدی اگر تراویح پڑھنا چاہے اور امام نفل پڑھتا ہو تب بھی اقتدا نہ ہوگی کیوں کہ امام کی نماز ضعیف ہے۔

شرط (۶): امام کی نماز کا صحیح ہونا۔ اگر امام کی نماز فاسد ہوگی تو سب مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی، خواہ یہ فساد نماز ختم ہونے سے پہلے معلوم ہو جائے یا ختم ہونے کے بعد جیسے کہ امام کے کپڑوں میں نجاست غلیظہ ایک درہم

سے زیادہ تھی اور نماز ختم ہونے کے بعد یا اثنائے نماز میں معلوم ہوئی یا امام کا وضو نہ تھا اور نماز کے بعد یا اثنائے نماز میں اس کو خیال آیا۔

مسئلہ (۷): امام کی نماز اگر کسی وجہ سے فاسد ہوگئی ہو اور مقتدیوں کو نہ معلوم ہو تو امام پر ضروری ہے کہ اپنے مقتدیوں کو حتی الامکان اس کی اطلاع کر دے، تاکہ وہ لوگ اپنی نمازوں کا اعادہ کر لیں، خواہ آدمی کے ذریعے سے کی جائے یا خط کے ذریعے سے۔

شرط (۷): مقتدی کا امام سے آگے نہ کھڑا ہونا۔ خواہ مقتدی امام کے برابر کھڑا ہو یا پیچھے، اگر مقتدی امام سے آگے کھڑا ہو تو اس کی اقتدا درست نہ ہوگی۔ امام سے آگے کھڑا ہونا اس وقت سمجھا جائے گا کہ جب مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہو جائے، اگر ایڑی آگے نہ ہو اور انگلیاں آگے بڑھ جائیں خواہ پیر کے بڑے ہونے کے سبب سے یا انگلیوں کے لمبے ہونے کی وجہ سے تو یہ آگے کھڑا ہونا نہ سمجھا جائے گا اور اقتدا درست ہو جائے گی۔

شرط (۸): مقتدی کو امام کے انتقالات کا مثل رکوع، قومے، سجدوں اور قعدوں وغیرہ کا علم ہونا۔ خواہ امام کو دیکھ کر یا اس کی یا کسی مکبر (تکبیر کہنے والے) کی آواز سن کر یا کسی مقتدی کو دیکھ کر۔ اگر مقدی کو امام کے انتقالات کا علم نہ ہو خواہ کسی چیز کے حائل ہونے کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے تو اقتدا صحیح نہ ہوگی اور اگر کوئی (چیز) پردے یا دیوار وغیرہ کی طرح حائل ہو مگر امام کے انتقالات معلوم ہوتے ہوں تو اقتدا درست ہے۔

مسئلہ (۸): اگر امام کا مسافر یا مقیم ہونا معلوم نہ ہو لیکن قرائن سے اس کے مقیم ہونے کا خیال ہو بشرطیکہ وہ شہر یا گاؤں کے اندر ہو اور مسافر کی سی نماز پڑھائے یعنی چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دے اور مقتدی کو اس سلام سے امام کے متعلق سہو کا شبہ ہو تو اس مقتدی کو اپنی چار رکعتیں پوری کر لینے کے امام کی حالت کی تحقیق کرنا واجب ہے کہ امام کو سہو ہوا یا وہ مسافر تھا، اگر تحقیق سے مسافر ہونا معلوم ہوا تو نماز صحیح ہوگئی اور اگر تحقیق سے سہو کا ہونا معلوم ہوا تو نماز کا اعادہ کرے اور اگر کچھ تحقیق نہیں کیا بل کہ مقتدی اسی شبہ کی حالت میں نماز پڑھ کر چلا گیا تو اس صورت میں بھی اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔

مسئلہ (۹): اگر امام کے متعلق مقیم ہونے کا خیال ہے مگر وہ نماز شہر یا گاؤں میں نہیں پڑھا رہا بل کہ شہر یا گاؤں سے باہر پڑھا رہا ہے اور اس نے چار رکعت والی نماز میں مسافر کی سی نماز پڑھائی اور مقتدی کو امام کے سہو کا شبہ ہوا، اس صورت میں بھی مقتدی اپنی چار رکعت پوری کر لے اور نماز کے بعد امام کا حال معلوم کر لے تو اچھا ہے، اگر نہ معلوم

کرے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی کیوں کہ شہر یا گاؤں سے باہر امام کا مسافر ہونا ہی ظاہر ہے اور اس کے متعلق مقتدی کا یہ خیال کہ شاید اس کو سہو ہوا ہے ظاہر کے خلاف ہے، لہٰذا اس صورت میں تحقیق حال ضروری نہیں، اسی طرح اگر امام چار رکعت والی نماز شہر یا گاؤں میں پڑھائے یا جنگل وغیرہ میں اور کسی کو اس کے متعلق مسافر ہونے کا شبہ ہو لیکن امام نے پوری چار رکعت پڑھائیں تب بھی مقتدی کو نماز کے بعد تحقیق حال واجب نہیں اور فجر اور مغرب کی نماز میں کسی وقت بھی امام کے مسافر یا مقیم ہونے کی تحقیق ضروری نہیں کیوں کہ ان نمازوں میں مقیم و مسافر سب برابر ہیں۔

خلاصہ یہ کہ اس تحقیق کی ضرورت صرف ایک صورت میں ہے جب کہ امام شہر یا گاؤں یا کسی جگہ چار رکعت کی نماز میں دو رکعت پڑھائے اور مقتدی کو امام پر سہو کا شبہ ہو۔

شرط (۹): مقتدی کو تمام ارکان میں سوائے قراءت کے امام کا شریک رہنا خواہ امام کے ساتھ ادا کرے یا اس کے بعد یا اس سے پہلے بشرط یہ کہ اسی رکن کے اخیر تک امام اس کا شریک ہو جائے، پہلی صورت کی مثال: امام کے ساتھ ہی رکوع سجدہ وغیرہ کرے۔ دوسری صورت کی مثال: امام رکوع کر کے کھڑا ہو جائے اس کے بعد مقتدی رکوع کرے۔ تیسری صورت کی مثال: امام سے پہلے رکوع کرے، مگر رکوع میں اتنی دیر تک رہے کہ امام کا رکوع اس سے مل جائے۔

مسئلہ (۱۰): اگر کسی رکن میں امام کی شرکت نہ کی جائے، مثلاً: امام رکوع کرے اور مقتدی رکوع نہ کرے یا امام دو سجدے کرے اور مقتدی ایک ہی سجدہ کرے یا کسی رکن کی ابتداء امام سے پہلے کی جائے اور اخیر تک امام اس میں شریک نہ ہو، مثلاً: مقتدی امام سے پہلے رکوع میں جائے اور اس سے پہلے کہ امام رکوع کرے مقتدی کھڑا ہو جائے، ان دونوں صورتوں میں اقتدا درست نہ ہوگی۔

شرط (۱۰): مقتدی کی حالت کا امام سے کم یا برابر ہونا۔

مثالیں:

(۱) قیام کرنے والے کی اقتدا قیام سے عاجز (بیٹھے ہوئے) کے پیچھے درست ہے، شرع میں معذور کا قعود بمنزلہ قیام کے ہے۔

(۲) تیمم کرنے والے کے پیچھے خواہ تیمم وضو کا ہو یا غسل کا وضو اور غسل کرنے ولے کی اقتدا درست ہے، اس لیے

کہ تیمّم اور وضو اور غسل کا حکم طہارت میں یکساں ہے، کوئی کسی سے کم زیادہ نہیں۔

(۳) مسح کرنے والے کے پیچھے خواہ (مسح) موزوں پر کرتا ہو یا پٹی پر دھونے والے کی اقتدا درست ہے، اس لیے کہ مسح کرنا اور دھونا دونوں ایک ہی درجے کی طہارت ہیں، کسی کو کسی پر فوقیت نہیں۔

(۴) معذور کی اقتدا معذور کے پیچھے درست ہے بشرط یہ کہ دونوں ایک ہی عذر میں مبتلا ہوں، مثلاً: دونوں کو سلسل بول ہو[۱] یا دونوں کو خروج ریح کا مرض ہو۔

(۵) اُمّی کی اقتدا اُمّی کے پیچھے درست ہے بشرط یہ کہ مقتدیوں میں کوئی قاری نہ ہو۔

(۶) عورت یا نابالغ کی اقتدا بالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔

(۷) عورت کی اقتدا عورت کے پیچھے درست ہے۔[۲]

(۸) نابالغ عورت یا نابالغ مرد کی اقتدا نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔

(۹) نفل پڑھنے والے کی اقتدا واجب پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے، مثلاً: کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ کسی ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھے یا عید کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ دوبارہ پھر نماز میں شریک ہو جائے۔

(۱۰) نفل پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ حاصل یہ کہ جب مقتدی امام سے کم یا برابر ہوگا تو اقتدا درست ہو جائے گی۔

اب ہم وہ صورتیں لکھتے ہیں جن میں مقتدی امام سے زیادہ ہے، خواہ یقیناً یا احتمالاً اور اقتدا درست نہیں۔

مثالیں:

(۱) بالغ کی اقتدا خواہ مرد ہو یا عورت، نابالغ کے پیچھے درست نہیں۔

(۲) مرد کی اقتدا خواہ بالغ ہو یا نابالغ، عورت کے پیچھے درست نہیں۔

(۳) خنثیٰ کی (اقتدا) خنثیٰ کے پیچھے درست نہیں۔ خنثیٰ اس کو کہتے ہیں جس میں مرد اور عورت ہونے کی علامات ایسی متعارض ہوں کہ نہ اس کا مرد ہونا تحقیق ہو، نہ عورت ہونا اور ایسی مخلوق شاذ و نادر ہوتی ہے۔

(۴) طاہر کی اقتدا معذور کے پیچھے، مثلاً: وہ شخص کہ جس کو سلسل بول وغیرہ کی شکایت ہو، درست نہیں۔

---

[۱] مثانے کی بیماری جس میں پیشاب بار بار قطرہ قطرہ کر کے آتا ہے۔ [۲] عورت کی اقتدا عورت کے پیچھے درست ہے مگر کراہت کے ساتھ۔

(۵) ایک عذر والے کی اقتدا دو عذر والے کے پیچھے درست نہیں، مثلاً: کسی کو صرف خروج ریح کا مرض ہو اور وہ ایسے شخص کی اقتدا کرے جس کو خروج ریح اور سلسل بول دو بیماریاں ہوں۔

(۶) ایک طرح کے عذر والے کی اقتدا دوسری طرح کے عذر والے کے پیچھے درست نہیں، مثلاً: سلسل بول والا ایسے شخص کی اقتدا کرے جس کو نکسیر بہنے کی شکایت ہو۔

(۷) قاری کی اقتدا امی کے پیچھے درست نہیں۔ قاری وہ کہلاتا ہے جس کو اتنا قرآن صحیح یاد ہو جس سے نماز ہو جاتی ہے اور امی وہ جس کو اتنا بھی یاد نہ ہو۔

(۸) امی کی اقتدا امی کے پیچھے جب کہ مقتدیوں میں کوئی قاری موجود ہو درست نہیں، کیوں کہ اس صورت میں اس امام امی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لیے کہ ممکن تھا کہ وہ اس قاری کو امام کر دیتا اور اس کی قراءت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہو جاتی ہے اور جب امام کی نماز فاسد ہوگئی تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی جن میں وہ امی مقتدی بھی ہے۔

(۹) جس شخص کا جسم جس قدر ڈھانکنا فرض ہے چھپا ہوا ہو اس کی اقتدا برہنہ کے پیچھے درست نہیں۔

(۱۰) رکوع سجود کرنے والے کی اقتدا ان دونوں سے عاجز کے پیچھے درست نہیں اور اگر کوئی شخص صرف سجدے سے عاجز ہو اس کے پیچھے بھی اقتدا درست نہیں۔

(۱۱) فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں۔

(۱۲) جس شخص سے صاف حروف نہ ادا ہو سکتے ہوں، مثلاً: سین (س) کو ثے (ث) یا رے (ر) کو غین (غ) پڑھتا ہو یا کسی اور حرف میں ایسا ہی تبدل تغیر ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں۔ ہاں اگر پوری قراءت میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہو جائے تو اقتدا صحیح ہو جائے گی۔

یہ دس (۱۰) شرطیں جو ہم نے جماعت کے صحیح ہونے کی بیان کیں، اگر ان میں سے کوئی شرط کسی مقتدی میں نہ پائی جائے گی تو اس کی اقتدا صحیح نہ ہوگی۔ جب کسی مقتدی کی اقتدا صحیح نہ ہوگی تو اس کی وہ نماز بھی نہ ہوگی جس کو اس نے اقتدا کی حالت میں ادا کیا ہے۔

تمرین

سوال①: جماعت کے واجب ہونے کی کتنی شرطیں ہیں ذکر کریں؟

سوال②: جماعت چھوڑنے کے اعذار کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں بیان کریں؟

سوال③: جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں مختصراً ذکر کریں؟

سوال④: شرط⑩ مقتدی کی حالت امام سے کم یا برابر ہونا، اس کی پانچ (۵) مثالیں بیان کریں۔

سوال⑤: جب مقتدی امام سے زیادہ ہو تو نماز کا کیا حکم ہے، اس کی چھ (۶) مثالیں بیان کریں۔

جماعت کے احکام

مسئلہ: جماعت جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں شرط ہے، یعنی یہ نمازیں تنہا صحیح نہیں ہوتیں۔ پنج وقتی نمازوں میں واجب ہے بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو اور تراویح میں سنت مؤکدہ ہے، اگرچہ ایک قرآن مجید جماعت سے ختم ہو چکا ہو اور اسی طرح نماز کسوف (سورج گرہن) کے لیے اور رمضان کے وتر میں مستحب ہے اور سوائے رمضان کے اور کسی زمانے کے وتر میں مکروہ تنزیہی ہے، یعنی جب کہ پابندی کی جائے اور اگر پابندی نہ کی جائے بل کہ کبھی کبھی دو تین آدمی جماعت سے پڑھ لیں تو مکروہ نہیں اور نماز خسوف (چاند گرہن) میں اور تمام نوافل میں جب کہ نوافل اس اہتمام سے ادا کی جائیں جس اہتمام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہے، یعنی اذان واقامت کے ساتھ یا اور کسی طریقے سے لوگوں کو جمع کر کے تو جماعت مکروہ تحریمی ہے، ہاں اگر بغیر اذان واقامت کے اور بغیر بلائے ہوئے دو تین آدمی جمع ہو کر کسی نفل کو جماعت سے پڑھ لیں تو کوئی مضائقہ نہیں اور پھر بھی پابندی نہ کریں۔

دوسری جماعت کا حکم

اور اسی طرح ان چار شرطوں سے ہر فرض کی دوسری جماعت مسجد میں مکروہ تحریمی ہے:

(۱) مسجد محلے کی ہو اور عام راہ گزر پر نہ ہو اور محلے کی مسجد کی تعریف یہ ہے کہ وہاں کا امام اور نمازی معین ہوں۔

(۲) پہلی جماعت بلند آواز سے اذان واقامت کہہ کر پڑھی گئی ہو۔

(۳) پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں رہتے ہوں اور جن کو اس مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے۔

(۴) دوسری جماعت اسی ہیئت اور اہتمام سے ادا کی جائے جس ہیئت اور اہتمام سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے اور یہ چوتھی شرط صرف امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے نزدیک ہے اور امام صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے نزدیک ہیئت بدل دینے پر بھی کراہت رہتی ہے۔

پس اگر دوسری جماعت مسجد میں نہ ادا کی جائے بل کہ گھر میں ادا کی جائے تو مکروہ نہیں، اسی طرح اگر کوئی شرط ان چار شرطوں میں سے نہ پائی جائے، مثلاً: مسجد عام راہ گزر پر ہو، محلے کی نہ ہو جس کے معنی اوپر معلوم ہو چکے تو اس

میں دوسری بل کہ تیسری چوتھی جماعت بھی مکروہ نہیں یا پہلی جماعت بلند آواز سے اذان اور اقامت کہہ کر نہ پڑھی گئی ہوتو دوسری جماعت مکروہ نہیں یا پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں نہیں رہتے، نہ ان کو مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے یا بقول امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے دوسری جماعت اس ہیئت سے ادا نہ کی جائے جس ہیئت سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے. جس جگہ پہلی جماعت کا امام کھڑا ہوا تھا دوسری جماعت کا امام وہاں سے ہٹ کر کھڑا ہوتو ہیئت بدل جائے گی اور امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے نزدیک جماعت مکروہ نہ ہوگی۔

تنبیہ: ہر چند کہ بعض لوگوں کا عمل امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے قول پر ہے لیکن امام صاحب (امام ابوحنیفہ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی) کا قول دلیل سے بھی قوی ہے اور اس وقت دینی کاموں میں خصوصاً جماعت کے بارے میں جو سستی اور کاہلی ہورہی ہے اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ باوجود ہیئت تبدیل ہوجانے کے دوسری جماعت کرانے پر کراہت کا فتویٰ دیا جائے، ورنہ لوگ قصداً جماعت اُولیٰ کو ترک کریں گے اس خیال سے کہ ہم اپنی دوسری جماعت کرلیں گے۔

تمرین

سوال ①: جماعت کن نمازوں میں شرط ہے اور کن میں نہیں؟

سوال ②: دوسری جماعت مسجد میں کب مکروہ ہے؟

مقتدی اور امام کے متعلق ستائیس (۲۷) مسائل

امامت کے مستحق شخص:

مسئلہ (۱): مقتدیوں کو چاہیے کہ تمام حاضرین میں امامت کے لائق جس میں اچھے اوصاف زیادہ ہوں اس کو امام بنائیں اور اگر کئی شخص ایسے ہوں جو امامت کی لیاقت میں برابر ہوں تو غلبہ رائے پر عمل کریں، یعنی جس شخص کی طرف زیادہ لوگوں کی رائے ہو اس کو امام بنائیں۔ اگر کسی ایسے شخص کے ہوتے ہوئے جو امامت کے زیادہ لائق ہے کسی ایسے شخص کو امام کردیں گے جو اس سے کم لیاقت رکھتا ہے تو ترکِ سنت کی خرابی میں مبتلا ہوں گے۔

مسئلہ (۲): (۱) سب سے زیادہ استحقاقِ امامت اس شخص کو ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو، بشرطیکہ ظاہراً اس میں کوئی فسق وغیرہ کی بات نہ ہو اور جس قدر قراءت مسنون ہے اسے یاد ہو اور قرآن صحیح پڑھتا ہو (۲) پھر وہ شخص جو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو یعنی قراءت کے قواعد کے موافق (۳) پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو (۴) پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ عمر رکھتا ہو (۵) پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خلیق ہو (۶) پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خوب صورت ہو (۷) پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ شریف ہو (۸) پھر وہ جس کی آواز سب سے عمدہ ہو (۹) پھر وہ شخص جو عمدہ لباس پہنے ہو (۱۰) پھر وہ شخص جس کا سر سب سے بڑا ہو مگر تناسب کے ساتھ (۱۱) پھر وہ شخص جو مقیم ہو بہ نسبت مسافروں کے (۱۲) پھر وہ شخص جس نے حدثِ اصغر سے تیمم کیا ہو بہ نسبت اس کے جس نے حدثِ اکبر سے تیمم کیا ہو، بعض کے نزدیک حدثِ اکبر سے تیمم کرنے والا مقدم ہے (۱۳) اور جس شخص میں دو وصف پائے جائیں وہ زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جس میں ایک ہی وصف پایا جاتا ہو، مثلاً: وہ شخص جو نماز کے مسائل بھی جانتا ہو اور قرآن مجید بھی اچھا پڑھتا ہو زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جو صرف نماز کے مسائل جانتا ہو اور قرآن مجید اچھا نہ پڑھتا ہو۔

مسئلہ (۳): اگر کسی کے گھر میں جماعت کی جائے تو صاحب خانہ امامت کے لیے زیادہ مستحق ہے۔ اس کے بعد وہ شخص جس کو وہ امام بنادے۔ ہاں اگر صاحب خانہ بالکل جاہل ہو اور دوسرے لوگ مسائل سے واقف ہوں تو پھر ان ہی کو استحقاق ہوگا۔

مسئلہ (۴): جس مسجد میں کوئی امام مقرر ہو اس مسجد میں اس کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں، ہاں اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنادے تو پھر مضائقہ نہیں۔

مسئلہ (۵): قاضی، یعنی حاکمِ شرع یا بادشاہِ اسلام کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔

مندرجہ ذیل افراد کی امامت مکروہ ہے:

مسئلہ (۶): قوم کی رضامندی کے بغیر امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے، ہاں اگر وہ شخص سب سے زیادہ استحقاقِ امامت رکھتا ہو، یعنی امامت کے اوصاف اس کے برابر کسی میں نہ پائے جائیں تو پھر اس کے اوپر کوئی کراہت نہیں بل کہ جو اس کی امامت سے ناراض ہو وہی غلطی پر ہے۔

مسئلہ (۷): فاسق اور بدعتی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، ہاں اگر خدانخواستہ ایسے لوگوں کے سوا کوئی دوسرا شخص وہاں موجود نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں، اسی طرح اگر بدعتی وفاسق زوردار ہوں کہ اُن کے معزول کرنے پر قدرت نہ ہو یا فتنۂ عظیم برپا ہوتا ہو تو بھی مقتدیوں پر کراہت نہیں۔

مسئلہ (۸): گاؤں کے رہنے والے کا اور نابینا کا جو پاکی ناپاکی کی احتیاط نہ رکھتا ہو یا ایسے شخص کا جسے رات کو کم نظر آتا ہو اور ولدالزنا یعنی حرامی کا امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے، ہاں اگر یہ لوگ صاحب علم وفضل ہوں اور لوگوں کو ان کا امام بنانا ناگوار نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ اسی طرح کسی ایسے حسین نوجوان کو امام بنانا جس کی ڈاڑھی نہ نکلی ہو اور بے عقل کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔

شافعی المسلک امام کی اقتدا:

مسئلہ (۹): نماز کے فرائض اور واجبات میں تمام مقتدیوں کو امام کی موافقت کرنا واجب ہے، ہاں سُنن وغیرہ میں موافقت کرنا واجب نہیں۔ پس اگر امام شافعی المذہب ہو اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھوں کو اٹھائے تو حنفی مقتدیوں کو ہاتھوں کا اٹھانا ضروری نہیں، اس لیے کہ ہاتھوں کا اٹھانا ان کے نزدیک بھی سنت ہے، اسی طرح فجر کی نماز میں شافعی المذہب قنوت پڑھے گا تو حنفی مقتدیوں کو ضروری نہیں، ہاں وتر میں البتہ چوں کہ قنوت پڑھنا واجب ہے، لہٰذا اگر شافعی امام اپنے مذہب کے موافق رکوع کے بعد پڑھے تو حنفی مقتدیوں کو بھی رکوع کے بعد پڑھنا چاہیے۔

جماعت میں مقتدیوں کی رعایت:

مسئلہ (۱۰): امام کو نماز میں زیادہ بڑی بڑی سورتیں پڑھنا جو مقدارِ مسنون سے بھی زیادہ ہوں یا رکوع سجدے وغیرہ میں بہت زیادہ دیر تک رہنا مکروہِ تحریمی ہے بل کہ امام کو چاہیے کہ اپنے مقتدیوں کی حاجت اور ضرورت اور ضعف وغیرہ کا خیال رکھے جو سب میں زیادہ صاحبِ ضرورت ہو اس کی رعایت کرکے قراءت وغیرہ کرے بل کہ زیادہ ضرورت کے وقت مقدارِ مسنون سے بھی کم قراءت کرنا بہتر ہے، تاکہ لوگوں کو حرج نہ ہو جو قلتِ جماعت کا سبب ہو جائے۔

صف بندی کا طریقہ:

مسئلہ (۱۱): اگر ایک ہی مقتدی ہو اور مرد ہو یا نابالغ لڑکا تو اس کو امام کے داہنی جانب امام کے برابر یا کچھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہیے، اگر بائیں جانب امام کے پیچھے کھڑا ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ (۱۲): اور اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہوں تو ان کو امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑا ہونا چاہیے۔ اگر امام کے دائیں بائیں جانب کھڑے ہوں اور دو ہوں (اور امام آگے نہ ہو) تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دو سے زیادہ ہوں تو مکروہ تحریمی ہے، اس لیے کہ جب دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کا آگے کھڑا ہونا واجب ہے۔

مسئلہ (۱۳): اگر نماز شروع کرتے وقت ایک ہی مرد مقتدی تھا اور وہ امام کے داہنے جانب کھڑا ہوا اس کے بعد اور مقتدی آگئے تو پہلے مقتدی کو چاہیے پیچھے ہٹ آئے، تاکہ سب مقتدی مل کر امام کے پیچھے کھڑے ہوں، اگر وہ نہ ہٹے تو ان مقتدیوں کو چاہیے کہ اس کو کھینچ لیں اور اگر نادانستگی سے وہ مقتدی امام کے داہنے یا بائیں جانب کھڑے ہو جائیں پہلے مقتدی کو پیچھے نہ ہٹائیں تو امام کو چاہیے کہ وہ آگے بڑھ جائے، تاکہ وہ مقتدی سب مل جائیں اور امام کے پیچھے ہو جائیں، اسی طرح اگر پیچھے ہٹنے کی جگہ نہ ہو تب بھی امام ہی کو چاہیے کہ آگے بڑھ جائے لیکن اگر مقتدی مسائل سے ناواقف ہوں جیسا ہمارے زمانے میں غالب ہے تو اس کو ہٹانا مناسب نہیں کبھی کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھے جس سے نماز ہی غارت ہو۔

مسئلہ (۱۴): اگر مقتدی عورت ہو یا نابالغ لڑکی تو اس کو چاہیے کہ امام کے پیچھے کھڑی ہو خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد۔[1]

---

[1] جب کسی کی جماعت نکل جائے تو چاہیے کہ اپنے گھر میں بیوی بچوں وغیرہ کے ساتھ مل کر جماعت کرلے۔

مسئلہ (۱۵): اگر مقتدیوں میں مختلف قسم کے لوگ ہوں کچھ مرد، کچھ عورت، کچھ نابالغ تو امام کو چاہیے کہ اس ترتیب سے اُن کی صفیں قائم کرے: پہلے مردوں کی صفیں، پھر نابالغ لڑکوں کی، پھر بالغ عورتوں کی، پھر نابالغ لڑکیوں کی۔

مسئلہ (۱۶): امام کو چاہیے کہ صفیں سیدھی کرے، یعنی صف میں لوگوں کو آگے پیچھے ہونے سے منع کرے، سب کو برابر کھڑے ہونے کا حکم دے۔ صف میں ایک کو دوسرے سے مل کر کھڑا ہونا چاہیے درمیان میں خالی جگہ نہ رہنا چاہیے۔

مسئلہ (۱۷): تنہا ایک شخص کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے بل کہ ایسی حالت میں چاہیے کہ اگلی صف سے کسی آدمی کو کھینچ کر اپنے ہمراہ کھڑا کر لے لیکن کھینچنے میں اگر احتمال ہو کہ وہ اپنی نماز خراب کرلے گا یا بُرا مانے گا تو جانے دے۔

مسئلہ (۱۸): پہلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے، ہاں جب صف پوری ہو جائے تب دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہیے۔

نامحرم عورتوں کی امامت:

مسئلہ (۱۹): مرد کو صرف عورتوں کی امامت کرنا ایسی جگہ مکروہ تحریمی ہے جہاں کوئی مرد نہ ہو، نہ کوئی محرم عورت جیسے اس کی بیوی یا ماں بہن وغیرہ، ہاں اگر کوئی مرد یا محرم عورت موجود ہو تو پھر مکروہ نہیں۔

مسائلِ سُترہ:

مسئلہ (۲۰): امام کو یا منفرد کو جب کہ وہ گھر یا میدان میں نماز پڑھتا ہو مستحب ہے کہ اپنی ابرو کے سامنے خواہ داہنی جانب یا بائیں جانب کوئی ایسی چیز کھڑی کر لے جو ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ اونچی اور ایک اُنگلی کے برابر موٹی ہو، ہاں اگر مسجد میں نماز پڑھتا ہو یا ایسے مقام میں جہاں لوگوں کا نمازی کے سامنے سے گزر نہ ہوتا ہو تو اس کی کچھ ضرورت نہیں اور امام کا سُترہ تمام مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے، سُترہ قائم ہو جانے کے بعد سُترے کے آگے سے نکل جانے میں کچھ گناہ نہیں، لیکن اگر سترے کے اندر سے کوئی شخص نکلے گا تو گناہ گار ہوگا۔

لاحق اور مسبوق کے مسائل:

مسئلہ (۲۱): ''لاحق'' وہ مقتدی ہے جس کی کچھ رکعتیں یا سب رکعتیں جماعت میں شریک ہونے کے بعد جاتی رہیں خواہ

عذر کی وجہ سے، مثلاً: نماز میں سو جائے اور اس درمیان میں کوئی رکعت جاتی رہی یا لوگوں کی کثرت کی وجہ سے رکوع سجدے وغیرہ نہ کر سکے یا وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنے کے لیے جائے اور اس درمیان میں اس کی رکعتیں جاتی رہیں[1] یا بے عذر جاتی رہیں، مثلاً: امام سے پہلے کسی رکعت کا رکوع سجدہ کر لے اور اس وجہ سے اس کی رکعت کالعدم سمجھی جائے تو اس رکعت کے اعتبار سے وہ لاحق سمجھا جائے گا۔ پس لاحق کو واجب ہے کہ پہلے اپنی اُن رکعتوں کو ادا کرے جو اس کی جاتی رہی ہیں۔ ان کے ادا کرنے کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے۔

مسئلہ (۲۲): لاحق اپنی گئی ہوئی رکعتوں میں بھی مقتدی سمجھا جائے گا، یعنی جیسے مقتدی قراءت نہیں کرتا ویسے ہی لاحق بھی قراءت نہ کرے بل کہ سکوت کیے ہوئے کھڑا رہے اور جیسے مقتدی کو اگر سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہوتی ویسے ہی لاحق کو بھی۔

مسئلہ (۲۳): مسبوق، یعنی جس کی ایک دو رکعت رہ گئی ہو اُس کو چاہیے کہ پہلے امام کے ساتھ شریک ہو کر جس قدر نماز باقی ہو جماعت سے ادا کرے، امام کی نماز ختم ہونے کے بعد کھڑا ہو جائے اور اپنی گئی ہوئی رکعتوں کو ادا کرے۔

مسئلہ (۲۴): مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں منفرد کی طرح قراءت کیساتھ ادا کرنا چاہیے اور اگر ان رکعتوں میں کوئی سہو ہو جائے تو اس کو سجدہ سہو بھی کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ (۲۵): مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرنا چاہیے کہ پہلے قراءت والی پھر بے قراءت کی اور جو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے اُن کے حساب سے قعدہ کرے، یعنی اُن رکعتوں کے حساب سے جو دوسری ہو اس میں پہلا قعدہ کرے اور جو تیسری رکعت ہو اور نماز تین رکعت والی ہو تو اس میں اخیر قعدہ کرے وعلیٰ ہذا القیاس۔

مثال: ظہر کی نماز میں تین رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہوا، اُس کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیر دینے کے بعد کھڑا ہو جائے اور گئی ہوئی تین رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرے: پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سُورت ملا کر رکوع سجدہ کر کے پہلا قعدہ کرے، اس لیے کہ یہ رکعت اس میں ملی ہوئی رکعت کے حساب سے دوسری ہے پھر دوسری رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے اور اس کے بعد قعدہ نہ کرے، اس لیے کہ یہ رکعت اس میں ملی ہوئی رکعت کے حساب سے تیسری ہے پھر تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت نہ ملائے کیوں کہ یہ رکعت قراءت کی نہ تھی اور اس میں قعدہ کرے کہ یہ قعدہ اخیرہ ہے۔

---

[1] نمازِ خوف میں پہلا گروہ لاحق ہے، اسی طرح جو مقیم مسافر کی اقتدا کرے اور مسافر قصر کرے تو وہ مقیم بعد امام کے نماز ختم کرنے کے لاحق ہے۔

مسئلہ (۲۶): اگر کوئی شخص لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی، مثلاً: کچھ رکعتیں ہو جانے کے بعد شریک ہوا ہو اور شرکت کے بعد پھر کچھ رکعتیں اس کی چلی جائیں تو اس کو چاہیے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو شرکت کے بعد گئی ہیں جن میں وہ لاحق ہے مگران کے ادا کرنے میں اپنے کو ایسا سمجھے جیسا وہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے، یعنی قراءت نہ کرے اور امام کی ترتیب کا لحاظ رکھے، اس کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو اس میں شریک ہو جائے، ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے، اس کے بعد اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جن میں مسبوق ہے۔

مثال: عصر کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہوا اور شریک ہونے کے بعد ہی اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے گیا، اس درمیان میں نماز ختم ہوگئی تو اس کو چاہیے کہ پہلے ان تینوں رکعتوں کو ادا کرے جو شریک ہونے کے بعد گئی ہیں پھر اس رکعت کو جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور ان تینوں رکعتوں کو مقتدی کی طرح ادا کرے، یعنی قرأت نہ کرے اور ان تین کی پہلی رکعت میں قعدہ کرے، اس لیے کہ یہ امام کی دوسری رکعت ہے اور امام نے اس میں قعدہ کیا تھا پھر دوسری رکعت میں قعدہ نہ کرے، اس لیے کہ یہ امام کی تیسری رکعت ہے پھر تیسری رکعت میں قعدہ کرے، اس لیے کہ یہ امام کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں امام نے قعدہ کیا تھا پھر اس رکعت کو ادا کرے جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور اس میں بھی قعدہ کرے، اس لیے کہ یہ اس کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں اس کو قراءت بھی کرنا ہوگی، اس لیے کہ اس رکعت میں وہ مسبوق ہے اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے۔

امام کی پیروی:

مسئلہ (۲۷): مقتدیوں کو ہر رکن کا امام کے ساتھ ہی بلا تاخیر ادا کرنا سُنت ہے۔ تحریمہ بھی امام کے تحریمے کے ساتھ کریں، رکوع بھی امام کے ساتھ، قومہ بھی اس کے قومے کے ساتھ، سجدہ بھی اس کے سجدے کے ساتھ۔ غرض یہ کہ ہر فعل اس کے ہر فعل کے ساتھ۔ ہاں اگر قعدۂ اولیٰ میں امام مقتدی کے ''اَلتَّحِیَّات'' تمام کرنے سے پہلے کھڑا ہو جائے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ ''اَلتَّحِیَّات'' تمام کر کے کھڑے ہوں اسی طرح قعدۂ اخیرہ میں اگر امام مقتدی کے ''اَلتَّحِیَّات'' تمام کرنے سے پہلے سلام پھیر دے تو مقتدی کو چاہیے کہ ''اَلتَّحِیَّات'' تمام کر کے سلام پھیریں۔ ہاں رکوع سجدہ وغیرہ میں اگر مقتدیوں نے تسبیح نہ پڑھی ہو[1] تو بھی امام کے ساتھ ہی کھڑا ہونا چاہیے۔

[1] اور امام رکوع یا سجدہ سے اٹھ جائے۔

تمرین

سوال①: امامت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟

سوال②: وہ مسجد جس کا امام مقرر ہو یا کسی کے گھر میں جماعت کی جائے تو امامت کا مستحق کون شخص ہوگا؟

سوال③: کیا بدعتی اور فاسق کو امام بنانا جائز ہے؟

سوال④: گاؤں کے رہنے والے اور نابینا کو امام بنانا کیسا ہے؟

سوال⑤: امام کو نماز میں لمبی سورتیں پڑھنا چاہیے یا مختصر؟

سوال⑥: مقتدی اگر ایک ہو تو اس کو امام کے کس طرف کھڑا ہونا چاہیے؟

سوال⑦: سُترہ رکھنا فرض ہے یا واجب یا مستحب اور سُترہ کیسے اور کب رکھنا چاہیے؟

سوال⑧: مقتدی کو امام کی موافقت کن چیزوں میں واجب ہے؟

سوال⑨: لاحق اور مسبوق کس کو کہتے ہیں اور یہ اپنی گئی ہوئی رکعتیں کس طرح ادا کریں گے؟

سوال⑩: کیا کوئی شخص لاحق و مسبوق دونوں ہو سکتا ہے، مثال سے واضح کریں؟

جماعت میں شامل ہونے نہ ہونے کے گیارہ (۱۱) مسائل

مسئلہ (۱): اگر کوئی شخص اپنے محلے یا مکان کے قریب مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ وہاں جماعت ہوچکی ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں بتلاش جماعت[1] جائے اور یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے گھر میں واپس آ کر گھر کے آدمیوں کو جمع کر کے جماعت کرے۔

مسئلہ (۲): اگر کوئی شخص اپنے گھر میں فرض نماز تنہا پڑھ چکا ہو اس کے بعد دیکھے کہ وہی فرض جماعت سے ہو رہا ہے تو اس کو چاہیے کہ جماعت میں شریک ہو جائے بشرط یہ کہ ظہر، عشا کا وقت ہو اور فجر، عصر، مغرب کے وقت شریک جماعت نہ ہو، اس لیے کہ فجر، عصر کی نماز کے بعد نفل نماز مکروہ ہے اور مغرب کے وقت اس لیے کہ یہ دوسری نماز نفل ہوگی اور نفل میں تین رکعت منقول نہیں۔

مسئلہ (۳): اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اسی حالت میں فرض جماعت سے ہونے لگے تو اگر وہ فرض دو رکعت والا ہے جیسے فجر کی نماز تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو اس نماز کو قطع کر (توڑ) دے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا ہو اور دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو بھی قطع کر دے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو دونوں رکعت پوری کر لے اور اگر وہ فرض تین رکعت والا ہو جیسے مغرب تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو اپنی نماز پوری کر لے اور بعد میں جماعت کے اندر شریک نہ ہو، کیوں کہ نفل تین رکعت کے ساتھ جائز نہیں اور اگر وہ فرض چار رکعت والا ہو جیسے ظہر، عصر و عشا تو اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو دو رکعت پر ''التحیات'' وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے اور جماعت میں مل جائے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی ہو اور اس کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو پوری کر لے اور جن صورتوں میں نماز پوری کر لی جائے ان میں سے مغرب اور فجر اور عصر میں تو دوبارہ شریک جماعت نہ ہو اور ظہر اور عشا میں شریک ہو جائے اور جن صورتوں میں قطع کرنا ہو کھڑے کھڑے ایک سلام پھیر دے۔

---

[1] یعنی جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے۔

مسئلہ (۴): اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کر چکا ہو اور فرض جماعت سے ہونے لگے تو نفل نماز کو نہ توڑے بل کہ اس کو چاہیے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اگر چہ چار رکعت کی نیت کی ہو۔

مسئلہ (۵): ظہر اور جمعہ کی سُنت مؤکدہ اگر شروع کر چکا ہو اور فرض ہونے لگے تو ظاہر مذہب یہ ہے کہ دو رکعت پر سلام پھیر کر شریکِ جماعت ہو جائے اور بہت سے فقہا کے نزدیک راجح یہ ہے کہ چار رکعت پوری کر لے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی تو اب چار کا پورا کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ (۶): اگر فرض نماز ہو رہی ہو تو پھر سنت وغیرہ نہ شروع کی جائے بشرطیکہ کسی رکعت کے چلے جانے کا خوف ہو، ہاں اگر یقین یا گمان غالب ہو کہ کوئی رکعت نہ جانے پائے گی تو پڑھ لے، مثلاً: ظہر کے وقت جب فرض شروع ہو جائے اور خوف ہو کہ سنت پڑھنے سے کوئی رکعت فرض کی جاتی رہے گی تو پھر سنتیں مؤکدہ جو فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں چھوڑ دے، پھر ظہر اور جمعہ میں فرض کے بعد بہتر یہ ہے کہ بعد والی سنت مؤکدہ اوّل پڑھ کر ان سنتوں کو پڑھ لے مگر فجر کی سنتیں چوں کہ زیادہ مؤکدہ ہیں، لہٰذا ان کے لیے یہ حکم ہے کہ اگر فرض شروع ہو چکا ہو تب بھی ادا کر لی جائیں بشرطیکہ ایک رکعت مل جانے کی اُمید ہو اور اگر ایک رکعت کے ملنے کی بھی اُمید نہ ہو تو پھر نہ پڑھے اور پھر اگر چاہے سورج نکلنے کے بعد پڑھے۔

مسئلہ (۷): اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سنت اگر نماز کے سُنن اور مستحبات وغیرہ کی پابندی سے ادا کی جائے گی تو جماعت نہ ملے گی تو ایسی حالت میں چاہیے کہ صرف فرائض اور واجبات پر اقتصار کرے سُنن وغیرہ کو چھوڑ دے۔

مسئلہ (۸): فرض ہونے کی حالت میں جو سنتیں پڑھی جائیں خواہ فجر کی ہوں یا کسی اور وقت کی وہ ایسے مقام پر پڑھی جائیں جو مسجد سے علاحدہ ہو، اس لیے کہ جہاں فرض نماز ہوتی ہو پھر کوئی دوسری نماز وہاں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو صف سے علاحدہ مسجد کے کسی گوشے میں پڑھ لے۔[1]

مسئلہ (۹): اگر جماعت کا قعدہ مل جائے اور رکعتیں نہ ملیں تب بھی جماعت کا ثواب مل جائے گا۔

مسئلہ (۱۰): جس رکعت کا رکوع امام کے ساتھ مل جائے تو سمجھا جائے گا کہ وہ رکعت مل گئی، اگر رکوع نہ ملے تو پھر اس رکعت کا شمار ملنے میں نہ ہوگا۔

---

[1] یا مسجد کی دیوار یا ستون کی آڑ میں پڑھے۔ صف کے پیچھے بلا حائل پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ فإن لم یکن علی باب المسجد موضع للصلوۃ یصلیھا فی المسجد خلف ساریۃ من سواری المسجد، واشدھا کراھۃ ان یصلیھا مخالطا للصف مخالفا للجماعۃ والذی یلی ذالک خلف الصف من غیر حائل ومثلہ فی النھایۃ والمعراج (رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب ادراک الفریضۃ: ۲ / ۵۱۱، مطبوعہ بیروت)

مسئلہ (۱۱): بعض ناواقف جب مسجد میں آکر امام کو رکوع میں پاتے ہیں تو جلدی کے خیال سے آتے ہی جھک جاتے ہیں اور اسی حالت میں تکبیرِ تحریمہ کہتے ہیں، اُن کی نماز نہیں ہوتی، اس لیے کہ تکبیرِ تحریمہ نماز کی صحت کی شرط ہے اور تکبیرِ تحریمہ کے لیے قیام شرط ہے، جب قیام نہ کیا وہ صحیح نہ ہوئی اور جب وہ صحیح نہ ہوئی تو نماز کیسے صحیح ہوسکتی ہے۔

تمرین

سوال ①: کوئی شخص مسجد میں جماعت نہ پاسکے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

سوال ②: اگر کوئی شخص تنہا فرض نماز پڑھ چکا ہو اور وہی فرض نماز جماعت سے ہونے لگے تو شامل ہونے کا کیا حکم ہے؟

سوال ③: اگر کوئی شخص فرض نماز پڑھ رہا ہو اور وہی فرض نماز جماعت سے شروع ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال ④: اگر نفل شروع کر چکا ہو اور فرض جماعت سے ہونے لگے تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: اگر فرض نماز ہو رہی ہو تو سنت وغیرہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑥: اگر رکوع امام کے ساتھ پالیا تو رکعت پانے والا ہوگا یا نہیں اور جس نے تکبیرِ تحریمہ رکوع میں کہی ہو اس کا کیا حکم ہے؟

امام ومقتدی کی نیت کے چار (۴) مسائل

مسئلہ (۱): مقتدی کو اپنے امام کی اقتدا کی نیت کرنا بھی شرط ہے۔

مسئلہ (۲): امام کو صرف اپنی نماز کی نیت کرنا شرط ہے، امامت کی نیت کرنا شرط نہیں، ہاں اگر کوئی عورت اس کے پیچھے نماز پڑھنا چاہے اور مردوں کے برابر کھڑی ہو اور نماز، جنازہ یا جمعہ یا عیدین کی نہ ہو تو اس کی اقتدا صحیح ہونے کے لیے اس کی امامت کی نیت کرنا شرط ہے اور اگر مردوں کے برابر نہ کھڑی ہو یا نماز، جنازہ یا جمعہ یا عیدین کی ہو تو پھر شرط نہیں۔

مسئلہ (۳): مقتدی کو امام کی تعیین شرط نہیں کہ وہ زید ہے یا عمر بل کہ صرف اسی قدر نیت کافی ہے کہ میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں، ہاں اگر نام لے کر تعیین کرلے گا اور پھر اس کے خلاف ظاہر ہوگا تو اس کی نماز نہ ہوگی، مثلاً: کسی شخص نے یہ نیت کی ''میں زید کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں'' حالاں کہ جس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے وہ خالد ہے تو اس (مقتدی) کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ (۴): جنازے کی نماز میں یہ نیت کرنا چاہیے کہ میں یہ نماز اللہ تعالیٰ کی خوش نودی اور اس میت کی دعا کے لیے پڑھتا ہوں اور اگر مقتدی کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ میت مرد ہے یا عورت تو اُس کو یہ نیت کرلینا کافی ہے کہ میرا امام جس کی نماز پڑھتا ہے اُس کی میں بھی پڑھتا ہوں۔ بعض علما کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ فرض اور واجب نمازوں کے سوا اور نمازوں میں صرف نماز کی نیت کافی ہے، اس تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ نماز سنت ہے یا مستحب اور سنت فجر کے وقت کی ہے یا ظہر کے وقت کی یا یہ سنت تہجد ہے یا تراویح یا کسوف یا خسوف مگر راجح یہ ہے کہ تخصیص کے ساتھ نیت کرے۔

باب مفسدات الصلوة

مفسداتِ نماز کا بیان

نماز توڑ دینے والی سولہ(۱۶) چیزوں کا بیان

مسئلہ(۱): قصداً یا بھولے سے نماز میں بول اٹھا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ(۲): نماز میں ''آہ'' یا ''اُوہ'' یا ''اُف'' یا ''ہائے'' کہے یا زور سے روئے تو نماز ٹوٹ جاتی رہتی ہے، البتہ اگر جنت ودوزخ کو یاد کرنے سے دل بھر آیا اور زور سے آواز یا ''آہ'' یا ''اُف'' وغیرہ بھی نکل جائے تو نماز نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ(۳): بغیر ضرورت کھنکھارنے اور گلا صاف کرنے سے جس سے ایک آدھ حرف بھی پیدا ہو جائے نماز ٹوٹ جاتی ہے، البتہ لاچاری اور مجبوری کے وقت کھنکھارنا درست ہے اور نماز نہیں جاتی۔

مسئلہ(۴): نماز میں چھینک آئی اس پر ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ'' کہا تو نماز نہیں گئی لیکن نہ کہنا چاہیے اور اگر کسی اور کو چھینک آئی اور اس نے نماز ہی میں اس کو ''یَرْحَمُكَ اللّٰہُ'' کہا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ(۵): قرآن شریف میں دیکھ دیکھ کر پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

مسئلہ(۶): نماز میں اتنی مڑ گیا کہ سینہ قبلہ کی طرف سے مڑ گیا تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ(۷): کسی کے سلام کا جواب دیا اور ''وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ'' کہا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ(۸): نماز میں کوئی چیز (باہر سے اٹھا کر) کھالی یا کچھ پی لیا تو نماز ٹوٹ گئی، یہاں تک کہ اگر ایک تل یا دُھرا[1] اٹھا کر کھالے تو بھی نماز ٹوٹ جائے گی۔ البتہ اگر دُھرا وغیرہ کوئی چیز دانتوں میں اٹکی ہوئی تھی اس کو نگل لیا تو اگر چنے سے کم ہو تب تو نماز ہوگئی اور اگر چنے کے برابر یا زیادہ ہو تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ(۹): منہ میں پان دبا ہوا ہے اور اس کی پیک حلق میں جاتی ہے تو نماز نہیں ہوئی۔

مسئلہ(۱۰): کوئی میٹھی چیز کھائی، پھر کلی کر کے نماز پڑھنے لگا لیکن منہ میں اس کا ذائقہ کچھ باقی ہے اور تھوک کے ساتھ حلق میں جاتا ہے تو نماز صحیح ہے۔

---

[1] چھالیہ کا ٹکڑا۔

مسئلہ (۱۱): نماز میں کوئی خوش خبری سنی اور اس پر "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہہ دیا یا کسی کی موت کی خبر سنی اس پر "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ (۱۲): کوئی لڑکا وغیرہ گر پڑا اس کے گرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ کہہ دیا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ (۱۳): نمازی کے سامنے سے اگر کوئی چلا جائے یا کتا، بلی، بکری وغیرہ کوئی جانور نکل جائے تو نماز نہیں ٹوٹی، لیکن سامنے سے جانے والے آدمی کو بڑا گناہ ہوگا۔ اس لیے ایسی جگہ نماز پڑھنا چاہیے جہاں آگے سے کوئی نہ نکلے اور پھرنے چلنے میں لوگوں کو تکلیف نہ ہو اور اگر ایسی الگ جگہ کوئی نہ ہو تو اپنے سامنے کوئی لکڑی گاڑ لے جو کم سے کم ایک ہاتھ لمبی اور ایک انگل موٹی ہو اور اس لکڑی کے پاس کھڑا ہو اور اس کو بالکل ناک کے سامنے نہ رکھے بل کہ داہنی یا بائیں آنکھ کے سامنے رکھے۔ اگر کوئی لکڑی نہ گاڑے تو اتنی ہی اونچی کوئی اور چیز سامنے رکھ لے جیسے مونڈھا[1] تو اب سامنے سے جانا درست ہے کچھ گناہ نہ ہوگا۔

مسئلہ (۱۴): کسی ضرورت کی وجہ سے اگر قبلہ کی طرف ایک آدھ قدم آگے بڑھ گیا یا پیچھے ہٹ آیا لیکن سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھرا تو نماز درست ہوگئی لیکن اگر سجدہ کی جگہ سے آگے بڑھ جائے گا تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ (۱۵): اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے وقت (لفظ) اللّٰہ کے الف کو بڑھا دیا اور آللّٰهُ اَكْبَرُ کہا یا اَكْبَرُ کے الف کو بڑھا کر اَللّٰهُ آكْبَرُ کہا تو نماز ٹوٹ جائے گی، اسی طرح اگر اَكْبَرُ کی بے (ب) کو بڑھا کر پڑھا اور اَللّٰهُ اَكْبَار کہا تو بھی نماز جاتی رہے گی۔

مسئلہ (۱۶): کسی خط یا کسی کتاب پر نظر پڑی اور اس کو اپنی زبان سے نہیں پڑھا لیکن دل ہی دل میں مطلب سمجھ گیا تو نماز نہیں ٹوٹی، البتہ اگر زبان سے پڑھ لے تو نماز جاتی رہے گی۔

[1] سرکنڈوں اور مونج کی بنی ہوئی کرسی۔

تمرین

سوال①: جن چیزوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے ان کو اختصار کے ساتھ بیان کریں۔

سوال②: اگر نماز کے دوران کسی کتاب یا خط پر نظر پڑی تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال③: اگر نمازی کے سامنے سے کوئی گزر جائے تو اس کا کیا حکم ہے اور نمازی کو اس سے بچنے کی کیا تدبیر اختیار کرنی چاہیے؟

سوال④: کسی ضرورت سے قبلہ کی طرف آگے بڑھنے کی کون سی صورت میں نماز درست ہوگی؟

سوال⑤: اگر جنت اور دوزخ کو یاد کرنے پر رونے سے آواز پیدا ہوئی تو کیا نماز ٹوٹ جائے گی؟

(۳۶) چیزیں جو نماز میں مکروہ اور منع ہیں، ان کا بیان

مکروہ کی تعریف:

مسئلہ (۱): مکروہ وہ چیز ہے جس سے نماز نہیں ٹوٹتی لیکن ثواب کم ہو جاتا ہے اور گناہ ہو جاتا ہے۔

کیا کیا چیزیں مکروہ ہیں؟

مسئلہ (۲): اپنے کپڑے یا بدن سے کھیلنا، کنکریوں کو ہٹانا مکروہ ہے، البتہ اگر کنکریوں کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو ایک دو مرتبہ ہاتھ سے برابر کر دینا اور ہٹا دینا درست ہے۔

مسئلہ (۳): نماز میں انگلیاں چٹخانا اور کولہے پر ہاتھ رکھنا اور داہنے بائیں منہ موڑ کے دیکھنا، یہ سب مکروہ ہے، البتہ اگر کن انکھیوں سے کچھ دیکھے اور گردن نہ پھیرے تو ویسا مکروہ تو نہیں ہے لیکن بلاضرورتِ شدیدہ ایسا کرنا بھی اچھا نہیں ہے۔

مسئلہ (۴): نماز میں دونوں پیر کھڑے رکھ کر بیٹھنا یا چوزانو بیٹھنا یا کتے کی طرح بیٹھنا یہ سب مکروہ ہے، ہاں دکھ بیماری کی وجہ سے جس طرح بیٹھنے کا حکم ہے اُس طرح نہ بیٹھ سکے تو جس طرح بیٹھ سکے بیٹھے، اس وقت کچھ مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ (۵): سلام کے جواب میں ہاتھ اٹھانا اور ہاتھ سے سلام کا جواب دینا مکروہ ہے اور اگر زبان سے جواب دیا تو نماز ٹوٹ گئی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔

مسئلہ (۶): نماز میں اِدھر اُدھر سے اپنے کپڑے کو سمیٹنا سنبھالنا کہ مٹی سے نہ بھرنے پائے[۱] مکروہ ہے۔

مسئلہ (۷): جس جگہ یہ ڈر ہو کہ کوئی نماز میں ہنسا دے گا یا خیال بٹ جائے گا اور نماز میں بھول چوک ہو جائے گی ایسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۸): اگر کوئی آگے بیٹھا باتیں کر رہا ہو یا کسی اور کام میں لگا ہو تو اس کے پیچھے اس کی پیٹھ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے، لیکن اگر بیٹھنے والے کو اس سے تکلیف نہ ہو اور وہ اس رک جانے سے گھبرائے تو ایسی حالت میں کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھے یا وہ اتنے زور زور سے باتیں کرتا ہو کہ نماز میں بھول جانے کا ڈر ہے تو وہاں

[۱] یعنی مٹی نہ لگے۔

نماز نہ پڑھنا چاہیے، مکروہ ہے اور کسی کے منہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۹): اگر نمازی کے سامنے قرآن شریف یا تلوار لٹکی ہو تو اس کا کچھ حرج نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۰): جس فرش پر تصویریں بنی ہوں اس پر نماز ہو جاتی ہے، لیکن تصویر پر سجدہ نہ کرے اور تصویر دار جائے نماز رکھنا مکروہ ہے اور تصویر کا گھر میں رکھنا بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ (۱۱): اگر تصویر سر کے اوپر ہو یعنی چھت میں یا چھت گیری[1] میں تصویر بنی ہوئی ہو یا آگے کی طرف کو ہو یا دائیں طرف یا بائیں طرف ہو تو نماز مکروہ ہے اور اگر پیر کے نیچے ہو تو نماز مکروہ نہیں، لیکن اگر بہت چھوٹی تصویر ہو کہ اگر زمین پر رکھ دو تو کھڑے ہو کر نہ دکھائی دے یا پوری تصویر نہ ہو بل کہ سر کٹا ہوا اور مٹا ہوا ہو تو ان کا کوئی حرج نہیں، ایسی تصویر سے کسی صورت میں نماز مکروہ نہیں ہوتی چاہے جس طرف بھی ہو۔

مسئلہ (۱۲): تصویر دار کپڑا پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۱۳): درخت یا مکان وغیرہ پر کسی بے جان چیز کا نقشہ بنا ہو تو وہ مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۴): نماز کے اندر آیتوں کا یا کسی اور چیز کا انگلیوں پر گننا مکروہ ہے، البتہ اگر انگلیوں کو دبا کر گنتی یاد رکھے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ (۱۵): دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے زیادہ لمبی کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۱۶): کسی نماز میں کوئی سورت مقرر کر لینا کہ ہمیشہ وہی پڑھا کرے کوئی اور سورت کبھی نہ پڑھے، یہ بات مکروہ ہے۔

مسئلہ (۱۷): کندھے پر رومال ڈال کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۱۸): بہت بُرے اور میلے کچیلے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر دوسرے کپڑے نہ ہوں تو جائز ہے۔

مسئلہ (۱۹): پیسہ کوڑی وغیرہ کوئی چیز منہ میں لے کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر ایسی چیز ہو کہ نماز میں قرآن شریف وغیرہ نہیں پڑھ سکتا تو نماز نہیں ہوئی، ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۲۰): جس وقت پیشاب پاخانہ زور سے لگا ہوا ایسے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۲۱): جب بہت بھوک لگی ہو اور کھانا تیار ہو تو پہلے کھانا کھالے تب نماز پڑھے، کھانا کھائے بغیر نماز پڑھنا

---

[1] وہ کپڑا جو چھت کے نیچے مٹی وغیرہ نہ گرنے کے لیے لگاتے ہیں۔

مکروہ ہے، البتہ اگر وقت تنگ ہونے لگے تو پہلے نماز پڑھ لے۔

مسئلہ (۲۲): آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا بہتر نہیں ہے، لیکن اگر آنکھیں بند کرنے سے نماز میں دل خوب لگے تو بند کر کے پڑھنے میں بھی کوئی برائی نہیں۔

مسئلہ (۲۳): بے ضرورت نماز میں تھوکنا اور ناک صاف کرنا مکروہ ہے اور اگر ضرورت پڑے تو درست ہے، جیسے کسی کو کھانسی آئی اور منہ میں بلغم آ گیا تو اپنے بائیں طرف تھوک دے یا کپڑے میں لے کر مل ڈالے اور داہنی طرف اور قبلہ کی طرف نہ تھوکے۔

مسئلہ (۲۴): نماز میں کھٹمل نے کاٹ کھایا تو اس کو پکڑ کے چھوڑ دے، نماز پڑھتے میں مارنا اچھا نہیں اور اگر کھٹمل نے ابھی کاٹا نہیں ہے تو اس کو نہ پکڑے بغیر کاٹے پکڑنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ (۲۵): فرض نماز میں بے ضرورت دیوار وغیرہ کسی چیز کے سہارے پر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۲۶): ابھی سورت پوری ختم نہیں ہوئی دو ایک کلمے رہ گئے تھے کہ جلدی کے مارے رکوع میں چلا گیا اور سورت کو رکوع میں جا کر ختم کیا تو نماز مکروہ ہوئی۔

مسئلہ (۲۷): اگر سجدے کی جگہ پیر سے اونچی ہو جیسی کوئی دہلیز پر سجدہ کرے تو دیکھو کتنی اونچی ہے، اگر ایک بالشت سے زیادہ اونچی ہو تو نماز درست نہیں ہے اور اگر ایک بالشت یا اس سے کم ہے تو نماز درست ہے لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۲۸): حالت نماز میں کپڑے کا خلافِ دستور پہننا یعنی جو طریقہ اس کے پہننے کا ہو اور جس طریقے سے اس کو اہل تہذیب پہنتے ہوں اس کے خلاف اس کا استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مثال: کوئی شخص چادر اوڑھے اور اس کا کنارہ شانے پر نہ ڈالے یا کرتہ پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے اس سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔

مسئلہ (۲۹): برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے، ہاں اگر تذلل[1] اور خشوع کی نیت سے ایسا کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ (۳۰): اگر کسی کی ٹوپی یا عمامہ نماز پڑھنے میں گر جائے تو افضل یہ ہے کہ اسی حالت میں اسے اٹھا کر پہن لے لیکن اگر اس کے پہننے میں عملِ کثیر کی ضرورت پڑے پھر نہ پہنے۔

---

[1] عاجزی کرنا، اپنے آپ کو حقیر سمجھنا۔

مسئلہ (۳۱): مَردوں کو اپنے دونوں ہاتھوں کی کہنیوں کا سجدے کی حالت میں زمین پر بچھا دینا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ (۳۲): امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے، ہاں اگر محراب سے باہر کھڑا ہو مگر سجدہ محراب میں ہوتا ہو تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ (۳۳): صرف امام کا بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا جس کی بلندی ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ ہو مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر امام کے ساتھ چند مقتدی بھی ہوں تو مکروہ نہیں، اگر امام کے ساتھ صرف ایک مقتدی ہو تو مکروہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اگر ایک ہاتھ سے کم ہو اور سرسری نظر سے اس کی اونچائی ممتاز معلوم ہوتی ہو تب بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ (۳۴): سب مقتدیوں کا امام سے بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے، ہاں کوئی ضرورت ہو مثلاً: جماعت زیادہ ہو اور جگہ کفایت نہ کرتی ہو تو مکروہ نہیں یا بعض مقتدی امام کے برابر ہوں اور بعض اونچی جگہ ہوں تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ (۳۵): مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کوئی فعل شروع کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ (۳۶): مقتدی کو جب کہ امام قیام میں قراءت کر رہا ہو کوئی دعا وغیرہ یا قرآن مجید کی قراءت کرنا خواہ وہ سورۂ فاتحہ ہو یا اور کوئی سورت ہو مکروہ تحریمی ہے۔

تمرین

سوال①: مکروہ کسے کہتے ہیں؟

سوال②: نماز کے دس مکروہات ذکر کریں۔

سوال③: کوئی چیز منہ میں لے کر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

سوال④: خلافِ دستور کپڑا پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال⑤: اگر نمازی کے سامنے کوئی آدمی بیٹھا ہو یا قرآن شریف یا تلوار یا کوئی تصویر لٹکی ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال⑥: فرض نماز میں بلاضرورت کسی چیز سے سہارا لینا کیسا ہے؟

سوال⑦: بلاضرورت نماز میں تھوکنا اور ناک صاف کرنا کیسا ہے، اگر ضرورت پڑے تو کیا کرے؟

سوال⑧: اگر سجدے کی جگہ پیر سے اونچی ہو تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

سوال⑨: کیا دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے زیادہ لمبی کرنا شرعاً درست ہے؟

جن گیارہ (۱۱) وجہوں سے نماز کا توڑ دینا درست ہے، ان کا بیان

مسئلہ (۱): نماز پڑھتے میں ریل چل پڑے اور اس پر اپنا سامان رکھا ہوا ہے یا بال بچے سوار ہیں تو نماز توڑ کے بیٹھ جانا درست ہے۔

مسئلہ (۲): سامنے سانپ آ گیا تو اس کے ڈر سے نماز کا توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ (۳): رات کو مرغی کھلی رہ گئی اور بلی اس کے پاس آ گئی تو اس کے خوف سے نماز توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ (۴): نماز میں کسی نے جوتی اٹھائی اور ڈر ہے کہ اگر نماز نہ توڑے گا تو وہ لے کر بھاگ جائے گا تو اس کے لیے نیت توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ (۵): اگر نماز میں پیشاب پاخانہ زور کرے تو نماز توڑ دے اور فراغت کر کے پھر پڑھے۔

مسئلہ (۶): کوئی اندھی عورت یا مرد جارہا ہے اور آگے کنواں ہے اور اس میں گر پڑنے کا ڈر ہے تو اس کے بچانے کے لیے نماز توڑ دینا فرض ہے، اگر نماز نہیں توڑی اور وہ گر کے مر گیا تو گناہ گار ہو گا۔

مسئلہ (۷): کسی بچے وغیرہ کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہ جلنے لگا تو اس کے لیے بھی نماز توڑ دینا فرض ہے۔

مسئلہ (۸): ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی کسی مصیبت کی وجہ سے پکاریں تو فرض نماز کو توڑ دینا واجب ہے جیسے کسی کا باپ ماں وغیرہ بیمار ہے اور پاخانہ وغیرہ کسی ضرورت سے گیا اور آتے میں یا جاتے میں پیر پھسل گیا اور گر پڑا تو نماز توڑ کے اسے اٹھا لے، لیکن اگر اور کوئی اٹھانے والا ہو تو بے ضرورت نماز نہ توڑے۔

مسئلہ (۹): اور اگر ابھی گرا نہیں ہے لیکن گرنے کا ڈر ہے اور اس نے اس کو پکارا تب بھی نماز توڑ دے۔

مسئلہ (۱۰): اور اگر کسی ایسی ضرورت کے لیے نہیں پکارا، یوں ہی پکارا ہے تو فرض نماز کا توڑ دینا درست نہیں۔

مسئلہ (۱۱): اور اگر نفل یا سنت پڑھتا ہو اس وقت ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، پکاریں لیکن یہ اُن کو معلوم نہیں ہے کہ فلاں نماز پڑھ رہا ہے تو ایسے وقت بھی نماز کو توڑ کر اُن کی بات کا جواب دینا واجب ہے، چاہے کسی مصیبت سے پکاریں اور یا بے ضرورت پکاریں دونوں کا ایک حکم ہے، اگر نماز توڑ کے نہ بولے گا تو گناہ ہوگا اور اگر وہ جانتے ہوں کہ نماز پڑھتا ہے پھر بھی پکاریں تو نماز نہ توڑے، لیکن اگر کسی ضرورت سے پکاریں اور ان کو تکلیف ہونے کا ڈر ہو تو نماز توڑ دے۔

تمرین

سوال①: جن وجہوں سے نماز کا توڑنا درست ہے وہ مختصراً بیان کریں۔
سوال②: اگر سنت ونفل نماز پڑھ رہا ہو اور والدین میں سے کوئی پکارے تو کیا حکم ہے؟
سوال③: اگر نماز پڑھتے میں ریل چل پڑے تو کیا نماز توڑ کے ریل میں بیٹھ جانا درست ہے؟
سوال④: اگر سامنے سانپ آ گیا تو اس کے ڈر سے کیا نماز توڑ دینا درست ہے؟
سوال⑤: نماز میں کسی نے جوتی اٹھائی اور ڈر ہے کہ اگر نماز نہ توڑے گا تو وہ لے کر بھاگ جائے گا تو اس کے لیے نماز توڑ دینا درست ہے؟
سوال⑥: اگر نماز میں پیشاب پاخانہ زور کرے تو نماز توڑ دینا چاہیے یا نہیں؟

باب الوتر والنوافل

نمازِ وتر کا بیان[1]

مسئلہ(۱): وتر کی نماز واجب ہے اور واجب کا مرتبہ قریب قریب فرض کے ہے، چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے، اگر کبھی چھوٹ جائے تو جب موقع ملے فوراً اس کی قضا پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ(۲): وتر کی تین رکعتیں ہیں، دو رکعتیں پڑھ کے بیٹھے اور ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھے اور درود بالکل نہ پڑھے، بل کہ ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھ چکنے کے بعد فوراً اٹھ کھڑا ہو اور ''اَلْحَمْدُ'' اور سورت پڑھ کر ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہے اور کان کی لو تک ہاتھ اٹھائے اور پھر ہاتھ باندھ لے پھر دعائے قنوت پڑھ کے رکوع کرے اور تیسری رکعت پر بیٹھ کے ''اَلتَّحِیَّات'' اور درود شریف اور دعا پڑھ کے سلام پھیر لے۔

مسئلہ(۳): دعائے قنوت یہ ہے:

''اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُكَ وَلَا نَکْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ، اَللّٰھُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْكَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰی عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ.''

مسئلہ(۴): وتر کی تینوں رکعتوں میں ''اَلْحَمْدُ'' کے ساتھ سورت ملانا چاہیے جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا۔

مسئلہ(۵): اگر تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور جب رکوع میں پہنچا تب یاد آیا تو اب دعائے قنوت نہ پڑھے بل کہ نماز کے ختم پر سجدہ سہو کر لے اور اگر رکوع چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا اور دعائے قنوت پڑھ لے تب بھی نماز ہوگئی، لیکن ایسا نہ کرنا چاہیے تھا اور سجدہ سہو کرنا اس صورت میں بھی واجب ہے۔

مسئلہ(۶): اگر بھولے سے پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لی تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے، تیسری رکعت میں پھر پڑھنی چاہیے اور سجدہ سہو بھی کرنا پڑے گا۔

مسئلہ(۷): جس کو دعائے قنوت یاد نہ ہو وہ یہ پڑھ لیا کرے:

---

[1] اس باب میں سات (۷) مسائل مذکور ہیں۔

''رَبَّنَآ اٰتِنا فِی الدُّنْیا حسنۃً وَّفِی الْاٰخرۃِ حسنۃً وَّقِنا عذابَ النَّارِ''

یا تین دفعہ یہ کہہ لے:

''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ'' یا تین دفعہ ''یَا رَبِّ یَارَبِّ یَارَبِّ'' کہہ لے تو نماز ہو جائے گی۔[1]

تمرین

سوال①: نماز وتر پڑھنے کا طریقہ کیا ہے اور نماز وتر کا کیا حکم ہے؟

سوال②: اگر وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع کر لیا تو اب کیا کرے؟

سوال③: اگر بھولے سے وتر کی پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟

سوال④: جس کو دعائے قنوت یاد نہ ہو وہ کیا کرے؟

[1] لیکن دعائے قنوت یاد کرنے کی مسلسل کوشش کرتا رہے۔

سنت اور نفل نمازوں کا بیان [1]

سنت نمازوں کی تفصیل:

مسئلہ (۱): فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت نماز سنت ہے، حدیث میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے، کبھی اس کو نہ چھوڑے اگر کسی دن دیر ہوگئی اور نماز کا وقت بالکل اخیر ہوگیا تو مجبوری کے وقت دو رکعت فرض پڑھ لے، لیکن جب سورج نکل آئے اور اونچا ہو جائے تو سنت کی دو رکعت قضا پڑھ لے۔

مسئلہ (۲): ظہر کے وقت پہلے چار رکعت سنت پڑھے، پھر چار رکعت فرض، پھر دو رکعت سنت، ظہر کے وقت کی یہ چھ رکعتیں بھی ضروری ہیں، ان کے پڑھنے کی بہت تاکید ہے، بے وجہ چھوڑ دینے سے گناہ ہوتا ہے۔

مسئلہ (۳): عصر کے وقت پہلے چار رکعت سنت پڑھے، پھر چار رکعت فرض پڑھے، لیکن عصر کے وقت کی سنتوں کی تاکید نہیں ہے، اگر کوئی نہ پڑھے تو بھی کوئی گناہ نہیں ہوتا اور جو کوئی پڑھے اس کو بہت ثواب ملتا ہے۔

مسئلہ (۴): مغرب کے وقت پہلے تین رکعت فرض پڑھے اور پھر دو رکعت سنت پڑھے، یہ سنتیں بھی ضروری ہیں، نہ پڑھنے سے گناہ ہوگا۔

مسئلہ (۵): عشا کے وقت بہتر اور مستحب یہ ہے کہ پہلے چار رکعت سنت پڑھے، پھر چار رکعت فرض، پھر دو رکعت سنت پڑھے، پھر اگر جی چاہے دو رکعت نفل بھی پڑھ لے، اس حساب سے عشا کی چھ رکعت سنت ہوئیں اور اگر کوئی اتنی رکعتیں نہ پڑھے تو پہلے چار رکعت فرض پڑھے، پھر دو رکعت سنت پڑھے پھر وتر پڑھے۔ عشا کے بعد یہ دو رکعتیں پڑھنی ضروری ہیں، نہ پڑھے گا تو گناہ ہوگا۔

مسئلہ (۶): رمضان کے مہینے میں تراویح کی نماز بھی سنت ہے، اس کی بھی تاکید آئی ہے، اس کا چھوڑ دینا اور نہ پڑھنا گناہ ہے [2] عورتیں تراویح کی نماز اکثر چھوڑ دیتی ہیں، ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ عشا کے فرض اور سنتوں کے بعد بیس (۲۰) رکعت تراویح پڑھے، چاہے دو دو رکعت کی نیت باندھے، چاہے چار چار رکعت کی، مگر دو دو رکعت پڑھنا اولیٰ ہے، جب بیسوں رکعتیں پڑھ چکے تو وتر پڑھے۔

---

[1] اس عنوان کے تحت اٹھارہ (۱۸) مسائل مذکور ہیں۔ [2] عورتوں کے لیے بھی یہ نماز سنت ہے۔

فائدہ: جن سنتوں کا پڑھنا ضروری ہے یہ ''سنت مؤکدہ'' کہلاتی ہیں اور رات دن میں ایسی سنتیں بارہ (۱۲) ہیں:
دو فجر کی، چار ظہر کی پہلے، دو ظہر کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشا کے بعد اور رمضان میں تراویح اور بعض عالموں نے تہجد کو بھی مؤکدہ میں گنا ہے۔

نوافل کا بیان:

مسئلہ (۷): اتنی نمازیں تو شریعت کی طرف سے مقرر ہیں، اگر اس سے زیادہ پڑھنے کو کسی کا جی چاہے تو جتنا چاہے زیادہ پڑھے اور جس وقت جی چاہے پڑھے۔ فقط اتنا خیال رکھے کہ جن وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اس وقت نہ پڑھے، فرض اور سنت کے سوائے جو کچھ پڑھے گا اس کو ''نفل'' کہتے ہیں، جتنی زیادہ نفلیں پڑھے گا اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا اس کی کوئی حد نہیں ہے، بعض اللہ کے بندے ایسے ہوئے ہیں کہ ساری رات نفلیں پڑھا کرتے تھے اور بالکل نہیں سوتے تھے۔

مسئلہ (۸): بعض نفلوں کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے، اس لیے اور نفلوں سے ان کا پڑھنا بہتر ہے کہ تھوڑی سی محنت میں بہت ثواب ملتا ہے، وہ یہ ہیں: ① تحیۃ الوضو ② اشراق ③ چاشت ④ اوابین ⑤ تہجد ⑥ صلاۃ التسبیح۔

تحیۃ الوضو:

مسئلہ (۹): ''تَحِیَّۃُ الْوُضُوْءِ'' اس کو کہتے ہیں کہ جب کبھی وضو کرے تو وضو کے بعد دو رکعت نفل پڑھے، حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے لیکن جس وقت نفل نماز مکروہ ہے اس وقت نہ پڑھے۔

اشراق کی نماز:

مسئلہ (۱۰): اشراق کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ جب فجر کی نماز پڑھ چکے تو جائے نماز[1] پر سے نہ اُٹھے، اسی جگہ بیٹھے بیٹھے درود شریف یا کلمہ یا اور کوئی وظیفہ پڑھتا رہے اور اللہ کی یاد میں لگا رہے، دنیا کی کوئی بات چیت نہ کرے، نہ دنیا کا کوئی کام کرے، جب سورج نکل آئے اور اونچا ہو جائے تو دو رکعت یا چار رکعت پڑھ لے تو ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملتا ہے اور اگر فجر کی نماز کے بعد کسی دنیا کے دھندے میں لگ گیا پھر سورج اونچا ہو جانے کے بعد

---

[1] یعنی جہاں نماز ادا کی۔

اشراق کی نماز پڑھی تو بھی درست ہے لیکن ثواب کم ہو جائے گا۔

چاشت کی نماز:

مسئلہ (۱۱): پھر جب سورج خوب زیادہ اونچا ہو جائے اور دھوپ تیز ہو جائے، تب کم سے کم دو رکعت پڑھے یا اس سے زیادہ پڑھے، یعنی چار رکعت یا آٹھ رکعت یا بارہ رکعت پڑھ لے، اس کو ''چاشت'' کہتے ہیں، اس کا بھی بہت ثواب ہے۔

اَوّابین کی نماز:

مسئلہ (۱۲): مغرب کے فرض اور سنتوں کے بعد کم سے کم چھ رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعتیں پڑھے، اس کو ''اَوّابین'' کہتے ہیں۔

تہجّد کی نماز:

مسئلہ (۱۳): آدھی رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے کا بڑا ہی ثواب ہے اسی کو ''تہجد'' کہتے ہیں، یہ نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مقبول ہے اور سب سے زیادہ اس کا ثواب ملتا ہے، تہجد کی کم سے کم چار رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں، نہ ہو تو دو ہی رکعتیں سہی، اگر پچھلی رات کو ہمت نہ ہو تو عشا کے بعد پڑھ لے مگر ویسا ثواب نہ ہوگا، اس کے سوا بھی رات دن میں جتنی چاہے نفلیں پڑھے۔

صلاۃ التسبیح:

مسئلہ (۱۴): صلاۃ التسبیح کا حدیث شریف میں بڑا ثواب آیا ہے، اس کے پڑھنے سے بے انتہا ثواب ملتا ہے، حضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو یہ نماز سکھائی تھی اور فرمایا تھا: ''اس کے پڑھنے سے آپ کے سب گناہ اگلے، پچھلے، نئے، پرانے، چھوٹے، بڑے سب معاف ہو جائیں گے'' اور فرمایا تھا: ''اگر ہو سکے تو ہر روز یہ نماز پڑھ لیا کریں اور ہر روز نہ ہو سکے تو ہفتے میں ایک دفعہ پڑھ لیں، اگر ہر ہفتہ نہ ہو سکے تو ہر مہینے میں پڑھ لیا کریں، ہر مہینے میں بھی نہ ہو سکے تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیں، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک دفعہ پڑھ لیں۔''

صلاۃ التسبیح کیسے پڑھیں:

اس نماز کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ چار رکعت کی نیت باندھے اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اور اَلْحَمْدُ اور سورت جب سب پڑھ چکے تو رکوع سے پہلے ہی پندرہ دفعہ یہ پڑھے: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ'' پھر رکوع میں جائے اور ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ'' کہنے کے بعد دس دفعہ پھر یہی پڑھے، پھر رکوع سے اٹھے اور ''رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ'' کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے، پھر سجدے میں جائے اور ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى'' کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے، پھر سجدے سے اٹھ کے دس دفعہ پڑھے، اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے اس میں بھی دس دفعہ پڑھے، پھر سجدے سے اٹھ کے بیٹھے اور دس دفعہ پڑھ کے دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو۔ اسی طرح دوسری رکعت پڑھے اور جب دوسری رکعت میں ''اَلتَّحِيَّات'' کے لیے بیٹھے تو پہلے وہی دعا دس دفعہ پڑھ لے تب ''اَلتَّحِيَّات'' پڑھے، اسی طرح چاروں رکعتیں پڑھے۔

مسئلہ (۱۵): ان چاروں رکعتوں میں جو سورت چاہے پڑھے کوئی سورت مقرر نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۶): اگر کسی رُکن میں تسبیحات بھول کر کم پڑھی گئیں یا بالکل ہی چھوٹ گئیں تو اگلے رُکن میں ان بھولی ہوئی تسبیحات کو بھی پڑھ لے، مثلاً: رکوع میں دس مرتبہ تسبیح پڑھنا بھول گیا اور سجدہ میں یاد آیا تو سجدہ میں یہ بھولی ہوئی دس بھی پڑھے اور سجدے کی دس بھی پڑھے۔ گویا ایسی صورت میں سجدے میں بیس (۲۰) تسبیحیں پڑھے۔ بس یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ ایک رکعت میں پچھتر (۷۵) مرتبہ تسبیح پڑھی جاتی ہے اور چاروں رکعتوں میں تین سو (۳۰۰) مرتبہ، سو اگر چاروں رکعتوں میں تین سو کا عدد پورا ہو گیا تو ان شاء اللہ صلاۃ التسبیح کا ثواب ملے گا اور اگر چاروں رکعتوں میں بھی تین سو کا عدد پورا نہ ہو سکا تو پھر یہ نماز نفل ہو جائے گی صلاۃ التسبیح نہ رہے گی۔

مسئلہ (۱۷): اگر صلاۃ التسبیح میں کسی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہو گیا تو سہو کے دونوں سجدوں میں اور ان کے بعد کے قعدے میں تسبیحات نہ پڑھی جائیں گی۔

مسئلہ (۱۸): تسبیحات کے بھول کر چھوٹ جانے یا کم ہو جانے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

تمرین

سوال ①: سنت مؤکدہ نمازیں کتنی ہیں اور کس کس وقت پڑھنے کی ہیں؟
سوال ②: سنت غیر مؤکدہ نمازیں کون سی ہیں؟
سوال ③: کیا سنتوں کی قضا بھی ہو سکتی ہے؟
سوال ④: تحیۃ الوضوء، اشراق، چاشت اور تہجد کی نمازیں سنت ہیں یا نفل اور کس وقت ادا کی جاتی ہیں؟
سوال ⑤: صلاۃ التسبیح کا طریقہ کیا ہے؟
سوال ⑥: اگر صلوٰۃ التسبیح کے کسی رکن میں تسبیحات بھول گیا تو ان کے دوبارہ پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟
سوال ⑦: اگر صلاۃ التسبیح میں کسی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہو جائے تو کیا دونوں سجدوں اور قعدے میں تسبیحات کو پڑھنا ہوگا؟

فصل [1]

نفل نمازوں کے احکام:

مسئلہ (۱): دن کو نفلیں پڑھے تو چاہے دو دو رکعت کی نیت باندھے اور چاہے چار چار رکعت کی نیت باندھے اور دن کو چار رکعت سے زیادہ کی نیت باندھنا مکروہ ہے اور رات کو ایک دم سے چھ چھ یا آٹھ آٹھ رکعت کی نیت باندھ لے تو بھی درست ہے اور اس سے زیادہ کی نیت باندھنا رات کو بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ (۲): اگر چار رکعتوں کی نیت باندھے اور چاروں پڑھنی بھی چاہے تو جب دو رکعت پڑھ کے بیٹھے، اس وقت اختیار ہے، "اَلتَّحِیَّات" کے بعد درود شریف اور دعا بھی پڑھے، پھر بغیر سلام پھیرے اٹھ کھڑا ہو، پھر تیسری رکعت پر "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" پڑھ کے "اَعُوْذُ بِاللّٰه وبِسْمِ اللّٰه" کہہ کے "اَلْحَمْدُ" شروع کرے اور چاہے صرف "اَلتَّحِیَّات" پڑھ کر اٹھ کھڑا ہو اور تیسری رکعت پر "بِسْمِ اللّٰه" اور "اَلْحَمْدُ" سے شروع کرے، پھر چوتھی رکعت پر بیٹھ کر "اَلتَّحِیَّات" وغیرہ سب پڑھ کر سلام پھیرے اور اگر آٹھ رکعت کی نیت باندھی ہے اور آٹھوں رکعتیں ایک سلام سے پوری کرنا چاہے تو اس طرح دونوں باتیں اب بھی درست ہیں، چاہے اَلتَّحِیَّات درود شریف اور دعا پڑھ کے کھڑا ہو جائے اور پھر "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" پڑھے اور چاہے "اَلتَّحِیَّات" پڑھ کر کھڑا ہو کر بِسْمِ اللّٰه اور اَلْحَمْدُ سے شروع کر دے اور اس طرح چھٹی رکعت پر بیٹھ کر بھی چاہے "اَلتَّحِیَّات"، درود، دعا، سب کچھ پڑھ کے کھڑا ہو پھر "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" پڑھے اور چاہے فقط "اَلتَّحِیَّات" پڑھ کے کھڑا ہو کر "بِسْمِ اللّٰه" اور "اَلْحَمْدُ" سے شروع کر دے اور آٹھویں رکعت پر بیٹھ کر سب کچھ پڑھ کے سلام پھیرے اور اس طرح ہر دو دو رکعت پر ان دونوں باتوں کا اختیار ہے۔

مسئلہ (۳): سنت اور نفل کی سب رکعتوں میں "اَلْحَمْدُ" کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے، اگر قصداً سورت نہ ملائے گا تو گناہ گار ہوگا اور اگر بھول گیا تو سجدہ سہو کرنا پڑے گا اور سجدہ سہو کا بیان آگے آئے گا۔

مسئلہ (۴): نفل نماز کی جب کسی نے نیت باندھ لی تو اب اس کو پورا کرنا واجب ہو گیا، اگر توڑ دے گا تو گناہ گار ہوگا

[1]: اس فصل میں گیارہ (۱۱) مسائل مذکور ہیں۔

اور جو نماز توڑی ہے اس کی قضا پڑھنا پڑے گی، لیکن نفل کی ہر دو دو رکعت الگ ہیں۔ اگر چار یا چھ رکعت کی نیت باندھے تو فقط دو ہی رکعت کا پورا کرنا واجب ہوا، چاروں رکعتیں واجب نہیں ہوئیں۔ پس اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت کی پھر دو رکعت پڑھ کے سلام پھیر دیا تو کچھ گناہ نہیں۔

مسئلہ (۵): اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور ابھی دو رکعتیں پوری نہ ہوئی تھیں کہ نماز توڑ دی تو فقط دو رکعت کی قضا پڑھے۔

مسئلہ (۶): اور اگر چار رکعت کی نیت باندھی اور دو رکعت پڑھ چکا، تیسری یا چوتھی میں نیت توڑ دی تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھ کر اس نے ''اَلتَّحِیَّات'' وغیرہ پڑھی ہے تو فقط دو رکعت کی قضا پڑھے اور اگر دوسری رکعت پر نہیں بیٹھا اور ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھے بغیر بھولے سے کھڑا ہو گیا یا قصداً کھڑا ہو گیا تو پوری چاروں رکعتوں کی قضا پڑھے۔

مسئلہ (۷): ظہر کی چار رکعت سنت کی نیت اگر ٹوٹ جائے تو پوری چار رکعتیں پھر سے پڑھے، چاہے دو رکعت پر بیٹھ کے ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو۔

مسئلہ (۸): نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا بھی درست ہے، لیکن بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے، اس لیے کھڑے ہو کر پڑھنا بہتر ہے، اس میں وتر کے بعد کی نفلیں بھی آ گئیں، البتہ بیماری کی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے تو پورا ثواب ملے گا اور فرض نماز اور سنت جب تک مجبوری نہ ہو بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں۔

مسئلہ (۹): اگر نفل نماز کو بیٹھ کر شروع کیا، پھر کچھ بیٹھے بیٹھے پڑھ کر کھڑا ہو گیا یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ (۱۰): نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی، پھر پہلی ہی رکعت یا دوسری رکعت میں بیٹھ گیا تو یہ درست ہے۔

مسئلہ (۱۱): نفل نماز کھڑے کھڑے پڑھی، لیکن ضعف کی وجہ سے تھک گیا تو کسی لاٹھی یا دیوار کی ٹیک لگا لینا اور اس کے سہارے سے کھڑا ہونا بھی درست ہے، مکروہ نہیں۔

تمرین

سوال①: نفل نماز میں ایک ہی نیت سے دن میں زیادہ سے زیادہ کتنی رکعتیں پڑھ سکتا ہے اور رات میں کتنی پڑھ سکتا ہے؟

سوال②: اگر کسی نے چار یا چھ رکعت نفل کی نیت باندھی یا ظہر کی چار رکعت سنت کی نیت باندھی اور پہلی رکعت میں نماز توڑ دی تو کتنی رکعتیں دوبارہ پڑھنی پڑیں گی؟

سوال③: اگر بیٹھ کر نفل پڑھنا شروع کیا اور پھر بیٹھے بیٹھے کھڑا ہو گیا یا کھڑے ہو کر پڑھ رہا تھا پھر بیٹھ کر پڑھنے لگا تو کیا یہ درست ہے؟

سوال④: نفل نماز میں کتنی رکعتوں پر سلام پھیرنے کا اختیار ہے، نیز دو سے زائد نفل نماز پڑھنے کا طریقہ بھی لکھیں؟

سوال⑤: سنت اور نفل کی کتنی رکعتوں میں سورتِ فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے؟

سوال⑥: کیا نفل نماز کی نیت کر کے توڑ دینے میں گناہ ہے اور کیا قضا کرنی پڑے گی؟

سوال⑦: اگر چار رکعت کی نیت باندھی اور دو رکعت پڑھ کر نماز توڑ دی تو کیا حکم ہے؟

تحیۃ المسجد[1]

مسئلہ (۱): یہ نماز اس شخص کے لیے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو۔

مسئلہ (۲): اس نماز سے مقصود مسجد کی تعظیم ہے جو درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم ہے، اس لیے کہ مکان کی تعظیم صاحب مکان کے خیال سے ہوتی ہے پس غیر اللہ کی تعظیم کسی طرح مقصود نہیں۔ مسجد میں آنے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے، بشرطیکہ کوئی مکروہ وقت نہ ہو۔

مسئلہ (۳): اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ ان کلمات کو کہہ لے: ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ'' اور اس کے بعد کوئی درود شریف پڑھ لے۔ اس نماز (تحیۃ المسجد) کی نیت یہ ہے:

''نَوَیْتُ أَنْ أُصَلِّيَ رَکْعَتَيْ تَحِیَّۃَ الْمَسْجِدِ'' یا اردو میں اس طرح کہہ لے خواہ دل ہی میں سمجھ لے کہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھوں۔

مسئلہ (۴): دو رکعت کی کوئی تخصیص نہیں، اگر چار رکعت پڑھی جائیں تب بھی کچھ مضائقہ نہیں، اگر مسجد میں آتے ہی کوئی فرض نماز پڑھی جائے یا اور کوئی سنت ادا کی جائے تو وہی فرض یا سنت تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گی یعنی اس کے پڑھنے سے تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائے گا، اگرچہ اس میں تحیۃ المسجد کی نیت نہیں کی گئی تھی۔

مسئلہ (۵): اگر مسجد میں جا کر کوئی شخص بیٹھ جائے اور اس کے بعد تحیۃ المسجد پڑھے تب بھی کوئی حرج نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے۔

مسئلہ (۶): اگر مسجد میں کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہو تو صرف ایک مرتبہ تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے، خواہ پہلی مرتبہ پڑھ لے یا اخیر میں۔

---

[1] اس عنوان کے تحت چھ (۶) مسائل مذکور ہیں۔

استخارے کی نماز کا بیان[1]

مسئلہ (۱): جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ میاں سے صلاح (مشورہ) لے لے، اس صلاح لینے کو ''استخارہ'' کہتے ہیں۔ حدیث میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: ''اللہ تبارک وتعالیٰ سے صلاح نہ لینا اور استخارہ نہ کرنا بدبختی اور کم نصیبی کی بات ہے، کہیں منگنی کرے یا بیاہ کرے یا سفر کرے یا اور کوئی کام کرے تو بغیر استخارہ کیے نہ کرے تو ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی اپنے کیے پر پشیمان نہ ہوگا۔

استخارے کا طریقہ:

مسئلہ (۲): استخارے کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھے، اس کے بعد خوب دل لگا کے یہ دعا پڑھے:

''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَآ أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ أَمْرِیْ فَاقْدِرْهُ وَيَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ أَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِیْ بِهٖ.''

اور جب ''هٰذَا الْأَمْرَ'' پر پہنچے جس لفظ پر لکیر بنی ہے تو اس کے پڑھتے وقت اسی کام کا دھیان کرلے جس کے لیے استخارہ کرنا چاہتا ہے، اس کے بعد پاک وصاف بچھونے پر قبلہ کی طرف منہ کر کے باوضو سو جائے، جب سو کر اٹھے اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے اُسی کو کرنا چاہیے۔

مسئلہ (۳): اگر ایک دن میں کچھ معلوم نہ ہو اور دل کا خلجان اور تردد نہ جائے تو دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے، اسی طرح سات (۷) دن تک کرے، ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کام کی اچھائی یا برائی معلوم ہو جائے گی۔

---

[1] اس عنوان کے تحت چار (۴) مسائل مذکور ہیں۔

مسئلہ (۴): اگر حج کے لیے جانا ہو تو یہ استخارہ نہ کرے کہ میں جاؤں یا نہ جاؤں بل کہ یوں استخارہ کرے کہ فلانے دن جاؤں کہ نہ جاؤں۔

نمازِ توبہ کا بیان

مسئلہ: اگر کوئی بات خلافِ شرع ہو جائے تو دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے خوب گڑگڑا کر اس سے توبہ کرے اور اپنے کیے پر پچھتائے اور اللہ تعالیٰ سے معاف کرائے اور آئندہ کے لیے پکا ارادہ کرے کہ اب کبھی نہ کروں گا، اس سے بفضلِ خدا وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے۔

نوافلِ سفر

مسئلہ: جب کوئی شخص اپنے وطن سے سفر کرنے لگے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز گھر میں پڑھ کر سفر کرے اور جب سفر سے آئے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لے، اس کے بعد اپنے گھر جائے۔

حدیث: نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: ''کوئی اپنے گھر میں ان دو رکعتوں سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑ جاتا جو سفر کرتے وقت پڑھی جاتی ہیں۔''

حدیث: نبی کریم ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد جا کر دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے۔

مسئلہ: مسافر کو یہ بھی مستحب ہے کہ اثنائے سفر میں جب کسی منزل پر پہنچے اور وہاں قیام کا ارادہ ہو تو بیٹھنے سے قبل دو رکعت نماز پڑھ لے۔

نمازِ قتل

مسئلہ: جب کوئی مسلمان قتل کیا جاتا ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے گناہوں کی مغفرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، تاکہ یہی نماز و استغفار اس کا آخری عمل رہے۔

حدیث: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے چند قاریوں کو قرآن مجید کی تعلیم کے

لیے کہیں بھیجا تھا، اثنائے راہ میں کفارِ مکہ نے انہیں گرفتار کیا۔ سوائے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور سب کو وہیں قتل کر دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ میں لے جا کر بڑی دھوم اور بڑے اہتمام سے شہید کیا، جب یہ شہید ہونے لگے تو ان لوگوں سے اجازت لے کر دو رکعت نماز پڑھی، اسی وقت سے یہ نماز مستحب ہوگئی۔

تمرین

سوال ①: ''تحیۃ المسجد'' کون سی نماز ہے؟ اور کب پڑھی جاتی ہے؟
سوال ②: اگر بار بار مسجد میں جانے کا اتفاق ہو تو کیا ''تحیۃ المسجد'' بار بار پڑھی جائے گی؟
سوال ③: ''استخارہ'' کسے کہتے ہیں اور اس کا طریقہ کیا ہے؟
سوال ④: نمازِ توبہ اور نمازِ قتل کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
سوال ⑤: نوافلِ سفر کس وقت پڑھنے چاہییں؟ حدیث شریف میں اس کے متعلق کیا وارد ہوا ہے؟

فصل فی التراویح

تراویح کا بیان[1]

مسئلہ(۱): تراویح کے بعد وتر پڑھنا بہتر ہے، اگر پہلے پڑھ لے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ(۲): نماز تراویح میں چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں مستحب ہے، ہاں اگر اتنی دیر تک بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہو تو اس سے کم بیٹھے، اس بیٹھنے میں اختیار ہے، چاہے تنہا نوافل پڑھے، چاہے تسبیح وغیرہ پڑھے، چاہے چپ بیٹھا رہے۔

مسئلہ(۳): اگر کوئی شخص عشا کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا ہو اور پڑھ چکنے کے بعد معلوم ہو کہ عشا کی نماز میں کوئی بات ایسی ہوگئی تھی جس کی وجہ سے عشا کی نماز نہیں ہوئی تو اس کو عشا کی نماز کے اعادہ کے بعد تراویح کا بھی اعادے کرنا چاہیے۔

مسئلہ(۴): اگر عشا کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھی جائے، اس لیے کہ تراویح عشا کے تابع ہے، ہاں جو لوگ جماعت سے عشا کی نماز پڑھ کر تراویح جماعت سے پڑھ رہے ہوں، ان کے ساتھ شریک ہو کر اس شخص کو بھی تراویح کا جماعت سے پڑھنا درست ہو جائے گا جس نے عشا کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی ہے، اس لیے کہ وہ اُن لوگوں کا تابع سمجھا جائے گا جن کی جماعت درست ہے۔

مسئلہ(۵): اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پر پہنچے کہ عشا کی نماز ہو چکی ہو تو اُسے چاہیے کہ پہلے عشا کی نماز پڑھ لے پھر تراویح میں شریک ہو اور اگر اس درمیان میں تراویح کی کچھ رکعتیں ہو جائیں تو ان کو وتر پڑھنے کے بعد پڑھے اور یہ شخص وتر جماعت سے پڑھے۔

مسئلہ(۶): مہینے میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، لوگوں کی کاہلی یا سستی سے اس کو ترک نہ کرنا چاہیے، ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ اگر پورا قرآن مجید پڑھا جائے گا تو لوگ نماز میں نہ آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائے گی یا اُن کو بہت ناگوار ہوگا تو بہتر ہے کہ جس قدر لوگوں کو گراں نہ گزرے اسی قدر پڑھا جائے۔ ''اَلَمْ تَرَ کَیْفَ'' سے اخیر تک کی دس سورتیں پڑھ دی جائیں، ہر رکعت میں ایک سورت پھر جب دس

[1] اس عنوان کے تحت گیارہ (۱۱) مسائل مذکور ہیں۔

رکعتیں ہوجائیں تو انھیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ دے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔

مسئلہ (۷): ایک قرآن مجید سے زیادہ نہ پڑھے، تاوقتے کہ لوگوں کا شوق نہ معلوم ہو جائے۔

مسئلہ (۸): ایک رات میں پورے قرآن مجید کا پڑھنا جائز ہے بشرط یہ کہ لوگ نہایت شوقین ہوں کہ اُن کو گراں نہ گزرے، اگر گراں گزرے اور ناگوار ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ (۹): تراویح میں کسی سورت کے شروع پر ایک مرتبہ ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' بلند آواز سے پڑھ دینا چاہیے، اس لیے کہ ''بِسْمِ اللّٰه'' بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے، اگرچہ کسی سورت کا جزو نہیں، پس اگر ''بِسْمِ اللّٰه'' بالکل نہ پڑھی جائے گی تو قرآن مجید کے پورے ہونے میں ایک آیت کی کمی رہ جائے گی اور اگر آہستہ آواز سے پڑھی جائے گی تو مقتدیوں کا قرآن مجید پورا نہ ہوگا۔

مسئلہ (۱۰): تراویح کا رمضان کے پورے مہینے میں پڑھنا سُنت ہے، اگرچہ قرآن مجید مہینہ تمام ہونے سے پہلے ختم ہوجائے، مثلاً: پندرہ روز میں پورا قرآن شریف پڑھ دیا جائے تو باقی زمانے میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

مسئلہ (۱۱): صحیح یہ ہے کہ ''قُلْ هُوَ اللّٰه'' کا تراویح میں تین مرتبہ پڑھنا جیسا کہ آج کل دستور ہے مکروہ ہے۔

تمرین

سوال ①: نمازِ تراویح فرض ہے یا واجب یا سنت؟

سوال ②: جس نے نماز عشا جماعت سے نہ پڑھی ہو تو وہ نماز تراویح جماعت سے کیسے پڑھے گا؟

سوال ③: وتر تراویح سے پہلے پڑھنے چاہییں یا بعد میں؟

سوال ④: تراویح پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ عشا کی نماز میں کوئی غلطی ہوگئی تھی جس کی وجہ سے نماز نہیں ہوئی تو اس صورت میں تراویح کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: اگر عشا کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح کو جماعت سے پڑھیں گے یا بغیر جماعت کے؟

سوال ⑥: کیا تراویح میں پورا قرآن مجید ختم کرنا ضروری ہے؟

باب صلوٰۃ الکسوف والخسوف

نمازِ کسوف وخسوف

مسئلہ (۱): کسوف (سورج گرہن) کے وقت دو رکعت نماز مسنون ہے۔

مسئلہ (۲): نمازِ کسوف جماعت سے ادا کی جائے بشرطیکہ امامِ جمعہ یا حاکمِ وقت یا اس کا نائب امامت کرے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر امامِ مسجد اپنی مسجد میں نمازِ کسوف پڑھا سکتا ہے۔

مسئلہ (۳): نمازِ کسوف کے لیے اذان یا اقامت نہیں بل کہ لوگوں کو جمع کرنا مقصود ہو تو ''اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ'' پکار دیا جائے۔

مسئلہ (۴): نمازِ کسوف میں بڑی بڑی سورتوں کا مثل سورۂ بقرہ وغیرہ کے پڑھنا اور رکوع اور سجدوں کا بہت دیر تک ادا کرنا مسنون ہے اور قراءت آہستہ پڑھے۔

مسئلہ (۵): نماز کے بعد امام کو چاہیے کہ دعا میں مصروف ہو جائے اور سب مقتدی آمین آمین کہیں جب تک کہ گرہن موقوف نہ ہو جائے دعا میں مشغول رہنا چاہیے، ہاں اگر ایسی حالت میں آفتاب غروب ہو جائے یا کسی نماز کا وقت آ جائے تو البتہ دعا کو موقوف کر کے نماز میں مشغول ہو جانا چاہیے۔

مسئلہ (۶): خسوف (چاند گرہن) کے وقت بھی دو رکعت نماز مسنون ہے، مگر اس میں جماعت مسنون نہیں، سب لوگ تنہا علاحدہ علاحدہ نمازیں پڑھیں اور اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں مسجد میں جانا بھی مسنون نہیں۔

دیگر مسنون نمازیں

مسئلہ (۱): اسی طرح جب کوئی خوف یا مصیبت پیش آئے تو نماز پڑھنا مسنون ہے، مثلاً: سخت آندھی چلے یا زلزلہ آئے یا بجلی گرے یا ستارے بہت ٹوٹیں یا برف بہت گرے یا پانی بہت برسے یا کوئی مرض عام مثل ہیضے وغیرہ کے پھیل جائے یا کسی دشمن وغیرہ کا خوف ہو مگر ان اوقات میں جو نمازیں پڑھی جائیں ان میں جماعت نہ کی جائے، ہر شخص اپنے اپنے گھر میں تنہا پڑھے۔ نبی ﷺ کو جب کوئی مصیبت یا رنج ہوتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔

مسئلہ (۲): جس قدر نمازیں یہاں بیان ہو چکیں اُن کے علاوہ بھی جس قدر کثرتِ نوافل کی جائے باعث ثواب وترقی درجات ہے، خصوصاً ان اوقات میں جن کی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے اور ان میں عبادت کرنے کی

ترغیب نبی ﷺ نے فرمائی ہے، مثل رمضان کے اخیر عشرے کی راتوں اور شعبان کی پندرہویں تاریخ کے ان اوقات کی بہت فضیلتیں اور ان میں عبادت کا بہت احادیث میں وارد ہوا ہے، ہم نے اختصار کے خیال سے اُن کی تفصیل نہیں کی۔

استسقاء کی نماز کا بیان

جب پانی کی ضرورت ہو اور پانی نہ برستا ہو اُس وقت اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرنا مسنون ہے، استسقاء کے لیے دعا کرنا اس طریقے سے مستحب ہے کہ تمام مسلمان مل کر مع اپنے لڑکوں اور بوڑھوں اور جانوروں کے پاپیادہ خشوع عاجزی کے ساتھ معمولی لباس میں جنگل کی طرف جائیں اور توبہ کی تجدید کریں اور اہلِ حقوق کے حقوق ادا کریں اور اپنے ہم راہ کسی کافر کو نہ لے جائیں، پھر دو رکعت بلا اذان اور اقامت کے جماعت سے پڑھیں۔

اور امام جہر سے قراءت پڑھے، پھر دو خطبے پڑھے جس طرح عید کے روز کیا جاتا ہے، پھر امام قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو جائے اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرے اور سب حاضرین بھی دعا کریں، تین روز متواتر ایسا ہی کریں، تین روز کے بعد نہیں، کیوں کہ اس سے زیادہ ثابت نہیں اور اگر نکلنے سے پہلے یا ایک دن نماز پڑھ کر بارش ہو جائے تو جب بھی تین دن پورے کر دیں اور تینوں دنوں میں روزہ بھی رکھیں تو مستحب ہے اور جانے سے پہلے صدقہ خیرات کرنا بھی مستحب ہے۔

خوف کی نماز

جب کسی دشمن کا سامنا ہونے والا ہو خواہ وہ دشمن انسان ہو یا کوئی درندہ، جانور یا کوئی اژدہا وغیرہ اور ایسی حالت میں سب مسلمان یا بعض لوگ بھی مل کر جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں اور سواریوں سے اُترنے کی بھی مہلت نہ ہو تو سب لوگوں کو چاہیے کہ سواریوں پر بیٹھے بیٹھے اشاروں سے تنہا نماز پڑھ لیں، استقبالِ قبلہ بھی اس وقت شرط نہیں، ہاں اگر دو آدمی ایک ہی سواری پر بیٹھے ہوں تو وہ دونوں جماعت کر لیں۔

اور اگر اس کی بھی مہلت نہ ہو تو معذور ہیں، اس وقت نماز نہ پڑھیں، اطمینان کے بعد اس کی قضا پڑھ لیں اور اگر یہ ممکن ہو کہ کچھ لوگ مل کر جماعت سے نماز پڑھ سکیں اگر چہ سب آدمی نہ پڑھ سکتے ہوں تو ایسی حالت میں اُن

لو جماعت نہ چھوڑنا چاہیے۔

نمازِ خوف کا طریقہ:

اس قاعدے سے نماز پڑھیں، یعنی تمام مسلمانوں کے دو حصے کر دیے جائیں۔ ایک حصہ دشمن کے مقابلے میں ہے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ نماز شروع کر دے۔ اگر تین یا چار رکعت کی نماز ہو جیسے ظہر، عصر، مغرب عشا جب کہ یہ لوگ مسافر نہ ہوں اور قصر نہ کریں، پس امام دو رکعت نماز پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہونے لگے تب یہ حصہ چلا جائے۔

اگر یہ لوگ قصر کرتے ہوں یا دو رکعت والی نماز ہو جیسے فجر، جمعہ، عیدین کی نماز یا مسافر کی ظہر، عصر، عشا کی نماز تو ایک ہی رکعت کے بعد یہ حصہ چلا جائے اور دوسرا حصہ وہاں سے آکر امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھے، امام کو ان لوگوں کے آنے کا انتظار کرنا چاہیے، پھر جب بقیہ نماز امام تمام کر چکے تو سلام پھیر دے اور یہ لوگ بغیر سلام پھیرے ہوئے دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں اور پہلے لوگ پھر یہاں آکر اپنی بقیہ نماز بے قراءت کے تمام کر لیں اور سلام پھیر دیں، اس لیے کہ وہ لوگ لاحق ہیں پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں، دوسرا حصہ یہاں آکر اپنی نماز قراءت کے ساتھ تمام کر لے اور سلام پھیر دے اس لیے کہ وہ لوگ مسبوق ہیں۔

مسئلہ (۱): حالتِ نماز میں دشمن کے مقابلے میں جاتے وقت یا وہاں سے نماز تمام کرنے کے لیے آتے وقت پیادہ چلنا چاہیے، اگر سوار ہو کر چلیں گے تو نماز فاسد ہو جائے گی، اس لیے کہ یہ عمل کثیر ہے۔

مسئلہ (۲): دوسرے حصے کا امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر چلا جانا اور پہلے حصے کا پھر یہاں آکر اپنی نماز تمام کرنا، اُس کے بعد دوسرے حصے کا یہیں آکر نماز تمام کرنا مستحب اور افضل ہے، ورنہ یہ بھی جائز ہے کہ پہلا حصہ نماز پڑھ کر چلا جائے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر اپنی نماز وہیں تمام کر لے تب دشمن کے مقابلے میں جائے جب یہ لوگ وہاں پہنچ جائیں تو پہلا حصہ اپنی نماز وہیں پڑھ لے یہاں نہ آئے۔

مسئلہ (۳): یہ طریقہ نماز پڑھنے کا اُس وقت کے لیے ہے کہ جب سب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہوں، مثلاً: کوئی بزرگ شخص ہو اور سب چاہتے ہوں کہ اسی کے پیچھے نماز پڑھیں، ورنہ بہتر یہ ہے کہ ایک حصہ ایک امام کیساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دشمن کے مقابلے میں چلا جائے، پھر دوسرا حصہ دوسرے شخص کو امام بنا کر

پوری نماز پڑھ لے۔

مسئلہ (۴): اگر یہ خوف ہو کہ دشمن بہت ہی قریب ہے اور جلد یہاں پہنچ جائے گا اور اس خیال سے ان لوگوں نے پہلے قاعدے سے نماز پڑھی اس کے بعد یہ خیال غلط نکلا تو امام کی نماز تو صحیح ہوگئی مگر مقتدیوں کو اس نماز کا اعادہ کر لینا چاہیے، اس لیے کہ وہ نماز نہایت سخت ضرورت کے لیے خلافِ قیاس عملِ کثیر کے ساتھ مشروع کی گئی ہے، بغیر ضرورتِ شدیدہ اس قدر عملِ کثیر مفسدِ نماز ہے۔

مسئلہ (۵): اگر کوئی ناجائز لڑائی ہو تو اس وقت اس طریقے سے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں، مثلاً: باغی لوگ بادشاہِ اسلام پر چڑھائی کریں یا کسی دُنیاوی ناجائز غرض سے کوئی کسی سے لڑے تو ایسے لوگوں کے لیے اس قدر عملِ کثیر معاف نہ ہوگا۔

مسئلہ (۶): نمازِ جہتِ قبلہ کی مخالف سمت میں شروع کر چکے ہوں کہ اتنے میں دشمن بھاگ جائے تو ان کو چاہیے کہ فوراً قبلہ کی طرف پھر جائے ورنہ نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ (۷): اگر اطمینان سے قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہے ہوں اور اسی حالت میں دشمن آجائے تو فوراً ان کو دشمن کی طرف پھر جانا جائز ہے اور اس وقت استقبالِ قبلہ شرط نہ رہے گا۔

مسئلہ (۸): اگر کوئی شخص دریا میں تیر رہا ہو اور نماز کا وقت اخیر ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ اگر ممکن ہو تو تھوڑی دیر تک اپنے ہاتھ پیر کو جُنبش نہ دے اور اشاروں سے نماز پڑھ لے۔

تمرین

سوال ①: نمازِ کسوف و نمازِ خسوف کسے کہتے ہیں اور ان کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟

سوال ②: نمازِ استسقاء کسے کہتے ہیں اور اس کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟

سوال ③: خوف کی نماز کسے کہتے ہیں اور کیسے ادا کی جاتی ہے؟

سوال ④: خوف اور مصیبت کے وقت جو دیگر مسنون نمازیں ہیں، ان کے نام بتائیں۔

باب القضاء و الفوائت

قضا نمازوں کے پڑھنے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): جس کی کوئی نماز چھوٹ گئی ہو تو جب یاد آئے فوراً اس کی قضا پڑھے، بلا کسی عذر کے قضا پڑھنے میں دیر لگانا گناہ ہے سو جس کی کوئی نماز قضا ہوگئی اور اس نے فوراً اس کی قضا نہ پڑھی دوسرے وقت پر یا دوسرے دن پر ڈال دی کہ فلانے دن پڑھ لوں گا اور اس دن سے پہلے ہی اچانک مرگیا تو دوہرا گناہ ہوا، ایک تو نماز کے قضا ہو جانے کا اور دوسرے فوراً قضا نہ پڑھنے کا۔

مسئلہ (۲): اگر کسی کی کئی نمازیں قضا ہوگئیں تو جہاں تک ہو سکے جلدی سے سب کی قضا پڑھ لے، ہو سکے تو ہمت کر کے ایک ہی وقت سب کی قضا پڑھ لے۔ یہ ضروری نہیں کہ ظہر کی قضا ظہر کے وقت پڑھے اور عصر کی قضا عصر کے وقت اور اگر بہت سی نمازیں کئی مہینے یا کئی برس کی قضا ہوں تو ان کی قضا میں بھی جہاں تک ہو سکے جلدی کرے، ایک ایک وقت دو دو چار چار نمازیں قضا پڑھ لیا کرے، اگر کوئی مجبوری اور ناچاری ہو تو خیر ایک وقت ایک ہی نماز کی قضا سہی، یہ بہت کم درجے کی بات ہے۔

مسئلہ (۳): جس کی ایک ہی نماز قضا ہوئی اس سے پہلے کوئی نماز اس کی قضا نہیں ہوئی یا اس سے پہلے نمازیں قضا تو ہوئیں لیکن سب کی قضا پڑھ چکا ہے فقط اسی ایک نماز کی قضا پڑھنی باقی ہے تو پہلے اس کی قضا پڑھ لے تب کوئی ادا نماز پڑھے، اگر بغیر قضا نماز پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھی تو ادا درست نہیں ہوئی، قضا پڑھ کے پھر ادا پڑھے، ہاں اگر قضا پڑھنی یاد نہیں رہی بالکل بھول گیا تو ادا درست ہوگئی، اب جب یاد آئے تو فقط قضا پڑھ لے، ادا کو نہ دُہرائے۔

مسئلہ (۴): قضا پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے جس وقت فرصت ہو وضو کر کے پڑھ لے، البتہ اتنا خیال رکھے کہ مکروہ وقت نہ ہو۔

مسئلہ (۵): اگر وقت بہت تنگ ہے کہ اگر پہلے قضا پڑھے گا تو ادا نماز کا وقت باقی نہ رہے گا تو پہلے ادا پڑھ لے تب قضا پڑھے۔

---

[1] اس باب میں اٹھارہ (۱۸) مسائل مذکور ہیں۔

مسئلہ (۶): اگر دو یا تین یا چار یا پانچ نمازیں قضا ہوگئیں اور سوائے ان نمازوں کے اس کے ذمے کسی اور نماز کی قضا باقی نہیں ہے، یعنی عمر بھر میں جب سے جوان ہوا ہے کبھی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی یا قضا تو ہوگئی لیکن سب کی قضا پڑھ چکا ہے تو جب تک ان پانچوں کی قضا نہ پڑھ لے تب تک ادا نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور جب ان پانچوں کی قضا پڑھے تو اس طرح پڑھے کہ جو نماز سب سے اول چھوٹی ہے پہلے اس کی قضا پڑھے، پھر اس کے بعد والی، پھر اس کے بعد والی۔ اسی طرح ترتیب سے پانچوں کی قضا پڑھے جیسے کسی نے پورے ایک دن کی نمازیں نہیں پڑھیں: فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشا، یہ پانچوں نمازیں چھوٹ گئیں تو پہلے فجر، پھر ظہر، پھر عصر، پھر مغرب، پھر عشا اسی ترتیب سے قضا پڑھے۔ اگر پہلے فجر کی قضا نہیں پڑھی بل کہ ظہر کی پڑھی یا عصر کی یا اور کوئی تو درست نہیں ہوئی پھر سے پڑھنا پڑے گی۔

مسئلہ (۷): اگر کسی کی چھ نمازیں قضا ہوگئیں تو اب بغیر ان کی قضا پڑھے ہوئے بھی اَدا نماز پڑھنی جائز ہے اور جب ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے تو جو نماز سب سے اول قضا ہوئی ہے پہلے اس کی قضا پڑھنا واجب نہیں ہے بل کہ جو چاہے پہلے پڑھے اور جو چاہے پیچھے پڑھے، سب جائز ہے اور اب ترتیب سے پڑھنی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ (۸): دو چار مہینے یا دو چار برس ہوئے کہ کسی کی چھ نمازیں یا زیادہ قضا ہوگئی تھیں اور اب تک اُن کی قضا نہیں پڑھی، لیکن اس کے بعد سے ہمیشہ نماز پڑھتا رہا کبھی قضا نہیں ہونے پائی، مدت کے بعد اب پھر ایک نماز جاتی رہی تو اس صورت میں بھی بغیر اس کی قضا پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھنی درست ہے اور ترتیب واجب نہیں۔

مسئلہ (۹): کسی کے ذمے چھ نمازیں یا بہت سی نمازیں قضا تھیں، اس وجہ سے ترتیب سے پڑھنی اس پر واجب نہیں تھیں، لیکن اس نے ایک ایک، دو دو کر کے سب کی قضا پڑھ لی، اب کسی نماز کی قضا پڑھنی باقی نہیں رہی تو اب پھر جب ایک نماز یا پانچ نمازیں قضا ہو جائیں تو ترتیب سے پڑھنا پڑیں گی اور بغیر ان پانچوں کی قضا پڑھے ادا نماز پڑھنی درست نہیں، البتہ اب پھر اگر چھ نمازیں چھوٹ جائیں تو پھر ترتیب معاف ہو جائے گی اور بغیر ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے بھی ادا پڑھنی درست ہوگی۔

مسئلہ (۱۰): کسی کی بہت سی نمازیں قضا ہوگئی تھیں، اس نے تھوڑی تھوڑی کر کے سب کی قضا پڑھ لی، اب فقط چار پانچ نمازیں رہ گئیں تو اب ان چار پانچ نمازوں کو ترتیب سے پڑھنا واجب نہیں ہے بل کہ اختیار ہے جس طرح جی چاہے پڑھے اور بغیر ان باقی نمازوں کی قضا پڑھے ہوئے بھی ادا پڑھ لینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۱): اگر وتر کی نماز قضا ہوگئی اور سوائے وتر کے کوئی اور نماز اس کے ذمے قضا نہیں تو بغیر وتر کے قضا پڑھے ہوئے فجر کی نماز پڑھنی درست نہیں ہے۔ اگر وتر کا قضا ہونا یاد ہو پھر بھی پہلے قضا نہ پڑھے بل کہ فجر کی نماز پڑھ لے تو اب قضا پڑھ کے فجر کی نماز پھر پڑھنی پڑے گی۔

مسئلہ (۱۲): فقط عشا کی نماز پڑھ کے سوگیا، پھر تہجد کے وقت اٹھا اور وضو کر کے تہجد اور وتر کی نماز پڑھی، پھر صبح کو یاد آیا کہ عشا کی نماز بھولے سے بغیر وضو پڑھ لی تھی تو اب فقط عشا کی قضا پڑھے وتر کی قضا نہ پڑھے۔

مسئلہ (۱۳): قضا فقط فرض نمازوں اور وتر کی پڑھی جاتی ہے سنتوں کی قضا نہیں ہے، البتہ اگر فجر کی نماز قضا ہو جائے تو اگر دوپہر سے پہلے پہلے قضا پڑھے تو سنت اور فرض دونوں کی قضا پڑھے اور اگر دوپہر کے بعد قضا پڑھے تو فقط دو رکعت فرض کی قضا پڑھے۔

مسئلہ (۱۴): اگر فجر کا وقت تنگ ہوگیا اس لیے فقط دو رکعت فرض پڑھ لیے سنت چھوڑ دی تو بہتر یہ ہے کہ سورج اونچا ہونے کے بعد سنت کی قضا پڑھ لے لیکن دوپہر سے پہلے ہی پہلے پڑھے۔

مسئلہ (۱۵): اگر کسی کی کچھ نمازیں قضا ہوگئی ہوں اور ان کی قضا پڑھنے کی ابھی نوبت نہیں آئی تو مرتے وقت نمازوں کی طرف سے فدیہ دینے کی وصیت کر جانا واجب ہے، نہیں تو گناہ ہوگا اور نماز کے فدیہ کا بیان روزے کے فدیہ کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ صفحہ نمبر ۳۲۵ پر آئے گا۔

مسئلہ (۱۶): کسی بے نمازی نے توبہ کی تو جتنی نمازیں عمر بھر میں قضا ہوئی ہیں سب کی قضا پڑھنی واجب ہے، توبہ سے نمازیں معاف نہیں ہوتیں، البتہ نہ پڑھنے سے جو گناہ ہوا تھا وہ توبہ سے معاف ہوگیا، اب ان کی قضا نہ پڑھے گا تو پھر گناہ گار ہوگا۔

نماز قضا ہوجانے کے مسائل

مسئلہ (۱۷): اگر چند لوگوں کی نماز کسی وقت کی قضا ہوگئی ہو تو ان کو چاہیے کہ اس نماز کو جماعت سے ادا کریں، اگر بلند آواز کی نماز ہو تو بلند آواز سے قراءت کی جائے اور آہستہ آواز کی ہو تو آہستہ آواز سے۔

مسئلہ (۱۸): اگر کوئی نابالغ لڑکا عشا کی نماز پڑھ کر سوئے اور طلوعِ فجر کے بعد بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے جس سے معلوم ہو کہ اس کو احتلام ہوگیا ہے تو راجح قول کے مطابق اس کو چاہیے کہ عشا کی نماز کا پھر اعادہ کرے اور اگر طلوعِ

فجر سے قبل بیدار ہوکر منی کا اثر دیکھے تو بالاتفاق عشا کی نماز قضا پڑھے۔

تمرین

سوال ①: قضا نماز پڑھنے کا کیا طریقہ ہے اور کس وقت پڑھنی چاہیے؟

سوال ②: اگر عمر بھر کسی کے ذمے قضا نماز نہیں پھر دو تین نمازیں قضا ہوگئیں تو ان کی قضا کا کیا طریقہ ہوگا؟

سوال ③: قضا نمازوں کو ترتیب سے پڑھنا کن وجوہات کی بنا پر ساقط ہوجاتا ہے؟

سوال ④: جس کی قضا نمازوں کی ترتیب ایک مرتبہ ساقط ہوگئی تھی تو اب وہ دوبارہ کس طرح لوٹے گی؟

سوال ⑤: جس کے ذمے کوئی نماز قضا نہ ہو پھر وتر قضا ہوجائے تو کیا اس کے قضا کیے بغیر فجر کی نماز درست ہے؟

سوال ⑥: کن کن نمازوں کی قضا پڑھی جاتی ہے؟

سوال ⑦: کسی کے ذمے قضا نمازیں تھیں اور ان کو ابھی تک قضا نہیں کیا کہ موت کا وقت آ گیا تو ایسے شخص کو کیا کرنا چاہیے؟

سوال ⑧: کیا توبہ کرنے سے نماز معاف ہوجاتی ہے؟

سوال ⑨: قضا نماز کو جماعت سے ادا کیا جاسکتا ہے؟

سوال ⑩: کسی کے ذمے بہت سی قضا نمازیں تھیں پھر وہ کم ہوکر چار رہ گئیں اور پھر ایک نماز چھوٹ گئی تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑪: عشا کی نماز اگر بے وضو بھولے سے پڑھی اور پھر وتر تہجد کے وقت باوضو پڑھی تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑫: فجر کی نماز چھوٹ جائے تو قضا کا کیا حکم ہے، کیا سنتیں بھی ساتھ پڑھنی ہوں گی؟

باب سجود السھو

سجدہ سہو کا بیان[1]

سجدہ سہو واجب ہو جانے کا ضابطہ:

مسئلہ (۱): نماز میں جتنی چیزیں واجب ہیں اس میں سے ایک واجب یا کئی واجب اگر بھولے سے رہ جائیں تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے اور اس کے کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے، اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز پھر سے پڑھے۔

مسئلہ (۲): اگر بھولے سے نماز کا کوئی فرض چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرنے سے نماز درست نہیں ہوتی پھر سے پڑھے۔

سجدہ سہو کا طریقہ:

مسئلہ (۳): سجدہ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اخیر رکعت میں فقط ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھ کے ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے، پھر بیٹھ کر ''اَلتَّحِیَّات'' اور درود شریف اور دُعا پڑھ کے دونوں طرف سلام پھیرے اور نماز ختم کرے۔

سجدہ سہو کے مسائل:

مسئلہ (۴): کسی نے بھول کر سلام پھیرنے سے پہلے ہی سجدہ سہو کر لیا تب بھی ادا ہو گیا اور نماز صحیح ہو گئی۔

مسئلہ (۵): اگر بھولے سے دو رکوع کر لیے یا تین سجدے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

قراءت سے متعلق مسائل:

مسئلہ (۶): نماز میں ''اَلْحَمْدُ'' پڑھنا بھول گیا فقط سورت پڑھی یا پہلے سورت پڑھی اور پھر ''اَلْحَمْدُ'' پڑھی تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ (۷): فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانا بھول گیا تو پچھلی دونوں رکعتوں میں سورت ملائے اور سجدہ سہو کرے اور اگر پہلی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تو پچھلی ایک رکعت میں سورت ملائے اور سجدہ سہو کرے اور اگر پچھلی رکعتوں میں بھی سورت ملانا یاد نہ رہا، نہ پہلی رکعتوں میں سورت ملائی نہ پچھلی رکعتوں میں،

---

[1] اس باب میں انتالیس (۳۹) مسائل مذکور ہیں۔

بالکل اخیر رکعت میں ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھتے وقت یاد آیا کہ دونوں رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تب بھی سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ (۸): سنت اور نفل کی سب رکعتوں میں سورت کا ملانا واجب ہے، اس لیے اگر کسی رکعت میں سورت ملانا بھول جائے تو سجدہ سہو کرے۔

دورانِ نماز سوچنے کے مسائل:

مسئلہ (۹): ''اَلْحَمْدُ'' پڑھ کر سوچنے لگا کہ کون سی سورت پڑھوں اور اس سوچ بچار میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' کہہ سکتا ہے تو بھی سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ (۱۰): اگر بالکل اخیر رکعت میں ''اَلتَّحِیَّات'' اور درود پڑھنے کے بعد شبہ ہوا کہ میں نے چار رکعتیں پڑھی ہیں یا تین، اسی سوچ میں خاموش بیٹھا رہا اور سلام پھیرنے میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین دفعہ ''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' کہہ سکتا ہے پھر یاد آ گیا کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لیں تو اس صورت میں بھی سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ (۱۱): جب ''اَلْحَمْدُ'' اور سورت پڑھ چکا بھولے سے کچھ سوچنے لگا اور رکوع کرنے میں اتنی دیر ہو گئی جتنی کہ اوپر بیان ہوئی تو بھی سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ (۱۲): اسی طرح اگر پڑھتے پڑھتے درمیان میں رک گیا اور کچھ سوچنے لگا اور سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی یا جب دوسری یا چوتھی رکعت پر ''اَلتَّحِیَّات'' کے لیے بیٹھا تو فوراً ''اَلتَّحِیَّات'' نہیں شروع کی، کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی یا جب رکوع سے اٹھا تو دیر تک کچھ کھڑا سوچتا رہا یا دونوں سجدوں کے بیچ میں جب بیٹھا تو کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگا دی تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے، غرض کہ جب بھولے سے کسی بات کے کرنے میں دیر کر دے گا یا کسی بات کے سوچنے کی وجہ سے دیر لگ جائے گی تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔

''اَلتَّحِیَّات'' پڑھنے کے مسائل:

مسئلہ (۱۳): تین رکعت یا چار رکعت والی فرض نماز (ادا پڑھ رہا ہو یا قضا اور وتروں میں اور ظہر کی پہلی سنتوں کی چار رکعتوں) میں جب دو رکعت پر ''اَلتَّحِیَّات'' کے لیے بیٹھا تو دو دفعہ ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھ گیا تو بھی سجدہ سہو واجب ہے اور اگر ''اَلتَّحِیَّات'' کے بعد اتنا درود شریف بھی پڑھ گیا ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ'' یا اس سے زیادہ پڑھ گیا تب

یاد آیا اور اُٹھ کھڑا ہوا تو بھی سجدہ سہو واجب ہے اور اگر اس سے کم پڑھا ہو تو سہو کا سجدہ واجب نہیں۔

مسئلہ (۱۴): نفل نماز (یا منت کی چار رکعت والی نماز) میں دو رکعت پر بیٹھ کر ''اَلتَّحِیَّات'' کے ساتھ درود شریف بھی پڑھنا جائز ہے، اس لیے کہ نفل (اور منت کی نماز) میں درود شریف پڑھنے سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا، البتہ اگر دو مرتبہ ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھ جائے تو نفل میں بھی سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ (۱۵): ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھنے بیٹھا مگر بھولے سے ''اَلتَّحِیَّات'' کی جگہ کچھ اور پڑھ گیا یا ''اَلْحَمْدُ'' پڑھنے لگا تو بھی سہو کا سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ (۱۶): نیت باندھنے کے بعد ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ'' کی جگہ دعائے قنوت پڑھنے لگا تو سہو کا سجدہ واجب نہیں، اسی طرح فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں اگر ''اَلْحَمْد'' کی جگہ ''اَلتَّحِیَّات'' یا کچھ اور پڑھنے لگا تو بھی سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

''اَلتَّحِیَّات'' میں بیٹھنے کے مسائل:

مسئلہ (۱۷): تین رکعت یا چار رکعت والی نماز میں بیچ میں بیٹھنا بھول گیا اور دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو اگر نیچے کا آدھا دھڑ ابھی سیدھا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جائے اور ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھ لے تب کھڑا ہو اور ایسی حالت میں سجدہ سہو کرنا واجب نہیں اور اگر نیچے کا آدھا دھڑ سیدھا ہو گیا ہو تو نہ بیٹھے بل کہ کھڑا ہو کر چاروں رکعتیں پڑھ لے، فقط اخیر میں بیٹھے اور اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہے۔ اگر سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد پھر لوٹ آیا اور بیٹھ کر ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھی تو گناہ گار ہوگا اور سجدہ سہو کرنا اب بھی واجب ہوگا۔

مسئلہ (۱۸): اگر چوتھی رکعت پر بیٹھنا بھول گیا تو اگر نیچے کا دھڑ ابھی سیدھا نہیں ہوا تو بیٹھ جائے اور ''اَلتَّحِیَّات'' درود وغیرہ پڑھ کے سلام پھیرے اور سجدہ سہو نہ کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا ہو تب بھی بیٹھ جائے بل کہ اگر ''اَلْحَمْد'' اور سورت بھی پڑھ چکا ہو یا رکوع بھی کر چکا ہو تب بھی بیٹھ جائے اور ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھ کر سجدہ سہو کر لے، البتہ اگر رکوع کے بعد بھی یاد نہ آیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو فرض نماز پھر سے پڑھے، یہ نماز نفل ہو گئی۔ ایک رکعت اور ملا کے پوری چھ رکعت کر لے اور سجدہ سہو نہ کرے۔

مسئلہ (۱۹): اگر چوتھی رکعت پر بیٹھا اور ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھ کے کھڑا ہو گیا تو سجدہ کرنے سے پہلے پہلے جب یاد آئے بیٹھ

جائے اور ''اَلتَّحِیَّات'' نہ پڑھے بل کہ بیٹھ کر ترت (فوراً) سلام پھیر کے سجدہ سہو کرے، اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکا تب یاد آیا تو ایک رکعت اور ملا کے چھ کر لے، چار فرض ہو گئیں اور دو نفل اور چھٹی رکعت پر سجدہ سہو بھی کرے، اگر پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا اور سجدہ سہو کر لیا تو برا کیا، چار فرض ہوئے اور ایک رکعت اکارت (بے کار) گئی۔

مسئلہ (۲۰): اگر چار رکعت نفل نماز پڑھی اور بیچ میں بیٹھنا بھول گیا تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تب تک یاد آنے پر بیٹھ جانا چاہیے، اگر سجدہ کر لیا تو خیر تب بھی نماز ہو گئی اور سجدہ سہو ان دونوں صورتوں میں واجب ہے۔

رکعات کی تعداد میں شک ہونے کے مسائل:

مسئلہ (۲۱): اگر نماز میں شک ہو گیا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں تو اگر یہ شک اتفاق سے ہو گیا ہے، ایسا شبہ پڑنے کی اس کی عادت نہیں ہے تو پھر سے نماز پڑھے اور اگر شک کرنے کی عادت ہے اور اکثر ایسا شبہ پڑ جاتا ہے تو دل میں سوچ کر دیکھے کہ دل زیادہ کدھر جاتا ہے۔ اگر زیادہ گمان تین رکعت پڑھنے کا ہو تو ایک اور پڑھ لے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور اگر زیادہ گمان یہی ہے کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لی ہیں تو اور رکعت نہ پڑھے اور سجدہ سہو بھی نہ کرے اور اگر سوچنے کے بعد بھی دونوں طرف برابر خیال رہے، نہ تین رکعت کی طرف زیادہ گمان جاتا ہے اور نہ چار کی طرف تو تین ہی رکعتیں سمجھے اور ایک رکعت اور پڑھ لے، لیکن اس صورت میں تیسری رکعت پر بھی بیٹھ کر ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھے تب کھڑا ہو کے چوتھی رکعت پڑھے اور سجدہ سہو بھی کرے۔

مسئلہ (۲۲): اگر یہ شک ہوا کہ یہ پہلی رکعت ہے یا دوسری رکعت تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر اتفاق سے یہ شک پڑا ہو تو پھر سے پڑھے اور اگر اکثر شک پڑ جاتا ہو تو جدھر زیادہ گمان ہو جائے اس کو اختیار کرے اور اگر دونوں طرف برابر گمان رہے کسی طرف زیادہ نہ ہو تو ایک ہی سمجھے، لیکن اس پہلی رکعت پر بیٹھ کر ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھے کہ شاید یہ دوسری رکعت ہو اور دوسری رکعت پڑھ کے پھر بیٹھے اور اس میں ''اَلْحَمْد'' کے ساتھ سورت بھی ملائے، پھر تیسری رکعت پڑھ کر بھی بیٹھے کہ شاید یہی چوتھی ہو پھر چوتھی رکعت پڑھے اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے۔

مسئلہ (۲۳): اگر یہ شک ہوا کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر دونوں گمان برابر درجے کے ہوں تو دوسری رکعت پر بیٹھ کر تیسری رکعت پڑھے اور پھر بیٹھ کے ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھے کہ شاید یہی چوتھی ہو، پھر چوتھی پڑھے اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے۔

مسئلہ (۲۴): اگر نماز پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا کہ نہ معلوم تین رکعتیں پڑھیں یا چار تو اس شک کا کچھ اعتبار نہیں نماز ہوگئی، البتہ اگر ٹھیک یاد آجائے کہ تین ہی ہوئیں تو پھر کھڑے ہوکر ایک رکعت اور پڑھ لے اور سجدہ سہو کر لے اور اگر پڑھ کے بول پڑا ہو یا اور کوئی ایسی بات کی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو پھر سے پڑھے۔ اسی طرح اگر "اَلتَّحِیَّات" پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک ٹھیک یاد نہ آئے اس کا کچھ اعتبار نہ کرے، لیکن اگر کوئی احتیاط کی راہ سے نماز پھر سے پڑھ لے تو اچھا ہے کہ دل کی کھٹک نکل جائے اور شبہ باقی نہ رہے۔

متفرق مسائل:

مسئلہ (۲۵): اگر نماز میں کئی باتیں ایسی ہوگئیں جن سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو ایک ہی سجدہ سب کی طرف سے کافی ہو جائے گا، ایک نماز میں دو دفعہ سجدہ سہو نہیں کیا جاتا۔

مسئلہ (۲۶): سجدہ سہو کرنے کے بعد پھر کوئی ایسی بات ہوگئی جس سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو وہی پہلا سجدہ سہو کافی ہے، اب پھر سجدہ سہو نہ کرے۔

مسئلہ (۲۷): نماز میں کچھ بھول ہوگئی تھی جس سے سجدہ سہو واجب تھا، لیکن سجدہ سہو کرنا بھول گیا اور دونوں طرف سلام پھیر دیا، لیکن ابھی اسی جگہ بیٹھا ہے اور سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھیرا، نہ کسی سے کچھ بولا، نہ کوئی اور ایسی بات ہوئی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اب سجدہ سہو کر لے، بل کہ اگر اسی طرح بیٹھے بیٹھے کلمہ اور درود شریف وغیرہ کوئی وظیفہ بھی پڑھنے لگا ہو تب بھی کچھ حرج نہیں، اب سجدہ سہو کر لے تو نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ (۲۸): سجدہ سہو واجب تھا اور اس نے قصداً دونوں طرف سلام پھیر دیا اور یہ نیت کی کہ میں سجدہ سہو نہ کروں گا، تب بھی جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے نماز جاتی رہتی ہے، سجدہ سہو کر لینے کا اختیار رہتا ہے۔

مسئلہ (۲۹): چار رکعت والی یا تین رکعت والی نماز میں بھولے سے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اب اٹھ کر اس نماز کو پورا کرلے اور سجدہ سہو کرلے، البتہ اگر سلام پھیرنے کے بعد کوئی ایسی بات ہوگئی جس سے نماز جاتی رہتی ہے تو پھر سے نماز پڑھے۔

وتر میں سجدہ سہو کے مسائل:

مسئلہ (۳۰): بھولے سے وتر کی پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ گیا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں، تیسری

رکعت میں پھر پڑھے اور سجدہ سہو کرے۔

مسئلہ (۳۱): وتر کی نماز میں شبہ ہوا کہ نہ معلوم یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری رکعت اور کسی بات کی طرف زیادہ گمان نہیں ہے بلکہ دونوں طرف برابر درجے کا گمان ہے تو اسی رکعت میں دعائے قنوت پڑھے اور بیٹھ کر ''اَلتَّحِیَّات'' کے بعد کھڑا ہو کر ایک رکعت اور پڑھے اور اس میں بھی دعائے قنوت پڑھے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے۔

مسئلہ (۳۲): وتر میں دعائے قنوت کی جگہ ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ'' پڑھ گیا، پھر جب یاد آیا تو دعائے قنوت پڑھی تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ (۳۳): وتر میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا، سورت پڑھ کے رکوع میں چلا گیا تو سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ (۳۴): ''اَلْحَمْد'' پڑھ کے دو سورتیں یا تین سورتیں پڑھ گیا تو کچھ ڈر نہیں اور سجدہ سہو واجب نہیں۔

مندرجہ ذیل صورتوں میں سجدہ سہو واجب نہیں:

مسئلہ (۳۵): فرض نماز میں پچھلی دونوں رکعتوں یا ایک رکعت میں سورت ملالی تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ (۳۶): نماز کے اول میں ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ'' پڑھنا بھول گیا، یا رکوع میں ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم'' نہیں پڑھا، یا سجدے میں ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' نہیں کہا، یا رکوع سے اٹھ کر ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہ'' کہنا یاد نہیں رہا، یا نیت باندھتے وقت کندھے تک ہاتھ نہیں اٹھائے، یا اخیر رکعت میں درود شریف یا دعا نہیں پڑھی یوں ہی سلام پھیر دیا تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

مسئلہ (۳۷): فرض کی پچھلی دونوں رکعتوں میں یا ایک رکعت میں ''اَلْحَمْد'' پڑھنی بھول گیا، چپکے کھڑا رہ کر رکوع میں چلا گیا تو بھی سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ (۳۸): جن چیزوں کو بھول کر کرنے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اگر ان کو کوئی قصداً کرے تو سجدہ سہو واجب نہیں بل کہ نماز پھر سے پڑھے، اگر سجدہ سہو کر بھی لیا تب بھی نماز نہیں ہوئی، جو چیزیں نماز میں نہ فرض ہیں نہ واجب ان کو بھول کر چھوڑ دینے سے نماز ہو جاتی ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

سہو کے بعض مسائل:

مسئلہ (۳۹): اگر آہستہ آواز کی نماز میں کوئی شخص خواہ امام ہو یا منفرد بلند آواز سے قراءت کر جائے یا بلند آواز کی

نماز میں امام آہستہ آواز سے قراءت کرے تو اس کو سجدہ سہو کرنا چاہیے، ہاں اگر آہستہ آواز کی نماز میں بہت تھوڑی قراءت بلند آواز سے کی جائے جو نماز صحیح ہونے کے لیے کافی نہ ہو، مثلاً: دو تین لفظ بلند آواز سے نکل جائیں یا جہری نماز میں امام اِسی قدر آہستہ پڑھ دے تو سجدہ سہو لازم نہیں، یہی اصح ہے۔

تمرین

سوال ①: سجدہ سہو کن چیزوں کی وجہ سے لازم آتا ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے؟

سوال ②: کیا فرض چھوٹ جانے کی صورت میں سجدہ سہو کرنے سے نماز درست ہو جائے گی یا نہیں؟

سوال ③: نماز کے دوران کتنی مقدار سوچنے سے سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے؟

سوال ④: پہلے قعدے میں ''اَلتَّحِیَّات'' کے بعد کون سی نماز میں اور کتنی مقدار میں درود شریف پڑھنے سے سجدہ سہو واجب آتا ہے؟

سوال ⑤: ''اَلتَّحِیَّات'' کے بدلے کچھ اور پڑھ لیا، اسی طرح نماز کے شروع میں ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ'' کی جگہ دعائے قنوت پڑھنے لگا یا فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں بجائے سورت الفاتحہ کے ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھنے لگا تو سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا یا نہیں؟

سوال ⑥: پہلے قعدے میں بیٹھنا بھول گیا اور تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو اب کیا کرے؟

سوال ⑦: آخری رکعت میں بیٹھنا بھول گیا اور کھڑا ہو گیا یا ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھ کر کھڑا ہوا تو اب کیا کرے؟

سوال ⑧: نماز میں شک ہونے کے احکام تفصیل سے لکھیں۔

سوال ⑨: اگر سجدہ سہو کرنا بھول گیا اور سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑩: بھولے سے وتر کی پہلی رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑪: جن چیزوں سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے ان کو قصداً کیا تو اس سے سجدہ سہو لازم آتا ہے یا نہیں؟

سوال ⑫: اگر سوچنے میں دیر لگادی تو سجدہ سہو کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑬: اگر چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر درود پڑھ لیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑭: اگر ''اَلتَّحِیَّات'' میں بیٹھنا بھول جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑮: فرض نمازوں میں پچھلی دونوں یا ایک رکعت میں سورت ملالی تو کیا سجدہ سہو واجب ہے؟

ب سجود التلاوۃ

سجدۂ تلاوت کا بیان[1]

سجدۂ تلاوت کی تعداد:

مسئلہ (۱): قرآن شریف میں چودہ (۱۴) سجدۂ تلاوت ہیں، جہاں جہاں کلام مجید کے کنارے پر سجدہ لکھا رہتا ہے اس آیت کو پڑھ کر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اور اس سجدے کو ''سجدۂ تلاوت'' کہتے ہیں۔

سجدۂ تلاوت کا طریقہ:

مسئلہ (۲): سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ''اَللّٰهُ أَكْبَرُ'' کہہ کے سجدہ کرے اور ''اَللّٰهُ أَكْبَرُ'' کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے، سجدے میں کم سے کم تین دفعہ ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰی'' کہہ کے پھر ''اَللّٰهُ أَكْبَرُ'' کہہ کے سر اٹھا لے بس سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا۔

مسئلہ (۳): بہتر یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اوّل ''اَللّٰهُ أَكْبَر'' کہہ کے سجدے میں جائے، پھر ''اَللّٰهُ أَكْبَر'' کہہ کے کھڑا ہو جائے اور اگر بیٹھ کر ''اَللّٰهُ أَكْبَر'' کہہ کر سجدے میں جائے پھر ''اَللّٰهُ أَكْبَرُ'' کہہ کے اٹھ بیٹھے، کھڑا نہ ہو تب بھی درست ہے۔

آیت سجدہ پڑھنے اور سننے کا حکم:

مسئلہ (۴): سجدے کی آیت کو جو شخص پڑھے اس پر بھی سجدہ کرنا واجب ہے اور جو سنے اس پر بھی واجب ہو جاتا ہے۔ چاہے قرآن شریف سننے کے قصد سے بیٹھا ہو یا کسی اور کام میں لگا ہو اور بغیر قصد کے سجدے کی آیت سن لی ہو۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ سجدے کی آیت کو آہستہ سے پڑھے، تاکہ کسی اور پر سجدہ واجب نہ ہو۔

سجدۂ تلاوت کی شرائط:

مسئلہ (۵): جو چیزیں نماز کے لیے شرط ہیں وہ سجدۂ تلاوت کے لیے بھی شرط ہیں، یعنی وضو کا ہونا، جگہ کا پاک ہونا،

---

[1] اس باب میں سینتیس (۳۷) مسائل مذکور ہیں۔

بدن اور کپڑے کا پاک ہونا، قبلہ کی طرف (رخ کر کے) سجدہ کرنا وغیرہ۔

مسئلہ (۶): جس طرح نماز کا سجدہ کیا جاتا ہے اسی طرح سجدۂ تلاوت بھی کرنا چاہیے۔

مسئلہ (۷): اگر کسی کا وضو اس وقت نہ ہو تو پھر کسی وقت وضو کر کے سجدہ کرے، فوراً اسی وقت سجدہ کرنا ضروری نہیں ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ اسی وقت سجدہ کر لے، کیوں کہ شاید بعد میں یاد نہ رہے۔

مسئلہ (۸): اگر کسی کے ذمے بہت سے سجدے تلاوت کے باقی ہوں، اب تک ادا نہ کیے ہوں تو اب ادا کر لے۔ عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ادا کر لینے چاہییں، کبھی ادا نہ کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔

مسئلہ (۹): اگر ایسی حالت میں سنا جب کہ اس پر نہانا واجب تھا تو نہانے کے بعد سجدہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ (۱۰): اگر بیماری کی حالت میں سنے اور سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو جس طرح نماز کا سجدہ اشارے سے کرتا ہے اسی طرح اس کا سجدہ بھی اشارے سے کرے۔

دورانِ نماز آیت سجدہ پڑھنے کے مسائل:

مسئلہ (۱۱): اگر نماز میں سجدے کی آیت پڑھے تو وہ آیت پڑھنے کے بعد فوراً نماز ہی میں سجدہ کر لے پھر باقی سورت پڑھ کے رکوع میں جائے، اگر اس آیت کو پڑھ کر فوراً سجدہ نہ کیا اس کے بعد دو آیتیں یا تین آیتیں اور پڑھ لیں تب سجدہ کیا تو یہ بھی درست ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ پڑھ گیا تب سجدہ کیا تو سجدہ ادا تو ہو گیا لیکن گناہ گار ہوا۔

مسئلہ (۱۲): اگر نماز میں سجدے کی آیت پڑھی اور نماز ہی میں سجدہ نہ کیا تو اب نماز کے بعد سجدہ کرنے سے ادا نہ ہوگا، ہمیشہ کے لیے گناہ گار رہے گا، اب سوائے توبہ استغفار کے اور کوئی صورت معافی کی نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۳): سجدے کی آیت پڑھ کے اگر فوراً رکوع میں چلا جائے یا دو تین آیتوں کے بعد اور رکوع میں یہ نیت کر لے کہ میں سجدۂ تلاوت کی طرف سے بھی یہی رکوع کرتا ہوں تب بھی وہ سجدہ ادا ہو جائے گا۔ اگر رکوع میں یہ نیت نہیں کی تو رکوع کے بعد سجدہ جب کرے گا تو اسی سجدے سے سجدۂ تلاوت بھی ادا ہو جائے گا، چاہے کچھ نیت کرے چاہے نہ کرے۔

مسئلہ (۱۴): نماز پڑھتے میں کسی اور سے سجدے کی آیت سنے تو نماز میں سجدہ نہ کرے بل کہ نماز کے بعد کرے، اگر نماز ہی میں کرے گا تو وہ سجدہ ادا نہ ہوگا پھر کرنا پڑے گا اور گناہ بھی ہوگا۔

نماز سے باہر آیت سجدہ پڑھنے کے مسائل:

مسئلہ (۱۵): ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدے کی آیت کوئی بار دُوہرا کر پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے، چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا پہلی دفعہ پڑھ کے سجدہ کرلے، پھر اسی کو بار بار دُوہراتا رہے اور اگر جگہ بدل گئی تب اسی آیت کو دوہرایا، پھر تیسری جگہ جا کے وہی آیت پھر پڑھی، اسی طرح برابر جگہ بدلتا رہا تو جتنی دفعہ دُوہرائے اتنی ہی دفعہ سجدہ کرے۔

مسئلہ (۱۶): اگر ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدے کی کئی آیتیں پڑھیں تو بھی جتنی آیتیں پڑھے اتنے سجدے کرے۔

مسئلہ (۱۷): بیٹھے بیٹھے سجدے کی کوئی آیت پڑھی، پھر اٹھ کھڑا ہوا لیکن چلا پھرا نہیں، جہاں بیٹھا تھا وہیں کھڑے کھڑے وہی آیت پھر دوہرائی تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ (۱۸): ایک جگہ سجدے کی آیت پڑھی اور اٹھ کر کسی کام کو چلا گیا، پھر اسی جگہ آ کر وہی آیت پڑھی تب بھی دو سجدے کرے۔

مسئلہ (۱۹): ایک جگہ بیٹھے بیٹھے سجدے کی کوئی آیت پڑھی، پھر جب قرآن مجید کی تلاوت کر چکا تو اسی جگہ بیٹھے بیٹھے کسی اور کام میں لگ گیا جیسے کھانا کھانے لگا۔ اس کے بعد پھر وہی آیت اسی جگہ پڑھی تب بھی دو سجدے واجب ہوئے اور جب کوئی اور کام کرنے لگا تو ایسا سمجھیں گے کہ جگہ بدل گئی۔

مسئلہ (۲۰): ایک کوٹھڑی یا دالان[1] کے ایک کونے میں سجدے کی کوئی آیت پڑھی اور پھر دوسرے کونے میں جا کر وہی آیت پڑھی، تب بھی ایک سجدہ ہی کافی ہے، چاہے جتنی دفعہ پڑھے، البتہ اگر دوسرے کام میں لگ جانے کے بعد وہی آیت پڑھے گا تو دوسرا سجدہ کرنا پڑے گا، پھر تیسرے کام میں لگنے کے بعد اگر پڑھے گا تو تیسرا سجدہ واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ (۲۱): اگر بڑا گھر ہو تو دوسرے کونے پر جا کر دُوہرانے سے دوسرا سجدہ واجب ہوگا اور تیسرے کونے پر تیسرا سجدہ۔

مسئلہ (۲۲): مسجد کا بھی یہی حکم ہے جو ایک کوٹھڑی کا حکم ہے کہ اگر سجدے کی ایک آیت کئی دفعہ پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے، چاہے ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے دوہرایا کرے یا مسجد میں ادھر ادھر ٹہل ٹہل کر پڑھے۔

مسئلہ (۲۳): اگر نماز میں سجدے کی ایک ہی آیت کوئی دفعہ پڑھے تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہے، چاہے سب

[1] بڑا اور لمبا کمرہ جس میں محراب دار دروازے ہوتے ہیں۔

دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا ایک دفعہ پڑھ کے سجدہ کرلیا پھر اسی رکعت یا دوسری رکعت میں وہی آیت پڑھے۔

مسئلہ (۲۴): سجدے کی کوئی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا، پھر اسی جگہ نیت باندھ لی اور وہی آیت پھر نماز میں پڑھی اور نماز میں سجدۂ تلاوت کیا تو یہی سجدہ کافی ہے دونوں سجدے اسی سے ادا ہو جائیں گے، البتہ اگر جگہ بدل گئی ہو تو دوسرا سجدہ بھی واجب ہے۔

مسئلہ (۲۵): اگر سجدے کی آیت پڑھ کے سجدہ کرلیا، تب اسی جگہ نماز کی نیت باندھ لی اور وہی آیت نماز میں دوہرائی تو اب نماز میں پھر سجدہ کرے۔

مسئلہ (۲۶): پڑھنے والے کی جگہ نہیں بدلی، ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ایک آیت کو بار بار پڑھتا رہا، لیکن سننے والے کی جگہ بدل گئی کہ پہلی دفعہ اور جگہ سنا تھا اور دوسری دفعہ اور جگہ، تیسری دفعہ تیسری جگہ تو پڑھنے والے پر ایک ہی سجدہ واجب ہے اور سننے والے پر کئی سجدے واجب ہیں، جتنی دفعہ سنے اتنے ہی سجدے کرے۔

مسئلہ (۲۷): اگر سننے والے کی جگہ نہیں بدلی، بل کہ پڑھنے والے کی جگہ بدل گئی تو پڑھنے والے پر کئی سجدے واجب ہوں گے اور سننے والے پر ایک ہی سجدہ ہے۔

متفرق مسائل:

مسئلہ (۲۸): ساری سورت پڑھنا اور سجدہ کی آیت کو چھوڑ دینا مکروہ اور منع ہے، فقط سجدے سے بچنے کے لیے وہ آیت نہ چھوڑے کہ اس میں سجدے سے گویا انکار ہے۔

مسئلہ (۲۹): اگر سورت میں کوئی آیت نہ پڑھے فقط سجدے کی آیت پڑھے تو اس کا کچھ حرج نہیں اور اگر نماز میں ایسا کرے تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی تین آیت کے برابر ہو، لیکن بہتر یہ ہے کہ سجدے کی آیت کو ایک دو آیت کے ساتھ ملا کر پڑھے۔

مسئلہ (۳۰): اگر کوئی شخص کسی امام سے آیت سجدہ سُنے اس کے بعد اس کی اقتدا کرے تو اس کو امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہیے اور اگر امام سجدہ کر چکا ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ جس رکعت میں آیت سجدہ کی تلاوت امام نے کی ہو وہی رکعت اس کو اگر مل جائے تو اس کو سجدے کی ضرورت نہیں، اس رکعت کے مل جانے سے سمجھا جائے گا کہ وہ سجدہ بھی مل گیا۔ دوسری یہ کہ وہ رکعت نہ ملے تو اس کو نماز تمام کرنے کے بعد خارج نماز میں سجدہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ (۳۱): مقتدی سے اگر آیت سجدہ سنی جائے تو سجدہ واجب نہ ہوگا، نہ اس پر نہ اس کے امام پر، نہ ان لوگوں پر جو اس نماز میں شریک ہیں، ہاں جو لوگ اس نماز میں شریک نہیں، خواہ وہ لوگ نماز ہی نہ پڑھتے ہوں یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہوں تو ان پر سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ (۳۲): سجدۂ تلاوت میں قہقہے سے وضو نہیں جاتا لیکن سجدہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ (۳۳): عورت کی محاذات[۱] مفسد سجدۂ تلاوت نہیں۔

مسئلہ (۳۴): سجدۂ تلاوت اگر نماز میں واجب ہوا ہو تو اس کا ادا کرنا فوراً واجب ہے، تاخیر کی اجازت نہیں۔

مسئلہ (۳۵): خارجِ نماز کا سجدہ نماز میں اور نماز کا خارج میں بل کہ دوسری نماز میں بھی نہیں ادا کیا جا سکتا۔ پس اگر کوئی شخص نماز میں آیت سجدہ پڑھے اور سجدہ نہ کرے تو اس کا گناہ اس کے ذمے ہوگا، اس کے سوا کوئی تدبیر نہیں کہ توبہ کرے اور ارحم الراحمین اپنے فضل و کرم سے معاف فرمادے۔

مسئلہ (۳۶): اگر دو شخص علاحدہ علاحدہ گھوڑوں پر سوار نماز پڑھتے ہوئے آرہے ہوں اور ہر شخص ایک ہی آیت سجدہ کی تلاوت کرے اور ایک دوسرے کی تلاوت کو نماز ہی میں سنے تو ہر شخص پر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا جو نماز ہی میں ادا کرنا واجب ہے۔ اگر ایک ہی آیت کو نماز میں پڑھا اور اسی کو نماز سے باہر سنا تو دو سجدے واجب ہوں گے، ایک تلاوت کے سبب سے دوسرا سننے کے سبب سے، مگر تلاوت کے سبب سے جو ہوگا وہ نماز کا سمجھا جائے گا اور نماز ہی میں ادا کیا جائے گا اور سننے کے سبب سے جو ہوگا وہ خارج نماز کے ادا کیا جائے گا۔

مسئلہ (۳۷): جمعے اور عیدین اور آہستہ آواز کی نماز میں آیت سجدہ نہ پڑھنا چاہیے، اس لیے کہ سجدہ کرنے میں مقتدیوں کے اشتباہ کا خوف ہے۔

---

۱ یعنی عورت کا نماز میں مرد کے ساتھ برابر میں کھڑا ہونا۔

تمرین

سوال①: ''سجدۂ تلاوت'' کسے کہتے ہیں اور اس کے کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال②: ''سجدۂ تلاوت'' کتنے ہیں؟

سوال③: ''سجدۂ تلاوت'' کب اور کس پر واجب ہوتا ہے؟

سوال④: نماز میں آیت سجدہ پڑھنے کی صورت میں سجدہ کب کرے؟

سوال⑤: اگر نماز میں ''سجدۂ تلاوت'' ادا نہ کیا تو کیا باہر سجدہ ادا کرنا پڑے گا؟

سوال⑥: کیا نماز کے رکوع اور سجدے میں ''سجدۂ تلاوت'' ادا ہوسکتا ہے؟

سوال⑦: جگہ تبدیل ہونے یا حالت تبدیل ہونے (جیسے بیٹھا تھا کھڑا ہو گیا وغیرہ) میں سجدۂ تلاوت لازم آتا ہے یا نہیں؟ مثالوں کے ذریعے اس کی وضاحت فرمائیں۔

سوال⑧: ''سجدۂ تلاوت'' کی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا پھر اسی جگہ نماز پڑھی اور وہی سجدے کی آیت اس میں پڑھی اور سجدہ کیا تو کیا نماز کے بعد ایک اور سجدہ کرنا پڑے گا؟

سوال⑨: سجدے کی آیت پڑھی اور سجدہ کر لیا پھر اسی جگہ نماز پڑھی اور وہی سجدے کی آیت اس میں پڑھی تو کیا نماز میں سجدہ کرنا واجب ہوگا؟

سوال⑩: پڑھنے والا آیت سجدہ کو بار بار ایک جگہ پڑھے اور سننے والے کی جگہ بدل جائے یا اس کے برعکس ہو تو کس پر متعدد سجدے آئیں گے اور کس پر صرف ایک؟

سوال⑪: اگر مسجد میں آیت سجدہ بار بار پڑھے تو کیا حکم ہے؟

سوال⑫: آہستہ نمازوں میں آیت سجدہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

سوال⑬: کیا ''سجدۂ تلاوت'' رکوع کرنے سے ادا ہو جائے گا؟

سوال⑭: اگر ایک ہی سجدے کی آیت مختلف جگہوں پر پڑھی تو کتنے سجدے کرے؟

سوال⑮: اگر مختلف آیاتِ سجدہ ایک ہی جگہ پڑھے تو کتنے سجدے کرے؟

باب صلوۃ المریض

بیمار کی نماز کا بیان[1]

بیٹھ کر نماز پڑھنے کے مسائل:

مسئلہ(۱): نماز کو کسی حالت میں نہ چھوڑے، جب تک کھڑے ہو کر پڑھنے کی قوت رہے کھڑے ہو کر نماز پڑھتا رہے اور جب کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ بیٹھے بیٹھے رکوع کر لے اور رکوع کر کے دونوں سجدے کر لے اور رکوع کے لیے اتنا جھکے کہ پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جائے۔

مسئلہ(۲): اگر رکوع سجدہ کرنے کی بھی قدرت نہ ہو تو رکوع اور سجدے کو اشارے سے ادا کرے اور سجدے کے لیے رکوع سے زیادہ جھک جایا کرے۔

مسئلہ(۳): سجدہ کرنے کے لیے تکیہ وغیرہ کوئی اونچی چیز رکھ لینا اور اس پر سجدہ کرنا بہتر نہیں، جب سجدے کی قدرت نہ ہو تو بس اشارہ کر لیا کرے، تکیہ کے اُوپر سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ(۴): اگر کھڑے ہونے کی قوت تو ہے لیکن کھڑے ہونے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے یا بیماری کے بڑھ جانے کا ڈر ہے تب بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔

مسئلہ(۵): اگر کھڑا تو ہو سکتا ہے لیکن رکوع سجدہ نہیں کر سکتا تو چاہے کھڑا ہو کر پڑھے اور رکوع وسجدے اشارے سے کرے اور چاہے بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع سجدے کو اشارے سے ادا کرے، دونوں اختیار ہیں لیکن بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے۔

لیٹ کر نماز پڑھنے کے مسائل:

مسئلہ(۶): اگر بیٹھنے کی طاقت نہیں رہی تو پیچھے کوئی گاؤ تکیہ وغیرہ لگا کر اس طرح لیٹ جائے کہ سر خوب اونچا رہے بل کہ قریب بیٹھنے کے رہے اور پاؤں قبلہ کی طرف پھیلا لے اور اگر کچھ طاقت ہو تو قبلہ کی طرف پیر نہ پھیلائے بل کہ گھٹنے کھڑے رکھے، پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے اور سجدے کا اشارہ زیادہ نیچا کرے، اگر گاؤ

[1] اس باب میں سترہ (۱۷) مسائل مذکور ہیں۔

تکیہ سے ٹیک لگا کر بھی اس طرح نہ لیٹ سکے کہ سر اور سینہ وغیرہ اونچا رہے تو قبلہ کی طرف پیر کر کے بالکل چت لیٹ جائے، لیکن سر کے نیچے کوئی اونچا تکیہ رکھ دیں کہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے آسمان کی طرف نہ رہے، پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے، رکوع کا اشارہ کم کرے اور سجدے کا اشارہ ذرا زیادہ کرے۔

مسئلہ (۷): اگر چت نہ لیٹے بل کہ دائیں یا بائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹے اور سر کے اشارے سے رکوع سجدہ کرے یہ بھی جائز ہے لیکن چت لیٹ کر پڑھنا زیادہ اچھا ہے۔

اگر اشارے سے بھی نماز پڑھنے کی قدرت نہ ہو:

مسئلہ (۸): اگر سر سے اشارہ کرنے کی بھی طاقت نہیں رہی تو نماز نہ پڑھے، پھر اگر ایک رات دن سے زیادہ یہی حالت رہی تو نماز بالکل معاف ہو گئی، اچھے ہونے کے بعد قضا پڑھنا بھی واجب نہیں ہے اور اگر ایک دن رات سے زیادہ یہ حالت نہیں رہی بل کہ ایک دن رات میں پھر اشارے سے پڑھنے کی طاقت آ گئی تو اشارے ہی سے ان کی قضا پڑھے اور یہ ارادہ نہ کرے کہ جب بالکل اچھا ہو جاؤں گا تب پڑھوں گا کہ شاید مر گیا تو گناہ گار مرے گا۔

مسئلہ (۹): اسی طرح اگر اچھا خاصا آدمی بے ہوش ہو جائے تو اگر بے ہوشی ایک دن رات سے زیادہ نہ ہوئی ہو تو قضا پڑھنا واجب ہے اور اگر ایک دن رات سے زیادہ ہو گئی ہو تو قضا پڑھنا واجب نہیں۔

تن درست دورانِ نماز بیمار ہو جائے:

مسئلہ (۱۰): جب نماز شروع کی اس وقت بھلا چنگا (ٹھیک) تھا، پھر جب تھوڑی نماز پڑھ چکا تو نماز ہی میں کوئی ایسی رگ چڑھ گئی کہ کھڑا نہ ہو سکا تو باقی نماز بیٹھ کر پڑھے، اگر رکوع سجدہ کر سکے تو کرے، نہیں تو رکوع سجدے کو سر کے اشارے سے کرے اور اگر ایسا حال ہو گیا کہ بیٹھنے کی بھی قدرت نہیں رہی تو اسی طرح لیٹ کر باقی نماز کو پورا کرے۔

بیمار دورانِ نماز صحت یاب ہو جائے:

مسئلہ (۱۱): بیماری کی وجہ سے تھوڑی نماز بیٹھ کر پڑھی اور رکوع کی جگہ رکوع اور سجدے کی جگہ سجدہ کیا، پھر نماز ہی میں اچھا ہو گیا تو اسی نماز کو کھڑا ہو کر پورا کرے۔

جو بیمار خود استنجا نہ کر سکے:

مسئلہ (۱۲): فالج گرا اور ایسا بیمار ا ہو گیا کہ پانی سے استنجا نہیں کر سکتا تو کپڑے یا ڈھیلے سے پونچھ ڈالا کرے اور اسی طرح نماز پڑھے اگر خود تیمم نہ کر سکے تو کوئی دوسرا تیمم کرا دے اور اگر ڈھیلے یا کپڑے سے پونچھنے کی بھی طاقت نہیں ہے تو بھی نماز قضا نہ کرے، اسی طرح نماز پڑھے، کسی اور کو اس کے بدن کا دیکھنا اور پونچھنا درست نہیں، نہ ماں نہ باپ (کو) نہ لڑکا نہ لڑکی (کو) البتہ بیوی کو اپنے میاں اور میاں کو اپنی بیوی کا بدن دیکھنا درست ہے، اس کے سوا کسی کو درست نہیں۔

قضا نماز پڑھنے میں دیر نہ کرے:

مسئلہ (۱۳): تن درستی کے زمانے میں کچھ نمازیں قضا ہو گئی تھیں، پھر بیمار ہو گیا تو بیماری کے زمانے میں جس طرح نماز پڑھنے کی قوت ہو ان کی قضا پڑھے، یہ انتظار نہ کرے کہ جب کھڑے ہونے کی قوت آئے تب پڑھوں یا جب بیٹھنے لگوں اور رکوع سجدہ کرنے کی قوت آئے تب پڑھوں، یہ سب شیطانی خیالات ہیں، دین داری کی بات یہ ہے کہ فوراً پڑھے دیر نہ کرے۔

ناپاک بستر بدلنے کا حکم:

مسئلہ (۱۴): اگر بیمار کا بستر نجس ہے لیکن اس کے بدلنے میں بہت تکلیف ہو گی تو اسی پر نماز پڑھ لینا درست ہے۔
مسئلہ (۱۵): حکیم نے کسی کی آنکھ بنائی اور ہلنے جلنے سے منع کر دیا تو لیٹے لیٹے نماز پڑھتا رہے۔

مریض کے بعض مسائل

مسئلہ (۱۶): اگر کوئی معذور اشارے سے رکوع سجدہ ادا کر چکا ہو، اس کے بعد نماز کے اندر ہی رکوع سجدے پر قدرت ہو گئی تو وہ نماز اس کی فاسد ہو جائے گی، پھر نئے سرے سے اس پر نماز پڑھنا واجب ہے اور اگر ابھی اشارے سے رکوع سجدہ نہ کیا ہو کہ تن درست ہو گیا تو پہلی نماز صحیح ہے اس پر بنا جائز ہے۔

مسئلہ (۱۷): اگر کوئی شخص قراءت کے طویل ہونے کے سبب سے کھڑے کھڑے تھک جائے اور تکلیف ہونے

لگے تو اس کو کسی دیوار یا درخت یا لکڑی وغیرہ سے تکیہ لگا لینا مکروہ نہیں۔ تراویح کی نماز میں ضعیف اور بوڑھے لوگوں کو اکثر اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔

تمرین

سوال①: مریض کن کن صورتوں میں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے؟ تفصیل سے تحریر کریں۔

سوال②: اگر مریض کو رکوع وسجدے کی قدرت نہ ہو تو وہ نماز کس طرح پڑھے؟

سوال③: جس میں بیٹھنے کی قدرت بھی نہ ہو وہ نماز کس طرح پڑھے؟

سوال④: مریض سے نماز کب معاف ہوتی ہے؟

سوال⑤: کیا کسی اچھے خاصے آدمی سے جو مریض نہ ہو نماز معاف ہونے کی کوئی صورت ہے؟

سوال⑥: اگر فالج گرا یا ایسا بیمار ہوا کہ پانی سے استنجا نہیں کر سکتا تو ایسی حالت میں نماز کس طرح پڑھے؟

سوال⑦: بیمار اگر رکوع سجدہ بیٹھ کر نہ کر سکے مگر کھڑا ہو سکتا ہے تو کیا حکم ہے؟

سوال⑧: اگر سر سے اشارہ کرنے کی طاقت بھی نہ رہے تو کیا حکم ہے؟

سوال⑨: اگر بے ہوشی ایک دن رات سے بڑھ جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال⑩: نماز بالکل صحیح حالت میں شروع کی اور پھر کوئی مسئلہ پیش آ گیا جس کی وجہ سے کھڑا نہیں ہو سکتا تو کیا کرے؟

سوال⑪: اگر بیماری کی حالت میں نماز شروع کی اور پھر ٹھیک ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال⑫: اگر بیماری کی بنا پر استنجا نہیں کر سکتا تو کیا کرے؟

سوال⑬: بیمار کا نجس بستر بدلنے میں تکلیف ہوتی ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال⑭: اگر کوئی معذور اشارے سے رکوع سجدہ ادا کر چکا ہو اس کے بعد نماز کے اندر ہی رکوع سجدے پر قدرت ہو گئی تو نماز کا کیا حکم ہے؟

باب صلوۃ المسافر

سفر میں نماز پڑھنے کا بیان[1]

آدمی شرعاً کب مسافر بنتا ہے؟

مسئلہ (۱): اگر کوئی ایک منزل یا دو منزل کا سفر کرے تو اس سفر سے شریعت کا کوئی حکم نہیں بدلتا اور شریعت کے قاعدے سے اس کو مسافر نہیں کہتے۔ اس کو ساری باتیں اسی طرح کرنی چاہییں جیسے کہ اپنے گھر کرتا تھا۔ چار رکعت والی نماز کو چار رکعت پڑھے اور موزہ پہنے ہو تو ایک رات دن مسح کرے، پھر اس کے بعد مسح کرنا درست نہیں۔

مسئلہ (۲): جو کوئی تین منزل چلنے کا ارادہ کر کے نکلے، وہ شریعت کے قاعدے سے مسافر ہے، جب اپنے شہر کی آبادی سے باہر ہو گیا تو شریعت سے مسافر بن گیا اور جب تک آبادی کے اندر اندر چلتا رہے تب تک مسافر نہیں ہے اور اسٹیشن اگر آبادی کے اندر ہے تو آبادی کے حکم میں ہے اور جو آبادی کے باہر ہو تو وہاں پہنچ کر مسافر ہو جائے گا۔

مسئلہ (۳): تین منزل یہ ہے کہ اکثر پیدل چلنے والے وہاں تین روز میں پہنچا کرتے ہیں، تخمینہ اس کا ہمارے ملک میں کہ دریا اور پہاڑ میں سفر نہیں کرنا پڑتا اڑتالیس میل انگریزی ہے۔ (یعنی 77.24 کلومیٹر)

مسئلہ (۴): اگر کوئی جگہ اتنی دور ہے کہ اونٹ اور آدمی کی چال کے اعتبار سے تو تین منزل ہے لیکن تیز یکہ[2] یا تیز بہلی[3] پر سوار ہے اس لیے دو ہی دن میں پہنچ جائے گا یا ریل پر سوار ہو کر ذرا دیر میں پہنچ جائے گا، تب بھی شریعت سے وہ مسافر ہے۔

دورانِ سفر نماز کا حکم:

مسئلہ (۵): جو کوئی شریعت کی رو سے مسافر ہو وہ ظہر اور عصر اور عشا کی فرض نماز دو دو رکعتیں پڑھے۔ سنتوں کا یہ حکم ہے کہ اگر جلدی ہو تو فجر کی سنتوں کے سوا اور سنتیں چھوڑ دینا درست ہے، اس چھوڑ دینے سے کچھ گناہ نہ ہوگا اور اگر کچھ جلدی نہ ہو، نہ اپنے ساتھیوں سے رہ جانے کا ڈر ہو تو نہ چھوڑے اور سنتیں سفر میں پوری پوری پڑھے، ان میں کمی نہیں ہے۔

---

[1] اس باب میں اٹھائیس (۲۸) مسائل مذکور ہیں۔ [2] ایک گھوڑے کی رتھ نما گاڑی۔ [3] یکے کی مانند بیلوں کی چھوٹی گاڑی۔

مسئلہ (۶): فجر اور مغرب اور وتر کی نماز میں بھی کوئی کمی نہیں ہے، جیسے ہمیشہ پڑھتا ہے ویسے ہی پڑھے۔
مسئلہ (۷): ظہر، عصر، عشا کی نماز دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھے، پوری چار رکعتیں پڑھنا گناہ ہے جیسے ظہر کے کوئی چھ فرض پڑھے تو گناہ گار ہوگا۔
مسئلہ (۸): اگر بھولے سے چار رکعتیں پڑھ لیں تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھ کر ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھی ہے تب تو دو رکعتیں فرض کی ہوگئیں اور دو رکعتیں نفل کی ہو جائیں گی اور سجدہ سہو کرنا پڑے گا اور اگر دو رکعت پر نہ بیٹھا ہو تو چاروں رکعتیں نفل ہوگئیں فرض نماز پھر سے پڑھے۔

اقامت کے مسائل:

مسئلہ (۹): اگر راستے میں کہیں ٹھہر گیا تو اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہے تو برابر وہ مسافر رہے گا، چار رکعت والی فرض نماز دو ۲ رکعت پڑھتا رہے اور اگر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر لی ہے تو اب وہ مسافر نہیں رہا۔ پھر اگر نیت بدل گئی اور پندرہ دن سے پہلے چلے جانے کا ارادہ ہوگیا تب بھی مسافر نہ بنے گا نمازیں پوری پوری پڑھے۔ پھر جب یہاں سے چلے تو اگر یہاں سے وہ جگہ تین منزل ہو جہاں جاتا ہے تو پھر مسافر ہو جائے گا اور جو اس سے کم ہو تو مسافر نہ بنے گا۔
مسئلہ (۱۰): تین منزل جانے کا ارادہ کر کے گھر سے نکلا، لیکن گھر ہی سے یہ بھی نیت ہے کہ فلانے گاؤں میں پندرہ دن ٹھہروں گا[1] تو مسافر نہیں رہا، راستہ بھر پوری نمازیں پڑھے، پھر اگر گاؤں میں پہنچ کے پورے پندرہ دن نہیں ٹھہرنا ہوا تب بھی مسافر نہ بنے گا۔
مسئلہ (۱۱): تین منزل جانے کا ارادہ ہے لیکن پہلی منزل یا دوسری منزل پر اپنا گھر پڑے گا تب بھی مسافر نہیں ہوا۔
مسئلہ (۱۲): نماز پڑھتے پڑھتے نماز کے اندر ہی پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت ہوگئی تو مسافر نہیں رہا، یہ نماز بھی پوری پڑھے۔
مسئلہ (۱۳): دو چار دن کے لیے راستے میں کہیں ٹھہرنا پڑا لیکن کچھ ایسی باتیں ہو جاتی ہیں کہ جانا نہیں ہوتا ہے، روز یہ نیت ہوتی ہے کہ پرسوں چلا جاؤں گا لیکن نہیں جانا ہوتا۔ اسی طرح پندرہ یا بیس دن یا ایک مہینہ یا اس سے بھی زیادہ رہنا

---
[1] اور وہ گاؤں ایک یا دو منزل پر ہے، یعنی مسافت سفر کے اندر ہے۔

ہوگیا لیکن پورے پندرہ دن رہنے کی کبھی نیت نہیں ہوئی تب بھی مسافر رہے گا، چاہے جتنے دن اسی طرح گزر جائیں۔

مسئلہ (۱۴): تین منزل جانے کا ارادہ کر کے چلا، پھر کچھ دور جا کر کسی وجہ سے ارادہ بدل گیا اور گھر لوٹ آیا تو جب سے لوٹنے کا ارادہ ہوا ہے تب ہی سے مسافر نہیں رہا۔

مسئلہ (۱۵): تین منزل چل کے کہیں پہنچا تو اگر وہ اپنا گھر ہے تو مسافر نہیں رہا، چاہے کم رہے یا زیادہ اور اگر اپنا گھر نہیں ہے تو اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تب بھی مسافر نہیں رہا، اب نمازیں پوری پوری پڑھے اور اگر نہ اپنا گھر ہے نہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہے تو وہاں پہنچ کر بھی مسافر رہے گا، چار رکعت فرض کی دو رکعتیں پڑھتا رہے۔

مسئلہ (۱۶): راستے میں کئی جگہ ٹھہرنے کا ارادہ ہے، دس دن یہاں، پانچ دن وہاں، بارہ دن وہاں، لیکن پورے پندرہ دن کہیں ٹھہرنے کا ارادہ نہیں تب بھی مسافر رہے گا۔

مسئلہ (۱۷): کسی نے اپنا شہر بالکل چھوڑ دیا، کسی دوسری جگہ گھر بنالیا اور وہیں رہنے سہنے لگا، اب پہلے شہر سے اور پہلے گھر سے کچھ مطلب نہیں رہا تو اب وہ شہر اور پردیس دونوں برابر ہیں تو اگر سفر کرتے وقت راستے میں وہ پہلا شہر پڑے اور دو چار دن وہاں رہنا ہو تو مسافر رہے گا، نمازیں سفر کی طرح پڑھے۔

متفرق مسائل:

مسئلہ (۱۸): اگر کسی کی نمازیں سفر میں قضا ہوگئیں تو گھر پہنچ کر بھی ظہر، عصر، عشا کی دو ہی دو رکعتیں قضا پڑھے اور اگر سفر سے پہلے مثلاً: ظہر کی نماز قضا ہوگئی تو سفر کی حالت میں چار رکعتیں اس کی قضا پڑھے۔

مسئلہ (۱۹): دریا میں کشتی چل رہی ہے اور نماز کا وقت آ گیا تو اسی چلتی کشتی پر نماز پڑھ لے، اگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں سر گھومے تو بیٹھ کر پڑھے۔

مسئلہ (۲۰): ریل پر نماز پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے کہ چلتی ریل پر نماز پڑھنا درست ہے اور اگر کھڑے ہو کر پڑھنے سے سر گھومے یا گرنے کا خوف ہو تو بیٹھ کر پڑھے۔

مسئلہ (۲۱): نماز پڑھتے میں ریل پھر گئی اور قبلہ دوسری طرف ہوگیا تو نماز ہی میں گھوم جائے اور قبلہ کی طرف منہ کر لے۔

مسئلہ (۲۵): اگر تین منزل جانا ہو تو جب تک مردوں میں سے کوئی اپنا محرم یا شوہر ساتھ نہ ہو اس وقت تک سفر

کرنا درست نہیں ہے، بے (بغیر) محرم کے ساتھ کے سفر کرنا بڑا گناہ ہے اور اگر ایک منزل یا دو منزل جانا ہو تب بھی بے محرم کے ساتھ جانا بہتر نہیں۔ حدیث میں اس کی بھی بڑی ممانعت آئی ہے۔

مسئلہ (۲۲): اگر اونٹ سے یا بہلی سے اترنے میں جان یا مال کا اندیشہ ہے تو بدون اترے بھی نماز درست ہے۔

تمرین

سوال ①: مسافر کس کو کہتے ہیں اور وہ نمازیں کس طرح پڑھے گا؟

سوال ②: اگر مسافر بھولے سے چار رکعت نماز پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: راستے میں کہیں ٹھہرنے سے کیا مسافر مقیم بن جاتا ہے؟

سوال ④: مسافر نے دورانِ نماز پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لی تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: اپنا شہر بالکل چھوڑ دیا اور اس سے لاتعلق ہو گیا، پھر اس شہر میں سفر کے دوران جانے کا اتفاق ہو تو یہ شخص یہاں مسافر ہو گا یا مقیم؟

سوال ⑥: سفر کی قضا نمازیں گھر اور گھر کی قضا نمازیں سفر میں کس طرح پڑھے گا؟

سوال ⑦: کیا ریل پر نماز پڑھنا جائز ہے؟

سوال ⑧: کیا اونٹ وغیرہ پر نماز ہو سکتی ہے؟

سوال ⑨: اگر تیز رفتار سواری پر تین دن کا سفر ایک دن میں کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑩: قصر نمازوں کی رکعات کی تعداد کیا ہے اور کیا سنتوں میں بھی قصر ہے؟

سوال ⑪: اگر چار رکعات کی نماز کو دو کے بجائے پورا پڑھ لیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑫: کتنے دن ٹھہرنے سے مقیم کہلائے گا؟

سوال ⑬: اگر نیت میں یہ ہو کہ کل چلا جاؤں گا لیکن پندرہ دن گزر گئے اور جانا نہیں ہوا تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑭: راستے میں کئی جگہ ٹھہرنے کا ارادہ ہے مگر پندرہ دن سے کم تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑮: کشتی میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

مسافر کی نماز کے مسائل

دو جگہوں میں اقامت کی نیت:

مسئلہ (۲۳): کوئی شخص پندرہ (۱۵) دن ٹھہرنے کی نیت کرے مگر دو مقام میں اور اُن دو مقاموں میں اس قدر فاصلہ ہو کہ ایک مقام کے اذان کی آواز دوسرے مقام پر نہ جاسکتی ہو مثلاً: دس (۱۰) روز مکہ میں رہنے کا ارادہ کرے اور پانچ (۵) روز منٰی میں، مکہ سے منٰی تین میل کے فاصلے پر ہے تو اس صورت میں وہ مسافر ہی شمار ہوگا۔

مسئلہ (۲۴): اور اگر مسئلہ مذکورہ میں رات کو ایک ہی مقام میں رہنے کی نیت کرے اور دن کو دوسرے مقام میں تو جس مقام میں رات کو ٹھہرنے کی نیت کی ہے وہ اس کا وطنِ اقامت ہو جائے گا، وہاں اس کو قصر کی اجازت نہ ہوگی۔ اب دوسرا مقام جس میں دن کو رہتا ہے اگر اُس پہلے مقام سے سفر کی مسافت پر ہے تو وہاں جانے سے مسافر ہو جائے گا ورنہ مقیم رہے گا۔

مسئلہ (۲۵): اور اگر مسئلہ مذکورہ میں ایک مقام دوسرے مقام سے اس قدر قریب ہو کہ ایک جگہ کی اذان کی آواز دوسری جگہ جاسکتی ہے تو وہ دونوں مقام ایک سمجھے جائیں گے اور ان دونوں میں پندرہ (۱۵) دن ٹھہرنے کے ارادے سے مقیم ہو جائے گا۔

مقیم کی اقتدا مسافر کے پیچھے:

مسئلہ (۲۶): مقیم کی اقتدا مسافر کے پیچھے ہر حال میں درست ہے، خواہ ادا نماز ہو یا قضا اور مسافر امام جب دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہیے کہ اپنی نماز اُٹھ کر تمام کر لے اور اس میں قراءت نہ کرے بل کہ چُپ کھڑا رہے، اس لیے کہ وہ لاحق ہے اور قعدہ اولیٰ اس مقتدی پر بھی متابعتِ امام کی وجہ سے فرض ہوگا۔ مسافر امام کو مستحب ہے کہ اپنے مقتدیوں کو دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد فوراً اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کر دے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ قبل نماز شروع کرنے کے بھی اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کر دے۔

مسافر کی اقتدا مقیم کے پیچھے:

مسئلہ (۲۷): مسافر بھی مقیم کی اقتدا کر سکتا ہے مگر وقت کے اندر اور وقت جاتا رہا تو فجر اور مغرب میں کر سکتا ہے اور

ظہر، عصر، عشا میں نہیں۔ اس لیے کہ جب مسافر مقیم کی اقتدا کرے گا تو امام کی اتباع کی وجہ سے پوری چار رکعت یہ بھی پڑھے گا اور امام کا قعدۂ اولیٰ فرض نہ ہوگا اور اس کا فرض ہوگا۔ پس فرض پڑھنے والے کی اقتدا غیر فرض والے کے پیچھے ہوئی اور یہ درست نہیں۔

حالتِ نماز میں اقامت کی نیت:

مسئلہ (۴۸): اگر کوئی مسافر حالتِ نماز میں اقامت کی نیت کر لے خواہ اوّل میں یا درمیان میں یا اخیر میں، مگر سجدۂ سہو یا سلام سے پہلے یہ نیت کر لے تو اس کو وہ نماز پوری پڑھنا چاہیے، اس میں قصر جائز نہیں اور اگر سجدۂ سہو یا سلام کے بعد نیت کی ہو تو یہ نماز قصر ہی ہوگی۔ ہاں اگر نماز کا وقت گزر جانے کے بعد نیت کرے یا لاحق ہونے کی حالت میں نیت کرے تو اس کی نیت کا اثر اس نماز میں ظاہر نہ ہوگا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اُس کو قصر کرنا اس میں واجب ہوگا۔

مثال: (۱) کسی مسافر نے ظہر کی نماز شروع کی، ایک رکعت پڑھنے کے بعد وقت گزر گیا، اس کے بعد اُس نے اقامت کی نیت کی تو یہ نیت اس نماز میں اثر نہ کرے گی اور یہ نماز اُس کو قصر سے پڑھنا ہوگی۔

مثال: (۲) کوئی مسافر کسی مسافر کا مقتدی ہوا اور لاحق ہو گیا، پھر اپنی گئی ہوئی رکعتیں ادا کرنے لگا پھر اُس لاحق نے اقامت کی نیت کر لی تو اس نیت کا اثر اس نماز پر کچھ نہ پڑے گا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اس کو قصر سے پڑھنا ہوگی۔

تمرین

سوال ①: اگر کوئی شخص دو مقاموں میں پندرہ (۱۵) دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو یہ مسافر ہوگا یا مقیم، تفصیل سے لکھیں؟

سوال ②: مقیم مسافر کے پیچھے نماز کس طرح پڑھے گا؟

سوال ③: مسافر مقیم کی اقتدا کب کر سکتا ہے؟

سوال ④: اگر کوئی مسافر حالت نماز میں اقامت کی نیت کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

باب صلٰوۃ الجمعۃ

جمعے کی نماز کا بیان

اللہ تعالیٰ کو نماز سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں اور اسی واسطے کسی عبادت کی اس قدر سخت تاکید اور فضیلت شریعت صافیہ میں وارد نہیں ہوئی، اس وجہ سے پروردگارِ عالَم نے اس عبادت کو اپنے اُن غیر متناہی نعمتوں کے ادائے شکر کے لیے جن کا سلسلہ ابتدائے پیدائش سے آخر موت تک بل کہ موت کے بعد اور قبل پیدائش کے بھی منقطع نہیں ہوتا، ہر دن میں پانچ وقت مقرر فرمایا ہے اور جمعے کے دن چوں کہ تمام دنوں سے زیادہ نعمتیں فائز ہوئی ہیں، حتی کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جو انسانی نسل کے لیے اصلِ اوّل ہیں اسی دن پیدا کیے گئے ہیں، لہٰذا اس دن ایک خاص نماز کا حکم ہوا اور ہم اوپر[1] جماعت کی حکمتیں اور فائدے بھی بیان کر چکے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ جس قدر جماعت زیادہ ہو اُسی قدر اُن فوائد کا زیادہ ظہور ہوتا ہے اور یہ اُس وقت ممکن ہے کہ جب مختلف محلوں کے لوگ اور اُس مقام کے اکثر باشندے ایک جگہ جمع ہو کر نماز پڑھیں اور ہر روز پانچوں وقت یہ امر سخت تکلیف کا باعث ہوتا۔

ان سب وجوہ سے شریعت نے ہفتے میں ایک دن ایسا مقرر فرمایا جس میں مختلف محلوں اور گاؤں کے مسلمان آپس میں جمع ہو کر اس عبادت کو ادا کریں اور چوں کہ جمعے کا دن تمام دنوں میں افضل و اشرف تھا، لہٰذا یہ تخصیص اسی دن کے لیے کی گئی ہے۔ اگلی اُمتوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس دن عبادت کا حکم فرمایا تھا مگر اُنھوں نے اپنی بدنصیبی سے اس میں اختلاف کیا اور اس سرکشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس سعادتِ عظمیٰ سے محروم رہے اور یہ فضیلت بھی اِسی اُمت کے حصے میں پڑی۔

یہود نے سنیچر (ہفتے) کا دن مقرر کیا، اس خیال سے کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے پیدا کرنے سے فراغت کی تھی۔ نصاریٰ نے اتوار کا دن مقرر کیا، اس خیال سے کہ یہ دن ابتدائے آفرینش کا ہے،[2] چناں چہ اب تک یہ دونوں فرقے ان دو دِنوں میں بہت اہتمام کرتے ہیں اور تمام دُنیا کے کام کو چھوڑ کر عبادت میں مصروف رہتے ہیں، نصرانی سلطنتوں میں اتوار کے دن اسی سبب سے تمام دفاتر میں تعطیل ہو جاتی ہے۔

---

[1] یعنی پچھلے صفحات میں۔ [2] یعنی زمین وآسمان بنانے کی ابتدا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی دن سے فرمائی۔

جمعے کے (۱۲) فضائل

(۱) نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمام دنوں سے بہتر جمعے کا دن ہے، اسی میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی دن وہ جنت میں داخل کیے گئے اور اسی دن جنت سے باہر لائے گئے (جو اس عالم میں انسان کے وجود کا سبب ہوا جو بہت بڑی نعمت ہے) اور قیامت کا وقوع بھی اسی دن ہوگا۔'' (صحیح مسلم شریف)

(۲) امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے: ''شب جمعہ کا مرتبہ لیلۃ القدر سے بھی زیادہ ہے بعض وجوہ سے، اس لیے کہ اسی شب میں سرور عالم ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم طاہر میں جلوہ افروز ہوئے اور حضرت کا تشریف لانا، دنیا و آخرت میں اس قدر خیر و برکت کا سبب ہوا کہ اس کا شمار و حساب کوئی نہیں کرسکتا۔''

(اشعۃ اللمعات فارسی شرح مشکوۃ شریف)

(۳) نبی ﷺ نے فرمایا: ''جمعے میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے تو ضرور قبول ہو۔'' (صحیحین شریفین)

علما مختلف ہیں کہ یہ ساعت جس کا ذکر حدیث میں گزرا کس وقت ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''شرح سفر السعادت'' میں چالیس قول نقل کیے ہیں مگر ان سب میں دو قولوں کو ترجیح دی ہے: (۱) وہ ساعت خطبہ پڑھنے کے وقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہے (۲) وہ ساعت اخیر دن میں ہے اور اس دوسرے قول کو ایک جماعت کثیر نے اختیار کیا ہے اور بہت احادیث صحیح اس کی مؤید ہیں۔ شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جمعے کے دن کسی خادمہ کو حکم دیتی تھیں کہ جب جمعے کا دن ختم ہونے لگے تو اُن کو خبر کردے، تاکہ وہ اس وقت ذکر اور دعا میں مشغول ہو جائیں۔ (اشعۃ اللمعات)

(۴) نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے سب دنوں میں جمعے کا دن افضل ہے، اسی دن صور پھونکا جائے گا، اس روز کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھا کرو کہ وہ اُسی دن میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ پر کیسے پیش کیا جاتا ہے، حالاں کہ بعد وفات آپ کی ہڈیاں بھی نہ ہوں گی؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیے زمین پر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا بدن حرام کردیا ہے۔'' (ابوداؤد شریف)

(۵) نبی ﷺ نے فرمایا: ''شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے، کوئی دن جمعہ سے زیادہ بزرگ نہیں، اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ کوئی مسلمان اس میں دُعا نہیں کرتا، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور کسی چیز سے پناہ نہیں مانگتا، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو پناہ دیتا ہے۔'' (ترمذی شریف)

شاہد کا لفظ ''سورۂ بروج'' میں واقع ہے، اللہ تعالیٰ نے اُس دن کی قسم کھائی ہے ﴿وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ o وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ o وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ o﴾ (قسم ہے اُس آسمان کی جو برجوں والا ہے (یعنی بڑے بڑے ستاروں والا) اور قسم ہے دن موعود (قیامت) کی اور قسم ہے شاہد (جمعہ) کی اور مشہود (عرفہ) کی۔''

(۶) نبی ﷺ نے فرمایا: ''جمعے کا دن تمام دنوں کا سردار اور اللہ پاک کے نزدیک سب سے بزرگ ہے اور عید الفطر اور عید الاضحٰی سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی عظمت ہے۔'' (ابن ماجہ)

(۷) نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان جمعے کے دن یا شب جمعہ کو مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔'' (ترمذی شریف)

(۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک مرتبہ آیت ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ کی تلاوت فرمائی۔ اُن کے پاس ایک یہودی بیٹھا تھا، اس نے کہا: ''اگر ہم پر ایسی آیت اُترتی تو ہم اُس دن کو عید بنا لیتے۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ''یہ آیت دو عیدوں کے دن اُتری تھی، جمعے کا دن اور عرفے کا دن۔'' یعنی ہم کو بنانے کی کیا حاجت؟ اُس دن تو خود ہی دو عیدیں تھیں۔

(۹) نبی ﷺ فرماتے تھے: ''جمعے کی رات روشن رات ہے اور جمعے کا دن روشن دن ہے۔'' (مشکوۃ شریف)

(۱۰) قیامت کے بعد جب اللہ تعالیٰ مستحقین جنت کو جنت میں اور مستحقین دوزخ کو دوزخ میں بھیج دیں گے اور یہی دن وہاں بھی ہوں گے، اگرچہ وہاں دن رات نہ ہوں گے، مگر اللہ تعالیٰ اُن کو دن اور رات کی مقدار اور گھنٹوں کا شمار تعلیم فرمائے گا، پس جب جمعے کا دن آئے گا اور وہ وقت ہوگا جس وقت مسلمان دنیا میں جمعے کی نماز کے لیے نکلتے تھے، ایک منادی آواز دے گا کہ اے اہلِ جنت! مزید کے جنگلوں میں چلو، وہ ایسا جنگل ہے جس کا طول وعرض سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا وہاں مُشک کے ڈھیر ہوں گے آسمان کے برابر بلند، انبیاء علیہم الصلاۃ و السلام نور کے ممبروں پر بٹھلائے جائیں گے اور مؤمنین یاقوت کی کرسیوں پر۔ پس جب سب لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھ جائیں گے حق تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جس سے وہ مشک جو وہاں

ڈھیر ہوگا اُڑے گا، وہ ہوا اس مُشک کو اُن کے کپڑوں میں لے جائے گی اور منہ میں اور بالوں میں لگائے گی، وہ ہوا اس مُشک کے لگانے کا طریقہ اس عورت سے بھی زیادہ جانتی ہے جس کو تمام دنیا کی خوشبوئیں دی جائیں، پھر حق تعالیٰ حاملانِ عرش کو حکم دے گا کہ عرش کو ان لوگوں کے درمیان میں لے جا کر رکھو، پھر ان لوگوں کو خطاب کر کے فرمائے گا: ''اے میرے بندو! جو غیب پر ایمان لائے ہو، حالاں کہ مجھ کو دیکھا نہ تھا اور میرے پیغمبر (ﷺ) کی تصدیق کی اور میرے حکم کی اطاعت کی، اب کچھ مجھ سے مانگو، یہ دن مزید یعنی زیادہ انعام کرنے کا ہے'' سب لوگ ایک زبان ہو کر کہیں گے: ''اے پروردگار! ہم تجھ سے خوش ہیں تو بھی ہم سے راضی ہو جا۔''

حق تعالیٰ فرمائے گا: ''اے اہلِ جنت! اگر میں تم سے راضی نہ ہوتا تو تم کو اپنی بہشت میں نہ رکھتا اور کچھ مانگو یہ دن مزید کا ہے''۔ تب سب لوگ متفق اللسان ہو کر عرض کریں گے: ''اے پروردگار! ہم کو اپنا جمال دکھا دے کہ ہم تیری مقدس ذات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں، پس حق سبحانہ پردہ اُٹھا دے گا اور اُن لوگوں پر ظاہر ہو جائے گا اور اپنے جمال جہاں آرا سے اُن کو گھیر لے گا، اگر اہل جنت کے لیے یہ حکم نہ ہو چکا ہوتا کہ یہ لوگ کبھی جلائے نہ جائیں تو بے شک وہ اس نور کی تاب نہ لا سکیں اور جل جائیں۔ پھر اُن سے فرمائے گا: ''اب اپنے اپنے مقامات پر واپس جاؤ۔'' اور ان لوگوں کا حسن و جمال اس جمالِ حقیقی کے اثر سے دوگنا ہو گیا ہوگا، یہ لوگ اپنی بیبیوں کے پاس آئیں گے نہ بیبیاں اُن کو دیکھیں گی نہ یہ بیبیوں کو، تھوڑی دیر کے بعد جب وہ نور جو اُن کو چھپائے ہوئے تھا ہٹ جائے گا تب یہ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھیں گے، ان کی بیبیاں کہیں گی: ''جاتے وقت جیسی صورت تمہاری تھی وہ اب نہیں، یعنی ہزار ہا درجہ اس سے اچھی ہے۔'' یہ لوگ جواب دیں گے: ''ہاں! یہ اس سبب سے کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذاتِ مقدس کو ہم پر ظاہر کیا تھا اور ہم نے اُس جمال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔'' (شرح سفر السعادت) دیکھیے جمعے کے دن کتنی بڑی نعمت ملی۔

(۱۱) ہر روز دوپہر کے وقت دوزخ تیز کی جاتی ہے، مگر جمعے کی برکت سے جمعے کے دن نہیں تیز کی جاتی۔ (احیاء العلوم)

(۱۲) نبی ﷺ نے ایک جمعے کو ارشاد فرمایا: ''اے مسلمانو! اس دن کو اللہ تعالیٰ نے عید مقرر فرمایا ہے، پس اس دن غسل کرو اور جس کے پاس خوش بو ہو وہ خوش بو لگائے اور مسواک کو اُس دن لازم کرو۔'' (ابن ماجہ)

تمرین

سوال ①: نمازِ جمعہ کی فضیلت اور تاکید بیان کریں۔

سوال ②: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ بروج میں لفظ "شاھد" کس دن کے لیے استعمال کیا ہے؟

سوال ③: اہل جنت جمعے کا دن کیسے گزاریں گے؟

جمعے کے نو (۹) آداب

(۱) ہر مسلمان کو چاہیے کہ جمعے کا اہتمام جمعرات سے کرے، جمعرات کے دن عصر کے بعد استغفار وغیرہ زیادہ کرے اور اپنے پہننے کے کپڑے صاف کر رکھے اور خوش بو گھر میں نہ ہو اور ممکن ہو تو اُس دن لا رکھے، تاکہ پھر جمعے کے دن ان کاموں میں اس کو مشغول ہونا نہ پڑے۔ بزرگانِ سلف نے فرمایا ہے: ''سب سے زیادہ جمعے کا فائدہ اس کو ملے گا جو اس کا منتظر رہتا ہو اور اس کا اہتمام جمعرات سے کرتا ہو اور سب سے زیادہ بدنصیب وہ ہے جس کو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ جمعہ کب ہے حتی کہ صبح کو لوگوں سے پوچھے کہ آج کون سا دن ہے؟''
اور بعض بزرگ شب جمعہ کو زیادہ اہتمام کی غرض سے جامع مسجد ہی میں جا کر رہتے تھے۔ (احیاء العلوم ۱/۱٦۱)

(۲) پھر جمعہ کے دن غسل کرے، سر کے بالوں کو اور بدن کو خوب صاف کرے اور مسواک کرنا بھی اُس دن بہت فضیلت رکھتا ہے۔ (احیاء العلوم ۱/۱٦۱)

(۳) جمعہ کے دن غسل کے بعد عمدہ سے عمدہ کپڑے جو اس کے پاس ہوں پہنے اور ممکن ہو تو خوشبو لگائے اور ناخن وغیرہ بھی کترائے۔ (احیاء العلوم ۱/۱٦۱)

(۴) جامع مسجد میں بہت سویرے جائے، جو شخص جتنے سویرے جائے گا اس قدر اس کو ثواب زیادہ ملے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جمعے کے دن فرشتے دروازے پر اس مسجد کے جہاں جمعہ پڑھا جاتا ہے کھڑے ہوتے ہیں اور سب سے پہلے جو آتا ہے اُس کو پھر اُس کے بعد دوسرے کو اسی طرح درجہ بدرجہ سب کا نام لکھتے ہیں اور سب سے پہلے جو آیا اس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اُونٹ قربانی کرنے والے کو، اس کے بعد پھر جیسے گائے کی قربانی کرنے میں، پھر جیسے اللہ تعالیٰ کے واسطے مُرغ کے ذبح کرنے میں، پھر جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی کو انڈہ صدقہ دیا جائے، پھر جب خطبہ ہونے لگتا ہے تو فرشتے وہ دفتر بند کر لیتے ہیں اور خطبہ سُننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔'' (متفق علیہ)
اگلے زمانے میں صبح کے وقت اور بعد فجر کے راستے گلیاں بھری ہوئی نظر آتی تھیں، تمام لوگ اتنے سویرے سے جامع مسجد جاتے تھے اور سخت اژدھام (رش) ہوتا تھا جیسے عید کے دنوں میں، پھر جب یہ طریقہ جاتا رہا تو لوگوں نے کہا: ''یہ پہلی بدعت ہے جو اسلام میں پیدا ہوئی۔'' یہ لکھ کر امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''کیوں شرم

نہیں آتی مسلمانوں کو یہود اور نصاریٰ سے کہ وہ لوگ اپنی عبادت کے دن یعنی یہود سنیچر کو اور نصاریٰ اتوار کو عبادت خانوں اور گرجا گھروں میں کیسے سویرے جاتے ہیں اور طالبانِ دُنیا کتنے سویرے بازاروں میں خرید وفروخت کے لیے پہنچ جاتے ہیں، پس طالبانِ دین کیوں نہیں پیش قدمی کرتے ہیں۔ (احیاء العلوم)

درحقیقت مسلمانوں نے اس زمانے میں اس مبارک دن کی بالکل قدر گھٹادی، ان کو یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ آج کون سا دن ہے اور اس کا کیا مرتبہ ہے؟

افسوس! وہ دن جو کسی زمانے میں مسلمانوں کے نزدیک عید سے بھی زیادہ تھا اور جس دن پر نبی ﷺ کو فخر تھا اور جو دن اگلی اُمتوں کو نصیب نہ ہوا تھا آج مسلمانوں کے ہاتھ سے اس کی ایسی ناقدری ہورہی ہے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو اس طرح ضائع کرنا سخت ناشکری ہے جس کا وبال ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْن.

(۵) جمعے کی نماز کے لیے پاپیادہ (پیدل) جانے میں ہر قدم پر ایک سال روزہ رکھنے کا ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی شریف)

(۶) نبی ﷺ جمعے کے دن فجر کی نماز میں ''سورۃ الم سجدہ'' اور ﴿هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ﴾ پڑھتے تھے لہٰذا ان سورتوں کو جمعے کے دن فجر کی نماز میں مستحب سمجھ کر کبھی کبھی پڑھا کرے کبھی کبھی ترک کردے، تاکہ لوگوں کو وجوب کا خیال نہ ہو۔

(۷) جمعے کی نماز میں نبی ﷺ ''سورۃ المنافقون'' یا ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ﴾ پڑھتے تھے۔

(۸) جمعے کے دن خواہ نماز سے پہلے یا پیچھے ''سورۂ کہف'' پڑھنے میں بہت ثواب ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جمعے کے دن جو کوئی ''سورۂ کہف'' پڑھے اس کے لیے عرش کے نیچے سے آسمان کے برابر بلند ایک نور ظاہر ہوگا کہ قیامت کے اندھیرے میں اس کے کام آئے گا اور اُس جمعے سے پہلے جمعے تک جتنے گناہ اس سے ہوئے تھے سب معاف ہوجائیں گے۔'' (شرح سفر السعادت) علما نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں گناہِ صغیرہ مراد ہیں، اس لیے کہ کبیرہ بغیر توبہ کے نہیں معاف ہوتے۔ وَاللهُ اَعْلَمُ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن.

(۹) جمعے کے دن درود شریف پڑھنے میں بھی اور دنوں سے زیادہ ثواب ملتا ہے، اسی لیے احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جمعے کے دن درود شریف کی کثرت کرو۔

تمرین

سوال①: جمعے کے آداب بیان کریں۔

سوال②: جمعے کی نماز کے لیے جامع مسجد میں پہلے جانے والے کو کیا ثواب ملتا ہے اور بالترتیب اس کے بعد آنے والوں کے لیے کیا ثواب ہے؟

سوال③: نبی ﷺ جمعے کے دن فجر کی نماز میں اور جمعے کی نماز میں کون کون سی سورتیں پڑھا کرتے تھے؟

سوال④: جمعے کے دن ''سورۂ کہف'' پڑھنے کے بارے میں حدیث شریف میں کیا کیا فضائل آئے ہیں، بیان کریں؟

جمعے کی نماز کی فضیلت اور تاکید

نمازِ جمعہ فرضِ عین ہے، قرآن مجید اور احادیث متواترہ اور اجماعِ اُمت سے ثابت ہے اور اعظم شعائرِ اسلام سے ہے۔ منکر اس کا کافر اور بے عذر اس کا تارک فاسق ہے۔

(۱) قولہ تعالیٰ ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾

یعنی اے ایمان والو! جب نمازِ جمعہ کے لیے اذان کہی جائے تو تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید فروخت چھوڑ دو، یہ تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

ذکر سے مراد اس آیت میں نمازِ جمعہ اور اس کا خطبہ ہے۔ دوڑنے سے مقصود نہایت اہتمام کے ساتھ جانا ہے۔

(۲) نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ”جو شخص جمعے کے دن غسل اور طہارت بقدرِ امکان کرے، اُس کے بعد اپنے بالوں میں تیل لگائے اور خوش بو کا استعمال کرے، اس کے بعد نماز کے لیے چلے اور جب مسجد میں آئے اور کسی آدمی کو اُس کی جگہ سے اُٹھا کر نہ بیٹھے، پھر جس قدر نوافل اس کی قسمت میں ہوں پڑھے، پھر جب امام خطبہ پڑھنے لگے تو سکوت کرے تو گزشتہ جمعے سے اس وقت تک کے گناہ اس شخص کے معاف ہو جائیں گے۔“ (صحیح بخاری شریف)

(۳) نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی جمعے کے دن خوب غسل کرے اور سویرے مسجد میں پیادہ پا (پیدل) جائے، سوار ہو کر نہ جائے، پھر خطبہ سُنے اور اس درمیان میں کوئی لغو فعل نہ کرے تو اُس کو ہر قدم کے عوض ایک سال کی کامل عبادت کا ثواب ملے گا، ایک سال کے روزوں کا اور ایک سال کی نمازوں کا۔“ (ترمذی شریف)

(۴) ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ”ہم نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا: ”لوگ نمازِ جمعہ کے ترک سے باز رہیں، ورنہ اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں پر مہر کردے گا، پھر وہ سخت غفلت میں پڑ جائیں گے۔“ (صحیح مسلم شریف)

(۵) نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص تین جمعے سستی سے یعنی بے عذر ترک کر دیتا ہے اُس کے دل پر اللہ تعالیٰ مہر کر دیتا ہے۔“ (ترمذی شریف) اور ایک روایت میں ہے: ”خداوند عالم اُس سے بے زار ہو جاتا ہے۔“

(۶) طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ”نمازِ جمعہ جماعت کے ساتھ ہر مسلمان پر حق واجب ہے مگر چار پر (۱) غلام یعنی جو قاعدۂ شرع کے موافق مملوک ہو (۲) عورت (۳) نابالغ لڑکا (۴) بیمار۔ (ابو داؤد شریف)

(۷) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں: نبی ﷺ نے تارکینِ جمعہ کے حق میں فرمایا: ''میرا مُصَمَّم ارادہ ہوا کہ کسی کو اپنی جگہ امام کردوں اور خود اُن لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو نمازِ جمعہ میں حاضر نہیں ہوتے۔'' (صحیح مسلم شریف)

اسی مضمون کی حدیث ترکِ جماعت کے حق میں بھی وارد ہوئی ہے جس کو ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

(۸) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بے ضرورت جمعے کی نماز ترک کر دیتا ہے وہ منافق لکھ دیا جاتا ہے ایسی کتاب میں کہ جو تغیر و تبدل سے بالکل محفوظ ہے۔'' (مشکوۃ شریف)

یعنی اس کے نفاق کا حکم ہمیشہ رہے گا، ہاں اگر توبہ کرے یا ارحم الراحمین اپنی محض عنایت سے معاف فرمائے تو وہ دوسری بات ہے۔

(۹) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اُس کو جمعے کے دن نمازِ جمعہ پڑھنا ضروری ہے مگر مریض اور مسافر اور عورت اور لڑکا اور غلام۔ پس اگر کوئی شخص لغو کام یا تجارت میں مشغول ہو جائے تو خداوند عالم بھی اس سے اعراض فرماتا ہے اور وہ بے نیاز محمود ہے۔'' (مشکوۃ شریف) یعنی اس کو کسی کی عبادت کی پرواہ نہیں، نہ اس کا کچھ فائدہ ہے۔ اس کی ذات بہمہ صفت موصوف ہے، کوئی اس کی حمد و ثنا کرے یا نہ کرے۔

(۱۰) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ''جس شخص نے پے در پے کئی جمعے ترک کر دیے پس اُس نے اسلام کو پس پُشت ڈال دیا۔'' (اشعة اللمعات)

(۱۱) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے پوچھا: ''ایک شخص مر گیا اور وہ جمعہ اور جماعت میں شریک نہ ہوتا تھا، اُس کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں؟''

اُنھوں نے جواب دیا: ''وہ دوزخ میں ہے۔''

پھر وہ شخص ایک مہینے تک برابر اُن سے یہی سوال کرتا رہا اور وہ یہی جواب دیتے رہے۔

ان احادیث سے سرسری نظر کے بعد بھی یہ نتیجہ بخوبی نکل سکتا ہے کہ نماز جمعے کی سخت تاکید شریعت میں ہے اور اس کے تارک (چھوڑنے والے) پر سخت سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ کیا اب بھی کوئی شخص اسلام کے دعویٰ کے بعد اس فرض کے ترک کرنے پر جرأت کر سکتا ہے؟

تمرین

سوال ①: جمعے کی نماز کی فضیلت بیان کریں۔

سوال ②: حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''جمعہ جماعت کے ساتھ ہر مسلمان پر حق واجب ہے مگر چار پر'' وہ چار کون ہیں؟

سوال ③: نمازِ جمعہ ترک کرنے کے بارے میں کیا کیا وعیدیں وارد ہوئی ہیں؟

سوال ④: مسجد میں جلدی جانے کی فضیلت کیا ہے؟

نمازِ جمعہ پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ(۱): جمعے کی پہلی اذان کے بعد خطبے کی اذان ہونے سے پہلے چار رکعت سنت پڑھے، یہ سُنتیں مؤکدہ ہیں۔ پھر خطبے کے بعد دو رکعت فرض امام کے ساتھ جمعے کی پڑھے، پھر چار رکعت سنت پڑھے، یہ سنتیں بھی مؤکدہ ہیں، پھر دو رکعت سُنت پڑھے، یہ دو رکعت بھی بعض حضرات کے نزدیک موکدہ ہیں۔

نمازِ جمعے کے واجب ہونے کی پانچ (۵) شرطیں

(۱) مقیم ہونا۔ پس مسافر پر نمازِ جمعہ واجب نہیں۔

(۲) صحیح ہونا۔ پس مریض پر نمازِ جمعہ واجب نہیں۔ جو مرض جامع مسجد تک پیادہ پا جانے سے مانع ہو اُسی مرض کا اعتبار ہے، بڑھاپے کی وجہ سے اگر کوئی شخص کم زور ہوگیا ہو یا مسجد تک نہ جا سکے یا نابینا ہو، یہ سب لوگ مریض سمجھے جائیں گے اور نمازِ جمعہ اُن پر واجب نہ ہوگی۔

(۳) آزاد ہونا۔ غلام پر نمازِ جمعہ واجب نہیں۔

(۴) مرد ہونا۔ عورت پر نمازِ جمعہ واجب نہیں۔

(۵) جماعت کے ترک کرنے کے لیے جو عذر پہلے بیان ہو چکے ہیں اُن سے خالی ہونا۔ اگر ان عذروں میں سے کوئی عذر موجود ہو تو جمعہ واجب نہ ہوگا:

مثال ۱: پانی بہت زور سے برستا ہو۔

مثال ۲: کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہو۔

مثال ۳: مسجد جانے میں کسی دشمن کا خوف ہو۔

مثال ۴: اور نمازوں کے واجب ہونے کی جو شرطیں ہم ذکر کر چکے ہیں وہ بھی اس میں معتبر ہیں، یعنی عاقل ہونا، بالغ ہونا، مسلمان ہونا۔ یہ شرطیں جو بیان ہوئیں نمازِ جمعے کے واجب ہونے کی تھیں۔ اگر کوئی شخص ان شرطوں کے نہ پائے جانے کے باوجود نمازِ جمعہ پڑھے تو اس کی نماز ہو جائے گی، یعنی ظہر کا فرض اُس کے ذمے سے اُتر جائے گا، مثلاً: کوئی مسافر یا کوئی عورت نمازِ جمعہ پڑھے۔

جمعے کی نمازِ صحیح ہونے کی آٹھ(۸) شرطیں

(۱) مصر یعنی شہر یا قصبہ ہو۔ پس گاؤں یا جنگل میں نمازِ جمعہ درست نہیں، البتہ جس گاؤں کی آبادی قصبے کے برابر ہو، مثلاً: تین چار ہزار آدمی ہوں وہاں جمعہ درست ہے۔

(۲) ظہر کا وقت ہو۔ پس وقت ظہر سے پہلے اور اس کے نکل جانے کے بعد نمازِ جمعہ درست نہیں، حتیٰ کہ اگر نمازِ جمعہ پڑھنے کی حالت میں وقت جاتا رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی، اگرچہ قعدۂ اخیرہ بقدرِ تشہد کے ہو چکا ہو اور اسی وجہ سے نمازِ جمعہ کی قضا نہیں پڑھی جاتی۔

(۳) خطبہ یعنی لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ خواہ صرف سبحان اللہ یا الحمد للہ کہہ دیا جائے، اگرچہ صرف اس قدر پر اکتفا کرنا سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔

(۴) خطبے کا نماز سے پہلے ہونا۔ اگر نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی۔

(۵) خطبے کا وقت ظہر کے اندر ہونا۔ پس وقت آنے سے پہلے اگر خطبہ پڑھ لیا جائے تو نماز نہ ہوگی۔

(۶) جماعت یعنی امام کے سوا کم سے کم تین آدمیوں کا شروع خطبے سے سجدۂ رکعت اولیٰ تک موجود رہنا۔ اگرچہ وہ تین آدمی جو خطبے کے وقت تھے اور ہوں اور نماز کے وقت اور، مگر یہ شرط ہے کہ یہ تین آدمی ایسے ہوں جو امامت کر سکیں، پس اگر صرف عورت یا نابالغ لڑکے ہوں تو نماز نہ ہوگی۔

(۷) اگر سجدہ کرنے سے پہلے لوگ چلے جائیں اور تین آدمیوں سے کم باقی رہ جائیں یا کوئی نہ رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ہاں اگر سجدہ کرنے کے بعد چلے جائیں تو پھر کچھ حرج نہیں۔

(۸) عام اجازت کے ساتھ علی الاشتہار (بے روک ٹوک) نمازِ جمعہ کا پڑھنا۔ پس کسی خاص مقام میں چھپ کر نمازِ جمعہ پڑھنا درست نہیں۔ اگر کسی ایسے مقام میں نمازِ جمعہ پڑھی جائے جہاں عام لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو یا جمعے کو مسجد کے دروازے بند کر لیے جائیں تو نماز نہ ہوگی۔

یہ شرائط جو نمازِ جمعہ کے صحیح ہونے کی بیان ہوئیں اگر کوئی شخص ان شرائط کے نہ پائے جانے کے باوجود نمازِ جمعہ پڑھے تو اس کی نماز نہ ہوگی، نمازِ ظہر پھر اس کو پڑھنا ہوگی اور چوں کہ یہ نماز نفل ہوگی اور نفل کا اس اہتمام سے پڑھنا مکروہ ہے، لہٰذا ایسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

تمرین

سوال①: نمازِ جمعہ پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال②: نمازِ جمعے کے واجب ہونے کی شرائط کیا ہیں؟

سوال③: جمعے کی نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں ذکر کریں؟

جمعے کے خطبے کے نو (۹) مسائل

مسئلہ (۱): جب سب لوگ جماعت میں آجائیں تو امام کو چاہیے کہ منبر پر بیٹھ جائے اور مؤذن اس کے سامنے کھڑے ہو کر اذان کہے۔ بعد اذان کے فوراً امام کھڑا ہو کر خطبہ شروع کردے۔

مسئلہ (۲): خطبے میں بارہ (۱۲) چیزیں مسنون ہیں:

(۱) خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطبہ پڑھنے والے کو کھڑا رہنا۔

(۲) دو خطبے پڑھنا۔

(۳) دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی دیر تک بیٹھنا کہ تین مرتبہ سُبحان اللہ کہہ سکیں۔

(۴) دونوں حدَثوں سے پاک ہونا۔[۱]

(۵) خطبہ پڑھنے کی حالت میں منہ لوگوں کی طرف رکھنا۔

(۶) خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ کہنا۔

(۷) خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سُن سکیں۔

(۸) خطبے میں اِن آٹھ (۸) قسم کے مضامین کا ہونا:

(الف) اللہ تعالیٰ کا شکر (ب) اور اس کی تعریف (ج) خداوند عالم کی وحدت اور نبی ﷺ کی رسالت کی شہادت، (د) نبی ﷺ پر درود، (ہ) وعظ و نصیحت (و) قرآن مجید کی آیتوں کا یا کسی سورت کا پڑھنا (ز) دوسرے خطبے میں پھر ان سب چیزوں کا اعادہ کرنا (ح) دوسرے خطبے میں بجائے وعظ و نصیحت کے مسلمانوں کے لیے دُعا کرنا۔ یہ آٹھ (۸) قسم کے مضامین کی فہرست تھی آگے بقیہ فہرست ہے ان اُمور کی جو حالت خطبہ میں مسنون ہیں۔

(۹) خطبے کو زیادہ طول نہ دینا بل کہ نماز سے کم رکھنا۔

(۱۰) خطبہ منبر پر پڑھنا۔ اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر سہارا دے کر کھڑا ہونا۔

(۱۱) دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا اور کسی زبان میں خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ کسی اور زبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا جیسا کہ ہمارے زمانے میں بعض عوام کا دستور ہے خلافِ سنت مؤکدہ اور مکروہِ تحریمی ہے۔

---

[۱] یعنی جنبی بھی نہ ہو اور وضو بھی کر چکا ہو۔

(۱۲) خطبہ سننے والوں کو قبلہ رو ہو کر بیٹھنا۔ دوسرے خطبے میں نبی ﷺ کے آل واصحاب وازواجِ مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ وعباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے لیے دعا کرنا مستحب ہے، بادشاہِ اسلام کے لیے بھی دعا کرنا جائز ہے، مگر اس کی ایسی تعریف کرنا جو غلط ہو مکروہِ تحریمی ہے۔

مسئلہ (۳): جب امام خطبے کے لیے اُٹھ کھڑا ہو اُس وقت سے کوئی نماز پڑھنا یا آپس میں بات چیت کرنا مکروہِ تحریمی ہے، ہاں قضا نماز کا پڑھنا صاحبِ ترتیب کے لیے اس وقت بھی جائز بل کہ واجب ہے، پھر جب تک امام خطبہ ختم نہ کر دے یہ سب چیزیں ممنوع ہیں۔

مسئلہ (۴): جب خطبہ شروع ہو جائے تو تمام حاضرین کو اس کا سننا واجب ہے، خواہ امام کے نزدیک بیٹھے ہوں یا دور اور کوئی ایسا فعل کرنا جو سننے میں مخل ہو مکروہِ تحریمی ہے اور کھانا پینا، بات چیت کرنا، چلنا پھرنا، سلام یا سلام کا جواب دینا یا تسبیح پڑھنا یا کسی کو شرعی مسئلہ بتانا جیسا کہ حالتِ نماز میں ممنوع ہے ویسا ہی اس وقت بھی ممنوع ہے۔ ہاں خطیب کو جائز ہے کہ خطبہ پڑھنے کی حالت میں کسی کو شرعی مسئلہ بتا دے۔

مسئلہ (۵): اگر سنت نفل پڑھتے میں خطبہ شروع ہو جائے تو راجح یہ ہے کہ سنتِ مؤکدہ تو پوری کر لے اور نفل میں دو رکعت پر سلام پھیر دے۔

مسئلہ (۶): دونوں خطبوں کے درمیان میں بیٹھنے کی حالت میں امام کو یا مقتدیوں کو ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا مکروہِ تحریمی ہے، ہاں بے ہاتھ اُٹھائے ہوئے اگر دل میں دُعا مانگی جائے تو جائز ہے بشرطیکہ زبان سے کچھ نہ کہے، نہ آہستہ نہ زور سے، لیکن نبی ﷺ اور اُن کے اصحاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے منقول نہیں۔

مسئلہ (۷): رمضان کے اخیر جمعے کے خطبے میں وداع وفراق کے مضامین پڑھنا بوجہ اس کے کہ نبی ﷺ اور اُن کے اصحاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے منقول نہیں، نہ کتبِ فقہ میں کہیں اس کا پتا ہے اور اس پر مداومت کرنے سے عوام کو اس کے ضروری ہونے کا خیال ہوتا ہے، اس لیے بدعت ہے۔

تنبیہ: ہمارے زمانے میں اس خطبے پر ایسا التزام ہو رہا ہے کہ اگر کوئی نہ پڑھے تو وہ موردِ طعن ہوتا ہے اور اس خطبے کے سُننے میں اہتمام بھی زیادہ کیا جاتا ہے۔ (دوع الاخوان)

مسئلہ (۸): خطبے کا کسی کتاب وغیرہ سے دیکھ کر پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ (۹): نبی ﷺ کا اسمِ مبارک اگر خطبے میں آئے تو مقتدیوں کو اپنے دل میں درود شریف پڑھ لینا جائز ہے۔

نبی ﷺ کا جمعے کے دن کا خطبہ

مسئلہ: نبی ﷺ کا خطبہ نقل کرنے سے یہ غرض نہیں کہ لوگ اسی خطبے پر التزام کرلیں بل کہ کبھی کبھی بغرض تبرک واتباع اس کو بھی پڑھ لیا جایا کرے۔ عادت شریف یہ تھی کہ جب سب لوگ جمع ہوجاتے اس وقت آپ ﷺ تشریف لاتے اور حاضرین کو سلام کرتے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان کہتے، جب اذان ختم ہوجاتی (تو) آپ کھڑے ہوجاتے اور ساتھ ہی خطبہ شروع فرمادیتے۔ جب تک منبر نہ بنا تھا کسی لاٹھی یا کمان سے ہاتھ کو سہارا دے لیتے تھے اور کبھی کبھی اس لکڑی کے ستون سے جو محراب کے پاس تھا جہاں آپ خطبہ پڑھتے تھے تکیہ لگا لیتے تھے[1] دو خطبے پڑھتے اور دونوں کے درمیان میں کچھ تھوڑی دیر بیٹھ جاتے اور اس وقت کچھ کلام نہ کرتے، نہ دعا مانگتے، جب دوسرے خطبے سے آپ کو فراغت ہوتی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقامت کہتے اور آپ نماز شروع فرماتے۔ خطبہ پڑھتے وقت حضرت نبی ﷺ کی آواز بلند ہوجاتی تھی اور مبارک آنکھیں سُرخ ہوجاتی تھیں۔

مسلم شریف میں ہے کہ خطبہ پڑھتے وقت حضرت (ﷺ) کی ایسی حالت ہوتی تھی جیسے کوئی شخص کسی دشمن کے لشکر سے جو عن قریب آنا چاہتا ہوا اپنے لوگوں کو خبر دیتا ہو۔ اکثر خطبے میں فرمایا کرتے تھے: ''بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ.'' ''میں اور قیامت اس طرح ساتھ بھیجے گئے ہیں جیسے یہ دو انگلیاں۔'' اور بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی کو ملا دیتے تھے اور اس کے بعد فرماتے تھے:

''أَمَّا بَعْدُ إِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ. وَخَيْرَ الْهَدْىِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ (ﷺ) وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. أَنَا أَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَفْسِهِ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَعَلَيَّ.''

کبھی یہ خطبہ پڑھتے تھے:

''يٰأَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا قَبْلَ أَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوْا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَصِلُوا الَّذِىْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهٗ وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُؤْجَرُوْا وَتُحْمَدُوْا وَتُرْزَقُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ مَكْتُوْبَةً فِىْ مَقَامِىْ هٰذَا فِىْ شَهْرِىْ هٰذَا فِىْ عَامِىْ هٰذَا إِلٰى

[1] منبر بن جانے کے بعد بھی لاٹھی وغیرہ سے سہارا منقول ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے حاشیہ بہشتی زیور یا امداد الفتاویٰ جلد اول۔

یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَنْ وَّجَدَ إِلَیْهِ سَبِیْلًا فَمَنْ تَرَکَهَا فِیْ حَیَاتِیْ أَوْ بَعْدِیْ جُحُوْدًا بِهَا وَ اسْتِخْفَافًا بِهَا وَلَهٗ إِمَامٌ جَائِرٌ أَوْ عَادِلٌ فَلَا جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهٗ وَلَابَارَكَ لَهٗ فِیْ أَمْرِهٖ أَلَا وَلَا صَلٰوةَ لَهٗ أَلَا وَلَا صَوْمَ لَهٗ أَلَا وَلَا زَکٰوةَ لَهٗ أَلَا وَلَا حَجَّ لَهٗ أَلَا وَلَا بِرَّ لَهٗ حَتّٰی یَتُوْبَ فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ أَلَا وَلَا تَؤُمَّنَّ امْرَأَةٌ رَجُلًا أَلَا وَلَا یَؤُمَّنَّ أَعْرَابِیٌّ مُهَاجِرًا أَلَا وَلَایَؤُمَّنَّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا إِلَّا اَنْ یَّقْهَرَهٗ سُلْطَانٌ یَّخَافُ سَیْفَهٗ وَسَوْطَهٗ. (ابن ماجه)''

اور کبھی بعد حمد وصلوٰۃ کے یہ خطبہ پڑھتے تھے:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ أَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. أَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ. مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰی. وَمَنْ یَّعْصِهِمَا فَإِنَّهٗ لَایَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰهَ شَیْئًا.''

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضرت (ﷺ) ''سورۃ قٓ'' خطبے میں اکثر پڑھا کرتے تھے حتیٰ کہ میں نے ''سورۃ قٓ'' حضرت (ﷺ) ہی سے سن کر یاد کی ہے جب آپ منبر پر اس کو پڑھا کرتے تھے اور کبھی ''سورۂ والعصر'' اور کبھی:

﴿لَا یَسْتَوِیْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝﴾

اور کبھی:

﴿وَنَادَوْا یٰمٰلِكُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّكَ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰکِثُوْنَ ۝﴾

جمعے کی نماز کے چار (۴) مسائل

مسئلہ (۱): بہتر یہ ہے کہ جو شخص خطبہ پڑھے وہی نماز پڑھائے اور اگر کوئی دوسرا پڑھائے تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ (۲): خطبہ ختم ہوتے ہی فوراً اقامت کہہ کر نماز شروع کر دینا مسنون ہے، خطبہ اور نماز کے درمیان میں کوئی دُنیاوی کام کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر درمیان میں فصل زیادہ ہو جائے (تو) اس کے بعد خطبے کے اعادے کی ضرورت ہے۔ ہاں کوئی دینی کام ہو مثلاً: کسی کو کوئی شرعی مسئلہ بتائے یا وضو نہ رہے اور وضو کرنے جائے یا بعد خطبے کے معلوم ہو کہ اس کو غسل کی ضرورت تھی اور غسل کرنے جائے تو کچھ کراہت نہیں، نہ خطبے کے اعادے کی ضرورت ہے۔

مسئلہ (۳): نمازِ جمعہ اس نیت سے پڑھی جائے:

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الْفَرْضِ صَلٰوۃَ الْجُمُعَۃِ.

ترجمہ: ''میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت فرض نمازِ جمعہ پڑھوں۔''

بہتر یہ ہے کہ جمعے کی نماز ایک مقام میں ایک ہی مسجد میں سب لوگ جمع ہو کر پڑھیں، اگرچہ ایک مقام کی متعدد مسجدوں میں بھی نمازِ جمعہ جائز ہے۔

مسئلہ (۴): اگر کوئی مسبوق قعدۂ اخیرہ میں ''اَلتَّحِیَّات'' پڑھتے وقت یا سجدہ سہو کے بعد آکر ملے تو اس کی شرکت صحیح ہو جائے گی اور اس کو جمعے کی نماز تمام کرنا چاہیے، ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

تمرین

سوال ①: خطبے میں مسنون اعمال کون سے ہیں بیان کریں؟

سوال ②: اگر سنت نفل پڑھتے میں خطبہ شروع ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: خطیب کا خطبے کے دوران مسئلہ بتانا کیسا ہے؟

سوال ④: رمضان کے آخری جمعے میں الوداعی مضامین وغیرہ پڑھنا کیسا ہے؟

سوال ⑤: کیا خطیب کے لیے دیکھ کر خطبہ پڑھنا جائز ہے؟

سوال ⑥: نبی کریم ﷺ جمعے کے دن کون سا خطبہ پڑھتے تھے؟

سوال ⑦: کیا جو شخص خطبہ پڑھے اسی کو نمازِ جمعہ پڑھانی چاہیے؟

باب صلوٰۃ العیدین

عیدین کی نماز کا بیان[۱]

مسئلہ (۱): شوال کے مہینے کی پہلی تاریخ کو ''عید الفطر'' کہتے ہیں اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو ''عید الاضحٰی'' یہ دونوں دن اسلام میں عید اور خوشی کے دن ہیں، ان دونوں دنوں میں دو دو رکعت نماز بطور شکریہ کے پڑھنا واجب ہے، جمعے کی نماز کی صحت و وجوب کے لیے جو شرائط اوپر ذکر ہو چکی ہیں وہی سب عیدین کی نماز میں بھی ہیں، سوائے خطبے کے کہ جمعے کی نماز میں خطبہ فرض اور شرط ہے اور نماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور عیدین کی نماز میں شرط یعنی فرض نہیں، سنت ہے اور پیچھے پڑھا جاتا ہے، مگر عیدین کے خطبے کا سننا بھی مثل جمعے کے خطبے کے واجب ہے یعنی اس وقت بولنا چالنا نماز پڑھنا سب حرام ہے۔ عید الفطر کے دن تیرہ (۱۳) چیزیں مسنون ہیں:

عید کی تیرہ (۱۳) سنتیں

(۱) شریعت کے موافق اپنی آرائش کرنا۔

(۲) غسل کرنا۔

(۳) مسواک کرنا۔

(۴) عمدہ سے عمدہ کپڑے جو پاس موجود ہوں پہننا۔

(۵) خوشبو لگانا۔

(۶) صبح کو بہت سویرے اُٹھنا۔

(۷) عیدگاہ میں بہت سویرے جانا۔

(۸) عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز مثلاً: چھوہارے وغیرہ کھانا۔

(۹) عیدگاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر دے دینا۔

(۱۰) عید کی نماز عیدگاہ میں جا کر پڑھنا یعنی شہر کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا۔

(۱۱) جس راستے سے جائے اس کے سوا دوسرے راستے سے واپس آنا۔

---

[۱] اس باب میں بیس (۲۰) مسائل مذکور ہیں۔

(۱۲) پیدل جانا۔

(۱۳) راستے میں "اَللّٰهُ أَكْبَرْ اَللّٰهُ أَكْبَرْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرْ اَللّٰهُ أَكْبَرْ وَلِلّٰهِ الْحَمْد" آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا چاہیے۔

عید کی نماز کا طریقہ

مسئلہ (۲): عید الفطر کی نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ یہ نیت کرے:

"نَوَيْتُ أَنْ أُصَلِّيَ رَكْعَتَيِ الْوَاجِبِ صَلٰوةِ عِيْدِ الْفِطْرِ مَعَ سِتِّ تَكْبِيْرَاتٍ وَّاجِبَةٍ."

ترجمہ: میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعت واجب نمازِ عید کی چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھوں (زبان سے کہنا ضروری نہیں، دل میں ارادہ کر لینا بھی کافی ہے)

یہ نیت کر کے ہاتھ باندھ لے اور "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" آخر تک پڑھ کر تین مرتبہ "اَللّٰهُ أَكْبَرْ" کہے اور ہر مرتبہ تکبیرِ تحریمہ کی طرح دونوں کانوں تک ہاتھ اُٹھائے اور تکبیر کے بعد ہاتھ لٹکا دے اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر تک توقف (وقفہ) کرے کہ تین مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ" کہہ سکیں۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکائے بل کہ باندھ لے اور "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ" اور "بِسْمِ اللّٰهِ" پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھ کر حسبِ دستور رکوع سجدہ کر کے کھڑا ہو اور دوسری رکعت میں پہلے سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھ لے اور اس کے بعد تین تکبیریں اسی طرح کہے، لیکن یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے، بل کہ لٹکائے رکھے اور پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔

مسئلہ (۳): نماز کے بعد دو خطبے منبر پر کھڑے ہو کر پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی ہی دیر تک بیٹھے جتنی دیر جمعے کے خطبے میں۔

مسئلہ (۴): عیدین کی نماز کے بعد (یا خطبے کے بعد) دعا مانگنا گو نبی ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ سے منقول نہیں، مگر چوں کہ ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اس لیے عیدین کی نماز کے بعد بھی دعا مانگنا مسنون ہوگا۔

مسئلہ (۵): عیدین کے خطبے میں پہلے تکبیر سے ابتدا کرے۔ اوّل خطبے میں نو مرتبہ "اَللّٰهُ أَكْبَرْ" کہے، دوسرے میں سات مرتبہ۔

عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں فرق

مسئلہ (۶): عید الاضحیٰ کی نماز کا بھی یہی طریقہ ہے اور اس میں بھی وہ سب چیزیں مسنون ہیں جو عید الفطر میں۔ فرق اس قدر ہے کہ عید الاضحیٰ کی نیت میں بجائے عید الفطر کے عید الاضحیٰ کا لفظ داخل کرے۔ عید الفطر میں عید گاہ جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا مسنون ہے یہاں نہیں۔ عید الفطر میں راستے میں چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور یہاں بلند آواز سے اور عید الفطر کی نماز دیر کر کے پڑھنا مسنون ہے اور عید الاضحیٰ کی سویرے اور یہاں صدقۂ فطر نہیں بل کہ اہلِ وسعت پر بعد میں قربانی ہے اور اذان واقامت نہ یہاں ہے نہ وہاں۔

عید کی نماز سے پہلے اور بعد کے نوافل

مسئلہ (۷): جہاں عید کی نماز پڑھی جائے وہاں اُس دن اور کوئی نماز پڑھنا مکروہ ہے، نماز سے پہلے بھی اور پیچھے (بعد میں) بھی۔ ہاں نماز کے بعد گھر میں آکر نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور نماز سے پہلے یہ بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ (۸): عورتیں اور وہ لوگ جو کسی وجہ سے نمازِ عیدین نہ پڑھیں اُن کو نمازِ عید سے پہلے کوئی نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔

تکبیرِ تشریق کے مسائل

مسئلہ (۹): عید الفطر کے خطبے میں صدقۂ فطر کے احکام اور عید الاضحیٰ کے خطبہ میں قربانی کے مسائل اور تکبیرِ تشریق کے احکام بیان کرنا چاہیے۔ تکبیرِ تشریق یعنی ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ:

"اَللّٰهُ أَكْبَرْ اَللّٰهُ أَكْبَرْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرْ اَللّٰهُ أَكْبَرْ وَلِلّٰهِ الْحَمْد."

کہنا واجب ہے بشرطیکہ وہ فرض جماعت سے پڑھا گیا ہو اور وہ جگہ شہر ہو[1]۔ یہ تکبیر عورت اور مسافر پر واجب نہیں، اگر یہ لوگ کسی ایسے شخص کے مقتدی ہوں جس پر تکبیر واجب ہے تو اُن پر بھی تکبیر واجب ہو جائے گی لیکن اگر

---

[1] یہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے، صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک گاؤں والوں پر بھی واجب ہے، اور اس مسئلہ میں فتویٰ صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ ہی کے قول پر ہے، اس لیے گاؤں والوں پر بھی تکبیرِ تشریق واجب ہے۔

نفرد اور عورت اور مسافر بھی کہہ لے تو بہتر ہے۔[1]

مسئلہ (۱۰): یہ تکبیر عرفے یعنی نویں تاریخ کی فجر سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک کہنا چاہیے، سب تیئیس (۲۳) نمازیں ہوئیں جن کے بعد تکبیر واجب ہے۔

مسئلہ (۱۱): اس تکبیر کا بلند آواز سے کہنا واجب ہے۔ ہاں عورتیں آہستہ آواز سے کہیں۔

مسئلہ (۱۲): نماز کے بعد فوراً تکبیر کہنا چاہیے۔

مسئلہ (۱۳): اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں، یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب کہیں۔

مسئلہ (۱۴): عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا بعض کے نزدیک واجب ہے۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۱۵): عیدین کی نماز بالاتفاق متعدد مواضع (جگہوں) میں جائز ہے۔

مسئلہ (۱۶): اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی ہو اور سب لوگ پڑھ چکے ہوں تو وہ شخص تنہا نمازِ عید نہیں پڑھ سکتا، اس لیے کہ اس میں جماعت شرط ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص عید کی نماز میں شریک ہوا ہو اور کسی وجہ سے نماز فاسد ہوگئی ہو وہ بھی اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا، نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے۔ ہاں اگر کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں تو پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ (۱۷): اگر کسی عذر سے پہلے دن نماز نہ پڑھی جا سکے تو عیدالفطر کی نماز دوسرے دن اور عیدالاضحیٰ کی بارہویں تاریخ تک پڑھی جا سکتی ہے۔

مسئلہ (۱۸): عیدالاضحیٰ کی نماز میں بے عذر[2] بھی بارہویں تاریخ تک تاخیر کرنے سے نماز ہو جائے گی مگر مکروہ ہے اور عیدالفطر میں بے عذر تاخیر کرنے سے بالکل نماز نہیں ہوگی۔

---

[1] یہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے، صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت اور مسافر پر تکبیر کہنا واجب ہے اور فتویٰ اس میں بھی صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ ہی کے قول پر ہے۔ وَأَمَّا عِنْدَهُمَا فَهُوَ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مَنْ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ لِأَنَّهُ تَبَعٌ لَهَا فَيَجِبُ عَلَى الْمُسَافِرِ وَالْمَرْأَةِ والقروى قَالَ فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ وَالْجَوْهَرَةِ وَالْفَتْوَى عَلَى قَوْلِهِمَا .

[2] یعنی بغیر کسی مجبوری کے۔

عذر کی مثال

(۱) کسی وجہ سے امام نماز پڑھانے نہ آیا ہو۔

(۲) پانی برس رہا ہو۔

(۳) چاند کی تاریخ محقق نہ ہو اور زوال کے بعد جب وقت جاتا رہے محقق ہو جائے۔

(۴) بادل کے دن نماز پڑھی گئی ہو اور بادل کھل جانے کے بعد معلوم ہو کہ بے وقت نماز پڑھی گئی۔

مسئلہ (۱۹): اگر کوئی شخص عید کی نماز میں ایسے وقت آکر شریک ہوا ہو کہ امام تکبیروں سے فراغت کر چکا ہو تو اگر قیام میں آکر شریک ہوا ہو تو فوراً نیت باندھنے کے بعد تکبیریں کہہ لے اگر چہ امام قراءت شروع کر چکا ہو اور اگر رکوع میں آکر شریک ہوا ہو تو اگر غالب گمان ہو کہ تکبیروں کی فراغت کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر تکبیر کہہ لے، اس کے بعد رکوع میں جائے اور رکوع نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے اور حالت رکوع میں بجائے تسبیح کے تکبیریں کہہ لے، مگر حالت رکوع میں تکبیریں کہتے وقت ہاتھ نہ اُٹھائے اور اگر اس کے قبل کہ پوری تکبیریں کہہ چکے امام رکوع سے سر اُٹھا لے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جس قدر تکبیریں رہ گئی ہیں، وہ اس سے معاف ہیں۔

مسئلہ (۲۰): اگر کسی کی ایک رکعت عید کی نماز میں چلی جائے تو جب وہ اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قراءت کر لے اس کے بعد تکبیر کہے اگر چہ قاعدے کے موافق پہلے تکبیر کہنا چاہیے تھا؛ لیکن چوں کہ اس طریقے سے دونوں رکعتوں میں تکبیریں پے در پے ہو جاتی ہیں اور یہ کسی صحابی کا مذہب نہیں ہے، اس لیے اس کے خلاف حکم دیا گیا۔

اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے رکوع میں اُس کو خیال آئے تو اُس کو چاہیے کہ حالت رکوع میں تکبیر کہہ لے پھر قیام کی طرف نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے یعنی نماز فاسد نہ ہوگی، لیکن ہر حال میں کثرت ازدحام کی وجہ سے سجدہ سہو نہ کرے۔

تمرین

سوال ①: عید کے دن کے مسنون اعمال بیان کریں۔

سوال ②: عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں کیا فرق ہے؟

سوال ③: عید الفطر کی نماز پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال ④: تکبیر تشریق کسے کہتے ہیں، کن پر واجب ہے اور کب واجب ہے؟

سوال ⑤: اگر کسی سے عید کی نماز کی ایک رکعت چلی جائے تو وہ اسے کس طرح ادا کرے گا؟

باب الجنائز

گھر میں موت ہوجانے کا بیان[1]

مسئلہ(۱): جب آدمی مرنے لگے تو اس کو چت لٹادو اور اس کے پیر قبلہ کی طرف کردو اور سرا اونچا کردو، تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہوجائے اور اس کے پاس بیٹھ کر زور زور سے کلمہ پڑھو، تاکہ تم کو پڑھتے سن کر خود بھی کلمہ پڑھنے لگے۔ اس کو کلمہ پڑھنے کا حکم نہ کرو، کیوں کہ وہ وقت بڑا مشکل ہے، نہ معلوم اس کے منہ سے کیا نکل جائے۔

مسئلہ(۲): جب وہ ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے تو چپ رہو، یہ کوشش نہ کرو کہ برابر کلمہ جاری رہے اور پڑھتے پڑھتے دم نکلے، کیوں کہ مطلب تو فقط اتنا ہے کہ سب سے آخری بات جو اس کے منہ سے نکلے کلمہ ہونا چاہیے، اس کی ضرورت نہیں کہ دم ٹوٹنے تک کلمہ برابر جاری رہے، ہاں اگر کلمہ پڑھ لینے کے بعد پھر کوئی دنیا کی بات چیت کرے تو پھر کلمہ پڑھنے لگو، جب وہ پڑھ لے تو پھر چپ رہو۔

مسئلہ(۳): جب سانس اکھڑ جائے اور جلدی جلدی چلنے لگے اور ٹانگیں ڈھیلی پڑ جائیں کہ کھڑی نہ ہوسکیں اور ناک ٹیڑھی ہوجائے اور کنپٹیاں بیٹھ جائیں تو سمجھو اس کی موت آ گئی، اس وقت کلمہ زور زور سے پڑھنا شروع کرو۔

مسئلہ(۴): سورۂ یٰسین پڑھنے سے موت کی سختی کم ہوجاتی ہے، اس کی سرہانے یا اور کہیں اس کے پاس بیٹھ کر پڑھ دو یا کسی سے پڑھوا دو۔

مسئلہ(۵): اس وقت کوئی ایسی بات نہ کرو کہ اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہوجائے، کیوں کہ یہ وقت دنیا سے جدائی اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں حاضری کا وقت ہے، ایسے کام کرو ایسی باتیں کرو کہ دنیا سے دل پھر کر اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہوجائے کہ مردے کی خیر خواہی اسی میں ہے۔ ایسے وقت بال بچوں کو سامنے لانا یا اور کوئی جس سے اس کو زیادہ محبت تھی اسے سامنے لانا یا ایسی باتیں کرنا کہ دل اس کا ان کی طرف متوجہ ہوجائے اور ان کی محبت اس کے دل میں سما جائے بڑی بُری بات ہے، دنیا کی محبت لے کے رخصت ہوا تو نعوذ باللہ بری موت مرا۔

مسئلہ(۶): مرتے وقت اگر اس کے منہ سے خدانخواستہ کفر کی کوئی بات نکلے تو اس کا خیال نہ کرو، نہ اس کا چرچا کرو، بل کہ یہ سمجھو کہ موت کی سختی سے عقل ٹھکانے نہیں رہی، اس وجہ سے ایسا ہوا اور عقل جاتے رہنے کے وقت جو کچھ ہو

[1] اس باب میں دس (۱۰) مسائل مذکور ہیں۔

سب معاف ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش کی دعا کرتے رہو۔

مسئلہ(۷): جب مرجائے تو سب عضو درست کردو اور کسی کپڑے سے اس کا منہ اس ترکیب سے باندھ دو کہ کپڑا ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر اس کے دونوں سرے سر پر لے جاؤ اور گرہ لگادو، تاکہ منہ پھیل نہ جائے اور آنکھیں بند کردو اور پیر کے دونوں انگوٹھے ملا کے باندھ دو، تاکہ ٹانگیں پھیلنے نہ پائیں، پھر کوئی چادر اُڑھادو اور نہلانے اور کفنانے میں جہاں تک ہوسکے جلدی کرو۔

مسئلہ(۸): منہ وغیرہ بند کرتے وقت یہ دعا پڑھو: "بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ."

مسئلہ(۹): مرجانے کے بعد اس کے پاس لوبان وغیرہ کچھ خوش بو سلگادی جائے اور حیض ونفاس والی عورت اور جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کے پاس نہ رہے۔

مسئلہ(۱۰): مرجانے کے بعد جب تک اس کو غسل نہ دیا جائے اس کے پاس قرآن مجید پڑھنا درست نہیں ہے۔

تمرین

سوال①: مردے کے پاس جنبی مرد یا نفاس وحیض والی عورت کے رہنے کا کیا حکم ہے؟

سوال②: کیا مرجانے کے بعد میت کے پاس تلاوت کی جاسکتی ہے؟

سوال③: انسان کے مرجانے کی کیا علامات ہیں؟

سوال④: انسان کے مرتے وقت پاس موجود ہونے والوں کو کیا کرنا چاہیے؟

نہلانے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): جب گور و کفن کا سب سامان ہو جائے اور نہلانا چاہو تو پہلے کسی تخت یا بڑے تختے کو لوبان یا اگربتی وغیرہ خوش بودار چیز کی دھونی دے دو، تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ، چاروں طرف دھونی دے کر مردے کو اس پر لٹادو اور کپڑے اتار لو اور کوئی (موٹا) کپڑا ناف سے لے کر زانو تک ڈال دو کہ اتنا بدن چھپا رہے۔

مسئلہ (۲): اگر نہلانے کی کوئی جگہ الگ ہے کہ پانی کہیں الگ بہہ جائے گا تو خیر نہیں تو تخت کے نیچے گڑھا کھدوالو کہ سارا پانی اسی میں جمع رہے، اگر گڑھا نہ کھدوایا اور پانی سارے گھر میں پھیلا تب بھی کوئی گناہ نہیں، غرض فقط یہ ہے کہ آنے جانے میں کسی کو تکلیف نہ ہو اور کوئی پھسل کر گر نہ پڑے۔

نہلانے کا طریقہ

پہلے مردے کو استنجا کرادو، لیکن اس کی رانوں اور استنجے کی جگہ اپنا ہاتھ مت لگاؤ اور اس پر نگاہ بھی نہ ڈالو، بل کہ اپنے ہاتھ میں کوئی کپڑا لپیٹ لو اور جو کپڑا ناف سے لے کر زانو تک پڑا ہے اس کے اندر اندر دھلاؤ، پھر اس کو وضو کرادو، لیکن نہ کلی کراؤ، نہ ناک میں پانی ڈالو، نہ گٹے تک ہاتھ دھلاؤ، بل کہ پہلے منہ دھلاؤ، پھر ہاتھ کہنی سمیت، پھر سر کا مسح، پھر دونوں پیر اور اگر تین دفعہ روئی تر کر کے دانتوں اور مسوڑوں پر پھیر دی جائے اور ناک کے دونوں سوراخوں میں پھیر دی جائے تو بھی جائز ہے۔ اگر مردہ نہانے کی حاجت میں یا حیض و نفاس میں مر جائے تو اس طرح سے منہ اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری ہے اور ناک اور منہ اور کانوں میں روئی بھر دو، تاکہ وضو کراتے اور نہلاتے وقت پانی نہ جانے پائے۔

جب وضو کرا چکو تو سر کو گل خیرو سے یا کسی اور چیز سے جس سے صاف ہو جائے جیسے بیسن یا کھلی یا صابون سے مل کر دھوئے اور صاف کر کے پھر مردے کو بائیں کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نیم گرم تین دفعہ سر سے پیر تک ڈالے، یہاں تک کہ بائیں کروٹ تک پانی پہنچ جائے، پھر داہنی کروٹ پر لٹائے اور اسی طرح سر سے پیر تک تین مرتبہ اتنا پانی ڈالے کہ داہنی کروٹ تک پہنچ جائے۔ اس کے بعد مردے کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا

[1] اس عنوان کے تحت سترہ (۱۷) مسائل بیان ہوئے ہیں۔

بٹھائے اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملے اور دبائے، اگر کچھ پاخانہ نکلے تو اس کو پونچھ کے دھو ڈالے اور وضو اور غسل میں اس کے نکلنے سے کوئی نقصان نہیں اب نہ دوہراؤ، اس کے بعد پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹائے اور کافور پڑا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالے، پھر سارا بدن کسی کپڑے سے پونچھ کے کفنا دو۔

مسئلہ (۳): اگر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نہ ہو تو یہی سادہ نیم گرم پانی کافی ہے، اسی سے اس طرح تین دفعہ نہلا دے اور بہت تیز گرم پانی سے مردے کو نہ نہلائے اور نہلانے کا یہ طریقہ جو بیان ہوا سنت ہے، اگر کوئی اس طرح تین دفعہ نہ نہلائے بل کہ ایک دفعہ سارے بدن کو دھو ڈالے تب بھی فرض ادا ہو گیا۔

مسئلہ (۴): جب مردے کو کفن پر رکھو تو سر پر عطر لگا دو، اگر مردہ مَرد ہو تو ڈاڑھی پر بھی عطر لگا دو، پھر ماتھے اور ناک اور دونوں ہتھیلی اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مل دو۔ بعضے (لوگ) کفن میں عطر لگاتے ہیں اور عطر کی پھریری کان میں رکھ دیتے ہیں، یہ سب جہالت ہے، جتنا شرع میں آیا ہے اس سے زائد مت کرو۔

مسئلہ (۵): بالوں میں کنگھی نہ کرو، نہ ناخن کاٹو، نہ کہیں کے بال کاٹو، سب اسی طرح رہنے دو۔

میت کو کون غسل دے؟

مسئلہ (۶): اگر کوئی مرد مر گیا اور مردوں میں سے کوئی نہلانے والا نہیں ہے تو بیوی کے علاوہ اور کسی عورت کو اس کو غسل دینا جائز نہیں، اگرچہ (وہ عورت اس کی) محرم ہی کیوں نہ ہو، اگر بیوی بھی نہ ہو تو اس کو تیمّم کرا دو، لیکن اس کے بدن میں ہاتھ نہ لگاؤ بل کہ اپنے ہاتھ میں پہلے دستانے پہن لو، تب تیمّم کراؤ۔

مسئلہ (۷): کسی کا خاوند مر گیا تو اس کی بیوی کو اس کا نہلانا اور کفنانا درست ہے اور اگر بیوی مر جائے تو خاوند کو بدن چھونا اور ہاتھ لگانا درست نہیں، البتہ دیکھنا درست ہے اور کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگانا بھی درست ہے۔

مسئلہ (۸): جو مرد جنبی ہو یا عورت حیض و نفاس سے ہو، وہ مردے کو نہ نہلائے کہ یہ مکروہ اور منع ہے۔

مسئلہ (۹): بہتر یہ ہے کہ جس کا رشتہ زیادہ قریب ہو وہ نہلائے اور اگر وہ نہ نہلا سکے تو کوئی دین دار نیک مرد نہلائے۔

غسل دینے والا میت کے عیب کو چھپائے

مسئلہ (۱۰): اگر نہلانے میں کوئی عیب دیکھے تو کسی سے نہ کہے، اگر خدانخواستہ مرنے سے اس کا چہرہ بگڑ گیا اور کالا ہو گیا تو یہ بھی نہ کہے اور بالکل اس کا چرچا نہ کرے کہ یہ سب ناجائز ہے، ہاں اگر وہ کھلم کھلا کوئی گناہ کرتا ہو جیسے ناچتا تھا یا گانا گانے کا پیشہ کرتا تھا تو ایسی باتیں کہہ دینا درست ہیں کہ اور لوگ ایسی باتوں سے بچیں اور توبہ کریں۔[1]

ڈوب کر مرنے والے کا حکم

مسئلہ (۱۱): اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب کر مر گیا ہو تو وہ جس وقت نکالا جائے اس کو غسل دینا فرض ہے، پانی میں ڈوبنا غسل کے لیے کافی نہ ہوگا، اس لیے کہ میت کا غسل دینا زندوں پر فرض ہے اور ڈوبنے میں ان کا کوئی فعل نہیں ہوا، ہاں اگر نکالتے وقت غسل کی نیت سے اس کو پانی میں حرکت دے دی جائے تو غسل ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر میت کے اوپر پانی برس جائے یا اور کسی طرح سے پانی پہنچ جائے تب بھی اس کو غسل دینا فرض رہے گا۔

نامکمل میت کا حکم

مسئلہ (۱۲): اگر کسی آدمی کا صرف سر کہیں دیکھا جائے تو اس کو غسل نہ دیا جائے گا بل کہ یوں ہی دفن کر دیا جائے گا۔ اور اگر کسی آدمی کا بدن نصف سے زیادہ نہ ہو بل کہ نصف ہو تو اگر سر کے ساتھ ملے تو غسل دیا جائے گا ورنہ نہیں۔ اگر نصف سے کم ہو تو غسل نہ دیا جائے گا، خواہ سر کے ساتھ ہو یا بے سر کے۔

میت کے مسلمان ہونے کا علم نہ ہونا

مسئلہ (۱۳): اگر کوئی میت کہیں دیکھی جائے اور کسی قرینے سے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان تھا یا کافر تو اگر دارالاسلام میں یہ واقعہ ہوا تو اس کو غسل دیا جائے گا اور نماز بھی پڑھی جائے گی۔

مسئلہ (۱۴): اگر مسلمانوں کی نعشیں کافروں کی نعشوں میں مل جائیں اور کوئی تمیز باقی نہ رہے تو ان سب کو غسل دیا

---

[1] اور اگر کوئی اچھی بات دیکھے جیسے چہرہ پر نورانیت اور رونق کا ہونا اس کا ظاہر کرنا مستحب ہے۔

جائے گا اور اگر تمیز باقی ہو تو مسلمانوں کی نعشیں علاحدہ کر لی جائیں اور صرف ان ہی کو غسل دیا جائے، کافروں کی نعشوں کو غسل نہ دیا جائے۔

کافر رشتہ دار کی میت کا حکم

مسئلہ (۱۵): اگر کسی مسلمان کا کوئی عزیز کافر ہو اور مر جائے تو اس کی نعش اس کے ہم مذہب کو دے دی جائے۔ اگر اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو، یا ہو مگر لینا قبول نہ کرے تو بدرجہ مجبوری وہ مسلمان اس کافر کو غسل دے، مگر نا مسنون طریقے سے یعنی اس کو وضو نہ کرائے اور سر اس کا نہ صاف کرایا جائے، کافور وغیرہ اس کے بدن میں نہ ملا جائے بل کہ جس طرح نجس چیز کو دھوتے ہیں اسی طرح اس کو دھوئیں اور کافر دھونے سے پاک نہ ہوگا حتی کہ اگر کوئی شخص اس کو لیے ہوئے نماز پڑھے تو اس کی نماز درست نہ ہوگی۔

باغی، ڈاکو اور مرتد کے غسل کا حکم

مسئلہ (۱۶): باغی لوگ یا ڈاکہ زن اگر مارے جائیں تو ان کے مردوں کو غسل نہ دیا جائے بشرطیکہ عین لڑائی کے وقت مارے گئے ہوں۔

مسئلہ (۱۷): مرتد اگر مر جائے تو اس کو بھی غسل نہ دیا جائے اور اگر اس کے اہلِ مذہب اس کی نعش مانگیں تو ان کو بھی نہ دی جائے۔

تیمّم کرانے کے بعد پانی مل گیا

مسئلہ (۱۸): اگر پانی نہ ہونے کے سبب سے کسی میت کو تیمّم کرایا گیا ہو اور پھر پانی مل جائے تو اس کو غسل دے دینا چاہیے۔

تمرین

سوال ①: میت کے نہلانے کا کیا طریقہ ہے؟

سوال ②: اگر کوئی مرد مر گیا اور مردوں میں نہلانے والا کوئی نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: کن صورتوں میں میت کو غسل نہیں دیا جائے گا؟

کفنانے کا بیان[1]

مسنون کفن

مسئلہ (۱): مرد کو تین کپڑوں میں کفنانا سنت ہے: (۱) کرتہ (۲) ازار (۳) چادر (اسے لفافہ بھی کہتے ہیں) ازار سر سے لے کر پاؤں تک ہونا چاہیے اور چادر اس سے ایک ہاتھ بڑی ہو اور کرتا گلے سے لے کر پاؤں تک ہو، لیکن اس میں کلی ہوں نہ آستین۔

مسئلہ (۲): مرد کے کفن میں اگر دو ہی کپڑے ہوں یعنی چادر اور ازار اور کرتہ نہ ہو تب بھی کچھ حرج نہیں، دو کپڑے بھی کافی ہیں اور دو سے کم دینا مکروہ ہے، لیکن اگر کوئی مجبوری اور لاچاری ہو تو مکروہ بھی نہیں۔

مسئلہ (۳): پہلے کفن کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ لوبان وغیرہ کی دھونی دے دو تب اس میں مردے کو کفنا دو۔

مرد کو کفنانے کا طریقہ

مسئلہ (۴): کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چادر بچھاؤ، پھر ازار، اس کے اوپر کرتہ، پھر مردے کو اس پر لے جا کے پہلے کرتہ پہناؤ، پھر ازار لپیٹ دو، پہلے بائیں طرف لپیٹو، پھر داہنی طرف، پھر چادر لپیٹو، پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف، پھر کسی دھجی (کپڑے کی کترن) سے پیر اور سر کی طرف کفن کو باندھ دو اور ایک بند سے کمر کے پاس بھی باندھ دو کہ راستے میں کہیں کھل نہ پڑے۔

قبر میں عہد نامہ رکھنا یا کچھ لکھنا

مسئلہ (۵): کفن میں یا قبر کے اندر عہد نامہ یا اپنے پیر کا شجرہ یا اور کوئی دعا رکھنا درست نہیں۔ اسی طرح کفن پر یا سینے پر کافور سے یا روشنائی سے کلمہ وغیرہ کوئی دعا لکھنا بھی درست نہیں۔

---

[1] اس عنوان کے تحت چودہ (۱۴) مسائل مذکور ہیں۔

نابالغ اور ناتمام بچے کا غسل اور کفن

مسئلہ (۶): جو بچہ زندہ پیدا ہوا، پھر تھوڑی ہی دیر میں مر گیا یا فوراً پیدا ہونے کے بعد ہی مر گیا تو وہ بھی اسی قاعدے سے نہلایا جائے اور کفنا کے نماز پڑھی جائے پھر دفن کر دیا جائے اور اس کا نام بھی کچھ رکھا جائے۔

مسئلہ (۷): جو بچہ ماں کے پیٹ سے مرا ہی پیدا ہوا، پیدا ہوتے وقت زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی گئی، اس کو بھی نہلاؤ لیکن قاعدے کے موافق کفن نہ دو، بل کہ کسی ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دو اور نام اس کا بھی کچھ نہ کچھ رکھ دینا چاہیے۔

مسئلہ (۸): اگر حمل گر جائے تو اگر بچے کے ہاتھ، پاؤں، منہ، ناک وغیرہ عضو کچھ نہ بنے ہوں تو نہ نہلائے اور نہ کفنائے، کچھ بھی نہ کرے بل کہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر ایک گڑھا کھود کر گاڑ دو اور اگر اس بچے کے کچھ عضو بن گئے ہیں تو اس کا وہی حکم ہے جو مردہ بچہ پیدا ہونے کا ہے یعنی نام رکھا جائے اور نہلا دیا جائے لیکن قاعدے کے موافق کفن نہ دیا جائے نہ نماز پڑھی جائے بل کہ کپڑے میں لپیٹ کر کے دفن کر دیا جائے۔

مسئلہ (۹): لڑکے کا فقط سر نکلا اس وقت وہ زندہ تھا پھر مر گیا تو اس کا وہی حکم ہے جو مردہ پیدا ہونے کا حکم ہے، البتہ اگر زیادہ حصہ نکل آیا اس کے بعد مرا تو ایسا سمجھیں گے کہ زندہ پیدا ہوا۔ اگر سر کی طرف سے پیدا ہوا تو سینے تک نکلنے سے سمجھیں گے کہ زیادہ حصہ نکل آیا اور اگر الٹا پیدا ہوا تو ناف تک نکلنا چاہیے۔

مسئلہ (۱۰): اگر کوئی لڑکا مر جائے تو اسے بھی اسی ترکیب سے نہلا دو جو اوپر بیان ہو چکی اور کفنانے کا بھی وہی طریقہ ہے جو اوپر تم کو معلوم ہوا۔

جنازے کے اوپر ڈالی جانے والی چادر کا حکم

مسئلہ (۱۱): جو چادر جنازے کے اوپر یعنی چارپائی پر ڈالی جاتی ہے وہ کفن میں شامل نہیں ہے، کفن فقط اتنا ہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔

ناتمام یا بوسیدہ میت کا کفن

مسئلہ (۱۲): اگر انسان کا کوئی عضو یا نصف جسم بغیر سر کے پایا جائے تو اس کو بھی کسی نہ کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے، ہاں اگر نصف جسم کے ساتھ سر بھی ہو یا نصف سے زیادہ حصہ جسم کا ہو گو سر بھی نہ ہو تو پھر کفن مسنون دینا چاہیے۔

مسئلہ (۱۳): کسی انسان کی قبر کھل جائے یا اور کسی وجہ سے اس کی نعش باہر نکل آئے اور کفن نہ ہو تو اس کو بھی کفن مسنون دینا چاہیے بشرطیکہ وہ نعش پھٹی نہ ہو اور اگر پھٹ گئی ہو تو کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے۔ (مسنون کفن کی حاجت نہیں)

تمرین

سوال ①: مرد کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا جائے گا؟

سوال ②: اگر کسی انسان کا نصف حصہ مل جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: اگر بچہ مردہ پیدا ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال ④: نابالغ اور ناتمام بچے کے غسل اور کفن کا کیا حکم ہے؟

زندگی اور موت کا شرعی دستور العمل

نزع کے وقت سورۂ یٰسین شریف پڑھو اور قریب موت داہنی کروٹ پر قبلہ رخ لٹاؤ کہ مسنون ہے جب کہ مریض کو تکلیف نہ ہو، ورنہ اس کے حال پر چھوڑ دو اور چت لٹانا بھی جائز ہے کہ پاؤں قبلہ کی طرف ہوں اور سر کسی قدر اونچا کر دیا جائے اور پاس بیٹھنے والے ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کسی قدر بلند آواز سے پڑھتے رہیں۔ میت کو کلمہ پڑھنے کے لیے نہ کہیں، کہیں وہ ضد میں آ کر منع کر دے۔

مرنے پر ایک چوڑی پٹی لے کر اور ٹھوڑی کے نیچے کو نکال کر سر پر لا کر گرہ دے دو اور آنکھیں بند کر دو، پیروں کے انگوٹھے ملا کر دھجی سے باندھ دو اور ہاتھ داہنے بائیں رکھو، سینے پر نہ رہیں اور لوگوں کو مرنے کی خبر کر دو اور دفن میں بہت جلدی کرو، سب سے پہلے قبر کا بندوبست کرو اور کفن دفن کے لیے سامانِ ذیل کی فراہمی کر لو جس کو اپنے اپنے موقعے پر صرف کرو۔

تفصیل اس کی یہ ہے: گھڑے دو عدد، اگر گھر میں برتن موجود ہوں تو نئے کی حاجت نہیں، لوٹا اگر موجود ہو تو حاجت نہیں، تختۂ غسل کا اکثر مساجد میں رہتا ہے، لوبان ایک تولہ، روئی آدھی چھٹانک، گل خیرو ایک چھٹانک، کافور چھ ماشہ، تختہ یا لکڑی برائے پٹاؤ[1] قبر بقدر پیمائش قبر، بوریا ایک عدد بقدر قبر۔ کفن جس کی ترکیب مرد کے لیے یہ ہے کہ مُردے کے قد کے برابر ایک لکڑی لو اور اس میں ایک نشان کندھے کے مقابل لگا لو اور ایک تاگہ سینے کے مقابل رکھ کر جسم کی گولائی میں نکالو کہ دونوں سرے اس تاگے کے دونوں طرف کی پسلیوں پر پہنچ جائیں اور اس کو وہاں سے توڑ کر رکھ لو، پھر ایک کپڑا لو جس کا عرض اسی تاگے کے برابر یا قریب برابر کے ہو۔ اگر عرض اس قدر نہ ہو تو اس میں جوڑ لگا کر پورا کر لو اور اس لکڑی کے برابر ایک چادر پھاڑ لو اس کو ازار کہتے ہیں۔ اسی طرح دوسری چادر پھاڑو جو عرض میں تو اسی قدر ہو البتہ طول میں ازار سے چار گرہ[2] زیادہ ہو اس کو لفافہ کہتے ہیں، پھر ایک کپڑا لو جس کا عرض مردے کے جسم کی چوڑائی کے برابر ہو اور لکڑی کے نشان سے اخیر تک جس قدر طول ہے اس کا دوگنا پھاڑ لو اور دونوں سرے کپڑے کے ملا کر اتنا چاک کھولو کہ سر کی طرف سے گلے میں آ جائے (اس کو قمیص یا کفنی کہتے ہیں) یہ تو کفن ہوا اور کفن مسنون اسی قدر ہے اور بعض چیزیں کفن کے متعلقات سے ہیں جن کی تفصیل ذیل میں ہے:

---

[1] یعنی قبر کا گڑھا ڈھانکنے کے لیے۔ [2] گرہ کاف اور راء کے زیر کے ساتھ گز کا سولھواں حصہ، تقریباً تین انگل کی چوڑائی۔

تہ بند بدن کی موٹائی سے تین گرہ زیادہ، بڑے آدمی کے لیے سوا گز طول کافی ہے اور عرض میں ناف سے پنڈلی تک چودہ گرہ عرض کافی ہے، یہ دو ہونے چاہییں۔ دستانہ چھ گرہ طول اور تین گرہ عرض ہو بقدر پنجہ دست بنالیں، یہ بھی دو عدد ہوں۔

تنبیہ (۱): کفن اور اس کے متعلقات کا بندوبست بھی گھڑوں وغیرہ کے ساتھ کردیں۔

تنبیہ (۲): اب مناسب ہے کہ بڑے شخص کے کفن کو یکجائی طور پر لکھ دیا جائے تاکہ اور آسانی ہو۔

نمبر شمار	نام پارچہ	طول	عرض	اندازہ پیائش
۱	ازار	ڈھائی گز تقریباً سوا دو میٹر	سوا گز سے ڈیڑھ گز تک تقریباً سوا میٹر تک	سر سے پاؤں تک
۲	لفافہ	پونے تین گز تقریباً ڈھائی میٹر	سوا گز سے ڈیڑھ گز تک تقریباً سوا میٹر تک	ازار سے تقریباً نو انچ زیادہ
۳	قمیص	ڈھائی گز تا پونے تین گز تقریباً ڈھائی میٹر	ایک گز تقریباً ایک میٹر تک	کندھے سے آدھی پنڈلی تک

تنبیہ (۳): تخمیناً مرد کے کفن مسنون میں ایک گز عرض کا کپڑا دس گز صَرف ہوتا ہے اور تہ بند اور دستانہ اس سے جدا ہیں اور بچے کا کفن اس کے مناسب حال مثل سابق لے لو۔

غسل اور کفنانے کا طریقہ

ایک گھڑے میں دو مٹھی بیری کے پتے ڈال کر پانی کو جوش دے دو اور اس کے دو گھڑے بنالو اور ایک گڑھا شمالاً جنوباً لمبا کھودو (یہ ضروری نہیں، اگر کوئی ایسا موقع ہو کہ پانی کسی نالی وغیرہ کے ذریعے سے بہہ جائے تو اس کے قریب تختہ رکھ لینا کافی ہے) اور اس پر تختہ اسی رخ سے بچھا کر تین دفعہ لوبان کی دھونی دے دو اور مردے کو اس پر لٹاؤ اور کرتہ، انگرکھا (ایک قسم کا مردانہ لباس) وغیرہ کو چاک کر کے نکال لو اور تہ بند ستر پر ڈال کر استعمالی پارچہ[1] اندر ہی اندر اتار لو اور پیٹ پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرو، نجاست خارج ہو یا نہ ہو، دونوں صورت میں مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں سے استنجا کراؤ۔ پھر پانی سے استنجا کراؤ مگر ہاتھ میں دستانہ یعنی تھیلی پہن لو، بلا تھیلی کے ستر پر ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے، پھر روئی کا پھایہ (کپڑا) تر کر کے ہونٹوں اور دانتوں پر پھیر کر پھینک دو، اسی طرح تین مرتبہ کرو، اسی

[1] کپڑا، لباس، پوشاک۔

صورت سے تین مرتبہ ناک اور رخساروں پر پھیرو۔

پھر منہ اور ناک اور کانوں میں روئی رکھ دو کہ پانی نہ جائے، پھر سر اور داڑھی کو گلِ خیرو یا صابن سے دھولو، پھر وضو کراؤ، اول میت کا منہ دھوؤ، پھر کہنیوں تک دونوں ہاتھ، پھر سر کا مسح، پھر دونوں پاؤں دھوؤ، پھر سارے بدن پر پانی بہاؤ، پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر پانی بہاؤ، پھر داہنی کروٹ پر ایسا ہی کرو، پھر دوسرا دستانہ پہن کر بدن کو صاف کر دو اور تہ بند دوسرا بدل دو، پھر چارپائی بچھا کر اس پر اول لفافہ، اس پر ازار، پھر اس پر نیچے کا حصہ کفنی کا بچھا کر باقی حصہ سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دو، پھر مردے کو تختے سے بآہستگی اٹھا کر اس پر لٹاؤ اور کفنی کے حصے کو سر کی طرف الٹ دو کہ گلے میں آ جائے اور پیروں کی طرف بڑھا دو اور تہ بند نکال دو اور کافور سر اور داڑھی اور سجدے کے موقعوں پر پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلی، دونوں گھٹنے، دونوں پنجے پر مل دو، پھر ازار کا بایاں پلہ لپیٹ کر اس پر دایاں پلہ لپیٹ دو اور لفافے کو بھی ایسے ہی کرو اور ایک کترے لے کر سرہانے اور پائینتی چادر کے گوشہ چن کر باندھ دو۔

تنبیہ (۱): بعض کپڑے لوگوں نے کفن کے ساتھ ضروری سمجھ رکھے ہیں، حالاں کہ وہ کفن مسنون سے خارج ہیں، میت کے ترے سے ان کا خریدنا جائز نہیں، وہ یہ ہیں: (۱) جائے نماز، طول سوا گز، عرض چودہ گرہ، (۲) پٹکا، طول ڈیڑھ گز، عرض چودہ گرہ، یہ مردے کے قبر میں اتارنے کے لیے ہوتا ہے (۳) بچھونا، طول اڑھائی گز، عرض سوا گز، یہ چارپائی پر بچھانے کے لیے ہوتا ہے (۴) دامنی، طول دو گز، عرض سوا گز بقدرِ استطاعت چار سے سات تک محتاجین کو دیتے ہیں جو محض عورت کے لیے مخصوص ہیں (۵) چادر کلاں، مرد کے جنازے پر طول تین گز، عرض پونے دو گز جو چارپائی کو ڈھانک لیتی ہے، البتہ عورت کے لیے ضروری ہے مگر ہے کفن سے خارج، اس لیے اس کا ہم رنگ کفن ہونا ضروری نہیں، پردے کے لیے کوئی سا کپڑا ہو کافی ہے۔

تنبیہ (۲): اگر جائے نماز وغیرہ کی ضرورت کبھی خیال میں آئے تو گھر کے کپڑے کار آمد ہو سکتے ہیں، ترکہ میت سے ضرورت نہیں یا کوئی عزیز اپنے مال سے خرید دے۔

مسئلہ (۱): سامانِ غسل وکفن میں سے اگر کوئی چیز گھر میں موجود ہو اور پاک صاف ہو تو اس کے استعمال میں حرج نہیں۔

مسئلہ (۲): کپڑا کفن کا اسی حیثیت کا ہونا چاہیے جیسا مردہ اکثر زندگی میں استعمال کرتا تھا، تکلّفات فضول ہیں۔

مسئلہ (۳): جو بچہ علامت زندگی کی ظاہر ہو کر مر گیا تو اس کا نام اور غسل اور نماز سب ہوگی اور اگر کوئی علامت نہ پائی گئی تو غسل دے کر اور ایک کپڑے میں لپیٹ کر بغیر نماز دفن کر دیں گے۔

قبر میں مردے کو قبلہ رُخ اس طرح کہ تمام جسم کو کروٹ دی جائے لٹادیں اور کفن کی گرہ کھول دیں اور سلفِ صالحین کے موافق ایصالِ ثواب کریں، وہ اس طرح کہ کسی رسم کی قید اور کسی دن کی تخصیص نہ کریں، اپنی ہمت کے موافق حلال مال سے مساکین کی خفیہ مدد کریں اور جس قدر توفیق ہو بطور خود قرآن شریف وغیرہ پڑھ کر اس کو ثواب پہنچادیں اور دفن سے پہلے قبرستان میں جو وقت فضول خرافات باتوں میں گزارتے ہیں اس وقت کلمہ کلام پڑھتے اور ثواب بخشتے رہا کریں۔

تمرین

سوال ①: جو شخص مرنے کے قریب ہو اس کے پاس کیا عمل کرنا چاہیے؟
سوال ②: مرنے کے فوراً بعد کیا کرنا چاہیے؟
سوال ③: کفن دفن کے وقت جس سامان کی ضرورت ہوا سے تفصیل سے لکھیں؟
سوال ④: بڑے شخص کے کفن میں جو چیزیں استعمال ہوتی ہےں ان کا نقشہ بنا کر واضح کریں؟
سوال ⑤: میت کو غسل دینے کا کیا طریقہ ہے؟
سوال ⑥: میت کو کفنانے کا شرعی طریقہ تفصیل سے لکھیں؟

فصل فی الصلوٰة علی المیت

جنازے کی نماز کے مسائل[1]

نمازِ جنازہ درحقیقت اس میت کے لیے اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن سے دعا ہے۔

نمازِ جنازہ واجب ہونے کی شرائط

مسئلہ (۱): نمازِ جنازہ کے واجب ہونے کی وہی سب شرطیں ہیں جو اور نمازوں کے لیے ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ ہاں اس میں ایک شرط اور زیادہ ہے وہ یہ ہے کہ اس شخص کی موت کا علم بھی ہو پس جس کو یہ خبر نہ ہو گی وہ معذور ہے، نمازِ جنازہ اس پر ضروری نہیں۔

نمازِ جنازہ صحیح ہونے کی شرائط

مسئلہ (۲): نمازِ جنازہ کے صحیح ہونے کے لیے دو قسم کی شرطیں ہیں:

ایک قسم کی وہ شرطیں ہیں جو نماز پڑھنے والوں سے تعلق رکھتی ہیں، وہ وہی (شرطیں) ہیں جو اور نمازوں کے لیے اوپر بیان ہو چکیں یعنی طہارت، سترِ عورت، استقبالِ قبلہ، نیت۔ ہاں اس کے لیے وقت شرط نہیں اور اس کے لیے نماز نہ ملنے کے خیال سے تیمم جائز ہے، مثلاً: نمازِ جنازہ ہو رہی ہو اور وضو کرنے میں یہ خیال ہو کہ نماز ختم ہو جائے گی تو تیمم کرلے، بخلاف اور نمازوں کے کہ ان میں اگر وقت کے چلے جانے کا خوف ہو تو تیمم جائز نہیں۔

جوتا پہن کر نمازِ جنازہ پڑھنا

مسئلہ (۳): آج کل بعض آدمی جنازے کی نماز جوتا پہنے ہوئے پڑھتے ہیں، ان کے لیے یہ امر ضروری ہے کہ وہ جگہ جس پر کھڑے ہوئے ہوں وہ اور جوتے دونوں پاک ہوں اور اگر جوتا پیر سے نکال دیا جائے اور اس پر کھڑے ہوں تو صرف جوتے کا پاک ہونا ضروری ہے، اکثر لوگ اس کا خیال نہیں کرتے اور ان کی نماز نہیں ہوتی۔

دوسری قسم کی وہ شرطیں ہیں جن کو میت سے تعلق ہے وہ چھ (۶) ہیں:

شرط (۱): میت کا مسلمان ہونا۔ پس کافر اور مرتد کی نماز صحیح نہیں، مسلمان اگرچہ فاسق یا بدعتی ہو اس کی نماز صحیح ہے،

---

[1] اس باب میں ستائیس (۲۷) مسائل مذکور ہیں۔

سوائے ان لوگوں کے جو بادشاہ برحق سے بغاوت کریں یا ڈاکہ زنی کرتے ہوں بشرطیکہ یہ لوگ بادشاہِ وقت سے لڑائی کی حالت میں مقتول ہوں اور اگر لڑائی کے بعد یا اپنی موت سے مر جائیں تو پھر ان کی نماز پڑھی جائے گی۔ اسی طرح جس شخص نے (العیاذ باللہ) اپنے باپ یا ماں کو قتل کیا ہو اور اس کی سزا میں وہ مارا جائے تو اس کی نماز بھی نہ پڑھی جائے گی اور ان لوگوں کی نماز زجراً نہیں پڑھی جاتی اور جس شخص نے اپنی جان خودکشی کر کے دی ہو اس پر نماز پڑھنا صحیح یہ ہے کہ درست ہے۔

مسئلہ (۴): جس (نابالغ) لڑکے کا باپ یا ماں مسلمان ہو وہ لڑکا مسلمان سمجھا جائے گا اور اس کی نماز پڑھی جائے گی۔

مسئلہ (۵): میت سے مراد وہ شخص ہے جو زندہ پیدا ہو کر مر گیا ہو اور اگر مرا ہوا بچہ پیدا ہو تو اس کی نماز درست نہیں۔

شرط (۲): میت کے بدن اور کفن کا نجاست حقیقیہ اور حکمیہ سے طاہر (پاک) ہونا۔ ہاں اگر نجاست حقیقیہ اس کے بدن سے (غسل کے بعد) خارج ہوئی ہو اور اس سبب سے اس کا بدن بالکل نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں، نماز درست ہے۔

مسئلہ (۶): اگر کوئی میت نجاست حکمیہ سے طاہر (پاک) نہ ہو یعنی اس کو غسل نہ دیا گیا ہو یا غسل کے ناممکن ہونے کی صورت میں تیمّم نہ کرایا گیا ہو اس کی نماز درست نہیں۔ ہاں اگر اس کا طاہر ہونا ممکن نہ ہو مثلاً غسل یا تیمّم کے بغیر دفن کر چکے ہوں اور قبر پر مٹی پڑ چکی ہو تو پھر اس کی نماز اس کی قبر پر اسی حال میں پڑھنا جائز ہے۔ اگر کسی میت پر بغیر غسل یا تیمّم کے نماز پڑھی گئی ہو اور وہ دفن کر دیا گیا ہو اور دفن کے بعد علم ہو کہ اس کو غسل نہ دیا گیا تھا تو اس کی نماز دوبارہ اس کی قبر پر پڑھی جائے، اس لیے کہ پہلی نماز صحیح نہیں ہوئی، ہاں اب چوں کہ غسل ممکن نہیں ہے لہٰذا نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ (۷): اگر کوئی مسلمان نماز پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا ہو تو اس کی نماز اس کی قبر پر پڑھی جائے جب تک کہ اس کی نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو، جب خیال ہو کہ اب نعش پھٹ گئی ہوگی تو پھر نماز نہ پڑھی جائے اور نعش پھٹنے کی مدت ہر جگہ کے اعتبار سے مختلف ہے[۱] اس کی تعیین نہیں ہو سکتی یہی اصح ہے اور بعض نے تین دن اور بعض نے دس دن اور بعض نے ایک ماہ مدت بیان کی ہے۔

مسئلہ (۸): اگر میت پاک پلنگ یا تخت پر ہو تو میت جس جگہ رکھی ہو اس جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں اور اگر پلنگ یا تخت بھی ناپاک ہو یا میت کو بغیر پلنگ و تخت کے ناپاک زمین پر رکھ دیا جائے تو اس صورت میں اختلاف ہے، بعض کے

[۱] ...... کیوں کہ بعض علاقے ٹھنڈے ہوتے ہیں وہاں نعش جلدی نہیں پھٹتی اور بعض علاقے گرم ہوتے ہیں وہاں نعش جلدی پھٹ جاتی ہے۔

نزدیک میت کی جگہ کی طہارت شرط ہے، اس لیے نماز نہ ہوگی اور بعض کے نزدیک شرط نہیں لہٰذا نماز صحیح ہو جائے گی۔
شرط (۳): میت کا جو جسم واجب الستر ہے اس کا پوشیدہ ہونا۔ اگر میت بالکل برہنہ ہو تو اس کی نماز درست نہیں۔
شرط (۴): میت کا نماز پڑھنے والے کے آگے ہونا۔ اگر میت نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہو تو نماز درست نہیں۔
شرط (۵): میت کا یا جس چیز پر میت ہو اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا۔ اگر میت کو لوگ اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے ہوں یا کسی گاڑی یا جانور پر ہو اور اسی حالت میں اس کی نماز پڑھی جائے تو صحیح نہ ہوگی۔
شرط (۶): میت کا وہاں موجود ہونا۔ اگر میت وہاں موجود نہ ہو تو نماز صحیح نہ ہوگی۔

نمازِ جنازہ کے فرائض

مسئلہ (۹): نمازِ جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں: (۱) چار مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَر کہنا۔ ہر تکبیر یہاں ایک رکعت کے قائم مقام سمجھی جاتی ہے (۲) قیام یعنی کھڑے ہو کر نمازِ جنازہ پڑھنا۔ جس طرح فرض واجب نمازوں میں قیام فرض ہے اور بغیر عذر اس کا ترک جائز نہیں اور عذر کا بیان (نماز کے بیان میں) اوپر ہو چکا ہے۔
مسئلہ (۱۰): رکوع، سجدہ، قعدہ وغیرہ اس نماز میں نہیں۔

نمازِ جنازہ کی سنتیں

مسئلہ (۱۱): نمازِ جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا (۲) نبی ﷺ پر درود پڑھنا (۳) میت کے لیے دعا کرنا۔ جماعت اس میں شرط نہیں پس اگر ایک شخص بھی جنازے کی نماز پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائے گا خواہ (نماز پڑھنے والا) عورت ہو یا مرد، بالغ ہو یا نابالغ۔
مسئلہ (۱۲): ہاں جماعت کی ضرورت زیادہ ہے، اس لیے کہ یہ میت کے لیے دعا ہے اور چند مسلمانوں کا جمع ہو کر بارگاہِ الٰہی میں کسی چیز کے لیے دعا کرنا نزولِ رحمت اور قبولیت کے لیے ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے۔

نمازِ جنازہ کا مسنون طریقہ

مسئلہ (۱۳): نمازِ جنازہ کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے مقابل کھڑا

ہو جائے اور سب لوگ یہ نیت کریں:

”نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ صَلٰوةَ الْجَنَازَةِ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَدُعَاءً لِلْمَيِّتِ“[1]

ترجمہ: ”میں نے یہ ارادہ کیا کہ نمازِ جنازہ پڑھوں جو اللہ تعالیٰ کی نماز ہے اور میت کے لیے دعا ہے۔“

یہ نیت کر کے دونوں ہاتھ مثل تکبیرِ تحریمہ کے کانوں تک اٹھا کر ایک مرتبہ ”اَللّٰهُ أَكْبَر“ کہہ کر دونوں ہاتھ مثل نماز کے باندھ لیں، پھر ”سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ“ آخر تک پڑھیں۔ اس کے بعد پھر ایک بار ”اَللّٰهُ أَكْبَر“ کہیں، مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ اٹھائیں، اس کے بعد درود شریف پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ وہی درود پڑھا جائے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے پھر ایک مرتبہ ”اَللّٰهُ أَكْبَر“ کہیں، اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں، اس تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا کریں، اگر وہ بالغ ہو خواہ مرد ہو یا عورت تو یہ دعا پڑھیں:

”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ.“

اور بعض احادیث میں یہ دعا بھی وارد ہوئی ہے:

”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِّنْ أَهْلِهِ وَزَوْجاً خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ النَّارِ.“

اور اگر ان دونوں دعاؤں کو پڑھ لے تب بھی بہتر ہے بل کہ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”رد المحتار“ میں دونوں دعاؤں کو ایک ہی میں ملا کر لکھا ہے۔ ان دونوں دعاؤں کے سوا اور بھی دعائیں احادیث میں آئی ہیں اور ان کو ہمارے فقہا نے بھی نقل کیا ہے، جس دعا کو چاہے اختیار کر لے۔

اور اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھے:

”اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَّاجْعَلْهُ لَنَا أَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَّمُشَفَّعاً.“

اور اگر نابالغ لڑکی ہو تو بھی یہی دعا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ تینوں ”اجْعَلْهُ“ کی جگہ ”اجْعَلْهَا“ اور ”شَافِعاً

[1] یہ نیت زبان سے کرنا ضروری نہیں ہے بل کہ صرف دل سے کر لینا بھی کافی ہے۔

وَّ مُشَفَّعاً ‘‘ کی جگہ شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً پڑھیں۔ جب یہ دعا پڑھ چکیں تو پھر ایک مرتبہ ’’اَللّٰہُ أَکْبَرُ ‘‘ کہیں اور اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں اور اس تکبیر کے بعد سلام پھیر دیں جس طرح نماز میں سلام پھیرتے ہیں۔ اس نماز میں ’’اَلتَّحِیَّات‘‘ اور قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۴): نمازِ جنازہ امام اور مقتدی دونوں کے حق میں یکساں ہے، صرف اس قدر فرق ہے کہ امام تکبیریں اور سلام بلند آواز سے کہے گا اور مقتدی آہستہ آواز سے باقی چیزیں یعنی ثنا اور درود اور دعا مقتدی بھی آہستہ آواز سے پڑھیں گے اور امام بھی آہستہ آواز سے پڑھے گا۔

نمازِ جنازہ میں صف بندی

مسئلہ (۱۵): جنازے کی نماز میں مستحب ہے کہ حاضرین کی تین صفیں کردی جائیں یہاں تک کہ اگر صرف سات آدمی ہوں تو ایک آدمی ان میں سے امام بنا دیا جائے اور پہلی صف میں تین آدمی کھڑے ہوں اور دوسری میں دو اور تیسری میں ایک۔

نمازِ جنازہ کے مفسدات

مسئلہ (۱۶): جنازے کی نماز بھی ان چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے جن چیزوں سے دوسری نمازوں میں فساد آتا ہے، صرف اس قدر فرق ہے کہ جنازے کی نماز میں قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹتا اور عورت کی محاذات (برابر میں کھڑے ہونے) سے بھی اس میں فساد نہیں آتا۔

مسجد میں نمازِ جنازہ

مسئلہ (۱۷): جنازے کی نماز اس مسجد میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جو پنج وقتی نمازوں یا جمعے یا عیدین کی نماز کے لیے بنائی گئی ہوں، خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو یا مسجد سے باہر ہو اور نماز پڑھنے والے اندر ہوں۔ ہاں جو خاص جنازے کی نماز کے لیے بنائی گئی ہو اس میں مکروہ نہیں۔

نمازِ جنازہ میں تاخیر

مسئلہ (۱۸): میت کی نماز میں اس غرض سے زیادہ تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہوجائے مکروہ ہے۔

بیٹھ کر یا سواری پر نمازِ جنازہ

مسئلہ (۱۹): جنازے کی نماز بیٹھ کر یا سواری کی حالت میں پڑھنا جائز نہیں جب کہ کوئی عذر نہ ہو۔

اجتماعی نمازِ جنازہ

مسئلہ (۲۰): اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہوجائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر جنازے کی نماز علاحدہ پڑھی جائے اور اگر سب جنازوں کی ایک ہی نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے اور اس وقت چاہیے کہ سب جنازوں کی صف قائم کردی جائے جس کی بہتر صورت یہ ہے کہ ایک جنازے کے آگے دوسرا جنازہ رکھ دیا جائے کہ سب کے پیر ایک طرف ہوں اور سب کے سر ایک طرف اور یہ صورت اس لیے بہتر ہے کہ اس میں سب کا سینہ امام کے مقابل ہوجائے گا جو مسنون ہے۔

مسئلہ (۲۱): اگر جنازے مختلف اصناف (قسموں) کے ہوں تو اس ترتیب سے ان کی صف قائم کی جائے کہ امام کے قریب مردوں کے جنازے ان کے بعد لڑکوں کے اور ان کے بعد بالغہ عورتوں کے ان کے بعد نابالغہ لڑکیوں کے۔

نمازِ جنازہ میں مسبوق اور لاحق کا حکم

مسئلہ (۲۲): اگر کوئی شخص جنازے کی نماز میں ایسے وقت پہنچا کہ کچھ تکبیریں اس کے آنے سے پہلے ہوچکی ہوں تو جس قدر تکبیریں ہوچکی ہوں ان کے اعتبار سے وہ شخص مسبوق سمجھا جائے گا[1] اور اس کو چاہیے کہ فوراً آتے ہی اور نمازوں کی طرح تکبیرِ تحریمہ کہہ کر شریک نہ ہوجائے بل کہ امام کی (اگلی) تکبیر کا انتظار کرے جب امام تکبیر کہے تو اس کے ساتھ یہ بھی تکبیر کہے اور یہ تکبیر اس کے حق میں تکبیرِ تحریمہ ہوگی، پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا (قضا) کرلے اور اس میں کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

---

[1] یعنی وہ تکبیریں جو اس سے فوت ہوچکی ہیں بعد میں ادا (یعنی قضا) کرے گا۔

اگر کوئی شخص ایسے وقت پہنچے کہ امام چوتھی تکبیر بھی کہہ چکا ہو تو وہ شخص اس تکبیر کے حق میں مسبوق نہ سمجھا جائے گا اس کو چاہیے کہ فوراً تکبیر کہہ کر امام کے سلام سے پہلے شریک ہو جائے اور نماز کے ختم ہونے کے بعد اپنی گئی ہوئی تکبیروں کا اعادہ کر لے۔ (لوٹا لے)

مسئلہ (۲۳): اگر کوئی شخص تکبیرِ تحریمہ یعنی پہلی تکبیر یا کسی اور تکبیر کے وقت موجود تھا اور نماز میں شرکت کے لیے تیار تھا مگر سستی یا اور کسی وجہ سے شریک نہ ہوا تو اس کو فوراً تکبیر کہہ کر نماز میں شریک ہو جانا چاہیے، امام کی دوسری تکبیر کا اس کو انتظار نہ کرنا چاہیے اور جس تکبیر کے وقت حاضر تھا اس تکبیر کا لوٹانا اس کے ذمے نہ ہوگا بشرطیکہ اس سے پہلے کہ امام دوسری تکبیر کہے یہ اس تکبیر کو ادا کرے گو امام کی معیت نہ ہو۔

مسئلہ (۲۴): جنازے کی نماز کا مسبوق جب اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کرے اور خوف ہو کہ اگر دعا پڑھے گا تو دیر ہوگی اور جنازہ اس کے سامنے سے اٹھالیا جائے گا تو دعا نہ پڑھے۔

مسئلہ (۲۵): جنازے کی نماز میں اگر کوئی شخص لاحق ہو جائے تو اس کا وہی حکم ہے جو اور نمازوں کے لاحق کا ہے۔

نمازِ جنازہ میں امامت کا حق دار

مسئلہ (۲۶): جنازے کی نماز میں امامت کا استحقاق سب سے زیادہ بادشاہِ وقت کو ہے، گو تقویٰ اور ورع میں اس سے بہتر بھی لوگ وہاں موجود ہوں، اگر بادشاہِ وقت وہاں نہ ہو تو اس کا نائب یعنی جو شخص اس کی طرف سے حاکمِ شہر ہو وہ مستحق امامت ہے، گو تقوی اور ورع میں اس سے بہتر بھی لوگ وہاں موجود ہوں، وہ بھی نہ ہو تو شہر کا قاضی، وہ بھی نہ ہو تو اس کا نائب، ان لوگوں کے ہوتے ہوئے دوسرے کا امام بنانا بغیر ان کی اجازت کے جائز نہیں، ان ہی کا امام بنانا واجب ہے۔ اگر یہ لوگ کوئی وہاں موجود نہ ہوں تو اس محلے کا امام مستحق ہے، بشرطیکہ میت کے اعزہ میں کوئی شخص اس سے افضل نہ ہو، ورنہ میت کے وہ اعزہ جن کو حق ولایت حاصل ہے امامت کے مستحق ہیں یا وہ شخص جس کو وہ اجازت دیں۔ اگر ولی میت کی اجازت کے بغیر کسی ایسے شخص نے نماز پڑھا دی ہو جس کو امامت کا استحقاق نہیں تو ولی کو اختیار ہے کہ پھر دوبارہ نماز پڑھے، حتی کہ اگر میت دفن ہو چکی ہو تو اس کی قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے جب تک نعش کے پھٹ جانے کا خیال نہ ہو۔

مسئلہ (۲۷): اگر میت کے ولی کی اجازت کے بغیر کسی ایسے شخص نے نماز پڑھا دی جس کو امامت کا استحقاق ہے پھر

میت کا ولی نماز کا اعادہ نہیں کرسکتا۔ اسی طرح اگر میت کے ولی نے بادشاہِ وقت کے موجود نہ ہونے کی حالت میں نماز پڑھا دی ہو تو بادشاہِ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہیں ہے، بل کہ صحیح یہ ہے کہ اگر میت کے ولی نے بادشاہِ وقت کے موجود ہونے کی حالت میں نماز پڑھ لی تب بھی بادشاہِ وقت وغیرہ کو اعادے کا اختیار نہ ہوگا، گو ایسی حالت میں بادشاہِ وقت کے امام نہ بنانے سے ترک واجب کا گناہ میت کے اولیا پر ہوگا۔

حاصل یہ ہے کہ ایک جنازے کی نماز کئی مرتبہ پڑھنا جائز نہیں، مگر میت کے ولی کو جب کہ اس کی اجازت کے بغیر کسی غیر مستحق نے نماز پڑھادی ہو (تو) دوبارہ پڑھنا درست ہے۔

تمرین

سوال ①: نمازِ جنازہ کے صحیح ہونے کی کیا شرائط ہیں؟

سوال ②: نمازِ جنازہ کا مسنون و مستحب طریقہ بیان کریں۔

سوال ③: نمازِ جنازہ میں کتنے فرض اور کتنی سنتیں ہیں تفصیل سے لکھیں؟

سوال ④: اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے مختلف اقسام کے آجائیں تو نمازِ جنازہ پڑھنے کی کیا صورت اختیار کی جائے؟

سوال ⑤: اگر کوئی شخص نمازِ جنازہ میں اس وقت آیا کہ کچھ تکبیریں اس کے آنے سے پہلے ہو چکی تھیں تو وہ نمازِ جنازہ میں کس طرح شرکت کرے گا؟

سوال ⑥: نمازِ جنازہ میں امامت کا سب سے زیادہ حق دار کون شخص ہے؟

دفن کے اٹھائیس (۲۸) مسائل

مسئلہ (۱): میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے جس طرح اس کا غسل اور نماز۔

مسئلہ (۲): جب میت کی نماز سے فراغت ہو جائے تو فوراً اس کو دفن کرنے کے لیے جہاں قبر کھدی ہو، لے جانا چاہیے۔

جنازہ اٹھانے کا طریقہ

مسئلہ (۳): اگر میت کوئی شیر خوار بچہ یا اس سے کچھ بڑا ہو تو لوگوں کو چاہیے کہ اس کو دست بدست لے جائیں یعنی ایک آدمی اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھالے، پھر اس سے دوسرا آدمی لے لے، اسی طرح بدلتے ہوئے لے جائیں۔

اگر میت کوئی بڑا آدمی ہو تو اس کو کسی چار پائی وغیرہ پر رکھ کر لے جائیں اور اس کے چاروں پایوں کو ایک ایک آدمی اٹھائے۔ میت کی چار پائی ہاتھوں سے اٹھا کر کندھوں پر رکھنا چاہیے، مثل مال واسباب کے شانوں پر لادنا مکروہ ہے۔ اسی طرح بلا عذر اس کا کسی جانور یا گاڑی وغیرہ پر رکھ کر لے جانا بھی مکروہ ہے اور عذر ہو تو بلا کراہت جائز ہے ،مثلاً: قبرستان بہت دور ہو۔

مسئلہ (۴): میت کے اٹھانے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کا اگلا داہنا پایا اپنے داہنے شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے، اس کے بعد پچھلا داہنا پایا اپنے داہنے شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے، اس کے بعد بایاں پایا اپنے بائیں شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے، پھر پچھلا بایاں پایا بائیں شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے تا کہ چاروں پایوں کو ملا کر چالیس قدم ہو جائیں۔

مسئلہ (۵): جنازے کا تیز قدم لے جانا مسنون ہے مگر نہ اس قدر کہ نعش کو حرکت واضطراب ہونے لگے۔

جنازے کے ہم راہ جانے والوں سے متعلق مسائل

مسئلہ (۶): جو لوگ جنازے کے ہم راہ جائیں ان کو جنازہ کے شانوں سے اتارنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے، ہاں اگر کوئی ضرورت بیٹھنے کی پیش آئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ (۷): جو لوگ جنازے کے ساتھ نہ ہوں بل کہ کہیں بیٹھے ہوئے ہوں ان کو جنازے کو دیکھ کر کھڑا نہیں ہونا چاہیے۔

مسئلہ(۸): جولوگ جنازے کے ہم راہ ہوں ان کو جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے، اگر چہ جنازے کے آگے بھی چلنا جائز ہے۔ ہاں اگر سب لوگ جنازے کے آگے ہو جائیں تو مکروہ ہے، اسی طرح جنازے کے آگے کسی سواری پر چلنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ(۹): جنازے کے ہم راہ پیدل چلنا مستحب ہے اور اگر کسی سواری پر ہو تو جنازے کے پیچھے چلے۔

مسئلہ(۱۰): جنازے کے ہم راہ جو لوگ ہوں ان کو کوئی دعا یا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے۔

قبر سے متعلق مسائل

مسئلہ(۱۱): میت کی قبر کم سے کم اس کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے اور قد سے زیادہ نہ ہونی چاہیے اور اس کے قد کے موافق لمبی ہو اور بغلی قبر بہ نسبت صندوقی کے بہتر ہے، ہاں اگر زمین بہت نرم ہو کہ بغلی کھودنے میں قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے۔

مسئلہ(۱۲): یہ بھی جائز ہے کہ اگر بغلی قبر نہ کھد سکے تو میت کو کسی صندوق میں رکھ کر دفن کر دیں، خواہ صندوق لکڑی کا ہو یا پتھر کا یا لوہے کا، مگر بہتر یہ ہے کہ اس صندوق میں مٹی بچھا دی جائے۔

مسئلہ(۱۳): جب قبر تیار ہو چکے تو میت کو قبلے کی طرف سے قبر میں اتار دیں، اس کی صورت یہ ہے کہ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلہ رو کھڑے ہوں کہ میت کو اٹھا کر قبر میں رکھ دیں۔

مسئلہ(۱۴): قبر میں اتارنے والوں کو طاق یا جفت ہونا مسنون نہیں۔ نبی کریم ﷺ کو آپ کی قبر مقدس میں چار آدمیوں نے اتارا تھا۔

مسئلہ(۱۵): قبر میں رکھتے وقت ''بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ'' کہنا مستحب ہے۔

مسئلہ(۱۶): میت کو قبر میں رکھ کر داہنے پہلو پر اس کو قبلہ رو کر دینا مسنون ہے۔

مسئلہ(۱۷): قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی وہ گرہ جو کفن کے کھل جانے کے خوف سے دی گئی تھی کھول دی جائے۔

مسئلہ(۱۸): اس کے بعد کچی اینٹوں یا نرکل (سرکنڈا) سے بند کر دیں۔ پختہ اینٹوں یا لکڑی کے تختوں سے بند کرنا مکروہ ہے، ہاں جہاں زمین بہت نرم ہو کہ قبر کے بیٹھ جانے کا خوف ہو تو پختہ اینٹ یا لکڑی کے تختے رکھ دینا یا صندوق میں رکھنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ (۱۹): عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کر کے رکھنا مستحب ہے اور اگر میت کے بدن کے ظاہر ہو جانے کا خوف ہو تو پھر پردہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ (۲۰): مردوں کے دفن کے وقت قبر پر پردہ نہ کرنا چاہیے، ہاں اگر عذر ہو مثلاً: پانی برس رہا ہو یا برف گر رہی ہو یا دھوپ سخت ہو تو پھر جائز ہے۔

مسئلہ (۲۱): جب میت کو قبر میں رکھ چکیں تو جس قدر مٹی اس کی قبر سے نکلی ہو وہ سب اس پر ڈال دیں، اس سے زیادہ مٹی ڈالنا مکروہ ہے جب کہ بہت زیادہ ہو کہ قبر ایک بالشت سے بہت زیادہ اونچی ہو جائے اور اگر تھوڑی سی ہو تو پھر مکروہ نہیں۔

مسئلہ (۲۲): قبر میں مٹی ڈالتے وقت مستحب ہے کہ سرہانے کی طرف سے ابتدا کی جائے اور ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈال دے اور پہلی مرتبہ پڑھے: ﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ﴾ اور دوسری مرتبہ: ﴿وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ﴾ اور تیسری مرتبہ: ﴿وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى﴾

مسئلہ (۲۳): دفن کے بعد تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا اور میت کے لیے دعائے مغفرت کرنا یا قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب اس کو پہنچانا مستحب ہے۔

مسئلہ (۲۴): مٹی ڈال چکنے کے بعد قبر پر پانی چھڑک دینا مستحب ہے۔

مسئلہ (۲۵): کسی میت کو چھوٹا ہو یا بڑا مکان کے اندر دفن نہ کرنا چاہیے، اس لیے کہ یہ بات انبیاء علیھم الصلاۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔

مسئلہ (۲۶): قبر کا مربع بنانا مکروہ ہے، مستحب یہ ہے کہ اٹھی ہوئی کوہان شتر کے مثل بنائی جائے، اس کی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونا چاہیے۔

مسئلہ (۲۷): قبر کا ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے، قبر پر گچ کرنا یا اس پر مٹی لگانا مکروہ ہے۔

قبر کو پختہ بنانا، گنبد وغیرہ بنانا

مسئلہ (۲۸): دفن کر چکنے کے بعد قبر پر کوئی عمارت، گنبد یا قبے وغیرہ کے مثل بنانا بغرض زینت حرام ہے اور مضبوطی کی نیت سے مکروہ ہے، میت کی قبر پر کوئی چیز بطور یادداشت کے لکھنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی ضرورت ہو، ورنہ جائز نہیں،

لیکن اس زمانے میں چوں کہ عوام نے اپنے عقائد اور اعمال کو بہت خراب کرلیا ہے اور مفاسد سے مباح بھی ناجائز ہوجاتا ہے، اس لیے ایسے امور بالکل ناجائز ہوں گے اور جو جو ضرورتیں یہ لوگ بیان کرتے ہیں سب نفس کے بہانے ہیں جن کو وہ دل میں خود بھی سمجھتے ہیں۔

تمرین

سوال ①: میت کے اُٹھانے کا مستحب طریقہ کیا ہے؟

سوال ②: قبر کی گہرائی کتنی ہونی چاہیے اور اس میں میت کو اتارنے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال ③: قبر پر مٹی کتنی اور کس طرح ڈالنی چاہیے؟

سوال ④: قبر بنانے کا مستحب طریقہ کیا ہے؟

جنازے کے سولہ (۱۶) متفرق مسائل

مسئلہ(۱): اگر میت کو قبر میں قبلہ رو کرنا یاد نہ رہے اور دفن کرنے اور مٹی ڈال دینے کے بعد خیال آئے تو پھر قبلہ رو کرنے کے لیے اس کی قبر کھولنا جائز نہیں۔ ہاں اگر صرف تختے رکھے گئے ہوں مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو وہاں سے تختے ہٹا کر اس کو قبلہ رو کر دینا چاہیے۔

مسئلہ(۲): عورتوں کو جنازے کے ہم راہ جانا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ(۳): میت کو قبر میں رکھتے وقت اذان کہنا بدعت ہے۔

مسئلہ(۴): اگر امام جنازے کی نماز میں چار تکبیر سے زیادہ کہے تو حنفی مقتدیوں کو چاہیے کہ ان زائد تکبیروں میں اس کا اتباع نہ کریں، بل کہ سکوت کیے ہوئے کھڑے رہیں، جب امام سلام پھیرے تو خود بھی سلام پھیر دیں۔ ہاں اگر زائد تکبیریں امام سے نہ سنی جائیں بل کہ مکبّر سے سنی جائیں تو مقتدیوں کو چاہیے کہ اتباع کریں اور ہر تکبیر کو تحریمہ سمجھے یہ خیال کر کے کہ شاید اس سے پہلے جو چار تکبیریں مکبّر نقل کر چکا ہے وہ غلط ہوں امام نے اب تکبیرِ تحریمہ کہی ہو۔

بحری جہاز میں موت واقع ہو جانا

مسئلہ(۵): اگر کوئی شخص جہاز وغیرہ پر مر جائے اور زمین وہاں سے اس قدر دور ہو کہ نعش کے خراب ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت چاہیے کہ غسل اور تکفین اور نماز سے فراغت کر کے اس کو دریا میں ڈال دیں اور اگر کنارہ اس قدر دور نہ ہو اور وہاں جلدی اترنے کی امید ہو تو اس نعش کو رکھ چھوڑیں اور زمین میں دفن کر دیں۔

جنازے کی دعا کا یاد نہ ہونا

مسئلہ(۶): اگر کسی شخص کو نماز جنازے کی وہ دعا جو منقول ہے یاد نہ ہو تو اس کو صرف ”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ“ کہہ دینا کافی ہے، اگر یہ بھی نہ ہو سکے اور صرف چار تکبیروں پر اکتفا کی جائے تب بھی نماز ہو جائے گی، اس لیے دعا فرض نہیں بل کہ مسنون ہے اور اسی طرح درود شریف بھی فرض نہیں ہے۔

دفن کے بعد میت کا قبر سے نکالنا

مسئلہ (۷): جب قبر میں مٹی پڑ چکے تو اس کے بعد میت کا قبر سے نکالنا جائز نہیں۔ ہاں اگر کسی آدمی کی حق تلفی ہوتی ہو تو البتہ نکالنا جائز ہے۔

مثال: (۱) جس زمین میں اس کو دفن کیا ہے وہ کسی دوسرے کی ملک ہو اور وہ اس دفن پر راضی نہ ہو (۲) کسی شخص کا مال قبر میں رہ گیا ہو۔

حاملہ عورت کا مر جانا

مسئلہ (۸): اگر کوئی عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو اس کا پیٹ چاک کر کے وہ بچہ نکال لیا جائے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کا مال نگل کر مر جائے اور مال والا مانگے تو وہ مال اس کا پیٹ چاک کر کے نکال لیا جائے، لیکن اگر مردہ مال چھوڑ کر مرا ہے تو اس کے ترکے میں سے وہ مال ادا کر دیا جائے اور پیٹ چاک نہ کیا جائے۔

جنازے کو دوسری جگہ منتقل کرنا

مسئلہ (۹): دفن سے پہلے نعش کا ایک مقام سے دوسرے مقام میں دفن کرنے کے لیے لے جانا خلافِ اَولیٰ ہے جب کہ وہ دوسرا مقام ایک دو میل سے زیادہ نہ ہو اور اگر اس سے زیادہ ہو تو جائز نہیں[1] اور دفن کے بعد نعش کھود کر لے جانا تو ہر حالت میں ناجائز ہے۔

میت کی مدح خوانی کرنا

مسئلہ (۱۰): میت کی تعریف کرنا خواہ نظم میں ہو یا نثر میں جائز ہے بشرطیکہ تعریف میں کسی قسم کا مبالغہ نہ ہو، وہ تعریفیں بیان نہ کی جائیں جو اس میں نہ ہوں۔

---

[1]: اس مسئلے میں چوں کہ بہت کوتاہی ہو رہی ہے اس لیے ہر مسلمان کو مرنے کے متعلق اپنی وصیت لکھ لینی چاہیے اور گھر والوں کو تاکید بھی کر دینی چاہیے کہ میرا انتقال سفر وغیرہ میں جہاں کہیں ہو اسی جگہ سنت کے موافق مجھے دفنا دیا جائے۔ شہداء احد کو آپ ﷺ نے وہیں دفنانے کا حکم دیا حالاں کہ جنت البقیع کا قبرستان بہت نزدیک تھا۔

تعزیت کا مسنون طریقہ

مسئلہ (۱۱): میت کے اعزہ کو تسکین و تسلی دینا اور صبر کے فضائل اور اس کا ثواب ان کو سنا کر ان کو صبر پر رغبت دلانا اور ان کے اور نیز میت کے لیے دعا کرنا جائز ہے، اسی کو تعزیت کہتے ہیں، تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ تنزیہی ہے، لیکن اگر تعزیت کرنے والا یا میت کے اعزہ سفر میں ہوں اور تین دن کے بعد آئیں تو اس صورت میں تین دن کے بعد بھی تعزیت مکروہ نہیں۔ جو شخص ایک مرتبہ تعزیت کر چکا ہو اس کو پھر دوبارہ تعزیت کرنا مکروہ ہے۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۱۲): اپنے لیے کفن تیار رکھنا مکروہ نہیں، قبر کا تیار رکھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۱۳): میت کے کفن پر بغیر روشنائی کے ویسے ہی انگلی کی حرکت سے کوئی دعا جیسے عہد نامہ وغیرہ لکھنا یا اس کے سینے پر ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' اور پیشانی پر کلمہ ''لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' جائز ہے مگر کسی حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ہے، اس لیے اس کے مسنون یا مستحب ہونے کا خیال نہ رکھنا چاہیے۔

مسئلہ (۱۴): قبر پر کوئی سبز شاخ رکھ دینا مستحب ہے اور اگر اس کے قریب کوئی درخت وغیرہ نکل آیا ہو تو اس کا کاٹ ڈالنا مکروہ ہے۔

اجتماعی قبر

مسئلہ (۱۵): ایک قبر میں ایک سے زیادہ نعش دفن نہ کرنا چاہیے مگر بوقت ضرورتِ شدیدہ جائز ہے۔ پھر اگر سب مردے مَرد ہی مَرد ہوں تو جو اِن سب میں افضل ہو اس کو آگے رکھے باقی سب کو اس کے پیچھے درجہ بدرجہ رکھ دیں اور اگر کچھ مَرد ہوں اور کچھ عورتیں تو مَردوں کو آگے رکھیں اور ان کے پیچھے عورتوں کو۔

زیارتِ قبور کا مسئلہ

مسئلہ (۱۶): قبروں کی زیارت کرنا یعنی ان کو جا کر دیکھنا مردوں کے لیے مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتے میں کم

سے کم ایک مرتبہ زیارت کی جائے اور بہتر یہ ہے کہ وہ دن جمعے کا ہو۔ بزرگوں کی قبروں کی زیارت کے لیے سفر کر کے جانا جائز ہے جب کہ کوئی عقیدہ اور عمل خلافِ شرع نہ ہو جیسا آج کل عرسوں میں مفاسد ہوتے ہیں۔

تمرین

سوال ①: اگر کسی شخص کو نمازِ جنازہ کی منقول دعائیں یاد نہ ہوں تو کیا کرے؟

سوال ②: کیا میت کی نعش کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا جائز ہے؟

سوال ③: قبروں کی زیارت کا کیا حکم ہے؟

سوال ④: عورتوں کو جنازے کے ہم راہ جانا کیسا ہے؟

باب الشہید

شہید کے احکام

اگرچہ شہید بھی بظاہر میت ہے مگر عام مَوْتیٰ کے سب احکام اس میں جاری نہیں ہوسکتے اور فضائل بھی اس کے بہت ہیں، اس لیے اس کے احکام علاحدہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوا۔ شہید کے اقسام احادیث میں بہت وارد ہوئے ہیں، بعض علما نے ان اقسام کے جمع کرنے کے لیے مستقل رسالے بھی تصنیف فرمائے ہیں، مگر ہم کو شہید کے جو احکام یہاں بیان کرنا مقصود ہیں وہ اس شہید کے ساتھ خاص ہیں جس میں یہ سات (۷) شرطیں پائی جائیں۔

شرط (۱): مسلمان ہونا۔ پس غیر اہلِ اسلام کے لیے کسی قسم کی شہادت ثابت نہیں ہوسکتی۔

شرط (۲): مکلّف ہونا۔ یعنی عاقل بالغ ہونا پس جو شخص حالت جنون وغیرہ میں مارا جائے یا عدمِ بلوغ کی حالت میں تو اس کے لیے شہادت کے وہ احکام جن کا ذکر ہم آگے کریں گے ثابت نہ ہوں گے۔

شرط (۳): حدثِ اکبر سے پاک ہونا۔ اگر کوئی شخص حالت جنابت میں یا کوئی عورت حیض و نفاس میں شہید ہوجائے تو اس کے لیے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے۔

شرط (۴): بے گناہ مقتول ہونا۔ پس اگر کوئی شخص بے گناہ مقتول نہیں ہوا بل کہ کسی جرمِ شرعی کی سزا میں مارا گیا ہو یا مقتول ہی نہ ہوا ہو، بل کہ یوں ہی مر گیا ہو تو اس کے لیے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے۔

شرط (۵): اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے مارا گیا ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ کسی آلہ جارحہ سے مارا گیا ہو، اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے بذریعہ آلۂ غیر جارحہ کے مارا گیا ہو، مثلاً: کسی پتھر وغیرہ سے مارا جائے تو اس پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے، لیکن لوہا مطلقاً آلۂ جارحہ کے حکم میں ہے گو اس میں دھار نہ ہو اور اگر کوئی شخص، حربی کافروں یا باغیوں یا ڈاکہ زنوں کے ہاتھ سے مارا گیا ہو یا ان کے معرکہ جنگ میں مقتول ملے تو اس میں آلہ جارحہ سے مقتول ہونے کی شرط نہیں حتیٰ کہ اگر کسی پتھر وغیرہ سے بھی وہ لوگ ماریں اور مر جائے تو شہید کے احکام اس پر جاری ہوجائیں گے بل کہ یہ بھی شرط نہیں کہ وہ لوگ خود مرتکبِ قتل ہوئے ہوں بل کہ اگر وہ سببِ قتل بھی ہوئے ہوں یعنی ان سے وہ امور وقوع میں آئیں جو باعث قتل ہوجائیں تب بھی شہید کے احکام جاری ہوجائیں گے۔

مثال (۱): کسی حربی وغیرہ نے اپنے جانور سے کسی مسلمان کو روند ڈالا اور خود بھی اس پر سوار تھا (۲) کوئی مسلمان کسی جانور پر سوار تھا، اس جانور کو کسی حربی وغیرہ نے بھگایا جس کی وجہ سے مسلمان اس جانور سے گر کر مر گیا (۳) کسی حربی

وغیرہ نے کسی مسلمان کے گھر یا جہاز میں آگ لگادی جس سے کوئی جل کر مر گیا۔

شرط (۶): اس قتل کی سزا میں ابتداءً شریعت کی طرف سے کوئی مالی عوض مقرر نہ ہو بل کہ قصاص واجب ہوا ہو، پس اگر مالی عوض مقرر ہوگا تب بھی اس مقتول پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے گو ظلماً مارا جائے۔

مثال (۱): کوئی مسلمان کسی مسلمان کو غیر آلۂ جارحہ سے قتل کردے (۲) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو آلۂ جارحہ سے قتل کردے مگر خطاءً، مثلاً: کسی جانور پر یا کسی نشانے پر حملہ کر رہا ہو اور وہ کسی انسان کو لگ جائے (۳) کوئی شخص کسی جگہ سوائے معرکہ جنگ کے مقتول پایا جائے اور کوئی قاتل اس کا معلوم نہ ہو ان سب صورتوں میں چوں کہ اس قتل کے عوض میں مال واجب ہوتا ہے قصاص نہیں واجب ہوتا، اس لیے یہاں شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔

مالی عوض کے مقرر ہونے میں ابتداء کی قید اس وجہ سے لگائی گئی کہ اگر ابتداً قصاص مقرر ہوا ہو مگر کسی مانع کے سبب سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلے مال واجب ہوا ہو تو وہاں شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

مثال (۱): کوئی شخص آلۂ جارحہ سے قصداً ظلماً مارا گیا لیکن قاتل میں اور ورثائے مقتول میں کچھ مال کے عوض صلح ہوگئی ہو تو اس صورت میں چوں کہ ابتداءً قصاص واجب ہوا تھا اور مال ابتدا میں واجب نہیں ہوا تھا بل کہ صلح کے سبب سے واجب ہوا، اس لیے یہاں شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

مثال (۲): کوئی باپ اپنے بیٹے کو آلۂ جارحہ سے مار ڈالے تو اس صورت میں ابتداءً قصاص ہی واجب ہوا تھا، مال ابتداءً واجب نہیں ہوا لیکن باپ کے احترام وعظمت کی وجہ سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلے میں مال واجب ہوا ہے، لہٰذا یہاں بھی شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

شرط (۷): زخم لگنے کے بعد پھر کوئی زندگی کا امر راحت وتمتع مثل کھانے، پینے، سونے، دوا کرنے، خرید وفروخت وغیرہ کے اس سے وقوع میں نہ آئے اور نہ ایک وقت کی نماز کے بقدر اس کی زندگی حالت ہوش وحواس میں گزرے اور نہ اس کو حالت ہوش میں معرکہ سے اٹھا کر لائیں۔ ہاں اگر جانوروں کے پامال کرنے کے خوف سے اٹھا لائیں تو کچھ حرج نہ ہوگا۔

پس اگر کوئی شخص زخم کے بعد زیادہ کلام کرے تو وہ بھی شہید کے احکام میں داخل نہ ہوگا، اس لیے کہ زیادہ کلام کرنا زندوں کی شان سے ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص وصیت کرے تو وہ وصیت اگر کسی دنیاوی معاملے میں ہو تو شہید کے حکم سے خارج ہو جائے گا اور اگر دینی معاملے میں ہو تو خارج نہ ہوگا۔ اگر کوئی معرکہ جنگ میں شہید ہوا اور

اس سے یہ باتیں صادر ہوں تو شہید کے احکام سے خارج ہو جائے گا ورنہ نہیں، لیکن یہ شخص اگر محاربہ (لڑائی کی جگہ) میں مقتول (قتل) ہوا ہے اور ہنوز حرب (لڑائی) ختم نہیں ہوئی تو تمتُّعاتِ مذکورہ[1] کے باوجود وہ شہید ہے۔

مسئلہ: جس شہید میں یہ سب شرائط پائی جائیں اس کا ایک حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہ دیا جائے اور اس کا خون اس کے جسم سے زائل نہ کیا جائے اسی طرح اس کو دفن کردیں۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ جو کپڑے پہنے ہوئے ہو ان کپڑوں کو اس کے جسم سے نہ اتارا جائے، ہاں اگر اس کے کپڑے عددِ مسنون سے کم ہوں تو عددِ مسنون کے پورا کرنے کے لیے اور کپڑے زیادہ کردیے جائیں۔ اسی طرح اگر اس کے کپڑے مسنون کفن سے زیادہ ہوں تو زائد کپڑے اتار لیے جائیں۔ اگر اس کے جسم پر ایسے کپڑے ہوں جن میں کفن ہونے کی صلاحیت نہ ہو جیسے پوستین وغیرہ تو ان کو بھی اتار لینا چاہیے، ہاں اگر ایسے کپڑوں کے سوا اس کے جسم پر کوئی کپڑا نہ ہو تو پھر پوستین وغیرہ کو نہ اتارنا چاہیے۔ ٹوپی، جوتا، ہتھیار وغیرہ ہر حال میں اتار لیا جائے گا اور باقی سب احکام جو اور مُردوں کے لیے ہیں مثل نماز وغیرہ کے وہ سب ان کے حق میں بھی جاری ہوں گے۔ اگر کسی شہید میں ان شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو اس کو غسل بھی دیا جائے گا اور دوسرے مُردوں کی طرح نیا کفن بھی پہنایا جائے گا۔

تمرین

سوال ①: شہید کا کیا حکم ہے تفصیل سے لکھیں؟

سوال ②: شریعت کے بعض احکام جس شہید کے ساتھ خاص ہیں اس کی کیا شرائط ہیں مثالوں کے ذریعے وضاحت سے لکھیں؟

[1] یعنی وہ کام جو انسان زندگی میں کرتا ہے جیسے کھانا، پینا، سونا، دوا کرنا وغیرہ جن کا اوپر ذکر ہوا۔

کتاب الزکوۃ

زکوۃ کا بیان[1]

زکوۃ ادا نہ کرنے پر وعید

مسئلہ (۱): جس کے پاس مال ہو اور اس کی زکوۃ نہ نکالتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا گناہ گار ہے، قیامت کے دن اس پر بڑا سخت عذاب ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کی زکوۃ نہ دیتا ہو قیامت کے دن اس کے لیے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی، پھر ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اس کی دونوں کروٹیں اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی اور جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی تو پھر گرم کر لی جائیں گی۔“

نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال بڑا زہریلا گنجا سانپ بنایا جائے گا اور وہ اس کی گردن میں لپٹ جائے گا، پھر اس کے دونوں جبڑے نوچے گا اور کہے گا: ”میں ہی تیرا مال اور میں ہی تیرا خزانہ ہوں۔“

اللہ کی پناہ اتنے عذاب کی کون طاقت رکھ سکتا ہے، تھوڑے سے لالچ کے بدلے یہ مصیبت بھگتنا بڑی بے وقوفی کی بات ہے، اللہ ہی کی دی ہوئی دولت کو اللہ ہی کی راہ میں نہ دینا کتنی بے جا بات ہے۔

سونے چاندی کا نصاب

مسئلہ (۲): جس کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا[2] ہو اور ایک سال تک باقی رہے تو سال گزرنے پر اس کی زکوۃ دینا واجب ہے[3] اور اگر اس سے کم ہو تو اس پر زکوۃ واجب نہیں اور اگر اس سے زیادہ ہو تو بھی زکوۃ واجب ہے۔

---

[1] اس عنوان کے تحت انتیس (۲۹) مسائل مذکور ہیں۔ [2] ساڑھے باون تولے چاندی 612.36 گرام کے برابر اور ساڑھے سات تولے سونا 87.48 گرام کے برابر ہوتے ہیں۔ [3] جو شخص بالغ ہونے کے بعد قمری ماہ کی جس تاریخ کو صاحب نصاب بنا ہو ہر سال اس مہینے کی اسی تاریخ کو اس شخص پر زکوۃ فرض ہوگی، زکوۃ کا حساب اسی تاریخ کو ہوگا ادا جب چاہے کرے۔ مسئلے میں سال گزرنے سے یہی سال مراد ہے، ہر مال پر علاحدہ سال گزرنا ضروری نہیں۔

دورانِ سال مال کا کم ہو جانا

مسئلہ (۳): کسی کے پاس آٹھ تولے سونا چار مہینے یا چھ مہینے رہا، پھر وہ کم ہو گیا اور دو تین مہینے کے بعد پھر مال مل گیا تب بھی زکوٰۃ دینا واجب ہے، غرض یہ کہ جب سال کے اول و آخر میں مال دار ہو جائے اور سال کے بیچ میں کچھ دن اس مقدار سے کم رہ جائے تو بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ بیچ میں تھوڑے دن کم ہو جانے سے زکوٰۃ معاف نہیں ہوتی۔ البتہ اگر سب مال جاتا رہے اس کے بعد پھر مال ملے تو جب سے پھر ملا ہے تب سے سال کا حساب کیا جائے گا۔

مسئلہ (۴): کسی کے پاس آٹھ نو تولے سونا تھا، لیکن سال گزرنے سے پہلے پہلے ختم ہو گیا، پورا سال نہیں گزرنے پایا تو زکوٰۃ واجب نہیں۔

مقروض پر زکوٰۃ

مسئلہ (۵): کسی کے پاس ساڑھے باون تولہ (612.36 گرام) چاندی کی قیمت ہے اور اتنے ہی روپوں کا وہ قرض دار ہے تو بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ (۶): اگر اتنے کا قرض دار ہے کہ قرضہ ادا ہو کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت بچتی ہے تو زکوٰۃ واجب ہے۔

سونے چاندی کی تمام اشیاء پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ (۷): سونے چاندی کے زیور اور برتن اور سچا گوٹہ، ٹھپہ سب پر زکوٰۃ واجب ہے، چاہے پہننے کے ہوں یا بندر کھے ہوں اور کبھی استعمال نہ ہوتے ہوں غرض کہ چاندی و سونے کی ہر چیز پر زکوٰۃ واجب ہے، البتہ اگر اتنی مقدار سے کم ہو جو اوپر بیان ہوئی تو زکوٰۃ واجب نہ ہو گی۔

کھوٹ ملے سونے چاندی کا حکم

مسئلہ (۸): سونا چاندی اگر کھرا نہ ہو بلکہ اس میں کچھ میل ہو جیسے مثلاً: چاندی میں رانگا ملا ہوا ہے تو دیکھو چاندی زیادہ ہے یا رانگا۔ اگر چاندی زیادہ ہو تو اس کو وہی حکم ہے جو چاندی کا حکم ہے یعنی اگر اتنی مقدار ہو جو اوپر بیان ہوئی

توزکوٰۃ واجب ہے اور اگر رانگا زیادہ ہے تو اس کو چاندی نہ سمجھیں گے، پس جو حکم پیتل، تانبے، لوہے، رانگے وغیرہ اسباب کا آگے آئے گا وہی اس کا بھی حکم ہے۔

سونے اور چاندی کے ملانے کا حکم

مسئلہ (۹): کسی کے پاس نہ تو پوری مقدار سونے کی ہے، نہ پوری مقدار چاندی کی، بل کہ تھوڑا سونا ہے اور تھوڑی چاندی تو اگر دونوں کی قیمت ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جائے یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر دونوں چیزیں اتنی تھوڑی تھوڑی ہیں کہ دونوں کی قیمت نہ اتنی چاندی کے برابر ہے نہ اتنے سونے کے برابر تو زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر سونے اور چاندی دونوں کی مقدار پوری پوری ہے تو قیمت لگانے کی ضرورت نہیں۔[1]

وضاحت: زکوٰۃ کے مندرجہ ذیل مسائل اس زمانے میں لکھے گئے ہیں جس زمانے میں روپیہ چاندی کا ہوتا تھا اور سونا چاندی ارزاں تھا۔

سونے یا چاندی کے ساتھ نقدی روپے ملنے کا حکم

مسئلہ (۱۰): فرض کرو کہ کسی زمانے میں پچیس روپے کا ایک تولہ سونا ملتا ہے اور ایک روپے کی ڈیڑھ تولہ چاندی ملتی ہے اور کسی کے پاس دو تولہ سونا اور پانچ روپے ضرورت سے زائد ہیں اور سال بھر تک وہ رہ گئے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے کیوں کہ دو تولہ سونا پچاس روپے کا ہوا اور پچاس روپے کی چاندی پچھتر تولہ ہوئی دو تولہ سونے کی چاندی اگر خریدو گے تو پچھتر تولہ ملے گی اور پانچ روپے تمہارے پاس ہیں، اس حساب سے اتنی مقدار سے بہت زیادہ مال ہو گیا جتنے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ البتہ اگر فقط دو تولہ سونا ہو اس کے ساتھ روپے اور چاندی کچھ نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

دورانِ سال مال میں اضافے کا حکم

مسئلہ (۱۱): کسی کے پاس سو روپے ضرورت سے زائد رکھے تھے، پھر سال پورا ہونے سے پہلے پہلے پچاس روپے اور

[1] بل کہ سونے کی زکوٰۃ اس کے نصاب کا حساب کر کے الگ کر کے دے اور اگر اس صورت میں بھی قیمت لگا کر دینا چاہے تو اس شرط سے جائز ہے کہ جس طرح قیمت لگانے میں غریبوں کا بھلا ہو اس طرح قیمت لگائے اور جو اس میں بکھیڑا سمجھے تو پھر دونوں کا الگ ہی حساب لگا کر دے دے۔

مل گئے تو ان پچاس روپے کا حساب الگ نہ کریں گے بل کہ اسی سو روپے کے ساتھ اس کو ملا دیں گے اور جب سو روپے کا سال پورا ہوگا تو پورے ڈیڑھ سو کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور ایسا سمجھیں گے کہ پورے ڈیڑھ سو پر سال گزر گیا۔
مسئلہ (۱۲): کسی کے پاس سو تولہ چاندی رکھی تھی پھر سال گزرنے سے پہلے دو چار تولہ سونا آگیا یا نو دس تولہ سونا مل گیا تب بھی اس کا حساب الگ نہ کیا جائے گا بل کہ اس چاندی کے ساتھ ملا کر زکوٰۃ کا حساب ہوگا پس جب اس چاندی کا سال پورا ہو جائے گا تو اس سب مال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مالِ تجارت پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ (۱۳): سونے چاندی کے سوا اور جتنی چیزیں ہیں جیسے لوہا، تانبا، پیتل، گلٹ، رانگا، وغیرہ اور ان چیزوں کے بنے ہوئے برتن وغیرہ اور کپڑے، جوتے اور اس کے سوا جو کچھ اسباب ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کو بیچتا اور سوداگری کرتا ہو (یعنی مالِ تجارت ہو) تو دیکھو وہ اسباب کتنا ہے اگر اتنا ہے کہ اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہے تو جب سال گزر جائے تو اس سوداگری کے اسباب میں زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر وہ مال سوداگری کے لیے نہیں ہے تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے چاہے جتنا مال ہو، اگر ہزاروں روپے کا مال ہو تب بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔

گھریلو ساز وسامان اور استعمال کی اشیا پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ (۱۴): گھر کا اسباب جیسے پتیلی، دیگچہ، بڑی دیگ، سینی، لگن اور کھانے پینے کے برتن اور رہنے سہنے کا مکان اور پہننے کے کپڑے، سچے موتیوں کا ہار وغیرہ ان چیزوں میں زکوٰۃ واجب نہیں، چاہے جتنا ہو اور چاہے روزمرہ کے کاروبار میں آتا ہو یا نہ آتا ہو کسی طرح زکوٰۃ واجب نہیں۔ ہاں اگر یہ سوداگری (تجارت) کا اسباب ہو تو پھر اس میں زکوٰۃ واجب ہے۔ خلاصہ یہ کہ سونا چاندی کے سوا اور جتنا مال اسباب ہو، اگر وہ سوداگری کا اسباب ہے تو زکوٰۃ واجب ہے، نہیں تو زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

کرایے پر دی ہوئی اشیا پر زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ (۱۵): کسی کے پاس دس پانچ گھر ہیں، ان کو کرایہ پر چلاتا ہے تو ان مکانوں پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں، چاہے جتنی قیمت کے ہوں۔ ایسے ہی اگر کسی نے دو چار سو روپے کے برتن خرید لیے اور ان کو کرایہ پر چلاتا رہتا ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں غرض یہ کہ کرایہ پر چلانے سے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

کپڑے میں اگر چاندی کا کام ہو تو زکوٰۃ کا حکم

مسئلہ (۱۶): پہننے کے دھراؤ جوڑے چاہے جتنے زیادہ قیمتی ہوں اس میں زکوٰۃ واجب نہیں، لیکن ان میں سچا کام ہے اور اتنا کام ہے اگر چاندی چھڑائی جائے تو ساڑھے باون تولہ یا اس سے زیادہ نکلے گی تو اس چاندی پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں۔

مختلف اموال کی زکوٰۃ

مسئلہ (۱۷): کسی کے پاس کچھ چاندی یا سونا ہے اور کچھ سوداگری کا مال ہے تو سب کو ملا کر دیکھو، اگر اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو واجب نہیں۔

مالِ تجارت کی تعریف

مسئلہ (۱۸): سوداگری کا مال وہ کہلائے گا جس کو اسی ارادے سے مول (خرید) لیا ہو کہ اس کی سوداگری کریں گے تو اگر کسی نے اپنے گھر کے خرچ کے لیے یا شادی وغیرہ کے خرچ کے لیے چاول مول لیے پھر ارادہ ہو گیا کہ لاؤ اس کی سوداگری کر لیں تو یہ مال سوداگری کا نہیں ہے اور اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

جو مال کسی کے ذمے قرض ہو

مسئلہ (۱۹): اگر کسی پر تمہارا قرض آتا ہے تو اس قرض پر بھی زکوٰۃ واجب ہے لیکن قرض کی تین قسمیں ہیں:
(۱) قوی (۲) متوسط (۳) ضعیف۔

(۱) دَین قوی:

قوی یہ کہ نقد روپیہ یا سونا چاندی کسی کو قرض دیا یا سوداگری کا اسباب بیچا اس کی قیمت باقی ہے اور ایک سال کے بعد یا دو تین برس کے بعد وصول ہوا تو اگر اتنی مقدار ہو جتنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو ان سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور اگر یک مُشت نہ وصول ہو تو جب اس میں سے ساڑھے دس تولہ (122.472 گرام) چاندی کی قیمت وصول ہو تب اتنے کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے اور اگر اس سے کم ملے تو واجب نہیں، پھر جب ساڑھے دس تولہ (122.472 گرام) چاندی کی قیمت اور ملے تو اس کی زکوٰۃ دے، اسی طرح دیتا رہے اور جب دے تو سب برسوں کی دے اور اگر ساڑھے دس تولہ چاندی کی قیمت بھی متفرق ہی ہو کر ملے تو جب بھی یہ مقدار پوری ہو جائے اتنی مقدار کی زکوٰۃ ادا کرتا رہے اور جب زکوٰۃ دے تو سب برسوں کی دے اور اگر قرضہ اس سے کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی، البتہ اگر اس کے پاس کچھ اور مال بھی ہو اور دونوں ملا کر مقدار پوری ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(۲) دَین متوسط:

متوسط یہ ہے کہ اگر نقد نہیں دیا نہ سوداگری کا مال بیچا بلکہ کوئی اور چیز بیچی تھی جو سوداگری کی نہ تھی جیسے پہننے کے کپڑے بیچ ڈالے یا گھر ہستی کا اسباب بیچ دیا، اس کی قیمت باقی ہے اور اتنی ہے جتنی میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، پھر وہ قیمت کئی برس کے بعد وصول ہو تو سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور اگر سب ایک مرتبہ کر کے وصول نہ ہو بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے ملے تو جب تک اتنی رقم وصول نہ ہو جائے جو نرخ بازار سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت ہو تب تک زکوٰۃ واجب نہیں۔ جب مذکورہ رقم وصول ہو تو سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔

(۳) دَینِ ضعیف:

ضعیف یہ ہے کہ شوہر کے ذمے مہر ہو، وہ کئی برس کے بعد ملا تو اس کی زکوٰۃ کا حساب ملنے کے دن سے ہے، پچھلے برسوں کی زکوٰۃ واجب نہیں بل کہ اگر اب اس کے پاس رکھا رہے اور اس پر سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی، ورنہ واجب نہیں۔

پیشگی زکوٰۃ ادا کرنا

مسئلہ (۲۰): اگر کوئی مال دار آدمی جس پر زکوٰۃ واجب ہے سال گزرنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دے دے اور سال کے پورے ہونے کا انتظار نہ کرے تو یہ بھی جائز ہے اور زکوٰۃ ہو جاتی ہے اور اگر مال دار نہیں ہے بل کہ کہیں سے مال ملنے کی امید پر مال ملنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دے دی تو یہ زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، جب مال مل جائے اور اس پر سال گزر جائے تو پھر زکوٰۃ دینا چاہیے۔

مسئلہ (۲۱): مال دار آدمی اگر کئی سال کی زکوٰۃ پیشگی دے دے یہ بھی جائز ہے لیکن اگر کسی سال مال بڑھ گیا تو بڑھتی کی زکوٰۃ پھر دینا پڑے گی۔

مسئلہ (۲۲): کسی کے پاس سو روپے ضرورت سے زیادہ رکھے ہوئے ہیں اور سو روپے کہیں اور سے ملنے کی امید ہے، اس نے پورے دو سو روپے کی زکوٰۃ سال پورا ہونے سے پہلے ہی پیشگی دے دی یہ بھی درست ہے، لیکن اگر ختم سال پر روپیہ نصاب سے کم ہو گیا تو زکوٰۃ معاف ہو گئی اور وہ دیا ہوا صدقہ نافلہ ہو گیا۔[1]

سال گزرنے کے بعد مال ضائع ہو گیا یا خود کر دیا

مسئلہ (۲۳): کسی کے مال پر پورا سال گزر گیا لیکن ابھی زکوٰۃ نہیں نکالی تھی کہ سارا مال چوری ہو گیا یا اور کسی طرح سے جاتا رہا تو زکوٰۃ معاف ہو گئی۔ اگر خود اپنا مال کسی کو دے دیا یا اور کسی طرح اپنے اختیار سے ہلاک کر ڈالا تو جتنی زکوٰۃ واجب ہوئی تھی وہ معاف نہیں ہوئی بل کہ دینا پڑے گی۔

مسئلہ (۲۴): سال پورا ہونے کے بعد کسی نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا تب بھی زکوٰۃ معاف ہو گئی۔

---

[1] یعنی سال کے ختم پر صاحبِ نصاب نہیں رہا تو پیشگی دی ہوئی زکوٰۃ نفلی صدقہ ہو جائے گی۔

مسئلہ (۲۵): کسی کے پاس دوسو روپے تھے، ایک سال کے بعد اس میں سے ایک سو چوری ہو گئے یا ایک سو روپے خیرات کر دیے تو ایک سو کی زکوٰۃ معاف ہوگئی فقط ایک سو کی زکوٰۃ دینا پڑے گی۔

زکوٰۃ کے متفرق مسائل

مسئلہ (۲۶): اگر کوئی شخص حرام مال کو حلال کے ساتھ ملا دے تو سب کی زکوٰۃ اس کو دینا ہوگی۔

مسئلہ (۲۷): اگر کوئی شخص زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد مر جائے تو اس کے مال کی زکوٰۃ نہ لی جائے گی۔ ہاں اگر وہ وصیت کر گیا ہو تو اس کے تہائی مال میں سے زکوٰۃ لے لی جائے گی، گو یہ تہائی پوری زکوٰۃ کو کفایت نہ کرے اور اگر اس کے وارث تہائی سے زیادہ دینے پر راضی ہوں تو جس قدر وہ اپنی خوشی سے دے دیں لے لیا جائے گا۔

مسئلہ (۲۸): اگر ایک سال کے بعد قرض خواہ اپنا قرض مقروض کو معاف کر دے تو قرض خواہ کو زکوٰۃ اس ایک سال کی نہ دینا پڑے گی، ہاں اگر وہ مقروض مال دار ہے تو اس کو معاف کرنا مال کا ہلاک کرنا سمجھا جائے گا اور قرض خواہ کو زکوٰۃ دینا پڑے گی، کیوں کہ مال کے ہلاک کر دینے سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی۔

مسئلہ (۲۹): فرض واجب صدقات کے علاوہ صدقہ دینا اسی وقت میں مستحب ہے جب کہ مال اپنی ضرورتوں اور اپنے اہل وعیال کی ضرورتوں سے زائد ہو ورنہ مکروہ ہے۔ اسی طرح اپنے کل مال کا صدقہ میں دے دینا بھی مکروہ ہے، ہاں اگر وہ اپنے نفس میں توکل اور صبر کی صفت بہ یقین جانتا ہو اور اہل وعیال کو بھی تکلیف کا احتمال نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں بل کہ بہتر ہے۔

تمرین

سوال ①: زکوٰۃ کس پر واجب ہے اور نصاب سے کیا مراد ہے؟

سوال ②: سال گزرنے سے کیا مراد ہے اور اگر سال کے درمیان مال نصاب سے کم ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: نصاب کے بقدر مال ہے لیکن مقروض بھی ہے تو کیا حکم ہے؟

سوال ④: کن کن چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے تفصیل سے بتائیں؟

سوال ⑤: سال مکمل ہونے سے چند دن قبل کچھ مال آ گیا تو کیا اس کی زکوٰۃ نکالی جائے گی؟

سوال ⑥: کیا قرض پر زکوٰۃ ہے، قرض کی اقسام تفصیل سے بیان کریں؟

سوال ⑦: سوداگری (تجارت) کا مال کون سا ہے؟

سوال ⑧: سال گزرنے سے قبل زکوٰۃ ادا کرنا کیسا ہے؟

سوال ⑨: اگر کسی پر زکوٰۃ واجب ہوگئی تھی اور زکوٰۃ نکالنے سے پہلے مال ضائع ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑩: اگر کوئی شخص زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد مر جائے تو اس کی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑪: سال گزرنے کے بعد قرض خواہ قرض معاف کر دے تو کیا اس کی زکوٰۃ دینا پڑے گی؟

زکوٰۃ ادا کرنے کا بیان[۱]

زکوٰۃ کی ادائیگی میں جلدی کا حکم

مسئلہ (۱): جب مال پر پورا سال گزر جائے تو فوراً زکوٰۃ ادا کر دے، نیک کام میں دیر لگانا اچھا نہیں کہ شاید اچانک موت آجائے اور یہ مواخذہ اپنی گردن پر رہ جائے۔ اگر سال گزرنے پر زکوٰۃ ادا نہیں کی یہاں تک کہ دوسرا سال بھی گزر گیا تو گناہ گار ہوا، اب بھی توبہ کر کے دونوں سال کی زکوٰۃ دے دے، غرض عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ضرور دے دے، باقی نہ رکھے۔

مقدارِ زکوٰۃ

مسئلہ (۲): جتنا مال ہے اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا واجب ہے یعنی سو روپے میں ڈھائی روپے اور چالیس روپے میں ایک روپیہ۔

زکوٰۃ کی نیت

مسئلہ (۳): جس وقت زکوٰۃ کا روپیہ کسی غریب کو دے اس وقت اپنے دل میں اتنا ضرور خیال کر لے کہ میں زکوٰۃ میں دیتا ہوں، اگر یہ نیت نہیں کی یوں ہی دے دیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر سے دینا چاہیے اور جتنا دیا ہے اس کا ثواب الگ ملے گا۔

مسئلہ (۴): اگر فقیر کو دیتے وقت یہ نیت نہیں کی تو جب تک وہ مال فقیر کے پاس رہے اس وقت تک یہ نیت کر لینا درست ہے، اب نیت کر لینے سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، البتہ جب فقیر نے خرچ کر ڈالا اس وقت نیت کرنے کا اعتبار نہیں ہے، اب پھر سے زکوٰۃ دے۔

مسئلہ (۵): کسی نے زکوٰۃ کی نیت سے دو روپے نکال کر الگ رکھ لیے کہ جب کوئی مستحق ملے گا اس کو دے دوں گا،

[۱]: اس عنوان کے تحت سولہ ۱۶ مسائل درج ہیں۔

پھر جب فقیر کو دے دیا اس وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا بھول گیا تو بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی، البتہ اگر زکوٰۃ کی نیت سے نکال کر الگ نہ رکھتا تو ادا نہ ہوتی۔

پوری زکوٰۃ یک مُشت ادا کرنے اور نہ کرنے کا حکم

مسئلہ (۶): کسی نے زکوٰۃ کے روپے نکالے تو اختیار ہے چاہے ایک ہی کو سب دے دے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی غریبوں کو دے اور چاہے اسی دن سب دے دے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی مہینے میں دے۔

ایک فقیر کو ادا کرنے کی مقدار

مسئلہ (۷): بہتر یہ ہے کہ ایک غریب کو کم سے کم اتنا دے دے کہ اس دن کے لیے کافی ہو جائے کسی اور سے مانگنا نہ پڑے۔

مسئلہ (۸): ایک ہی فقیر کو اتنا مال دے دینا جتنے مال کے ہونے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے مکروہ ہے، لیکن اگر دے دیا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اور اس سے کم دینا جائز ہے، مکروہ بھی نہیں۔

قرض یا انعام کے نام سے زکوٰۃ دینے کا حکم

مسئلہ (۹): کوئی قرض مانگنے آیا اور معلوم ہے کہ وہ اتنا تنگ دست اور مفلس ہے کہ کبھی ادا نہ کر سکے گا یا ایسا نادِہند ہے کہ قرض لے کر کبھی ادا نہیں کرتا، اس کو قرض کے نام سے زکوٰۃ کا روپیہ دے دیا اور اپنے دل میں سوچ لیا کہ میں زکوٰۃ دیتا ہوں تو زکوٰۃ ادا ہوگئی، اگرچہ وہ اپنے دل میں یہی سمجھے کہ مجھے قرض دیا ہے۔

مسئلہ (۱۰): اگر کسی کو انعام کے نام سے کچھ دیا مگر دل میں یہی نیت ہے کہ میں زکوٰۃ دیتا ہوں، تب بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی۔

قرض معاف کرنے سے زکوٰۃ کا ادا نہ ہونا

مسئلہ (۱۱): کسی غریب آدمی پر دس روپے قرض ہیں اور تمہارے مال کی زکوٰۃ بھی دس روپے یا اس سے زیادہ ہے،

اس کو اپنا قرض زکوٰۃ کی نیت سے معاف کر دیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، البتہ اس کو دس روپے زکوٰۃ کی نیت سے دے دو تو زکوٰۃ ادا ہو گئی، اب یہی روپے اپنے قرض میں اس سے لے لینا درست ہیں۔

چاندی کی زکوٰۃ میں چاندی دی جائے تو وزن کا اعتبار ہوگا

مسئلہ (۱۲): چاندی کی زکوٰۃ میں چاندی دی جائے تو وزن کا اعتبار ہوتا ہے، قیمت کا اعتبار نہیں ہوتا۔[1]

زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے وکیل بنانا

مسئلہ (۱۳): زکوٰۃ کا روپیہ خود نہیں دیا بل کہ کسی اور کو دے دیا کہ تم کسی کو دے دینا یہ بھی جائز ہے، اب وہ شخص دیتے وقت اگر زکوٰۃ کی نیت نہ بھی کرے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

مسئلہ (۱۴): کسی غریب کو دینے کے لیے تم نے دو روپے کسی کو دیے لیکن اس نے بعینہ وہی دو روپے فقیر کو نہیں دیے جو تم نے دیے تھے بل کہ اپنے پاس سے دو روپے تمہاری طرف سے دے دیے اور یہ خیال کیا کہ وہ روپے میں لے لوں گا تب بھی زکوٰۃ ادا ہو گئی بشرط یہ کہ تمہارے روپے اس کے پاس موجود ہوں اور اب وہ شخص اپنے دو روپے کے بدلے میں تمہارے وہ دونوں روپے لے لے، البتہ اگر تمہارے دیے ہوئے روپے اس نے پہلے خرچ کر ڈالے اس کے بعد اپنے روپے غریب کو دیے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی یا تمہارے روپے اس کے پاس رکھے تو ہیں لیکن اپنے روپے دیتے وقت یہ نیت نہ تھی کہ میں وہ روپے لے لوں گا تب بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، اب وہ دونوں روپے پھر زکوٰۃ میں دے۔

مسئلہ (۱۵): اگر تم نے کسی سے کچھ نہیں کہا، اس نے بغیر تمہاری اجازت کے تمہاری طرف سے زکوٰۃ دے دی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، اب اگر تم منظور بھی کر لو تب بھی درست نہیں اور جتنا تمہاری طرف سے دیا ہے تم سے وصول کرنے کا اس کو حق نہیں۔

---

[1] مثلاً: اگر سو تولہ خالص چاندی کی زکوٰۃ میں چاندی کا زیور دینا چاہتا ہے تو اس زیور کا وزن ڈھائی تولہ ہونا چاہیے، اگر چہ بازار میں اس زیور کی قیمت ڈھائی تولہ چاندی کی قیمت سے زیادہ ہو۔

مسئلہ (۱۶): تم نے ایک شخص کو اپنی زکوٰۃ دینے کے لیے دو روپے دیے تو اس کو اختیار ہے چاہے خود کسی غریب کو دے دے یا کسی اور کے سپرد کردے کہ تم یہ روپیہ زکوٰۃ میں دے دینا اور نام کا بتلانا ضروری نہیں ہے کہ فلاں کی طرف سے یہ زکوٰۃ دینا اور وہ شخص وہ روپیہ اگر اپنے کسی رشتہ دار یا ماں باپ کو غریب دیکھ کر دے دے تو بھی درست ہے۔ لیکن اگر وہ خود غریب ہو تو آپ ہی لے لینا درست نہیں، البتہ اگر تم نے یہ کہہ دیا ہو کہ جو چاہے کرو اور جسے چاہے دے دو تو آپ بھی لینا درست ہے۔

تمرین

سوال ①: مال پر کتنی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟

سوال ②: کیا زکوٰۃ دیتے وقت نیت کرنا ضروری ہے؟ وہ صورت ذکر کریں کہ ادا کرتے وقت نیت نہ ہو پھر بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے۔

سوال ③: زکوٰۃ دیتے وقت زکوٰۃ کہہ کر دینا ضروری ہے یا قرض یا انعام وغیرہ بول کر دے سکتے ہیں؟

سوال ④: چاندی کی زکوٰۃ میں چاندی دینا ہو تو قیمت کا اعتبار ہوگا یا وزن کا؟

سوال ⑤: زکوٰۃ ایک ہی مستحق کو دینا ضروری ہے یا بہت سوں کو دے سکتے ہیں اور ایک مستحق کو زیادہ سے زیادہ کتنی زکوٰۃ دینی چاہیے؟

سوال ⑥: اگر آپ کا کسی غریب پر پانچ سو روپے قرض ہو تو کیا اس غریب کو زکوٰۃ میں معاف کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے ان کا بیان[۱]

مال دار اور غریب کی تعریف

مسئلہ(۱): جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اتنی ہی قیمت کا سوداگری کا اسباب ہو اس کو شریعت میں مال دار کہتے ہیں، ایسے شخص کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اور اس کو زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور کھانا بھی حلال نہیں۔ اسی طرح جس کے پاس اتنی ہی قیمت کا کوئی مال ہو جو سوداگری کا اسباب تو نہیں لیکن ضرورت سے زائد ہے وہ بھی مال دار ہے، ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں، اگرچہ خود اس قسم کے مال دار پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں۔

مسئلہ(۲): اور جس کے پاس اتنا مال نہیں بل کہ تھوڑا مال ہے یا کچھ بھی نہیں یعنی ایک دن کے گزارے کے موافق بھی نہیں اس کو غریب کہتے ہیں، ایسے لوگوں کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور ان لوگوں کو لینا بھی درست ہے۔

ضرورت کا سامان

مسئلہ(۳): بڑی بڑی دیگیں اور بڑے بڑے فرش فروش اور شامیانے جن کی برسوں میں ایک آدھ مرتبہ کہیں شادی بیاہ میں ضرورت پڑتی ہے اور روزمرہ ان کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ ضروری اسباب میں داخل نہیں۔

مسئلہ(۴): رہنے کا گھر اور پہننے کے کپڑے اور کام کاج کے لیے نوکر چاکر اور گھر کی گھرستی[۲] جو اکثر کام میں رہتی ہے یہ سب ضروری اسباب میں داخل ہیں، اس کے ہونے سے مال دار نہیں ہوگا چاہے جتنی قیمت کی ہو، اس لیے اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے، اسی طرح پڑھے ہوئے آدمی کے پاس اس کی سمجھ اور برتاؤ کی کتابیں بھی ضروری اسباب میں داخل ہیں۔

مسئلہ(۵): کسی کے پاس دس پانچ مکان ہیں جن کو کرایہ پر چلاتا ہے اور اس کی آمدنی سے گزر کرتا ہے یا ایک آدھ گاؤں ہے جس کی آمدنی آتی ہے لیکن بال بچے اور گھر میں کھانے پینے والے لوگ اتنے زیادہ ہیں کہ اچھی طرح بسر نہیں ہوتی اور تنگی رہتی ہے اور اس کے پاس کوئی ایسا مال بھی نہیں جس میں زکوٰۃ واجب ہو تو ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا

---

[۱] اس عنوان کے تحت ۲۱ مسائل مذکور ہیں۔ [۲] یعنی گھر کے ساز وسامان۔

بہ دینا درست ہے۔

مقروض کو زکوٰۃ دینا

مسئلہ (۶): کسی کے پاس ہزار روپے نقد موجود ہیں لیکن وہ پورے ہزار روپے کا یا اس سے بھی زائد کا قرض دار ہے تو اس کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر قرضہ ہزار روپے سے کم ہو تو دیکھو قرضہ دے کر کتنے روپے بچتے ہیں، اگر اتنے ہیں جتنے میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اور اگر اس سے کم بچیں تو دینا درست ہے۔

مسافر کو زکوٰۃ دینا

مسئلہ (۷): ایک شخص اپنے گھر کا بڑا مال دار ہے لیکن کہیں سفر میں ایسا اتفاق ہوا کہ اس کے پاس کچھ خرچ نہیں رہا، سارا مال چوری ہو گیا یا کوئی وجہ ایسی ہوئی کہ اب گھر تک پہنچنے کا بھی خرچ نہیں ہے، ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ ایسے ہی اگر حاجی کے پاس راستے میں خرچ ختم ہو گیا اور اس کے گھر میں بہت مال و دولت ہے اس کو بھی دینا درست ہے۔

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اور جن کو دینا جائز ہے

مسئلہ (۸): زکوٰۃ کا پیسہ کسی کافر کو دینا درست نہیں، مسلمان ہی کو دے اور زکوٰۃ اور عشر اور صدقۂ فطر اور نذر اور کفارے کے سوا اور خیر خیرات کافر کو دینا بھی درست ہے۔

مسئلہ (۹): زکوٰۃ کے پیسے سے مسجد بنانا یا کسی لاوارث مردے کا گور و کفن تیار کرنا یا مردے کی طرف سے اس کا قرضہ ادا کرنا یا کسی اور نیک کام میں لگا دینا درست نہیں، جب تک کسی مستحق کو دے نہ دیا جائے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ (۱۰): اپنی زکوٰۃ کا پیسہ اپنے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، پردادا وغیرہ جن لوگوں سے یہ پیدا ہوا ہے ان کو دینا درست نہیں ہے۔ اسی طرح اپنی اولاد اور پوتے، پڑپوتے، نواسے وغیرہ جو لوگ اس کی اولاد میں داخل ہیں ان کو بھی دینا درست نہیں۔ ایسے ہی بیوی اپنے میاں کو اور میاں اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔

مسئلہ (۱۱): ان رشتہ داروں کے سوا سب کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ جیسے بھائی، بہن، بھتیجی، بھانجی، چچا، پھوپھی،

خالہ، ماموں، سوتیلی ماں، سوتیلا باپ، سوتیلا دادا، ساس، خسر، وغیرہ سب کو دینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۲): نابالغ لڑکے کا باپ اگر مال دار ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں اور اگر لڑکا لڑکی بالغ ہو گئے اور خود وہ مال دار نہیں لیکن ان کا باپ مال دار ہے تو ان کو دینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۳): اگر چھوٹے بچے کا باپ تو مال دار نہیں لیکن ماں مال دار ہے تو اس بچے کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۴): سیدوں کو اور علویوں کو اسی طرح جو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یا حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یا حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہوں ان کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں، اسی طرح جو صدقہ شریعت سے واجب ہو اس کا دینا بھی درست نہیں جیسے نذر، کفارہ، عشر، صدقۂ فطر اور اس کے سوا صدقہ خیرات کا دینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۵): گھر کے نوکر چاکر، خدمت گار، ماما، دائی، کھلائی وغیرہ کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے، لیکن ان کی تنخواہ میں نہ حساب کرے بل کہ تنخواہ سے زائد بطور انعام واکرام کے دے دے اور دل میں زکوٰۃ دینے کی نیت رکھے تو درست ہے۔

مسئلہ (۱۶): جس عورت نے بچپن میں تم کو دودھ پلایا ہے اس کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۷): ایک عورت کا مہر ہزار روپیہ ہے لیکن اس کا شوہر بہت غریب ہے کہ مہر ادا نہیں کر سکتا تو ایسی عورت کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر اس کا شوہر امیر ہے لیکن مہر دیتا نہیں یا اس نے اپنا مہر معاف کر دیا تو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر یہ امید ہے کہ جب وہ عورت مانگے گی تو وہ ادا کر دے گا کچھ تامل نہ کرے گا تو ایسی عورت کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں۔

زکوٰۃ دینے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ مستحق نہیں

مسئلہ (۱۸): ایک شخص کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دے دی، پھر معلوم ہوا کہ وہ تو مال دار ہے یا سید ہے یا اندھیری رات میں کسی کو دے دیا پھر معلوم ہوا کہ وہ تو میرا باپ تھا یا میرا لڑکا تھا یا کوئی ایسا رشتہ دار ہے جس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں تو ان سب صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہو گئی دوبارہ ادا کرنا واجب نہیں، لیکن لینے والے کو اگر معلوم ہو جائے کہ یہ زکوٰۃ کا پیسہ ہے اور میں زکوٰۃ لینے کا مستحق نہیں ہوں تو نہ لے اور پھیر دے۔ اگر دینے کے بعد معلوم ہو کہ جس کو دیا ہے وہ کافر

ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، پھر ادا کرے۔

مسئلہ (۱۹): اگر کسی پر شبہ ہو کہ معلوم نہیں مال دار ہے یا محتاج ہے تو جب تک تحقیق نہ ہو جائے اس کو زکوٰۃ نہ دے۔ اگر بغیر تحقیق کیے دے دیا تو دیکھو دل زیادہ کدھر جاتا ہے، اگر دل یہ گواہی دیتا ہے کہ وہ فقیر ہے تو زکوٰۃ ادا ہو گئی اور اگر دل یہ کہے کہ وہ مال دار ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر سے دے، لیکن اگر دینے کے بعد معلوم ہو جائے کہ وہ غریب ہے تو پھر سے نہ دے زکوٰۃ ادا ہو گئی۔

رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا

مسئلہ (۲۰): زکوٰۃ کے دینے میں اور زکوٰۃ کے سوا اور صدقہ خیرات میں سب سے زیادہ اپنے رشتے ناتے کے لوگوں کا خیال رکھو کہ پہلے ان ہی لوگوں کو دو لیکن ان سے یہ نہ بتاؤ کہ یہ زکوٰۃ یا صدقہ اور خیرات کی چیز ہے، تاکہ وہ برا نہ مانیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قرابت والوں کو خیرات دینے سے دوہرا ثواب ملتا ہے ایک تو خیرات کا، دوسرا اپنے عزیزوں کے ساتھ سلوک واحسان کرنے کا، پھر جو کچھ ان سے بچے وہ اور لوگوں کو دو۔

ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر میں بھیجنا

مسئلہ (۲۱): ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے میں بھیجنا مکروہ ہے، ہاں اگر دوسرے شہر میں اس کے رشتہ دار رہتے ہوں ان کو بھیج دیا یا یہاں والوں کے اعتبار سے وہاں کے لوگ زیادہ محتاج ہیں یا وہ لوگ دین کے کام میں لگے ہوں ان کو بھیج دیا تو مکروہ نہیں کہ طالب علموں اور دین دار عالموں کو دینا بڑا ثواب ہے۔

تمرین

سوال ①: کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے؟
سوال ②: مال دار کسے کہتے ہیں اور غریب کسے کہتے ہیں؟
سوال ③: کون سی چیزیں ضروری اسباب میں داخل ہیں اور کون سی نہیں؟
سوال ④: مسافر کو کب زکوٰۃ دینا جائز ہے؟
سوال ⑤: کیا زکوٰۃ کی رقم سے مسجد و مدرسہ بنانا جائز ہے؟
سوال ⑥: کن رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اور کن کو نہیں؟
سوال ⑦: چھوٹے بچے کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟
سوال ⑧: سیدوں کے علاوہ اور کون سے لوگ ہیں جن کو زکوٰۃ دینا درست نہیں؟
سوال ⑨: کیا رضاعی ماں یا رضاعی بیٹے کو زکوٰۃ دینا درست ہے؟
سوال ⑩: زکوٰۃ وغیرہ دینے میں سب سے زیادہ خیال کس کا رکھا جائے؟
سوال ⑪: کسی کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دے دی، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مستحق نہیں تو کیا زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟
سوال ⑫: زکوٰۃ کی رقم سے مردے کے کفن دفن وغیرہ کا خرچ یا اس کا قرض ادا کرنا کیسا ہے؟
سوال ⑬: ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر میں بھیجنا کیسا ہے؟

باب صدقة الفطر

صدقۂ فطر کا بیان[1]

صدقۂ فطر کا نصاب

مسئلہ (۱): جو مسلمان اتنا مال دار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہیں لیکن ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال واسباب ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوتو اس پر عید کے دن صدقہ دینا واجب ہے، چاہے وہ سوداگری کا مال ہو یا سوداگری کا نہ ہو اور چاہے سال پورا گزر چکا ہو یا نہ گزرا ہو، اس صدقے کو شرع میں ''صدقۂ فطر'' کہتے ہیں۔

مسئلہ (۲): کسی کے پاس رہنے کا بڑا بھاری گھر ہے کہ اگر بیچا جائے تو ہزار پانچ سو کا بکے[2] اور پہننے کے لیے بڑے قیمتی قیمتی کپڑے ہیں مگر ان میں گوٹہ لچکا نہیں اور خدمت کے لیے دو چار خدمت گار ہیں۔ گھر میں ہزار پانچ سو کا ضروری اسباب بھی ہے مگر زیور نہیں اور وہ سب کام آیا کرتا ہے یا کچھ اسباب ضرورت سے زیادہ بھی ہے اور کچھ گوٹا لچکا اور زیور بھی ہے لیکن وہ اتنا نہیں جتنے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو ایسے پر صدقۂ فطر واجب نہیں۔

مسئلہ (۳): کسی کے دو گھر ہیں ایک میں خود رہتا ہے اور ایک خالی پڑا ہے یا کرایہ پر دے دیا تو یہ دوسرا مکان ضرورت سے زائد ہے، اگر اس کی قیمت اتنی ہو جتنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے اور ایسے کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا بھی جائز نہیں، البتہ اگر اسی پر اس کا گزارہ ہو تو یہ مکان بھی ضروری اسباب میں داخل ہو جائے گا اور اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوگا اور زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور دینا بھی درست ہوگا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ جس کو زکوٰۃ اور صدقہ واجبہ کا پیسہ لینا درست ہے اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں اور جس کو صدقہ اور زکوٰۃ کا لینا درست نہیں اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔

مسئلہ (۴): کسی کے پاس ضروری اسباب سے زائد مال اسباب ہے لیکن وہ قرض دار بھی ہے تو قرضہ مجرا (نفی) کر کے دیکھو کیا بچتا ہے، اگر اتنی قیمت کا اسباب بچ رہے جتنے میں زکوٰۃ یا صدقہ واجب ہو جائے تو صدقہ فطر واجب ہے اور اگر اس سے کم بچے تو واجب نہیں۔

---

[1] اس باب میں اٹھارہ (۱۸) مسائل مذکور ہیں۔ [2] یہ قیمت اس زمانے کے حساب سے تھی جس زمانے میں ''بہشتی زیور'' لکھی جا رہی تھی۔

صدقہ فطر کے وجوب کا وقت

مسئلہ (۵): عید کے دن جس وقت فجر کا وقت آتا ہے اسی وقت یہ صدقہ واجب ہوتا ہے تو اگر کوئی فجر کا وقت آنے سے پہلے ہی مر گیا اس پر صدقہ فطر واجب نہیں، اس کے مال میں سے نہیں دیا جائے گا۔

مسئلہ (۶): بہتر یہ ہے کہ جس وقت لوگ نماز کے لیے عیدگاہ جاتے ہیں اس سے پہلے ہی صدقہ دے دے اگر پہلے نہ دیا تو خیر بعد سہی۔

مسئلہ (۷): کسی نے صدقہ فطر عید کے دن سے پہلے ہی رمضان میں دے دیا تب بھی ادا ہو گیا اب دوبارہ دینا واجب نہیں۔

مسئلہ (۸): اگر کسی نے عید کے دن صدقہ فطر نہ دیا تو معاف نہیں ہوا، اب کسی دن دے دینا چاہیے۔

صدقہ فطر کس کس کی طرف سے دینا واجب ہے؟

مسئلہ (۹): صدقۂ فطر فقط اپنی اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے واجب ہے، کسی اور کی طرف سے ادا کرنا واجب نہیں، نہ تو بالغ اولاد کی طرف سے، نہ ماں باپ کی طرف سے، نہ بیوی کی طرف سے، نہ کسی اور کی طرف سے۔

مسئلہ (۱۰): اگر چھوٹے بچے کے پاس اتنا مال ہو جتنے کے ہونے سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے جیسے اس کا کوئی رشتہ دار مر گیا اس کے مال سے اس بچے کو حصہ ملا یا کسی اور طرح سے بچے کو مال مل گیا تو اس بچے کے مال میں سے صدقہ فطر ادا کرے لیکن اگر بچہ عید کے دن صبح ہونے کے بعد پیدا ہوا تو اس کی طرف سے صدقۂ فطر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۱): جس نے کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے اس پر بھی یہ صدقہ واجب ہے اور جس نے روزے رکھے اس پر بھی واجب ہے دونوں میں کچھ فرق نہیں۔

صدقہ فطر کی مقدار

مسئلہ (۱۲): صدقہ فطر میں اگر گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا گیہوں کا ستو دے تو اَسّی (۸۰) کے سیر یعنی انگریزی تول سے آدھی چھٹانک اوپر پونے دو سیر بلکہ احتیاط کے لیے پورے دو سیر یا کچھ اور زیادہ دے دینا چاہیے، کیوں کہ

زیادہ ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے بل کہ بہتر ہے اور اگر جو یا جو کا آٹا دے تو اس کا دگنا دینا چاہیے۔[1]

مسئلہ (۱۳): اگر گیہوں اور جو کے سوا کوئی اور اناج دیا جیسے چنا، جوار، چاول تو اتنا دے کہ اس کی قیمت اتنے گیہوں یا اتنے جو کے برابر ہو جائے جتنے اوپر بیان ہوئے۔

مسئلہ (۱۴): اگر گیہوں اور جو نہیں دیے بل کہ اتنے گیہوں اور جو کی قیمت دے دی تو یہ سب سے بہتر ہے۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۱۵): ایک آدمی کا صدقہ فطر ایک ہی فقیر کو دے دے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی فقیروں کو دے دے دونوں باتیں جائز ہیں۔

مسئلہ (۱۶): اگر کئی آدمیوں کا صدقہ فطر ایک ہی فقیر کو دے دیا یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ (۱۷): صدقہ فطر کے مستحق بھی وہی لوگ ہیں جو زکوۃ کے مستحق ہیں۔

مسئلہ (۱۸): اگر کسی نابالغ لڑکی کا نکاح کر دیا جائے اور وہ شوہر کے گھر رخصت کر دی جائے تو اگر وہ (لڑکی) مال دار ہے تب تو اس کے مال میں صدقہ فطر واجب ہے اور اگر مال دار نہیں تو دیکھنا چاہیے کہ اگر وہ شوہر کی خدمت یا اس کی موانست کے قابل ہے تو اس کا صدقہ فطر نہ باپ پر واجب ہے نہ شوہر پر نہ خود اس پر اور اگر وہ شوہر کی خدمت یا اس کی موانست کے قابل نہیں ہے تو اس کا صدقہ فطر اس کے باپ کے ذمے واجب رہے گا۔ اگر شوہر کے گھر میں رخصت نہیں کی گئی تو گو وہ شوہر کی خدمت یا اس کی موانست کے قابل ہو ہر حال میں اس کے باپ پر اس کا صدقہ فطر واجب ہوگا۔

---

[1]: صدقہ فطر کلوگرام کے حساب سے 1.59 کلوگرام گندم ہوتا ہے اور احتیاطاً پونے دو کلو دے دینا بہتر ہے اور جو، کھجور، کشمش سے دے تو اس کا دگنا یعنی ساڑھے تین کلو دے۔

تمرین

سوال①: صدقۂ فطر کسے کہتے ہیں اور یہ کس پر واجب ہوتا ہے؟
سوال②: صدقۂ فطر کا مستحق کون ہے؟
سوال③: کیا قرض دار پر صدقۂ فطر واجب ہے؟
سوال④: صدقۂ فطر کب واجب ہوتا ہے اور کب دینا چاہیے؟
سوال⑤: صدقہ فطر کس کس کی طرف سے واجب ہے؟
سوال⑥: نابالغ بچے اگر مال دار ہوں تو کیا ان کے مال سے صدقۂ فطر ادا کیا جائے گا؟
سوال⑦: صدقہ فطر کی مقدار کیا ہے اور اس میں کیا چیز دینا بہتر ہے؟
سوال⑧: کیا ایک آدمی کا صدقۂ فطر کئی فقیروں کو دینا جائز ہے؟

کتاب الصوم

روزے کا بیان

روزے کی فضیلت

حدیث شریف میں روزے کا بڑا ثواب آیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ دار کا بڑا رتبہ ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس نے رمضان کے روزے محض اللہ تعالیٰ کے واسطے ثواب سمجھ کر رکھے تو اُس کے سب اگلے گناہِ صغیرہ بخش دیے جائیں گے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''روزے دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مُشک کی خوش بو سے بھی زیادہ پیاری ہے، قیامت کے دن روزے کا بے حد ثواب ملے گا۔''

روایت ہے: ''روزہ داروں کے واسطے قیامت کے دن عرش کے تلے دسترخوان چنا جائے گا، وہ لوگ اُس پر بیٹھ کر کھانا کھائیں گے اور سب لوگ ابھی حساب ہی میں پھنسے ہوں گے، اس پر وہ لوگ کہیں گے کہ یہ لوگ کیسے ہیں کہ کھا پی رہے ہیں اور ہم ابھی حساب ہی میں پھنسے ہوئے ہیں، اُن کو جواب ملے گا کہ یہ لوگ روزہ رکھا کرتے تھے اور تم لوگ روزہ نہ رکھتے تھے۔''

یہ روزہ بھی دینِ اسلام کا بڑا رکن ہے جو کوئی رمضان کے روزے نہ رکھے گا بڑا گناہ گار ہوگا اور اُس کا دین کم زور ہو جائے گا۔

روزے کی اقسام

مسئلہ (۱): رمضان شریف کے روزے ہر مسلمان پر جو مجنون اور نابالغ نہ ہو فرض ہیں، جب تک کوئی عذر نہ ہو روزہ چھوڑنا درست نہیں ہے اور اگر کوئی روزے کی نذر کر لے تو نذر کر لینے سے روزہ فرض ہو جاتا ہے اور قضا اور کفارے کے روزے بھی فرض ہیں اور اس کے سوا اور سب روزے نفل ہیں، رکھے تو ثواب ہے اور نہ رکھے تو کوئی گناہ نہیں، البتہ عید اور بقرعید کے دن اور بقرعید کے بعد تین دن تک روزہ رکھنا حرام ہے۔

روزے کی تعریف

مسئلہ (۲): جب سے فجر کی نماز کا وقت (صبح صادق) آتا ہے اُس وقت سے لے کر سورج ڈوبنے تک روزے کی نیت سے سب کھانا اور پینا چھوڑ دے اور بیوی سے ہم بستر بھی نہ ہو، شرع میں اس کو "روزہ" کہتے ہیں۔

روزے کی نیت

مسئلہ (۳): زبان سے نیت کرنا اور کچھ کہنا ضروری نہیں ہے، بل کہ جب دل میں یہ دھیان ہے کہ آج میرا روزہ ہے اور دن بھر نہ کچھ کھایا، نہ پیا، نہ ہم بستر ہوا تو اس کا روزہ ہوگیا اور اگر کوئی زبان سے بھی کہہ دے کہ یا اللہ میں کل تیرا روزہ رکھوں گا یا عربی میں یہ کہہ دے: "بِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ" تو بھی کچھ حرج نہیں، یہ بھی بہتر ہے۔

مسئلہ (۴): اگر کسی نے دن بھر نہ تو کچھ کھایا نہ پیا صبح سے شام تک بھوکا پیاسا رہا، لیکن دل میں روزہ کا ارادہ نہ تھا بل کہ بھوک نہیں لگی یا کسی اور وجہ سے کچھ کھانے پینے کی نوبت نہیں آئی تو اس کا روزہ نہیں ہوا، اگر دل میں روزے کا ارادہ کر لیتا تو روزہ ہو جاتا۔

مسئلہ (۵): شریعت میں روزے کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے، اس لیے جب تک صبح نہ ہو، کھانا پینا وغیرہ سب کچھ جائز ہے، بعض لوگ جلدی سحری کھا کر نیت کی دعا پڑھ کر لیٹ جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اب نیت کر لینے کے بعد کچھ کھانا پینا نہ چاہیے۔ یہ خیال غلط ہے۔ جب تک صبح صادق نہ ہو برابر کھا پی سکتے ہیں، چاہے نیت کر چکے ہوں یا ابھی نہ کی ہو۔

تمرین

سوال ①: روزے کی دو فضیلتیں لکھیں۔

سوال ②: کون کون سے روزے فرض ہیں ذکر کریں؟

سوال ③: نفل روزے کون سے ہیں؟

سوال ④: روزہ کسے کہتے ہیں؟

سوال ⑤: کیا زبان سے روزے کی نیت کرنا ضروری ہے؟

سوال ⑥: جلدی سحری کر کے روزے کی نیت کرنے کے بعد صبح صادق سے پہلے کچھ کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

رمضان شریف کے روزے کا بیان[1]

روزے کی نیت کے مسائل

مسئلہ (۱): رمضان شریف کے روزے کی اگر رات سے نیت کر لے تو بھی فرض ادا ہو جاتا ہے اور اگر رات کو روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا بلکہ صبح ہو گئی تب بھی یہی خیال رہا کہ میں آج کا روزہ نہ رکھوں گا، پھر دن چڑھے خیال آ گیا کہ فرض چھوڑ دینا بُری بات ہے، اس لیے اب روزے کی نیت کر لی تب بھی روزہ ہو گیا، لیکن اگر صبح کو کچھ کھا پی چکا ہو تو اب نیت نہیں کر سکتا۔

مسئلہ (۲): اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو تو دن کو ٹھیک دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے پہلے رمضان کے روزے کی نیت کر لینا درست ہے۔

مسئلہ (۳): رمضان شریف کے روزے میں بس اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے، یا رات کو اتنا سوچ لے کہ کل میرا روزہ ہے، بس اتنی ہی نیت سے بھی رمضان کا روزہ ادا ہو جائے گا، اگر نیت میں خاص یہ بات نہ آئی ہو کہ رمضان کا روزہ ہے یا فرض روزہ ہے تب بھی روزہ ہو جائے گا۔

مسئلہ (۴): رمضان کے مہینے میں اگر کسی نے یہ نیت کی کہ میں کل نفل کا روزہ رکھوں گا، رمضان کا روزہ نہ رکھوں گا بلکہ اس روزے کی پھر کبھی قضا رکھ لوں گا تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا اور نفل کا نہیں ہوا۔

مسئلہ (۵): پچھلے رمضان کا روزہ قضا ہو گیا تھا اور پورا سال گزر گیا اب تک اس کی قضا نہیں رکھی، پھر جب رمضان کا مہینہ آ گیا تو اسی قضا کی نیت سے روزہ رکھا تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہو گا، قضا کا روزہ نہ ہو گا، قضا کا روزہ رمضان کے بعد رکھے۔

مسئلہ (۶): کسی نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو میں اللہ تعالیٰ کے لیے دو روزے یا ایک روزہ رکھوں گا، پھر جب رمضان کا مہینہ آیا تو اُس نے اُسی نذر کے روزے رکھنے کی نیت کی رمضان کے روزے کی نیت نہیں کی، تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا، نذر کا روزہ ادا نہیں ہوا، نذر کے روزے رمضان کے بعد پھر رکھے، سب کا خلاصہ یہ

[1]: اس عنوان کے تحت دس (۱۰) مسائل مذکور ہیں۔

ہوا کہ رمضان کے مہینے میں جب کسی روزے کی نیت کرے گا تو رمضان ہی کا روزہ ہوگا اور کوئی روزہ صحیح نہ ہوگا۔

شک والے دن کے روزے کا حکم

مسئلہ (۷): شعبان کی اُنتیسویں (۲۹) تاریخ کو اگر رمضان شریف کا چاند نکل آئے تو صبح کو روزہ رکھو اور اگر نہ نکلے یا آسمان پر اَبر (بادل) ہوں اور چاند نہ دکھائی دے تو صبح کو جب تک یہ شبہ رہے کہ رمضان شروع ہوا یا نہیں روزہ نہ رکھو، بل کہ شعبان کے تیس (۳۰) دن پورے کر کے رمضان کے روزے شروع کرو۔

مسئلہ (۸): اُنتیسویں (۲۹) تاریخ اَبر کی وجہ سے رمضان شریف کا چاند نہیں دکھائی دیا تو صبح کو نفل روزہ بھی نہ رکھو، ہاں اگر ایسا اتفاق پڑا کہ ہمیشہ پیر اور جمعرات یا کسی اور مقرر دن کا روزہ رکھا کرتا تھا اور کل وہی دن ہے تو نفل کی نیت سے صبح کو روزہ رکھ لینا بہتر ہے، پھر اگر کہیں سے چاند کی خبر آ گئی تو اُسی نفل روزے سے رمضان کا فرض ادا ہو گیا اب اُس کی قضا نہ رکھے۔

مسئلہ (۹): بادل کی وجہ سے اُنتیس (۲۹) تاریخ کو رمضان کا چاند نہیں دکھائی دیا تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے تک کچھ نہ کھاؤ نہ پیو۔ اگر کہیں سے خبر آ جائے تو اب روزے کی نیت کر لو اور اگر خبر نہ آئے تو کھاؤ اور پیو۔

مسئلہ (۱۰): اُنتیسویں (۲۹) تاریخ کو چاند نہیں ہوا تو یہ خیال نہ کرو کہ کل کا دن رمضان کا تو ہے نہیں، لاؤ میرے ذمہ جو گزشتہ سال کا ایک روزہ تھا اُس کی قضا ہی رکھ لوں یا کوئی نذر مانی تھی اُس کا روزہ رکھ لوں، اُس دن قضا کا روزہ اور کفارے کا روزہ اور نذر کا روزہ رکھنا بھی مکروہ ہے، کوئی روزہ نہ رکھنا چاہیے، اگر قضا یا نذر کا روزہ رکھ لیا پھر کہیں سے چاند کی خبر آ گئی تو بھی رمضان کا ہی روزہ ادا ہو گیا، قضا اور نذر کا روزہ پھر سے رکھے اور اگر خبر نہیں آئی تو جس روزے کی نیت کی تھی وہی ادا ہو گیا۔

تمرین

سوال ①: رمضان شریف کے روزے کی نیت کب سے کب تک درست ہے؟

سوال ②: رمضان شریف کے مہینے میں اگر کسی نے یہ نیت کی کہ کل میں قضا روزہ یا نفل یا نذر کا روزہ رکھوں گا تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: بادل کی وجہ سے انتیس (۲۹) شعبان کو چاند نظر نہ آیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ④: نذر کی نیت سے رمضان میں رکھا ہوا روزہ آیا نذر کا روزہ شمار ہوگا یا رمضان کا؟

چاند دیکھنے کا بیان[1]

اگر آسمان پر بادل یا غبار ہو

مسئلہ (۱): اگر آسمان پر بادل ہے یا غُبار ہے اِس وجہ سے رمضان کا چاند نظر نہیں آیا، لیکن ایک دین دار پرہیزگار سچے آدمی نے آکر گواہی دی کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے تو چاند کا ثبوت ہوگیا، چاہے وہ مرد ہو یا عورت ہو۔
مسئلہ (۲): اور اگر بادل کی وجہ سے عید کا چاند نہ دکھائی دیا تو ایک شخص کی گواہی کا اعتبار نہیں ہے، چاہے جتنا بڑا معتبر آدمی ہو، بل کہ جب دو معتبر اور پرہیزگار مرد یا ایک دین دار مرد اور دو دین دار عورتیں اپنے چاند دیکھنے کی گواہی دے دیں تب چاند کا ثبوت ہوگا اور اگر چار عورتیں گواہی دیں تو بھی قبول نہیں۔

فاسق کی گواہی کا اعتبار

مسئلہ (۳): جو آدمی دین کا پابند نہیں، برابر گناہ کرتا رہتا ہے، مثلاً: نماز نہیں پڑھتا یا روزہ نہیں رکھتا یا جھوٹ بولا کرتا ہے یا اور کوئی گناہ کرتا ہے، شریعت کی پابندی نہیں کرتا تو شریعت میں اُس کی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہے، چاہے جتنی قسمیں کھا کر کے بیان کرے بل کہ ایسے اگر دو تین آدمی ہوں اُن کا بھی اعتبار نہیں۔

چاند کے بارے میں رسم

مسئلہ (۴): یہ جو مشہور ہے کہ جس دن رجب کی چوتھی تھی اُس دن رمضان کی پہلی ہوتی ہے، شریعت میں اس کا بھی کچھ اعتبار نہیں ہے، اگر چاند نہ ہو تو روزہ نہ رکھنا چاہیے۔

چاند پر تبصرے کا حکم

مسئلہ (۵): چاند دیکھ کر یہ کہنا کہ ''چاند بہت بڑا ہے کل کا معلوم ہوتا ہے'' بُری بات ہے، حدیث میں آیا ہے کہ یہ

---

[1] اس عنوان کے تحت تیرہ (۱۳) مسائل مذکور ہیں۔

قیامت کی نشانی ہے، جب قیامت قریب ہوگی تو لوگ ایسا کہا کریں گے۔ خلاصہ یہ کہ چاند کے بڑے چھوٹے ہونے کا بھی کچھ اعتبار نہ کرو، نہ ہندوؤں کی اس بات کا اعتبار کرو کہ "آج دوج[1] ہے آج ضرور چاند ہے" شریعت سے یہ سب باتیں واہیات ہیں۔

اگر آسمان صاف ہو

مسئلہ (۶): اگر آسمان بالکل صاف ہو تو دو چار آدمیوں کے کہنے اور گواہی دینے سے بھی چاند ثابت نہ ہوگا، چاہے رمضان کا چاند ہو چاہے عید کا، البتہ اگر اتنی کثرت سے لوگ اپنا چاند دیکھنا بیان کریں کہ دل گواہی دینے لگے کہ یہ سب کے سب بات بنا کر نہیں آئے ہیں، اتنے لوگوں کا جھوٹا ہونا کسی طرح نہیں ہوسکتا تب چاند ثابت ہوگا۔

چاند کی افواہ کا اعتبار

مسئلہ (۷): شہر بھر میں یہ خبر مشہور ہے کہ کل چاند ہوا بہت سے لوگوں نے دیکھا لیکن بہت ڈھونڈا تلاش کیا پھر بھی کوئی آدمی ایسا نہیں ملتا جس نے خود چاند کو دیکھا ہو تو ایسی خبر کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

کسی نے اکیلے چاند دیکھا اور گواہی قبول نہ ہوئی

مسئلہ (۸): کسی نے رمضان شریف کا چاند اکیلے دیکھا، سوائے اس کے شہر بھر میں کسی نے نہیں دیکھا، لیکن یہ شریعت کا پابند نہیں ہے تو اس کی گواہی سے شہر والے تو روزہ نہ رکھیں، لیکن خود یہ روزہ رکھے اور اگر اس اکیلے دیکھنے والے نے تیس (۳۰) روزے پورے کر لیے، لیکن ابھی عید کا چاند نہیں دکھائی دیا تو اکتیسواں (۳۱) روزہ بھی رکھے اور شہر والوں کے ساتھ عید کرے۔

مسئلہ (۹): اگر کسی نے عید کا چاند اکیلے دیکھا، اس لیے اس کی گواہی کا شریعت نے اعتبار نہیں کیا تو اس دیکھنے والے آدمی کو بھی عید کرنا درست نہیں ہے، صبح کو روزہ رکھے اور اپنے چاند دیکھنے کا اعتبار نہ کرے اور روزہ نہ توڑے۔

---

[1] قمری مہینے کی دوسری تاریخ۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۱۰): ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر بھی حجت ہے۔ ان دونوں شہروں میں کتنا ہی فصل کیوں نہ ہو حتی کہ اگر ابتدائے مغرب میں چاند دیکھا جائے اور اس کی خبر معتبر طریقے سے انتہائے مشرق کے رہنے والوں کو پہنچ جائے تو ان پر اس دن کا روزہ ضروری ہوگا۔

مسئلہ (۱۱): اگر دو ثقہ (معتبر) آدمیوں کی شہادت سے رؤیت ہلال ثابت ہو جائے اور اسی حساب سے لوگ روزہ رکھیں تیس (۳۰) روزے پورے ہو جانے کے بعد عید الفطر کا چاند نہ دیکھا جائے خواہ مطلع صاف ہو یا نہیں تو اکتیسویں (۳۱) دن افطار کر لیا جائے اور وہ دن شوال کی پہلی تاریخ سمجھی جائے۔

مسئلہ (۱۲): اگر تیس (۳۰) تاریخ کو دن کے وقت چاند دکھلائی دے تو وہ آئندہ شب کا سمجھا جائے گا گزشتہ شب کا نہ سمجھا جائے گا اور وہ دن آئندہ ماہ کی تاریخ نہ قرار دیا جائے گا خواہ یہ رؤیت (چاند کا دیکھنا) زوال سے پہلے ہو یا زوال کے بعد۔

مسئلہ (۱۳): جو شخص رمضان یا عید کا چاند دیکھے اور کسی سبب سے اس کی شہادت (گواہی) شرعاً قابلِ اعتبار نہ قرار پائے تو اس پر ان دونوں دنوں کا روزہ رکھنا واجب ہے۔

تمرین

سوال ①: رمضان کا چاند اور عید کا چاند دیکھنے میں کتنے آدمیوں کی گواہی معتبر ہے؟

سوال ②: اگر آسمان صاف ہو اور چار آدمیوں نے چاند دیکھنے کی گواہی دی تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: اگر کسی نے عید کا چاند اکیلے دیکھا تو کیا اُس کی شہادت معتبر ہے؟

سوال ④: اگر دو ثقہ آدمیوں کی شہادت سے رؤیت ہلال ثابت ہو جائے اور لوگ تیس روزے پورے کر لیں اور اس کے بعد عید کا چاند نظر نہ آئے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: چاند دیکھ کر یہ کہنا: ''چاند بہت بڑا ہے کل کا معلوم ہوتا ہے'' شرعاً کیسا ہے؟

سحری کھانے اور افطار کرنے کا بیان[1]

سحری کھانا سنت ہے

مسئلہ (۱): سحری کھانا سنت ہے، اگر بھوک نہ ہو اور کھانا نہ کھائے تو کم سے کم دو تین چھوہارے ہی کھا لے یا کوئی اور چیز تھوڑی بہت کھا لے، کچھ نہ سہی تو تھوڑا سا پانی ہی پی لے۔

مسئلہ (۲): اگر کسی نے سحری نہ کھائی اور اٹھ کر ایک آدھ پان کھا لیا تو بھی سحری کھانے کا ثواب مل گیا۔

مسئلہ (۳): سحری میں جہاں تک ہو سکے دیر کر کے کھانا بہتر ہے لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ صبح ہونے لگے اور روزے میں شبہ پڑ جائے۔

مسئلہ (۴): اگر سحری بڑی جلدی کھالی مگر اس کے بعد پان تمباکو، چائے پانی دیر تک کھاتا پیتا رہا جب صبح ہونے میں تھوڑی دیر رہ گئی تب کلی کر ڈالی تب بھی دیر کر کے کھانے کا ثواب مل گیا اور اس کا بھی وہی حکم ہے جو دیر کر کے کھانے کا حکم ہے۔

مسئلہ (۵): اگر رات کو سحری کھانے کے لیے آنکھ نہ کھلی، سب کے سب سو گئے تو بے سحری کھائے صبح کا روزہ رکھو۔ سحری چھوٹ جانے سے روزہ چھوڑ دینا بڑی کم ہمتی کی بات اور بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ (۶): جب تک صبح نہ ہو اور فجر کا وقت نہ آئے جس کا بیان نمازوں کے وقتوں میں گزر چکا ہے تب تک سحری کھانا درست ہے، اس کے بعد درست نہیں۔

صبح صادق کے بعد یا غروب آفتاب سے پہلے غلطی سے کھانا پینا

مسئلہ (۷): کسی کی آنکھ دیر میں کھلی اور یہ خیال ہوا کہ ابھی رات باقی ہے، اس گمان پر سحری کھالی، پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو جانے کے بعد سحری کھائی تھی تو روزہ نہیں ہوا، قضا رکھے اور کفارہ واجب نہیں لیکن پھر بھی کچھ کھائے پیے نہیں، روزہ داروں کی طرح رہے۔ اسی طرح اگر سورج ڈوبنے کے گمان سے روزہ کھول لیا پھر سورج نکل آیا تو روزہ جاتا رہا،

[1] اس عنوان کے تحت بارہ (۱۲) مسائل مذکور ہیں۔

اس کی قضا کرے، کفارہ واجب نہیں اور اب جب تک سورج نہ ڈوب جائے کچھ کھانا پینا درست نہیں۔

مسئلہ (۸): اگر اتنی دیر ہوگئی کہ صبح ہو جانے کا شبہ پڑ گیا تو اب کچھ کھانا مکروہ ہے اور اگر ایسے وقت کچھ کھالیا یا پانی پی لیا تو برا کیا اور گناہ ہوا، پھر اگر معلوم ہوگیا کہ اس وقت صبح ہوگئی تھی تو اس روزے کی قضا رکھے اور اگر کچھ نہ معلوم ہو، شبہ ہی شبہ رہ جائے تو قضا رکھنا واجب نہیں ہے لیکن احتیاط کی بات یہ ہے کہ اس کی قضا رکھ لے۔

غروبِ آفتاب کے یقین ہونے پر افطار کا حکم

مسئلہ (۹): مستحب یہ ہے کہ جب سورج یقیناً ڈوب جائے تو فوراً روزہ کھول ڈالے، دیر کر کے روزہ کھولنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۱۰): بادل کے دن ذرا دیر کر کے روزہ کھولو، جب خوب یقین ہو جائے کہ سورج ڈوب گیا ہوگا تب افطار کرو اور صرف گھڑی گھڑیال وغیرہ پر کچھ اعتماد نہ کرو جب تک کہ تمہارا دل گواہی نہ دے دے، کیوں کہ گھڑی شاید غلط ہوگئی ہو بلکہ اگر کوئی اذان بھی کہہ دے لیکن ابھی وقت آنے پر کچھ شبہ ہے تب بھی روزہ کھولنا درست نہیں۔

چھوہارے سے افطار کا حکم

مسئلہ (۱۱): چھوہارے سے روزہ کھولنا بہتر ہے یا اور کوئی میٹھی چیز ہو اس سے کھولے، وہ بھی نہ ہو تو پانی سے افطار کرے۔ بعض مرد نمک کی کنکری سے افطار کرتے ہیں، اس میں ثواب سمجھتے ہیں، یہ غلط عقیدہ ہے۔

مسئلہ (۱۲): جب تک سورج کے ڈوبنے میں شبہ رہے تب تک افطار کرنا جائز نہیں۔

تمرین

سوال ①: سحری کھانے کا کیا حکم ہے اور کس وقت تک کھا سکتے ہیں؟

سوال ②: سحری میں تاخیر کرنا مستحب ہے یا جلدی کرنا، تفصیل سے ذکر کریں؟

سوال ③: افطار کس وقت اور کس چیز سے مستحب ہے؟

قضا روزے کا بیان[1]

قضا روزوں میں تاخیر کا حکم

مسئلہ (۱): جو روزے کسی وجہ سے جاتے رہے ہوں، رمضان کے بعد جہاں تک جلدی ہو سکے ان کی قضا رکھ لے، دیر نہ کرے، بلا وجہ قضا رکھنے میں دیر لگانا گناہ ہے۔

قضا اور کفارے کے روزے کی نیت

مسئلہ (۲): روزے کی قضا میں دن تاریخ مقرر کر کے قضا کی نیت کرنا کہ ''فلاں تاریخ کے روزے کی قضا رکھتا ہوں'' یہ ضروری نہیں ہے بل کہ جتنے روزے قضا ہوں اُتنے ہی روزے رکھ لینا چاہیے، البتہ اگر دو رمضان کے کچھ کچھ روزے قضا ہو گئے ہوں، اس لیے دونوں سال کے روزوں کی قضا رکھنا ہے تو سال کا مقرر کرنا ضروری ہے، یعنی اس طرح نیت کرے کہ فلاں سال کے روزوں کی قضا رکھتا ہوں۔

مسئلہ (۳): قضا روزے میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے، اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو قضا صحیح نہیں ہوئی بل کہ وہ روزہ نفل ہو گیا، قضا کا روزہ پھر سے رکھے۔

مسئلہ (۴): کفارے کے روزے کا بھی یہی حکم ہے کہ رات سے نیت کرنا چاہیے۔ اگر صبح ہونے کے بعد نیت کی تو کفارے کا روزہ صحیح نہیں ہوا۔

قضا روزے لگاتار نہ رکھنے کا حکم

مسئلہ (۵): جتنے روزے قضا ہو گئے ہیں، چاہے سب کو ایک دم سے رکھ لے چاہے تھوڑے تھوڑے کر کے رکھے، دونوں باتیں درست ہیں۔

---

[1] اس عنوان کے تحت نو (۹) مسائل مذکور ہیں۔

قضا روزے نہیں رکھے اور اگلا رمضان آ گیا

مسئلہ(۶): اگر رمضان کے روزے ابھی قضا نہیں رکھے اور دوسرا رمضان آ گیا تو خیر، اب رمضان کے ادا روزے رکھے اور عید کے بعد قضا رکھے، لیکن اتنی دیر کرنا بُری بات ہے۔

رمضان میں بے ہوشی یا جنون کا حکم

مسئلہ(۷): رمضان کے مہینے میں دن کو بے ہوش ہو گیا اور ایک دن سے زیادہ بے ہوش رہا تو بے ہوش ہونے کے دن کے علاوہ جتنے دن بے ہوش رہا اُتنے دنوں کی قضا رکھے، جس دن بے ہوش ہوا اس ایک دن کی قضا واجب نہیں ہے، کیوں کہ اُس دن کا روزہ بوجہ نیت کے درست ہو گیا، ہاں اگر اُس دن روزے سے تھا یا اُس دن حلق میں کوئی دوا ڈالی گئی اور وہ حلق سے اُتر گئی تو اُس دن کی قضا بھی واجب ہے۔

مسئلہ(۸): اور اگر رات کو بے ہوش ہوا ہو تب بھی جس رات کو بے ہوش ہوا اُس ایک دن کی قضا واجب نہیں ہے، باقی اور جتنے دن بے ہوش رہا سب کی قضا واجب ہے، ہاں اگر اُس رات کو صبح کا روزہ رکھنے کی نیت نہ تھی یا صبح کو کوئی دوا حلق میں ڈالی گئی تو اُس دن کا روزہ بھی قضا رکھے۔

مسئلہ(۹): اگر سارے رمضان بھر بے ہوش رہا تب بھی قضا رکھنا چاہیے، یہ نہ سمجھے کہ سب روزے معاف ہو گئے۔ البتہ اگر جنون ہو گیا اور پورے رمضان بھر دیوانہ رہا تو اس رمضان کے کسی روزے کی قضا واجب نہیں اور اگر رمضان شریف کے مہینے میں کسی دن جنون جاتا رہا اور عقل ٹھکانے ہو گئی تو اب سے روزے رکھنے شروع کرے اور جتنے روزے جنون میں گئے، ان کی قضا بھی رکھے۔

تمرین

سوال①: قضا روزے کی نیت کس طرح سے کرنی چاہیے؟
سوال②: کیا قضا روزے کی نیت دن میں ہو سکتی ہے؟
سوال③: کیا قضا روزے اکٹھے رکھنا ضروری ہیں؟
سوال④: اگر کوئی سارا رمضان بے ہوش رہا تو اُس کے روزوں کا کیا حکم ہے؟
سوال⑤: اگر کسی کو پورے رمضان بھر جنون ہو گیا تو اس کے روزوں کا کیا حکم ہے؟
اور اگر پورے رمضان جنون نہ رہا بلکہ رمضان شریف ہی کے مہینے میں کسی دن جاتا رہا تو اس کے گزشتہ اور آئندہ روزوں کا کیا حکم ہے؟

نذر کے روزے کا بیان

نذر کے روزے کا حکم

مسئلہ (۱): جب کوئی روزہ کی نذر مانے تو اس کا پورا کرنا واجب ہے، اگر نہ رکھے گا تو گناہ گار ہوگا۔

نذر کی اقسام

مسئلہ (۲): نذر دو طرح کی ہے:

(۱) نذرِ معین:

ایک تو یہ کہ دن تاریخ مقرر کر کے نذر مانی کہ ''یا اللہ! اگر آج فلاں کام ہو جائے تو کل ہی تیرا روزہ رکھوں گا'' یا یوں کہا: ''یا اللہ! میری فلاں مراد پوری ہو جائے تو پرسوں جمعے کے دن روزہ رکھوں گا'' ایسی نذر میں اگر رات سے روزے کی نیت کرے تو بھی درست ہے اور اگر رات سے نیت نہ کی تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے پہلے نیت کر لے یہ بھی درست ہے، نذر ادا ہو جائے گی۔

مسئلہ (۳): جمعے کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی اور جب جمعہ آیا تو بس اتنی نیت کر لی کہ آج میرا روزہ ہے، یہ مقرر نہیں کیا کہ یہ نذر کا روزہ ہے یا نفل کی نیت کر لی تب بھی نذر کا روزہ ادا ہو گیا، البتہ اس جمعے کو اگر قضا روزہ رکھ لیا اور نذر کا روزہ رکھنا یاد نہ رہا یا یاد تو تھا مگر قصداً قضا کا روزہ رکھا تو نذر کا روزہ ادا نہ ہوگا بل کہ قضا کا روزہ ہو جائے گا، نذر کا روزہ پھر رکھے۔

(۲) نذرِ غیر معین:

مسئلہ (۴): اور دوسری نذر یہ ہے کہ دن تاریخ مقرر کر کے نذر نہیں مانی، بس اتنا ہی کہا: ''یا اللہ! اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو ایک روزہ رکھوں گا'' یا کسی کام کا نام نہیں لیا ویسے ہی کہہ دیا: ''پانچ روزے رکھوں گا'' ایسی نذر میں رات سے نیت کرنا شرط ہے، اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو نذر کا روزہ نہیں ہوا بل کہ وہ روزہ نفل ہوگا۔

تمرین

سوال①: نذر کی کتنی قسمیں ہیں بیان کریں؟

سوال②: جمعے کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی اور جب جمعہ آیا تو قضا روزہ رکھ لیا تو کون سا روزہ ادا ہوگا؟

سوال③: نذر کے روزے کی نیت کب شرط ہے، اگر کسی نے صبح ہوجانے کے بعد نیت کی تو کیا نذر کا روزہ ہوجائے گا؟

نفل روزے کا بیان[۱]

نفل روزے کی نیت

مسئلہ(۱): نفل روزے کی نیت اگر یہ مقرر کر کے کرے کہ ''میں نفل کا روزہ رکھتا ہوں'' تو بھی صحیح ہے اور اگر فقط اتنی نیت کرے کہ ''میں روزہ رکھتا ہوں'' تب بھی صحیح ہے۔

مسئلہ(۲): دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے تک نفل کی نیت کر لینا درست ہے تو اگر دس بجے دن تک مثلاً: روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا لیکن ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں، پھر جی میں آ گیا اور روزہ رکھ لیا تو بھی درست ہے۔

سال میں پانچ دن روزہ رکھنے کا حکم

مسئلہ(۳): رمضان شریف کے مہینے کے سوا جس دن چاہے نفل کا روزہ رکھے، جتنے زیادہ رکھے گا زیادہ ثواب پائے گا، البتہ عید الفطر کے دن اور بقرعید کی دسویں، گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں (دن تک) سال بھر میں فقط یہ پانچ دن روزے رکھنے حرام ہیں، اس کے سوا سب روزے درست ہیں۔

مسئلہ(۴): اگر کوئی شخص عید کے دن روزہ رکھنے کی منّت مانے تب بھی اس دن کا روزہ درست نہیں، اس کے بدلے کسی اور دن رکھ لے۔

مسئلہ(۵): اگر کسی نے یہ منّت مانی کہ ''میں پورے سال کے روزے رکھوں گا، سال میں کسی دن کا روزہ بھی نہ چھوڑوں گا'' تب بھی یہ پانچ روزے نہ رکھے، باقی سب رکھ لے، پھر ان پانچ روزوں کی قضا رکھ لے۔

نفل روزہ شروع کرنے سے واجب ہو جاتا ہے

مسئلہ(۶): نفل کا روزہ نیت کر کے شروع کرنے سے واجب ہو جاتا ہے، سو اگر صبح صادق سے پہلے یہ نیت کی کہ آج میرا روزہ ہے پھر اس کے بعد توڑ دیا تو اب اس کی قضا رکھے۔

---

[۱] اس عنوان کے تحت چودہ (۱۴) مسائل مذکور ہیں۔

مسئلہ (۷): کسی نے رات کو ارادہ کیا کہ ''میں کل روزہ رکھوں گا'' لیکن پھر صبح صادق ہونے سے پہلے ارادہ بدل گیا اور روزہ نہیں رکھا تو قضا واجب نہیں۔

مسئلہ (۸): شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزہ رکھنا درست نہیں، اگر اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھ لیا تو اس کے تڑوانے سے توڑ دینا درست ہے، پھر جب وہ کہے تب اس کی قضا رکھے۔

مسئلہ (۹): کسی کے گھر مہمان گیا یا کسی نے دعوت کر دی اور کھانا نہ کھانے سے اس کا جی برا ہوگا، دل شکنی ہوگی تو اس کی خاطر نفل روزہ توڑ دینا درست ہے اور مہمان کی خاطر سے گھر والے (میزبان) کو بھی توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۰): کسی نے عید کے دن نفل روزہ رکھ لیا اور نیت کر لی تب بھی توڑ دے اور اس کی قضا رکھنا بھی واجب نہیں۔

عاشورہ کے روزے کا حکم

مسئلہ (۱۱): محرم کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھنا مستحب ہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی یہ روزہ رکھے اس کے گزرے ہوئے ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس کے ساتھ نویں یا گیارہویں تاریخ کا روزہ رکھنا بھی مستحب ہے، صرف دسویں کو روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

عرفہ کے روزے کا حکم

مسئلہ (۱۲): اسی طرح بقرعید کی نویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا بھی بڑا ثواب ہے، اس سے ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اگر شروع چاند سے نویں تک برابر روزہ رکھے تو بہت ہی بہتر ہے۔

پندرہویں شعبان اور شوال کے چھ (۶) روزوں کا حکم

مسئلہ (۱۳): شبِ برات کی پندرہویں اور (چھوٹی) عید کے چھ (۶) دن نفل روزہ رکھنے کا بھی اور نفلوں سے زیادہ ثواب ہے۔

ایامِ بیض اور پیر اور جمعرات کے روزوں کا حکم

مسئلہ (۱۴): اگر ہر مہینے کی تیرہویں (۱۳)، چودھویں (۱۴)، پندرھویں (۱۵) تین دن روزہ رکھ لیا کرے تو گویا اس نے سال بھر برابر روزے رکھے۔ حضور ﷺ یہ تین روزے رکھا کرتے تھے، ایسے ہی ہر پیر و جمعرات کے دن بھی روزہ رکھا کرتے تھے، اگر کوئی ہمت کرے تو ان کا بھی بہت ثواب ہے۔

تمرین

سوال ①: نفل روزے کی نیت کیسے کی جائے؟
سوال ②: نفل روزے کی نیت کب تک کرنا جائز ہے؟
سوال ③: کون سے دنوں کے روزے رکھنا حرام ہے؟
سوال ④: پورا سال روزہ رکھنے کی منّت مانی تو سال کے تمام دن روزہ رکھنا چاہیے یا نہیں؟
سوال ⑤: نفلی روزہ کب واجب ہوتا ہے؟
سوال ⑥: نفل روزہ توڑنا کب جائز ہے؟
سوال ⑦: اگر کسی نے عید کے دن نفل روزہ رکھ لیا تو کیا حکم ہے؟
سوال ⑧: وہ کون سے دنوں کے نفل روزے ہیں کہ احادیث میں ان کی فضیلت آئی ہے؟

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور جن سے ٹوٹ جاتا ہے اور قضا یا کفارہ لازم آتا ہے ان کا بیان[1]

روزے میں بھول کر کھانے کا حکم

مسئلہ (۱): اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھالے یا پی لے یا بھولے سے ہم بستر ہو جائے تو اس کا روزہ نہیں گیا۔ اگر بھول کر پیٹ بھر کر بھی کھا پی لے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر بھول کر کئی دفعہ کھا پی لیا تب بھی روزہ نہیں گیا۔

مسئلہ (۲): ایک شخص کو بھول کر کچھ کھاتے پیتے دیکھا تو اگر وہ اس قدر طاقت ور ہے کہ روزے سے زیادہ تکلیف نہیں ہوتی تو روزہ یاد دلا دینا واجب ہے اور اگر کوئی ناطاقت (کم زور) ہو کہ روزے سے تکلیف ہوتی ہے تو اس کو یاد نہ دلائے، کھانے دے۔

سرمہ، تیل اور خوش بو لگانے کا حکم

مسئلہ (۳): دن کو سرمہ لگانا، تیل لگانا، خوش بو سونگھنا درست ہے، اس سے روزے میں کچھ نقصان نہیں آتا، چاہے جس وقت ہو بلکہ اگر سرمہ لگانے کے بعد تھوک میں یا رینٹھ میں سرمے کا رنگ دکھائی دے تو بھی روزہ نہیں گیا، نہ مکروہ ہوا۔

گرد وغبار، دھواں اور مکھی کا حکم

مسئلہ (۴): حلق کے اندر مکھی چلی گئی، یا آپ ہی آپ دھواں چلا گیا، یا گرد وغبار چلا گیا تو روزہ نہیں گیا، البتہ اگر قصداً ایسا کیا تو روزہ جاتا رہا۔

[1] اس عنوان کے تحت چالیس (۴۰) مسائل مذکور ہیں۔

لوبان کی دھونی اور حقے کا حکم

مسئلہ (۵): لوبان وغیرہ کوئی دھونی سلگائی پھر اس کو اپنے پاس رکھ کر سونگھا تو روزہ جاتا رہا۔ اسی طرح حقہ پینے سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے، البتہ اس دھوئیں کے سوا عطر کیوڑہ، گلاب، پھول وغیرہ اور خوش بو سونگھنا جس میں دھواں نہ ہو درست ہے۔

دانتوں میں پھنسی چیز کھانے کا حکم

مسئلہ (۶): دانتوں میں گوشت کا ریشہ اٹکا ہوا تھا یا ڈلی کا دُھرا[1] وغیرہ کوئی اور چیز تھی اس کو خلال سے نکال کر کھا گیا، لیکن منہ سے باہر نہیں نکالا آپ ہی آپ حلق میں چلی گئی تو دیکھو اگر چنے سے کم ہے تب تو روزہ نہیں گیا اور اگر چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو جاتا رہا، البتہ اگر منہ سے باہر نکال لیا تھا پھر اس کے بعد نگل گیا تو ہر حال میں روزہ ٹوٹ گیا، چاہے وہ چیز چنے کے برابر ہو یا اس سے بھی کم ہو، دونوں کا ایک حکم ہے۔

تھوک وغیرہ نگلنے کا حکم

مسئلہ (۷): تھوک نگلنے سے روزہ نہیں جاتا، چاہے جتنا (بھی) ہو۔

مسئلہ (۸): اگر پان کھا کر خوب کلی غرغرہ کر کے منہ صاف کر لیا لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی تو اس کا کچھ حرج نہیں، روزہ ہو گیا۔

مسئلہ (۹): ناک کو اتنے زور سے سڑک لیا کہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا، اسی طرح منہ کی رال سڑک کر کے نگل جانے سے روزہ نہیں جاتا۔

پان کھانے کا حکم

مسئلہ (۱۰): منہ میں پان دبا کر سو گیا اور صبح ہو جانے کے بعد آنکھ کھلی تو روزہ نہیں ہوا، قضا رکھے اور کفارہ واجب نہیں۔

---

[1] یعنی چھالیہ کا ٹکڑا۔

غلطی سے پانی نگلنے کا حکم

مسئلہ (۱۱): کلی کرتے وقت (بے اختیار) حلق میں پانی چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا، قضا واجب ہے، کفارہ واجب نہیں۔

روزے میں قے کرنے کا حکم

مسئلہ (۱۲): آپ ہی آپ قے ہوگئی تو روزہ نہیں گیا، چاہے تھوڑی سی قے ہوئی ہو یا زیادہ، البتہ اگر اپنے اختیار سے قے کی اور منہ بھر قے ہوئی تو روزہ جاتا رہا اور اگر اس سے تھوڑی ہو تو خود کرنے سے بھی نہیں گیا۔

مسئلہ (۱۳): تھوڑی سی قے آئی پھر آپ ہی آپ حلق میں لوٹ گئی تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا، البتہ اگر قصداً لوٹا لیتا تو روزہ ٹوٹ جاتا۔

کفارہ کب لازم ہوگا؟

مسئلہ (۱۴): کسی نے کنکری یا لوہے کا ٹکڑا وغیرہ کوئی ایسی چیز کھالی جس کو نہیں کھایا کرتے اور نہ اس کو کوئی بطور دوا کے کھاتا ہے تو اس کا روزہ جاتا رہا، لیکن اس پر کفارہ واجب نہیں اور اگر ایسی چیز کھائی یا پی جس کو لوگ کھایا کرتے ہیں یا کوئی ایسی چیز ہے کہ یوں تو نہیں کھاتے لیکن بطور دوا کے ضرورت کے وقت کھاتے ہیں تو بھی روزہ جاتا رہا اور قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں۔

مسئلہ (۱۵): روزے کے توڑنے سے کفارہ تب لازم آتا ہے جب کہ رمضان شریف میں روزہ توڑ ڈالے اور رمضان شریف کے سوا اور کسی روزے کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا، چاہے جس طرح توڑے، اگرچہ وہ روزہ رمضان کی قضا ہی کیوں نہ ہو، البتہ اگر اس (رمضان کے) روزے کی نیت رات سے نہ کی ہو تو اس کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں۔

ان دو صورتوں میں صرف قضا واجب ہے

مسئلہ (۱۶): کسی نے روزے میں ناس[1] لیا یا کان میں تیل ڈالا یا جلاب میں عمل لیا اور پینے کی دوا نہیں پی تب بھی

[1] نسوار سونگھنا یا ناک میں چڑھانا۔

روزہ جاتا رہا، لیکن صرف قضا واجب ہے اور کفارہ واجب نہیں اور اگر کان میں پانی ڈالا تو روزہ نہیں گیا۔
مسئلہ (۱۷): منہ سے خون نکلتا ہے اس کو تھوک کے ساتھ نگل گیا تو روزہ ٹوٹ گیا، البتہ اگر خون تھوک سے کم ہو اور خون کا مزہ حلق میں معلوم نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

جن چیزوں سے روزہ مکروہ ہوجاتا ہے

مسئلہ (۱۸): اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا، لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔
مسئلہ (۱۹): اپنے منہ سے چبا کر چھوٹے بچے کو کوئی چیز کھلانا مکروہ ہے، البتہ اگر اس کی ضرورت پڑے اور مجبوری و ناچاری ہو جائے تو مکروہ نہیں۔
مسئلہ (۲۰): کوئلہ چبا کر دانت مانجھنا اور منجن سے دانت مانجھنا مکروہ ہے اور اگر اس میں سے کچھ حلق میں اتر جائے گا تو روزہ جاتا رہے گا اور مسواک سے دانت صاف کرنا درست ہے، چاہے سوکھی مسواک ہو یا اسی وقت کی توڑی ہوئی تازی، اگر نیم کی مسواک ہے اور اس کا کڑواپن منہ میں معلوم ہوتا ہے تب بھی مکروہ نہیں۔

صرف قضا واجب ہونے کی چند مزید صورتیں

مسئلہ (۲۱): کسی نے بھولے سے کچھ کھالیا اور یوں سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا، اس وجہ سے پھر قصداً کچھ کھالیا تو اب روزہ جاتا رہا، فقط قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔
مسئلہ (۲۲): اگر کسی کو قے ہوئی اور وہ سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا، اس گمان پر پھر قصداً کھالیا اور روزہ توڑ دیا تو بھی قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۲۳): اگر سرمہ لگایا یا فصد لی یا تیل ڈالا پھر سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر قصداً کھا لیا تو قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔
مسئلہ (۲۴): رمضان کے مہینے میں اگر کسی کا روزہ اتفاقاً ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی دن میں کچھ کھانا پینا

درست نہیں ہے، سارا دن روزے داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔

مسئلہ (۲۵): کسی نے رمضان میں روزے کی نیت ہی نہیں کی اس لیے کھاتا پیتا رہا، اس پر کفارہ واجب نہیں، کفارہ جب ہے کہ نیت کر کے توڑ دے۔

مسئلہ (۲۶): رات کو نہانے کی ضرورت ہوئی مگر غسل نہیں کیا، دن کو نہایا تب بھی روزہ ہو گیا بل کہ اگر دن بھر نہ نہائے تب بھی روزہ نہیں جاتا، البتہ اس کا گناہ الگ ہوگا۔

کفارہ لازم ہونے اور نہ ہونے کی مزید چند صورتیں

مسئلہ (۲۷): اگر ہم بستر ہوا تب بھی روزہ جاتا رہا، اس کی قضا بھی رکھے اور کفارہ بھی دے۔ جب مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری اندر چلی گئی تو (مرد وعورت دونوں کا) روزہ ٹوٹ گیا اور قضا و کفارہ واجب ہو گئے چاہے منی نکلے یا نہ نکلے۔

مسئلہ (۲۸): کسی شخص نے اس وجہ سے کہ اس کو روزے کا خیال نہ رہا کچھ کھا پی لیا یا جماع (ملاپ) کر لیا اور یہ سمجھا کہ میرا روزہ جاتا رہا، پھر اس خیال سے قصداً کچھ کھا پی لیا تو اس کا روزہ اس صورت میں فاسد ہو جائے گا اور کفارہ لازم نہ ہوگا صرف قضا واجب ہے اور اگر مسئلہ جانتا ہو اور پھر بھول کر ایسا کرنے کے بعد عمداً افطار کر دے (روزہ توڑ دے) تو جماع کی صورت میں کفارہ بھی لازم ہوگا اور کھانے کی صورت میں اس وقت بھی صرف قضا ہی ہے۔

مسئلہ (۲۹): کسی کو بے اختیار قے ہو گئی یا احتلام ہو گیا یا صرف کسی عورت وغیرہ کے دیکھنے سے انزال ہو گیا اور مسئلہ نہ معلوم ہونے کے سبب سے یہ سمجھا کہ میرا روزہ جاتا رہا اور عمداً اس نے کھا پی لیا تو روزہ فاسد ہو گیا اور صرف قضا لازم ہوگی کفارہ لازم نہ ہوگا اور اگر مسئلہ معلوم ہو کہ اس سے روزہ نہیں جاتا اور پھر عمداً افطار کر دیا تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔

مسئلہ (۳۰): کسی شخص نے کسی کو لپٹایا یا بوسہ لیا یا جلق (مشت زنی) کا مرتکب ہوا اور ان سب صورتوں میں منی کا خروج ہو گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور کفارہ واجب نہ ہوگا۔

کفارہ لازم ہونے یا نہ ہونے کا ضابطہ

مسئلہ (۳۱): وہ شخص جس میں روزے کے واجب ہونے کے تمام شرائط پائے جاتے ہوں رمضان کے اس ادا روزے میں جس کی نیت صبح صادق سے پہلے کر چکا ہو عمدًا منہ کے ذریعے سے پیٹ میں کوئی ایسی چیز پہنچائے جو انسان کی دوا یا غذا میں مستعمل ہوتی ہو یعنی اس کے استعمال سے کسی قسم کا نفع جسمانی یا لذت متصور ہو اور اس کے استعمال سے سلیم الطبع انسان کی طبیعت نفرت نہ کرتی ہو گو وہ بہت ہی قلیل ہو حتی کہ ایک تل کی برابر، یا جماع کرے۔ جماع میں خاص حصے کے سر کا داخل ہو جانا کافی ہے، منی کا خارج ہونا بھی شرط نہیں۔ ان سب صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے مگر یہ بات شرط ہے کہ جماع ایسی عورت سے کیا جائے جو قابلِ جماع ہو۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۳۲): اگر کوئی شخص سر میں تیل ڈالے یا سرمہ لگائے تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ (۳۳): جو لوگ حقہ پینے کے عادی ہوں یا کسی نفع کی غرض سے حقہ پئیں روزے کی حالت میں تو ان پر بھی کفارہ اور قضا دونوں واجب ہوں گے۔

مسئلہ (۳۴): جماع میں عورت اور مرد دونوں کا عاقل ہونا شرط نہیں حتی کہ اگر ایک مجنون ہو اور دوسرا عاقل تو عاقل پر کفارہ لازم ہوگا۔

مسئلہ (۳۵): سونے کی حالت میں منی کے خارج ہونے سے جس کو ''احتلام'' کہتے ہیں اگر چہ بغیر غسل کیے ہوئے روزہ رکھے روزہ فاسد نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی عورت کے دیکھنے سے یا صرف کسی بات کا خیال دل میں کرنے سے منی خارج ہو جائے جب بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

مسئلہ (۳۶): کسی شخص کو روزے کا خیال نہیں رہا یا رات باقی تھی، اس لیے کچھ کھانے پینے لگا اور اس کے بعد جیسے ہی روزے کا خیال آگیا یا جوں ہی صبح صادق ہوئی فورًا لقمے کو منہ سے پھینک دیا تب بھی روزہ فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ (۳۷): مسواک کرنے سے اگر چہ زوال کے بعد ہو، تازی لکڑی سے ہو یا خشک لکڑی سے روزنے میں کچھ نقصان نہ آئے گا۔

مسئلہ (۳۸): عورت کا بوسہ لینا اور اس سے بغل گیر ہونا مکروہ ہے جب کہ انزال کا خوف ہو یا اپنے نفس کے بے اختیار ہو جانے کا اور اس حالت میں جماع کر لینے کا اندیشہ ہو اور اگر خوف و اندیشہ نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔

مسئلہ (۳۹): اگر کوئی مقیم روزے کی نیت کے بعد مسافر بن جائے تو تھوڑی دور جا کر کسی بھولی ہوئی چیز کے لینے کو اپنے مکان واپس آئے اور وہاں پہنچ کر روزے کو فاسد کر دے تو اس کو کفارہ دینا ہوگا، اس لیے کہ اس پر اس وقت مسافر کا اطلاق نہ تھا، اگر چہ ٹھہرنے کی نیت سے نہ گیا تھا اور نہ وہاں ٹھہرا۔

ایک سے زیادہ کفارے اکھٹے ہو جانے کا حکم

مسئلہ (۴۰): جماع کے علاوہ اور کسی سبب سے اگر کفارہ واجب ہوا ہو اور ایک کفارہ ادا نہ کرنے پایا ہو کہ دوسرا واجب ہو جائے تو ان دونوں کے لیے ایک ہی کفارہ کافی ہے اگر چہ دونوں کفارے دو رمضانوں کے ہوں، ہاں جماع کے سبب سے جتنے روزے فاسد ہوئے ہوں تو اگر وہ ایک ہی رمضان کے روزے ہیں تو ایک ہی کفارہ کافی ہے اور دو رمضان کے ہیں تو ہر ایک رمضان کا کفارہ علاحدہ دینا ہوگا اگر چہ پہلا کفارہ نہ ادا کیا ہو۔

تمرین

سوال ①: جن چیزوں سے روزہ ٹوٹتا ہے اور کفارہ لازم نہیں آتا ان کو مختصراً ذکر کریں۔
سوال ②: جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا ان کو مختصراً بیان کریں۔
سوال ③: کسی کو روزے میں بھولے سے کھاتے دیکھا تو کیا کرنا چاہیے؟
سوال ④: روزے میں سرمہ، تیل، خوش بو وغیرہ لگانا اور لوبان کی دھونی لینا کیسا ہے؟
سوال ⑤: دانتوں میں گوشت کا ریشہ پھنس گیا اور روزے کا وقت شروع ہوگیا تو اب اس کا کیا حکم ہے؟
سوال ⑥: وضو یا غسل میں روزے کی حالت میں غلطی سے پانی حلق میں چلا گیا تو کیا روزہ درست ہے؟
سوال ⑦: کیا قے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟
سوال ⑧: روزے کی حالت میں دانت مانجھنا کیسا ہے؟
سوال ⑨: کیا روزے میں حقہ اور سگریٹ پینے سے کفارہ آئے گا؟
سوال ⑩: روزے میں مسواک کرنا کیسا ہے؟
سوال ⑪: قضا و کفارہ دونوں لازم ہونے کا ضابطہ بیان کریں۔
سوال ⑫: جس پر غسل فرض ہو جائے تو کیا غسل سے پہلے وہ روزہ رکھ سکتا ہے؟
سوال ⑬: اگر ایک کفارہ ادا نہ کیا ہو اور دوسرا واجب ہو جائے تو کیا حکم ہے؟
سوال ⑭: وہ کون سی صورتیں ہیں جن میں قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں؟

جن دو (۲) وجہوں سے روزہ توڑ دینا جائز ہے، ان کا بیان

مسئلہ (۱): اچانک ایسا بیمار پڑ گیا کہ اگر روزہ نہ توڑے گا تو جان پر بن آئے گی یا بیماری بہت بڑھ جائے گی تو روزہ توڑ دینا درست ہے، جیسے اچانک پیٹ میں ایسا درد اٹھا کہ بے تاب ہو گیا یا سانپ نے کاٹ کھایا تو دوا پی لینا اور روزہ توڑ دینا درست ہے، ایسے ہی اگر ایسی پیاس لگی کہ ہلاکت کا ڈر ہے تو بھی روزہ توڑ ڈالنا درست ہے۔

مسئلہ (۲): کوئی مشقت کا کام کرنے کی وجہ سے بے حد پیاس لگ آئی اور اتنی بے تابی ہوگئی کہ اب جان کا خوف ہے تو روزہ کھول دینا درست ہے، لیکن اگر خود اس نے قصداً اتنا کام کیا جس سے ایسی حالت ہوگئی تو گناہ گار ہوگا۔

جن پانچ (۵) وجہوں سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے، ان کا بیان[1]

مسئلہ (۱): اگر ایسی بیماری ہے کہ روزہ نقصان کرتا ہے اور یہ ڈر ہے کہ اگر روزہ رکھے گا تو بیماری بڑھ جائے گی یا دیر میں صحیح ہوگا یا جان جاتی رہے گی تو روزہ نہ رکھے، جب اچھا ہو جائے تو اس کی قضا رکھ لے؛ لیکن فقط اپنے دل سے ایسا خیال کر لینے سے روزہ چھوڑ دینا درست نہیں ہے؛ بل کہ جب کوئی مسلمان دین دار طبیب کہہ دے کہ روزہ تم کو نقصان کرے گا تب چھوڑ دینا چاہیے۔

مسئلہ (۲): اگر حکیم یا ڈاکٹر کافر ہے یا شریعت کا پابند نہیں ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہیں ہے، فقط اس کے کہنے سے روزہ نہ چھوڑے۔

مسئلہ (۳): اگر حکیم نے تو کچھ کہا نہیں؛ لیکن خود اپنا تجربہ ہے اور کچھ ایسی نشانیاں معلوم ہوئیں جن کی وجہ سے دل گواہی دیتا کہ روزہ نقصان کرے گا، تب بھی روزہ نہ رکھے اور اگر خود تجربہ کار نہ ہو اور اس بیماری کا کچھ حال معلوم نہ ہو تو فقط خیال کا اعتبار نہیں۔ اگر دین دار حکیم کے بغیر بتائے اور بے تجربے کے اپنے خیال ہی خیال پر رمضان کا روزہ توڑ دے گا تو کفارہ دینا پڑے گا اور اگر روزہ نہ رکھے گا تو گناہ گار ہوگا۔

مسئلہ (۴): اگر بیماری سے اچھا ہو گیا؛ لیکن ابھی ضعف باقی ہے اور یہ غالب گمان ہے کہ اگر روزہ رکھا تو پھر بیمار پڑ جائے گا، تب بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

---

[1] اس عنوان کے تحت بارہ (۱۲) مسائل مذکور ہیں۔

مسئلہ (۵): اگر کوئی سفر میں ہو تو اس کو بھی درست ہے کہ روزہ نہ رکھے، پھر کبھی اس کی قضا رکھ لے۔

مسئلہ (۶): سفر میں اگر روزے سے کوئی تکلیف نہ ہو، جیسے ریل پر سوار ہے اور یہ خیال ہے کہ شام تک گھر پہنچ جاؤں گا یا اپنے ساتھ سب راحت وآرام کا سامان موجود ہے تو ایسے وقت سفر میں بھی روزہ رکھ لینا بہتر ہے اور اگر روزہ نہ رکھے، تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ ہاں رمضان شریف کے روزے کی جو فضیلت ہے اس سے محروم رہے گا اور اگر راستے میں روزے کی وجہ سے تکلیف اور پریشانی ہو تو ایسے وقت روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔

مسئلہ (۷): اگر بیماری سے اچھا نہیں ہوا، اسی میں مر گیا یا ابھی گھر نہیں پہنچا، سفر ہی میں مر گیا تو جتنے روزے بیماری یا سفر کی وجہ سے چھوٹے ہیں، آخرت میں ان کا مواخذہ نہ ہوگا کیوں کہ قضا رکھنے کی مہلت ابھی اس کو نہیں ملی تھی۔

مسئلہ (۸): اگر بیماری میں دس روزے گئے تھے، پھر پانچ دن اچھا رہا لیکن قضا روزے نہیں رکھے تو پانچ روزے تو معاف ہیں فقط پانچ روزوں کی قضا نہ رکھنے پر پکڑا جائے گا اور اگر پورے دس دن اچھا رہا تو دس دن کی پکڑ ہوگی اس لیے ضروری ہے کہ جتنے روزوں کا مواخذہ اس پر ہونے والا ہے اتنے دنوں کا فدیہ دینے کے لیے کہہ کر مرے جب کہ اس کے پاس مال ہو اور فدیہ کا بیان آگے آتا ہے۔

مسئلہ (۹): اسی طرح اگر مسافرت میں روزے چھوڑ دیے تھے پھر گھر پہنچنے کے بعد مر گیا تو جتنے دن گھر میں رہا ہے فقط اتنے دن کی پکڑ ہوگی، اس کو بھی چاہیے کہ فدیہ کی وصیت کر جائے۔ اگر روزے گھر رہنے کی مدت سے زیادہ چھوٹے ہوں تو ان کا مواخذہ نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۰): اگر راستے میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے ٹھہر گیا تو اب روزہ چھوڑنا درست نہیں، کیوں کہ شرعاً اب وہ مسافر نہیں رہا، البتہ اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو روزہ نہ رکھنا درست ہے۔

مسئلہ (۱۱): اسی طرح اگر کوئی دن کو مسلمان ہوا یا دن کو جوان ہوا تو اب دن بھر کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے اور اگر کچھ کھا لیا تو اس روزے کی قضا رکھنا بھی نئے مسلمان اور نئے جوان کے ذمے واجب نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۲): سفر میں روزہ نہ رکھنے کا ارادہ تھا لیکن دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے ہی اپنے گھر پہنچ گیا یا ایسے وقت میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے کہیں ٹھہر گیا اور اب تک کچھ کھایا پیا نہیں ہے تو اب روزہ کی نیت کر لے۔

تمرین

سوال ①: اُن وجوہات کو ذکر کریں جن کی وجہ سے روزہ توڑنا جائز ہے۔
سوال ②: اُن وجوہات کو ذکر کریں جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔
سوال ③: کون سے طبیب یا ڈاکٹر کے کہنے پر روزہ نہ رکھنا جائز ہے؟
سوال ④: سفر میں روزے کا کیا حکم ہے؟
سوال ⑤: اگر بیماری یا سفر میں روزے نہیں رکھے اور انتقال ہوگیا تو کیا ان کے فدیے کی وصیت کرنا واجب ہے؟
سوال ⑥: اگر بیماری میں دس روزے گئے تھے اس کے بعد پانچ دن صحت میں گزر گئے اور پھر مرگیا تو کیا حکم ہے؟
سوال ⑦: اگر سفر میں روزہ رکھنے سے تکلیف نہ ہو تو روزے کا کیا حکم ہے، رکھنا بہتر ہے یا نہ رکھنا اور اگر نہ رکھے تو گناہ ہوگا یا نہیں؟
سوال ⑧: اگر راستے میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے ٹھہر گیا تو اب روزے کا کیا حکم ہے؟

کفارے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): رمضان شریف کے روزے توڑ ڈالنے کا کفارہ یہ ہے کہ دو (۲) مہینے برابر لگا تار روزے رکھے، تھوڑے تھوڑے کر کے روزے رکھنے درست نہیں، اگر کسی وجہ سے بیچ میں دو ایک روزے نہیں رکھے تو اب پھر سے دو مہینے کے روزے رکھے۔

مسئلہ (۲): اگر دکھ بیماری کی وجہ سے بیچ میں کفارے کے کچھ روزے چھوٹ گئے تب بھی تن درست ہونے کے بعد پھر سے روزے رکھنے شروع کرے۔

مسئلہ (۳): اگر بیچ میں رمضان کا مہینہ آ گیا تب بھی کفارہ صحیح نہیں ہوا۔

مسئلہ (۴): اگر کسی کو روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو صبح شام پیٹ بھر کے کھانا کھلا دے جتنا ان کے پیٹ میں سمائے، خوب تن کر[2] کھالیں۔

مسئلہ (۵): ان مسکینوں میں اگر بعضے بالکل چھوٹے بچے ہوں تو جائز نہیں، ان بچوں کے بدلے اور مسکینوں کو پھر کھلائے۔

مسئلہ (۶): اگر گیہوں کی روٹی ہو تو روکھی روٹی[3] کھلانا بھی درست ہے اور اگر جو، باجرہ، جوار وغیرہ کی روٹی ہو تو اس کے ساتھ کچھ دال وغیرہ دینا چاہیے جس کے ساتھ روٹی کھائیں۔

مسئلہ (۷): اگر کھانا نہ کھلائے بل کہ ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کچا اناج دے دے تو بھی جائز ہے، ہر ایک مسکین کو اتنا اتنا دے جتنا صدقۂ فطر دیا جاتا ہے اور صدقۂ فطر کا بیان صفحہ نمبر ۲۸۹ پر زکوۃ کے باب میں گزر گیا۔

مسئلہ (۸): اگر اتنے اناج کی قیمت دے دے تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ (۹): اگر کسی اور سے کہہ دیا کہ تم میری طرف سے کفارہ ادا کر دو اور ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلا دو اور اس نے اس کی طرف سے کھانا کھلا دیا یا کچا اناج دے دیا تب بھی کفارہ ادا ہو گیا اور اگر بے (بغیر) اس کے کہے کسی نے اس کی طرف سے دے دیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔

مسئلہ (۱۰): اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ (۶۰) دن تک صبح و شام کھانا کھلا دیا یا ساٹھ (۶۰) دن تک کچا اناج یا قیمت

---

[1] اس عنوان کے تحت تیرہ (۱۳) مسائل مذکور ہیں۔ [2] پیٹ بھر کر [3] وہ روٹی جس کے ساتھ کھانے کی کوئی چیز نہ ہو۔

دیتا رہا تب بھی کفارہ صحیح ہوگیا۔

مسئلہ(۱۱): اگر ساٹھ (۶۰) دن تک لگا تار کھانا نہیں کھلایا، بل کہ بیچ میں کچھ دن ناغہ ہوگئے تو کچھ حرج نہیں، یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ(۱۲): اگر ساٹھ (۶۰) دن کا اناج حساب کر کے ایک فقیر کو ایک ہی دن دے دیا تو درست نہیں۔ اسی طرح ایک ہی فقیر کو ایک ہی دن اگر ساٹھ (۶۰) دفعہ کر کے دے دیا تب بھی ایک ہی دن کا ادا ہوا، ایک کم ساٹھ (۵۹) مسکینوں کو پھر دینا چاہیے، اسی طرح قیمت دینے کا بھی حکم ہے، یعنی ایک دن میں ایک مسکین کو ایک روزے کے بدلے سے زیادہ دینا درست نہیں۔

مسئلہ(۱۳): اگر کسی فقیر کو صدقۂ فطر کی مقدار سے کم دیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔

مسئلہ(۱۴): جماع (ہم بستری) کے علاوہ اور کسی سبب سے اگر کفارہ واجب ہوا ہو اور ایک کفارہ ادا نہ کرنے پایا ہو کہ دوسرا واجب ہوا تو ان دونوں کے لیے ایک ہی کفارہ کافی ہے، اگر چہ دونوں کفارے دو رمضانوں کے ہوں، ہاں! جماع (ہم بستری) کے سبب سے جتنے روزے فاسد ہوئے ہوں تو اگر وہ ایک ہی رمضان کے روزے ہیں تو ایک ہی کفارہ کافی ہے اور اگر دو رمضان کے ہیں تو ہر ایک رمضان کا کفارہ علاحدہ دینا ہوگا، اگر چہ پہلا کفارہ نہ ادا کیا ہو۔

تمرین

سوال①: رمضان شریف کا روزہ توڑنے کا کفارہ کیا ہے؟

سوال②: کفارہ ادا کرنے کے دوران بیمار ہوگیا یا رمضان آگیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال③: کفارے میں کتنے فقیروں کو کھانا کھلانا چاہیے اور کھانا کیسا ہو؟

سوال④: اگر کوئی کھانا کھلانا نہ چاہے بل کہ کچا اناج دے تو اس کی کیا شرائط ہیں؟

سوال⑤: کیا کفارے میں ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھلانا ضروری ہے؟

سوال⑥: اگر ایک رمضان یا دو رمضانوں کے دو تین روزے توڑ ڈالے تو کتنے کفارے دینے ہوں گے؟

فدیہ کا بیان[1]

مسئلہ (۱): جس کو اتنا بڑھاپا ہو گیا ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی یا اتنا بیمار ہے کہ اب اچھے ہونے کی امید نہیں، نہ روزے رکھنے کی طاقت ہے تو وہ روزے نہ رکھے اور ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو صدقۂ فطر کے برابر غلہ دے دے یا صبح شام پیٹ بھر کے اس کو کھانا کھلائے، شرع میں اس کو ''فدیہ'' کہتے ہیں اور اگر غلے کے بدلے اسی قدر غلے کی قیمت دے دے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ (۲): وہ گیہوں اگر تھوڑے تھوڑے کر کے کئی مسکینوں کو بانٹ دے تو بھی صحیح ہے۔

مسئلہ (۳): پھر اگر کبھی طاقت آ گئی یا بیماری سے اچھا ہو گیا تو سب روزے قضا رکھنے پڑیں گے اور جو فدیہ دیا ہے اس کا ثواب الگ ملے گا۔

مسئلہ (۴): کسی کے ذمے کئی روزے قضا تھے اور مرتے وقت وصیت کر گیا کہ ''میرے روزوں کے بدلے فدیہ دے دینا'' تو اس کے مال میں سے اس کا ولی فدیہ دے دے اور کفن، دفن اور قرض ادا کر کے جتنا مال بچے اس کی ایک تہائی میں سے اگر سب فدیہ نکل آئے تو دینا واجب ہوگا۔

مسئلہ (۵): اگر اس نے وصیت نہیں کی مگر ولی نے اپنے مال میں سے فدیہ دے دیا تب بھی اللہ تعالیٰ سے امید رکھے کہ شاید قبول کر لے اور اب روزوں کا مواخذہ نہ کرے اور بغیر وصیت کیے خود مُردے کے مال میں سے فدیہ دینا جائز نہیں ہے، اسی طرح اگر تہائی مال سے فدیہ زیادہ ہو جائے تو باوجود وصیت کے بھی سب وارثوں کی رضا مندی کے بغیر زیادہ دینا جائز نہیں، ہاں! اگر سب وارث خوشی دل سے راضی ہو جائیں تو دونوں صورتوں میں فدیہ دینا درست ہے۔ نابالغ وارث کی اجازت کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں۔ بالغ وارث اپنا حصہ جدا کر کے اس میں سے دے دیں تو درست ہے۔

مسئلہ (۶): اگر کسی کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور وصیت کر کے مر گیا کہ ''میری نمازوں کے بدلے میں فدیہ دے دینا'' اس کا بھی یہی حکم ہے۔

---

[1] اس عنوان کے تحت تیرہ (۱۳) مسائل بیان ہوئے ہیں۔

مسئلہ (۷): ہر وقت کی نماز کا اتنا ہی فدیہ ہے جتنا ایک روزے کا فدیہ ہے[۱] اس حساب سے دن رات کے پانچ فرض اور ایک وتر چھ (۶) نمازوں کی طرف سے 9.522 کلوگرام دے، مگر احتیاط یہ ہے کہ ایک نماز اور ایک روزے کا فدیہ پونے دو کلو گندم دے۔

مسئلہ (۸): کسی کے ذمے زکوٰۃ باقی ہے، ابھی ادا نہیں کی تو وصیت کر جانے سے اس کا بھی ادا کر دینا وارثوں پر واجب ہے۔ اگر وصیت نہیں کی اور وارثوں نے اپنی خوشی سے دے دی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔[۲]

مسئلہ (۹): اگر ولی مردے کی طرف سے قضا روزے رکھ لے یا اس کی طرف سے قضا نمازیں پڑھ لے تو یہ درست نہیں، یعنی اس کے ذمے سے نہ اتریں گی۔

مسئلہ (۱۰): بے وجہ رمضان کا روزہ چھوڑ دینا درست نہیں اور بڑا گناہ ہے، یہ نہ سمجھے کہ اس کے بدلے ایک روزہ قضا رکھ لوں گا، کیوں کہ حدیث شریف میں آیا ہے: ''رمضان کے ایک روزے کے بدلے میں اگر سال بھر برابر روزے رکھتا رہے تب بھی اتنا ثواب نہ ملے گا جتنا رمضان میں ایک روزے کا ثواب ملتا ہے۔''

مسئلہ (۱۱): اگر کسی نے شامتِ اعمال سے روزہ نہ رکھا تو اور لوگوں کے سامنے کچھ کھائے نہ پیے، نہ یہ ظاہر کرے کہ ''آج میرا روزہ نہیں ہے،'' اس لیے کہ گناہ کر کے اس کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے، اگر سب سے کہہ دے گا تو دوہرا گناہ ہوگا، ایک تو روزہ نہ رکھنے کا دوسرا گناہ ظاہر کرنے کا، یہ جو مشہور ہے کہ ''خدا کی چوری نہیں تو بندہ کی کیا چوری'' یہ غلط بات ہے، بل کہ جو کسی عذر سے روزہ نہ رکھے اس کو بھی مناسب ہے کہ سب کے روبرو نہ کھائے۔

مسئلہ (۱۲): جب لڑکا یا لڑکی روزہ رکھنے کے لائق ہو جائیں تو ان کو بھی روزے کا حکم کرے اور جب دس برس کی عمر ہو جائے تو مار کر روزہ رکھوائے، اگر سارے روزے نہ رکھ سکے تو جتنے رکھ سکے رکھوائے۔

مسئلہ (۱۳): اگر نابالغ لڑکا لڑکی روزہ رکھ کے توڑ ڈالے تو اس کی قضا نہ رکھوائے، البتہ اگر نماز کی نیت کر کے توڑ دے تو اس کو دُہرائے۔

---

[۱] یعنی گندم کا نصف صاع اور نصف صاع کی مقدار 1.592 کلوگرام ہے، نصف صاع کی یہ مقدار مفتی محمد اشرف صاحب کے مرتب کردہ نقشے سے ماخوذ ہے جو ''اوزانِ شرعیہ'' نامی کتاب مؤلفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے آخر میں دیا ہوا ہے۔

[۲] مگر وارثوں کو ادا کر دینا بہتر ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''سراج الوہاج'' سے نقل کیا ہے کہ اگر وارث بلا وصیت ادا کر دے گا تو ادا ہو جائے گی۔

تمرین

سوال ①: فدیہ کسے کہتے ہیں اور کب دینا چاہیے؟

سوال ②: کیا ایک فدیہ کئی مسکینوں کو دینا جائز ہے؟

سوال ③: مرنے والے نے فدیے کی وصیت کی تو کیا اس کے مال سے فدیہ ادا کر سکتے ہیں؟

سوال ④: اگر نابالغ لڑکے نے روزہ رکھا یا نماز شروع کی اور پھر توڑ ڈالی تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: مرنے والے نے فدیے کی وصیت کی تو کیا اس کے مال سے سب سے پہلے فدیہ ادا کیا جائے گا؟

باب الإعتكاف

اعتکاف کا بیان[۱]

اعتکاف کی تعریف

رمضان شریف کی بیسویں تاریخ کے دن سورج چھپنے سے ذرا پہلے رمضان کی انتیس (۲۹) یا تیس (۳۰) تاریخ یعنی جس دن عید کا چاند نظر آ جائے اس تاریخ کے غروب تک مسجد میں بیٹھنے کو ''اعتکاف'' کہتے ہیں۔

اعتکاف کی شرائط

مسئلہ (۱): اعتکاف کے لیے تین چیزیں ضروری ہیں: (۱) مسجد جماعت[۲] میں ٹھہرنا (۲) اعتکاف کی نیت سے ٹھہرنا۔ پس بے قصد وارادہ ٹھہر جانے کو اعتکاف نہیں کہتے، چوں کہ نیت کے صحیح ہونے کے لیے نیت کرنے والے کا مسلمان اور عاقل ہونا شرط ہے، لہٰذا عقل اور اسلام کا شرط ہونا بھی نیت کے ضمن میں آ گیا۔ (۳) اور جنابت سے پاک ہونا۔

سب سے افضل اعتکاف

مسئلہ (۲): سب سے افضل وہ اعتکاف ہے جو مسجد حرام یعنی کعبہ مکرمہ میں کیا جائے، اس کے بعد مسجدِ نبوی کا، اس کے بعد مسجد بیت المقدس کا، اس کے بعد اس جامع مسجد کا جس میں جماعت کا انتظام ہو۔ اگر جامع مسجد میں جماعت کا انتظام نہ ہو تو محلے کی مسجد، اس کے بعد وہ مسجد جس میں زیادہ جماعت ہوتی ہو۔

اعتکاف کی اقسام

مسئلہ (۳): اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: (۱) واجب (۲) سنت مؤکدہ (۳) اور مستحب۔

---

[۱] اس باب میں سولہ (۱۶) مسائل مذکور ہیں۔ [۲] یعنی جس مسجد میں جماعت سے نماز ہوتی ہو۔

❶ واجب

واجب ہوتا ہے اگر نذر کی جائے، نذر خواہ غیر معلق ہو جیسے کوئی شخص بغیر کسی شرط کے اعتکاف کی نذر کرے یا معلق ہو جیسے کوئی شخص یہ شرط کرے کہ اگر میرا فلاں کلام ہو جائے گا تو میں اعتکاف کروں گا۔

❷ سنتِ مؤکدہ

رمضان کے اخیر عشرے میں نبی ﷺ سے بالالتزام اعتکاف کرنا احادیث صحیحہ میں منقول ہے، مگر یہ سنت مؤکدہ بعض کے کر لینے سے سب کے ذمے سے اتر جائے گی۔

❸ مستحب

رمضان کے اخیر عشرے کے سوا اور کسی زمانے میں خواہ وہ رمضان کا پہلا، دوسرا عشرہ ہو یا اور کوئی مہینہ۔

اعتکاف میں روزے کی شرط

مسئلہ (۴): اعتکافِ واجب کے لیے روزہ شرط ہے، جب کوئی شخص اعتکاف کرے گا تو اس کو روزہ رکھنا بھی ضروری ہوگا، بل کہ اگر یہ بھی نیت کرے کہ ''میں روزہ نہ رکھوں گا'' تب بھی اس کو روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ اسی وجہ سے اگر کوئی شخص رات کے اعتکاف کی نیت کرے تو وہ لغو سمجھی جائے گی، کیوں کہ رات روزے کا محل نہیں، ہاں! اگر رات دن دونوں کی نیت کرے یا صرف کئی دنوں کی تو پھر رات ضمناً داخل ہو جائے گی اور رات کو بھی اعتکاف کرنا ضروری ہوگا اور اگر صرف ایک ہی دن کے اعتکاف کی نذر کرے تو پھر رات ضمناً بھی داخل نہ ہوگی۔ روزے کا خاص اعتکاف کے لیے رکھنا ضروری نہیں، خواہ کسی غرض سے روزہ رکھا جائے اعتکاف کے لیے کافی ہے، مثلاً: کوئی شخص رمضان میں اعتکاف کی نذر کرے تو رمضان کا روزہ اس اعتکاف کے لیے بھی کافی ہے۔ ہاں! اس روزے کا واجب ہونا ضروری ہے، نفل روزے اس کے لیے کافی نہیں، مثلاً: کوئی شخص نفل روزے رکھے اور اس کے بعد اسی دن اعتکاف کی نذر کرے تو صحیح نہیں، اگر کوئی شخص پورے رمضان کے اعتکاف کی نذر کرے اور اتفاق سے رمضان میں

نہ کر سکے تو کسی اور مہینے میں اس کے بدلے کر لینے سے اس کی نذر پوری ہو جائے گی مگر روزے متصل رکھنا اور ان میں اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔

مسئلہ (۵): اعتکافِ مسنون میں تو روزہ ہوتا ہی ہے، اس لیے اس کے واسطے شرط کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ (۶): اعتکافِ مستحب میں بھی احتیاط یہ ہے کہ روزہ شرط ہے اور معتمد یہ ہے کہ شرط نہیں ہے۔

اعتکاف کی مقدار

مسئلہ (۷): اعتکافِ واجب کم سے کم ایک دن ہو سکتا ہے اور زیادہ جس قدر نیت کرے اور اعتکافِ مسنون ایک عشرہ، اس لیے کہ اعتکافِ مسنون رمضان کے اخیر عشرے میں ہوتا ہے اور اعتکافِ مستحب کے لیے کوئی مقدار مقرر نہیں، ایک منٹ، بل کہ اس سے بھی کم ہو سکتا ہے۔

اعتکاف میں دو قسم کے افعال کی حرمت

مسئلہ (۸): حالتِ اعتکاف میں دو قسم کے افعال حرام ہیں، یعنی ان کے ارتکاب سے اگر اعتکاف واجب یا مسنون ہے تو فاسد ہو جائے گا اور اس کی قضا کرنا پڑے گی اور اگر اعتکاف مستحب ہے تو ختم ہو جائے گا، اس لیے کہ اعتکاف مستحب کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں پس اس کی قضا بھی نہیں۔

پہلی قسم

اعتکاف کی جگہ سے بے ضرورت باہر نکلنا، ضرورت عام ہے خواہ طبعی ہو یا شرعی۔ طبعی جیسے پائخانہ، پیشاب، غسلِ جنابت، کھانا کھانا بھی ضرورتِ طبعی میں داخل ہے جب کہ کوئی شخص کھانا لانے والا نہ ہو۔ شرعی ضرورت جیسے جمعے کی نماز۔

مسئلہ (۹): جس ضرورت کے لیے اپنے اعتکاف کی مسجد سے باہر جائے اس کے فارغ ہونے کے بعد وہاں قیام نہ کرے اور جہاں تک ممکن ہو ایسی جگہ اپنی ضرورت رفع کرے جو اس مسجد سے زیادہ قریب ہو، مثلاً: پائخانہ کے لیے اگر جائے اور اس کا گھر دور ہو اور اس کے کسی دوست وغیرہ کا گھر قریب ہو تو وہیں جائے، ہاں! اگر اس کی طبیعت

اپنے گھر سے مانوس ہو اور دوسری جگہ جانے سے اس کی ضرورت رفع نہ ہو تو پھر جائز ہے۔ اگر جمعے کی نماز کے لیے کسی مسجد میں جائے اور بعد نماز کے وہیں ٹھہر جائے اور وہیں اعتکاف کو پورا کرے تب بھی جائز ہے، مگر مکروہ ہے۔

مسئلہ (۱۰): بھولے سے بھی اپنی اعتکاف کی مسجد کو ایک منٹ، بل کہ اس سے بھی کم چھوڑ دینا جائز نہیں۔

مسئلہ (۱۱): جو عذر کثرت سے واقع ہونے والے نہ ہوں ان کے لیے اعتکاف کی جگہ کو چھوڑ دینا اعتکاف کے منافی ہے، مثلاً: کسی مریض کی عیادت کے لیے یا کسی ڈوبتے ہوئے کو بچانے کے لیے یا آگ بجھانے کو یا مسجد کے گرنے کے خوف سے اگر چہ ان صورتوں میں اعتکاف کی جگہ سے نکل جانا گناہ نہیں، بل کہ جان بچانے کی غرض سے ضروری ہے مگر اعتکاف قائم نہ رہے گا۔ اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت کے لیے نکلے اور اس درمیان میں خواہ ضرورت رفع ہونے سے پہلے یا اس کے بعد کسی مریض کی عیادت کرے یا نمازِ جنازہ میں شریک ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ (۱۲): جمعے کی نماز کے لیے ایسے وقت جائے کہ تحیۃ المسجد اور سنت جمعہ وہاں پڑھ سکے اور نماز کے بعد بھی سنت پڑھنے کے لیے ٹھہرنا جائز ہے۔ وقت کی اس مقدار کا اندازہ اس شخص کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اگر اندازہ غلط ہو جائے یعنی کچھ پہلے سے پہنچ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ (۱۳): اگر کوئی شخص زبردستی اعتکاف کی جگہ سے باہر نکال دیا جائے تب بھی اس کا اعتکاف قائم نہ رہے گا، مثلاً: کسی جرم میں حاکم وقت کی طرف سے وارنٹ جاری ہو اور اس کو سپاہی گرفتار کر کے لے جائیں یا کوئی قرض خواہ ہو اور اس کو باہر نکالے۔

مسئلہ (۱۴): اسی طرح اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت سے نکلے اور راستے میں کوئی قرض خواہ روک لے یا بیمار ہو جائے اور پھر اعتکاف کی جگہ تک پہنچنے میں کچھ دیر ہو جائے تب بھی اعتکاف قائم نہ رہے گا۔

دوسری قسم

ان افعال کی جو اعتکاف میں ناجائز ہیں، جماع (ہم بستری) وغیرہ کرنا، خواہ جان کر کیا جائے یا بھولے سے، ہر حال میں اعتکاف باطل ہو جائے گا۔ جو افعال جماع کے تابع ہیں جیسے بوسہ لینا یا معانقہ کرنا، وہ بھی حالت اعتکاف میں ناجائز ہیں، مگر ان سے اعتکاف باطل نہیں ہوتا، تاوقتے کہ منی نہ خارج ہو، ہاں! اگر ان افعال سے منی کا خروج ہو جائے تو پھر اعتکاف فاسد ہو جائے گا، البتہ صرف خیال اور فکر سے اگر منی خارج ہو جائے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ (۱۵): حالتِ اعتکاف میں بے ضرورت کسی دنیاوی کام میں مشغول ہونا مکروہ تحریمی ہے، مثلاً: بے ضرورت خرید وفروخت یا تجارت کا کوئی کام کرنا، ہاں! جو کام نہایت ضروری ہو، مثلاً: گھر میں کھانے کو نہ ہو اور اس کے سوا کوئی دوسرا شخص قابلِ اطمینان خریدنے والا نہ ہو، ایسی حالت میں خرید وفروخت کرنا جائز ہے مگر خریدی ہوئی چیز یا بیچنے کے لیے کسی چیز کا مسجد میں لانا کسی حال میں جائز نہیں بشرطیکہ اس کے مسجد میں لانے سے مسجد کے خراب ہونے یا جگہ رک جانے کا خوف ہو، ہاں! اگر مسجد کے خراب ہونے یا جگہ رک جانے کا خوف نہ ہو تو بعض کے نزدیک جائز ہے۔

مسئلہ (۱۶): حالتِ اعتکاف میں بالکل چپ بیٹھنا[1] بھی مکروہ تحریمی ہے، ہاں! بری باتیں زبان سے نہ نکالے، جھوٹ نہ بولے، غیبت نہ کرے، بل کہ قرآن مجید کی تلاوت یا کسی دینی علم کے پڑھنے پڑھانے یا کسی اور عبادت میں اپنے اوقات صرف کرے، خلاصہ یہ کہ چپ بیٹھنا کوئی عبادت نہیں۔

[1] اگر اس چپ بیٹھنے کو ثواب سمجھتا ہو۔

تمرین

سوال①: اعتکاف کسے کہتے ہیں اور اس کے لیے کتنی چیزیں ضروری ہیں؟
سوال②: سب سے افضل اعتکاف کہاں ہوتا ہے؟ اس کے بعد جہاں جہاں افضل ہے ترتیب سے بتائیں؟
سوال③: اعتکاف کی کتنی قسمیں ہیں، ہر ایک کی تعریف کریں؟
سوال④: معتکف کو کن صورتوں میں مسجد سے باہر جانا جائز ہے؟
سوال⑤: وہ کون سا اعتکاف ہے اگر فاسد ہو جائے تو اس کی قضا نہیں ہے؟
سوال⑥: کن صورتوں میں اعتکاف باطل ہو جاتا ہے؟
سوال⑦: کیا اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے؟
سوال⑧: اگر ڈوبنے والے کو بچانے کے لیے یا اس طرح کے کسی کام سے نکلا تو کیا اعتکاف برقرار رہے گا؟
سوال⑨: اگر کسی نے زبردستی مسجد سے نکالا تو کیا اعتکاف رہے گا؟
سوال⑩: اعتکاف میں جو کام مکروہ تحریمی ہیں، بیان کریں۔

کتاب الحج

حج کا بیان[1]

حج کی فرضیت اور اہمیت

مسئلہ (۱): جس شخص کے پاس ضروریات سے زائد اتنا خرچ ہو کہ سواری پر متوسط گزران سے کھاتا پیتا چلا جائے اور حج کر کے چلا آئے، اس کے ذمے حج فرض ہو جاتا ہے اور حج کی بڑی بزرگی (فضیلت) آئی ہے، چناں چہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جو حج گناہوں اور خرابیوں سے پاک ہو، اس کا بدلہ بجز جنت کے اور کچھ نہیں۔'' اسی طرح عمرے پر بھی بڑے ثواب کا وعدہ فرمایا گیا ہے، چناں چہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے: ''حج اور عمرہ دونوں کے دونوں گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے'' اور جس کے ذمے حج فرض ہو اور وہ نہ کرے اس کے لیے بڑی دھمکی (وعید) آئی ہے، چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس شخص کے پاس کھانے، پینے اور سواری کا اتنا سامان ہو جس سے وہ بیت اللہ شریف جا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے، اللہ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے'' اور یہ بھی فرمایا ہے: ''حج کا ترک کرنا اسلام کا طریقہ نہیں ہے۔''

مسئلہ (۲): عمر بھر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے، اگر کئی حج کیے تو ایک فرض ہوا اور سب نفل ہیں اور اس کا بھی بہت بڑا ثواب ہے۔

مسئلہ (۳): جوانی سے پہلے لڑکپن میں اگر کوئی حج کیا ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے، اگر مال دار ہے تو جوان ہونے کے بعد پھر حج کرنا فرض ہے اور جو حج لڑکپن میں کیا ہے، وہ نفل ہے۔

مسئلہ (۴): اندھے پر حج فرض نہیں ہے، چاہے جتنا مال دار ہو۔

بلا عذر حج میں تاخیر کرنا

مسئلہ (۵): جب کسی پر حج فرض ہو گیا تو فوراً اُسی سال حج کرنا واجب ہے، بلا عذر دیر کرنا اور یہ خیال کرنا کہ ابھی عمر پڑی

[1] حج کے متعلق بارہ (۱۲) مسائل مذکور ہیں۔

ہے پھر کسی سال حج کرلیں گے، درست نہیں ہے، پھر دو چار برس کے بعد بھی اگر حج کرلیا تو ادا ہوگیا لیکن گناہ گار ہوا۔

فرض حج کے لیے شوہر کی اجازت

مسئلہ (۶): جب عورت کو کوئی محرم قابلِ اطمینان ساتھ جانے کے لیے مل جائے تو اب حج کو جانے سے شوہر کا روکنا درست نہیں ہے، اگر شوہر روکے تب بھی عورت کا جانا درست ہے۔

حجِ بدل کے مسائل

مسئلہ (۷): اگر کسی کے ذمے حج فرض تھا اور اس نے سستی سے دیر کردی، پھر وہ اندھا ہوگیا یا ایسا بیمار ہوگیا کہ سفر کے قابل نہ رہا تو اس کو حجِ بدل کی وصیت کر جانا چاہیے۔

مسئلہ (۸): اگر وہ اتنا مال چھوڑ کر مرا ہو کہ قرض وغیرہ دے کر تہائی مال میں سے حجِ بدل کرا سکتے ہیں تب تو وارث پر اس کی وصیت کا پورا کرنا اور حجِ بدل کرانا واجب ہے اور اگر مال تھوڑا ہے کہ ایک تہائی میں سے حجِ بدل نہیں ہوسکتا تو اس کا ولی حج نہ کروائے، ہاں! اگر ایسا کرے کہ تہائی مال مردے کا دے اور جتنا زیادہ لگے وہ خود دے دے تو البتہ حج بدل کرا سکتا ہے، غرض یہ ہے کہ مردے کا تہائی مال سے زیادہ نہ دے، ہاں! اگر اس کے سب وارث بخوشی راضی ہو جائیں کہ ہم اپنا حصہ نہ لیں گے، تم حج بدل کرادو تو تہائی مال سے زیادہ لگا دینا بھی درست ہے، لیکن نابالغ وارثوں کی اجازت کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں ہے، اس لیے ان کا حصہ ہرگز نہ لے۔

مسئلہ (۹): اگر وہ حج بدل کی وصیت کر کے مر گیا لیکن مال کم تھا، اس لیے تہائی مال میں حج بدل نہ ہوسکا اور تہائی سے زیادہ لگانے کو وارثوں نے خوشی سے منظور نہ کیا، اس لیے حج نہیں کرایا گیا تو اس بے چارے پر کوئی گناہ نہیں۔

مسئلہ (۱۰): سب وصیتوں کا یہی حکم ہے، سو اگر کسی کے ذمے بہت روزے یا نمازیں قضا باقی تھیں یا زکوٰۃ باقی تھی اور وصیت کر کے مر گیا تو فقط تہائی مال سے یہ سب کچھ کیا جائے گا۔ تہائی سے زیادہ بغیر وارثوں کے دلی رضامندی کے لگانا جائز نہیں ہے اور اس کا بیان پہلے بھی آچکا ہے۔

مسئلہ (۱۱): بغیر وصیت کیے اس کے مال میں سے حج بدل کرانا درست نہیں ہے، ہاں! اگر سب وارث خوشی سے منظور کرلیں تو جائز ہے اور ان شاء اللہ حج فرض ادا ہو جائے گا، مگر نابالغ کی اجازت کا کچھ اعتبار نہیں۔

حج کی فرضیت کے لیے مدینے کا خرچہ پاس ہونا شرط نہیں

مسئلہ (۱۲): جس کے پاس مکے کی آمد و رفت کے لائق خرچ ہو اور مدینے کا خرچ نہ ہو اس کے ذمے حج فرض ہوگا۔ بعضے آدمی سمجھتے ہیں کہ جب تک مدینے کا بھی خرچ نہ ہو، جانا فرض نہیں، یہ بالکل غلط خیال ہے۔

ضروری وضاحت

مسائلِ حج بدون (بغیر) حج کیے نہ سمجھ میں آسکتے ہیں، نہ یاد رہ سکتے ہیں اور جب حج کو جاتے ہیں وہاں معلّم لوگ سب بتلا دیتے ہیں، اس لیے لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ اسی طرح عمرے کی ترکیب بھی وہاں جاکر معلوم ہوجاتی ہے۔

زیارتِ مدینہ کا بیان

اگر گنجائش ہو تو حج کے بعد یا حج سے پہلے مدینہ منورہ حاضر ہوکر جناب رسول مقبول ﷺ کے روضۂ مبارک اور مسجد نبوی ﷺ کی زیارت سے برکت حاصل کرے۔ اس کی نسبت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس شخص نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس کو وہی برکت ملے گی جیسے میری زندگی میں کسی نے زیارت کی۔'' یہ بھی فرمایا ہے: ''جو شخص خالی حج کر لے اور میری زیارت کو نہ آئے اس نے میرے ساتھ بڑی بے مروتی کی۔'' اور اس مسجد کے حق میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس شخص نے اس میں ایک نماز پڑھی اس کو پچاس ہزار نماز کے برابر ثواب ملے گا۔'' اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ دولت نصیب کرے اور نیک کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، یارب العالمین۔

تمرین

سوال ①: کن لوگوں پر حج فرض ہے تفصیل سے لکھیں؟

سوال ②: جس کے ذمے حج کرنا فرض ہو اور وہ حج نہ کرے تو اس کے بارے میں حدیث شریف میں کیا وعیدیں وارد ہوئی ہیں؟

سوال ③: عمر بھر میں کتنی مرتبہ حج کرنا فرض ہے، اگر کوئی شخص کئی حج کرے تو کتنے فرض ہوئے اور کتنے نفل؟

سوال ④: حج بدل کی تعریف کریں؟

سوال ⑤: کن لوگوں پر حج فرض نہیں ہے؟

کتاب النکاح

نکاح کا بیان[1]

نکاح بڑی نعمت ہے

مسئلہ (۱): نکاح بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، دین اور دنیا دونوں کے کام اس سے درست ہو جاتے ہیں اور اس میں بہت فائدے اور بے انتہا مصلحتیں ہیں۔ آدمی گناہ سے بچتا ہے، دل ٹھکانے ہو جاتا ہے، نیت خراب اور ڈانواں ڈول[2] نہیں ہونے پاتی اور بڑی بات یہ ہے کہ فائدہ کا فائدہ اور ثواب کا ثواب، کیوں کہ میاں بیوی کا پاس بیٹھ کر محبت اور پیار کی باتیں کرنا، ہنسی دل لگی میں دل بہلانا نفل نمازوں سے بھی بہتر ہے۔

نکاح کے دو رکن، ایجاب وقبول

مسئلہ (۲): نکاح فقط دو لفظوں سے بندھ جاتا ہے، جیسے کسی نے گواہوں کے روبرو (سامنے) کہا: ''میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کیا'' اس نے کہا: ''میں نے قبول کیا۔'' بس نکاح بندھ گیا اور دونوں میاں بیوی ہو گئے، البتہ اگر اس کی کئی لڑکیاں ہوں تو فقط اتنا کہنے سے نکاح نہ ہوگا، بل کہ نام لے کر یوں کہے: ''میں نے اپنی لڑکی (مثلاً) قدسیہ کا نکاح تمہارے ساتھ کیا'' وہ کہے: ''میں نے قبول کیا۔''

مسئلہ (۳): کسی نے کہا: ''اپنی فلانی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کر دو۔'' اس نے کہا: ''میں نے اس کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیا'' تو نکاح ہو گیا، چاہے پھر وہ یوں کہے کہ میں نے قبول کیا یا نہ کہے، نکاح ہو گیا۔

دولہا اور دلہن کی تعیین

مسئلہ (۴): اگر خود عورت وہاں موجود ہو اور اشارہ کر کے یوں کہہ دے: ''میں نے اس کا نکاح تمہارے ساتھ کیا'' وہ کہے: ''میں نے قبول کیا'' تب بھی نکاح ہو گیا، نام لینے کی ضرورت نہیں اور اگر وہ خود موجود نہ ہو تو اس کا بھی نام

[1] نکاح کے متعلق دس (۱۰) مسائل مذکور ہیں۔ [2] آوارہ، پریشان، ڈگمگانا۔

لے اور اس کے باپ کا نام بھی اتنے زور سے لے کہ گواہ لوگ سن لیں اور اگر باپ کو بھی لوگ نہ جانتے ہوں اور فقط باپ کے نام لینے سے معلوم نہ ہوتو دادا کا نام بھی لینا ضروری ہے۔ غرض یہ ہے کہ ایسا پتہ مذکور ہونا چاہیے کہ سننے والے سمجھ لیں کہ فلانی کا نکاح ہو رہا ہے۔

مسئلہ (۵): نکاح ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ کم سے کم دو (۲) مردوں کے یا ایک مرد اور دو (۲) عورتوں کے سامنے کیا جائے اور وہ لوگ اپنے کانوں سے نکاح ہوتے اور وہ دونوں لفظ کہتے سنیں، تب نکاح ہوگا۔ اگر تنہائی میں ایک نے کہا: ''میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کیا'' دوسرے نے کہا: ''میں نے قبول کیا'' تو نکاح نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر فقط ایک آدمی کے سامنے کیا تب بھی نہیں ہوا۔

مسئلہ (۶): اگر مرد کوئی نہیں صرف عورتیں ہی عورتیں ہیں تب بھی نکاح درست نہیں ہے، چاہے دس (۱۰) بارہ (۱۲) کیوں نہ ہوں، دو عورتوں کے ساتھ ایک مرد ضرور ہونا چاہیے۔

نابالغ اور کافر کی گواہی کا حکم

مسئلہ (۷): اگر دو مرد تو ہیں لیکن مسلمان نہیں ہیں تو بھی نکاح نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر مسلمان تو ہیں لیکن وہ دونوں یا ان میں سے ایک ابھی جوان نہیں تب بھی نکاح درست نہیں۔ اسی طرح اگر ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے نکاح ہوا، لیکن وہ عورتیں ابھی جوان نہیں ہوئیں یا ان میں سے ایک ابھی جوان نہیں ہوئی ہے تو نکاح صحیح نہیں ہے۔

نکاح کے لیے بہتر مقام

مسئلہ (۸): بہتر یہ ہے کہ بڑے مجمع میں نکاح کیا جائے، جیسے نمازِ جمعہ کے بعد جمعہ مسجد میں یا اور کہیں تاکہ نکاح کی خوب شہرت ہو جائے اور چھپ چھپا کے نکاح نہ کرے، لیکن اگر کوئی ایسی ضرورت پڑ گئی کہ بہت آدمی نہ جان سکے تو خیر کم سے کم دو (۲) مرد یا ایک مرد دو (۲) عورتیں ضرور موجود ہوں جو اپنے کانوں سے نکاح ہوتے سنیں۔

بالغ مرد عورت کا خود ایجاب وقبول کرنا

مسئلہ (۹): اگر مرد بھی جوان ہے اور عورت بھی جوان ہے تو وہ دونوں اپنا نکاح خود کر سکتے ہیں۔ دو (۲) گواہوں

کے سامنے ایک کہہ دے: ''میں نے اپنا نکاح تیرے ساتھ کیا'' دوسرا کہے: ''میں نے قبول کیا'' بس نکاح ہو گیا۔

نکاح میں وکیل بنانا

مسئلہ (۱۰): کسی نے اپنا نکاح خود نہیں کیا، بل کہ کسی سے کہہ دیا: ''تم میرا نکاح کسی سے کر دو'' یا یوں کہا: ''میرا نکاح فلانے سے کر دو'' اور اس نے دو گواہوں کے سامنے کر دیا تب بھی نکاح ہو گیا، اب اگر وہ انکار بھی کرے تب بھی کچھ نہیں ہو سکتا۔

تمرین

سوال ①: نکاح کتنے لفظوں سے بندھ جاتا ہے؟
سوال ②: کیا نکاح میں لڑکی کا اور اس کے باپ دادا کا نام لینا ضروری ہے؟
سوال ③: نکاح میں کتنے گواہ ہونے چاہییں اور کیا گواہوں میں عورتیں بھی ہو سکتی ہیں؟
سوال ④: گواہوں کی کیا شرائط ہیں؟
سوال ⑤: نکاح کس جگہ کرنا بہتر ہے؟
سوال ⑥: کیا بالغ مرد عورت اپنا نکاح خود کر سکتے ہیں؟

فصل فی المحرّمات

جن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے ان کا بیان[1]

محرماتِ ابدیہ کا بیان

مسئلہ (۱): اپنی اولاد کے ساتھ اور پوتی، پڑپوتی اور نواسی وغیرہ کے ساتھ نکاح درست نہیں۔

مسئلہ (۲): اپنی بہن، بھانجی، بھتیجی، پھوپھی، خالہ کے ساتھ نکاح درست نہیں اور شریعت میں بہن وہ ہے جو ایک ماں باپ سے ہو یا ان دونوں کا باپ ایک ہو اور ماں دو ہوں یا ان دونوں کی ماں ایک ہو اور باپ دو ہوں۔ یہ سب بہنیں ہیں اور جس کا باپ بھی الگ ہو اور ماں بھی الگ ہو وہ بہن نہیں، اس سے نکاح درست ہے۔

مسئلہ (۳): ساس کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں ہے، چاہے لڑکی کی رخصتی ہو چکی ہو اور دونوں میاں بیوی ایک ساتھ رہے ہوں یا ابھی رخصتی نہ ہوئی ہو، ہر طرح نکاح حرام ہے۔

دو بہنوں سے نکاح کا حکم

مسئلہ (۴): جب تک ایک بہن نکاح میں رہے تب تک دوسری بہن سے نکاح درست نہیں۔ البتہ اگر منکوحہ بہن مر گئی یا خاوند نے اسے طلاق دے دی اور عدت پوری ہو چکی تو اب دوسری سے نکاح درست ہے اور طلاق کی عدت پوری ہونے سے پہلے نکاح درست نہیں۔

مسئلہ (۵): اگر ایک مرد نے دو بہنوں سے نکاح کیا تو جس کا نکاح پہلے ہوا وہ صحیح ہے اور جس کا بعد میں کیا گیا ہو وہ نہیں ہوا۔

جن دو عورتوں سے بیک وقت نکاح درست نہیں

مسئلہ (۶): ایک مرد کا نکاح ایک عورت سے ہوا تو اب جب تک وہ عورت اس کے نکاح میں رہے تو اس کی پھوپھی اور اس کی خالہ اور بھانجی اور بھتیجی کا نکاح اس مرد سے نہیں ہو سکتا۔

---

[1] اس عنوان کے تحت (۲۲) مسائل مذکور ہیں۔

مسئلہ(۷): جن دو عورتوں میں ایسا رشتہ ہو کہ اگر ان دونوں میں سے کوئی عورت مرد ہوتی تو آپس میں دونوں کا نکاح نہ ہوسکتا، ایسی عورتیں ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں، جب ایک مرجائے یا طلاق مل جائے اور عدت گزر جائے تب مرد دوسری عورت سے نکاح کرے۔

مسئلہ(۸): ایک عورت ہے اور اس کی سوتیلی لڑکی ہے، یہ دونوں ایک ساتھ اگر کسی مرد سے نکاح کرلیں تو درست ہے۔

لے پالک اور غیر سگی بہنوں سے نکاح کا حکم

مسئلہ(۹): لے پالک[1] کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں، لڑکا بنانے سے سچ مچ وہ لڑکا نہیں ہوجاتا، اس لیے متبنّی[2] سے نکاح کرلینا درست ہے۔

مسئلہ(۱۰): اگر سگی بھانجی نہیں، بل کہ رشتے کی بھانجی ہے تو اس سے نکاح درست ہے، اسی طرح اگر کسی دور کے رشتے سے پھوپھی یا بھانجی یا بھتیجی ہوتی ہو اس سے بھی نکاح درست ہے۔ ایسے ہی اگر اپنی بہن نہیں ہے، بل کہ چچا زاد بہن ہے یا ماموں زاد یا پھوپھی زاد یا خالہ زاد بہن ہے اس سے بھی نکاح درست ہے۔

مسئلہ(۱۱): اسی طرح دو بہنیں اگر سگی نہ ہوں، ماموں زاد یا چچا زاد یا پھوپھی زاد یا خالہ زاد بہنیں ہوں تو ان دونوں سے ایک مرد ایک ساتھ ہی نکاح کرسکتا ہے ایسی رشتہ کی بہن کے نکاح میں رہتے ہوئے دوسری بہن سے نکاح درست ہے۔ یہی حال پھوپھی اور خالہ وغیرہ کا ہے کہ اگر کوئی دور کا رشتہ نکلتا ہو تو پھوپھی، بھتیجی اور خالہ، بھانجی کا ایک ساتھ ہی ایک مرد سے نکاح درست ہے۔

رضاعت کی وجہ سے جو رشتے حرام ہیں

مسئلہ(۱۲): جتنے رشتے نسب کے اعتبار سے حرام ہیں، وہ رشتے دودھ پینے کے اعتبار سے بھی حرام ہیں، یعنی (دودھ پینے والی لڑکی) کا دودھ پلانے والی کے شوہر سے نکاح درست نہیں، کیوں کہ وہ اس کا باپ ہوا اور (دودھ پینے والی لڑکی کا) دودھ شریک بھائی سے نکاح درست نہیں۔ جس (لڑکے) کو اس (دودھ پلانے والی) نے دودھ پلایا ہے اس (لڑکے) سے اور اس کی اولاد سے (دودھ پلانے والی کا) نکاح درست نہیں، کیوں کہ وہ اس کی اولاد

[1] گود لیا ہوا بچہ۔ [2] گود لیے ہوئے بچے۔

ہوئی۔ (دودھ پینے والی لڑکی کا) دودھ کے حساب سے ماموں، بھانجا، چچا، بھتیجا سب سے نکاح حرام ہے۔ اسی طرح دودھ پینے والے لڑکے کا دودھ کے حساب سے خالہ، بھانجی، پھوپھی، بھتیجی سب سے نکاح حرام ہے۔

مسئلہ (۱۳): دودھ شریک دو بہنیں ہوں تو ان دونوں بہنوں کو ایک ساتھ ایک مرد نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ غرض یہ کہ جو حکم اوپر بیان ہو چکا دودھ کے رشتوں میں بھی وہی حکم ہے۔

بدکاری کرنے اور ہاتھ لگانے سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے

مسئلہ (۱۴): کسی مرد نے کسی عورت سے زنا کیا تو اب اس عورت کی ماں اور اس عورت کی اولاد کے ساتھ اس مرد کا نکاح کرنا درست نہیں۔

مسئلہ (۱۵): کسی مرد نے جوانی کی خواہش سے کسی عورت پر ہاتھ ڈالا تو وہ مرد اس عورت کی ماں اور اولاد پر (ہمیشہ کے لیے) حرام ہو گیا۔ اسی طرح کسی عورت نے جوانی کی خواہش کے ساتھ بدنیتی سے کسی مرد کو ہاتھ لگایا تو اس عورت کی ماں اور اولاد کو اس مرد سے نکاح کرنا ناجائز ہے۔

مسئلہ (۱۶): رات کو اپنی بیوی کو جگانے کے لیے اٹھا، مگر غلطی سے لڑکی (بیٹی) پر ہاتھ پڑ گیا یا ساس پر ہاتھ پڑ گیا اور بیوی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو اب وہ مرد اپنی بیوی پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گیا، اب کوئی صورت جائز ہونے کی نہیں ہے اور لازم ہے کہ یہ مرد اب اس عورت کو طلاق دے دے۔[1]

مسئلہ (۱۷): کسی لڑکے نے اپنی سوتیلی ماں پر بدنیتی سے ہاتھ ڈال دیا تو اب وہ عورت اپنے شوہر پر بالکل حرام ہو گئی اب کسی صورت سے حلال نہیں ہو سکتی اور اگر اس سوتیلی ماں نے سوتیلے لڑکے کے ساتھ ایسا کیا تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ (۱۸): جس عورت کا شوہر نہ ہو اور اس کو بدکاری سے حمل ہو اس کے ساتھ بھی نکاح درست ہے، لیکن بچہ پیدا ہونے سے پہلے صحبت کرنا درست نہیں۔ البتہ جس نے زنا کیا تھا اگر اسی سے نکاح ہوا ہو تو صحبت بھی درست ہے۔

مسلمان کا اہل کتاب سے نکاح کرنے کا حکم

مسئلہ (۱۹): مسلمان مرد کا نکاح مسلمان اور اہلِ کتاب عورت سے درست ہے اور مسلمان عورت کا نکاح مسلمان

[1] طلاق دینے کا مطلب یہ ہے کہ مرد عورت کو کہہ دے کہ میں نے تمھیں چھوڑ دیا تاکہ عدت کے بعد عورت دوسری جگہ نکاح کر سکے، ویسے طلاق دینے کا فائدہ نہیں، اس لیے کہ عورت تو پہلے سے مرد پر حرام ہو چکی ہے۔

مرد کے سوا کسی اور مذہب والے مرد سے درست نہیں۔

دورانِ عدت نکاح کرنے کا حکم

مسئلہ (۲۰): کسی عورت کے میاں نے طلاق دے دی یا مر گیا تو جب تک طلاق کی عدت اور مرنے کی عدت پوری نہ ہو چکے تب تک دوسرے مرد سے نکاح کرنا درست نہیں۔

نکاح پر نکاح کا حکم

مسئلہ (۲۱): جس عورت کا نکاح کسی مرد سے ہو چکا ہو تو اب بغیر طلاق لیے اور عدت پوری کیے دوسرے مرد سے نکاح کرنا درست نہیں۔

چار بیویوں کی موجودگی میں پانچویں سے نکاح کا حکم

مسئلہ (۲۲): جس مرد کے نکاح میں چار عورتیں ہوں اب اس کو پانچویں عورت کے ساتھ نکاح کرنا درست نہیں اور ان چار میں سے اگر اس نے ایک کو طلاق دے دی تو جب تک طلاق کی عدت پوری نہ ہو چکے کسی اور عورت سے نکاح نہیں کرسکتا۔

تمرین

سوال ①: جن عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے ان کو مختصراً ذکر کریں۔

سوال ②: جب ایک بہن نکاح میں ہو تو دوسری سے نکاح کرنا کیسا ہے اور اگر دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: کن دو عورتوں کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا درست نہیں؟

سوال ④: کیا لے پالک سے نکاح کرنا جائز ہے؟

سوال ⑤: نکاح میں دودھ کے رشتوں کا کیا حکم ہے تفصیل سے لکھیں؟

سوال ⑥: اگر غلطی سے شہوت کا ہاتھ اپنی بیٹی یا ساس پر پڑ گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑦: کیا مسلمان مرد کا نکاح کافر عورت سے اور مسلمان عورت کا نکاح کافر مرد سے درست ہے؟

باب الأولياء

ولی کا بیان[1]

ولی کون ہوسکتا ہے؟

مسئلہ (۱): لڑکی اور لڑکے کے نکاح کرنے کا جس کو اختیار ہوتا ہے اس کو "ولی" کہتے ہیں۔

مسئلہ (۲): لڑکی اور لڑکے کا ولی سب سے پہلے اس کا باپ ہے، اگر باپ نہ ہوتو دادا، وہ نہ ہوتو پردادا، اگر یہ لوگ کوئی نہ ہوں تو سگا بھائی، سگا بھائی نہ ہوتو سوتیلا بھائی یعنی باپ شریک بھائی، پھر بھتیجا، پھر بھتیجے کا لڑکا، پھر بھتیجے کا پوتا، یہ لوگ نہ ہوں تو سگا چچا، پھر سوتیلا چچا، یعنی باپ کا سوتیلا بھائی، پھر سگے چچا کا لڑکا پھر اس کا پوتا، پھر سوتیلے چچا کا لڑکا پھر اس کا پوتا، یہ کوئی نہ ہوں تو باپ کا چچا ولی ہے، پھر اس کی اولاد۔ اگر باپ کا چچا اور اس کے لڑکے، پوتے، پڑپوتے کوئی نہ ہوں تو دادا کا چچا، پھر اس کے لڑکے، پوتے، پھر پڑپوتے وغیرہ یہ کوئی نہ ہوں تب ماں ولی ہے، پھر دادی، پھر نانی، پھر نانا، پھر حقیقی بہن، پھر سوتیلی بہن جو باپ شریک ہو، پھر جو بھائی بہن ماں شریک ہوں، پھر پھوپھی، پھر ماموں، پھر خالہ وغیرہ۔

مسئلہ (۳): نابالغ شخص کسی کا ولی نہیں ہوسکتا اور کافر کسی مسلمان کا ولی نہیں ہوسکتا اور مجنون پاگل بھی کسی کا ولی نہیں ہے۔

بالغ عورت پر ولی کا اختیار

مسئلہ (۴): بالغ یعنی جوان عورت خود مختار ہے، چاہے نکاح کرے چاہے نہ کرے اور جس کے ساتھ جی چاہے کرے، کوئی شخص اس پر زبردستی نہیں کرسکتا۔ اگر وہ خود اپنا نکاح کسی سے کرلے تو نکاح ہوجائے گا، چاہے ولی کو خبر ہو، چاہے نہ ہو اور ولی چاہے خوش ہو یا ناخوش، ہر طرح نکاح درست ہے، ہاں! البتہ اگر اپنے میل میں نکاح نہیں کیا، اپنے سے کم ذات والے سے نکاح کرلیا اور ولی ناخوش ہے تو فتویٰ اس پر ہے کہ نکاح درست نہ ہوگا اور اگر نکاح تو اپنے میل ہی میں کیا، لیکن جتنا مہر اس کے ددھیالی خاندان میں باندھا جاتا ہے جس کو شرع میں "مہرِ مثل" کہتے ہیں اس سے بہت کم پر نکاح کرلیا تو ان صورتوں میں نکاح تو ہوگیا، لیکن اس کا ولی اس نکاح کو تڑواسکتا ہے، مسلمان حاکم

---

[1] ولی کے متعلق بیس (۲۰) مسائل مذکور ہیں۔

کے پاس فریاد کرے وہ نکاح توڑ دے، لیکن اس فریاد کا حق اس ولی کو ہے جس کا ذکر ماں سے پہلے آیا ہے، یعنی باپ سے لے کر دادا کے چچا کے بیٹوں، پوتوں تک۔

مسئلہ (۵): کسی ولی نے جوان لڑکی کا نکاح بغیر اس سے پوچھے اور (بغیر) اجازت لیے کر دیا تو وہ نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہے، اگر وہ لڑکی اجازت دے تو نکاح ہو گیا اور اگر وہ راضی نہ ہو اور اجازت نہ دے تو نہیں ہوا اور اجازت کا طریقہ آگے آتا ہے۔

لڑکی سے اجازت لینے کا طریقہ

مسئلہ (۶): جوان کنواری لڑکی سے ولی نے آ کر کہا: ''میں تمہارا نکاح فلانے کے ساتھ کیے دیتا ہوں یا کر دیا ہے'' اس پر وہ چپ ہو رہی یا مسکرا دی یا رونے لگی تو بس یہی اجازت ہے۔ اب وہ ولی نکاح کر دے تو صحیح ہو جائے گا یا کر چکا تھا تو صحیح ہو گیا، یہ بات نہیں ہے کہ جب زبان سے کہے تب ہی اجازت سمجھی جائے، جو لوگ زبردستی کر کے زبان سے قبول کراتے ہیں، برا کرتے ہیں۔

مسئلہ (۷): ولی نے اجازت لیتے وقت شوہر کا نام نہیں لیا، نہ اس کو پہلے سے معلوم ہے تو ایسے چپ رہنے سے رضا مندی ثابت نہ ہوگی اور اجازت نہ سمجھیں گے، بل کہ نام و نشان بتلانا ضروری ہے، جس سے لڑکی اتنا سمجھ جائے کہ یہ فلانا شخص ہے۔ اسی طرح اگر مہر نہیں بتلایا اور مہر مثل سے بہت کم پر نکاح پڑھ دیا تو بدون اجازت عورت کے نکاح نہ ہوگا، اس کے لیے قاعدے کے موافق پھر اجازت لینی چاہیے۔

مسئلہ (۸): اگر وہ لڑکی کنواری نہیں ہے، بل کہ ایک نکاح پہلے ہو چکا ہے یہ دوسرا نکاح ہے، اس سے اس کے ولی نے اجازت لی اور پوچھا تو فقط چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی، بل کہ زبان سے کہنا چاہیے، اگر اس نے زبان سے نہیں کہا، فقط چپ رہنے کی وجہ سے ولی نے نکاح کر دیا تو نکاح موقوف رہا، بعد میں اگر وہ زبان سے منظور کر لے تو نکاح ہو گیا اور اگر منظور نہ کرے تو نہیں ہوا۔

مسئلہ (۹): باپ کے ہوتے ہوئے چچا یا بھائی وغیرہ کسی اور ولی نے کنواری لڑکی سے اجازت مانگی تو اب فقط چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی، بل کہ زبان سے اجازت دے تب اجازت ہوگی، ہاں! اگر باپ ہی نے ان کو اجازت لینے کے واسطے بھیجا ہو تو فقط چپ رہنے سے اجازت ہو جائے گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو ولی سب سے مقدم ہو اور شرع

سے اسی کو پوچھنے کا حق ہو، جب وہ خود یا اس کا بھیجا ہوا آدمی اجازت لے تب چپ رہنے سے اجازت ہوگی اور اگر حق تھا دادا کا اور پوچھا بھائی نے یا حق تو تھا بھائی کا اور پوچھا چچا نے تو ایسے وقت چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی۔

مسئلہ (۱۰): ولی نے بغیر پوچھے اور بغیر اجازت لیے نکاح کر دیا، پھر نکاح کے بعد خود ولی نے یا اس کے بھیجے ہوئے کسی آدمی نے آ کر خبر کر دی کہ تمہارا نکاح فلانے کے ساتھ کر دیا گیا تو اس صورت میں بھی چپ رہنے سے اجازت ہو جائے گی اور نکاح صحیح ہو جائے گا اور اگر کسی اور نے خبر دی تو اگر وہ خبر دینے والا نیک معتبر آدمی ہے یا دو شخص ہیں تب بھی چپ رہنے سے نکاح صحیح ہو جائے گا اور اگر خبر دینے والا ایک شخص اور غیر معتبر ہے تو چپ رہنے سے نکاح صحیح نہ ہوگا، بل کہ موقوف رہے گا، جب زبان سے اجازت دے دے یا کوئی اور ایسی بات پائی جائے جس سے اجازت سمجھ لی جائے تب نکاح صحیح ہوگا۔

مسئلہ (۱۱): جس صورت میں زبان سے کہنا ضروری ہو اور زبان سے عورت نے نہیں کہا، لیکن جب میاں اس کے پاس آیا تو صحبت سے انکار نہیں کیا تب بھی نکاح درست ہو گیا۔

بالغ لڑکے پر ولی کا اختیار

مسئلہ (۱۲): یہی حکم لڑکے کا ہے کہ اگر جوان ہو تو اس پر زبردستی نہیں کر سکتے اور ولی بغیر اس کی اجازت کے نکاح نہیں کر سکتا۔ اگر بغیر پوچھے نکاح کر دے گا تو اجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر اجازت دے دی تو ہو گیا، نہیں تو نہیں ہوا، البتہ اتنا فرق ہے کہ لڑکے کے فقط چپ رہنے سے اجازت نہیں ہوتی، زبان سے کہنا اور بولنا چاہیے۔

نابالغ لڑکے یا لڑکی کے ولی کے احکام

مسئلہ (۱۳): اگر لڑکی یا لڑکا نابالغ ہو تو وہ خود مختار نہیں ہے، بغیر ولی کے اس کا نکاح نہیں ہوتا، اگر اس نے بغیر ولی کے اپنا نکاح کر لیا یا کسی اور نے کر دیا تو ولی کی اجازت پر موقوف ہے، اگر ولی اجازت دے گا تو نکاح ہوگا، نہیں تو نہ ہوگا اور ولی کو اس کے نکاح کرنے نہ کرنے کا پورا اختیار ہے۔ نابالغ لڑکیاں اور لڑکے اس نکاح کو اس وقت رد نہیں کر سکتے، چاہے وہ نابالغ لڑکی کنواری ہو یا پہلے کوئی اور نکاح ہو چکا ہو اور رخصتی بھی ہو چکی ہو، دونوں کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ (۱۴): نابالغ لڑکی یا لڑکے کا نکاح اگر باپ نے یا دادا نے کیا ہے تو جوان ہونے کے بعد بھی اس نکاح کو رد

نہیں کر سکتے، چاہے اپنے میل میں کیا ہو یا بے میل کم ذات والے سے کر دیا ہو اور چاہے مہر مثل پر نکاح کیا ہو یا اس سے بہت کم پر نکاح کر دیا ہو، ہر طرح نکاح صحیح ہے اور جوان ہونے کے بعد بھی وہ کچھ نہیں کر سکتے۔

خیارِ بلوغ کا بیان

مسئلہ (۱۵): اور اگر باپ دادا کے سوا کسی اور ولی نے (نابالغ لڑکے اور لڑکی کا) نکاح کیا ہے اور (لڑکی کا) جس (لڑکے کے ساتھ) نکاح کیا ہے وہ لڑکا ذات میں برابر درجے کا بھی ہے اور مہر بھی مہر مثل مقرر کیا ہے اس صورت میں اس وقت تو نکاح صحیح ہو جائے گا، لیکن جوان ہونے کے بعد ان کو اختیار ہے، چاہے اس نکاح کو باقی رکھیں چاہے مسلمان حاکم کے پاس نالش (فریاد) کر کے توڑ ڈالیں اور اگر اس ولی نے لڑکی کا نکاح کم ذات والے مرد سے کر دیا یا مہرِ مثل سے بہت کم پر نکاح کر دیا ہے یا لڑکے کا نکاح جس عورت سے کیا ہے اس کا مہر اس عورت کے مہرِ مثل سے بہت زیادہ مقرر کر دیا تو وہ نکاح نہیں ہوا۔

مسئلہ (۱۶): باپ اور دادا کے سوا کسی اور نے نکاح کر دیا تھا اور لڑکی کو اپنے نکاح ہو جانے کی خبر تھی، پھر جوان ہو گئی اور اب تک اس کے میاں نے اس سے صحبت نہیں کی تو جس وقت جوان ہوئی ہے فوراً اسی وقت اپنی ناراضی ظاہر کر دے کہ "میں راضی نہیں ہوں" یا یوں کہے: "میں اس نکاح کو باقی رکھنا نہیں چاہتی" چاہے اس جگہ کوئی اور ہو چاہے نہ ہو، بل کہ بالکل تنہا بیٹھی ہو ہر حال میں کہنا چاہیے، لیکن فقط اس سے نکاح نہ ٹوٹے گا۔ شرعی حاکم کے پاس جائے، وہ نکاح توڑ دے تب نکاح ٹوٹے گا۔ جوان ہونے کے بعد اگر ایک دم، ایک لحظہ بھی چپ رہے گی تو اب نکاح تڑوانے کا اختیار نہ رہے گا اور اگر اس کو اپنے نکاح کی خبر نہ تھی جوان ہونے کے بعد خبر پہنچی تو جس وقت خبر ملی ہے فوراً اسی وقت نکاح سے انکار کر دے، ایک لحظہ بھی چپ رہے گی تو نکاح تڑوانے کا اختیار جاتا رہے گا۔

مسئلہ (۱۷): اور اگر اس کا میاں صحبت کر چکا تب جوان ہوئی تو فوراً جوان ہوتے ہی خبر پاتے ہی انکار کرنا ضروری نہیں ہے، بل کہ جب تک اس کی رضامندی کا حال معلوم نہ ہوگا تب تک قبول کرنے نہ کرنے کا اختیار باقی ہے، چاہے جتنا زمانہ گزر جائے، ہاں! جب اس نے صاف زبان سے کہہ دیا کہ "میں منظور کرتی ہوں" یا کوئی اور ایسی بات پائی گئی جس سے رضامندی ثابت ہوئی، جیسے اپنے میاں کے ساتھ تنہائی میں میاں بی بی کی طرح رہی تو اب اختیار جاتا رہا اور نکاح لازم ہو گیا۔

اقرب ولی نہ ہونے کی حالت میں نکاح کا حکم

مسئلہ(۱۸): قاعدے سے جس ولی کو نابالغہ کے نکاح کرنے کا حق ہے وہ پردیس میں ہے اور اتنا دور ہے کہ اگر اس کا انتظار کریں اور اس سے مشورہ لیں تو یہ موقع ہاتھ سے جاتا رہے گا اور پیغام دینے والا اتنا انتظار نہ کرے گا اور پھر ایسی جگہ مشکل سے ملے گی تو ایسی صورت میں اس کے بعد والا ولی بھی نکاح کر سکتا ہے۔ اگر اس نے بغیر اس کے پوچھے نکاح کر دیا تو نکاح ہو گیا اور اگر اتنا دور نہ ہو تو بغیر اس کی رائے لیے دوسرے ولی کو نکاح نہ کرنا چاہیے۔ اگر کرے گا تو اسی ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا، جب وہ اجازت دے تب صحیح ہوگا۔

مسئلہ(۱۹): اسی طرح اگر حق دار ولی کے ہوتے دوسرے ولی نے نابالغ کا نکاح کر دیا جیسے حق تو تھا باپ کا اور نکاح کر دیا دادا نے اور باپ سے بالکل رائے نہیں لی تو وہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف رہے گا یا حق تو تھا بھائی کا اور نکاح کر دیا چچا نے تو بھائی کی اجازت پر موقوف ہے۔

ولی ہونے میں بیٹا باپ پر مقدم ہے

مسئلہ(۲۰): کوئی عورت پاگل ہوگئی اور عقل جاتی رہی اور اس کا جوان لڑکا بھی موجود ہے اور باپ بھی ہے، اس کا نکاح کرنا اگر منظور ہو تو اس کا ولی لڑکا ہے، کیوں کہ ولی ہونے میں لڑکا باپ سے بھی مقدم ہے۔

تمرین

سوال ①: ولی کس کو کہتے ہیں؟
سوال ②: ولی کون کون ہیں بالترتیب ذکر کریں؟
سوال ③: بالغہ عورت اپنا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر کرلے تو کیا ولی نکاح تڑوا سکتا ہے؟
سوال ④: کیا جوان لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کروایا جاسکتا ہے؟
سوال ⑤: جوان لڑکی سے اجازت کا طریقہ تفصیل سے درج کریں۔
سوال ⑥: نابالغ کا نکاح ولی نے کردیا ہو تو اس کا حکم تفصیل سے لکھیں کہ کس صورت میں یہ نکاح رد ہوسکتا ہے اور کس صورت میں رد نہیں ہوسکتا؟
سوال ⑦: دور کے ولی کو کس صورت میں نکاح کا حق ہے اور جب دور کے ولی کو حق نہ ہو اور نکاح کردے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فصل فی الکفاءۃ

کون کون لوگ اپنے برابر کے اور اپنے میل کے ہیں اور کون کون برابر کے نہیں[1]

مسئلہ (۱): شرع میں اس کا بڑا خیال کیا گیا ہے کہ بے میل اور بے جوڑ نکاح نہ کیا جائے، یعنی لڑکی کا نکاح کسی ایسے مرد سے مت کرو جو اس کے برابر درجے کا اور اس کی ٹکر کا نہیں۔

مسئلہ (۲): برابری کئی قسم کی ہوتی ہے: (۱) نسب میں برابر ہونا (۲) مسلمان ہونے میں (۳) دین داری میں (۴) مال میں (۵) پیشے میں۔

نسب میں برابری کا بیان

مسئلہ (۳): نسب میں برابری تو یہ ہے کہ شیخ، سیّد، انصاری اور علوی یہ سب ایک دوسرے کے برابر ہیں، یعنی اگر چہ سیّدوں کا رتبہ اوروں سے بڑھ کر ہے، لیکن اگر سیّد کی لڑکی شیخ کے یہاں بیاہ گئی تو یہ نہ کہیں گے کہ اپنے میل میں نکاح نہیں ہوا، بل کہ یہ بھی میل ہی ہے۔

مسئلہ (۴): نسب میں اعتبار باپ کا ہے ماں کا کچھ اعتبار نہیں، اگر باپ سیّد ہے تو لڑکا بھی سیّد ہے اور اگر باپ شیخ ہے تو لڑکا بھی شیخ ہے، ماں چاہے جیسی ہو۔ اگر کسی سیّد نے کوئی باہر کی عورت گھر میں ڈال لی اور اس سے نکاح کرلیا تو لڑکے سیّد ہوئے اور درجے میں سب سیّدوں کے برابر ہیں، ہاں! یہ اور بات ہے کہ جس کے ماں باپ دونوں عالی خاندان ہوں اس کی زیادہ عزت ہے، لیکن شرع میں سب ایک ہی میل کے کہلائیں گے۔

مسئلہ (۵): مغل، پٹھان سب ایک قوم ہیں، یہ شیخوں سیّدوں کی ٹکر کے نہیں۔ اگر شیخ یا سیّد کی لڑکی ان کے یہاں بیاہ آئی تو کہیں گے کہ بے میل اور گھٹ کر نکاح ہوا۔

مسلمان ہونے میں برابری کا بیان

مسئلہ (۶): مسلمان ہونے میں برابری کا اعتبار فقط مغل، پٹھان وغیرہ اور قوموں میں ہے۔ شیخوں، سیّدوں، علویوں

[1] اس عنوان کے تحت گیارہ (۱۱) مسائل مذکور ہیں۔

اور انصاریوں میں اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے، تو جو شخص خود مسلمان ہو گیا اور اس کا باپ کافر تھا، وہ شخص اس عورت کے برابر کا نہیں جو خود بھی مسلمان ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان تھا اور جو شخص خود مسلمان ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان ہے، لیکن اس کا دادا مسلمان نہیں، وہ اس عورت کے برابر کا نہیں جس کا دادا بھی مسلمان ہے۔

مسئلہ (۷): جس کے باپ، دادا دونوں مسلمان ہوں، لیکن پردادا مسلمان نہ ہو تو وہ شخص اس عورت کے برابر سمجھا جائے گا جس کی کئی پشتیں مسلمان ہوں۔ خلاصہ یہ کہ دادا تک مسلمان ہونے میں برابری کا اعتبار ہے، اس کے بعد پر دادا اور نگڑ دادا میں ضروری نہیں ہے۔

دین داری میں برابری کا بیان

مسئلہ (۸): دین داری میں برابری کا یہ مطلب ہے کہ ایسا شخص جو دین کا پابند نہیں، لُچا (غنڈا) شُہدا (بدمعاش) شرابی، بدکار آدمی نیک بخت، پارسا دین دار عورت کے برابر کا نہ سمجھا جائے گا۔

مال میں برابری کا بیان

مسئلہ (۹): مال میں برابری کے یہ معنی ہیں کہ بالکل مفلس محتاج، مال دار عورت کے برابر کا نہیں ہے۔ اگر وہ بالکل مفلس نہیں، بل کہ جتنا مہر پہلی رات کو دینے کا دستور ہے اتنا مہر دے سکتا ہے اور نفقہ بھی تو اپنے میل اور برابر کا ہے، اگرچہ سارا مہر نہ دے سکے اور یہ ضروری نہیں کہ جتنے مال دار لڑکی والے ہیں لڑکا بھی اتنا ہی مال دار ہو یا اس کے قریب قریب مال دار ہو۔

پیشے میں برابری کا بیان

مسئلہ (۱۰): پیشے میں برابری یہ ہے کہ جولاہے درزیوں کے میل اور جوڑ کے نہیں، اسی طرح نائی دھوبی وغیرہ بھی درزی کے برابر کے نہیں۔

مسئلہ (۱۱): دیوانہ پاگل آدمی، ہوشیار، سمجھ دار عورت کے میل کا نہیں۔

تمرین

سوال①: نکاح میں برابری لڑکی کے لیے معتبر ہے یا لڑکے کے لیے نیز کتنی چیزوں میں برابری معتبر ہے، مختصراً ذکر کریں؟

سوال②: نسب میں برابری کا کیا مطلب ہے، تفصیل سے لکھیں؟

سوال③: مال اور پیشے میں برابری کا کیا مطلب ہے، بیان کریں؟

باب المہر

مہر کا بیان[1]

مہر کا حکم

مسئلہ (۱): نکاح میں چاہے مہر کا کچھ ذکر کرے چاہے نہ کرے، ہر حال میں نکاح ہو جائے گا، لیکن مہر دینا پڑے گا بل کہ اگر کوئی یہ شرط کر لے کہ ہم مہر نہ دیں گے بغیر مہر کا نکاح کرتے ہیں تب بھی مہر دینا پڑے گا۔

مہر کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مقدار

مسئلہ (۲): کم سے کم مہر کی مقدار تخمیناً پونے تین روپے بھر چاندی[2] ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں، چاہے جتنا مقرر کرے لیکن مہر کا بہت بڑھانا اچھا نہیں، سو اگر کسی نے فقط ایک روپیہ بھر چاندی یا ایک روپیہ یا ایک اٹھنی مہر مقرر کر کے نکاح کیا، تب بھی پونے تین روپے بھر چاندی دینی پڑے گی، شریعت میں اس سے کم مہر نہیں ہو سکتا اور اگر رخصتی سے پہلے ہی طلاق دے دے تو اس کا آدھا دے۔

پورا مہر کب لازم ہوتا ہے

مسئلہ (۳): کسی نے دس روپے یا بیس یا سو یا ہزار[3] اپنی حیثیت کے موافق کچھ مہر مقرر کیا اور بیوی کو رخصت کرا لایا اور اس سے صحبت کی یا صحبت تو نہیں کی، لیکن تنہائی میں میاں بیوی کسی ایسی جگہ رہے جہاں صحبت کرنے سے روکنے والی اور منع کرنے والی کوئی بات نہ تھی تو پورا مہر جتنا مقرر کیا ہے ادا کرنا واجب ہے اور اگر یہ کوئی بات نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا یا لڑکی مر گئی تب بھی پورا مہر دینا واجب ہے اور اگر یہ کوئی بات نہیں ہوئی اور مرد نے طلاق دے دی تو آدھا مہر دینا واجب ہے، خلاصہ یہ ہوا کہ میاں بیوی میں اگر ویسی تنہائی ہو گئی جس کا اوپر ذکر ہوا یا دونوں (میں) سے کوئی مر گیا

---

[1] اس عنوان کے تحت تیئس (۲۳) مسائل مذکور ہیں۔

[2] مہر کی یہ مقدار اس وقت کی ہے جب بہشتی زیور لکھی گئی اور روپیہ جس وقت چاندی کا ہوتا تھا، کم سے کم شرعی مہر دس درہم (دو تولہ ساڑھے سات ماشہ بمطابق 30.618 گرام چاندی ہے) آج کل کے روپیہ میں حساب چاندی کی قیمت سے کر لیا جائے۔

[3] مہر کی یہ مقدار اس زمانے میں تھی جس زمانے میں روپیہ چاندی کا ہوتا تھا۔

تو پورا مہر واجب ہو گیا اور اگر ویسی تنہائی اور یک جائی ہونے سے پہلے ہی طلاق ہو گئی تو آدھا مہر واجب ہوا۔

جن صورتوں میں آدھا مہر ملتا ہے

مسئلہ (۴): اگر دونوں میں سے کوئی بیمار تھا یا رمضان کا روزہ رکھے ہوئے تھا یا حج کا احرام باندھے ہوئے تھا یا عورت کو حیض تھا یا وہاں کوئی جھانکتا تاکتا تھا، ایسی حالت میں دونوں کی تنہائی اور یک جائی ہوئی تو ایسی تنہائی کا اعتبار نہیں ہے، اس سے پورا مہر واجب نہیں ہوا۔ اگر طلاق مل جائے تو آدھا مہر پانے کی مستحق ہے، البتہ اگر رمضان کا روزہ نہ تھا، بل کہ قضا یا نفل یا نذر کا روزہ دونوں میں سے کوئی رکھے ہوئے تھا، ایسی حالت میں تنہائی میں رہی تو پورا مہر پانے کی مستحق ہے، شوہر پر پورا مہر واجب ہو گیا۔

مسئلہ (۵): شوہر نامرد ہے، لیکن دونوں میاں بیوی میں ویسی تنہائی ہو چکی ہے تب بھی پورا مہر پائے گی، اسی طرح اگر ہجڑے نے نکاح کر لیا پھر تنہائی اور یک جائی کے بعد طلاق دے دی تب بھی پورا مہر پائے گی۔

مسئلہ (۶): میاں بیوی تنہائی میں رہے، لیکن لڑکی اتنی چھوٹی ہے کہ صحبت کے قابل نہیں یا لڑکا بہت چھوٹا ہے کہ صحبت نہیں کر سکتا تو اس تنہائی سے بھی پورا مہر واجب نہیں ہوا۔

بغیر مہر کے نکاح کرنے کا حکم

مسئلہ (۷): اگر نکاح کے وقت مہر کا بالکل ذکر ہی نہیں کیا گیا کہ کتنا ہے یا اس شرط پر نکاح کیا کہ بغیر مہر کے نکاح کرتا ہوں کچھ مہر نہ دوں گا، پھر دونوں میں سے کوئی مر گیا یا ویسی تنہائی و یک جائی ہو گئی جو شرع میں معتبر ہے تب بھی مہر دلایا جائے گا اور اس صورت میں مہر مثل دینا ہو گا اور اگر اس صورت میں ویسی تنہائی سے پہلے مرد نے طلاق دے دی تو مہر پانے کی مستحق نہیں ہے، بل کہ فقط ایک جوڑا کپڑا پائے گی اور یہ جوڑا دینا مرد پر واجب ہے، نہ دے گا تو گناہ گار ہو گا۔

مہر کے کپڑے (متعہ) کے متعلق احکام

مسئلہ (۸): جوڑے میں فقط چار کپڑے مرد پر واجب ہیں: ایک کرتہ، ایک سر بند یعنی اوڑھنی، ایک پائجامہ یا

ساڑھی جس چیز کا دستور ہو، ایک بڑی چادر جس میں سر سے پیر تک لپٹ سکے، اس کے سوا اور کوئی کپڑا واجب نہیں۔

مسئلہ (۹): مرد کی جیسی حیثیت ہو ویسے کپڑے دینا چاہیے۔ اگر معمولی غریب آدمی ہو تو سوتی کپڑے اور اگر بہت غریب آدمی نہیں لیکن بہت امیر بھی نہیں تو ٹسر[۱] کے اور جو بہت امیر کبیر ہو تو عمدہ ریشمی کپڑے دینا چاہیے، لیکن ہر حال میں یہ خیال رہے کہ اس جوڑے کی قیمت مہر مثل کے آدھے سے نہ بڑھے اور ایک روپیہ چھ آنے یعنی ایک روپیہ اور ایک چونی اور ایک دونی بھر چاندی کے جتنے دام ہوں اس سے کم قیمت بھی نہ ہو[۲] یعنی بہت قیمتی کپڑے جن کی قیمت مہر مثل کے آدھے سے بڑھ جائے مرد پر واجب نہیں۔ یوں اپنی خوشی سے اگر وہ بہت قیمتی اس سے زیادہ بڑھیا کپڑے دے دے تو اور بات ہے۔

نکاح کے بعد مہر متعین کرنا

مسئلہ (۱۰): نکاح کے وقت تو کچھ مہر مقرر نہیں کیا گیا لیکن نکاح کے بعد میاں بیوی دونوں نے اپنی خوشی سے کچھ مقرر کرلیا تو اب مہر مثل نہ دلایا جائے گا، بل کہ دونوں نے اپنی خوشی سے جتنا مقرر کرلیا ہے وہی دلایا جائے گا، البتہ اگر ویسی تنہائی و یک جائی ہونے سے پہلے ہی طلاق مل گئی تو اس صورت میں مہر پانے کی مستحق نہیں ہے، بل کہ صرف وہی جوڑا کپڑا ملے گا جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔

شوہر کا مہر میں اضافہ یا بیوی کا کمی کرنا

مسئلہ (۱۱): سو روپے یا ہزار روپے اپنی حیثیت کے موافق مہر مقرر کیا، پھر شوہر نے اپنی خوشی سے کچھ مہر اور بڑھا دیا اور کہا کہ "ہم سو روپے کی جگہ ڈیڑھ سو دے دیں گے" تو جتنے روپے زیادہ دینے کو کہے ہیں وہ بھی واجب ہو گئے، نہ دے گا تو گناہ گار ہوگا اور اگر ویسی تنہائی و یک جائی سے پہلے طلاق مل گئی تو جس قدر اصل مہر تھا اسی کا آدھا دیا جائے گا، جتنا بعد میں بڑھایا تھا اس کو شمار نہ کریں گے۔ اسی طرح عورت نے اپنی خوشی و رضا مندی سے اگر کچھ مہر معاف کر دیا تو جتنا معاف کیا ہے اتنا معاف ہو گیا اور اگر پورا معاف کر دیا تو پورا مہر معاف ہو گیا، اب اس کے پانے کی مستحق نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۲): اگر شوہر نے کچھ دباؤ ڈال کر دھمکا کر، دق (تنگ) کر کے معاف کرالیا تو اس معاف کرانے سے

---

[۱] کچا ریشم، ایک قسم کا ادنیٰ درجے کا ریشم۔ [۲] یعنی ایک تولہ پونے چار ماشہ بمطابق 15.309 گرام چاندی کی قیمت سے بھی کم نہ ہو۔

معاف نہیں ہوا، اب بھی اس کے ذمے ادا کرنا واجب ہے۔

ہر قسم کا مال مہر بن سکتا ہے

مسئلہ (۱۳): مہر میں روپیہ، پیسہ، سونا، چاندی کچھ مقرر نہیں کیا، بل کہ کوئی گاؤں یا کوئی باغ یا کچھ زمین مقرر ہوئی تو یہ بھی درست ہے، جو باغ وغیرہ مقرر کیا ہے وہی دینا پڑے گا۔

مسئلہ (۱۴): مہر میں کوئی گھوڑا یا ہاتھی یا اور کوئی جانور مقرر کیا، لیکن یہ مقرر نہیں کیا فلانا گھوڑا دوں گا یہ بھی درست ہے، ایک منجھولا (درمیانہ) گھوڑا جو نہ بہت بڑھیا ہو، نہ بہت گھٹیا دینا چاہیے یا اس کی قیمت دے دے، البتہ اگر فقط اتنا ہی کہا کہ ''ایک جانور دے دوں گا'' اور یہ نہیں بتلایا کہ کون سا جانور دے گا تو یہ مہر مقرر کرنا صحیح نہیں ہوا، مہر مثل دینا پڑے گا۔

نکاحِ فاسد میں مہر

مسئلہ (۱۵): کسی نے بے قاعدہ نکاح کر لیا تھا، اس لیے میاں بیوی میں جدائی کرادی گئی، جیسے کسی نے چھپا کے اپنا نکاح کر لیا، دو گواہوں کے سامنے نہیں کیا یا دو گواہ تو تھے، لیکن بہرے تھے، انہوں نے وہ لفظ نہیں سنے جن سے نکاح بندھتا ہے یا کسی کے میاں نے طلاق دے دی تھی یا مر گیا تھا اور ابھی عدت پوری نہیں ہونے پائی کہ اس نے دوسرا نکاح کر لیا یا کوئی اور ایسی ہی بے قاعدہ بات ہوئی اس لیے دونوں میں جدائی کرادی گئی، لیکن ابھی مرد نے صحبت نہیں کی ہے تو کچھ مہر نہیں ملے گا، بل کہ اگر ویسی تنہائی میں ایک جگہ رہے سہے بھی ہوں تب بھی مہر نہ ملے گا، البتہ اگر صحبت کر چکا ہو تو مہر مثل دلایا جائے گا، لیکن اگر کچھ مہر نکاح کے وقت ٹھہرایا گیا تھا اور مہر مثل اس سے زیادہ ہے تو وہی ٹھہرایا ہوا مہر ملے گا، مہر مثل نہ ملے گا۔

مسئلہ (۱۶): کسی نے اپنی بیوی سمجھ کر غلطی سے کسی غیر عورت سے صحبت کر لی تو اس کو بھی مہر مثل دینا پڑے گا۔ اس صحبت کو زِنا نہ کہیں گے، نہ کچھ گناہ ہوگا، بل کہ اگر پیٹ رہ گیا تو اس لڑکے کا نسب بھی ٹھیک ہے، اس کے نسب میں کچھ دھبہ نہیں ہے اور اس کو حرامی کہنا درست نہیں اور جب معلوم ہو گیا کہ یہ میری عورت نہ تھی تو اب اس عورت سے الگ رہے، اب صحبت کرنا درست نہیں اور اس عورت کو بھی عدت بیٹھنا واجب ہے، اب بغیر عدت پوری کیے اپنے

میاں کے پاس رہنا اور میاں کا صحبت کرنا درست نہیں اور عدت کا بیان آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ.

عورت مہر کا مطالبہ کب کر سکتی ہے؟

مسئلہ (۱۷): جہاں کہیں پہلی ہی رات کو سب مہر دے دینے کا دستور ہو، وہاں اوّل ہی رات سارا مہر لے لینے کا عورت کو اختیار ہے، اگر اول رات نہ مانگا تو جب مانگا تب مرد کو دینا واجب ہے، دیر نہیں کر سکتا۔

مسئلہ (۱۸): ہندوستان میں دستور ہے کہ مہر کا لین دین طلاق کے بعد یا مر جانے کے بعد ہوتا ہے کہ جب طلاق مل جاتی ہے تب مہر کا دعویٰ کرتی ہے یا مرد مر گیا اور کچھ مال چھوڑ گیا تو اس مال میں سے لے لیتی ہے اور اگر عورت مر گئی تو اس کے وارث مہر کے دعوے دار ہوتے ہیں اور جب تک میاں بیوی ساتھ رہتے ہیں تب تک نہ کوئی دیتا ہے نہ وہ مانگتی ہے تو ایسی جگہ اس دستور کی وجہ سے طلاق ملنے سے پہلے مہر کا دعویٰ نہیں کر سکتی، البتہ پہلی رات کو جتنے مہر کی پیشگی دینے کا دستور ہے اتنا مہر پہلے دینا واجب ہے، ہاں! اگر کسی قوم میں یہ دستور نہ ہو تو اس کا یہ حکم نہ ہوگا۔

مسئلہ (۱۹): جتنے مہر کے پیشگی دینے کا دستور ہے اگر اتنا مہر پیشگی نہ دیا تو عورت کو اختیار ہے کہ جب تک اتنا نہ پائے تب تک مرد کو ہم بستر نہ ہونے دے اور اگر ایک مرتبہ صحبت کر چکا ہے تب بھی اختیار ہے کہ اب دوسری مرتبہ یا تیسری مرتبہ قابو نہ ہونے دے اور اگر وہ اپنے ساتھ پردیس لے جانا چاہے تو بغیر اتنا مہر لیے پردیس نہ جائے۔ اسی طرح اگر عورت اس حالت میں اپنے کسی محرم عزیز کے ساتھ پردیس چلی جائے یا مرد کے گھر سے اپنے میکے چلی جائے تو مرد اس کو روک نہیں سکتا اور جب اتنا مہر دے دیا تو اب شوہر کی بے اجازت کچھ نہیں کر سکتی، بے مرضی پائے کہیں آنا جانا جائز نہیں اور شوہر کا جہاں جی چاہے اسے لے جائے، جانے سے انکار کرنا درست نہیں۔

مہر کی ادائیگی کے مسائل

مسئلہ (۲۰): مہر کی نیت سے شوہر نے کچھ دیا تو جتنا دیا ہے اتنا مہر ادا ہو گیا۔ دیتے وقت عورت کو یہ بتلانا ضروری نہیں ہے کہ میں مہر دے رہا ہوں۔

مسئلہ (۲۱): مرد نے کچھ دیا لیکن عورت تو کہتی ہے کہ ”یہ چیز تم نے مجھ کو یوں ہی دی، مہر میں نہیں دی“ اور مرد کہتا ہے کہ ”یہ میں نے مہر میں دیا ہے“ تو مرد ہی کی بات کا اعتبار کیا جائے گا، البتہ اگر کھانے پینے کی کوئی چیز تھی تو اس کو مہر

میں نہ سمجھیں گے اور مرد کی اس بات کا اعتبار نہ کریں گے۔

مہرِ مثل کا بیان

مسئلہ (۲۲): خاندانی مہر یعنی مہرِ مثل کا مطلب یہ ہے کہ اس عورت کے باپ کے گھرانے میں سے کوئی دوسری عورت دیکھو جو اس کے مثل ہو، یعنی اگر یہ کم عمر ہے تو وہ بھی نکاح کے وقت کم عمر ہو، اگر یہ خوب صورت ہے تو وہ بھی خوب صورت ہو، اس کا نکاح کنوارے پن میں ہوا اور اس کا نکاح بھی کنوارے پن میں ہوا ہو، نکاح کے وقت جتنی مال دار یہ ہے اتنی وہ بھی تھی، جس دیس کی یہ رہنے والی ہے اسی دیس کی وہ بھی ہے، اگر یہ دین دار، ہوشیار، سلیقہ دار پڑھی لکھی ہے تو وہ بھی ایسی ہی ہو۔ غرض جس وقت اس کا نکاح ہوا ہے اس وقت ان باتوں میں وہ بھی اسی کے مثل تھی جس کا اب نکاح ہوا تو جو مہر اس کا مقرر ہوا تھا وہی اس کا مہرِ مثل ہے۔

مسئلہ (۲۳): باپ کے گھرانے کی عورتوں سے مراد جیسے اس کی بہنیں، پھوپی، چچا زاد بہن وغیرہ، یعنی اس کی ددھیالی لڑکیاں۔ مہرِ مثل کے دیکھنے میں ماں کا مہر نہ دیکھیں گے، ہاں! اگر ماں بھی باپ ہی کے گھرانے میں سے ہو، جیسے باپ نے اپنے چچا کی لڑکی سے نکاح کر لیا تھا تو اس کے مہر کو بھی مہرِ مثل کہا جائے گا۔

تمرین

سوال ①: نکاح میں مہر کا کچھ ذکر نہ کیا یا مہر نہ دینے کی شرط کر لی تو کیا نکاح درست ہے؟

سوال ②: مہر کی کم سے کم مقدار کتنی چاندی ہے، تولہ اور گرام دونوں میں بتائیں؟

سوال ③: کس صورت میں پورا مہر لازم ہو جاتا ہے اور کس صورت میں آدھا، تفصیل سے لکھیں؟

سوال ④: مہر مثل کب دیا جاتا ہے؟

سوال ⑤: کس وقت طلاق دینے سے مرد پر صرف ایک جوڑا کپڑا دینا لازم ہے اور جوڑے میں کون سے کپڑے دیے جائیں گے اور ان کی کیا قیمت ہوگی؟

سوال ⑥: زبردستی مہر معاف کرانے کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑦: کیا مہر میں روپیہ دینا ضروری ہے یا اور کوئی چیز دے سکتے ہیں؟

سوال ⑧: بے قاعدہ نکاح کیا اور پھر جدائی کرادی گئی تو مہر دلایا جائے گا یا نہیں؟

سوال ⑨: مہر کس وقت دینا واجب ہے؟

سوال ⑩: کیا مہر دیتے وقت عورت کو یہ بتلانا ضروری ہے کہ یہ مہر دے رہا ہوں؟

سوال ⑪: مہر مثل سے کیا مراد ہے؟

سوال ⑫: مہر مثل میں باپ کے گھرانے کا اعتبار ہے یا ماں کے گھرانے کا؟

کافروں کے نکاح کا بیان

مسئلہ(۱): کافرلوگ اپنے اپنے مذہب کے اعتبار سے جس طریقے سے نکاح کرتے ہوں شریعت اس کو بھی معتبر رکھتی ہے اور اگر وہ دونوں ساتھ مسلمان ہوجائیں تو اب نکاح دوہرانے کی کچھ ضرورت نہیں، وہی نکاح اب بھی باقی ہے۔
مسئلہ(۲): اگر دونوں میں سے ایک مسلمان ہوگیا دوسرا نہیں ہوا تو نکاح جاتا رہا، اب میاں بیوی کی طرح رہنا سہنا درست نہیں۔
مسئلہ(۳): اگر عورت مسلمان ہوگئی اور مرد مسلمان نہیں ہوا تو اب جب تک پورے تین حیض نہ آئیں تب تک دوسرے مرد سے نکاح درست نہیں۔

بیویوں میں برابری کرنے کا بیان[۱]

مسئلہ(۱): جس کے کئی بیویاں ہوں تو مرد پر واجب ہے کہ سب کو برابر رکھے، جتنا ایک عورت کو دیا ہے دوسری بھی اتنے کی دعوے دار ہوسکتی ہے، چاہے دونوں کنواری ہوں یا دونوں بیاہی ہوں یا ایک تو کنواری ہو اور دوسری بیاہی بیاہ لایا، سب کا ایک حکم ہے۔ اگر ایک کے پاس ایک رات رہا تو دوسری کے پاس بھی ایک رات رہے۔ اس کے پاس دو یا تین راتیں رہا تو اس کے پاس بھی دو یا تین راتیں رہے، جتنا مال، زیور، کپڑے اس کو دیے اتنے ہی کی دوسری عورت بھی دعوے دار ہے۔
مسئلہ(۲): جس کا نیا نکاح ہوا اور جو پرانی ہوچکی دونوں کا حق برابر ہے، کچھ فرق نہیں۔
مسئلہ(۳): برابری فقط رات کے رہنے میں ہے، دن کے رہنے میں برابری ہونا ضروری نہیں۔ اگر دن میں ایک کے پاس زیادہ رہا اور دوسری کے پاس کم رہا تو کوئی حرج نہیں اور رات میں برابری واجب ہے۔ اگر ایک کے پاس مغرب کے بعد ہی آگیا اور دوسری کے پاس عشا کے بعد آیا تو گناہ ہوا، البتہ جو شخص رات کو نوکری میں لگا رہتا ہو اور دن کو گھر میں رہتا ہو جیسے چوکی دار، پہرہ دار اس کے لیے دن کو برابری کا حکم ہے۔
مسئلہ(۴): صحبت کرنے میں برابری کرنا واجب نہیں ہے کہ اگر اس کی باری میں صحبت کی ہے تو دوسری کی باری

[۱] اس عنوان کے تحت سات(۷) مسائل مذکور ہیں۔

میں بھی صحبت کرے، یہ ضروری نہیں۔

مسئلہ (۵): مرد چاہے بیمار ہو چاہے تن درست، بہر حال رہنے میں برابری کرے۔

مسئلہ (۶): ایک عورت سے زیادہ محبت ہے اور دوسری سے کم تو اس میں کچھ گناہ نہیں، چوں کہ دل اپنے اختیار میں نہیں ہوتا۔

مسئلہ (۷): سفر میں جاتے وقت برابری واجب نہیں جس کو جی چاہے ساتھ لے جائے اور بہتر یہ ہے کہ نام نکال لے[1] جس کا نام نکلے اس کو لے جائے تاکہ کوئی اپنے جی (یعنی دل میں) میں ناخوش نہ ہو۔

تمرین

سوال ①: اگر میاں بیوی دونوں کافر تھے اور اب دونوں مسلمان ہو گئے تو ان کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

سوال ②: اگر صرف عورت مسلمان ہوگئی تو اب نکاح کا کیا حکم ہے اور عورت دوسری شادی کب کر سکتی ہے؟

سوال ③: بیویوں میں برابری سے کیا مراد ہے؟

سوال ④: کیا نئی اور پرانی بیوی میں برابری کے اعتبار سے کچھ فرق ہے؟

سوال ⑤: کیا صحبت کرنے میں بھی برابری واجب ہے؟

سوال ⑥: سفر میں لے جاتے وقت برابری کا کیا حکم ہے؟

[1] آسان طریقہ اس کا یہ ہے کہ دو کاغذ کے برابر کے پرچوں پر دونوں بیویوں کے نام لکھ کر دونوں کی ایک طرح کی گولیاں بنالے اور ایک چھوٹے بچے کو بلا کر اس کے سامنے دونوں گولیاں رکھ دے اور اس سے کہے کہ ان میں سے ایک اٹھالے اس میں جس کا نام ہو اسی کو ساتھ لے جائے یا جو طریقہ سب کی رضامندی سے تجویز کیا جائے۔

باب الرضاع

دودھ پینے اور پلانے کا بیان[1]

دودھ پلانے کا حکم

مسئلہ (۱): جب بچہ پیدا ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب ہے، البتہ اگر باپ مال دار ہو اور کوئی انا[2] تلاش کر سکے تو دودھ نہ پلانے میں کچھ گناہ بھی نہیں۔

مسئلہ (۲): کسی اور کے لڑکے کو بغیر میاں کی اجازت لیے دودھ پلانا درست نہیں، ہاں! البتہ اگر کوئی بچہ بھوک کے مارے تڑپتا ہو اور اس کے ضائع ہو جانے کا ڈر ہو تو ایسے وقت بغیر اجازت بھی دودھ پلائے۔

دودھ پلانے کی مدت

مسئلہ (۳): زیادہ سے زیادہ دودھ پلانے کی مدت دو برس ہیں، دو سال کے بعد دودھ پلانا حرام ہے، بالکل درست نہیں۔

مسئلہ (۴): اگر بچہ کچھ کھانے پینے لگا اور اس وجہ سے دو برس سے پہلے ہی دودھ چھڑا دیا تب بھی کچھ حرج نہیں۔

حرمتِ رضاعت

مسئلہ (۵): جب بچے نے کسی اور عورت کا دودھ پیا تو وہ عورت اس کی ماں بن گئی اور اس انا کا شوہر جس کے بچے کا یہ دودھ ہے، اس بچے کا باپ ہو گیا اور اس کی اولاد اس کے دودھ شریک بھائی بہن ہو گئے اور نکاح حرام ہو گیا اور جو رشتے نسب کے اعتبار سے حرام ہیں وہ رشتے دودھ کے اعتبار سے بھی حرام ہو جاتے ہیں، لیکن بہت سے عالموں کے فتوے میں یہ حکم جب ہی ہے کہ بچے نے دو برس کے اندر ہی اندر دودھ پیا ہو۔ اگر بچہ دو برس کا ہو چکا اس کے

[1] اس باب میں اکیس (۲۱) مسائل مذکور ہیں۔ [2] دودھ پلانے والی عورت۔

بعد کسی عورت کا دودھ پیا تو اس پینے کا کچھ اعتبار نہیں، نہ وہ پلانے والی ماں بنی اور نہ اس کی اولاد اس بچے کے بھائی بہن ہوئے، اس لیے اگر آپس میں نکاح کر دیں تو درست ہے، لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ جو بہت بڑے امام ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ اگر ڈھائی برس کے اندر اندر بھی دودھ پیا ہو تب بھی نکاح درست نہیں، البتہ اگر ڈھائی برس کے بعد دودھ پیا ہو تو اس کا بالکل اعتبار نہیں، بے کھٹکے سب کے نزدیک نکاح درست ہے۔

مسئلہ (۶): جب بچے کے حلق میں دودھ چلا گیا تو سب رشتے جو ہم نے اوپر لکھے ہیں حرام ہو گئے، چاہے تھوڑا دودھ گیا ہو یا بہت، اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

مسئلہ (۷): اگر بچے نے چھاتی سے دودھ نہیں پیا، بل کہ اس (عورت) نے اپنا دودھ نکال کر اس کے حلق میں ڈال دیا تو اس سے بھی وہ سب رشتے حرام ہو گئے۔ اسی طرح اگر بچے کی ناک میں دودھ ڈال دیا تب بھی سب رشتے حرام ہو گئے اور اگر کان میں ڈالا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

عورت کا دودھ کسی اور چیز میں ملا کر بچے کو دینا

مسئلہ (۸): اگر عورت کا دودھ پانی میں یا کسی دوا میں ملا کر بچے کو پلایا تو دیکھو کہ دودھ زیادہ ہے یا پانی یا دونوں برابر، اگر دودھ زیادہ ہو یا دونوں برابر ہوں تو جس عورت کا دودھ ہے وہ ماں ہو گئی اور سب رشتے حرام ہو گئے اور اگر پانی یا دوا زیادہ ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں، وہ عورت ماں نہیں بنی۔

مسئلہ (۹): عورت کا دودھ بکری یا گائے کے دودھ میں مل گیا اور بچے نے پی لیا تو دیکھو زیادہ کون سا ہے، اگر عورت کا دودھ زیادہ یا دونوں برابر ہوں تو سب رشتے حرام ہو گئے اور جس عورت کا دودھ ہے، یہ بچہ اس کی اولاد بن گیا اور اگر بکری یا گائے کا دودھ زیادہ ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں، ایسا سمجھیں گے کہ گویا اس نے پیا ہی نہیں۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۱۰): اگر کسی کنواری لڑکی کا دودھ اتر آیا، اس کو کسی بچے نے پی لیا تو اس سے بھی سب رشتے حرام ہو گئے۔

مسئلہ (۱۱): مردہ عورت کا دودھ دوہ کر کسی بچے کو پلا دیا تو اس سے بھی سب رشتے حرام ہو گئے۔

مسئلہ (۱۲): دو لڑکوں نے ایک بکری یا ایک گائے کا دودھ پیا تو اس سے کچھ نہیں ہوتا، وہ بھائی بہن نہیں ہوئے۔

مسئلہ (۱۳): جوان مرد نے اپنی بیوی کا دودھ پیا تو وہ حرام نہیں ہوئی، البتہ بہت گناہ ہوا، کیوں کہ دو برس کے بعد دودھ پینا بالکل حرام ہے۔

مسئلہ (۱۴): ایک لڑکا ایک لڑکی ہے، دونوں نے ایک ہی عورت کا دودھ پیا ہے تو ان میں نکاح نہیں ہوسکتا، خواہ ایک ہی زمانے میں پیا ہو یا ایک نے پہلے دوسرے نے کئی برس کے بعد، دونوں کا ایک حکم ہے۔

حرمت رضاعت کی چند مثالیں

مسئلہ (۱۵): ایک لڑکی نے باقر کی بیوی کا دودھ پیا تو اس لڑکی کا نکاح نہ باقر سے ہوسکتا ہے نہ اس کے باپ دادا کے ساتھ، نہ باقر کی اولاد کے ساتھ، بل کہ باقر کی جو اولاد دوسری بیوی سے ہے اس سے بھی نکاح درست نہیں۔

مسئلہ (۱۶): عباس نے خدیجہ کا دودھ پیا اور خدیجہ کے شوہر قادر کی ایک دوسری بیوی زینب تھی جس کو طلاق مل چکی ہے تو اب زینب بھی عباس سے نکاح نہیں کرسکتی، کیوں کہ عباس زینب کے میاں کی اولاد ہے اور میاں کی اولاد سے نکاح درست نہیں۔ اسی طرح اگر عباس اپنی عورت کو چھوڑ دے تو وہ عورت قادر کے ساتھ نکاح نہیں کرسکتی، کیوں کہ وہ اس کا خسر ہوا اور قادر کی بہن اور عباس کا نکاح نہیں ہوسکتا، کیوں کہ یہ دونوں پھوپھی بھتیجے ہوئے، چاہے وہ قادر کی سگی بہن ہو یا دودھ شریکی بہن ہو، دونوں کا ایک حکم ہے، البتہ عباس کی بہن سے قادر نکاح کرسکتا ہے۔

مسئلہ (۱۷): عباس کی ایک بہن ساجدہ ہے۔ ساجدہ نے ایک عورت کا دودھ پیا لیکن عباس نے نہیں پیا تو اس دودھ پلانے والی عورت کا نکاح عباس سے ہوسکتا ہے۔

مسئلہ (۱۸): عباس کے لڑکے نے زاہدہ کا دودھ پیا تو زاہدہ کا نکاح عباس کے ساتھ ہوسکتا ہے۔

مسئلہ (۱۹): قادر اور ذاکر دو بھائی ہیں اور ذاکر کی ایک دودھ شریک بہن ہے تو قادر کے ساتھ اس کا نکاح ہوسکتا ہے، البتہ ذاکر کے ساتھ نہیں ہوسکتا، خوب اچھی طرح سمجھ لو، چوں کہ اس قسم کے مسئلے مشکل ہیں کہ کم سمجھ میں آتے ہیں، اس لیے ہم زیادہ نہیں لکھتے، جب کبھی ضرورت پڑے تو کسی سمجھ دار بڑے عالم سے سمجھ لینا چاہیے۔

رضاعت کے ثبوت کے لیے نصابِ شہادت

مسئلہ (۲۰): کسی مرد کا کسی عورت سے رشتہ لگا، پھر ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ ’’میں نے تو ان دونوں کو دودھ

پلایا ہے" اور سوائے اس عورت کے کوئی اور اس دودھ پینے کو نہیں بیان کرتا تو فقط اس عورت کے کہنے سے دودھ کا رشتہ ثابت نہ ہوگا۔ ان دونوں کا نکاح درست ہے، بل کہ جب دو معتبر اور دین دار مرد یا ایک دین دار مرد اور دو دین دار عورتیں دودھ پینے کی گواہی دیں تب اس رشتے کا ثبوت ہوگا، اب البتہ نکاح حرام ہوگیا، بغیر ایسی گواہی کے ثبوت نہ ہوگا، لیکن اگر فقط ایک مرد، ایک عورت کے کہنے سے یا دو تین عورتوں کے کہنے سے دل گواہی دینے لگے کہ یہ سچ کہتی ہوں گی، ضرور ایسا ہوا ہوگا تو ایسے وقت نکاح نہ کرنا چاہیے کہ خواہ مخواہ شک میں پڑنے سے کیا فائدہ اور اگر کسی نے کرلیا تب بھی خیر ہوگیا۔

انسانی دودھ سے کسی اور قسم کا نفع اٹھانا

مسئلہ (۲۱): عورت کا دودھ کسی دوا میں ڈالنا جائز نہیں اور اگر ڈال دیا تو اب اس کا کھانا اور لگانا ناجائز اور حرام ہے۔ اسی طرح دوا کے لیے آنکھ میں یا کان میں دودھ ڈالنا بھی جائز نہیں۔ خلاصہ یہ کہ آدمی کے دودھ سے کسی طرح کا نفع اٹھانا اور اس کو اپنے کام میں لانا درست نہیں۔

تمرین

سوال①: دودھ پلانے کا کیا حکم ہے؟
سوال②: دودھ پلانے کی زیادہ سے زیادہ مدت کتنی ہے اور بچے کو کس مدت تک دودھ پلانا لازم ہے؟
سوال③: ماں کے علاوہ کسی اور کا دودھ پیا تو اس کا کیا حکم ہے؟
سوال④: کتنے برس کی عمر میں دودھ پینے سے دودھ کے رشتے حرام ہو جاتے ہیں؟
سوال⑤: اگر بچے کی ناک یا کان میں دودھ ڈال دیا تو کیا حکم ہے؟
سوال⑥: اگر عورت نے اپنا دودھ پانی، دوائی یا بکری کے دودھ میں ملا کر بچے کو پلایا تو کیا حکم ہے؟
سوال⑦: بچے نے کنواری لڑکی کا دودھ پیا تو اس کا کیا حکم ہے؟
سوال⑧: قادر اور ذاکر دو بھائی ہیں اور ذاکر کی ایک دودھ شریک بہن ہے تو کیا قادر کا نکاح اُس کے ساتھ ہو سکتا ہے؟
سوال⑨: کسی مرد کا کسی عورت سے رشتہ لگا، پھر ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ "میں نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے" تو ان دونوں کے نکاح کا کیا حکم ہے؟
سوال⑩: عورت کا دودھ بطورِ دوا استعمال کرنا کیسا ہے؟

کتاب الطلاق

طلاق کا بیان[1]

نابالغ اور پاگل کی طلاق

مسئلہ (۱): جو شوہر جوان ہو چکا ہو اور دیوانہ پاگل نہ ہو، اس کے طلاق دینے سے طلاق پڑ جائے گی۔ جو لڑکا ابھی جوان نہیں ہوا یا دیوانہ پاگل ہو جس کی عقل ٹھیک نہیں، ان دونوں کے طلاق دینے سے طلاق نہیں پڑتی۔

سوئے ہوئے آدمی کی طلاق

مسئلہ (۲): سوتے ہوئے آدمی کے منہ سے نکلا کہ ''تجھ کو طلاق ہے'' یا یوں کہہ دیا کہ ''میری بیوی کو طلاق'' تو اس بَرانے[2] سے طلاق نہ پڑے گی۔

مکرہ (مجبور) کی طلاق

مسئلہ (۳): کسی نے زبردستی کسی سے طلاق دلوا دی، بہت مارا، کوٹا، دھمکایا کہ طلاق دے دے، نہیں تو تجھے مار ڈالوں گا، اس مجبوری سے اس نے طلاق دے دی تب بھی طلاق پڑ گئی۔

شرابی کی طلاق

مسئلہ (۴): کسی نے شراب وغیرہ کے نشے میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی، جب ہوش آیا تو پشیمان ہوا تب بھی طلاق پڑ گئی، اسی طرح غصے میں طلاق دینے سے بھی طلاق پڑ جاتی ہے۔

---

[1] اس عنوان کے تحت بیس (۲۰) مسائل مذکور ہیں۔ [2] بھکنا، بکنا، بے معنی گفتگو کرنا۔

طلاق میں وکیل بنانا

مسئلہ (۵): شوہر کے سوا کسی اور کو طلاق دینے کا اختیار نہیں ہے، البتہ اگر شوہر نے کہہ دیا ہو کہ ''تو اس کو طلاق دے دے'' تو وہ بھی دے سکتا ہے۔

طلاق دینے کا بیان

طلاق دینے کا اختیار

مسئلہ (۶): طلاق دینے کا اختیار رفقط مرد کو ہے، جب مرد نے طلاق دے دی تو پڑ گئی، عورت کا اس میں کچھ بس نہیں، چاہے منظور کرے چاہے نہ کرے، ہر طرح طلاق ہو گئی اور عورت اپنے مرد کو طلاق نہیں دے سکتی۔

طلاق کی تعداد اور طریقہ

مسئلہ (۷): مرد کو فقط تین طلاق دینے کا اختیار ہے، اس سے زیادہ کا اختیار نہیں تو اگر چار پانچ طلاق دے دیں تب بھی تین ہی طلاقیں ہوئیں۔

مسئلہ (۸): جب مرد نے زبان سے کہہ دیا کہ ''میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی'' اور اتنے زور سے کہا کہ خود ان الفاظ کو سن لیا، بس اتنا کہتے ہی طلاق پڑ گئی چاہے کسی کے سامنے کہے چاہے تنہائی میں اور چاہے بیوی سنے یا نہ سنے، ہر حال میں طلاق ہو گئی۔

مسئلہ (۹): طلاق دینے کے تین طریقے ہیں:

(۱) بہت اچھا (۲) اچھا (۳) بدعت اور حرام۔

❶ طلاقِ احسن

بہت اچھا طریق یہ ہے کہ مرد بیوی کو پاکی کے زمانے میں یعنی ایسے وقت جس میں حیض وغیرہ سے عورت پاک

ہو ایک طلاق دے، مگر یہ بھی شرط ہے کہ اس تمام پاکی کے زمانے میں صحبت نہ کی ہو اور عدت گزرنے تک پھر کوئی طلاق نہ دے، عدت گزرنے سے خود ہی نکاح جاتا رہے گا، ایک سے زیادہ طلاق دینے کی حاجت نہیں، اس لیے کہ طلاق سخت مجبوری میں جائز رکھی گئی ہے لہٰذا بقدر ضرورت کافی ہے، بہت سی طلاقوں کی کیا حاجت ہے۔

❷ طلاقِ حسن

اچھا طریق یہ ہے کہ اس کو تین پاکی کے زمانوں میں تین طلاق دے، دو حیضوں کے درمیان جو پاکی رہتی ہے اس کو ایک زمانے کی پاکی کہتے ہیں، سو ہر پاکی کے زمانے میں ایک طلاق دے اور ان پاکی کے زمانوں میں بھی صحبت نہ کرے۔

❸ طلاقِ بدعی

بدعت اور حرام طریق وہ ہے جو ان دونوں صورتوں کے خلاف ہو، مثلاً: تین طلاق یک بارگی دے دے یا حیض کی حالت میں طلاق دے یا جس پاکی میں صحبت کی تھی اس میں طلاق دی تو اس اخیر قسم کی سب صورتوں میں گو طلاق واقع ہو جائے گی مگر گناہ ہوگا، خوب سمجھ لو! اور یہ سب تفصیل اس صورت میں ہے کہ عورت سے صحبت یا خلوتِ صحیحہ ہوئی ہو اور جس سے ایسا اتفاق نہ ہوا ہو اس کا حکم ابھی آگے آتا ہے۔

مسئلہ (۱۰): جس عورت سے نکاح کر لیا مگر صحبت نہیں کی ایسی عورت کو خواہ حیض کے زمانے میں طلاق دے یا پاکی کے زمانے میں ہر طرح درست ہے مگر ایک طلاق دے۔

طلاق کی اقسام

مسئلہ (۱۱): طلاق تین قسم کی ہے:

(۱) **طلاقِ بائن**: ایسی طلاق جس میں نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور اب بغیر نکاح کیے اس مرد کے پاس رہنا جائز نہیں۔ اگر پھر اسی کے پاس رہنا چاہے اور مرد بھی اس کو رکھنے پر راضی ہو تو پھر سے نکاح کرنا پڑے گا، ایسی طلاق کو ''بائن طلاق'' کہتے ہیں۔

(۲) طلاقِ مغلّظہ: وہ طلاق جس میں نکاح ایسا ٹوٹا کہ دوبارہ نکاح بھی کرنا چاہیں تو عدت کے بعد کسی دوسرے سے اوّل نکاح کرنا پڑے گا اور جب وہاں طلاق ہو جائے تب عدت کے بعد اس سے نکاح ہو سکے گا، ایسی طلاق کو ''مغلّظہ'' کہتے ہیں۔

(۳) طلاقِ رجعی: وہ طلاق جس میں نکاح ابھی نہیں ٹوٹا، صاف لفظوں میں ایک یا دو طلاق دینے کے بعد اگر مرد پشیمان ہوا تو پھر سے نکاح کرنا ضروری نہیں، بغیر نکاح کیے بھی اس کو رکھ سکتا ہے پھر میاں بیوی کی طرح رہنے لگیں تو درست ہے، البتہ اگر مرد طلاق دے کر اسی پر قائم رہا اور اس سے نہیں پھرا تو جب طلاق کی عدت گزر جائے گی تب نکاح ٹوٹ جائے گا اور عورت جدا ہو جائے گی، جب تک عدت نہ گزرے تب تک رکھنے نہ رکھنے دونوں باتوں کا اختیار ہے، ایسی طلاق کو ''طلاقِ رجعی'' کہتے ہیں، البتہ اگر تین طلاقیں دے دیں تو اب اختیار نہیں۔

مسئلہ (۱۲): طلاق دینے کی دو قسمیں ہیں:

(۱) طلاقِ صریح: یہ ہے کہ صاف صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ ''میں نے تجھ کو طلاق دے دی'' یا یوں کہا کہ ''میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی،'' غرض یہ کہ ایسی صاف بات کہہ دی جس میں طلاق دینے کے سوا کوئی اور معنے نہیں نکل سکتے، ایسی طلاق کو ''صریح'' کہتے ہیں۔

(۲) طلاقِ کنائی: یہ ہے کہ صاف صاف لفظ نہیں کہے، بل کہ ایسے گول گول لفظ کہے جس میں طلاق کا مطلب بھی بن سکتا ہے اور طلاق کے سوا اور دوسرے معنے بھی نکل سکتے ہیں جیسے کوئی کہے: ''میں نے تجھ کو دور کر دیا'' تو اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دے دی، دوسرا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ طلاق تو نہیں دی، لیکن اب تجھ کو اپنے پاس نہ رکھوں گا، ہمیشہ اپنے میکے میں پڑی رہ، تیری خبر نہ لوں گا یا یوں کہے'' مجھے تجھ سے کچھ واسطہ نہیں، مجھے تجھ سے کچھ مطلب نہیں، تو مجھ سے جدا ہوگئی، میں نے تجھ کو الگ کر دیا، جدا کر دیا، میرے گھر سے چلی جا، نکل جا، ہٹ دور ہو، اپنے ماں باپ کے سر جا کے بیٹھ، اپنے گھر جا، میرا تیرا نباہ نہ ہوگا'' اسی طرح کے اور الفاظ جن میں دونوں مطلب نکل سکتے ہیں ایسی طلاق کو ''کنایہ'' کہتے ہیں۔

طلاقِ صریح کا حکم

مسئلہ (۱۳): اگر صاف صاف لفظوں میں طلاق دی تو زبان سے نکلتے ہی طلاق پڑ گئی، چاہے طلاق دینے کی نیت

ہو چاہے نہ ہو، بل کہ ہنسی دل لگی میں کہا ہو ہر طرح طلاق ہو گئی اور صاف لفظوں میں طلاق دینے سے تیسری قسم کی طلاق پڑتی ہے، یعنی عدت کے ختم ہونے تک اس کے رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہے اور ایک مرتبہ کہنے سے ایک ہی طلاق پڑے گی، نہ دو پڑیں گی نہ تین۔ البتہ اگر تین دفعہ کہے یا یوں کہے تجھ کو تین طلاق دیں تو تین طلاقیں پڑیں۔

مسئلہ (۱۴): کسی نے ایک طلاق دی تو جب تک عورت عدت میں رہے تب تک دوسری طلاق اور تیسری طلاق اور دینے کا اختیار رہتا ہے، اگر دے گا تو پڑ جائے گی۔

مسئلہ (۱۵): کسی نے یوں کہا ''تجھ کو طلاق دے دُوں گا'' تو اس سے طلاق نہیں ہوئی، اسی طرح اگر کسی بات پر یوں کہا: ''اگر فلانا کام کرے گی تو طلاق دے دوں گا'' تب بھی طلاق نہیں ہوئی، چاہے وہ کام کرے، چاہے نہ کرے، ہاں! اگر یوں کہہ دے ''اگر فلانا کام کرے تو طلاق ہے'' تو اس کے کرنے سے طلاق پڑے جائے گی۔

مسئلہ (۱۶): کسی نے طلاق دے کر اس کے ساتھ ہی ''ان شاء اللہ'' بھی کہہ دیا تو طلاق نہیں پڑی۔ اسی طرح اگر یوں کہا ''اگر خدا چاہے تو تجھ کو طلاق''، اس سے بھی کسی قسم کی طلاق نہیں پڑتی، البتہ اگر طلاق دے کر ذرا ٹھہر گیا پھر ''ان شاء اللہ'' کہا تو طلاق پڑ گئی۔

مسئلہ (۱۷): کسی نے اپنی بیوی کو طلاقن کہہ کر پکارا تب بھی طلاق پڑ گئی، اگر چہ ہنسی میں کہا ہو۔

مسئلہ (۱۸): کسی نے کہا: ''جب تو لکھنؤ جائے تو تجھ کو طلاق ہے'' تو جب تک لکھنؤ نہ جائے گی طلاق نہ پڑے گی، جب وہاں جائے گی تب پڑے گی۔

طلاقِ کنائی کا حکم

مسئلہ (۱۹): اور اگر صاف صاف طلاق نہیں دی، بل کہ گول مول الفاظ کہے اور اشارہ کنایہ سے طلاق دی تو ان لفظوں کے کہنے کے وقت اگر طلاق دینے کی نیت تھی تو طلاق ہو گئی اور اوّل قسم کی یعنی بائن طلاق ہوئی۔ اب بے نکاح کیے نہیں رکھ سکتا اور اگر طلاق کی نیت نہ تھی، بل کہ دوسرے معنی کے اعتبار سے کہا تھا تو طلاق نہیں ہوئی، البتہ اگر قرینے سے معلوم ہو جائے کہ طلاق ہی دینے کی نیت تھی اب وہ جھوٹ بکتا ہے تو اب عورت اس کے پاس نہ رہے اور یہی سمجھے کہ مجھے طلاق مل گئی، جیسے بیوی نے غصے میں آ کر کہا کہ ''میرا تیرا نباہ نہ ہوگا مجھ کو طلاق دے دے'' اس نے کہا: ''اچھا! میں نے چھوڑ دیا'' تو یہاں عورت یہی سمجھے کہ مجھے طلاق دے دی۔

مسئلہ (۲۰): کسی نے تین دفعہ کہا کہ ’’تجھ کو طلاق، طلاق، طلاق‘‘ تو تینوں طلاقیں پڑ گئیں یا گول الفاظ میں تین مرتبہ کہا، تب بھی تین پڑ گئیں، لیکن اگر نیت ایک طلاق کی ہے فقط مضبوطی کے لیے تین دفعہ کہا تھا کہ بات خوب پکی ہو جائے تو ایک ہی طلاق ہوئی، لیکن عورت کو اس کے دل کا حال تو معلوم نہیں، اس لیے یہی سمجھے کہ تین طلاقیں مل گئیں۔

تمرین

سوال ①: کن لوگوں کی طلاق واقع نہیں ہوتی؟

سوال ②: مجبور، شرابی اور غصے میں طلاق دینے کا کیا حکم ہے؟

سوال ③: طلاق کا اختیار شوہر کے علاوہ کسی اور کو ہے یا نہیں؟

سوال ④: مرد نے طلاق دی اور عورت نے قبول نہ کی یا طلاق کے الفاظ نہیں سنے تو کیا اس کو طلاق پڑ جائے گی؟

سوال ⑤: طلاق کی اقسام مع ان کے احکام کے بیان کریں۔

سوال ⑥: طلاق دینے کی کتنی قسمیں ہیں، ذکر کریں؟

سوال ⑦: کیا عدت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

سوال ⑧: کیا طلاق دینے میں نیت شرط ہے؟

سوال ⑨: کسی نے اپنی بیوی کو طلاقن کہہ کر پکارا تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑩: اگر شوہر سے بیوی نے غصے میں آ کر کہا کہ ’’میرا تیرا نباہ نہ ہو سکے گا مجھ کو طلاق دے دے‘‘ اس نے کہا: ’’اچھا! میں نے چھوڑ دیا‘‘ اور کہتا ہے کہ اس سے میری نیت طلاق کی نہ تھی تو کیا طلاق واقع ہوگی؟

رخصتی سے پہلے طلاق ہو جانے کا بیان

مسئلہ (۱): ابھی میاں کے پاس نہ جانے پائی تھی کہ اس نے طلاق دے دی یا رخصتی تو ہوگئی لیکن ابھی میاں بیوی میں ویسی تنہائی نہیں ہونے پائی جو شریعت میں معتبر ہے، جس کا بیان مہر کے باب میں آ چکا ہے۔ تنہائی و یک جائی ہونے سے پہلے ہی طلاق دے دی تو طلاق بائن پڑی، چاہے صاف لفظوں سے دی ہو یا گول لفظوں میں۔ ایسی عورت کو جب طلاق دی جائے تو پہلی ہی قسم کی یعنی بائن طلاق پڑتی ہے اور ایسی عورت کے لیے طلاق کی عدت بھی کچھ نہیں ہے۔ طلاق ملنے کے بعد فوراً دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے اور ایسی عورت کو ایک طلاق دینے کے بعد اب دوسری تیسری طلاق بھی دینے کا اختیار نہیں، اگر دے دے گا تو نہ پڑے گی، البتہ اگر پہلی ہی دفعہ یوں کہہ دے کہ ''تجھ کو دو طلاق یا تین طلاق'' تو جتنی دی ہیں سب پڑ گئیں اور اگر یوں کہا: ''تجھ کو طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے،'' تب بھی ایسی عورت کو ایک ہی طلاق پڑے گی۔

مسئلہ (۲): رخصتی اور میاں بیوی کی تنہائی کے ساتھ اگر صحبت بھی ہوگئی، اس کے بعد اگر ایک یا دو طلاق صاف لفظوں میں دے دی تو طلاق رجعی ہوگی اور گول لفظوں میں دی تو طلاق بائن ہوگی۔ رجعی میں رجوع کا حق ہوگا اور بائن میں رجوع کا حق نہ ہوگا، ہاں! اگر تین طلاق نہیں دیں تو اسی شخص سے نکاحِ جدید (جب کہ میاں بیوی دونوں راضی ہوں) عدت کے اندر بھی ہو سکتا ہے اور عدت کے بعد بھی اور دوسرے شخص سے عدت کے بعد نکاح ہو سکتا ہے اور عدت ہر صورت میں لازم ہوگی اور جب تک عدت ختم نہ ہو دوسری اور تیسری طلاق بھی دی جا سکتی ہے۔

اور اگر تنہائی و یک جائی تو ایسی ہوگئی کہ صحبت کرنے سے کوئی مانع شرعی یا طبعی موجود نہیں تھا، مگر صحبت نہیں ہوئی تو اس صورت میں اگر صاف لفظوں میں طلاق دی جائے یا گول لفظوں میں دونوں صورتوں میں طلاق بائن ہی پڑے گی اور عدت بھی واجب ہوگی اور رجعت کا حق نہ ہوگا اور بلا عدت پوری کیے کسی دوسرے سے نکاح بھی نہیں کر سکتی، ہاں! اسی شخص سے جس نے طلاق دی ہے دوبارہ نکاح عدت کے اندر اور عدت ختم ہونے کے بعد ہر حال میں کر سکتی ہے شرط یہ ہے کہ تین طلاق نہ دی ہوں۔

تین طلاق دینے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): اگر کسی نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دیں تو اب وہ عورت بالکل اس مرد کے لیے حرام ہوگئی، اب اگر پھر سے نکاح کرے تب بھی عورت کو اس مرد کے پاس رہنا حرام ہے اور یہ نکاح نہیں ہوا، چاہے صاف لفظوں میں تین طلاقیں دی ہوں یا گول لفظوں میں سب کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ (۲): تین طلاق کے بعد اگر پھر اسی مرد کے پاس رہنا چاہے اور نکاح کرنا چاہے تو اس کی فقط ایک صورت ہے، وہ یہ کہ پہلے کسی اور مرد سے نکاح کر کے ہم بستر ہو، پھر جب وہ دوسرا مرد مر جائے یا طلاق دے دے تو عدت پوری کر کے پہلے مرد سے نکاح کر سکتی ہے، بغیر دوسرا خاوند کیے پہلے خاوند سے نکاح نہیں کر سکتی، اگر دوسرا خاوند تو کیا لیکن ابھی وہ صحبت نہ کرنے پایا تھا کہ مر گیا یا صحبت کرنے سے پہلے ہی طلاق دے دی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں، پہلے مرد سے جب ہی نکاح ہو سکتا ہے کہ دوسرے مرد نے صحبت بھی کی ہو اس کے بغیر پہلے مرد سے نکاح درست نہیں، خوب سمجھ لو!

مسئلہ (۳): اگر دوسرے مرد سے اس شرط پر نکاح ہوا کہ صحبت کر کے عورت کو چھوڑ دے گا تو اس اقرار لینے کا کچھ اعتبار نہیں، اس کو اختیار ہے چاہے چھوڑے یا نہ چھوڑے اور جب جی چاہے چھوڑے اور یہ اقرار کر کے نکاح کرنا بہت گناہ اور حرام ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہوتی ہے، لیکن نکاح ہو جاتا ہے تو اگر اس نکاح کے بعد دوسرے خاوند نے صحبت کر کے چھوڑ دیا یا مر گیا تو پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائے گی۔

مسئلہ (۴): تین طلاقیں ایک دم سے دے دیں، جیسے یوں کہہ دیا: ''تجھ کو تین طلاق'' یا یوں کہا کہ ''تجھ کو طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے'' یا الگ کر کے تین طلاقیں دیں جیسے ایک آج دی، ایک کل، ایک پرسوں یا ایک اس مہینے میں، ایک دوسرے مہینے میں، ایک تیسرے میں یعنی عدت کے اندر اندر تینوں طلاقیں دے دیں سب کا ایک حکم ہے اور صاف لفظوں میں طلاق دے کر پھر روک رکھنے کا اختیار اس وقت ہوتا ہے جب تین طلاقیں نہ دے، فقط ایک یا دو دے، جب تین طلاقیں دے دیں تو اب کچھ نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ (۵): کسی نے اپنی عورت کو ایک طلاق رجعی دی، پھر میاں راضی ہو گیا اور روک رکھا، پھر دو چار برس میں کسی

---

[1] اس عنوان کے تحت پانچ (۵) مسائل مذکور ہیں۔

بات پر غصہ آیا تو ایک طلاق رجعی اور دے دی جس میں روک رکھنے کا اختیار ہوتا ہے، پھر جب غصہ اترا تو روک رکھا اور نہیں چھوڑا۔ یہ دو طلاقیں ہو چکیں، اب اس کے بعد اگر کبھی ایک طلاق اور دے دے گا تو تین پوری ہو جائیں گی اور اس کا وہی حکم ہوگا جو ہم نے بیان کیا ہے کہ بغیر دوسرا خاوند کیے اس مرد سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر کسی نے طلاقِ بائن دی جس میں روک رکھنے کا اختیار نہیں ہوتا، نکاح ٹوٹ جاتا ہے، پھر پشیمان ہوا اور میاں بی بی نے راضی ہو کر پھر سے نکاح پڑھوالیا، کچھ زمانے کے بعد پھر غصہ آیا اور ایک طلاق بائن دے دی اور غصہ اترنے کے بعد پھر نکاح پڑھوالیا۔ یہ دو طلاقیں ہوئیں، اب تیسری دفعہ اگر طلاق دے گا تو پھر وہی حکم ہے کہ بغیر دوسرا خاوند کیے اس سے نکاح نہیں کر سکتی۔

تمرین

سوال ①: رخصتی سے پہلے طلاق دینے کا کیا حکم ہے وضاحت کے ساتھ ذکر کریں؟

سوال ②: رخصتی کے بعد طلاق دینے کا کیا حکم ہے تفصیل سے ذکر کریں، نیز طلاقِ بائن اور طلاقِ رجعی میں کیا فرق ہے؟

سوال ③: اگر کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی تو کیا حکم ہے؟

سوال ④: تین طلاق دینے کے بعد عورت کو دوبارہ اپنے پاس رکھنے کی کیا صورت ہے؟

سوال ⑤: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دے دیں اور دوسرے نے الگ الگ کر کے وقفوں سے دیں، دونوں کے حکم میں کیا فرق ہے؟

باب تعلیق الطلاق

کسی شرط پر طلاق دینے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): نکاح کرنے سے پہلے کسی عورت کو کہا: ''اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھ کو طلاق ہے'' تو جب اس عورت سے نکاح کرے گا تو نکاح کرتے ہی طلاقِ بائن پڑ جائے گی، اب بغیر نکاح کیے اس کو نہیں رکھ سکتا اور اگر یوں کہا ہو: ''اگر تجھ سے نکاح کروں تو تجھ پر دو طلاق'' تو دو طلاقِ بائن پڑ گئیں اور اگر تین طلاق کو کہا تھا تو تینوں پڑ گئیں اور اب طلاقِ مغلّظہ ہو گئی۔

مسئلہ (۲): نکاح ہوتے ہی جب اس پر طلاق پڑ گئی تو اس نے اسی عورت سے پھر نکاح کر لیا تو اب اس دوسرے نکاح کرنے سے طلاق نہ پڑے گی، ہاں! اگر یوں کہا ہو: ''جتنی دفعہ تجھ سے نکاح کروں، ہر مرتبہ تجھ کو طلاق ہے'' تو جب نکاح کرے گا ہر دفعہ طلاق پڑ جایا کرے گی، اب اس عورت کو رکھنے کی کوئی صورت نہیں، دوسرا خاوند کر کے اگر اس مرد سے نکاح کرے گی تب بھی طلاق پڑ جائے گی۔

مسئلہ (۳): کسی نے کہا: ''جس عورت سے نکاح کروں اس کو طلاق'' تو جس سے نکاح کرے گا اس پر طلاق پڑ جائے گی، البتہ طلاق پڑنے کے بعد اگر پھر اسی عورت سے نکاح کر لیا تو طلاق نہیں پڑی۔

مسئلہ (۴): کسی غیر عورت سے جس سے ابھی نکاح نہیں کیا ہے اس طرح کہا: ''اگر تو فلانا کام کرے تو تجھ کو طلاق'' اس کا کچھ اعتبار نہیں، اگر اس سے نکاح کر لیا اور نکاح کے بعد اس نے وہی کام کیا تب بھی طلاق نہیں پڑی، کیوں کہ غیر عورت کو طلاق دینے کی یہی صورت ہے کہ یوں کہے: ''اگر تجھ سے نکاح کروں تو طلاق؛'' کسی اور طرح طلاق نہیں پڑ سکتی۔

مسئلہ (۵): اور اگر اپنی بیوی سے کہا: ''اگر تو فلانا کام کرے تو تجھ کو طلاق، اگر تو میرے پاس سے جائے تو تجھ کو طلاق، اگر تو اس گھر میں جائے تو تجھ کو طلاق'' یا اور کسی بات کے ہونے پر طلاق دی تو جب وہ کام کرے گی تب طلاق پڑ جائے گی، اگر نہ کرے گی تو نہ پڑے گی اور طلاق رجعی پڑے گی جس میں بغیر نکاح بھی روک رکھنے کا اختیار ہوتا ہے، البتہ اگر کوئی گول لفظ کہتا جیسے یوں کہے: ''اگر تو فلانا کام کرے تو مجھے تجھ سے کچھ واسطہ نہیں'' تو جب وہ کام کرے گی تب طلاق بائن پڑے گی، بشرطیکہ مرد نے اس لفظ کے کہتے وقت طلاق کی نیت کی ہو۔

---

[1] اس عنوان کے تحت بارہ (۱۲) مسائل مذکور ہیں۔

مسئلہ (۶): اگر یوں کہا: ''اگر فلانا کام کرے تو تجھ کو دو طلاق یا تین طلاق'' تو جتنی طلاق کہی اتنی پڑیں گی۔

مسئلہ (۷): اپنی بیوی سے کہا تھا: ''اگر اس گھر میں جائے تو تجھ کو طلاق'' اور وہ چلی گئی اور طلاق پڑ گئی، پھر عدت کے اندر اندر اس نے روک رکھا یا پھر سے نکاح کر لیا تو اب پھر گھر میں جانے سے طلاق نہ پڑے گی، البتہ اگر یوں کہا ہو: ''جتنی مرتبہ اس گھر میں جائے ہر مرتبہ تجھ کو طلاق'' یا یوں کہا ہو: ''جب کبھی تو گھر میں جائے ہر مرتبہ تجھ کو طلاق'' تو اس صورت میں عدت کے اندر یا پھر نکاح کر لینے کے بعد دوسری مرتبہ گھر میں جانے سے دوسری طلاق ہو گئی، پھر عدت کے اندر یا تیسرے نکاح کے بعد اگر تیسری دفعہ گھر میں جائے گی تو تیسری طلاق پڑ جائے گی، اب تین طلاق کے بعد اس سے نکاح درست نہیں، البتہ اگر دوسرا خاوند کر کے پھر اسی مرد سے نکاح کرے تو اب اس گھر میں جانے سے طلاق نہ پڑے گی۔

مسئلہ (۸): کسی نے اپنی عورت سے کہا: ''اگر تو فلانا کام کرے تو تجھ کو طلاق'' ابھی اس نے وہ کام نہیں کیا تھا کہ اس نے اپنی طرف سے ایک اور طلاق دے دی اور چھوڑ دیا اور کچھ مدت بعد پھر اسی عورت سے نکاح کیا اور اس نکاح کے بعد اب اس نے وہی کام کیا تو پھر طلاق پڑ گئی، البتہ اگر طلاق پانے اور عدت گزر جانے کے بعد اس نکاح سے پہلے اس نے وہی کام کر لیا ہو تو اب اس نکاح کے بعد اس کام کے کرنے سے طلاق نہ پڑے گی اور اگر طلاق پانے کے بعد عدت کے اندر اس نے وہی کام کیا ہو، تب بھی دوسری طلاق پڑ گئی۔

مسئلہ (۹): کسی نے اپنی عورت کو کہا: ''اگر تجھ کو حیض آئے تو تجھ کو طلاق'' اس کے بعد اس نے خون دیکھا تو ابھی سے طلاق کا حکم نہ لگائیں گے، بل کہ جب پورے تین دن، تین رات خون آتا رہے تو تین دن، تین رات کے بعد یہ حکم لگائیں گے کہ جس وقت سے خون آیا تھا اس وقت طلاق پڑ گئی تھی اور اگر یوں کہا ہو: ''جب تجھ کو ایک حیض آئے تو تجھ کو طلاق'' تو حیض کے ختم ہونے پر طلاق پڑے گی۔

مسئلہ (۱۰): اگر کسی نے بیوی سے کہا: ''اگر تو روزہ رکھے تو تجھ کو طلاق'' تو روزہ رکھتے ہی فوراً طلاق پڑ گئی، البتہ اگر یوں کہا: ''اگر تو ایک روزہ رکھے یا دن بھر کا روزہ رکھے تو تجھ کو طلاق'' تو روزے کے ختم پر طلاق پڑے گی۔ اگر روزہ توڑ ڈالے تو طلاق نہ پڑے گی۔

مسئلہ (۱۱): عورت نے گھر سے باہر جانے کا ارادہ کیا، مرد نے کہا: ''ابھی مت جاؤ'' عورت نہ مانی، اس پر مرد نے کہا: ''اگر تو باہر جائے تو تجھ کو طلاق'' تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ابھی باہر جائے گی تو طلاق پڑے گی اور اگر ابھی نہ گئی

کچھ دیر میں گئی تو طلاق نہ پڑے گی، کیوں کہ اس کا مطلب یہی تھا کہ ابھی نہ جاؤ پھر جانا، یہ مطلب نہیں کہ عمر بھر کبھی نہ جانا۔

مسئلہ (۱۲): کسی نے یوں کہا: ''جس دن تجھ سے نکاح کروں تجھ کو طلاق'' پھر رات کے وقت نکاح کیا تب بھی طلاق پڑ گئی، کیوں کہ بول چال میں اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت تجھ سے نکاح کروں تجھ کو طلاق۔

تمرین

سوال①: نکاح کرنے سے پہلے کسی عورت کو کہا: ''اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے'' یا یوں کہا: ''جتنی مرتبہ تجھ سے نکاح کروں ہر مرتبہ تجھے طلاق'' تو اس عورت کو نکاح میں رکھنے کی کیا صورت ہوگی؟

سوال②: اگر یوں کہا: ''جس عورت سے نکاح کروں اس کو طلاق'' تو کیا یہ شخص زندگی بھر نکاح کر سکے گا؟

سوال③: غیر عورت سے جس سے ابھی نکاح نہیں کیا ہے اس طرح کہا: ''اگر تو فلانا کام کرے تو تجھ کو طلاق'' یا یہ الفاظ اپنی بیوی کو کہے دونوں میں کیا فرق ہے؟

سوال④: اگر بیوی سے یوں کہا: ''جب کبھی تو گھر میں جائے ہر مرتبہ تجھ کو طلاق'' تو کیا کوئی ایسی صورت ممکن ہے کہ بیوی گھر جائے اور طلاق نہ پڑے؟

سوال⑤: کسی نے اپنی بیوی سے کہا: ''اگر تو فلانا کام کرے تو تجھ کو طلاق'' تو اس میں ایسی صورت بتائیں کہ وہ عورت فلانا کام بھی کرے اور اس کو اس کی وجہ سے طلاق بھی نہ پڑے۔

سوال⑥: اگر کسی نے یوں کہا: ''جس دن تجھ سے نکاح کروں تو تجھ کو طلاق'' اور پھر رات کو نکاح کیا تو کیا حکم ہے؟

سوال⑦: عورت نے گھر سے باہر جانے کا ارادہ کیا تو شوہر نے کہا: ''ابھی نہ جاؤ'' عورت نہ مانی، اس پر شوہر نے کہا: ''اگر تو باہر جائے تو تجھ کو طلاق'' تو اس کا حکم کیا ہے؟

باب طلاق المریض

بیمار کے طلاق دینے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): بیماری کی حالت میں کسی نے اپنی عورت کو طلاق دے دی، پھر عورت کی عدت ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اسی بیماری میں مر گیا تو شوہر کے مال سے بیوی کا جتنا حصہ ہوتا ہے اتنا اس عورت کو بھی ملے گا، چاہے ایک طلاق دی ہو یا دو تین اور چاہے طلاق رجعی دی ہو یا بائن، سب کا ایک حکم ہے۔ اگر عدت ختم ہو چکی تھی تب وہ مرا تو حصہ نہ پائے گی۔ اسی طرح اگر مرد اسی بیماری میں نہیں مرا بلکہ اس سے اچھا ہو گیا تھا پھر بیمار ہو گیا، تب بھی حصہ نہ پائے گی، چاہے عدت ختم ہو چکی ہو یا نہ ختم ہوئی ہو۔

مسئلہ (۲): عورت نے طلاق مانگی تھی اس لیے مرد نے طلاق دے دی، تب بھی عورت حصہ پانے کی مستحق نہیں، چاہے عدت کے اندر مرے یا عدت کے بعد، دونوں کا ایک حکم ہے، البتہ اگر طلاقِ رجعی دی ہو اور عدت کے اندر مرے تو حصہ پائے گی۔

مسئلہ (۳): بیماری کی حالت میں عورت سے کہا: ''اگر تو گھر سے باہر جائے تو تجھ کو بائن طلاق ہے'' پھر عورت باہر گئی تو طلاق بائن پڑ گئی تو اس صورت میں حصہ نہ پائے گی کہ اس نے خود ایسا کام کیوں کیا جس سے طلاق پڑی اور اگر یوں کہا: ''اگر تو کھانا کھائے تو تجھ کو طلاقِ بائن ہے'' یا یوں کہا: ''اگر تو نماز پڑھے تو تجھ کو طلاقِ بائن ہے'' ایسی صورت میں اگر وہ عدت کے اندر مر جائے گا تو عورت کو حصہ ملے گا، کیوں کہ عورت کے اختیار سے طلاق نہیں پڑی، کھانا کھانا اور نماز پڑھنا ضروری ہے، اس کو کیسے چھوڑتی اور اگر طلاقِ رجعی دی ہو تو پہلی صورت میں بھی عدت کے اندر اندر مرنے سے حصہ پائے گی۔ غرض طلاق رجعی میں بہر حال حصہ ملتا ہے، بشرطیکہ عدت کے اندر مرا ہو۔

مسئلہ (۴): کسی بھلے چنگے آدمی نے کہا: ''جب تو گھر سے باہر نکلے تو تجھے طلاقِ بائن ہے'' پھر جس وقت وہ گھر سے باہر نکلی اس وقت وہ بیمار تھا اور اسی بیماری میں عدت کے اندر مر گیا، تب بھی حصہ نہ پائے گی۔

مسئلہ (۵): تن درستی کے زمانے میں کہا: ''جب تیرا باپ پردیس سے آئے تو تجھ کو بائن طلاق ہے'' جب وہ پردیس سے آیا اس وقت مرد بیمار تھا اور اسی بیماری میں مر گیا تو حصہ نہ پائے گی اور اگر بیماری کی حالت میں یہ کہا ہو اور اسی میں عدت کے اندر مر گیا ہو تو حصہ پائے گی۔

[1] اس عنوان کے تحت پانچ (۵) مسائل مذکور ہیں۔

تمرین

سوال①: مرد نے بیماری کی حالت میں اپنی عورت کو طلاق دی تو کس صورت میں عورت کو میراث ملے گی اور کس صورت میں نہیں ملے گی وضاحت فرمائیں، نیز بیماری سے کون سی بیماری مراد ہے؟

سوال②: بیماری کی حالت میں کہا: ''اگر تو گھر سے باہر جائے تو تجھ کو طلاق یا اگر تو کھانا کھائے تو تجھ کو طلاق'' اور عورت گھر سے باہر چلی گئی یا کھانا کھا لیا تو کیا میراث سے اسے حصہ ملے گا؟

سوال③: تن درستی کی حالت میں کہا: ''اگر تو گھر سے باہر نکلی تو تجھ کو طلاقِ بائن'' اور جب وہ عورت گھر سے نکلی تو خاوند مریض تھا تو کیا حکم ہے؟

طلاقِ رجعی میں رجعت کر لینے یعنی روک رکھنے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): جب کسی نے رجعی ایک طلاق یا دو طلاقیں دیں تو عدت ختم ہونے سے پہلے پہلے مرد کو اختیار ہے کہ اس کو روک رکھے، پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت نہیں اور عورت چاہے راضی ہو یا راضی نہ ہو اس کو اختیار نہیں ہے اور اگر تین طلاقیں دے دیں تو اس کا حکم اوپر بیان ہو چکا، اس میں یہ اختیار نہیں ہے۔

مسئلہ (۲): رجعت کرنے یعنی روک رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ یا تو صاف صاف زبان سے کہہ دے کہ "میں تجھ کو پھر رکھ لیتا ہوں تجھ کو نہ چھوڑوں گا" یا یوں کہہ دے کہ "میں اپنے نکاح میں تجھ سے رجوع کرتا ہوں" یا عورت سے نہیں کہا کسی اور سے کہا کہ "میں نے اپنی بیوی کو پھر رکھ لیا اور طلاق سے باز آیا" بس اتنا کہہ دینے سے وہ پھر اس کی بیوی ہو گئی۔

مسئلہ (۳): رجعت کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ زبان سے تو کچھ نہیں کہا، لیکن اس سے صحبت کر لی یا اس کا بوسہ لیا، پیار کیا یا جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو ان سب صورتوں میں پھر وہ اس کی بیوی ہو گئی، پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ (۴): جب عورت کا روک رکھنا منظور ہو تو بہتر ہے کہ دو چار لوگوں کو گواہ بنا لے کہ شاید کبھی کچھ جھگڑا پڑے تو کوئی انکار نہ سکے، اگر کسی کو گواہ نہ بنایا تنہائی میں ایسا کر لیا تب بھی صحیح ہے، مطلب تو حاصل ہو ہی گیا۔

مسئلہ (۵): اگر عورت کی عدت گزر چکی تب ایسا چاہا تو کچھ نہیں ہو سکتا، اب اگر عورت منظور کرے اور راضی ہو تو پھر سے نکاح کرنا پڑے گا، بغیر نکاح کیے نہیں رکھ سکتا، اگر وہ رکھے بھی تو عورت کو اس کے پاس رہنا درست نہیں۔

مسئلہ (۶): جس عورت کو حیض آتا ہو اس کے لیے طلاق کی عدت تین حیض ہیں، جب تین حیض پورے ہو چکے تو عدت گزر چکی، جب یہ بات معلوم ہو گئی تو اب سمجھو کہ اگر تیسرا حیض پورے دس دن آیا ہے تب تو جس وقت خون بند ہوا اور دس دن پورے ہوئے اسی وقت عدت ختم ہو گئی اور روک رکھنے کا جو اختیار مرد کو تھا جاتا رہا، چاہے عورت نہا چکی ہو یا ابھی نہ نہائی ہو، اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر تیسرا حیض دس دن سے کم آیا اور خون بند ہو گیا، لیکن ابھی عورت نے غسل نہیں کیا اور نہ کوئی نماز اس کے اوپر واجب ہوئی تو اب بھی مرد کا اختیار باقی ہے، اب بھی (اگر) اپنے قصد سے باز آئے گا تو وہ پھر اس کی بیوی بن جائے گی، البتہ اگر خون بند ہونے پر اس نے غسل کر لیا یا غسل تو نہیں کیا، لیکن

[1] اس عنوان کے تحت گیارہ (۱۱) مسائل مذکور ہیں۔

ایک نماز کا وقت گزر گیا یعنی ایک نماز کی قضا اس کے ذمے واجب ہوگئی، ان دونوں صورتوں میں مرد کا اختیار جاتا رہا، اب بغیر نکاح کیے نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ (۷): جس عورت سے ابھی صحبت نہ کی ہو خواہ تنہائی ہو چکی ہو، اس کو ایک طلاق دینے سے روک رکھنے کا اختیار نہیں رہتا، کیوں کہ اس کو جو طلاق دی جائے بائن پڑتی ہے جیسا اوپر بیان ہو چکا، اس کو خوب یاد رکھو۔

مسئلہ (۸): اگر دونوں ایک جگہ تنہائی میں تو رہے لیکن مرد کہتا ہے کہ "میں نے صحبت نہیں کی" پھر اس اقرار کے بعد طلاق دے دی تو اب طلاق سے باز آنے کا اختیار اس کو نہیں۔

مسئلہ (۹): جس عورت کو ایک یا دو طلاقِ رجعی ملی ہوں جس میں مرد کو طلاق سے باز آنے کا اختیار ہوتا ہے، ایسی عورت کو مناسب ہے کہ خوب بناؤ سنگار کر کے رہا کرے کہ شاید مرد کا جی اس کی طرف جھک پڑے اور رجعت کر لے اور مرد کا قصداً اگر باز آنے کا نہ ہو تو اس کو مناسب ہے کہ جب گھر میں آئے تو کھانس کھنکار کے آئے کہ وہ اپنا بدن اگر کچھ کھلا ہو تو ڈھک لے اور کسی بے موقع جگہ نگاہ نہ پڑے اور جب عدت پوری ہو چکے تو عورت کہیں اور جا کے رہے۔

مسئلہ (۱۰): اگر ابھی رجعت نہ کی ہو تو اس عورت کو اپنے ساتھ سفر میں لے جانا جائز نہیں اور اس عورت کو اس کے ساتھ جانا بھی درست نہیں۔

مسئلہ (۱۱): جس عورت کو ایک یا دو طلاقِ بائن دے دی جس میں روک رکھنے کا اختیار نہیں ہوتا، اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی اور مرد سے نکاح کرنا چاہے تو عدت کے بعد نکاح کرے، عدت کے اندر نکاح درست نہیں اور خود اسی سے نکاح کرنا منظور ہو تو عدت کے اندر بھی ہو سکتا ہے۔

تمرین

سوال①: طلاق کے بعد بیوی کو روک رکھنے کا اختیار کب تک ہے اور رجعت کا طریقہ کیا ہے؟
سوال②: کیا رجوع پر گواہ بنانا ضروری ہے؟
سوال③: جس عورت سے ابھی صحبت نہ کی ہو اور اسے طلاق دے تو اس کے رجوع کا کیا طریقہ ہے؟
سوال④: طلاقِ رجعی کے بعد عورت اور مرد کو کس طرح رہنا چاہیے؟
سوال⑤: اگر رجوع نہ کیا ہو تو عورت کو سفر میں ساتھ لے جانا کیسا ہے؟
سوال⑥: طلاقِ بائن دینے کے بعد عدت کے اندر ہی نکاح کر سکتا ہے؟

باب الإیلاء

بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانے کا بیان[1]

ایلاء کی تعریف اور حکم

مسئلہ (۱): جس نے قسم کھالی اور یوں کہہ دیا: ''خدا کی قسم! اب صحبت نہ کروں گا، خدا کی قسم تجھ سے کبھی صحبت نہ کروں گا، قسم کھاتا ہوں کہ تجھ سے صحبت نہ کروں گا'' یا اور کسی طرح کہا، تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے صحبت نہ کی تو چار مہینے کے گزرنے پر عورت پر طلاقِ بائن پڑ جائے گی، اب بے نکاح کیے میاں بیوی کی طرح نہیں رہ سکتے اور اگر چار مہینے کے اندر ہی اندر اس نے اپنی قسم توڑ ڈالی اور صحبت کر لی تو طلاق نہ پڑے گی، البتہ قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا، ایسی قسم کھانے کو شرع میں ''ایلاء'' کہتے ہیں۔

ایلاء کی کم سے کم مدت

مسئلہ (۲): ہمیشہ کے لیے صحبت نہ کرنے کی قسم نہیں کھائی بل کہ فقط چار مہینے کے لیے قسم کھائی اور یوں کہا: ''اللہ کی قسم! چار مہینے تک تجھ سے صحبت نہ کروں گا'' تو اس سے ایلاء ہوگیا، اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر چار مہینے تک صحبت نہ کرے گا تو طلاقِ بائن پڑ جائے گی اور اگر چار مہینے سے پہلے صحبت کر لے تو قسم کا کفارہ دے اور قسم کے کفارے کا بیان آگے آئے گا۔

مسئلہ (۳): اگر چار مہینے سے کم کے لیے قسم کھائی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں، اس سے ایلاء نہ ہوگا، چار مہینے سے ایک دن بھی کم کر کے قسم کھائے تب بھی ایلاء نہ ہوگا، البتہ جتنے دنوں کی قسم کھائی ہے اتنے دنوں سے پہلے پہلے صحبت کرے گا تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا اور اگر صحبت نہ کی تو عورت کو طلاق نہ پڑے گی اور قسم بھی پوری رہے گی۔

---

[1] ایلاء کے متعلق سات (۷) مسائل مذکور ہیں۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۴): کسی نے فقط چار مہینے کے لیے قسم کھائی، پھر اپنی قسم نہیں توڑی اس لیے چار مہینے کے بعد طلاق پڑ گئی اور طلاق کے بعد پھر اسی مرد سے نکاح ہو گیا تو اب نکاح کے بعد اگر چار مہینے تک صحبت نہ کرے تو کچھ حرج نہیں، اب کچھ نہ ہوگا اور اگر ہمیشہ کے لیے قسم کھالی جیسے یوں کہہ دیا: ''قسم کھاتا ہوں کہ اب تجھ سے صحبت نہ کروں گا'' یا یوں کہا: ''خدا کی قسم! تجھ سے کبھی صحبت نہ کروں گا'' پھر اپنی قسم نہیں توڑی اور چار مہینے کے بعد طلاق پڑ گئی، اس کے بعد پھر اسی سے نکاح کر لیا اور نکاح کے بعد پھر چار مہینے تک صحبت نہیں کی تو اب پھر دوسری طلاق پڑ گئی۔ اگر تیسری مرتبہ پھر اسی سے نکاح کر لیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اس نکاح کے بعد بھی اگر چار مہینے تک صحبت نہ کرے گا تو تیسری طلاق پڑ جائے گی اور اب بغیر دوسرا خاوند کیے اس سے نکاح بھی نہ ہو سکے گا، البتہ اگر دوسرے یا تیسرے نکاح کے بعد صحبت کر لیتا تو قسم ٹوٹ جاتی اور اب کبھی طلاق نہ پڑتی، ہاں قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑتا۔

مسئلہ (۵): اگر اسی طرح آگے پیچھے تینوں نکاحوں میں تین طلاقیں پڑ گئیں، اس کے بعد عورت نے دوسرا خاوند کر لیا، جب اس نے چھوڑ دیا تو عدت ختم کر کے پھر اسی پہلے مرد سے نکاح کر لیا اور اس نے پھر صحبت نہیں کی تو اب طلاق نہ پڑے گی، چاہے جب تک صحبت نہ کرے، لیکن جب کبھی صحبت کرے گا تو قسم کا کفارہ دینا پڑے گا، کیوں کہ قسم تو یہ کھائی تھی کہ کبھی صحبت نہ کروں گا وہ ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۶): اگر عورت کو طلاقِ بائن دے دی پھر اس سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھالی تو ایلاء نہیں ہوا، اب پھر سے نکاح کرنے کے بعد اگر صحبت نہ کرے تو طلاق نہ پڑے گی، لیکن جب صحبت کرے گا تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا اور اگر طلاقِ رجعی دے دینے کے بعد عدت کے اندر ایسی قسم کھائی تو ایلاء ہو گیا، اب اگر رجعت کر لے اور صحبت نہ کرے تو چار مہینے کے بعد طلاق پڑ جائے گی اور اگر صحبت کرے تو قسم کا کفارہ دے۔

مسئلہ (۷): خدا کی قسم نہیں کھائی بل کہ یوں کہا: ''اگر تجھ سے صحبت کروں تو تجھ کو طلاق ہے'' تب بھی ایلاء ہو گیا، صحبت کرے گا تو رجعی طلاق پڑ جائے گی اور قسم کا کفارہ اس صورت میں نہ دینا پڑے گا اور اگر صحبت نہ کی تو چار مہینے کے بعد طلاقِ بائن پڑ جائے گی اور اگر یوں کہا: ''اگر تجھ سے صحبت کروں تو میرے ذمے ایک حج ہے یا ایک روزہ ہے یا ایک روپیہ کی خیرات ہے یا ایک قربانی ہے'' تو ان سب صورتوں میں بھی ایلاء ہو گیا۔ اگر صحبت کرے گا تو جو بات کہی ہے وہ کرنا پڑے گی اور کفارہ نہ دینا پڑے گا اور اگر صحبت نہ کی تو چار مہینے بعد طلاق پڑ جائے گی۔

باب الخُلع

خُلع کا بیان[1]

خُلع کی تعریف اور حکم

مسئلہ (۱): اگر میاں بیوی میں کسی طرح نباہ نہ ہو سکے اور مرد طلاق بھی نہ دیتا ہو تو عورت کو جائز ہے کہ کچھ مال دے کر یا اپنا مہر دے کر اپنے مرد سے کہے کہ ''اتنا روپیہ لے کر میری جان چھوڑ دے'' یا یوں کہے ''جو میرا مہر تیرے ذمے ہے اس کے عوض میں میری جان چھوڑ دے'' اس کے جواب میں مرد کہے ''میں نے چھوڑ دی'' تو اس سے عورت پر ایک طلاقِ بائن پڑ گئی، روک رکھنے کا اختیار مرد کو نہیں ہے، البتہ اگر مرد نے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے جواب نہیں دیا بلکہ اٹھ کھڑا ہوا یا مرد تو نہیں اٹھا عورت اٹھ کھڑی ہوئی تب مرد نے کہا: ''اچھا میں نے چھوڑ دی'' تو اس سے کچھ نہیں ہوا، جواب سوال دونوں ایک ہی جگہ ہونے چاہییں، اس طرح جان چھڑانے کو شریعت میں ''خُلع'' کہتے ہیں۔

مسئلہ (۲): مرد نے کہا: ''میں نے تجھ سے خلع کیا'' عورت نے کہا: ''میں نے قبول کیا'' تو خلع ہو گیا، البتہ اگر عورت نے اسی جگہ جواب نہ دیا ہو وہاں سے کھڑی ہو گئی ہو یا عورت نے قبول ہی نہیں کیا تو کچھ نہیں ہوا، لیکن عورت اگر اپنی جگہ بیٹھی رہی اور مرد یہ کہہ کر کھڑا ہوا اور عورت نے اس کے اٹھنے کے بعد قبول کیا تب بھی خلع ہو گیا۔

خُلع میں مال کا ذکر نہ کرنا

مسئلہ (۳): مرد نے فقط اتنا کہا: ''میں نے تجھ سے خلع کیا'' اور عورت نے قبول کر لیا، روپے پیسے کا ذکر نہ مرد نے کیا نہ عورت نے، تب بھی جو حق مرد کا عورت پر ہے اور جو حق عورت کا مرد پر ہے سب معاف ہوا۔ اگر مرد کے ذمے مہر باقی ہو تو وہ بھی معاف ہو گیا اور اگر عورت پا چکی ہے تو خیر اب اس کا پھیرنا واجب نہیں، البتہ عدت کے ختم ہونے تک روٹی کپڑا اور رہنے کا گھر دینا پڑے گا، ہاں اگر عورت نے کہہ دیا ہو کہ عدت کا روٹی کپڑا اور رہنے کا گھر بھی تجھ سے نہ لوں گی تو وہ بھی معاف ہو گیا۔

---

[1] اس باب میں گیارہ (۱۱) مسائل مذکور ہیں۔

خُلع میں مال کا ذکر کرنا

مسئلہ (۴): اور اگر اس کے ساتھ کچھ مال کا بھی ذکر کر دیا، جیسے یوں کہا: ''سو روپے کے عوض میں نے تجھ سے خلع کیا'' پھر عورت نے قبول کر لیا تو خلع ہو گیا، اب عورت کے ذمے سو روپے دینے واجب ہو گئے۔ اپنا مہر پا چکی ہو تب بھی سو روپے دینے پڑیں گے اور اگر مہر ابھی نہ پایا ہو تب بھی دینے پڑیں گے اور مہر بھی نہ ملے گا، کیوں کہ وہ بوجہ خلع معاف ہو گیا۔

خُلع میں شوہر کا مال لینا

مسئلہ (۵): خلع میں اگر مرد کا قصور ہو تو مرد کو روپیہ اور مال لینا یا جو مہر مرد کے ذمے ہے اس کے عوض میں خلع کرنا بڑا گناہ ہے اور حرام ہے، اگر کچھ مال لے لیا تو اس کو اپنے خرچ میں لانا بھی حرام ہے اور اگر عورت ہی کا قصور ہو تو جتنا مہر دیا ہے اس سے زیادہ مال نہ لینا چاہیے۔ بس مہر ہی کے عوض میں خلع کر لے، اگر مہر سے زیادہ لے لیا تو بھی خیر بے جا تو ہوا لیکن کچھ گناہ نہیں۔

مسئلہ (۶): عورت خلع کرنے پر راضی نہ تھی، مرد نے اس پر زبردستی کی اور خلع کرنے پر مجبور کیا یعنی مار پیٹ کر دھمکا کر خلع کیا تو طلاق پڑ گئی، لیکن مال عورت پر واجب نہیں ہوا اور اگر مرد کے ذمے مہر باقی ہو تو وہ بھی معاف نہیں ہوا۔

مال کے عوض طلاق دینا

مسئلہ (۷): یہ سب باتیں اس وقت ہیں جب خلع کا لفظ کہا ہو یا یوں کہا ہو: ''سو روپے پر یا ہزار روپے کے عوض میں میری جان چھوڑ دے'' یا یوں کہا: ''میرے مہر کے عوض میں مجھ کو چھوڑ دے'' اور اگر اس طرح نہیں کہا بل کہ طلاق کا لفظ کہا جیسے یوں کہے: ''سو روپے کے عوض میں مجھے طلاق دے دے'' تو اس کو خلع نہ کہیں گے، اگر مرد نے اس مال کے عوض طلاق دے دی تو ایک طلاق بائن پڑ گئی اور اس میں کوئی حق معاف نہیں ہوا، نہ وہ حق معاف ہوئے جو مرد کے اوپر ہیں، نہ وہ جو عورت پر ہیں۔ مرد نے اگر مہر نہ دیا ہو تو وہ بھی معاف نہیں ہوا، عورت اس کی دعوے دار ہو سکتی ہے اور مرد یہ سو روپے عورت سے لے لے گا۔

مسئلہ (۸): مرد نے کہا: ''میں نے سو روپے کے عوض میں طلاق دی'' تو عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہے، اگر نہ قبول کرے تو نہ پڑے گی اور اگر قبول کر لے تو ایک طلاقِ بائن پڑ گئی، لیکن اگر جگہ بدل جانے کے بعد قبول کیا تو طلاق نہیں پڑی۔

مسئلہ (۹): عورت نے کہا: ''مجھے طلاق دے دے'' مرد نے کہا: ''تو اپنا مہر وغیرہ اپنے سب حق معاف کر دے تو طلاق دے دوں'' اس پر عورت نے کہا: ''اچھا میں نے معاف کیا'' اس کے بعد مرد نے طلاق نہیں دی تو کچھ معاف نہیں ہوا اور اگر اسی مجلس میں طلاق دے دی تو معاف ہو گیا۔

مسئلہ (۱۰): عورت نے کہا: ''تین سو روپے کے عوض میں مجھ کو تین طلاقیں دے دے۔'' اس پر مرد نے ایک ہی طلاق دی تو فقط ایک سو روپے مرد کو ملے گا اور اگر دو طلاقیں دی ہوں تو دو سو روپے اور اگر تینوں دے دیں تو پورے تین سو روپے عورت سے دلائے جائیں گے اور سب صورتوں میں طلاقِ بائن پڑے گی، کیوں کہ مال کا بدلہ ہے۔

مسئلہ (۱۱): نابالغ لڑکا اور دیوانہ پاگل آدمی اپنی بیوی سے خلع نہیں کر سکتا۔

تمرین

سوال ①: ''ایلاء'' کسے کہتے ہیں اور ایلاء کا حکم کیا ہے؟

سوال ②: اگر چار ماہ سے کم کی قسم کھائی تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: اگر اللہ کی قسم نہیں کھائی بل کہ یوں کہا: ''اگر تجھ سے صحبت کروں تو تجھ کو طلاق ہے'' یا یوں: ''اگر تجھ سے صحبت کروں تو میرے ذمے ایک حج یا ایک روزہ یا ایک روپیہ کی خیرات ہے'' تو کیا حکم ہے؟

سوال ④: ''خلع'' کسے کہتے ہیں؟

سوال ⑤: اگر عورت راضی نہ ہو اور مرد زبردستی مار پیٹ کر خلع پر مجبور کرے تو اس صورت میں طلاق ہوگی یا نہیں؟

سوال ⑥: خلع اور طلاق میں کیا فرق ہے؟

سوال ⑦: کیا نابالغ لڑکا اور دیوانہ آدمی اپنی بیوی سے خُلع کر سکتا ہے؟

سوال ⑧: اگر خلع میں مرد کا قصور ہو تو کیا مرد کے لیے روپے وغیرہ لینا شرعاً درست ہے؟

سوال ⑨: مرد کے یا عورت کے جواب دینے سے پہلے جگہ بدلنے سے کیا خلع ہو جائے گا؟

باب الظہار

بیوی کو ماں کے برابر کہنے کا بیان[1]

ظہار کی تعریف

مسئلہ (۱): کسی نے اپنی بیوی سے کہا: ''تو میری ماں کے برابر ہے'' یا یوں کہا: ''تو میرے لیے ماں کے برابر ہے، تو میرے حساب (یعنی نزدیک) ماں کے برابر ہے، اب تو میرے نزدیک ماں کے مثل ہے، ماں کی طرح ہے۔'' تو دیکھو اس کا کیا مطلب ہے؟ اگر یہ مطلب لیا کہ تعظیم میں بزرگی میں ماں کے برابر ہے، یا یہ مطلب لیا کہ تو بالکل بڑھیا ہے عمر میں میری ماں کے برابر ہے تب تو اس کہنے سے کچھ نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر اس کے کہتے وقت کچھ نیت نہیں کی اور کوئی مطلب نہیں لیا، یوں ہی بک دیا تب بھی کچھ نہیں ہوا اور اگر اس کہنے سے طلاق دینے اور چھوڑنے کی نیت کی ہے تو اس کو طلاقِ بائن پڑ گئی اور اگر طلاق دینے کی بھی نیت نہیں تھی اور عورت کا چھوڑنا بھی مقصود نہیں تھا، بل کہ مطلب فقط اتنا ہے کہ ''اگرچہ تو میری بیوی ہے اپنے نکاح سے تجھ کو الگ نہیں کرتا، لیکن اب تجھ سے کبھی صحبت نہ کروں گا، تجھ سے صحبت کرنے کو اپنے اوپر حرام کر لیا، بس روٹی کپڑا لے اور پڑی رہ۔'' غرض کہ اس کے چھوڑنے کی نیت نہیں، فقط صحبت کرنے کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے تو اس کو شریعت میں ''ظِہار'' کہتے ہیں۔

ظِہار کا حکم

اس کا حکم یہ ہے کہ وہ عورت رہے گی تو اسی کے نکاح میں لیکن مرد جب تک اس کا کفارہ نہ ادا کرے تب تک صحبت کرنا یا جوانی کی خواہش کے ساتھ ہاتھ لگانا، منہ چومنا، پیار کرنا حرام ہے، جب تک کفارہ نہ دے گا تب تک وہ عورت اس پر حرام رہے گی، چاہے جے (جتنے) برس گزر جائیں، جب کفارہ دے دے تو دونوں میاں بیوی کی طرح رہیں، پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت نہیں اور اس کا کفارہ اسی طرح دیا جاتا ہے جس طرح روزہ توڑنے کا کفارہ دیا جاتا ہے۔

---

[1] اس باب میں بیس (۲۰) مسائل مذکور ہیں۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۲): اگر کفارہ دینے سے پہلے ہی صحبت کر لی تو بڑا گناہ ہوا، اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرے اور اب سے پکا ارادہ کرے کہ اب بغیر کفارہ دیے پھر کبھی صحبت نہ کروں گا اور عورت کو چاہیے کہ جب تک مرد کفارہ نہ دے تب تک اس کو اپنے پاس نہ آنے دے۔

مسئلہ (۳): اگر بہن کے برابر یا بیٹی یا پھوپی یا اور کسی ایسی عورت کے برابر کہا جس کے ساتھ نکاح ہمیشہ حرام ہوتا ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ (۴): کسی نے کہا: ''تو میرے لیے سور کے برابر ہے'' تو اگر طلاق دینے اور چھوڑنے کی نیت تھی تب تو طلاق پڑ گئی اور اگر ظہار کی نیت کی یعنی یہ مطلب لیا کہ طلاق تو نہیں دیتا لیکن صحبت کرنے کو اپنے اوپر حرام کیے لیتا ہوں تو کچھ نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر کچھ نیت نہ کی ہو تب بھی کچھ نہیں ہوا۔

مسئلہ (۵): اگر ظہار میں چار مہینے یا اس سے زیادہ مدت تک صحبت نہ کی اور کفارہ نہ دیا تو طلاق نہیں پڑی، اس سے ایلاء نہیں ہوتا۔

مسئلہ (۶): جب تک کفارہ نہ دے تب تک دیکھنا، بات چیت کرنا حرام نہیں، البتہ پیشاب کی جگہ کو دیکھنا درست نہیں۔

مسئلہ (۷): اگر ہمیشہ کے لیے ظہار نہیں کیا بل کہ کچھ مدت مقرر کر دی جیسے یوں کہا: ''سال بھر کے لیے یا چار مہینے کے لیے تو میرے لیے ماں کے برابر ہے'' تو جتنی مدت مقرر کی ہے اتنی مدت تک ظہار رہے گا، اگر اس مدت کے اندر صحبت کرنا چاہے تو کفارہ دے اور اگر اس مدت کے بعد صحبت کرے تو کچھ نہ دینا پڑے گا، عورت حلال ہو جائے گی۔

مسئلہ (۸): ظہار میں بھی اگر فوراً ان شاء اللہ کہہ دیا تو کچھ نہیں ہوا۔

مسئلہ (۹): نابالغ لڑکا اور دیوانہ پاگل آدمی ظہار نہیں کر سکتا، اگر کرے گا تو کچھ نہ ہوگا، اسی طرح اگر کوئی غیر عورت سے ظہار کرے جس سے ابھی نکاح نہیں کیا ہے تو بھی کچھ نہیں ہوا، اب اس سے نکاح کرنا درست ہے۔

مسئلہ (۱۰): ظہار کا لفظ اگر کئی مرتبہ کہے جیسے دو مرتبہ یا تین مرتبہ یہی کہا کہ ''تو میرے لیے ماں کے برابر ہے'' تو جتنی مرتبہ کہا ہے اتنے ہی کفارے دینے پڑیں گے، البتہ اگر دوسرے اور تیسرے مرتبہ کہنے سے خوب مضبوط اور پکے ہو جانے کی نیت کی ہو، نئے سرے سے ظہار کرنا مقصود نہ ہو تو ایک ہی کفارہ دے۔

مسئلہ (۱۱): اگر کئی عورتوں سے ایسا کہا تو جتنی بیویاں ہوں اتنے کفارے دے۔

مسئلہ (۱۲): اگر ”برابر“ کا لفظ نہیں کہا نہ ”مثل“ اور ”طرح“ کا لفظ کہا بل کہ یوں کہا: ”تو میری ماں ہے“ یا یوں کہا: ”تو میری بہن ہے“ تو اس سے کچھ نہیں ہوا، عورت حرام نہیں ہوئی، لیکن ایسا کہنا برا اور گناہ ہے، اسی طرح پکارتے وقت یوں کہنا ”میری بہن فلانا کام کردو“ یہ بھی برا ہے مگر اس سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔

مسئلہ (۱۳): کسی نے یوں کہا: ”اگر تجھ کو رکھوں تو ماں کو رکھوں“ یا یوں کہا: ”اگر تجھ سے صحبت کروں تو گویا ماں سے کروں“ اس سے کچھ نہیں ہوا۔

مسئلہ (۱۴): اگر یوں کہا: ”تو میرے لیے ماں کی طرح حرام ہے“ تو اگر طلاق دینے کی نیت ہو تو طلاق پڑے گی اور اگر ظہار کی نیت کی ہو یا کچھ نیت نہ کی تو ظہار ہو جائے گا، کفارہ دے کر صحبت کرنا درست ہے۔

ظہار کے کفارے کا بیان

مسئلہ (۱۵): ظہار کا کفارہ اسی طرح ہے جس طرح روزہ توڑنے کا کفارہ ہے، دونوں میں کچھ فرق نہیں، وہاں ہم نے خوب کھول کھول کے بیان کیا ہے، وہی نکال کر دیکھ لو، اب یہاں بعض ضروری باتیں جو وہاں نہیں بیان ہوئیں ہم بیان کرتے ہیں۔

مسئلہ (۱۶): اگر طاقت ہو تو مرد ساٹھ (۶۰) روزے لگاتار رکھے، بیچ میں کوئی روزہ چھوٹنے نہ پائے اور جب تک روزے ختم نہ ہو چکیں تب تک عورت سے صحبت نہ کرے، اگر روزے ختم ہونے سے پہلے اسی عورت سے صحبت کرلی تو اب سب روزے پھر سے رکھے، چاہے دن کو اس عورت سے صحبت کی ہو یا رات کو اور چاہے قصداً ایسا کیا ہو یا بھولے سے، سب کا ایک ہی حکم ہے۔

مسئلہ (۱۷): اگر شروع مہینہ یعنی پہلی تاریخ سے روزے رکھنا شروع کیے تو پورے دو مہینے روزے رکھ لے، چاہے پورے ساٹھ (۶۰) دن ہوں ورنہ تیس تیس دن کا مہینہ ہو یا اس سے کم دن ہوں، دونوں طرح کفارہ ادا ہو جائے گا اور اگر پہلی تاریخ سے روزے رکھنا نہیں شروع کیے تو پورے ساٹھ (۶۰) دن روزے رکھے۔

مسئلہ (۱۸): اگر کفارہ روزے سے ادا کر رہا تھا اور کفارہ پورا ہونے سے پہلے دن کو یا رات کو بھولے سے ہم بستر ہو گیا تو کفارہ دوہرانا پڑے گا۔

مسئلہ (۱۹): اگر روزے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ (۶۰) فقیروں کو دو وقتہ کھانا کھلائے یا کچا اناج دے دے، اگر سب فقیروں کو ابھی نہیں کھلا چکا تھا کہ بیچ میں صحبت کر لی تو گناہ تو ہوا مگر اس صورت میں کفارہ دوہرانا نہ پڑے گا اور کھانا کھلانے کی سب وہی صورت ہے جو وہاں بیان ہو چکی۔

مسئلہ (۲۰): کسی کے ذمے ظہار کے دو کفارے تھے، اس نے ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو چار چار سیر گیہوں دے دیے اور یہ سمجھا کہ ہر کفارے سے دو دو سیر دیتا ہوں، اس لیے دونوں کفارے ادا ہو گئے، تب بھی ایک ہی کفارہ ادا ہوا، دوسرا کفارہ پھر دے اور اگر ایک کفارہ روزہ توڑنے کا تھا دوسرا ظہار کا، اس میں ایسا کیا تو دونوں ادا ہو گئے۔

تمرین

سوال ①: ''ظہار'' کسے کہتے ہیں اور اس کا حکم کیا ہے؟

سوال ②: اگر بیوی کو بہن، بیٹی، پھوپھی کے برابر کہا تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: اگر صرف یہ کہا کہ ''تو میری ماں ہے،'' یا بہن کہہ کر پکارا، یا ''اگر تجھ کو رکھوں تو ماں کو رکھوں'' یا ''اگر تجھ سے صحبت کروں تو گویا ماں سے کروں'' تو ان تمام صورتوں کا کیا حکم ہے؟

سوال ④: اگر ظہار کے الفاظ کئی مرتبہ کہے تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: ظہار کا کفارہ کیا ہے؟

سوال ⑥: اگر روزوں کے درمیان بھولے سے رات کو جماع کر لے تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑦: اگر کسی کے ذمے ظہار کے دو کفارے تھے اور اُس نے ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو چا چار سیر گیہوں دیے تو کیا دونوں کفارے ادا ہو جائیں گے؟

باب اللعان

لعان کا بیان

مسئلہ: جب کوئی اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے یا جو لڑکا پیدا ہوا اس کو کہے کہ ''یہ میرا لڑکا نہیں، نہ معلوم کس کا ہے'' تو اس کا حکم یہ ہے کہ عورت قاضی اور شرعی حاکم کے پاس فریاد کرے تو حاکم دونوں سے قسم لے، پہلے شوہر سے اس طرح کہلائے ''میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جو تہمت میں نے اس کو لگائی ہے اس میں میں سچا ہوں'' چار مرتبہ اسی طرح شوہر کہے، پھر پانچویں مرتبہ کہے: ''اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔'' جب مرد پانچویں مرتبہ کہہ چکے تو عورت چار مرتبہ اس طرح کہے: ''میں اللہ کو گواہ کر کے کہتی ہوں کہ اس نے جو تہمت مجھے لگائی ہے اس تہمت میں یہ جھوٹا ہے'' اور پانچویں مرتبہ کہے: ''اگر اس تہمت لگانے میں یہ سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب ٹوٹے۔'' جب دونوں قسم کھالیں تو حاکم دونوں میں جدائی کرادے گا اور ایک طلاقِ بائن پڑ جائے گی اور اب یہ لڑکا باپ کا نہ کہا جائے گا، ماں کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اس قسما قسمی کو شرع میں ''لعان'' کہتے ہیں۔

باب ثبوت النسب

لڑکے کے حلالی ہونے کا بیان[1]

شادی شدہ عورت کے بچے کا نسب خود بخود ثابت ہونا

مسئلہ (۱): جب کسی شوہر والی عورت کے اولاد ہوگی تو وہ اسی کے شوہر کی کہلائے گی، کسی شبہ پر یہ کہنا کہ یہ لڑکا اس کے میاں کا نہیں ہے بل کہ فلانے کا ہے درست نہیں اور اس لڑکے کو حرامی کہنا بھی درست نہیں۔ اگر اسلام کی حکومت ہو تو ایسا کہنے والے کو کوڑے مارے جائیں۔

مدتِ حمل کا بیان

مسئلہ (۲): حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہیں اور زیادہ سے زیادہ دو برس، یعنی کم سے کم چھ مہینے بچہ پیٹ میں رہتا ہے، پھر پیدا ہوتا ہے، چھ مہینے سے پہلے نہیں پیدا ہوتا اور زیادہ سے زیادہ دو برس پیٹ میں رہ سکتا ہے، اس سے زیادہ پیٹ میں نہیں رہ سکتا ہے۔

ثبوتِ نسب میں شریعت کی وسعت

مسئلہ (۳): شریعت کا قاعدہ ہے کہ جب تک ہوسکے تب تک بچے کو حرامی نہ کہیں گے، جب بالکل مجبوری ہو جائے تب حرامی ہونے کا حکم لگادیں گے اور عورت کو گناہ گار ٹھہرائیں گے۔

طلاقِ رجعی کے بعد ولادت

مسئلہ (۴): کسی نے اپنی بیوی کو طلاقِ رجعی دے دی، پھر دو برس سے کم میں اس کا کوئی بچہ پیدا ہوا تو (وہ) لڑکا اسی

[1] اس باب میں دس (۱۰) مسائل مذکور ہیں۔

شوہر کا ہے، اس کو حرامی کہنا درست نہیں، شریعت سے اس کا نسب ٹھیک ہے، اگر دو برس سے ایک دن بھی کم ہو تب بھی یہی حکم ہے، ایسا سمجھیں گے کہ طلاق سے پہلے کا پیٹ ہے اور دو برس تک بچہ پیٹ میں رہا اور اب بچہ ہونے کے بعد اس کی عدت ختم ہوئی اور نکاح سے الگ ہوئی، ہاں! اگر وہ عورت اس جننے سے پہلے خود ہی اقرار کر چکی ہو کہ میری عدت ختم ہوگئی تو مجبوری ہے، اب یہ بچہ حرامی ہے، بل کہ ایسی عورت کا اگر دو برس کے بعد بچہ ہوا اور ابھی تک عورت نے اپنی عدت ختم ہونے کا اقرار نہیں کیا ہے تب بھی وہ بچہ اسی شوہر ہی کا ہے، چاہے جتنے برس میں ہوا ہو اور ایسا سمجھیں گے کہ طلاق دے دینے کے بعد عدت میں صحبت کی تھی اور طلاق سے باز آ گیا تھا، اس لیے وہ عورت اب بچہ پیدا ہونے کے بعد اسی کی بیوی ہے اور نکاح دونوں کا نہیں ٹوٹا۔ اگر مرد کا بچہ نہ ہو تو وہ کہہ دے کہ میرا نہیں ہے اور جب انکار کرے گا تو لعان کا حکم ہوگا۔

طلاقِ بائن کے بعد ولادت

مسئلہ (۵): اگر طلاقِ بائن دے دی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دو برس کے اندر اندر (بچہ) پیدا ہو تب تو اسی مرد کا ہوگا اور اگر دو برس کے بعد ہو تو وہ حرامی ہے، ہاں اگر دو برس کے بعد پیدا ہونے پر بھی مرد دعویٰ کرے کہ یہ بچہ میرا ہے تو حرامی نہ ہوگا اور ایسا سمجھیں گے کہ عدت کے اندر دھوکے سے صحبت کر لی ہوگی اس سے پیٹ رہ گیا۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۶): اگر نابالغ لڑکی کو طلاق مل گئی جو ابھی جوان تو نہیں ہوئی، لیکن جوانی کے قریب ہوگئی ہے، پھر طلاق کے بعد پورے نو مہینے میں بچہ پیدا ہو تو وہ حرامی ہے اور اگر نو مہینے سے کم میں پیدا ہوا تو شوہر کا ہے، البتہ وہ لڑکی عدت کے اندر ہی یعنی تین مہینے سے پہلے اقرار کر لے کہ مجھ کو پیٹ ہے تو وہ بچہ حرامی نہ ہوگا، دو برس کے اندر اندر پیدا ہونے سے باپ کا کہلائے گا۔

مسئلہ (۷) کسی کا شوہر مر گیا تو مرنے کے وقت سے اگر دو برس کے اندر بچہ پیدا ہو تو وہ حرامی نہیں بل کہ شوہر کا بچہ ہے، ہاں! اگر وہ عورت اپنی عدت ختم ہو جانے کا اقرار کر چکی ہو تو مجبوری ہے، اب حرامی کہا جائے گا اور اگر دو برس کے بعد پیدا ہو تب بھی حرامی ہے۔

تنبیہ: ان مسئلوں سے معلوم ہوا کہ جاہل لوگوں کی جو عادت ہے کہ کسی کے مرنے کے بعد نو مہینے سے ایک دو مہینے بھی زیادہ گزر کر بچہ پیدا ہو تو اس عورت کو بدکار سمجھتے ہیں، یہ بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ (۸): نکاح کے بعد چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو وہ حرامی ہے اور اگر پورے چھ مہینے یا اس سے زیادہ مدت میں ہوا ہو تو وہ شوہر کا ہے، اس پر بھی شبہ کرنا گناہ ہے، البتہ اگر شوہر انکار کرے اور کہے کہ میرا نہیں ہے تو لِعَان کا حکم ہوگا۔

مسئلہ (۹): نکاح ہوگیا لیکن ابھی (رواج کے موافق) رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ بچہ پیدا ہوگیا (اور شوہر انکار نہیں کرتا کہ میرا بچہ نہیں ہے) تو وہ بچہ شوہر ہی کا سمجھا جائے گا، حرامی نہیں سمجھا جائے گا اور (دوسروں کو) اس کا حرامی کہنا درست نہیں، اگر شوہر کا نہ ہو تو وہ انکار کرے اور انکار کرنے پر لِعَان کا حکم ہوگا۔

مسئلہ (۱۰): میاں پردیس میں ہے اور مدت ہوگئی، برسیں گزر گئیں کہ گھر نہیں آیا اور یہاں لڑکا پیدا ہوگیا (اور شوہر اس کو اپنا ہی بتاتا ہے) تب بھی وہ (ازروئے قانونِ شرع) حرامی نہیں، اسی شوہر کا ہے، البتہ اگر شوہر خبر پاکر انکار کرے گا تو لِعَان کا حکم ہوگا۔

تمرین

سوال ①: ''لعان'' کسے کہتے ہیں اور اس کا طریقہ اور حکم ذکر کریں؟

سوال ②: کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدتِ حمل کتنی ہے؟

سوال ③: اگر نابالغ لڑکی کو طلاق مل گئی اور نو (۹) ماہ کے اندر بچہ پیدا ہوا تو کیا حکم ہے؟

سوال ④: اگر کسی عورت کا شوہر مر گیا اور مرنے کے وقت سے دو برس کے بعد بچہ پیدا ہوا تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: نکاح ہوا اور ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ بچہ پیدا ہوا تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑥: میاں پردیس میں ہے اور مدّت ہوگئی، برسوں گزر گئے کہ گھر نہیں آیا اور یہاں بچہ پیدا ہوا تو کیا حکم ہے۔

باب الحضانة

اولاد کی پرورش کا بیان[1]

مسئلہ (۱): میاں بیوی میں جدائی ہوگئی اور طلاق مل گئی اور گود میں بچہ ہے تو اس کی پرورش کا حق ماں کو ہے، باپ اس کو نہیں چھین سکتا، لیکن بچے کا سارا خرچ باپ ہی کو دینا پڑے گا اور اگر ماں خود پرورش نہ کرے، باپ کے حوالے کر دے تو باپ کو لینا پڑے گا، عورت کو زبردستی نہیں دے سکتا۔

مسئلہ (۲): اگر ماں نہ ہو، یا ہے تو، لیکن اس نے بچے کے لینے سے انکار کر دیا تو پرورش کا حق نانی اور پرنانی کو ہے، ان کے بعد دادی اور پردادی کو، یہ بھی نہ ہوں تو سگی بہنوں کا حق ہے کہ وہ اپنے بھائی کی پرورش کریں، سگی بہنیں نہ ہوں تو سوتیلی بہنیں، مگر جو بہنیں ایسی ہوں کہ ان کی اور اس بچے کی ماں ایک ہو وہ پہلے ہیں اور جو بہنیں ایسی ہوں کہ ان کا اور اس بچے کا باپ ایک ہے وہ پیچھے ہیں، پھر خالہ، پھر پھوپی۔

مسئلہ (۳): اگر ماں نے کسی ایسے مرد سے نکاح کر لیا جو بچے کا محرم رشتہ دار نہیں، یعنی اس رشتے میں ہمیشہ کے لیے نکاح حرام نہیں ہوتا تو اب اس بچے کی پرورش کا حق نہیں رہا، البتہ اگر اسی بچے کے کسی ایسے رشتہ دار سے نکاح کیا جس سے نکاح درست نہیں ہوتا، جیسے اس کے چچا سے نکاح کر لیا یا ایسا ہی کوئی رشتہ ہو تو ماں کا حق باقی ہے، ماں کے سوا کوئی اور عورت جیسے بہن خالہ وغیرہ غیر مرد سے نکاح کر لے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اب اس بچے کی پرورش کا حق نہیں رہا۔

مسئلہ (۴): غیر مرد سے نکاح کر لینے کی وجہ سے حق جاتا رہا تھا لیکن پھر اس مرد نے چھوڑ دیا یا مر گیا تو اب پھر اس کا حق لوٹ آئے گا اور بچہ اس کے حوالے کر دیا جائے گا۔

مسئلہ (۵): بچے کے رشتہ داروں میں سے اگر کوئی عورت بچے کی پرورش کے لیے نہ ملے تو اب باپ زیادہ مستحق ہے، پھر دادا وغیرہ اسی ترتیب سے جو ہم ولی نکاح کے بیان میں ذکر کر چکے ہیں، لیکن اگر نامحرم رشتہ دار ہو اور بچے کو اسے دینے میں آئندہ چل کر کسی خرابی کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں ایسے شخص کے سپرد کریں گے جہاں ہر طرح اطمینان ہو۔

مسئلہ (۶): لڑکا جب تک سات برس کا نہ ہو تب تک اس کی پرورش کا حق رہتا ہے، جب سات برس کا ہو گیا تو اب

[1] اس باب میں چھ (۶) مسائل مذکور ہیں۔

باپ اس کو زبردستی لے سکتا ہے اور لڑکی کی پرورش کا حق نو (۹) برس تک رہتا ہے، جب نو برس کی ہوگئی تو باپ لے سکتا ہے، اب اس کو روکنے کا حق نہیں ہے۔

تمرین

سوال ①: میاں بیوی میں جدائی کے بعد بچے کی پرورش کا حق کس کا ہے؟

سوال ②: اگر ماں نہ ہو یا اُس نے بچے لینے سے انکار کر دیا ہو تو پھر پرورش کا حق بالترتیب کس کو حاصل ہے؟

سوال ③: لڑکا، لڑکی میں پرورش کا حق کب تک رہتا ہے؟

سوال ④: باپ کس صورت میں بچے کی پرورش کا حق دار ہے؟

سوال ⑤: اگر ماں نے کسی غیر مرد سے نکاح کر لیا تھا، اس کے بعد اس کو اگر طلاق ہوگئی تو کیا اس صورت میں بچے کی پرورش کا حق دوبارہ ماں کے پاس آئے گا؟

باب النفقة

روٹی کپڑے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): بیوی کا روٹی کپڑا مرد کے ذمے واجب ہے، عورت چاہے کتنی ہی مال دار ہو مگر خرچ مرد ہی کے ذمے ہے اور رہنے کے لیے گھر دینا بھی مرد کے ہی ذمے ہے۔

مسئلہ (۲): نکاح ہو گیا لیکن رخصتی نہیں ہوئی تب بھی روٹی کپڑے کی دعوے دار ہو سکتی ہے، لیکن اگر مرد نے رخصتی کرانا چاہی، پھر بھی رخصتی نہیں ہوئی تو روٹی کپڑا پانے کی مستحق نہیں۔

مسئلہ (۳): بیوی بہت چھوٹی ہے کہ صحبت کے قابل نہیں تو اگر مرد نے کام کاج کے لیے یا اپنا دل بہلانے کے لیے اس کو اپنے گھر رکھ لیا تو اس کا روٹی کپڑا مرد کے ذمے واجب ہے اور اگر نہ رکھا میکے بھیج دیا تو واجب نہیں اور اگر شوہر چھوٹا نابالغ ہو لیکن عورت بڑی ہے تو روٹی کپڑا ملے گا۔

مسئلہ (۴): جتنا مہر پہلے دینے کا دستور ہے وہ مرد نے نہیں دیا، اس لیے وہ مرد کے گھر نہیں جاتی تو اس کو روٹی کپڑا دلایا جائے گا اور اگر یوں ہی بے وجہ مرد کے گھر نہ جاتی ہو تو روٹی کپڑا پانے کی مستحق نہیں ہے، جب سے جائے گی تب سے دلایا جائے گا۔

مسئلہ (۵): جتنے زمانے تک شوہر کی اجازت سے اپنے ماں باپ کے گھر رہے، اتنے زمانے کا روٹی کپڑا بھی مرد سے لے سکتی ہے۔

مسئلہ (۶): عورت بیمار پڑ گئی تو بیماری کے زمانے کا روٹی کپڑا پانے کی مستحق ہے، چاہے مرد کے گھر بیمار پڑے یا اپنے میکے میں، لیکن اگر بیماری کی حالت میں مرد نے بلایا پھر بھی نہیں آئی تو اب اس کے پانے کی مستحق نہیں رہی اور بیماری کی حالت میں فقط روٹی کپڑے کا خرچ ملے گا دوا، علاج، حکیم، طبیب کا خرچہ مرد کے ذمے واجب نہیں، اپنے پاس سے خرچ کرے، اگر مرد دے دے اس کا احسان ہے۔

مسئلہ (۷): عورت حج کرنے گئی تو اتنے زمانے کا روٹی کپڑا مرد کے ذمے نہیں، البتہ اگر شوہر بھی ساتھ ہو تو اس

[1] اس باب میں بارہ (۱۲) مسائل مذکور ہیں۔

زمانے کا خرچ بھی ملے گا لیکن روٹی کپڑے کا جتنا خرچ گھر میں ملتا تھا اتنا ہی پانے کی مستحق ہے، جو کچھ زیادہ لگے اپنے پاس سے لگائے اور ریل اور جہاز وغیرہ کا کرایہ بھی مرد کے ذمے نہیں ہے۔

مسئلہ (۸): روٹی کپڑے میں دونوں کی رعایت کی جائے گی، اگر دونوں مال دار ہوں تو امیروں کی طرح کھانا کپڑا ملے گا اور اگر دونوں غریب ہوں تو غریبوں کی طرح اور مرد غریب ہو اور عورت امیر یا عورت غریب ہے اور مرد امیر تو ایسا روٹی کپڑا دے کہ امیری سے کم ہو اور غریبی سے بڑھا ہوا ہو۔

مسئلہ (۹): عورت اگر بیمار ہے کہ گھر کا کاروبار (کام کاج) نہیں کرسکتی یا ایسے بڑے گھر کی ہے کہ اپنے ہاتھ سے پیسنے کوٹنے کھانا پکانے کا کام نہیں کرتی بل کہ عیب سمجھتی ہے تو پکا پکایا کھانا دیا جائے گا اور اگر دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہ ہو تو گھر کا سب کام کاج اپنے ہاتھ سے کرنا واجب ہے، یہ سب کام خود کرے، مرد کے ذمے فقط اتنا ہے کہ چولھا، چکی، کچا اناج، لکڑی، کھانے پینے کے برتن وغیرہ لا دے، وہ اپنے ہاتھ سے پکائے اور کھائے۔

مسئلہ (۱۰): تیل، کنگھی، کھلی[1]، صابون، وضو اور نہانے دھونے کا پانی مرد کے ذمے ہے اور سرمہ مسی[2]، پان، تمبا کو مرد کے ذمے نہیں، دھوبی کی تنخواہ مرد کے ذمے نہیں، اپنے ہاتھ سے دھوئے اور پہنے اور اگر مرد دے دے تو اس کا احسان ہے۔

مسئلہ (۱۱): دائی جنائی[3] کی مزدوری اس پر ہے جس نے بلوایا، مرد نے بلایا ہو تو مرد پر اور عورت نے بلوایا ہو تو اس پر، اور جو بے بلائے آ گئی تو مرد پر۔

مسئلہ (۱۲): روٹی کپڑے کا خرچ ایک سال کا یا اس سے کچھ کم زیادہ پیشگی دے دیا، اب اس میں سے کچھ لوٹا نہیں سکتا۔

[1] تل یا سرسوں کا پھوک، کھل۔ [2] ایک قسم کا منجن جسے عورتیں بطور سنگار استعمال کرتی ہیں۔ [3] جنانے والی عورت۔

تمرین

سوال①: مرد کے ذمے بیوی کے لیے کیا کیا واجب ہے اور کب واجب ہے؟
سوال②: نکاح کے بعد کن وجوہات کی بنا پر مرد پر روٹی کپڑا واجب نہ ہوگا؟
سوال③: کیا عورت کو روٹی کپڑا صرف اسی وقت ملے گا جب کہ وہ مرد کے گھر ہوگی؟
سوال④: روٹی کپڑے میں کس کی رعایت کی جائے گی؟
سوال⑤: اگر عورت گھر کا کام نہیں کرتی ہے تو کیا حکم ہے؟
سوال⑥: عورت کی دوا، دائی جنائی، تیل، کنگھی، صابن، سُرمہ، پان، دھوبی کا خرچہ کیا خاوند کے ذمے لازم ہے؟
سوال⑦: اگر بیوی بہت چھوٹی ہے صحبت کے قابل نہیں ہے یا شوہر نابالغ ہے اور عورت بڑی ہے تو اس کے خرچے کا کیا حکم ہے؟

رہنے کے لیے گھر ملنے کا بیان[1]

شوہر کے ذمے گھر دینا واجب ہے

مسئلہ (۱): مرد کے ذمے یہ بھی واجب ہے کہ بیوی کے رہنے کے لیے کوئی ایسی جگہ دے جس میں شوہر کا کوئی رشتہ دار نہ رہتا ہو بلکہ خالی ہو، تاکہ میاں بیوی بالکل بے تکلفی سے رہ سکیں، البتہ اگر عورت خود سب کے ساتھ رہنا گوارا کرلے تو شریک گھر میں بھی رکھنا درست ہے۔

کس قسم کا گھر دینا واجب ہے

مسئلہ (۲): گھر میں سے ایک جگہ عورت کو الگ کر دے کہ وہ اپنا مال اسباب حفاظت سے رکھے اور خود اس میں رہے سہے اور اس کی قفل کنجی[2] اپنے پاس رکھے، کسی اور کو اس میں دخل نہ ہو، فقط عورت ہی کے قبضے میں رہے تو بس حق ادا ہو گیا۔ عورت کو اس سے زیادہ کا دعویٰ نہیں ہو سکتا اور یہ نہیں کہہ سکتی کہ "پورا گھر میرے لیے الگ کر دو۔"

شوہر کا بیوی کے میکے والوں کو روکنا

مسئلہ (۳): جس طرح عورت کو اختیار ہے کہ اپنے لیے کوئی الگ گھر مانگے جس میں مرد کا کوئی رشتہ دار نہ رہنے پائے، فقط عورت ہی کے قبضے میں رہے، اسی طرح مرد کو اختیار ہے کہ جس گھر میں عورت رہتی ہے وہاں اس کے رشتہ داروں کو نہ آنے دے، نہ ماں کو، نہ باپ کو، نہ بھائی کو، نہ کسی اور رشتہ دار کو۔

بیوی کا میکے والوں سے ملنا

مسئلہ (۴): عورت اپنے ماں باپ کو دیکھنے کے لیے ہفتے میں ایک مرتبہ جا سکتی ہے اور ماں باپ کے سوا اور رشتہ داروں کے لیے سال بھر میں ایک مرتبہ سے زیادہ کا اختیار نہیں۔ اسی طرح اس کے ماں باپ بھی ہفتے میں فقط ایک

---

[1] اس عنوان کے تحت آٹھ (۸) مسائل مذکور ہیں۔ [2] یعنی تالا چابی۔

مرتبہ یہاں آسکتے ہیں، مرد کو اختیار ہے کہ اس سے زیادہ جلدی جلدی نہ آنے دے اور ماں باپ کے سوا اور رشتہ دار سال بھر میں فقط ایک مرتبہ آسکتے ہیں، اس سے زیادہ آنے کا اختیار نہیں، لیکن مرد کو اختیار ہے کہ زیادہ دیر نہ ٹھہرنے دے، نہ ماں باپ کو نہ کسی اور کو۔ جاننا چاہیے کہ رشتہ داروں سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جن سے نکاح ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہے اور جو ایسے نہ ہوں وہ شرع میں غیر کے برابر ہیں۔

مسئلہ (۵): اگر باپ بہت بیمار ہے اور اس کا کوئی خبر لینے والا نہیں تو ضرورت کے موافق وہاں روز جایا کرے، اگر باپ بے دین کافر ہو تب بھی یہی حکم ہے، بل کہ اگر شوہر منع بھی کرے تب بھی جانا چاہیے، لیکن شوہر کے منع کرنے پر جانے سے روٹی کپڑے کا حق نہ رہے گا۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۶): غیر لوگوں کے گھر نہ جانا چاہیے۔ اگر بیاہ شادی وغیرہ کی کوئی محفل ہو اور شوہر اجازت بھی دے دے تو بھی جانا درست نہیں، شوہر اجازت دے گا تو وہ بھی گناہ گار ہوگا، بل کہ محفل کے زمانے میں اپنے محرم رشتہ دار کے یہاں جانا بھی درست نہیں۔

مسئلہ (۷): جس عورت کو طلاق مل گئی وہ بھی عدت تک روٹی، کپڑا اور رہنے کا گھر پانے کی مستحق ہے، البتہ جس کا خاوند مر گیا اس کو روٹی کپڑا اور گھر ملنے کا حق نہیں، ہاں اس کو میراث سب چیزوں میں ملے گی۔

مسئلہ (۸): اگر نکاح عورت ہی کی وجہ سے ٹوٹا جیسے سوتیلے لڑکے سے پھنس گئی یا جوانی کی خواہش سے فقط ہاتھ لگایا کچھ اور نہیں ہوا، اس لیے مرد نے طلاق دے دی یا وہ بددین کافر ہوگئی، اسلام سے پھر گئی اس لیے نکاح ٹوٹ گیا تو ان سب صورتوں میں عدت کے اندر اس کو روٹی کپڑا نہ ملے گا، البتہ رہنے کا گھر ملے گا، ہاں اگر وہ خود ہی چلی جائے تو اور بات ہے، پھر نہ دیا جائے گا۔

تمرین

سوال ①: شوہر کے ذمے اپنی بیوی کو کس قسم کا گھر دینا واجب ہے؟

سوال ②: عورت اپنے رشتہ داروں کی زیارت کے لیے کتنے عرصے میں نکل سکتی ہے؟

سوال ③: کیا شوہر بیوی کے والدین وغیرہ کو اس سے اپنے گھر پر ملنے سے منع کر سکتا ہے؟

سوال ④: اگر عورت کا والد شدید بیمار ہو تو عورت کو اس کی خدمت کے لیے نکلنے کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: عورت ماں باپ سے ملنے کے لیے کتنے عرصے میں گھر سے نکل سکتی ہے؟

سوال ⑥: کیا عورت شادی بیاہ وغیرہ کے محفل میں جا سکتی ہے؟

منّت (نذر) کا بیان[1]

منت کا حکم

مسئلہ (۱): کسی کام پر عبادت کی بات کی، کوئی منّت مانی پھر وہ کام پورا ہوگیا جس کے واسطے منّت مانی تھی تو اب منّت کا پورا کرنا واجب ہے، اگر منّت پوری نہ کرے گا تو بہت گناہ ہوگا، لیکن اگر کوئی واہیات منّت ہو جس کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں تو اس کا پورا کرنا واجب نہیں، جیسا کہ ہم آگے بیان کرتے ہیں۔

روزے کی منت ماننا

مسئلہ (۲): کسی نے کہا: ''یا اللہ! اگر میرا فلانا کام ہوجائے تو پانچ روزے رکھوں گا'' تو جب کام ہوجائے گا پانچ روزے رکھنے پڑیں گے اور اگر کام نہ ہوا تو نہ رکھنا پڑیں گے۔ اگر فقط اتنا ہی کہا ہے کہ ''پانچ روزے رکھوں گا'' تو اختیار ہے چاہے پانچوں روزے ایک دم سے لگا تار رکھے اور چاہے ایک ایک دو دو کرکے پورے پانچ کرلے، دونوں باتیں درست ہیں اور اگر نذر کرتے وقت یہ کہہ دیا کہ ''پانچوں روزے لگا تار رکھوں گا'' یا دل میں یہ نیت تھی تو سب ایک دم سے رکھنے پڑیں گے، اگر بیچ میں ایک آدھ چھوٹ جائے تو پھر سے رکھے۔

مسئلہ (۳): اگر یوں کہا کہ ''جمعے کا روزہ رکھوں گا'' یا ''محرم کی پہلی تاریخ سے دسویں تاریخ تک روزے رکھوں گا'' تو خاص جمعے کو روزہ رکھنا واجب نہیں اور محرم کی خاص ان ہی تاریخوں میں روزہ رکھنا واجب نہیں، جب چاہے دس روزے رکھ لے لیکن دسوں لگا تار رکھنا پڑیں گے، چاہے محرم میں رکھے چاہے کسی اور مہینے میں، سب جائز ہے، اسی طرح اگر یہ کہا کہ ''آج میرا یہ کام ہوجائے تو کل ہی روزہ رکھوں گا'' تب بھی اختیار ہے جب چاہے رکھے۔

مسئلہ (۴): کسی نے نذر کرتے وقت یوں کہا: ''محرم کے مہینے کے روزے رکھوں گا'' تو محرم کے پورے مہینے کے روزے لگا تار رکھنا پڑیں گے، اگر بیچ میں کسی وجہ سے دس پانچ روزے چھوٹ جائیں تو اس کے بدلے اتنے روزے اور رکھ لے، سارے روزے نہ دوہرائے اور یہ بھی اختیار ہے کہ محرم کے مہینے میں نہ رکھے اور مہینے میں رکھے، لیکن

---

[1] منت کے متعلق چوبیس (۲۴) مسائل مذکور ہیں۔

سب لگا تار رکھے۔

نماز کی منت ماننا

مسئلہ (۵): کسی نے منّت مانی کہ "میری کھوئی ہوئی چیز مل جائے تو میں آٹھ رکعت نماز پڑھوں گا" تو اس کے مل جانے پر آٹھ رکعت نماز پڑھنا پڑے گی، چاہے ایک دم سے آٹھوں رکعتوں کی نیت باندھے یا چار چار کی نیت باندھے یا دو دو کی، سب اختیار ہے اور اگر چار رکعت کی منّت مانی تو چاروں ایک ہی سلام سے پڑھنا ہوں گی، الگ الگ دو دو پڑھنے سے نذر ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ (۶): کسی نے ایک رکعت پڑھنے کی منّت مانی تو پوری دو رکعتیں پڑھنی پڑیں گی، اگر تین کی منّت کی تو پوری چار، اگر پانچ کی منّت کی تو پوری چھ رکعتیں پڑھے، اسی طرح آگے کا بھی یہی حکم ہے۔

صدقے کی منت ماننا

مسئلہ (۷): یوں منّت مانی کہ "دس روپے خیرات کروں گا" یا "ایک روپیہ خیرات کروں گا" تو جتنا کہا ہے اتنا خیرات کرے، اگر یوں کہا: "پچاس روپے خیرات کروں گا" اور اس کے پاس اس وقت فقط دس ہی روپے کی کائنات (پونجی) ہے تو دس ہی روپے دینا پڑیں گے، البتہ اگر دس روپے کے سوا کچھ مال اسباب بھی ہے تو اس کی قیمت بھی لگالیں گے، اس کی مثال یہ سمجھو کہ دس روپے نقد ہیں اور سب مال اسباب پندرہ روپے کا ہے، یہ سب پچیس روپے ہوئے تو فقط پچیس روپے خیرات کرنا واجب ہے، اس سے زیادہ واجب نہیں۔

مسئلہ (۸): اگر یوں منّت مانی کہ "دس مسکین کو کھانا کھلاؤں گا" تو اگر دل میں کچھ خیال ہے کہ ایک وقت یا دو وقت کھلاؤں گا تب تو اسی طرح کھلائے اور اگر کچھ خیال نہیں تو دو وقتہ دس مسکین کو کھلائے اور اگر کچا اناج دے تو اس میں بھی یہی بات ہے کہ اگر دل میں کچھ خیال تھا کہ اتنا اتنا ہر ایک کو دوں گا تو اسی قدر دے اور اگر کچھ خیال نہ تھا تو ہر ایک کو اتنا دے جتنا ہم نے صدقۂ فطر میں بیان کیا ہے۔

مسئلہ (۹): اگر یوں کہا: "ایک روپیہ کی روٹی فقیروں کو بانٹوں گا" تو اختیار ہے چاہے ایک روپیہ کی روٹی دے چاہے ایک روپیہ کی کوئی اور چیز یا ایک روپیہ نقد دے دے۔

مسئلہ (۱۰): کسی نے یوں کہا: ’’دس روپے خیرات کروں گا ہر فقیر کو ایک ایک روپیہ‘‘ پھر دس روپے ایک ہی فقیر کو دے دیے تو بھی جائز ہے، ہر فقیر کو ایک ایک روپیہ دینا واجب نہیں۔ اگر دس روپے بیس فقیروں کو دے دیے تو بھی جائز ہے اور اگر یوں کہا: ’’دس روپے دس فقیروں پر خیرات کروں گا‘‘ تو بھی اختیار ہے چاہے دس کو دے چاہے کم زیادہ کو۔

مسئلہ (۱۱): اگر یوں کہا ’’دس نمازیوں کو کھلاؤں گا‘‘ یا ’’دس حافظوں کو کھلاؤں گا‘‘ تو دس فقیروں کو کھلائے، چاہے وہ نمازی اور حافظ ہوں یا نہ ہوں۔

منت میں کسی جگہ کو متعین کرنا

مسئلہ (۱۲): کسی نے یوں کہا کہ ’’دس روپے مکہ میں خیرات کروں گا‘‘ تو مکہ میں خیرات کرنا واجب نہیں، جہاں چاہے خیرات کرے۔ یا یوں کہا تھا ’’جمعے کے دن خیرات کروں گا، فلانے فقیر کو دوں گا‘‘ تو جمعے کے دن خیرات کرنا اور اسی فقیر کو دینا ضروری نہیں، اسی طرح اگر روپے مقرر کر کے کہا کہ ’’یہی روپے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دوں گا‘‘ تو بعینہٖ وہی روپے دینا واجب نہیں، چاہے وہ دے یا اتنے ہی اور دے دے۔

مسئلہ (۱۳): اسی طرح اگر منّت مانی کہ ’’جمعہ مسجد میں نماز پڑھوں گا‘‘ یا ’’مکہ میں نماز پڑھوں گا‘‘ تو بھی اختیار ہے، جہاں چاہے پڑھے۔

قربانی کی منت ماننا

مسئلہ (۱۴): کسی نے کہا: ’’اگر میرا بھائی اچھا ہو جائے تو ایک بکری ذبح کروں گا‘‘ یا یوں کہا: ’’ایک بکری کا گوشت خیرات کروں گا‘‘ تو منّت ہوگئی۔ اگر یوں کہا کہ ’’قربانی کروں گا‘‘ تو قربانی کے دنوں میں ذبح کرنا چاہیے اور دونوں صورتوں میں اس کا گوشت فقیروں کے سوا اور کسی کو دینا اور خود کھانا درست نہیں، جتنا خود کھائے یا امیروں کو دے اتنا پھر خیرات کرنا پڑے گا۔

مسئلہ (۱۵): ایک گائے قربانی کرنے کی منت مانی، پھر گائے نہیں ملی تو سات بکریاں کر دے۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۱۶): یوں منّت مانی تھی کہ ''جب میرا بھائی آئے تو دس روپے خیرات کروں گا'' پھر آنے کی خبر پا کر اس نے نے سے پہلے ہی روپے خیرات کردیے تو منّت پوری نہیں ہوئی آنے کے بعد پھر خیرات کرے۔

مسئلہ (۱۷): اگر ایسے کام کے ہونے پر منّت مانی جس کے ہونے کو چاہتا اور تمنا کرتا ہو کہ یہ کام ہو جائے، جیسے یوں کہے: ''اگر میں اچھا ہو جاؤں تو ایسا کروں، اگر میرا بھائی خیریت سے آجائے تو ایسا کروں، اگر میرا باپ مقدمہ سے ری ہو جائے یا نوکر ہو جائے تو ایسا کروں'' تو جب وہ کام ہو جائے منّت پوری کرے اور اگر اس طرح کہا کہ ''اگر بں تجھ سے بولوں تو دو روزے رکھوں'' یا یہ کہا ''اگر آج میں نماز نہ پڑھوں تو ایک روپیہ خیرات کروں'' پھر اس سے ول دیا یا نماز نہ پڑھی تو اختیار ہے چاہے قسم کا کفارہ دے اور چاہے دو روزے رکھے اور ایک روپیہ خیرات کرے۔

مسئلہ (۱۸): یہ منّت مانی کہ ''ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھوں گا'' یا ''ہزار مرتبہ کلمہ پڑھوں گا'' تو منّت ہوگئی اور پڑھنا واجب ہوگیا اور اگر کہا: ''ہزار دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ پڑھوں گا'' یا ''ہزار دفعہ لَاحَوْلَ پڑھوں گا'' تو منّت نہیں ہوئی اور پڑھنا واجب نہیں۔

مسئلہ (۱۹): منّت مانی کہ ''دس کلام مجید ختم کروں گا'' یا ''ایک پارہ پڑھوں گا'' تو منّت ہوگئی۔

جن چیزوں کی منت ماننا درست نہیں

مسئلہ (۲۰): یہ منّت مانی کہ ''اگر فلانا کام ہو جائے تو مولود پڑھواؤں گا'' تو منّت نہیں ہوئی، یا یہ منّت کہ ''فلانی بات ہو جائے تو فلانے مزار پر چادر چڑھاؤں'' یہ منّت بھی نہیں ہوئی یا شاہ عبدالحق صاحب کا توشہ[1] ماننا، یا سہ منی یا سیّد کبیر کی گائے مانی، یا مسجد میں گلگلے[2] چڑھانے اور اللہ میاں کے طاق[3] بھرنے کی منّت مانی، یا بڑے پیر کی گیارہویں کی منّت مانی تو یہ منّت صحیح نہیں ہوئی اس کا پورا کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ (۲۱): مولیٰ مشکل کشا کا روزہ، آس بی بی کا کونڈا، یہ سب واہیات خرافات ہیں۔ مشکل کشا کا روزہ ماننا شرک ہے۔

---

[1] فاتحہ کا کھانا جو عرس کے دن تقسیم کیا جاتا ہے۔ [2] میٹھا پکوڑا۔ [3] مسجد یا مزار کے طاق میں چراغ جلا کر پھول بتاشے وغیرہ چڑھانا۔

مسئلہ (۲۲): یہ منّت مانی کہ ''فلانی مسجد جوٹوٹی پڑی ہے اس کو بنوادوں گا، یا فلانا پل بنوادوں گا'' تو یہ منّت بھی صحیح نہیں ہے، اس کے ذمے کچھ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ (۲۳): اگر یوں کہا کہ ''میرا بھائی اچھا ہوجائے تو ناچ کراؤں گا، یا باجہ بجواؤں گا'' تو یہ منّت گناہ ہے، اچھے ہونے کے بعد ایسا کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ (۲۴): اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور سے منّت ماننا مثلاً: یوں کہنا ''اے بڑے پیر! اگر میرا کام ہوجائے تو میں تمہاری یہ بات کروں گا'' یا قبروں اور مزاروں پر جانا یا جہاں جن رہتے ہوں وہاں جانا اور درخواست کرنا حرام اور شرک ہے، بل کہ اس منّت کی چیز کا کھانا بھی حرام ہے۔

تمرین

سوال①: جس نے پانچ روزوں کی منت مانی تو اس کو یہ روزے لگاتار رکھنے پڑیں گے یا الگ الگ؟

سوال②: خاص دن کے روزے کی نیت کی اور اس دن روزہ نہ رکھا تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال③: ماہِ محرم کے روزے رکھنے کی منت مانی تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال④: کسی نے منت مانی آٹھ رکعت یا چار رکعت کی تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال⑤: کسی نے منت مانی کہ ''دس مسکینوں کو کھانا کھلاؤں گا'' تو کیا ایک وقت کھلانا کافی ہوگا یا دو وقت کھلانا پڑے گا؟

سوال⑥: منت مانی ایک روٹی کی تو کیا روٹی ہی دینا ضروری ہے؟

سوال⑦: اگر کسی نے منت مانی کہ ''دس نمازی یا حافظوں کو کھانا کھلاؤں گا'' تو کیا ان کو کھلانا ضروری ہے؟

سوال⑧: اگر بکری یا گائے ذبح کرنے کی منت مانی تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال⑨: اگر کسی نے کہا کہ ''پچاس روپے خیرات کروں گا'' اور اس وقت اس کے پاس صرف دس روپے ہیں تو کیا حکم ہے؟

سوال⑩: اگر کسی نے یوں کہا: ''دس روپے دس فقیروں کو ایک ایک کر کے دوں گا'' پھر وہ دس روپے ایک ہی فقیر کو دے دیے تو کیا حکم ہے؟

سوال⑪: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی منت ماننا کیسا ہے؟

سوال⑫: وہ کون سی منت ہے جس کا پورا کرنا جائز نہیں ہے؟

کتاب الأیمان

قسم کھانے کا بیان[1]

قسم کھانے میں احتیاط

مسئلہ (۱): بلاضرورت بات بات پر قسم کھانا بری بات ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کے نام کی بڑی بے تعظیمی اور بے حرمتی ہوتی ہے، جہاں تک ہو سکے سچی بات پر بھی قسم نہ کھانا چاہیے۔

قسم کے الفاظ کا بیان

مسئلہ (۲): جس نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی اور یوں کہا: ''اللہ کی قسم، خدا کی قسم، خدا کی عزت و جلال کی قسم، خدا کی بزرگی اور بڑائی کی قسم''، تو قسم ہوگئی اب اس کے خلاف کرنا درست نہیں، اگر اللہ کا نام نہیں لیا فقط اتنا کہہ دیا: ''میں قسم کھاتا ہوں کہ فلاں کام نہ کروں گا'' تب بھی قسم ہوگئی۔

مسئلہ (۳): اگر یوں کہا: ''خدا گواہ ہے...... خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں...... خدا کو حاضر و ناظر جان کے کہتا ہوں'' تب بھی قسم ہوگئی۔

مسئلہ (۴): قرآن کی قسم، کلام اللہ کی قسم، کلام مجید کی قسم کھا کر کوئی بات کہی تو قسم ہوگئی اور اگر کلام مجید کو ہاتھ میں لے کر اس پر ہاتھ رکھ کر کوئی بات کہی لیکن قسم نہیں کھائی تو قسم نہیں ہوئی۔

مسئلہ (۵): یوں کہا: ''اگر فلانا کام کروں تو بے ایمان ہو کر مروں، مرتے وقت ایمان نہ نصیب ہو، بے ایمان ہو جاؤں'' یا اس طرح کہا کہ ''اگر فلانا کام کروں تو میں مسلمان نہیں'' تو قسم ہوگئی اس کے خلاف کرنے سے کفارہ دینا پڑے گا اور ایمان نہ جائے گا۔

جن الفاظ سے قسم منعقد نہیں ہوتی

مسئلہ (۶): ''اگر فلانا کام کروں تو ہاتھ ٹوٹیں...... دیدے پھوٹیں...... کوڑھ ہو جائے...... بدن پھوٹ نکلے......

[1] اس عنوان کے تحت سولہ (۱۶) مسائل مذکور ہیں۔

خدا کا غضب ٹوٹے...... آسمان پھٹ پڑے...... دانے دانے کا محتاج ہو جائے...... خدا کی مار پڑے...... خدا کی پھٹکار پڑے...... اگر فلانا کام کروں تو سور کھاؤں...... مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو...... قیامت کے دن خدا اور رسول کے سامنے زردرُو ہوں'' ان باتوں سے قسم نہیں ہوتی، اس کے خلاف کرنے سے کفارہ نہ دینا پڑے گا۔

غیر اللہ کی قسم کھانا

مسئلہ (۷): خدا کے سوا کسی اور کی قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی جیسے: ''رسول اللہ کی قسم...... کعبہ کی قسم...... اپنی آنکھوں کی قسم...... اپنی جوانی کی قسم...... اپنے ہاتھ پیروں کی قسم...... اپنے باپ کی قسم...... اپنے بچے کی قسم...... اپنے پیاروں کی قسم...... تمہارے سر کی قسم...... تمہاری جان کی قسم...... تمہاری قسم...... اپنی قسم'' اس طرح قسم کھا کے پھر اس کے خلاف کرے تو کفارہ نہ دینا پڑے گا لیکن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں اس کی بڑی ممانعت آئی ہے، اللہ کو چھوڑ کر اور کسی کی قسم کھانا شرک کی بات ہے، اس سے بہت بچنا چاہیے۔

حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینا

مسئلہ (۸): کسی نے کہا: ''تیرے گھر کا کھانا مجھ پر حرام ہے'' یا یوں کہا کہ ''فلانی چیز میں نے اپنے اوپر حرام کر لی'' تو اس کہنے سے وہ چیز حرام نہیں ہوئی، لیکن یہ قسم ہوگئی، اب اگر کھائے گا تو کفارہ دینا پڑے گا۔

کسی کو قسم دینے کا حکم

مسئلہ (۹): کسی دوسرے کے قسم دلانے سے قسم نہیں ہوتی جیسے کسی نے تم سے کہا: ''تمہیں خدا کی قسم یہ کام ضرور کرو'' تو یہ قسم نہیں ہوئی، اس کے خلاف کرنا درست ہے۔

قسم میں ''ان شاء اللہ'' کہنا

مسئلہ (۱۰): قسم کھا کر اس کے ساتھ ہی ''ان شاء اللہ'' کا لفظ کہہ دیا جیسے کوئی اس طرح کہے: ''خدا کی قسم فلانا کام ان شاء اللہ نہ کروں گا'' تو قسم نہیں ہوئی۔

جھوٹی قسم کھانے کا حکم

مسئلہ (۱۱): جو بات ہو چکی ہے اس پر جھوٹی قسم کھانا بڑا گناہ ہے، جیسے کسی نے نماز نہیں پڑھی اور جب کسی نے پوچھا تو کہہ دیا: ''خدا کی قسم نماز پڑھ چکا'' یا کسی سے گلاس ٹوٹ گیا اور جب پوچھا گیا تو کہہ دیا: ''خدا کی قسم میں نے نہیں توڑا'' جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھالی تو اس کے گناہ کی کوئی حد نہیں اور اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ بس دن رات اللہ سے توبہ استغفار کر کے اپنا گناہ معاف کرائے، سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا اور اگر غلطی اور دھوکے میں جھوٹی قسم کھالی جیسے کسی نے کہا: ''خدا کی قسم ابھی فلانا آدمی نہیں آیا'' اور اپنے دل میں یقین کے ساتھ یہی سمجھتا ہے کہ سچی قسم کھا رہا ہوں، پھر معلوم ہوا کہ اس وقت آ گیا تھا تو معاف ہے اور اس میں گناہ نہ ہوگا اور کچھ کفارہ بھی نہیں۔

جن صورتوں میں قسم منعقد ہوتی ہے

مسئلہ (۱۲): اگر ایسی بات پر قسم کھائی جو ابھی نہیں ہوئی بل کہ آئندہ ہوگی، جیسے کوئی کہے: ''خدا کی قسم آج پانی برسے گا...... خدا کی قسم آج میرا بھائی آئے گا...... پھر وہ نہیں آیا اور پانی نہیں برسا تو کفارہ دینا پڑے گا۔

مسئلہ (۱۳): کسی نے قسم کھائی: ''خدا کی قسم آج قرآن ضرور پڑھوں گا'' تو اب قرآن پڑھنا واجب ہو گیا، نہ پڑھے گا تو گناہ ہوگا اور کفارہ دینا پڑے گا۔ کسی نے قسم کھائی: ''خدا کی قسم آج فلانا کام نہ کروں گا'' تو وہ کام کرنا درست نہیں، اگر کرے گا تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا۔

گناہ کی قسم کے توڑنے کا حکم

مسئلہ (۱۴): کسی نے گناہ کرنے کی قسم کھائی کہ ''خدا کی قسم آج فلانے کی چیز چُرا لاؤں گا...... خدا کی قسم آج نماز نہ پڑھوں گا...... خدا کی قسم اپنے ماں باپ سے کبھی نہیں بولوں گا'' تو اسی وقت قسم توڑ دینا واجب ہے، توڑ کے کفارہ دے دے، نہیں تو گناہ ہوگا۔

بھول، جبر اور غصے سے کفارہ معاف نہیں ہوتا

مسئلہ (۱۵): کسی نے قسم کھائی کہ "آج میں فلانی چیز نہ کھاؤں گا" پھر بھولے سے کھالی اور قسم یاد نہ رہی یا کسی نے زبردستی منہ چیر کر کھلادی تب بھی کفارہ دے۔

مسئلہ (۱۶): غصے میں قسم کھائی کہ "تجھ کو کبھی ایک کوڑی نہ دوں گا" پھر ایک پیسہ یا ایک روپیہ دے دیا تب بھی قسم ٹوٹ گئی کفارہ دے۔

تمرین

سوال ①: کن الفاظ سے قسم ہو جاتی ہے، تفصیل سے بتائیں؟

سوال ②: قرآن پاک کی قسم کھانے سے کیا قسم ہو جاتی ہے؟

سوال ③: اگر یوں کہا "خدا گواہ ہو، یا فلاں کام کروں تو بے ایمان مروں، یا میرے ہاتھ ٹوٹیں، دیدے پھوٹیں" تو کیا ان الفاظ سے قسم ہو جاتی ہے؟

سوال ④: کیا رسول اور کعبہ کی قسم کھانے سے قسم ہو جاتی ہے؟

سوال ⑤: کیا اپنے اوپر کوئی چیز حرام کر لینے سے قسم ہو جاتی ہے؟

سوال ⑥: کیا کسی کو قسم دینے سے قسم ہو جاتی ہے؟

سوال ⑦: اگر کسی بات پر جھوٹی قسم کھالی تو اس کا کیا کفارہ ہے؟

سوال ⑧: گناہ کا کام کرنے کی قسم کھائی تو قسم ہو جائے گی؟

سوال ⑨: اگر غصے میں قسم کھائی کہ "تجھ کو ایک روپیہ نہیں دوں گا" اور پھر دے دیا تو کیا حکم ہے؟

قسم کے کفارے کا بیان[1]

کھانا کھلانے اور کپڑے دینے میں اختیار

مسئلہ (۱): اگر کسی نے قسم توڑ ڈالی تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلا دے، یا کچا اناج دے دے اور ہر فقیر کو انگریزی تول سے آدھی چھٹانک اوپر پونے دو سیر گیہوں دینا چاہیے بل کہ احتیاطاً پورے دو سیر دے دے اور اگر دے تو اس کے دونے (دُگنا) دے، باقی اور سب ترکیب فقیر کو کھلانے کی وہی ہے جو روزے کے کفارے میں بیان ہو چکی یا دس فقیروں کو کپڑا پہنا دے، ہر فقیر کو اتنا بڑا کپڑا دے جس سے بدن کا زیادہ حصہ ڈھک جائے جیسے چادر یا بڑا لمبا کرتہ دے دیا تو کفارہ ادا ہو گیا، لیکن وہ کپڑا بہت پرانا نہ ہونا چاہیے۔ اگر ہر فقیر کو فقط ایک ایک لنگی یا فقط ایک ایک پاجامہ دے دیا تو کفارہ ادا نہیں ہوا اور اگر لنگی کے ساتھ کرتہ بھی ہو تو ادا ہو گیا۔ ان دونوں باتوں میں اختیار ہے، چاہے کپڑا دے دے اور چاہے کھانا کھلا دے ہر طرح کفارہ ادا ہو گیا۔

روزے رکھنے کا حکم

مسئلہ (۲): اگر کوئی ایسا غریب ہو کہ نہ تو کھانا کھلا سکتا ہے اور نہ کپڑا دے سکتا ہے تو لگاتار تین روزے رکھے، اگر الگ الگ کر کے تین روزے پورے کر لیے تو کفارہ ادا نہیں ہوا، تینوں لگاتار رکھنا چاہیے، اگر دو روزے رکھنے کے بعد بیچ میں کسی عذر سے ایک روزہ چھوٹ گیا تو اب پھر سے تینوں رکھے۔

قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کرنا

مسئلہ (۳): قسم توڑنے سے پہلے ہی کفارہ ادا کر دیا، اس کے بعد قسم توڑی تو کفارہ صحیح نہیں ہوا، اب قسم توڑنے کے بعد پھر کفارہ دینا چاہیے اور جو کچھ فقیروں کو دے چکا ہے اس کو پھیر لینا درست نہیں۔

[1] قسم کے کفارے کے متعلق چھ (۶) مسائل مذکور ہیں۔

ایک ہی چیز کے بارے میں کئی قسمیں کھانا

مسئلہ (۴): کسی نے کئی مرتبہ قسم کھائی جیسے ایک مرتبہ کہا: ''خدا کی قسم فلانا کام نہ کروں گا'' اس کے بعد پھر کہا: ''اللہ کی قسم فلانا کام نہ کروں گا'' اسی دن یا اس کے دوسرے تیسرے دن غرض اسی طرح کئی مرتبہ کہا، یا یوں کہا: ''خدا کی قسم، اللہ کی قسم، کلام اللہ کی قسم فلانا کام ضرور کروں گا، پھر وہ قسم توڑ دی تو ان سب قسموں کا ایک ہی کفارہ دے دے۔

قسم کے کفاروں میں تداخل کا حکم

مسئلہ (۵): کسی کے ذمے قسموں کے بہت کفارے جمع ہوگئے تو بقولِ مشہور ہر ایک کا جدا کفارہ دینا چاہیے۔ زندگی میں نہ دے تو مرتے وقت وصیت کر جانا واجب ہے۔

کفارے کے مستحقین

مسئلہ (۶): کفارے میں ان ہی مساکین کو کپڑا یا کھانا دینا درست ہے جن کو زکوۃ دینا درست ہے۔

تمرین

سوال ①: قسم توڑنے کا کفارہ کیا ہے؟

سوال ②: کسی نے کئی قسمیں کھائی اور توڑ ڈالیں تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: اگر کسی نے قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کیا اور پھر قسم توڑ دی تو کیا حکم ہے؟

سوال ④: کفارہ کن کو دیا جائے گا؟

گھر میں جانے کی قسم کھانے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): کسی نے قسم کھائی: ''کبھی تیرے گھر نہیں جاؤں گا'' پھر اس کے دروازے کی دہلیز (چوکھٹ) پر کھڑا ہوگیا یا دروازے کے چھجے کے نیچے کھڑا ہوگیا، اندر نہیں گیا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر دروازے کے اندر چلا گیا تو قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۲): کسی نے قسم کھائی کہ ''اس گھر میں نہ جاؤں گا'' پھر جب وہ گھر گر کر بالکل کھنڈر ہوگیا تب اس میں گیا تو بھی قسم ٹوٹ گئی اور اگر بالکل میدان ہوگیا زمین برابر ہوگئی اور گھر کا نشان بالکل مٹ گیا یا اس کا کھیت بن گیا یا مسجد بنائی گئی یا باغ بنالیا گیا تب اس میں گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ (۳): قسم کھائی کہ ''اس گھر میں نہ جاؤں گا'' پھر جب وہ گر گیا اور پھر سے بنوالیا گیا تب اس میں گیا تو قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۴): کسی نے قسم کھائی کہ ''تیرے گھر نہ جاؤں گا'' پھر کوٹھا پھاند کر آیا اور چھت پر کھڑا ہوگیا تو قسم ٹوٹ گئی اگرچہ نیچے نہ اترے۔

مسئلہ (۵): کسی نے گھر میں بیٹھے ہوئے قسم کھائی کہ ''اب یہاں کبھی نہ آؤں گا'' اس کے بعد تھوڑی دیر بیٹھا رہا تو قسم نہیں ٹوٹی، چاہے جتنے دن وہیں بیٹھا رہے، جب باہر جا کر پھر آئے گا تب قسم ٹوٹے گی اور اگر قسم کھائی کہ ''یہ کپڑا نہ پہنوں گا'' یہ کہہ کر فوراً اتار ڈالا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر فوراً نہیں اتارا کچھ دیر پہنے رہا تو قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۶): قسم کھائی کہ ''اس گھر میں نہ رہوں گا'' اس کے بعد فوراً اس گھر سے اسباب اٹھا لے جانے کا بندوبست کرنا شروع کر دیا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر فوراً نہیں شروع کیا کچھ دیر ٹھہر گیا تو قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۷): قسم کھائی کہ ''اب تیرے گھر میں قدم نہ رکھوں گا'' تو مطلب یہ ہے کہ نہ آؤں گا۔ اگر کسی سواری پر سوار ہوکر آیا اور گھر میں اسی پر بیٹھا رہا قدم زمین پر نہیں رکھے تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۸): کسی نے قسم کھا کر کہا: ''تیرے گھر کبھی نہ کبھی ضرور آؤں گا'' پھر آنے کا اتفاق نہیں ہوا تو جب تک زندہ ہے قسم نہیں ٹوٹی، مرتے وقت قسم ٹوٹ جائے گی۔ اس کو چاہیے کہ اس وقت وصیت کر جائے کہ میرے مال میں سے قسم کا کفارہ دے دینا۔

---

[1]: اس عنوان کے تحت دس (۱۰) مسائل مذکور ہیں۔

مسئلہ (۹): قسم کھائی کہ ''فلانے کے گھر نہیں جاؤں گا'' تو جس گھر میں وہ رہتا ہو وہاں نہیں جانا چاہیے، چاہے خود اسی کا گھر ہو یا کرایہ پر رہتا ہو یا مانگ لیا ہو اور بے کرایہ دیے رہتا ہو۔

مسئلہ (۱۰): قسم کھائی کہ ''تیرے یہاں کبھی نہیں آؤں گا'' پھر کسی سے کہا کہ ''تو مجھے گود میں لے کر وہاں پہنچا دے'' اس لیے اس نے گود میں لے کر پہنچا دیا تب بھی قسم ٹوٹ گئی، البتہ اگر اس نے نہیں کہا بغیر اس کے کہے کسی نے اس کو لاد کے وہاں پہنچا دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اسی طرح اگر قسم کھائی کہ ''اس گھر سے کبھی نہ نکلوں گا'' پھر کسی سے کہا کہ ''تو مجھ کو لاد کر نکال لے چل'' اور وہ لے گیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر بلا کہے لاد لے گیا تو نہیں ٹوٹی۔

تمرین

سوال ①: اگر کسی نے قسم کھائی کہ ''کبھی تیرے گھر نہیں جاؤں گا'' اور پھر اُس گھر کے چھجے یا دروازے کی دہلیز پر کھڑا ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ②: کسی نے قسم کھائی ''اس گھر میں نہیں جاؤں گا'' اور پھر وہ گھر مسجد بنا لیا گیا تب اس میں داخل ہوا تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: اگر کسی نے قسم کھائی کہ ''تیرے گھر ضرور آؤں گا'' اور پھر آنے کا اتفاق نہیں ہوا تو کیا حکم ہے؟

سوال ④: اگر کسی نے قسم کھائی کہ ''فلانے کے گھر میں نہیں جاؤں گا'' تو اس گھر سے کون سا گھر مراد ہے کہ جس میں داخل ہونے سے قسم ٹوٹ جائے گی؟

سوال ⑤: اگر کسی نے قسم کھائی کہ ''تیرے یہاں کبھی نہیں آؤں گا'' اور پھر کوئی صاحب اس کو اٹھا لے آیا تو کیا حکم ہے؟

کھانے پینے کی قسم کھانے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): قسم کھائی کہ ''یہ دودھ نہ پیوں گا'' پھر وہی دودھ جما کر دہی بنالیا تو اس کے کھانے سے قسم نہ ٹوٹے گی۔

مسئلہ (۲): بکری کا بچہ پلا ہوا تھا اس پر قسم کھائی اور کہا کہ ''اس بچے کا گوشت نہ کھاؤں گا'' پھر وہ بڑھ کر پوری بکری ہوگئی تب اس کا گوشت کھایا تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۳): قسم کھائی کہ ''گوشت نہ کھاؤں گا'' پھر مچھلی کھائی یا کلیجی یا اوجھڑی کھائی تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ (۴): قسم کھائی کہ ''یہ گیہوں نہ کھاؤں گا'' پھر ان کو پسوا کر روٹی کھائی یا ان کے ستو کھائے تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر خود گیہوں ابال کر کھائے یا بھنوا کر چبائے تو قسم ٹوٹ گئی، ہاں! اگر یہ مطلب لیا ہو کہ ان کے آٹے کی کوئی چیز بھی نہ کھاؤں گا تو ہر چیز کے کھانے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔

مسئلہ (۵): اگر یہ قسم کھائی کہ ''یہ آٹا نہ کھاؤں گا'' تو اس کی روٹی کھانے سے قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر اس کا لپٹا[2] یا حلوا یا کچھ اور پکا کر کھایا تب بھی قسم ٹوٹ گئی اور اگر ویسا ہی کچا آٹا پھانک گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ (۶): قسم کھائی کہ ''روٹی نہ کھاؤں گا'' تو اس دیس (ملک) میں جن چیزوں کی روٹی کھائی جاتی ہے نہ کھانا چاہیے، نہیں تو قسم ٹوٹ جائے گی۔

مسئلہ (۷): قسم کھائی کہ ''سری نہ کھاؤں گا'' تو چڑیا، بٹیر، مرغ وغیرہ چڑیوں کا سر کھانے سے قسم نہ ٹوٹے گی اور بکری یا گائے کی سری کھائی تو قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۸): قسم کھائی کہ ''میوہ نہ کھاؤں گا'' تو انار، سیب، انگور، چھوارا، بادام، اخروٹ، کشمش، منقّی، کھجور کھانے سے قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر خربوزہ، تربوز، ککڑی، کھیرا، آم کھائے تو قسم نہیں ٹوٹی۔

---

[1] اس عنوان کے تحت آٹھ (۸) مسائل مذکور ہیں۔ [2] موٹے آٹے کا حلوا، پتلا شیرہ۔

نہ بولنے کی قسم کھانے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): قسم کھائی کہ ''فلاں سے نہ بولوں گا'' پھر جب وہ سویا تھا اس وقت سوتے میں اس سے کچھ کہا اور اس کی آواز سے وہ جاگ پڑا تو قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۲): قسم کھائی کہ ''بغیر ماں کی اجازت کے فلاں سے نہ بولوں گا'' پھر ماں نے اجازت دے دی لیکن اجازت کی خبر ابھی اس کو نہیں ملی تھی کہ اس سے بول دیا اور بولنے کے بعد معلوم ہوا کہ ماں نے اجازت دے دی تھی تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۳): قسم کھائی کہ ''اس سے کبھی نہ بولوں گا'' پھر جب وہ جوان ہو گیا یا بوڑھا ہو گیا تب بولا تو بھی قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۴): قسم کھائی کہ ''کبھی تیرا منہ نہ دیکھوں گا، تیری صورت نہ دیکھوں گا'' تو مطلب یہ ہے کہ تجھ سے ملاقات نہ کروں گا، میل جول نہ رکھوں گا، اگر کہیں دور سے صورت دیکھ لی تو قسم نہیں ٹوٹی۔

---

[1] اس عنوان کے تحت چار (۴) مسائل مذکور ہیں۔

تمرین

سوال ①: اگر قسم کھائی کہ ''دودھ نہیں پیوں گا'' اور وہی دودھ دہی بنا کر کھالیا تو کیا حکم ہے؟
سوال ②: اگر قسم کھائی کہ ''یہ آٹا نہیں کھاؤں گا'' اور وہی آٹا روٹی بنا کر کھایا تو کیا حکم ہے؟
سوال ③: اگر قسم کھائی کہ ''گوشت نہیں کھاؤں گا'' اور پھر مچھلی، اوجھڑی وغیرہ کھائی تو کیا حکم ہے؟
سوال ④: اگر قسم کھائی کہ روٹی نہیں کھاؤں گا'' تو روٹی سے کون سی روٹی مراد ہے؟
سوال ⑤: اگر قسم کھائی کہ ''میوہ نہیں کھاؤں گا'' اور خربوزہ کھالیا تو کیا حکم ہے؟
سوال ⑥: قسم کھائی کہ ''فلاں سے بات نہیں کروں گا'' اور پھر سوتے میں اس سے بات کی جس سے وہ جاگ گیا تو کیا حکم ہے؟
سوال ⑦: قسم کھائی کہ ''اس لڑکے سے نہیں بولوں گا'' پھر اس لڑکے سے جوانی یا بڑھاپے میں بات کی تو کیا حکم ہے؟
سوال ⑧: قسم کھائی کہ ''تیرا منہ یا صورت نہیں دیکھوں گا'' اور پھر دور سے دیکھ لیا تو کیا حکم ہے؟

بیچنے اور خریدنے کی قسم کھانے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): قسم کھائی کہ "فلانی چیز میں نہ خریدوں گا" پھر کسی سے کہہ دیا کہ "تم مجھے خرید دو" اس نے خرید کر دے دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ (۲): اسی طرح اگر یہ قسم کھائی کہ "اپنی فلانی چیز نہ بیچوں گا" پھر خود نہیں بیچا دوسرے سے کہا کہ "تم بیچ دو" اس نے بیچ دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اسی طرح کرایہ پر لینے کا حکم ہے، اگر قسم کھائی کہ "میں یہ مکان کرایہ پر نہ لوں گا" پھر کسی دوسرے کے ذریعے سے کرایہ پر لے لیا تو قسم نہیں ٹوٹی، البتہ اگر قسم کھانے کا یہی مطلب تھا کہ نہ تو خود یہ کام کروں گا نہ کسی دوسرے سے کراؤں گا تو دوسرے آدمی کے کر دینے سے بھی قسم ٹوٹ جائے گی، غرض جو مطلب ہوگا اسی کے موافق حکم لگایا جائے گا یا یہ کہ قسم کھانے والا بڑا آدمی ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے نہیں بیچتا نہیں خریدتا تو اس صورت میں اگر یہ کام دوسرے سے کہہ کر کرا لیے تب بھی قسم ٹوٹ جائے گی۔

مسئلہ (۳): قسم کھائی کہ "میں اپنے اس لڑکے کو نہ ماروں گا" پھر کسی اور سے کہہ کر پٹوا دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

روزے نماز کی قسم کھانے کا بیان[2]

مسئلہ (۱): کسی نے بے وقوفی سے قسم کھائی کہ "میں روزہ نہ رکھوں گا" پھر روزے کی نیت کر لی تو دم بھر گزرنے سے بھی قسم ٹوٹ گئی، پورے دن گزرنے کا انتظار نہ کریں گے، اگر تھوڑی دیر بعد روزہ توڑے گا تب بھی قسم ٹوٹنے کا کفارہ دینا پڑے گا اور اگر یوں کہا کہ "ایک روزہ بھی نہ رکھوں گا" تو روزہ ختم ہونے کے وقت قسم ٹوٹے گی، جب تک پورا دن نہ گزرے اور روزہ کھولنے کا وقت نہ آئے تب تک قسم نہ ٹوٹے گی، اگر وقت آنے سے پہلے ہی روزہ توڑ ڈالا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ (۲): قسم کھائی کہ "میں نماز نہ پڑھوں گا" پھر پشیمان ہوا اور نماز پڑھنے کھڑا ہوا تو جب پہلی رکعت کا سجدہ کیا اسی وقت قسم ٹوٹ گئی اور سجدہ کرنے سے پہلے قسم نہیں ٹوٹی۔ اگر ایک رکعت پڑھ کر نماز توڑ دے تب بھی قسم ٹوٹ گئی اور یاد رکھو کہ ایسی قسمیں کھانا بہت گناہ ہے، اگر ایسی بے وقوفی ہوگئی تو اس کو فوراً توڑ ڈالے اور کفارہ دے۔

---

[1] اس عنوان کے تحت تین (۳) مسائل مذکور ہیں۔　[2] اس عنوان کے تحت دو (۲) مسائل مذکور ہیں۔

کپڑے وغیرہ کی قسم کھانے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): قسم کھائی کہ ''اس قالین پر نہ لیٹوں گا'' پھر قالین بچھا کر اس کے اوپر چادر لگائی اور لیٹا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر اس قالین کے اوپر ایک اور قالین یا کوئی دری بچھائی اس کے اوپر لیٹا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ (۲): قسم کھائی کہ ''زمین پر نہ بیٹھوں گا'' پھر زمین پر بوریا یا کپڑا یا چٹائی، ٹاٹ وغیرہ بچھا کر بیٹھ گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ (۳): قسم کھائی کہ ''اس چار پائی یا اس تخت پر نہ بیٹھوں گا'' پھر اس پر دری یا قالین وغیرہ کچھ بچھا کر بیٹھ گیا تو قسم ٹوٹ گئی۔ اگر اس چار پائی کے اوپر ایک اور چار پائی بچھائی اور تخت کے اوپر ایک اور تخت بچھا لیا، پھر اوپر والی چار پائی اور تخت پر بیٹھا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ (۴): قسم کھائی کہ ''فلاں کو کبھی نہ نہلاؤں گا'' پھر اس کے مر جانے کے بعد نہلایا تو قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۵): شوہر نے قسم کھائی کہ ''بیوی کو کبھی نہ ماروں گا'' پھر غصے میں چوٹا پکڑ کے گھسیٹا یا گلا گھونٹ دیا یا زور سے کاٹ کھایا تو قسم ٹوٹ گئی اور جو دل لگی اور پیار میں کاٹا ہو تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ (۶): قسم کھائی کہ ''فلاں کو ضرور ماروں گا'' اور وہ اس کہنے سے پہلی ہی مر چکا ہو تو اگر اس کا مرنا معلوم نہ تھا اس وجہ سے قسم کھائی تو قسم نہ ٹوٹے گی اور اگر جان بوجھ کر قسم کھائی تو قسم کھاتے ہی قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۷): اگر کسی نے کسی بات کے کرنے کی قسم کھائی جیسے یوں کہا: ''خدا کی قسم! انار ضرور کھاؤں گا'' تو عمر بھر میں ایک دفعہ کھا لینا کافی ہے اور اگر کسی بات کے نہ کرنے کی قسم کھائی جیسے یوں کہا: ''خدا کی قسم! انار نہ کھاؤں گا'' تو ہمیشہ کے لیے چھوڑنا پڑے گا، جب کبھی کھائے گا تو قسم ٹوٹ جائے گی، ہاں! اگر ایسا ہوا کہ گھر میں انار انگور وغیرہ آئے اور خاص ان اناروں کے لیے کہا کہ نہ کھاؤں گا تو اور بات ہے، وہ نہ کھائے اس کے سوا اور منگا کر کھائے تو کچھ حرج نہیں۔

---

[1] اس عنوان کے تحت سات (۷) مسائل مذکور ہیں۔

تمرین

سوال ①: قسم کھائی کہ ”فلاں چیز نہیں خریدوں گا یا نہیں بیچوں گا یا کرایہ پر نہیں دوں گا“ پھر کسی سے کہا کہ ”تم یہ چیز خریدو یا تم بیچ دو یا تم کرایہ پر دو“ تو کیا حکم ہے؟

سوال ②: قسم کھائی کہ ”اپنے لڑکے کو نہیں ماروں گا“ اور پھر دوسرے سے پٹوایا تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: قسم کھائی کہ ”روزہ نہ رکھوں گا“ پھر روزے کی نیت سے کچھ دیر بھوکا رہا اور تھوڑی دیر بعد روزہ توڑ دیا تو کیا قسم ٹوٹ جائے گی؟

سوال ④: اگر یوں کہا کہ ”ایک روزہ نہ رکھوں گا“ تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: اگر قسم کھائی کہ ”قالین پر نہ بیٹھوں گا“ پھر قالین بچھا کر اوپر چادر لگائی اور بیٹھا تو کیا قسم ٹوٹ جائے گی؟

سوال ⑥: اگر قسم کھائی کہ ”اس چارپائی یا تخت پر نہ بیٹھوں گا“ پھر اُس پر دری یا قالین بچھا کر بیٹھ گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑦: قسم کھائی کہ ”بیوی کو کبھی نہ ماروں گا“ پھر اس کا چوٹا پکڑا گھسیٹا تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑧: کسی نے قسم کھائی کہ ”فلاں کام ضرور کروں گا یا فلاں کام نہ کروں گا“ تو اس کا کیا حکم ہے؟

باب المرتدّین

دین سے پھر جانے (مرتد ہونے) کا بیان[1]

مرتد کا حکم

مسئلہ (۱): اگر خدانخواستہ کوئی اپنے ایمان اور دین سے پھر گیا تو تین دن کی مہلت دی جائے گی اور جو اس کو شبہ پڑا ہو اس شبے کا جواب دے دیا جائے گا، اگر اتنی مدت میں مسلمان ہو گیا تو خیر، نہیں تو اس کو قتل کر دیا جائے گا اور عورت دین سے پھر جائے تو اسے ہمیشہ کے لیے قید کر دیا جائے گا جب تک توبہ نہ کرے۔

مسئلہ (۲): جب کسی نے کفر کا کلمہ زبان سے نکالا تو ایمان جاتا رہا اور جتنی نیکیاں اور عبادت اس نے کی تھی سب اکارت گئیں، نکاح ٹوٹ گیا، اگر فرض حج کر چکا ہے تو وہ بھی ٹوٹ گیا، اب اگر توبہ کر کے پھر مسلمان ہوا تو اپنا نکاح پھر سے پڑھوائے اور پھر دوسرا حج کرے۔

کلماتِ کفریہ کا بیان

مسئلہ (۳): جب کفر کا کلمہ زبان سے نکالا تو ایمان جاتا رہا۔ اگر ہنسی دل لگی میں کفر کی بات کہے اور دل میں نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے، جیسے کسی نے کہا: ''کیا اللہ کو اتنی قدرت نہیں کہ فلانا کام کر دے؟''

اس کا جواب دیا: ''ہاں نہیں ہے'' تو اس کہنے سے کافر ہو گیا۔

مسئلہ (۴): کسی نے کہا: ''اٹھو نماز پڑھو'' جواب دیا: ''کون اٹھک بیٹھک کرے'' یا کسی نے روزہ رکھنے کو کہا تو جواب دیا: ''کون بھوکا مرے'' یا کہا: ''روزہ وہ رکھے جس کے گھر کھانا نہ ہو'' یہ سب کفر ہے۔

مسئلہ (۵): اس کو کوئی گناہ کرتے دیکھ کر کسی نے کہا: ''اللہ سے ڈرتا نہیں؟'' جواب دیا: ''ہاں نہیں ڈرتا'' تو کافر ہو گیا۔

مسئلہ (۶): کسی کو برا کام کرتے دیکھ کر کہا: ''کیا تو مسلمان نہیں ہے جو ایسی بات کرتا ہے؟'' جواب دیا: ''ہاں نہیں

[1] اس باب میں بارہ (۱۲) مسائل مذکور ہیں۔

ہوں'' تو کافر ہوگیا، اگر ہنسی میں کہا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ (۷): کسی نے نماز پڑھنا شروع کی، اتفاق سے اس پر کوئی مصیبت پڑ گئی، اس لیے کہا کہ ''یہ سب نماز ہی کی نحوست ہے'' تو کافر ہوگیا۔

مسئلہ (۸): کسی کافر کی کوئی بات اچھی معلوم ہوئی، اس لیے تمنا کر کے کہا کہ ''ہم بھی کافر ہوتے تو اچھا تھا کہ ہم بھی ایسا کرتے'' تو کافر ہوگیا۔

مسئلہ (۹): کسی کا لڑکا مر گیا، اس نے یوں کہا: ''یا اللہ! یہ ظلم مجھ پر کیوں کیا؟ مجھے کیوں ستایا؟'' تو اس کہنے سے وہ کافر ہوگیا۔

مسئلہ (۱۰): کسی نے یوں کہا: ''اگر خدا بھی مجھ سے کہے تو یہ کام نہ کروں'' یا یوں کہا: ''جبرئیل بھی اتر آئیں تو ان کا کہا نہ مانوں'' تو کافر ہوگیا۔

مسئلہ (۱۱): کسی نے کہا: ''میں ایسا کام کرتا ہوں کہ خدا بھی نہیں جانتا'' تو کافر ہوگیا۔

مسئلہ (۱۲): جب اللہ تعالیٰ کی یا اس کے کسی رسول کی کچھ حقارت کی یا شریعت کی بات کو برا جانا، عیب نکالا، کفر کی بات پسند کی، ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے اور کفر کی باتوں کو جن سے ایمان جاتا رہتا ہے ہم نے پہلے (کتاب کے شروع) میں سب عقیدوں کے بیان کرنے کے بعد بیان کیا ہے وہاں دیکھ لینا چاہیے اور اپنے ایمان کو سنبھالنے میں بہت احتیاط کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا ایمان ٹھیک رکھے اور ایمان ہی پر خاتمہ کرے، آمین یارب العالمین۔

تمرین

سوال ①: اگر کوئی خدانخواستہ دین سے پھر جائے تو شریعت اس کے ساتھ کس برتاؤ کا حکم دیتی ہے؟

سوال ②: کیا ہنسی مذاق میں بھی کفریہ بات کہنے سے ایمان جاتا رہتا ہے؟

سوال ③: دین سے پھر جانے کے بعد آدمی کے نماز، روزہ، حج وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

سوال ④: ایمان کن باتوں سے جاتا رہتا ہے، تفصیل سے ذکر کریں؟

کتاب اللقطة

گری پڑی چیز پانے کا بیان[1]

لقطے کو کس نیت سے اٹھائے؟

مسئلہ (۱): کہیں راستے، گلی یا لوگوں کی محفل میں یا اپنے یہاں کوئی مہمان داری ہوئی تھی یا وعظ کہلوایا تھا، سب کے جانے کے بعد کچھ ملا، یا اور کہیں کوئی چیز پڑی پائی تو اس کو خود لے لینا درست نہیں حرام ہے، اگر اٹھائے تو اس نیت سے اٹھائے کہ اس کے مالک کو تلاش کر کے دے دوں گا۔

لقطہ اٹھانا کب واجب ہو جاتا ہے؟

مسئلہ (۲): اگر کوئی چیز پائی اور اس کو نہ اٹھایا تو گناہ نہیں، لیکن اگر یہ ڈر ہو کہ اگر میں نہ اٹھاؤں گا تو کوئی اور لے لے گا اور جس کی چیز ہے اس کو نہ ملے گی تو اس کا اٹھا لینا اور مالک کو پہنچا دینا واجب ہے۔

مالک کو تلاش کرنا واجب ہے

مسئلہ (۳): جب کسی نے پڑی ہوئی چیز اٹھالی تو اب مالک کا تلاش کرنا اور تلاش کر کے دے دینا اس کے ذمے ہو گیا، اب اگر پھر وہیں ڈال دیا یا اٹھا کر اپنے گھر لے آیا، لیکن مالک کو تلاش نہیں کیا تو گناہ گار رہوا، خواہ ایسی جگہ پڑی ہو کہ اٹھانا اس کے ذمے واجب نہ تھا، یعنی کسی محفوظ جگہ پڑی تھی کہ ضائع ہو جانے کا ڈر نہیں تھا یا ایسی جگہ ہو کہ اٹھا لینا واجب تھا، دونوں کا یہی حکم ہے کہ اٹھا لینے کے بعد مالک کو تلاش کر کے پہنچانا واجب ہو جاتا ہے، پھر وہیں ڈال دینا جائز نہیں۔

---

[1] لقطہ سے متعلق آٹھ (۸) مسائل مذکور ہیں۔

مالک کو تلاش کرنے کا طریقہ

مسئلہ (۴): محفلوں میں مردوں اور عورتوں کے جماؤ جم گھٹے میں خوب پکارے، تلاش کرے۔ اگر عورتوں میں خود نہ جاسکے، نہ پکار سکے تو اپنی بیوی وغیرہ کسی اور سے اعلان کروائے اور خوب مشہور کرادے کہ ''ہم نے ایک چیز پائی ہے جس کی ہو ہم سے آکر لے جائے''، لیکن یہ ٹھیک بتا نہ دے کہ کیا چیز پائی ہے، تاکہ کوئی جھوٹ فریب کرکے نہ لے سکے، البتہ کچھ گول مول ادھورا پتہ بتلا دینا چاہیے، مثلاً: یہ کہ ایک زیور یا ایک کپڑا ہے یا ایک بٹوہ ہے جس میں کچھ نقد ہے، اگر کوئی آئے اور اپنی چیز کا ٹھیک ٹھیک پتا دے دے تو اس کے حوالے کردینا چاہیے۔

مالک کا نہ ملنا

مسئلہ (۵): بہت تلاش کرنے اور مشہور کرنے کے بعد جب بالکل مایوسی ہوجائے کہ اب اس کا کوئی وارث نہ ملے گا تو اس چیز کو خیرات کردے، اپنے پاس نہ رکھے۔ البتہ اگر وہ خود غریب محتاج ہو تو خود ہی اپنے کام میں لائے، لیکن خیرات کرنے کے بعد اگر اس کا مالک آگیا تو اس کے دام لے سکتا ہے اور اگر خیرات کرنے کو منظور کرلیا تو اس کو اس خیرات کا ثواب مل جائے گا۔

پالتو پرندوں کا حکم

مسئلہ (۶): پالتو کبوتر، یا طوطا، مینا یا اور کوئی چڑیا اس کے گھر میں گر پڑی اور اس نے اس کو پکڑ لیا تو مالک کو تلاش کرکے پہنچانا واجب ہوگیا، خود لے لینا حرام ہے۔

پھلوں کا حکم

مسئلہ (۷): باغ میں آم یا امرود وغیرہ پڑے ہیں تو ان کو بلا اجازت اٹھانا اور کھانا حرام ہے، البتہ اگر کوئی ایسی کم قدر چیز ہے کہ ایسی چیز کو کوئی تلاش نہیں کرتا اور نہ اس کے لینے کھانے سے کوئی برا مانتا ہے تو اس کو خرچ میں لانا

درست ہے، مثلاً: راہ میں ایک بیر پڑا ملا، یا ایک مٹھی چنے کے بوٹ[1] ملے۔

خزانے کا حکم

مسئلہ (۸): کسی مکان یا جنگل میں خزانہ یعنی کچھ گڑا ہوا مال نکل آیا تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو پڑی ہوئی چیز کا حکم ہے، خود لے لینا جائز نہیں، تلاش و کوشش کرنے کے بعد اگر مالک کا پتا نہ چلے تو اس کو خیرات کر دے اور غریب ہو تو خود بھی لے سکتا ہے۔

تمرین

سوال ①: اگر کوئی چیز کہیں پڑی ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال ②: اعلان کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال ③: بہت تلاش اور مشہور کرنے کے باوجود مالک نہ ملے تو کیا حکم ہے؟

سوال ④: پالتو کبوتر وغیرہ اگر کسی کے گھر آ جائیں اس کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: کہیں گڑا ہوا خزانہ مل جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

[1] کچے سبز چنے۔

کتاب الشرکۃ

شرکت کا بیان[1]

شرکاء کے حقوق اور اختیارات

مسئلہ (۱): ایک آدمی مر گیا اور اس نے کچھ مال چھوڑا تو اس کا سارا مال سب حق داروں کی شرکت میں ہے، جب تک سب سے اجازت نہ لے لے تب تک اس کو اپنے کام میں کوئی نہیں لا سکتا، اگر لائے گا اور نفع اٹھائے گا تو گناہ ہوگا۔

مسئلہ (۲): دو آدمیوں نے مل کر کچھ برتن خریدے تو وہ برتن دونوں کے ساجھے[2] میں ہیں۔ اس دوسرے کی اجازت لیے بغیر اکیلے ایک کو برتنا اور کام میں لانا، بیچ ڈالنا وغیرہ درست نہیں۔

مسئلہ (۳): دو آدمیوں نے اپنے اپنے پیسے ملا کر ساجھے میں امرود، نارنگی، بیر، آم، جامن، ککڑی، کھیرے، خربوزے وغیرہ کوئی چیز مول منگائی اور جب وہ چیز بازار سے آئی تو اس وقت ان میں سے ایک ہے اور ایک کہیں گیا ہوا ہے تو یہ نہ کرو کہ آدھا خود لے لو اور آدھا اس کا حصہ نکال کے رکھ دو کہ جب وہ آئے گا تو اپنا حصہ لے لے گا، جب تک دونوں موجود نہ ہوں حصہ بانٹنا درست نہیں ہے۔ اگر اس کے آئے بغیر اپنا حصہ الگ کر کے کھا گیا تو بہت گناہ ہوا، البتہ اگر گیہوں یا اور کوئی غلہ ساجھے میں منگایا اور اپنا حصہ بانٹ کر رکھ دیا اور دوسرے کا اس کے آنے کے وقت اس کو دے دیا یہ درست ہے لیکن اس صورت میں اگر دوسرے کے حصے میں اس کو دینے سے پہلے کچھ چوری وغیرہ ہوگئی تو وہ نقصان دونوں کا سمجھا جائے گا وہ اس کے حصے میں ساجھی (شریک) ہو جائے گا۔

نفع تقسیم کرنا

مسئلہ (۴): سو سو روپے ملا کر دو شخصوں نے کوئی تجارت کی اور اقرار کیا کہ "جو کچھ نفع ہو آدھا ہمارا آدھا تمہارا" تو یہ صحیح ہے اور اگر کہا کہ "دو حصے ہمارے اور ایک حصہ تمہارا تو بھی صحیح ہے" چاہے روپیہ دونوں کا برابر لگا ہو یا کم زیادہ لگا ہو، سب درست ہے۔

---

[1] شرکت کے متعلق اٹھارہ (۱۸) مسائل مذکور ہیں۔ [2] شرکت یعنی دونوں اس میں حصہ دار ہیں۔

سارا مال چوری ہونا

مسئلہ (۵): ابھی کچھ مال نہیں خریدا گیا تھا کہ وہ سب روپیہ چوری ہوگیا یا دونوں کا روپیہ ابھی الگ الگ رکھا تھا اور دونوں میں ایک کا مال چوری ہوگیا تو شرکت جاتی رہی، پھر سے شریک ہوں تب سوداگری کریں۔

مسئلہ (۶): دو شخصوں نے ساجھا کیا اور کہا کہ "سو روپیہ ہمارا اور سو روپیہ اپنا ملا کر تم کپڑے کی تجارت کرو اور نفع آدھا آدھا بانٹ لیں گے" پھر دونوں میں سے ایک نے کچھ کپڑا خرید لیا، پھر دوسرے کے پورے سو روپے چوری ہو گئے تو جتنا مال خریدا ہے وہ دونوں کے ساجھے (شرکت) میں ہے، اس لیے آدھی قیمت اس سے لے سکتا ہے۔

نفع متعین کرنا

مسئلہ (۷): سوداگری میں یہ شرط ٹھہرائی کہ نفع میں دس روپے یا پندرہ روپے ہمارے ہیں، باقی جو کچھ نفع ہو سب تمہارا ہے تو یہ درست نہیں۔

نفع نقصان میں دونوں کا شریک ہونا

مسئلہ (۸): سوداگری کے مال میں سے کچھ چوری ہوگیا تو دونوں کا نقصان ہوا، یہ نہیں ہے کہ جو نقصان ہو وہ سب ایک ہی کے سر پڑے، اگر یہ اقرار کرلیا کہ اگر نقصان ہو تو وہ سب ہمارے ذمے اور جو نفع ہو وہ آدھا آدھا بانٹ لیں گے تو یہ بھی درست نہیں۔

شرکت فاسدہ میں نفع کی تقسیم کا طریقہ

مسئلہ (۹): جب شرکت ناجائز ہوگئی تو اب نفع بانٹنے میں قول وقرار کا کچھ اعتبار نہیں، بل کہ اگر دونوں کا مال برابر ہے تو نفع بھی برابر ملے گا اور اگر برابر نہ ہو تو جس کا مال زیادہ ہے اس کو نفع بھی اس حساب سے ملے گا، چاہے جو کچھ اقرار کیا ہو، اقرار کا اس وقت اعتبار ہوتا ہے جب شرکت صحیح ہو اور ناجائز نہ ہونے پائے۔

جائز شرکت

مسئلہ(۱۰): دو آدمیوں نے شرکت کی کہ ''اِدھر اُدھر سے جو کچھ سینا پرونا آئے ہم تم مل کر سیا کریں گے اور جو کچھ سلائی ملا کرے آدھی آدھی بانٹ لیا کریں'' تو یہ شرکت درست ہے۔ اگر یہ اقرار کیا کہ ''دونوں مل کر سیا کریں گے اور نفع دو حصے ہمارے اور ایک حصہ تمہارا'' یہ بھی درست ہے اور اگر یہ اقرار کیا کہ چار آنے یا آٹھ آنے ہمارے اور باقی سب تمہارا تو یہ درست نہیں۔

مسئلہ(۱۱): ان دونوں میں سے ایک آدمی نے کوئی کپڑا سینے کے لیے لے لیا تو دوسرا یہ نہیں کہہ سکتا کہ ''یہ کپڑا تم نے کیوں لیا، تم نے لیا ہے تم ہی سیو'' بل کہ دونوں کے ذمے اس کا سینا واجب ہوگیا۔ یہ نہ سی سکے تو وہ سی دے یا دونوں مل کر سییں، غرض کہ سینے سے انکار نہیں کر سکتا۔

مسئلہ(۱۲): جس کا کپڑا تھا وہ مانگنے کے لیے آیا اور جس آدمی نے لیا تھا وہ اس وقت نہیں ہے بل کہ دوسرا آدمی ہے تو اس دوسرے آدمی سے بھی تقاضا کرنا درست ہے، وہ آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ''مجھے کیا مطلب جس کو دیا ہو اس سے مانگو۔''

مسئلہ(۱۳): اسی طرح ہر آدمی اس کپڑے کی مزدوری اور سلائی مانگ سکتا ہے، جس نے کپڑا دیا تھا وہ یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ ''میں تم کو سلائی نہ دوں گا بل کہ جس کو کپڑا دیا تھا اسی کو سلائی دوں گا۔'' ان دونوں میں سے جس کو سلائی دے دے گا اس کے ذمے سے ادا ہو جائے گی۔

چند ناجائز شرکتوں کا بیان

مسئلہ(۱۴): دو آدمیوں نے شرکت کی کہ ''آؤ دونوں مل کر جنگل سے لکڑیاں چن لائیں یا کنڈے چن لائیں'' تو شرکت صحیح نہیں، جو چیز جس کے ہاتھ میں آئے وہی اس کا مالک ہے، اس میں شرکت نہیں۔

مسئلہ(۱۵): ایک نے دوسرے سے کہا: ''ہمارے انڈے اپنی مرغی کے نیچے رکھ دو، جو بچے نکلیں دونوں آدمی آدھا آدھا بانٹ لیں'' یہ درست نہیں۔

ساجھے کی چیز تقسیم کرنے کا بیان

مسئلہ (۱۶): دو آدمیوں نے مل کر بازار سے گیہوں منگوائے، تو اب تقسیم کرتے وقت دونوں کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے، دوسرا حصہ دار موجود نہ ہو تب بھی ٹھیک ٹھیک تول کر اس کا حصہ الگ کر کے اپنا حصہ الگ کر لینا درست ہے، جب اپنا حصہ الگ کرلیا تو کھاؤ پیو، کسی کو دے دو، جو چاہو سو کرو، سب جائز ہے۔

اسی طرح گھی، تیل، انڈے وغیرہ کا بھی حکم ہے، غرض کہ جو چیز ایسی ہو کہ اس میں کچھ فرق نہ ہوتا ہو جیسے کہ انڈے انڈے سب برابر ہیں یا گیہوں کے دو حصے کیے تو جیسا یہ حصہ ویسا وہ حصہ دونوں برابر۔ ایسی سب چیزوں کا یہی حکم ہے کہ دوسرے کے نہ ہوتے وقت بھی حصہ بانٹ کر لینا درست ہے، لیکن اگر دوسرے نے ابھی اپنا حصہ نہیں لیا تھا کہ کسی طرح جاتا رہا تو وہ نقصان دونوں کا ہوگا، جیسے شرکت میں بیان ہوا اور جن چیزوں میں فرق ہوا کرتا ہے جیسے امرود، نارنگی وغیرہ ان کا حکم یہ ہے کہ جب تک دونوں حصہ دار موجود نہ ہوں حصہ بانٹ کر لینا درست نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۷): دو آدمیوں نے مل کر آم، امرود وغیرہ کچھ منگوایا اور ایک کہیں چلا گیا تو اب اس میں سے کھانا درست نہیں، جب وہ آجائے اس کے سامنے اپنا حصہ الگ کرو تب کھاؤ، نہیں تو بہت گناہ ہوگا۔

مسئلہ (۱۸): دو نے مل کر چنے بھنوائے تو فقط اندازے سے تقسیم کرنا درست نہیں بل کہ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر آدھا آدھا کرنا چاہیے، اگر کسی طرف کمی بیشی ہو جائے گی تو سود ہو جائے گا۔

تمرین

سوال①: کیاایک شریک دوسرے کی اجازت کے بغیر مشترکہ چیزوں میں تصرف کرسکتا ہے؟

سوال②: سوداگری میں یہ شرط ٹھہرانا کیسا ہے کہ نفع میں دس روپے میرے ہوں گے اور باقی سب تمہارے ہوں گے؟

سوال③: اگر کسی نے دوسرے سے یہ کہہ دیا کہ ''ہمارے انڈے اپنی مرغی کے نیچے رکھ دیں جو بچے نکلیں وہ ہم آدھے آدھے بانٹ لیں گے'' تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال④: مشترکہ چیز ایک شریک کی عدم موجودگی میں تقسیم کرنا کیسا ہے؟

سوال⑤: دوآدمیوں نے مل کر چنے بھنوائے تو اندازے سے تقسیم کرنا کیسا ہے؟

سوال⑥: دوآدمیوں نے پیسے ملا کر مشترک امرود، نارنگی، بیر اور آم وغیرہ منگوایا، پھر وہ چیز جب بازار سے آئی تو دونوں میں سے ایک تھا اور دوسرا نہ تھا تو کیا موجود شخص اس مشترک پھل وغیرہ میں سے لے سکتا ہے؟

سوال⑦: کپڑا سینے میں شرکت کرنا درست ہے یا نہیں؟

کتاب الوقف

وقف کا بیان[1]

مسئلہ (۱): اپنی کوئی جائداد جیسے مکان، باغ، گاؤں وغیرہ اللہ کی راہ میں فقیروں، غریبوں، مسکینوں کے لیے وقف کر دیا کہ اس گاؤں کی سب آمدنی فقیروں محتاجوں پر خرچ کر دی جائے یا باغ کے سب پھل پھول غریبوں کو دے دیے جائیں، اس مکان میں مسکین لوگ رہا کریں، کسی اور کے کام نہ آئے تو اس کا بڑا ثواب ہے، جتنے نیک کام ہیں مرنے سے بند ہو جاتے ہیں لیکن یہ ایسا نیک کام ہے کہ جب تک وہ جائیداد باقی رہے گی برابر قیامت تک اس کا ثواب ملتا رہے گا، جب تک فقیروں کو راحت اور نفع ملتا رہے گا برابر نامہ اعمال میں ثواب لکھا جائے گا۔

مسئلہ (۲): اگر اپنی کوئی چیز وقف کر دے تو کسی نیک بخت دیانت دار آدمی کے سپرد کر دے کہ وہ اس کی دیکھ بھال کرے کہ جس کام کے لیے وقف کیا ہے اسی پر خرچ ہوا کرے، کہیں بے جا خرچ نہ ہونے پائے۔

مسئلہ (۳): جس چیز کو وقف کر دیا اب وہ چیز اس کی نہیں رہی اللہ تعالیٰ کی ہو گئی، اب اس کو بیچنا کسی کو دینا درست نہیں، اب اس میں کوئی شخص اپنا دخل نہیں دے سکتا، جس بات کے لیے وقف ہے وہی کام اس سے لیا جائے گا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ (۴): مسجد کی کوئی چیز جیسے اینٹ، گارا، چونا، لکڑی، پتھر وغیرہ کوئی چیز اپنے کام میں لانا درست نہیں، چاہے کتنی ہی نکمی ہو گئی ہو لیکن گھر کے کام میں نہ لانا چاہیے بل کہ اس کو بیچ کر مسجد کے ہی خرچ میں لگا دینا چاہیے۔

مسئلہ (۵): وقف میں یہ شرط ٹھہرا لینا بھی درست ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں اس وقف کی آمدنی خواہ سب کی سب یا آدھی، تہائی اپنے خرچ میں لایا کروں گا پھر میرے بعد فلاں نیک جگہ خرچ ہوا کرے، اگر یوں کہہ لیا تو اتنی آمدنی اس کو لے لینا جائز اور حلال ہے اور یہ بڑا آسان طریقہ ہے کہ اس میں اپنے آپ کو بھی کسی طرح کی تکلیف اور تنگی ہونے کا اندیشہ نہیں اور جائداد بھی وقف ہو گئی۔ اسی طرح اگر یوں شرط کر دے کہ اول اس کی آمدنی میں سے میری اولاد کو اتنا دے دیا جایا کرے، پھر جو بچے وہ اس نیک جگہ میں خرچ ہو جائے، یہ بھی درست ہے اور اولاد کو اسی قدر دے دیا جایا کرے گا۔

[1] وقف کے متعلق پانچ (۵) مسائل مذکور ہیں۔

تمرین

سوال ①: جس چیز کو وقف کر دیا جائے کیا اُس کو بیچا جا سکتا ہے؟

سوال ②: مسجد کی کوئی چیز پرانی ہوگئی تو اس کا خود استعمال کرنا کیسا ہے؟

سوال ③: وقف میں یہ شرط لگانا کہ اس کی آمدنی پہلے اس پر خرچ ہوگی اور اس کے مرنے کے بعد فلاں نیک کام میں خرچ ہوگی، کیسا ہے؟

فصل في أحكام المساجد

مسجد کے احکام[1]

یہاں ہمیں مسجد کے وہ احکام بیان کرنا مقصود نہیں جو وقف سے تعلق رکھتے ہیں، اس لیے کہ ان کا ذکر وقف کے بیان میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ہم یہاں ان احکام کو بیان کرتے ہیں جو نماز سے یا مسجد کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔

مسجد کا دروازہ بند کرنا

مسئلہ (۱): مسجد کے دروازے کا بند کرنا مکروہ تحریمی ہے، ہاں! اگر نماز کا وقت نہ ہو اور مال واسباب کی حفاظت کے لیے دروازہ بند کرلیا جائے تو جائز ہے۔

مسجد کی چھت کا حکم

مسئلہ (۲): مسجد کی چھت پر پائخانہ، پیشاب یا جماع (ہم بستری) کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ مسجد کے اندر۔

گھر میں مسجد کا حکم

مسئلہ (۳): جس گھر میں مسجد ہو وہ پورا گھر مسجد کے حکم میں نہیں، اسی طرح وہ جگہ بھی مسجد کے حکم میں نہیں جو عیدین یا جنازے کی نماز کے لیے مقرر کی گئی ہو۔

مسجد کی دیواروں پر نقش ونگار کرنا

مسئلہ (۴): مسجد کے درودیوار کا منقش کرنا اگر اپنے خاص مال سے ہو تو مضائقہ نہیں، مگر محراب اور محراب والی دیوار پر مکروہ ہے اور اگر مسجد کی آمدنی سے ہو تو ناجائز ہے۔

---

[1] اس باب میں تیرہ (۱۳) مسائل مذکور ہیں۔

مسجد کی دیواروں پر قرآن مجید لکھنا

مسئلہ (۵): مسجد کی در و دیوار پر قرآن مجید کی آیتوں یا سورتوں کا لکھنا اچھا نہیں۔

مسجد کے آداب

مسئلہ (۶): مسجد کے اندر یا مسجد کی دیواروں پر تھوکنا یا ناک صاف کرنا بہت بری بات ہے، اگر نہایت ضرورت درپیش آئے تو اپنے کپڑے وغیرہ میں تھوک وغیرہ لے لے۔

مسئلہ (۷): مسجد کے اندر وضو یا کلی وغیرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ (۸): جنبی اور حائضہ کو مسجد کے اندر جانا گناہ ہے۔

مسئلہ (۹): مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے، ہاں! اعتکاف کی حالت میں بقدر ضرورت مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔ ضرورت سے زیادہ اس وقت بھی جائز نہیں مگر وہ چیز مسجد کے اندر موجود نہ ہونا چاہیے۔

مسئلہ (۱۰): اگر کسی کے پیر میں مٹی وغیرہ بھر جائے تو اس کو مسجد کی دیوار یا ستون سے پونچھنا مکروہ ہے۔

مسجد کے اندر درخت لگانا

مسئلہ (۱۱): مسجد کے اندر درختوں کا لگانا مکروہ ہے، اس لیے کہ یہ دستور اہلِ کتاب کا ہے ہاں اگر اس میں مسجد کا کوئی فائدہ ہو تو جائز ہے، مثلاً: مسجد کی زمین میں نمی زیادہ ہو کہ دیواروں کے گر جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں اگر درخت لگایا جائے تو وہ نمی کو جذب کر لے گا۔

مسجد کو راستہ بنانا

مسئلہ (۱۲): مسجد کو راستہ قرار دینا جائز نہیں، ہاں اگر سخت ضرورت لاحق ہو تو گاہے گاہے ایسی حالت میں مسجد سے ہو کر نکل جانا جائز ہے۔

مسجد میں دنیوی کام کرنا

مسئلہ (۱۴): مسجد میں کسی پیشہ ور کو اپنا پیشہ کرنا جائز نہیں، اس لیے کہ مسجد دین کے کاموں خصوصاً نماز کے لیے بنائی جاتی ہے، اس میں دنیا کے کام نہ ہونا چاہئیں حتی کہ جو شخص قرآن وغیرہ تنخواہ لے کر پڑھاتا ہو وہ بھی پیشہ والوں میں داخل ہے، اس کو مسجد سے علاحدہ بیٹھ کر پڑھانا چاہیے، ہاں! اگر کوئی شخص مسجد کی حفاظت کے لیے مسجد میں بیٹھے اور ضمناً اپنا کام بھی کرتا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں، مثلاً: کوئی کاتب یا درزی مسجد کے اندر بغرض حفاظت بیٹھے اور ضمناً اپنی کتابت یا سلائی بھی کرتا جائے تو جائز ہے۔

تمرین

سوال ①: مسجد کے در و دیوار کو منقش کرنا یا اس پر آیت وغیرہ لکھنا کیسا ہے؟

سوال ②: مسجد کے اندر کوئی پیشہ یا خرید و فروخت کرنا کیسا ہے؟

سوال ③: مسجد کے اندر درختوں کا لگانا کیسا ہے؟

سوال ④: کیا مسجد کی چھت مسجد میں داخل ہے؟

سوال ⑤: کیا مسجد کے اندر وضو اور کلی وغیرہ کرنا جائز ہے؟

سوال ⑥: مسجد کے اندر کس حالت میں خرید و فروخت کرنا جائز ہے؟

سوال ⑦: گھر کی مسجد کا کیا حکم ہے، کیا وہ مسجد کے حکم میں ہے؟

کتاب البیوع

خرید وفروخت کا بیان[1]

مسئلہ (۱): جب ایک شخص نے کہا: ''میں نے یہ چیز اتنے داموں پر بیچ دی'' اور دوسرے نے کہا: ''میں نے لے لی'' تو وہ چیز بک گئی اور جس نے مول (خرید) لیا ہے وہی اس کا مالک بن گیا۔ اب اگر وہ چاہے کہ میں نہ بیچوں اپنے پاس ہی رہنے دوں یا یہ چاہے کہ میں نہ خریدوں تو کچھ نہیں ہوسکتا ہے، اس کو دینا پڑے گا اور اس کو لینا پڑے گا اور اس بک جانے کو ''بیع'' کہتے ہیں۔

مسئلہ (۲): ایک نے کہا کہ ''میں نے یہ چیز دو پیسے[2] میں تمہارے ہاتھ بیچی'' دوسرے نے کہا: ''مجھے منظور ہے'' یا یوں کہا ''میں اتنے داموں پر راضی ہوں، اچھا میں نے لے لیا'' تو ان سب باتوں سے وہ چیز بک گئی، اب نہ تو بیچنے والے کو یہ اختیار ہے کہ نہ دے اور نہ لینے والے کو یہ اختیار ہے کہ نہ خریدے، لیکن یہ حکم اس وقت ہے کہ دونوں طرف سے یہ بات چیت ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ہوئی ہو۔

اگر ایک نے کہا: ''میں نے یہ چیز چار پیسے میں تمہارے ہاتھ بیچی'' اور وہ دوسرا چار پیسے کا نام سن کر کچھ نہیں بولا، اٹھ کھڑا ہوا یا کسی اور سے صلاح (مشورہ) لینے چلا گیا یا اور کسی کام کو چلا گیا اور جگہ بدل گئی تب اس نے کہا: ''اچھا میں نے چار پیسے کو خرید لی'' تو ابھی وہ چیز نہیں بکی۔

مسئلہ (۳): کسی نے کہا: ''یہ چیز ایک پیسے کی دے دو'' اس نے کہا: ''میں نے دے دی'' اس سے بیع نہیں ہوئی، البتہ اس کے بعد اگر مول لینے والے نے پھر کہہ دیا کہ ''میں نے لے لیا'' تو بک گئی۔

مسئلہ (۴): کسی نے کہا: ''یہ چیز ایک پیسے کی میں نے لے لی'' اس نے کہا: ''لے لو'' تو بیع ہوگئی۔

مسئلہ (۵): کسی نے کسی چیز کے دام چکا کر اتنے دام اس کے ہاتھ پر رکھے اور وہ چیز اٹھالی اور اس نے خوشی سے دام لے لیے، پھر نہ تو اس نے زبان سے کہا کہ ''میں نے اتنے داموں پر یہ چیز بیچی'' نہ اس نے کہا: ''میں نے خریدی'' تو اس لین دین ہوجانے سے بھی چیز بک جاتی ہے اور بیع درست ہوجاتی ہے۔

---

[1] اس عنوان کے تحت دس (۱۰) مسائل درج ہیں۔ [2] جس وقت بہشتی زیور لکھی جارہی تھی اس وقت پیسے کی بڑی حیثیت تھی۔

مسئلہ (۶): کوئی آدمی امرود بیچنے آیا دوسرے نے بغیر پوچھے بڑے بڑے چار امرود اس کی ٹوکری میں سے نکالے اور ایک پیسہ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا اور اس نے خوشی سے پیسہ لے لیا تو بیع ہوگئی، چاہے زبان سے کسی نے کچھ کہا ہو چاہے نہ کہا ہو۔

مسئلہ (۷): کسی نے موتیوں کی ایک لڑی کو کہا: ''یہ لڑی دس پیسے کی تمہارے ہاتھ بیچی'' اس پر خریدنے والے نے کہا: ''اس میں سے پانچ موتی میں نے لے لیے'' یا یوں کہا: ''آدھے موتی میں نے خرید لیے'' تو جب تک وہ بیچنے والا اس پر راضی نہ ہو بیع نہیں ہوگی، کیوں کہ اس نے تو پوری لڑی کا مول (سودا) کیا ہے تو جب تک وہ راضی نہ ہو لینے والے کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس میں سے کچھ لے اور کچھ نہ لے، اگر لے تو پوری لڑی لینا پڑے گی، ہاں! البتہ اگر اس نے یہ کہہ دیا ہو کہ: ''ہر موتی ایک ایک پیسے کو'' اس پر اس نے کہا ''اس میں سے پانچ موتی میں نے خرید لیے'' تو پانچ موتی بک گئے۔

مسئلہ (۸): کسی کے پاس چار چیزیں ہیں، اس نے کہا: ''یہ سب میں نے چار آنے کی بیچ دیں'' تو اس کی منظوری کے بغیر یہ اختیار نہیں ہے کہ بعض چیزیں لے اور بعض چھوڑ دے، کیوں کہ وہ سب کو ساتھ ملا کر بیچنا چاہتا ہے، ہاں! البتہ اگر ہر چیز کی قیمت الگ الگ بتلا دے تو اس میں سے ایک آدھ چیز بھی خرید سکتا ہے۔

مسئلہ (۹): بیچنے اور خریدنے میں یہ بھی ضروری ہے کہ جو سودا خریدے، ہر طرح سے اس کو صاف کر لے، کوئی بات ایسی گول مول نہ رکھے جس سے جھگڑا بکھیڑا پڑے۔ اسی طرح قیمت بھی صاف صاف مقرر اور طے ہو جانا چاہیے، اگر دونوں میں سے ایک چیز بھی اچھی طرح معلوم اور طے نہ ہوگی تو بیع صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ (۱۰): کسی نے روپے کی یا پیسے کی کوئی چیز خریدی، اب وہ کہتا ہے: ''پہلے تم روپے دو تب میں چیز دوں گا'' اور یہ کہتا ہے: ''پہلے تو چیز دے دے تب میں روپے دوں'' تو پہلے اس سے دام دلوائے جائیں گے، جب یہ دام دے دے تب اس سے وہ چیز دلوا دیں گے، دام کے وصول پانے تک اس چیز کے نہ دینے کا اس کو اختیار ہے اور اگر دونوں طرف ایک سی چیز ہے، مثلاً: دونوں طرف دام ہیں، یا دونوں طرف سودا ہے۔ جیسے روپے کے پیسے لینے لگیں یا کپڑے کے بدلے کپڑا لینے لگیں اور دونوں میں یہی جھگڑا آن پڑے تو دونوں سے کہا جائے گا کہ ''تم اس کے ہاتھ پر رکھو اور وہ تمہارے ہاتھ پر رکھے۔''

تمرین

سوال①: ''بیع'' کسے کہتے ہیں؟

سوال②: اگر کسی نے کہا: ''یہ چیز مجھے دس روپے کی دے دو'' اور بیچنے والے نے کہا کہ ''میں نے دے دی'' تو کیا بیع ہوگئی؟

سوال③: اگر کسی نے چیز کی قیمت بیچنے والے کے ہاتھ پر رکھ دی اور چیز اُٹھائی اور زبان سے کسی نے کچھ نہیں کہا تو کیا اس صورت میں بیع ہو جائے گی؟

سوال④: بیچنے اور خریدنے والے کے لیے کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

سوال⑤: اگر کسی نے دس روپے کی کوئی چیز خریدی اور بیچنے والا کہتا ہے کہ پہلے قیمت دو، تب چیز دوں گا اور خریدار کہتا ہے کہ پہلے چیز دو تب قیمت دوں گا تو اس صورت میں کس کا قول معتبر ہے؟

قیمت کے معلوم ہونے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): کسی نے مٹھی بند کر کے کہا کہ "جتنے دام ہمارے ہاتھ میں ہیں اتنے کی فلاں چیز دے دو" اور معلوم نہیں کہ ہاتھ میں کیا ہے روپیہ ہے یا پیسہ ہے یا اشرفی ہے اور ایک ہے یا دو تو ایسی بیع درست نہیں۔

مسئلہ (۲): کسی شہر میں دو قسم کے پیسے چلتے ہیں تو یہ بھی بتلا دے کہ "فلانے پیسے کے بدلے میں یہ چیز لیتا ہوں" اگر کسی نے نہیں بتلایا فقط اتنا ہی کہا کہ "میں نے یہ چیز ایک پیسہ کو بیچی" اس نے کہا کہ "میں نے لے لی" تو دیکھو کہ وہاں کس پیسے کا زیادہ رواج ہے، جس پیسے کا رواج زیادہ ہو وہی پیسہ دینا پڑے گا اور اگر دونوں کا رواج برابر ہو تو بیع درست نہیں رہی، بل کہ فاسد اور خراب ہو گئی۔

مسئلہ (۳): کسی کے ہاتھ میں کچھ پیسے ہیں اور اس نے مٹھی کھول کر دکھلا دیا کہ اتنے پیسوں کی یہ چیز دے دو اور اس نے وہ پیسے ہاتھ میں دیکھ لیے اور وہ چیز دے دی، لیکن یہ نہیں معلوم ہوا کہ کتنے پیسے ہاتھ میں ہیں تب بھی بیع درست ہے، اسی طرح اگر پیسوں کی ڈھیری سامنے بچھونے پر رکھی ہو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر بیچنے والا اتنے داموں کی چیز بیچ ڈالے اور یہ نہ جانے کہ کتنے پیسے ہیں تو بیع درست ہے۔ غرض یہ کہ جب اپنی آنکھ سے دیکھ لے کہ اتنے پیسے ہیں تو ایسے وقت اس کی مقدار بتلانا ضروری نہیں ہے اور اگر اس نے آنکھ سے نہیں دیکھا ہے تو ایسے وقت مقدار کا بتلانا ضروری ہے، جیسے یوں کہے: "دس آنے کو ہم نے یہ چیز لی" اگر اس صورت میں اس کی مقدار مقرر اور طے نہیں کی تو بیع فاسد ہو گئی۔

بیع کی فاسد صورتیں

مسئلہ (۴): کسی نے یوں کہا: "آپ یہ چیز لے لیں، قیمت طے کرنے کی کیا ضرورت ہے جو دام ہوں گے آپ سے واجبی لے لیے جائیں گے، میں بھلا آپ سے زیادہ لوں گا؟" یا یہ کہا کہ "آپ یہ چیز لے لیں، میں اپنے گھر پوچھ کر جو کچھ قیمت ہوگی پھر بتلا دوں گا" یا یوں کہا: "اسی میل کی یہ چیز فلانی نے لی ہے جو دام انہوں نے دیے ہیں وہی دام آپ بھی دے دیجیے گا" یا اس طرح کہا کہ "جو آپ کا جی چاہے دے دیجیے گا، میں ہرگز انکار نہ کروں گا، جو

[1]: اس عنوان کے تحت آٹھ (۸) مسائل مذکور ہیں۔

کچھ دے دو گے لے لوں گا'' یا اس طرح کہا کہ ''بازار سے پوچھوا لو جو اس کی قیمت ہو وہ دے دینا'' یا یوں کہا: ''فلاں کو دکھلا لو جو قیمت وہ کہہ دیں تم دے دینا'' تو ان سب صورتوں میں بیع فاسد ہے۔ البتہ اگر اسی جگہ قیمت صاف معلوم ہوگئی اور جس گنجلک[1] کی وجہ سے بیع فاسد ہوئی تھی وہ گنجلک جاتی رہے تو بیع درست ہو جائے گی اور اگر جگہ بدل جانے کے بعد معاملہ صاف ہوا تو پہلی بیع فاسد رہی، البتہ اس صاف ہونے کے بعد پھر نئے سرے سے بیع کر سکتے ہیں۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۵): کوئی دکان دار مقرر ہے جس چیز کی ضرورت پڑتی ہے اس کی دکان سے آ جاتی ہے، آج سیر بھر چھالی منگالیں، کل دو سیر کتھہ آ گیا، کسی دن پاؤ بھر ناریل وغیرہ لے لیا اور قیمت کچھ نہیں پوچھوائی اور یوں سمجھا کہ جب حساب ہوگا تو جو کچھ نکلے گا دے دیا جائے گا یہ درست ہے۔ اسی طرح عطار (دوا فروش) کی دکان سے دوا کا نسخہ بندھوا منگایا اور قیمت نہیں دریافت کی اور یہ خیال کیا کہ تن درست ہونے کے بعد جو کچھ دام ہوں گے دے دیے جائیں گے، یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ (۶): کسی کے ہاتھ میں ایک روپیہ یا پیسہ ہے اس نے کہا کہ ''اس روپیہ کی یہ چیز ہم نے لی'' تو اختیار ہے چاہے وہی روپیہ دے چاہے اس کے بدلے کوئی اور روپیہ دے، مگر وہ دوسرا بھی کھوٹا نہ ہو۔

مسئلہ (۷): کسی نے ایک روپیہ کو کچھ خریدا تو اختیار ہے چاہے روپیہ دے دے چاہے دو اٹھنی دے دے اور چاہے چار چونی دے دے اور چاہے آٹھ دونی دے دے، بیچنے والا اس کے لینے سے انکار نہیں کر سکتا، ہاں! اگر ایک روپے کے پیسے دے تو بیچنے والے کو اختیار ہے چاہے لے چاہے نہ لے، اگر وہ پیسے لینے پر راضی نہ ہو تو روپیہ ہی دینا پڑے گا۔

مسئلہ (۸): کسی نے کوئی قلم دان یا صندوقچہ بیچا تو اس کی کنجی (چابی) بھی بک گئی، کنجی کے دام الگ نہیں لے سکتا اور نہ کنجی کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔

---

[1] اُلجھن، جھگڑا، گول مول بات۔

سودا معلوم ہونے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): اناج غلہ وغیرہ سب چیزوں میں اختیار ہے چاہے تول کے حساب سے لے اور یوں کہہ دے کہ "ایک روپے کے بیس سیر گیہوں میں نے خریدے" اور چاہے یوں ہی مول کر کے لے اور یوں کہہ دے کہ "گیہوں کی یہ ڈھیری میں نے ایک روپیہ کو خریدی" پھر اس ڈھیری میں چاہے جتنے گیہوں نکلیں سب اسی کے ہیں۔

مسئلہ (۲): آم، امرود، نارنگی وغیرہ میں بھی اختیار ہے کہ گنتی کے حساب سے لے یا ویسے ہی ڈھیر کا مول کر کے لے، اگر ایک ٹوکری کے سب آم دو آنے کے خرید لیے اور گنتی اس کی کچھ معلوم نہیں کہ کتنے ہیں تو بیع درست ہے اور سب آم اسی کے ہیں، چاہے کم نکلیں چاہے زیادہ۔

مسئلہ (۳): کوئی شخص بیر وغیرہ کوئی چیز بیچنے آیا اس سے کہا کہ "ایک پیسہ کو اس اینٹ کے برابر تول دے" اور وہ بھی اس اینٹ کے برابر تول دینے پر راضی ہو گیا اور اس اینٹ کا وزن کسی کو نہیں معلوم کہ کتنی بھاری نکلے گی تو یہ بیع بھی درست ہے۔

مسئلہ (۴): آم کا یا امرود، نارنگی وغیرہ کا پورا ٹوکرا ایک روپے کو اس شرط پر خریدا کہ اس میں چار سو آم ہیں، پھر جب گنے گئے تو اس میں تین سو ہی نکلے، لینے والے کو اختیار ہے چاہے لے چاہے نہ لے، اگر لے گا تو پورا ایک روپیہ نہ دینا پڑے گا بل کہ ایک سیکڑے کے دام کم کر کے فقط بارہ آنے دے اور اگر ساڑھے تین سو نکلیں تو چودہ آنے دے۔ غرض کہ جتنے آم کم ہوں اتنے دام بھی کم ہو جائیں گے اور اگر اس ٹوکرے میں چار سو سے زیادہ آم ہوں تو جتنے زیادہ ہیں وہ بیچنے والے کے ہیں، اس کو چار سو سے زیادہ لینے کا حق نہیں ہے، ہاں اگر پورا ٹوکرا خرید لیا اور کچھ مقرر نہیں کیا کہ اس میں کتنے آم ہیں تو جو کچھ نکلے سب اسی کا ہے، چاہے کم نکلیں اور چاہے زیادہ۔

مسئلہ (۵): بنارسی دوپٹہ یا چکن کا دوپٹہ یا پلنگ پوش یا ازار بند وغیرہ کوئی ایسا کپڑا خریدا کہ اگر اس میں سے کچھ پھاڑ لیں تو نکما اور خراب ہو جائے گا اور خریدتے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ یہ دوپٹہ تین گز کا ہے، پھر جب ناپا تو کچھ کم نکلا تو جتنا کم نکلا ہے اس کے بدلے میں دام کم نہ ہوں گے بل کہ جتنے دام طے ہوئے ہیں وہ پورے دینا پڑیں گے، ہاں! کم نکلنے کی وجہ سے بس اتنی رعایت کی جائے گی کہ دونوں طرف سے پکی بیع ہو جانے پر بھی اس کو اختیار ہے، چاہے لے

[1] : اس عنوان کے تحت آٹھ (۸) مسائل مذکور ہیں۔

چاہے نہ لے اور اگر کچھ زیادہ نکلا تو وہ بھی اسی کا ہے اور اس کے بدلے میں دام کچھ زیادہ دینا نہ پڑیں گے۔

مسئلہ (۶): کسی نے رات کو دو ریشمی ازار بند ایک روپے کے لیے، جب صبح کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ان میں سے سوتی ہے تو دونوں کی بیع جائز نہیں ہوئی نہ ریشمی کی نہ سوتی کی۔ اسی طرح اگر دو انگوٹھیاں شرط کر کے خریدیں کہ دونوں کا رنگ فیروزہ کا ہے، پھر معلوم ہوا کہ ایک میں فیروزہ نہیں ہے کچھ اور ہے تو دونوں کی بیع ناجائز ہے، اب اگر ان میں سے ایک کا یا دونوں کا لینا منظور ہو تو اس کی ترکیب یہ ہے کہ پھر سے بات چیت کر کے خریدے۔

تمرین

سوال①: اگر کسی نے مٹھی کھول کر دکھلایا کہ ''اس میں جو رقم ہے اس کے عوض فلاں چیز دے دو'' تو کیا حکم ہے؟

سوال②: ایک مقرر دکان دار سے روز مرہ ضرورت کی چیزیں قیمت معلوم کیے بغیر آ جاتی ہیں اور ماہانہ حساب کر کے رقم دی جاتی ہے تو کیا یہ درست ہے؟

سوال③: کسی نے یوں کہا: ''آپ یہ چیز لے لیں قیمت طے کرنے کی کیا ضرورت ہے جو دام ہوں گے آپ سے واجبی لے لیے جائیں گے یا جو آپ کا جی چاہے دے دیجیے'' تو اس بیع کا کیا حکم ہے؟

سوال④: اناج، غلہ وغیرہ کس طرح خریدے؟

سوال⑤: اگر کپڑا خریدتے وقت یہ شرط لگائی تھی کہ تین گز کا ہے پھر جب ناپا تو کچھ کم نکلا یا زیادہ نکلا تو کیا حکم ہے؟

سوال⑥: کسی نے رات کو دو ریشمی ازار بند ایک روپے میں لیے جب صبح دیکھا تو ایک سوتی نکلا تو اس بیع کا کیا حکم ہے؟

باب خیار الشرط

واپسی کرنے کی شرط کا بیان[1]

خیارِ شرط کی تعریف

مسئلہ (۱): خریدتے وقت یوں کہہ دیا کہ "ایک دن یا دو دن تک ہم کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے، جی چاہے گا لیں گے نہیں تو پھیر (واپس) دیں گے" تو یہ درست ہے۔ جتنے دن کا اقرار کیا ہے اتنے دن تک پھیر دینے کا اختیار ہے چاہے لے چاہے پھیر دے اور اس کو شرع میں "خیارِ شرط" کہتے ہیں۔

مسئلہ (۲): کسی نے کہا کہ "تین دن تک مجھ کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے" پھر تین دن گزر گئے اور اس نے کوئی جواب نہیں دیا، نہ وہ چیز واپس کی تو اب وہ چیز لینی پڑے گی واپس کرنے کا اختیار نہیں رہا، ہاں اگر بیچنے والا رعایت کر کے واپس کر لے تو (ٹھیک ہے) خیر پھیر دے، بغیر اس کی رضامندی کے نہیں پھیر سکتا۔

خیارِ شرط میں دنوں کی مدت

مسئلہ (۳): تین دن سے زیادہ کی شرط کرنا درست نہیں ہے، اگر کسی نے چار یا پانچ دن کی شرط کی تو دیکھو تین دن کے اندر اس نے کچھ جواب دیا یا نہیں، اگر تین دن کے اندر اس نے واپس کر دیا تو بیع ختم ہوگئی اور اگر کہہ دیا کہ "میں نے لے لیا" تو بیع درست ہوگئی اور اگر تین دن گزر گئے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ لے گا یا نہیں لے گا تو بیع فاسد ہوگئی۔

مسئلہ (۴): اسی طرح بیچنے والا بھی کہہ سکتا ہے کہ "تین دن تک مجھ کو اختیار ہے، اگر چاہوں گا تو تین دن کے اندر واپس لے لوں گا" تو یہ بھی جائز ہے۔

اختیار کب ختم ہوگا؟

مسئلہ (۵): خریدتے وقت کہہ دیا تھا کہ "تین دن تک مجھے واپس کر دینے کا اختیار ہے" پھر دوسرے دن آیا اور کہہ

[1] اس عنوان کے تحت نو (۹) مسائل مذکور ہیں۔

دیا کہ ''میں نے وہ چیز لے لی اب نہ واپس کروں گا'' تو اب وہ اختیار ختم ہوگیا، اب واپس نہیں کرسکتا بل کہ اگر اپنے گھر ہی میں آکر کہہ دیا کہ ''میں نے یہ چیز لے لی اب واپس نہ کروں گا'' تب بھی وہ اختیار ختم ہوگیا اور جب بیع کا توڑنا اور ختم کرنا منظور ہوتو بیچنے والے کے سامنے توڑنا چاہیے، اس کی پیٹھ پیچھے توڑنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ (۶): کسی نے کہا: ''تین دن تک میرے باپ کو اختیار ہے اگر کہے گا تو لےلوں گا نہیں تو واپس کردوں گا'' تو یہ بھی درست ہے، اب تین دن کے اندر وہ یا اس کا باپ واپس کرسکتا ہے اور اگر خود وہ یا اس کا باپ کہہ دے کہ ''میں نے لے لی اب نہ واپس کروں گا'' تو اب واپس کرنے کا اختیار نہیں رہا۔

مسئلہ (۷): دو یا تین تھان لیے اور کہا: کہ ''تین دن تک ہم کو اختیار ہے کہ اس میں سے جو پسند ہوگا ایک تھان دس روپے کا لے لیں گے'' تو یہ درست ہے، تین دن کے اندر اس میں سے ایک تھان پسند کرلے اور چار یا پانچ تھان اگر لیے اور کہا کہ ''اس میں ایک پسند کرلیں گے'' تو یہ بیع فاسد ہے۔

مسئلہ (۸): کسی نے تین دن تک واپس کردینے کی شرط ٹھہرالی تھی، پھر وہ چیز اپنے گھر برتنا شروع کردی جیسے اوڑھنے کی چیز تھی وہ اوڑھنے لگا یا پہننے کی چیز تھی اس کو پہن لیا یا بچھانے کی چیز تھی اس کو بچھانے لگا تو اب واپس کر دینے کا اختیار نہیں رہا۔

مسئلہ (۹): ہاں اگر استعمال صرف دیکھنے کے واسطے ہوا ہے تو واپس کرنے کا حق ہے، مثلاً: سلا ہوا کرتہ یا چادر یا دری خریدی تو یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ کرتہ ٹھیک بھی آتا ہے یا نہیں، ایک مرتبہ پہن کر دیکھا اور فوراً اتار دیا یا چادر کی لمبائی چوڑائی اوڑھ کر دیکھی یا دری کی لمبائی چوڑائی بچھا کر دیکھی تو بھی واپس کردینے کا حق ہے۔

باب خيار الرؤية

بغیر دیکھی ہوئی چیز کے خریدنے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): کسی نے کوئی چیز بغیر دیکھے ہوئے خرید لی تو یہ بیع درست ہے، لیکن جب دیکھے تو اس کو اختیار ہے، پسند ہو تو رکھے نہیں تو واپس کر دے، اگرچہ اس میں کوئی عیب بھی نہ ہو اور جیسی ٹھہرائی تھی ویسی ہی ہو تب بھی رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہے۔

مسئلہ (۲): کسی نے بغیر دیکھے اپنی چیز بیچ ڈالی تو اس بیچنے والے کو دیکھنے کے بعد واپس کر لینے کا اختیار نہیں ہے، دیکھنے کے بعد اختیار فقط لینے والے کو ہوتا ہے۔

مسئلہ (۳): کوئی شخص مٹر کی پھلیاں بیچنے کو لایا، ان میں اوپر کو اچھی اچھی تھیں، ان کو دیکھ کر پورا ٹوکرا لے لیا لیکن نیچے خراب نکلیں تو اب بھی اس کو واپس کر دینے کا اختیار ہے، البتہ اگر سب پھلیاں یکساں ہوں تو تھوڑی سی پھلیاں دیکھ لینا کافی ہے، چاہے سب پھلیاں دیکھے چاہے نہ دیکھے، واپس کر دینے کا اختیار نہ رہے گا۔

مسئلہ (۴): امرود یا انار یا نارنگی وغیرہ کوئی ایسی چیز خریدی کہ سب یکساں نہیں ہوا کرتیں تو جب تک سب نہ دیکھے تب تک اختیار رہتا ہے، تھوڑے کے دیکھ لینے سے اختیار نہیں جاتا۔

مسئلہ (۵): اگر کوئی چیز کھانے پینے کی خریدی تو اس میں فقط دیکھ لینے سے اختیار نہیں جائے گا بل کہ چکھنا بھی چاہیے، اگر چکھنے کے بعد ناپسند ٹھہرے تو واپس کرنے کا اختیار ہے۔

مسئلہ (۶): بہت زمانہ ہو گیا کہ کوئی چیز دیکھی تھی، اب آج اس کو خرید لیا لیکن ابھی دیکھا نہیں، پھر جب گھر لا کر دیکھا تو جیسی دیکھی تھی بالکل ویسی ہی اس کو پایا تو اب دیکھنے کے بعد واپس کر دینے کا اختیار نہیں ہے، ہاں! اگر اتنے دنوں میں کچھ فرق ہو گیا ہو تو دیکھنے کے بعد اس کے لینے کا اختیار ہوگا۔

[1] اس باب میں چھ (۶) مسائل مذکور ہیں۔

تمرین

سوال ①: خریدار یا بیچنے والے کو بیع میں خیارِ شرط لگانا کیسا ہے؟

سوال ②: اگر کسی نے چار یا پانچ دن کی خیارِ شرط لگائی تو کیا حکم ہے؟

سوال ③: تین یا پانچ تھان لیے اور کہا کہ ''ان ہی میں سے پسند کر کے لیں گے تو اس بیع کا کیا حکم ہے؟

سوال ④: اگر تین دن تک واپس کر دینے کی شرط لگائی تھی پھر وہ چیز گھر میں استعمال کرنا شروع کر دی تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: اگر کوئی چیز بغیر دیکھے ہوئے لی تو کیا دیکھنے کے بعد اس کو واپس کر دینا درست ہے جب کہ اس میں کوئی عیب بھی نہ ہو؟

سوال ⑥: اگر کسی نے بغیر دیکھے کوئی چیز بیچی تو اب واپس لینے کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑦: کیا کھانے کی چیز میں واپس دینے کا اختیار صرف دیکھنے سے ختم ہو جاتا ہے؟

باب خیار العیب

سودے میں عیب نکل آنے کا بیان[1]

عیب چھپانے کا حکم

مسئلہ (۱): جب کوئی چیز بیچے تو واجب ہے جو کچھ اس میں عیب وخرابی ہو سب بتلا دے، نہ بتلانا اور دھوکہ دے کر بیچ ڈالنا حرام ہے۔

عیب نکل آنے پر سودا کا حکم

مسئلہ (۲): جب خرید چکا تو دیکھا اس میں کوئی عیب ہے، جیسے تھان کو چوہوں نے کتر ڈالا ہے، یا دوشالے[2] میں کیڑا لگ گیا ہے یا اور کوئی عیب نکل آیا تو اب اس خریدنے والے کو اختیار ہے چاہے رکھ لے اور لے لے، چاہے پھیر دے (واپس کر دے) لیکن اگر رکھ لے تو پورے دام دینا پڑیں گے، اس عیب کے عوض میں کچھ دام کاٹ لینا درست نہیں، البتہ اگر دام کی کمی پر وہ بیچنے والا بھی راضی ہو جائے تو کم کر کے دینا درست ہے۔

خریدار کا عیب پر مطلع ہونے سے پہلے تصرف کرنا

مسئلہ (۳): کسی نے کوئی تھان خرید کر رکھا تھا کہ کسی لڑکے نے اس کا ایک کونا پھاڑ ڈالا یا قینچی سے کتر ڈالا، اس کے بعد دیکھا کہ وہ اندر سے خراب ہے، جابجا چوہے کتر گئے ہیں تو اب اس کو نہیں واپس کر سکتا، کیوں کہ ایک اور عیب تو اس کے گھر ہو گیا ہے، البتہ اس عیب کے بدلے میں جو کہ بیچنے والے کے گھر کا ہے دام کم کر دیے جائیں۔ لوگوں کو دکھایا جائے جو وہ تجویز کریں اتنا کم کر دو۔

مسئلہ (۴): اسی طرح اگر کپڑا کاٹ چکا تب عیب معلوم ہوا تب بھی واپس کر نہیں سکتا، البتہ دام کم کر دیے جائیں گے،

[1] اس باب میں (۱۲) مسائل مذکور ہیں۔ [2] پشمینہ کی دوہری چادر۔

لیکن اگر بیچنے والا کہے کہ ’’میرا کاٹا ہوا دے دو اور اپنے سب دام لے لو، میں دام کم نہیں کرتا‘‘ تو اس کو یہ اختیار حاصل ہے، خریدنے والا انکار نہیں کرسکتا۔ اگر کاٹ کے سی بھی لیا تھا، پھر عیب معلوم ہوا تو عیب کے بدلے دام کم کردیے جائیں گے اور بیچنے والا اس صورت میں اپنا کپڑا نہیں لے سکتا اور اگر اس خریدنے والے نے وہ کپڑا بیچ ڈالا یا اپنے نابالغ بچے کے پہنانے کی نیت سے کاٹ ڈالا بشرطیکہ بالکل اس کے دے ڈالنے کی نیت کی ہو اور پھر اس میں عیب نکلا تو اب دام کم نہیں کیے جائیں گے اور اگر بالغ اولاد کی نیت سے کاٹا تھا اور پھر عیب نکلا تو اب دام کم کردیے جائیں گے۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۵): کسی نے فی انڈا ایک پیسے کے حساب سے کچھ انڈے خریدے، جب توڑے تو سب گندے نکلے تو سارے دام واپس لے سکتا ہے اور ایسا سمجھیں گے کہ گویا اس نے بالکل خریدا ہی نہیں اور اگر بعضے گندے نکلے بعضے اچھے تو گندوں کے دام واپس لے سکتا ہے اور اگر کسی نے بیس (۲۰) پچیس (۲۵) انڈوں کے یک مشت دام لگا کر خرید لیے کہ یہ سب انڈے میں نے پانچ آنے میں لیے تو دیکھو کتنے خراب نکلے، اگر سو (۱۰۰) میں پانچ چھ خراب نکلے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر زیادہ خراب نکلے تو خراب کے دام حساب سے واپس لے لے۔

مسئلہ (۶): کھیرا، ککڑی، خربوزہ، تربوز، لوکی، بادام، اخروٹ وغیرہ کچھ خریدا، جب توڑے، اندر سے بالکل خراب نکلے تو دیکھو کہ کام میں آسکتے ہیں یا بالکل خراب اور پھینک دینے کے قابل ہیں، اگر بالکل خراب اور نکمے ہوں تب تو یہ بیع بالکل صحیح نہیں ہوئی، اپنے سب دام واپس لے لے اور اگر کسی کام میں آسکتے ہوں تو جتنے دام بازار میں لگیں اتنے دیے جائیں پوری قیمت نہ دی جائے گی۔

مسئلہ (۷): اگر سو (۱۰۰) بادام میں چار پانچ ہی خراب نکلے تو کوئی اعتبار نہیں اور اگر زیادہ خراب نکلے تو جتنے خراب ہیں ان کے دام کاٹ لینے کا اختیار ہے۔

مسئلہ (۸): ایک روپیہ کے پندرہ سیر گیہوں خریدے یا ایک روپیہ کا ڈیڑھ سیر گھی لیا، اس میں سے کچھ تو اچھا نکلا اور کچھ خراب نکلا تو یہ درست نہیں ہے کہ اچھا اچھا لے لے اور خراب خراب واپس کردے، بل کہ اگر لے تو سب لینا پڑے گا اور واپس کرے تو سب واپس کرے، ہاں! البتہ اگر بیچنے والا خود راضی ہوجائے کہ اچھا اچھا لے لو اور جتنا خراب ہے وہ واپس کردو تو ایسا کرنا درست ہے، بغیر اس کی مرضی کے نہیں کرسکتا۔

مسئلہ(۹): عیب نکلنے کے وقت واپس کر دینے کا اختیار اسی وقت ہے جب کہ عیب دار چیز کے لینے پر کسی طرح رضا مندی ثابت نہ ہوتی ہو اور اگر اسی کے لینے پر راضی ہو جائے تو اب اس کا واپس کرنا جائز نہیں، البتہ بیچنے والا خوشی سے واپس کر لے تو واپس کرنا درست ہے، جیسے کسی نے ایک بکری یا گائے وغیرہ کوئی چیز خریدی، جب گھر آئی تو معلوم ہوا کہ یہ بیمار ہے یا اس کے بدن میں کہیں زخم ہے، پس اگر دیکھنے کے بعد اپنی رضا مندی ظاہر کرے کہ خیر ہم نے عیب دار ہی لے لی تو اب واپس کرنے کا اختیار نہیں رہا اور اگر زبان سے نہیں کہا لیکن ایسے کام کیے جس سے رضا مندی معلوم ہوتی ہے جیسے اس کی دوا علاج کرنے لگا تب بھی واپس کرنے کا اختیار نہیں رہا۔

مسئلہ(۱۰): بکری کا گوشت خریدا پھر معلوم ہوا کہ بھیڑ کا گوشت ہے تو واپس کر سکتا ہے۔

مسئلہ(۱۱): اگر کوئی چارپائی یا تخت خریدا اور کسی ضرورت سے اس کو بچھا کر بیٹھا یا تخت پر نماز پڑھی اور استعمال کرنے لگا تو اب واپس کرنے کا اختیار نہیں رہا۔ اسی طرح اور سب چیزوں کو سمجھ لو۔ اگر اس سے کام لینے لگے تو واپس کرنے کا اختیار نہیں رہتا ہے۔

مسئلہ(۱۲): بیچتے وقت اس نے کہہ دیا کہ ”خوب دیکھ بھال لو، اگر اس میں کوئی عیب نکلے یا خراب ہو تو میں ذمہ دار نہیں“ اس کہنے پر بھی اس نے لے لیا تو چاہے جتنے عیب اس میں نکلیں واپس کرنے کا اختیار نہیں ہے اور اس طرح بیچنا بھی درست ہے، اس کہہ دینے کے بعد عیب کا بتلانا واجب نہیں ہے۔

تمرین

سوال①: اگر کوئی چیز خرید لی اور اس میں کوئی عیب نکل آیا تو کیا حکم ہے؟

سوال②: اگر کپڑا خرید کر رکھا تھا، کسی نے اُس کا ایک کونا پھاڑ ڈالا، اس کے بعد دیکھا کہ وہ اندر سے بھی خراب ہے تو اس کو واپس کرنے کا کیا حکم ہے؟

سوال③: عیب نکلنے کے وقت واپس کرنے کا اختیار کب ہے؟

سوال④: بیچنے والے نے بیچتے وقت کہہ دیا کہ ''خوب دیکھ بھال لو، اگر بعد میں کوئی عیب وغیرہ نکلے تو میں ذمہ دار نہیں ہوں گا'' پھر خریدنے کے بعد اُس میں عیب نکل آیا تو اب واپس کرنے کا کیا حکم ہے؟

سوال⑤: اگر سو (۱۰۰) بادام لیے تو کتنے خراب نکلنے پر دام کاٹ سکتا ہے؟

باب البیع الفاسد والباطل

بیع باطل اور فاسد وغیرہ کا بیان[1]

بیع باطل کی تعریف

مسئلہ (۱): جو بیع شرع میں بالکل ہی غیر معتبر اور لغو ہو، ایسا سمجھیں کہ اس نے بالکل خریدا ہی نہیں اور اس نے بیچا ہی نہیں اس کو ''باطل'' کہتے ہیں۔

بیع باطل کا حکم

اس کا حکم یہ ہے کہ خریدنے والا اس کا مالک نہیں ہوا، وہ چیز اب تک اسی بیچنے والے کی ملک میں ہے، اس لیے خریدنے والے کو نہ تو اس کا کھانا جائز نہ کسی کو دینا جائز، کسی طرح سے اپنے کام میں لانا درست نہیں۔

بیع فاسد کی تعریف

اور جو بیع ہو تو گئی ہو لیکن اس میں کچھ خرابی آ گئی ہے اس کو ''بیع فاسد'' کہتے ہیں۔

بیع فاسد کا حکم

اس کا حکم یہ ہے کہ جب تک خریدنے والے کے قبضے میں نہ آ جائے تب تک وہ خریدی ہوئی چیز اس کی ملک میں نہیں آتی اور جب قبضہ کر لیا تو ملک میں تو آ گئی لیکن حلال طیب نہیں ہے، اس لیے اس کو کھانا پینا یا کسی اور طرح سے اپنے کام میں لانا درست نہیں بل کہ ایسی بیع کا توڑ دینا واجب ہے، لینا ہو تو پھر سے بیع کریں اور مول لیں۔

اگر یہ بیع نہیں توڑی بل کہ کسی اور کے ہاتھ وہ چیز بیچ ڈالی تو گناہ ہوا اور اس دوسرے خریدنے والے کے لیے

[1] اس باب میں بائیس (۲۲) مسائل مذکور ہیں۔

اس کا کھانا پینا اور استعمال کرنا جائز ہے اور یہ دوسری بیع درست ہوگئی، اگر نفع لے کر بیچا ہو تو نفع کا خیرات کر دینا واجب ہے، اپنے کام میں لانا درست نہیں۔

تالاب کے اندر مچھلیوں کی بیع کا حکم

مسئلہ (۲): زمین داروں کے یہاں یہ جو دستور ہے کہ تالاب کی مچھلیاں بیچ دیتے ہیں، یہ بیع باطل ہے، تالاب کے اندر جتنی مچھلیاں ہوتی ہیں جب تک شکار کر کے پکڑی نہ جائے تب تک ان کا کوئی مالک نہیں ہے، شکار کر کے جو کوئی پکڑے وہی ان کا مالک بن جاتا ہے۔ جب یہ بات سمجھ میں آ گئی تو اب سمجھو کہ جب یہ زمین دار ان کا مالک ہی نہیں تو بیچنا کیسے درست ہوگا، ہاں اگر زمین دار خود مچھلیاں پکڑ کر بیچا کریں تو البتہ درست ہے، اگر کسی اور سے پکڑ وا دیں گے تو وہی مالک بن جائے گا، زمین دار کا اس پکڑی ہوئی مچھلی میں کچھ حق نہیں ہے، اسی طرح مچھلیوں کے پکڑنے سے لوگوں کو منع کرنا بھی درست نہیں ہے۔

خودرُو گھاس کی بیع کا حکم

مسئلہ (۳): کسی کی زمین میں خود بخود گھاس اُگی، نہ اس نے لگایا نہ اس کو پانی دے کر سینچا تو یہ گھاس بھی کسی کی ملک نہیں ہے، جس کا جی چاہے کاٹ لے جائے، نہ اس کا بیچنا درست ہے اور نہ کاٹنے سے کسی کو منع کرنا درست ہے، البتہ اگر پانی دے کر سینچا اور خدمت کی ہو تو اس کی ملک ہو جائے گی، اب بیچنا بھی جائز ہے اور لوگوں کو منع کرنا بھی درست ہے۔

جنین کی بیع کا حکم

مسئلہ (۴): جانور کے پیٹ میں جو بچہ ہے پیدا ہونے سے پہلے اس بچے کا بیچنا باطل ہے اور اگر پورا جانور بیچ دیا تو درست ہے، لیکن اگر یوں کہہ دیا کہ ”میں یہ بکری تو بیچتا ہوں لیکن اس کے پیٹ کا بچہ نہیں بیچتا، جب پیدا ہو تو وہ میرا ہے“ تو یہ بیع فاسد ہے۔

دودھ اور بالوں کی بیع کا حکم

مسئلہ (۵): جانور کے تھن میں جو دودھ بھرا ہوا ہے دوہنے سے پہلے اس کا بیچنا باطل ہے، پہلے دودھ لے تب بیچے۔ اسی طرح بھیڑ، دنبہ وغیرہ کے بال جب تک کاٹ نہ لے تب تک بالوں کا بیچنا ناجائز اور باطل ہے۔

شہتیر کی بیع کا حکم

مسئلہ (۶): جو دھنی یا لکڑی مکان میں یا چھت میں لگی ہوئی ہے، کھودنے یا نکالنے سے پہلے اس کا بیچنا درست نہیں ہے۔

اعضاءِ انسانی کی بیع کا حکم

مسئلہ (۷): آدمی کے بال اور ہڈی وغیرہ کسی چیز کا بیچنا ناجائز اور باطل ہے اور ان چیزوں کا اپنے کام میں لانا اور برتنا بھی درست نہیں ہے۔

مردار کی ہڈی، بال اور سینگ کی بیع کا حکم

مسئلہ (۸): خنزیر کے سوا دوسرے مردار کی ہڈی اور بال اور سینگ پاک ہیں، ان سے کام لینا بھی جائز ہے اور بیچنا بھی جائز ہے۔

بیع ناجائز کی ایک صورت اور اس کا حکم

مسئلہ (۹): تم نے ایک بکری یا اور کوئی چیز کسی سے پانچ روپے میں خریدی اور اس بکری پر قبضہ کر لیا اور اپنے گھر منگا کر بندھوالی لیکن ابھی دام نہیں دیے پھر اتفاق سے اس کے دام نہ دے سکے یا اب اس کا رکھنا منظور نہ ہوا اس لیے تم نے کہا کہ ”یہی بکری چار روپے میں لے جاؤ، ایک روپیہ ہم تم کو اور دے دیں گے“ یہ بیچنا اور لینا جائز نہیں، جب تک اس کو روپے نہ دے چکے اس وقت تک کم داموں پر اس کے ہاتھ بیچنا درست نہیں ہے۔

بیع فاسد کی چند صورتیں

مسئلہ (۱۰): کسی نے اس شرط پر اپنا مکان بیچا کہ ایک مہینے تک ہم نہ دیں گے بل کہ خود اس میں رہیں گے یا یہ شرط ٹھہرائی کہ اتنے روپے تم ہم کو قرض دے دو یا کپڑا اس شرط پر خریدا کہ تم ہی قطع کر کے سی دینا یا یہ شرط کی کہ ہمارے گھر تک پہنچا دینا یا اور کوئی ایسی شرط مقرر کی جو شریعت سے واہیات اور ناجائز ہے تو یہ سب بیع فاسد ہے۔

مسئلہ (۱۱): یہ شرط کر کے ایک گائے خریدی کہ یہ چار سیر دودھ دیتی ہے تو بیع فاسد ہے، البتہ اگر کچھ مقدار نہیں مقرر کی فقط یہ شرط کی کہ یہ گائے بہت دودھیاری (دودھ دینے والی) ہے تو بیع جائز ہے۔

کھلونوں کی بیع

مسئلہ (۱۲): مٹی یا چینی کے کھلونے یعنی تصویریں بچوں کے لیے خریدے تو یہ بیع باطل ہے، شرع میں ان کھلونوں کی کوئی قیمت نہیں، لہٰذا اس کے کچھ دام نہ دلائے جائیں گے، اگر کوئی توڑ دے تو کچھ تاوان بھی دینا نہ پڑے گا۔

بیع کی چند مختلف صورتیں اور ان کا حکم

مسئلہ (۱۳): کچھ اناج، گھی، تیل وغیرہ روپے کے دس سیر یا اور کچھ نرخ طے کر کے خریدا تو دیکھو کہ اس بیع ہونے کے بعد اس نے تمہارے یا تمہارے بھیجے ہوئے آدمی کے سامنے تول کر دیا ہے یا تمہارے اور تمہارے بھیجے ہوئے آدمی کے سامنے نہیں تولا، بل کہ کہا: ''تم جاؤ تول کر گھر بھیج دیتے ہیں'' یا پہلے سے الگ تولا ہوا رکھا تھا، اس نے اسی طرح اٹھا دیا پھر نہیں تولا، یہ تین صورتیں ہوئیں۔

پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ گھر میں لا کر اب اس کا تولنا ضروری نہیں ہے بغیر تولے بھی اس کا کھانا پینا بیچنا وغیرہ سب صحیح ہے۔

دوسری اور تیسری صورت کا حکم یہ ہے کہ جب تک خود نہ تول لے تب تک اس کا کھانا پینا بیچنا وغیرہ کچھ درست نہیں، اگر بغیر تولے بیچ دیا تو یہ بیع فاسد ہوگئی، پھر اگر تول بھی لے تب بھی یہ بیع درست نہیں ہوئی۔

مسئلہ (۱۴): بیچنے سے پہلے اس نے تول کر تم کو دکھایا، اس کے بعد تم نے خرید لیا اور پھر دوبارہ اس نے نہیں تولا تو

اس صورت میں بھی خریدنے والے کو پھر تولنا ضروری ہے، بغیر تولے کھانا اور بیچنا درست نہیں اور بیچنے سے پہلے اگرچہ اس نے تول کر دکھادیا ہے لیکن اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

بیع میں قبضہ کی شرط

مسئلہ (۱۵): زمین اور گاؤں اور مکان وغیرہ کے علاوہ اور جتنی چیزیں ہیں، ان کے خریدنے کے بعد جب تک قبضہ نہ کرلے تب تک بیچنا درست نہیں۔

چوری کی چیز کی بیع کا حکم

مسئلہ (۱۶): ایک بکری یا اور کوئی چیز خریدی، کچھ دن بعد ایک اور شخص آیا اور کہا کہ ''یہ بکری تو میری ہے، کسی نے یوں ہی پکڑ کر بیچ لی اس کی نہیں تھی'' تو اگر وہ اپنا دعویٰ قاضی مسلم کے یہاں دو گواہوں سے ثابت کردے تو قضائے قاضی کے بعد بکری اس کو دے دینا پڑے گی اور بکری کے دام اس سے کچھ نہیں لے سکتے بل کہ جب وہ بیچنے والا ملے تو اس سے اپنے دام وصول کرو، اس آدمی سے کچھ نہیں لے سکتے۔

مُردار کی بیع کا حکم

مسئلہ (۱۷): کوئی مرغی یا بکری، گائے وغیرہ مرگئی تو اس کی بیع حرام اور باطل ہے، بل کہ اس مری چیز کو بھنگی یا چمار کو کھانے کے لیے دینا بھی جائز نہیں، البتہ چمار، بھنگیوں سے پھینکنے کے لیے اٹھوادیا پھر انہوں نے کھالیا تو تم پر کچھ الزام نہیں اور اس کی کھال نکلوا کر درست کر لینے اور بنا لینے کے بعد بیچنا اور اپنے کام میں لانا درست ہے، جیسا کہ ہم نے ''پانی کے بیان میں'' صفحہ نمبر ۴۵ پر بیان کیا ہے وہاں دیکھ لو۔

کسی کے دام پر دام بڑھا کر لینے کا حکم

مسئلہ (۱۸): جب ایک نے مول تول کر کے ایک دام ٹھہرائے اور وہ بیچنے والا اتنے داموں پر رضامند بھی ہو تو اس وقت کسی دوسرے کو دام بڑھا کر خود لے لینا جائز نہیں، اسی طرح یوں کہنا بھی درست نہیں کہ ''تم اس سے نہ لو، ایسی

چیز میں تم کو اس سے کم داموں پر دے دوں گا۔''

خرید وفروخت میں زبردستی کا حکم

مسئلہ (۱۹): ایک شخص نے تم کو پیسے کے چار امرود دیے، پھر کسی نے زیادہ تکرار کر کے پیسے کے پانچ لیے تو اب تم کو اس سے ایک امرود لینے کا حق نہیں، زبردستی کر کے لینا ظلم اور حرام ہے۔ جس سے جو کچھ طے ہو بس اتنا ہی لینے کا اختیار ہے۔

مسئلہ (۲۰): کوئی شخص کچھ بیچتا ہے لیکن تمہارے ہاتھ بیچنے پر راضی نہیں ہوتا تو اس سے زبردستی لے کر دام دے دینا جائز نہیں، کیوں کہ وہ اپنی چیز کا مالک ہے، چاہے بیچے یا نہ بیچے اور جس کے ہاتھ چاہے بیچے، پولیس والے اکثر زبردستی سے لے لیتے ہیں یہ بالکل حرام ہے۔

مسئلہ (۲۱): ٹکے کے سیر بھر آلو لیے، اس کے بعد تین چار آلو زبردستی اور لے لیے یہ درست نہیں، البتہ اگر وہ خود اپنی خوشی سے کچھ اور دے دے تو اس کا لینا جائز ہے۔ اسی طرح جو دام طے کر لیے ہیں چیز لے لینے کے بعد اب اس سے کم دام دینا درست نہیں، البتہ اگر وہ اپنی خوشی سے کچھ کم کر دے تو کم دے سکتا ہے۔

مسئلہ (۲۲): جس کے گھر میں شہد کا چھتہ لگا ہے وہی مالک ہے، کسی غیر کو اس کا توڑنا اور لینا درست نہیں اور اگر اس کے گھر میں کسی پرندے نے بچے دیے تو وہ گھر والے کی ملک نہیں بل کہ جو پکڑے اسی کے ہیں، لیکن بچوں کو پکڑنا اور ستانا درست نہیں ہے۔

تمرین

سوال ①: بیع باطل اور بیع فاسد کسے کہتے ہیں اور ان کا حکم کیا ہے؟

سوال ②: پیٹ میں بچہ یا تھن میں موجود دودھ کا فروخت کرنا کیسا ہے؟

سوال ③: اگر اس شرط پر گائے لی کہ یہ چار سیر دودھ دیتی ہے تو کیا حکم ہے؟

سوال ④: تصویر دار کھلونے بچوں کے لیے خریدنے کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: بیچنے سے پہلے چیز تول کر تم کو دکھلا دی پھر بغیر تولے تم نے خریدی تو یہ کیسا ہے؟

سوال ⑥: خریدنے کے بعد چیز پر قبضہ کرنے سے پہلے آگے بیچنا کیسا ہے؟

سوال ⑦: زبردستی چیز لے کر اُس کی قیمت دینا کیسا ہے؟

باب المرابحة والتولية

نفع لے کر یا دام کے دام پر بیچنے کا بیان[1]

نفع لے کر آگے بیچنے کی صورت

مسئلہ (۱): ایک چیز ہم نے ایک روپیہ کی خریدی تھی تو اب اپنی چیز کا ہمیں اختیار ہے، چاہے ایک ہی روپیہ کی بیچ ڈالیں اور چاہے دس بیس روپے کی بیچیں، اس میں کوئی گناہ نہیں۔

لیکن اگر معاملہ اس طرح طے ہوا کہ اس نے کہا: ''ایک آنہ روپیہ (روپے پر ایک آنہ) منافع لے کر ہمارے ہاتھ بیچ ڈالو'' اس پر تم نے کہا: ''اچھا ہم نے روپے پیچھے ایک آنہ (روپے پر ایک آنہ) نفع پر بیچا'' تو اب اکنّی روپیہ (روپے پر ایک آنہ) سے زیادہ نفع لینا جائز نہیں یا یوں ٹھہرا کہ جتنے کو خریدا ہے اس پر چار آنہ نفع لے لو، اب بھی ٹھیک دام بتلا دینا واجب ہے اور چار آنے سے زیادہ نفع لینا درست نہیں۔

بیع تولیہ کی تعریف

اسی طرح اگر تم نے کہا کہ ''یہ چیز ہم تم کو خرید کے دام پر دیں گے کچھ نفع نہ لیں گے'' تو اب کچھ نفع لینا درست نہیں، خرید ہی کے دام ٹھیک ٹھیک بتلا دینا واجب ہے۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۲): کسی سودے کا یوں مول کیا کہ ''اکنّی روپیہ کے نفع پر بیچ ڈالو'' اس نے کہا کہ ''اچھا میں نے اتنے ہی نفع پر بیچا'' یا تم نے کہا کہ ''جتنے کو لیا ہے اتنے ہی دام پر بیچ ڈالو'' اس نے کہا: ''اچھا تم وہی دے دو نفع کچھ نہ دینا'' لیکن اس نے ابھی یہ نہیں بتلایا کہ یہ چیز کتنے کی خریدی ہے تو دیکھو اگر اسی جگہ اٹھنے سے پہلے وہ اپنی خرید کے دام بتلا دے تب تو

[1] اس باب میں چھ (۶) مسائل مذکور ہیں۔

یہ بیع صحیح ہے اور اگر اسی جگہ نہ بتلائے بل کہ یوں کہے: ''آپ لے جایئے حساب دیکھ کر بتلایا جائے گا'' یا اور کچھ کہا تو وہ بیع فاسد ہے۔

مسئلہ (۳): لینے کے بعد اگر معلوم ہوا کہ اس نے چالاکی سے اپنی خرید غلط بتلائی ہے اور نفع وعدے سے زیادہ لیا ہے تو خریدنے والے کو دام کم دینے کا اختیار نہیں ہے، بل کہ اگر خریدنا منظور ہے تو وہی دام دینا پڑیں گے جتنے کو اس نے بیچا ہے، البتہ یہ اختیار ہے کہ اگر لینا منظور نہ ہو تو واپس کر دے اور اگر خرید کے دام پر بیچ دینے کا اقرار تھا اور یہ وعدہ تھا کہ ہم نفع نہ لیں گے پھر اس نے اپنی خرید غلط اور زیادہ بتلائی تو جتنا زیادہ بتلایا ہے اس کے لینے کا حق نہیں ہے، لینے والے کو اختیار ہے کہ فقط خرید کے دام دے اور جو زیادہ بتلایا ہے وہ نہ دے۔

مسئلہ (۴): کوئی چیز تم نے ادھار خریدی تو اب جب تک دوسرے خریدنے والے کو یہ نہ بتلا دو کہ بھائی ہم نے یہ چیز اُدھار لی ہے، اس وقت تک اس کو نفع پر بیچنا یا خرید کے دام پر بیچنا نا جائز ہے، بل کہ بتلا دے کہ یہ چیز میں نے ادھار خریدی تھی، پھر اس طرح نفع لے کر یا دام کے دام پر بیچنا درست ہے، البتہ اگر اپنی خرید کے داموں کا کچھ ذکر نہ کرے پھر چاہے جتنے دام پر بیچ دے تو درست ہے۔

مسئلہ (۵): ایک کپڑا ایک روپیہ کا خریدا، پھر چار آنے دے کر اس کو رنگوایا یا اس کو دھلوایا یا سلوایا تو اب ایسا سمجھیں گے کہ سوا روپے کو اس نے مول لیا، لہٰذا اب سوا روپیہ اس کی اصلی قیمت ظاہر کر کے نفع لینا درست ہے، مگر یوں نہ کہے کہ ''سوا روپے کو میں نے لیا ہے'' بل کہ یوں کہے کہ ''سوا روپے میں یہ چیز مجھ کو پڑی ہے'' تا کہ جھوٹ نہ ہونے پائے۔

مسئلہ (۶): ایک بکری چار روپے کو مول لی، پھر مہینہ بھر تک رہی اور ایک روپیہ اس کی خوراک میں لگ گیا تو اب پانچ روپے اس کی اصلی قیمت ظاہر کر کے نفع لینا درست ہے، البتہ اگر وہ دودھ دیتی ہو تو جتنا دودھ دیا ہے اتنا گھٹا دینا پڑے گا، مثلاً اگر مہینہ بھر میں آٹھ آنے کا دودھ دیا ہے تو اب اصلی قیمت ساڑھے چار روپے ظاہر کرے اور یوں کہے کہ ''ساڑھے چار میں مجھ کو پڑی۔''

تمرین

سوال ①: اگر خریدنے کے بعد معلوم ہوا کہ بیچنے والے نے اپنی خرید غلط بتلائی ہے اور نفع وعدے سے زیادہ لیا ہے تو کیا خریدار دام کم کرسکتا ہے؟

سوال ②: اگر چیز خود ادھار خریدی ہو تو کیا دوسرے کو نفع پر بیچنا درست ہے؟

سوال ③: اگر کپڑا ۵۰ روپے کا خریدا اور ۱۵ روپے کا رنگ دیا تو کیا اب اس کو یہ کہہ کر نفع پر بیچنا درست ہے کہ میں نے یہ ۶۵ روپے میں خریدا ہے؟

باب الربا

سودی لین دین کا بیان

سودی لین دین کا بڑا بھاری گناہ ہے، قرآن مجید اور حدیث شریف میں اس کی بڑی برائی اور اس سے بچنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے سود دینے والے اور لینے والے اور بیچ میں پڑ کے سود دلانے والے، سودی دستاویز لکھنے والے گواہ شاہد وغیرہ سب پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا ہے: ”سود دینے والا اور لینے والا گناہ میں دونوں برابر ہیں۔“

اس لیے اس سے بہت بچنا چاہیے، اس کے مسائل بہت نازک ہیں، ذرا ذرا سی بات میں سود کا گناہ ہو جاتا ہے اور انجان لوگوں کو پتا بھی نہیں لگتا کہ کیا گناہ ہوا۔ ہم ضروری ضروری مسئلے یہاں بیان کرتے ہیں، لین دین کے وقت ہمیشہ ان کا خیال رکھا کرو۔

فائدہ: ہندو پاکستان کے رواج سے سب چیزیں چار قسم کی ہیں: (۱) ایک تو خود سونا چاندی یا ان کی بنی ہوئی چیز۔ (۲) دوسرے اس کے سوا اور وہ چیز جو تول کر بکتی ہیں جیسے اناج، غلہ، لوہا، تانبہ، روئی، ترکاری وغیرہ (۳) تیسری وہ چیزیں جو گز سے ناپ کر بکتی ہیں جیسے کپڑا (۴) چوتھے وہ جو گنتی کے حساب سے بکتی ہیں جیسے انڈے آم، امرود (آم اور امرود یہ دونوں چیزیں آج کل پاکستان میں عموماً تول سے بیچی جاتی ہیں)، نارنگی، بکری، گائے، گھوڑا وغیرہ۔ ان سب چیزوں کا حکم الگ الگ سمجھ لو۔

کتاب الصرف

سونے چاندی اور ان کی چیزوں کا بیان[1]

مسئلہ (۱): چاندی سونے کے خریدنے کی کئی صورتیں ہیں: ایک تو یہ کہ چاندی کو چاندی سے اور سونے کو سونے سے خریدا، جیسے ایک روپیہ کی چاندی خریدنا منظور ہے یا آٹھ آنے کی چاندی خریدی اور دام میں اٹھنی[2] دی یا اشرفی سے سونا خریدا۔ غرض یہ کہ دونوں طرف ایک ہی قسم کی چیز ہے تو ایسے وقت دو باتیں واجب ہیں:

(۱) ایک تو یہ کہ دونوں طرف کی چاندی یا دونوں طرف کا سونا برابر ہو۔

(۲) دوسرے یہ کہ جدا ہونے سے پہلے ہی پہلے دونوں طرف سے لین دین ہو جائے کچھ ادھار باقی نہ رہے۔

اگر ان دونوں باتوں میں سے کسی بات کے خلاف کیا تو سود ہو گیا، مثلاً: ایک روپے کی چاندی تم نے لی تو وزن میں ایک روپے کے برابر لینا چاہیے، اگر روپے بھر سے کم لی یا اس سے زیادہ لی تو یہ سود ہو گیا۔

اسی طرح اگر تم نے روپیہ تو دے دیا لیکن اس نے چاندی ابھی نہیں دی، تھوڑی دیر میں تم سے الگ ہو کر دینے کا وعدہ کیا یا اسی طرح تم نے ابھی روپیہ نہیں دیا چاندی ادھار لے لی تو یہ بھی سود ہے۔

مسئلہ (۲): دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں طرف ایک قسم کی چیز نہیں بل کہ ایک طرف چاندی اور ایک طرف سونا ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ وزن کا برابر ہونا ضروری نہیں، ایک روپے کا چاہے جتنا سونا ملے جائز ہے، اس طرح ایک اشرفی کی چاہے جتنی چاندی ملے جائز ہے، لیکن جدا ہونے سے پہلے ہی پہلے لین دین ہو جانا چاہیے، کچھ ادھار نہ رہنا چاہیے، یہاں بھی یہ واجب ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوا۔

---

[1] اس عنوان کے تحت چونتیس (۳۴) مسائل مذکور ہیں۔

[2] بوقت تالیف بہشتی زیور روپیہ اور ریزگاری (اکنی، دونی، چونی، اٹھنی) چاندی کے رائج تھے اور پیسے (پائی وغیرہ) دوسری دھات کے، جب کہ اشرفی سونے کی رائج تھی، لہٰذا روپیہ وغیرہ سے چاندی وغیرہ خریدنے کے مسائل لکھے گئے تھے۔ اب چوں کہ روپیہ اور ریزگاری بھی کاغذ اور دوسری دھات کے ہیں اس لیے اس سے متعلق مستند علماء سے معلوم کر کے عمل کیا جائے۔ بہشتی زیور کے مسائل سے بغیر علماء کے مشورہ سے موازنہ کر کے عمل نہ کیا جائے۔

مسئلہ (۳): بازار میں چاندی کا بھاؤ بہت تیز ہے، یعنی اٹھارہ آنے کی روپیہ بھر چاندی ملتی ہے[1] روپے کی روپے بھر کوئی نہیں دیتا یا چاندی کا زیور بہت عمدہ بنا ہوا ہے اور دس روپیہ بھر اس کا وزن ہے، مگر بارہ سے کم میں نہیں ملتا تو سود سے بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ روپے سے نہ خریدو بل کہ پیسوں سے خریدو اور اگر زیادہ لینا ہو تو اشرفیوں سے خریدو، یعنی اٹھارہ آنے پیسوں کی عوض میں روپیہ بھر چاندی لے لو یا کچھ ریزگاری یعنی ایک روپے سے کم اور کچھ پیسے دے کر خرید لو[2] تو گناہ نہ ہوگا، لیکن ایک روپیہ نقد اور دو آنے پیسے نہ دینا چاہیے، نہیں تو سود ہو جائے گا، اسی طرح اگر آٹھ روپے بھر چاندی نو روپے میں لینا منظور ہے تو سات روپے اور دو روپے کے پیسے دے دو تو سات روپے کے عوض میں سات روپے بھر چاندی ہوگئی باقی سب چاندی ان پیسوں کی عوض میں آ گئی۔

اگر دو روپے کے پیسے نہ دو تو کم سے کم اٹھارہ آنے کے پیسے ضرور دینا چاہیے، یعنی سات روپے اور چودہ آنے کی ریزگاری اور اٹھارہ آنے کے پیسے دیے تو چاندی کے مقابلے میں تو اسی کے برابر چاندی آئی (یعنی سات روپے چودہ آنے) جو کچھ بچی وہ سب پیسوں کی عوض میں ہوگئی، اگر آٹھ روپے اور ایک روپے کے پیسے دو گے تو گناہ سے نہ بچ سکو گے، کیوں کہ آٹھ روپے کے عوض میں آٹھ روپے بھر چاندی ہونی چاہیے، پھر یہ پیسے کیسے، اس لیے سود ہو گیا۔

غرض یہ کہ اتنی بات ہمیشہ خیال میں رکھو کہ جتنی چاندی لی ہے، تم اس سے کم چاندی دو اور باقی پیسے دے دو، اگر پانچ روپے بھر چاندی لی ہے تو پورے پانچ روپے نہ دو۔ دس روپے بھر چاندی لی ہو تو پورے دس روپے نہ دو، کم دو۔ باقی پیسے شامل کر دو تو سود نہ ہوگا اور یہ بھی یاد رکھو کہ اس طرح ہرگز سودا نہ طے کرو کہ نو روپے کی اتنی چاندی دے دو بل کہ یوں کہو کہ سات روپے اور دو روپے کے پیسوں کے عوض میں یہ چاندی دے دو اور اگر اس طرح کہا تو پھر سود ہو گیا، خوب سمجھ لو۔

مسئلہ (۴): اور اگر دونوں لینے دینے والے رضامند ہو جائیں تو ایک آسان بات یہ ہے کہ جس طرف چاندی وزن میں کم ہو اس طرف پیسے شامل ہونے چاہئیں۔[3]

---

[1] ایک روپے میں سولہ (۱۶) آنے ہوتے ہیں۔ روپے بھر سے مراد چاندی کے روپے کے وزن کے برابر۔ [2] ایک روپے سے کم مثلاً چار آنے کی ریزگاری اور باقی بارہ آنے کے سکے۔ [3] مثلاً پانچ روپے وزن کے برابر چاندی چار روپے میں لینا منظور ہو تو چار کے بجائے تین روپے چاندی کے اور ایک روپے کے پیسے دے دے تاکہ سود سے بچا جا سکے۔

مسئلہ (۵): اور ایک اس سے بھی آسان بات یہ ہے کہ دونوں آدمی جتنے چاہیں روپے رکھیں اور جتنی چاہیں چاندی رکھیں، مگر دونوں آدمی ایک ایک پیسہ بھی شامل کر دیں اور یوں کہہ دیں کہ "ہم اس چاندی اور اس پیسے کو اس روپے اور اس پیسے کے بدلے لیتے ہیں، سارے بکھیڑوں سے بچ جاؤ گے۔

مسئلہ (۶): اگر چاندی سستی ہے اور ایک روپے کی ڈیڑھ روپیہ بھر ملتی ہے، روپے کی ریز پیسہ بھر لینے میں اپنا نقصان ہے تو اس کے لینے اور سود سے بچنے کی یہ صورت ہے کہ داموں میں کچھ نہ کچھ پیسے ضرور ملا دو، کم سے کم دو ہی آنے یا ایک آنہ یا ایک پیسہ ہی سہی، مثلاً: دس روپے کی چاندی پندرہ روپے بھر خریدی تو نو روپے اور ایک روپے کے پیسے دے دو، یا دو ہی آنے کے پیسے دے دو باقی روپے اور ریز گاری دے دو تو ایسا سمجھیں گے کہ چاندی کے عوض میں اس کے برابر چاندی لی باقی سب چاندی ان پیسوں کے عوض میں ہے اس طرح گناہ نہ ہوگا اور وہ بات یہاں بھی ضرور خیال رکھو کہ یوں نہ کہو کہ "اس روپے کی چاندی دے دو" بل کہ یوں کہو کہ "نو روپے اور ایک روپے کے پیسوں کے عوض میں یہ چاندی دے دو۔" غرض یہ کہ جتنے پیسے شامل کرنا منظور ہیں معاملہ کرتے وقت ان کو صاف کہہ بھی دو، ورنہ سود سے بچاؤ نہ ہوگا۔

مسئلہ (۷): کھوٹی اور خراب چاندی دے کر اچھی چاندی لینا ہے اور اچھی چاندی اس کے برابر نہیں مل سکتی تو یوں کرو کہ یہ خراب چاندی پہلے بیچ ڈالو جو دام ملیں ان کی اچھی چاندی خرید لو اور بیچنے وخریدنے میں اسی قاعدے کا خیال رکھو جو اوپر بیان ہوا یا یہاں بھی دونوں آدمی ایک ایک پیسہ شامل کر کے بیچ لو خرید لو۔

مسئلہ (۸): اگر چاندی یا سونے کی بنی ہوئی کوئی ایسی چیز خریدی جس میں فقط چاندی ہی چاندی ہے یا فقط سونا ہے کوئی اور چیز نہیں ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر سونے کی چیز چاندی یا روپوں سے خریدے یا چاندی کی چیز اشرفی سے خریدے تو وزن میں چاہے جتنی ہو جائز ہے فقط اتنا خیال رکھے کہ اسی وقت لین دین ہو جائے، کسی کے ذمے کچھ باقی نہ رہے اور اگر چاندی کی چیز روپوں سے اور سونے کی چیز اشرفیوں سے خریدے تو وزن میں برابر ہونا واجب ہے، اگر کسی طرف کچھ کمی بیشی ہو تو اسی ترکیب سے خریدو جو اوپر بیان ہوئی۔

مسئلہ (۹): اور اگر کوئی ایسی چیز ہے کہ چاندی کے علاوہ اس میں کچھ اور بھی لگا ہوا ہے، مثلاً: جوشن[1] کے اندر لاکھ[2] بھری ہوئی ہے اور نونگوں پر نگ جڑے ہیں، انگوٹھیوں پر نگینے رکھے ہیں یا جوشنوں میں لاکھ تو نہیں ہے لیکن تاگوں میں

[1] بازو کا ایک زیور۔ [2] ایک قسم کی گوند جو لاکھ کے کیڑے سے پیدا ہوتی ہے۔

گندھے ہوئے ہیں۔ ان چیزوں کو روپوں سے خریدا تو دیکھو اس چیز میں کتنی چاندی ہے، وزن میں اتنے ہی روپوں کے برابر ہے جتنے کو تم نے خریدا ہے یا اس سے کم ہے یا اس سے زیادہ، اگر روپوں کی چاندی سے اس چیز کی چاندی یقیناً کم ہو تو یہ معاملہ جائز ہے اور اگر برابر یا زیادہ ہو تو سود ہو گیا اور اس سے بچنے کی وہی ترکیب ہے جو اوپر بیان ہوئی کہ دام کی چاندی اس زیور کی چاندی سے کم رکھو اور باقی پیسے شامل کر دو اور اسی وقت لین دین کا ہو جانا ان سب مسئلوں میں بھی شرط ہے۔

مسئلہ (۱۰): اپنی انگوٹھی سے کسی کی انگوٹھی بدل لی تو دیکھو اگر دونوں پر نگ لگا ہو تب تو بہر حال یہ بدل لینا جائز ہے، چاہے دونوں کی چاندی برابر ہو یا کم زیادہ، سب درست ہے، البتہ ہاتھ در ہاتھ ہونا ضروری ہے اور اگر دونوں سادی یعنی بے نگ کی ہوں تو برابر ہونا شرط ہے، اگر ذرا بھی کمی بیشی ہوگئی تو سود ہو جائے گا، اگر ایک پر نگ ہے اور دوسری سادی تو اگر سادی میں زیادہ چاندی ہو تو یہ بدلنا جائز ہے ورنہ حرام اور سود ہے۔ اسی طرح اگر اسی وقت دونوں طرف سے لین دین نہ ہوا ایک نے تو ابھی دے دی دوسرے نے کہا: بھائی میں ذرا دیر میں دے دوں گا" تو یہاں بھی سود ہو گیا۔

مسئلہ (۱۱): جن مسئلوں میں اسی وقت لین دین ہونا شرط ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کے جدا اور علاحدہ ہونے سے پہلے ہی پہلے لین دین ہو جائے، اگر ایک آدمی دوسرے سے الگ ہو گیا اس کے بعد لین دین ہوا تو اس کا اعتبار نہیں، یہ بھی سود میں داخل ہے، مثلاً: تم نے دس روپے کی چاندی یا سونا یا چاندی سونے کی کوئی چیز سنار سے خریدی تو تم کو چاہیے کہ روپے اسی وقت دے دو اور اس کو چاہیے کہ وہ چیز اسی وقت دے دے، اگر سنار چاندی اپنے ساتھ نہیں لایا اور یوں کہا کہ "میں گھر جا کر ابھی بھیج دوں گا" تو یہ جائز نہیں بل کہ اس کو چاہیے کہ یہیں منگوا دے اور اس کے منگوانے تک لینے والا بھی وہاں سے نہ ہلے، نہ اس کو اپنے سے الگ ہونے دے، اگر اس نے کہا: "تم میرے ساتھ چلو میں گھر پہنچ کر دے دوں گا" تو جہاں جہاں وہ جائے برابر اس کے ساتھ رہنا چاہیے، اگر وہ اندر چلا گیا یا اور کسی طرح الگ ہو گیا تو گناہ ہوا اور وہ بیع ناجائز ہوگئی، اب پھر سے معاملہ کریں۔

مسئلہ (۱۲): خریدنے کے بعد تم گھر میں روپیہ لینے آئے یا وہ کہیں پیشاب وغیرہ کے لیے چلا گیا یا اپنی دکان کے اندر ہی کسی کام کو گیا اور ایک دوسرے سے الگ ہو گیا تو یہ ناجائز اور سودی معاملہ ہو گیا۔

مسئلہ (۱۳): اگر تمہارے پاس اس وقت روپیہ نہ ہو اور ادھار لینا چاہو تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ جتنے دام تم کو دینا چاہئیں اتنے روپے اس سے قرض لے کر اس خریدی ہوئی چیز کے دام بے باق (ادا) کر دو، قرض کی ادائیگی

تمہارے ذمہ رہ جائے گی، اس کو جب چاہے دے دینا۔
مسئلہ (۱۴): ایک کام دار دوپٹہ یا ٹوپی وغیرہ دس روپے کو خریدا تو دیکھو اس میں سے کتنے روپے بھر چاندی نکلے گی، جتنے روپے بھر چاندی اس میں ہو اتنے روپے اسی وقت پاس رہتے رہتے دے دینا واجب ہیں، باقی روپے جب چاہو دو، یہی حکم جڑاؤ زیوروں وغیرہ کی خرید کا ہے، مثلاً: پانچ روپے کا زیور خریدا اور اس میں دو روپے بھر چاندی ہے تو دو روپے اسی وقت دے دو باقی جب چاہے دینا۔
مسئلہ (۱۵): ایک روپیہ یا کئی روپے کے پیسے لیے یا پیسے دے کر روپیہ لیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ دونوں طرف سے لین دین ہونا ضروری نہیں ہے بل کہ ایک طرف سے ہو جانا کافی ہے، مثلاً: تم نے روپیہ تو اسی وقت دے دیا لیکن اس نے پیسے ذرا دیر بعد دیے، یا اس نے پیسے اسی وقت دے دیے تم نے روپیہ علاحدہ ہونے کے بعد دیا یہ درست ہے، البتہ اگر پیسوں کے ساتھ کچھ ریز گاری بھی لی ہو تو ان کا لین دین دونوں طرف سے اسی وقت ہو جانا چاہیے کہ یہ روپیہ دے دے اور وہ ریز گاری دے دے، لیکن یاد رکھو کہ پیسوں کا یہ حکم اسی وقت ہے جب دکان دار کے پاس پیسے ہیں تو سہی لیکن کسی وجہ سے دے نہیں سکتا یا گھر پر تھے وہاں جا کر لائے گا تب دے گا اور اگر پیسے نہیں تھے یوں کہا: ''جب سودا بکے اور پیسے آئیں تو لے لینا'' یا کچھ پیسے ابھی دے دیے اور باقی کی نسبت کہا: ''جب بکری ہو اور پیسے آئیں تو لے لینا'' یہ درست نہیں اور چوں کہ اکثر پیسوں کے موجود نہ ہونے ہی سے یہ ادھار ہوتا ہے اس لیے مناسب یہی ہے کہ بالکل پیسے ادھار کے نہ چھوڑے اور اگر کبھی ایسی ضرورت پڑے تو یوں کرو کہ جتنے پیسے موجود ہیں وہ قرض لے لو اور روپیہ امانت رکھا دو، جب سب پیسے دے اس وقت بیع کر لینا۔
مسئلہ (۱۶): اگر اشرفی دے کر روپے لیے تو دونوں طرف سے لین دین سامنے رہتے رہتے ہو جانا واجب ہے۔
مسئلہ (۱۷): چاندی سونے کی چیز روپے یا اشرفیوں سے خریدی اور شرط کر لی کہ ایک دن تک یا تین دن تک ہم کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے تو یہ جائز نہیں، ایسے معاملے میں یہ اقرار نہ کرنا چاہیے۔

جو چیزیں تُل کر بکتی ہیں ان کا بیان

مسئلہ (۱۸): اب ان چیزوں کا حکم سنو جو تول کر بکتی ہیں جیسے اناج، گوشت، لوہا، تانبا، ترکاری، نمک وغیرہ اس قسم کی چیزوں میں سے اگر ایک چیز کو اسی قسم کی چیز سے بیچنا اور بدلنا چاہو مثلاً: ایک گیہوں دے کر دوسرے گیہوں لیے یا

ایک دھان (چھلکے دار چاول) دے کر دوسرے دھان لیے یا آٹے کے عوض آٹا یا اسی طرح کوئی اور چیز غرض یہ کہ دونوں طرف ایک ہی قسم کی چیز ہے تو اس میں بھی ان دونوں باتوں کا خیال رکھنا واجب ہے:

(۱) دونوں طرف بالکل برابر ہو ذرا بھی کسی طرف کمی بیشی نہ ہو، ورنہ سود ہو جائے گا۔

(۲) اسی وقت ہاتھ در ہاتھ دونوں طرف سے لین دین اور قبضہ ہو جائے، اگر قبضہ نہ ہو تو کم سے کم اتنا ضرور ہو کہ دونوں گیہوں الگ کر کے رکھ دیے جائیں، تم اپنے گیہوں تول کر الگ رکھ دو کہ دیکھو یہ رکھے ہیں جب تمہارا جی چاہے لے جانا، اسی طرح وہ بھی اپنے گیہوں تول کر الگ کر دے اور کہہ دے کہ یہ تمہارے الگ رکھے ہیں جب چاہو لے جانا۔ اگر یہ بھی نہ کیا اور ایک دوسرے سے الگ ہو گئے تو سود کا گناہ ہوا۔

مسئلہ (۱۹): خراب گیہوں دے کر اچھے گیہوں لینا منظور ہے یا برا آٹا دے کر اچھا آٹا لینا ہے اس لیے اس کے برابر کوئی نہیں دیتا تو سود ۔۔۔ بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ اس گیہوں یا آٹے وغیرہ کو پیسوں سے بیچ دو کہ ہم نے اتنا آٹا دو آنے کو بیچا، پھر اسی دو آنے کے عوض اس سے وہ اچھے گیہوں (یا آٹا) لے لو یہ جائز ہے۔

مسئلہ (۲۰): اور اگر ایسی چیزوں میں جو تول کر بکتی ہیں ایک طرح کی چیز نہ ہو جیسے گیہوں دے کر دھان لیے یا جو، چنا، جوار، نمک، گوشت، ترکاری وغیرہ کوئی اور چیز لی غرض یہ کہ اِدھر اور چیز ہے اور اُدھر اور چیز، دونوں طرف ایک چیز نہیں تو اس صورت میں دونوں کا وزن برابر ہونا واجب نہیں، سیر بھر گیہوں دے کر چاہے دس سیر دھان وغیرہ لے لو یا چھٹانک ہی بھر لو تو سب جائز ہے، البتہ وہ دوسری بات یہاں بھی واجب ہے کہ سامنے رہتے رہتے دونوں طرف سے لین دین ہو جائے یا کم سے کم اتنا ہو کہ دونوں کی چیزیں الگ کر کے رکھ دی جائیں، اگر ایسا نہ کیا تو سود کا گناہ ہو گیا۔

مسئلہ (۲۱): سیر بھر چنے کے عوض میں کنجڑے (ترکاری بیچنے والے) سے کوئی ترکاری لی، پھر گیہوں نکالنے کے لیے اندر کوٹھڑی میں گیا، وہاں سے الگ ہو گیا تو یہ ناجائز اور حرام ہے، اب پھر سے معاملہ کرے۔

مسئلہ (۲۲): اگر اس قسم کی چیز جو تول کر بکتی ہے روپے پیسے سے خریدی یا کپڑے وغیرہ کسی ایسی چیز سے بدلی ہے جو تول کر نہیں بکتی بل کہ گز سے ناپ کر بکتی ہے یا گنتی سے بکتی ہے، مثلاً: ایک تھان کپڑا دے کر گیہوں وغیرہ لیے یا گیہوں چنے دے کر امرود، نارنگی، ناشپاتی، انڈے ایسی چیزیں لیں جو گن کر بکتی ہیں، غرض یہ کہ ایک طرف ایسی چیز ہے جو تول کر بکتی ہے اور دوسری طرف گنتی سے یا گز سے ناپ کر بکنے والی چیز ہے تو اس صورت میں ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات بھی واجب نہیں، ایک پیسہ کے چاہے جتنے گیہوں، آٹا، ترکاری خریدے، اسی طرح کپڑا دے کر

چاہے جتنا اناج لے، گیہوں چنے وغیرہ دے کر چاہے جتنے امرود نارنگی وغیرہ لے اور چاہے اس وقت اس جگہ رہتے رہتے لین دین ہو جائے اور چاہے الگ ہونے کے بعد، ہر طرح یہ معاملہ درست ہے۔

مسئلہ (۲۳): ایک طرف چھنا ہوا آٹا ہے دوسری طرف بے چھنا، یا ایک طرف موٹا ہے دوسری طرف باریک تو بدلتے وقت ان دونوں کا برابر ہونا واجب ہے، کمی زیادتی جائز نہیں، اگر ضرورت پڑے تو اس کی وہی ترکیب ہے جو بیان ہوئی اور اگر ایک طرف گیہوں کا آٹا ہے دوسری طرف چنے کا یا جوار وغیرہ کا تو اب وزن میں دونوں کا برابر ہونا واجب نہیں مگر وہ دوسری بات بہر حال واجب ہے کہ ہاتھ در ہاتھ لین دین ہو جائے۔

مسئلہ (۲۴): گیہوں کو آٹے سے بدلنا کسی طرح درست نہیں، چاہے سیر بھر گیہوں دے کر سیر ہی بھر آٹا لو چاہے کچھ کم زیادہ لو، بہر حال ناجائز ہے، البتہ اگر گیہوں دے کر گیہوں کا آٹا نہیں لیا بل کہ چنے وغیرہ کسی اور چیز کا آٹا لیا تو جائز ہے مگر ہاتھ در ہاتھ ہو۔

مسئلہ (۲۵): سرسوں دے کر سرسوں کا تیل لیا یا تل دے کر تلی کا تیل لیا تو دیکھو اگر یہ تیل جو تم نے لیا ہے یقیناً اس تیل سے زیادہ ہے جو اس سرسوں اور تل میں نکلے گا تو یہ بدلنا ہاتھ در ہاتھ صحیح ہے اور اگر اس کے برابر یا کم ہو یا شبہ اور شک ہو کہ شاید اس سے زیادہ نہ ہو تو درست نہیں بل کہ سود ہے۔

مسئلہ (۲۶): گائے کا گوشت دے کر بکری کا گوشت لیا تو دونوں کا برابر ہونا واجب نہیں، کمی بیشی جائز ہے، مگر ہاتھ در ہاتھ ہو۔

مسئلہ (۲۷): اپنا لوٹا دے کر دوسرے کا لوٹا لیا یا لوٹے کو پتیلی وغیرہ کسی اور برتن سے بدلا تو وزن میں دونوں کا برابر ہونا اور ہاتھ در ہاتھ ہونا شرط ہے، اگر ذرا بھی کمی بیشی ہوئی تو سود ہو گیا کیوں کہ دونوں چیزیں تانبے کی ہیں، اس لیے وہ ایک ہی قسم کی سمجھی جائیں گی۔ اسی طرح اگر وزن میں برابر ہو مگر ہاتھ در ہاتھ نہ ہوئی تب بھی سود ہوا، البتہ اگر ایک طرف تانبے کا برتن ہو دوسری طرف لوہے کا یا پیتل وغیرہ کا تو وزن کی کمی بیشی جائز ہے مگر ہاتھ در ہاتھ ہو۔

مسئلہ (۲۸): کسی سے سیر بھر گیہوں قرض لیے اور یوں کہا: ''ہمارے پاس گیہوں تو ہیں نہیں ہم اس کے عوض دو سیر چنے دے دیں گے'' تو جائز نہیں، کیوں کہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ گیہوں کو چنے سے بدلتا ہے اور بدلتے وقت ایسی دونوں چیزوں کا اسی وقت لین دین ہو جانا چاہیے، کچھ ادھار نہ رہنا چاہیے۔ اگر کبھی ایسی ضرورت پڑے تو یوں کرے کہ گیہوں ادھار لے جائے ''اس وقت یہ نہ کہے کہ اس کے بدلے ہم چنے دیں گے'' بل کہ کسی دوسرے وقت

چنے لاکر کہے: ''بھائی! اس گیہوں کے بدلے تم یہ چنے لے لو'' یہ جائز ہے۔

مسئلہ (۲۹): یہ جتنے مسئلے بیان ہوئے سب میں اسی وقت رہتے رہتے سامنے لین دین ہو جانا یا کم سے کم اسی وقت سامنے دونوں چیزیں الگ کر کے رکھ دینا شرط ہے، اگر ایسا نہ کیا تو سودی معاملہ ہوا۔

جو چیزیں ناپ کر یا گن کر بکتی ہیں

مسئلہ (۳۰): جو چیزیں تول کر نہیں بکتیں بل کہ گز سے ناپ کر یا گن کر بکتی ہیں، ان کا حکم یہ ہے کہ اگر ایک ہی قسم کی چیز دے کر اسی قسم کی چیز لو جیسے امرود دے کر دوسرے امرود لیے یا نارنگی دے کر نارنگی یا کپڑا دے کر دوسرا ویسا کپڑا لیا تو برابر ہونا شرط نہیں کمی بیشی جائز ہے، لیکن اسی وقت لین دین ہو جانا واجب ہے اور اگر ادھر اور چیز ہے اور اس طرف اور چیز مثلاً: امرود دے کر نارنگی لی یا گیہوں دے کر امرود لیے یا تن زیب[1] دے کر لٹھا[2] یا گاڑھا[3] لیا تو بہر حال جائز ہے نہ تو دونوں کا برابر ہونا واجب ہے اور نہ اسی وقت لین دین ہونا واجب ہے۔

اشیا کی خرید وفروخت کا ضابطہ

مسئلہ (۳۱): سب کا خلاصہ یہ ہوا کہ علاوہ چاندی سونے کے اگر دونوں طرف ایک ہی چیز ہو اور وہ چیز تول کر بکتی ہو جیسے گیہوں کے عوض گیہوں، چنے کے عوض چنا وغیرہ تب تو وزن میں برابر ہونا بھی واجب ہے اور اسی وقت سامنے رہتے رہتے لین دین ہو جانا بھی واجب ہے اور اگر دونوں طرف ایک ہی چیز ہے لیکن تول کر نہیں بکتی، جیسے امرود دے کر امرود، نارنگی دے کر نارنگی، کپڑا دے کر ویسا ہی کپڑا لیا یا ادھر سے اور چیز ہے اس طرف سے اور چیز، لیکن دونوں تول کر بکتی ہیں جیسے گیہوں کے بدلے چنا، چنے کے بدلے جوار لینا۔ ان دونوں صورتوں میں وزن برابر ہونا واجب نہیں، کمی بیشی جائز ہے، البتہ اسی وقت لین دین ہونا واجب ہے اور جہاں دونوں باتیں نہ ہوں یعنی دونوں طرف ایک ہی چیز نہیں اس طرف کچھ اور ہے اس طرف کچھ اور، اور وہ دونوں وزن کے حساب سے بھی نہیں بکتیں، وہاں کمی بیشی بھی جائز ہے اور اسی وقت لین دین کرنا بھی واجب نہیں جیسے امرود دے کر نارنگی لینا۔ خوب سمجھ لو۔

[1] ایک قسم کی صدری جو قبا کے نیچے پہنتے ہیں۔ [2] ایک قسم کا سوتی کپڑا۔ [3] ایک قسم کا موٹا کپڑا، کھدر۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۳۲): چینی[1] کا ایک برتن دوسرے چینی کے برتن سے بدلا یا چینی کو تام چینی[2] سے بدلا تو اس میں برابری واجب نہیں، ایک کے بدلے دو لیوے تب بھی جائز ہے۔ اسی طرح ایک سوئی دے کر دو سوئیاں یا تین یا چار لینا بھی جائز ہے، لیکن اگر دونوں طرف چینی یا دونوں طرف تام چینی ہو تو اسی وقت سامنے رہتے رہتے لین دین ہو جانا چاہیے اور اگر قسم بدل جائے، مثلاً: چینی سے تام چینی بدلی تو یہ بھی واجب نہیں۔

مسئلہ (۳۳): تمہارے پاس تمہارا پڑوسی آیا کہ "تم نے جو سیر بھر آٹا پکایا ہے وہ روٹی ہم کو دے دو، ہمارے گھر مہمان آ گئے ہیں اور سیر بھر یا سوا سیر آٹا یا گیہوں لے لو یا اس وقت روٹی دے دو پھر ہم سے آٹا یا گیہوں لے لو" یہ درست ہے۔

مسئلہ (۳۴): اگر نوکر ماما سے کوئی چیز منگاؤ تو اس کو خوب سمجھا دو کہ اس چیز کو اس طرح خرید کر لانا کبھی ایسا نہ ہو کہ وہ بے قاعدہ خرید لائے جس میں سود ہو جائے، پھر تم اور سب بال بچے اس کو کھائیں اور حرام کھانا کھانے کے وبال میں سب گرفتار ہوں اور جس جس کو تم کھلاؤ مثلاً: بیوی کو، مہمان کو سب کا گناہ تمہارے اوپر پڑے۔

تمرین

سوال ①: حدیث شریف میں سود کی کیا بُرائی آئی ہے بیان کریں؟

سوال ②: پاکستان میں فروخت ہونے والی چیزیں کتنی قسم کی ہیں؟

سوال ③: سونے اور چاندی کی خرید و فروخت کو اصطلاحِ شرع میں کیا کہتے ہیں اور ان میں سود کب آتا ہے اور اس سے بچنے کا کیا طریقہ ہے، تفصیل سے بیان کریں؟

سوال ④: سونے چاندی کے علاوہ جو چیزیں تول کر بیچی جاتی ہیں ان کی خرید و فروخت میں سود کب آتا ہے اور اس سے بچنے کا کیا طریقہ ہے؟

---

[1] چین کی مٹی کا برتن [2] مینا کاری کیا ہوا تانبا۔

باب بیع السلم

بیع سلم کا بیان[1]

بیع سلم کی تعریف

مسئلہ(۱): فصل کٹنے سے پہلے یا کٹنے کے بعد کسی کو دس (۱۰) روپے دیے اور یوں کہا کہ ''دو مہینے یا تین مہینے کے بعد فلاں مہینے میں فلاں تاریخ کو ہم تم سے ان دس روپے کے گیہوں لیں گے'' اور نرخ اسی وقت طے کرلیا کہ روپے کے پندرہ سیر یا روپے کے بیس سیر کے حساب سے لیں گے تو یہ بیع درست ہے، جس مہینے کا وعدہ ہوا ہے اس مہینے میں اس کو اسی بھاؤ گیہوں دینا پڑیں گے، چاہے بازار میں گراں (مہنگے) بکیں چاہے سستے، بازار کے بھاؤ کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور اس بیع کو ''سلم'' کہتے ہیں۔

بیع سلم جائز ہونے کی چھ (۶) شرطیں

لیکن اس کے جائز ہونے کی کئی شرطیں ہیں، ان کو خوب غور سے سمجھو:

1. گیہوں وغیرہ کی کیفیت خوب صاف صاف اس طرح بتلا دے کہ لیتے وقت دونوں میں جھگڑا نہ پڑے مثلاً: کہہ دے کہ ''فلاں قسم کا گیہوں دینا، بہت پتلا نہ ہو نہ پالا[2] مارا ہوا ہو، عمدہ ہو خراب نہ ہو، اس میں کوئی اور چیز چنے، مٹر وغیرہ نہ ملی ہو، خوب سوکھے ہوں گیلے نہ ہوں۔'' غرض یہ کہ جس قسم کی چیز لینا ہو ویسی بتلا دینا چاہیے تاکہ اس وقت بکھیڑا نہ ہو۔

اگر اس وقت صرف اتنا کہہ دیا کہ ''دس روپے کے گیہوں دینا'' تو یہ ناجائز ہوا یا یوں کہا کہ ''ان دس روپے کے دھان[3] دے دینا یا چاول دے دینا'' اس کی قسم کچھ نہیں بتلائی یہ سب ناجائز ہے۔

2. نرخ بھی اسی وقت طے کرلے کہ ''روپے کے پندرہ سیر یا بیس سیر کے حساب سے لیں گے۔'' اگر یوں کہا کہ

[1] اس باب میں چھ (۶) مسائل مذکور ہیں۔ [2] سردی کی وجہ سے خشک ہوا ہوا گیہوں۔ [3] چھلکے دار چاول۔

''اس وقت جو بازار کا بھاؤ ہو اس حساب سے ہم کو دینا یا اس سے دو سیر زیادہ دینا'' تو یہ جائز نہیں، بازار کے بھاؤ کا کچھ اعتبار نہ کرو، اسی وقت اپنے لینے کا نرخ مقرر کرلو، وقت آنے پر اسی مقرر کیے ہوئے بھاؤ سے لے لو۔

۳ جتنے روپے کے لینا ہوں اسی وقت بتلا دو کہ ''ہم دس روپے یا بیس روپے کے گیہوں لیں گے۔'' اگر یہ نہیں بتلایا اور یوں ہی گول مول کہہ دیا کہ ''تھوڑے روپے کے ہم بھی لیں گے'' تو یہ صحیح نہیں۔

۴ اسی وقت اسی جگہ رہتے رہتے سب روپے دے دے، اگر معاملہ کرنے کے بعد الگ ہو کر پھر روپے دیے تو وہ معاملہ باطل ہو گیا اب پھر سے کرنا چاہیے۔ اسی طرح اگر پانچ روپے تو اسی وقت دے دیے اور پانچ روپے دوسرے وقت دیے تو پانچ روپے میں بیع سلم باقی رہی اور پانچ روپے میں باطل ہو گئی۔

۵ اپنے لینے کی مدت کم سے کم ایک مہینہ مقرر کرے کہ ''ایک مہینے کے بعد فلاں تاریخ ہم گیہوں لیں گے'' مہینے سے کم مدت مقرر کرنا صحیح نہیں اور زیادہ چاہے جتنی مقرر کرے جائز ہے، لیکن دن تاریخ مہینہ سب مقرر کر دے تاکہ بکھیڑا نہ پڑے کہ وہ کہے: ''میں ابھی نہ دوں گا'' تم کہو: ''نہیں آج ہی دو'' اس لیے پہلے ہی سے سب طے کرلو۔ اگر دن تاریخ مہینہ مقرر نہ کیا بلکہ یوں کہا کہ ''جب فصل کٹے گی تب دے دینا'' تو یہ صحیح نہیں۔

۶ یہ بھی مقرر کر دے کہ فلاں جگہ وہ گیہوں دینا یعنی اسی شہر میں یا کسی دوسرے شہر میں جہاں لینا ہو وہاں پہنچانے کے لیے کہہ دے یا یوں کہہ دے کہ ''ہمارے گھر پہنچا دینا۔'' غرض یہ کہ جو منظور ہو صاف بتلا دے، اگر یہ نہیں بتلایا تو صحیح نہیں، البتہ اگر کوئی ہلکی چیز ہو جس کے لانے اور لے جانے میں کچھ مزدوری نہیں لگتی مثلاً: مشک خریدا یا سچے موتی یا اور کچھ تو لینے کی جگہ بتلانا ضروری نہیں، جہاں یہ ملے اس کو دے دے، اگر ان شرطوں کے موافق کیا تو بیع سلم درست ہے ورنہ درست نہیں۔

جن اشیا میں بیع سلم درست ہے

مسئلہ (۲): گیہوں وغیرہ غلے کے علاوہ اور جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی کیفیت بیان کر کے مقرر کر دی جائے کہ لیتے وقت کچھ جھگڑا ہونے کا ڈر نہ رہے، ان کی بیع سلم بھی درست ہے، جیسے انڈے، اینٹیں، کپڑا، مگر سب باتیں طے کرلے کہ اتنی بڑی اینٹ ہو، اتنی لمبی، اتنی چوڑی، کپڑا سوتی ہو، اتنا باریک ہو، اتنا موٹا ہو، دیسی ہو یا ولایتی ہو، غرض یہ کہ سب باتیں بتلا دینا چاہییں، کچھ گنجلک باقی نہ رہے۔

مبیع میں جہالت سے بیع سلم فاسد ہو جائے گی

مسئلہ (۳): روپے کی پانچ گٹھڑی یا پانچ کھانچی[1] کے حساب سے بھوسا بطور بیع سلم کے لیا تو یہ درست نہیں، کیوں کہ گٹھڑی اور کھانچی کی مقدار میں بہت فرق ہوتا ہے، البتہ اگر کسی طرح سے سب کچھ مقرر اور طے کر لے یا وزن کے حساب سے بیع کرے تو درست ہے۔

بیع سلم کے جواز کے لیے ایک اور شرط

مسئلہ (۴): سلم کے صحیح ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ جس وقت معاملہ کیا ہے اس وقت سے لے کر لینے اور وصول پانے کے زمانے تک وہ چیز بازار میں ملتی رہے نایاب نہ ہو، اگر اس درمیان میں وہ چیز بالکل نایاب ہو جائے کہ اس ملک میں بازاروں میں نہ ملے گو دوسری جگہ سے بہت مصیبت جھیل کر منگوا سکے تو وہ بیع سلم باطل ہوگئی۔

بیع سلم میں ناجائز شرطیں

مسئلہ (۵): معاملہ کرتے وقت یہ شرط کر دی کہ ''فصل کے کٹنے پر فلاں مہینے میں ہم نئے گیہوں لیں گے یا فلاں کھیت کے گیہوں لیں گے'' تو یہ معاملہ جائز نہیں ہے، اس لیے یہ شرط نہ کرنا چاہیے، پھر وقت مقررہ پر اس کو اختیار ہے چاہے نئے دے یا پرانے، البتہ اگر نئے گیہوں کٹ چکے ہوں تو نئے کی شرط کرنا بھی درست ہے۔

بیع سلم میں مبیع کے بدلے کچھ اور لینا

مسئلہ (۶): تم نے دس روپے کے گیہوں لینے کا معاملہ کیا تھا وہ مدت گزر گئی بل کہ زیادہ ہوگئی مگر اس نے اب تک گیہوں نہیں دیے نہ دینے کی امید ہے تو اب یہ کہنا جائز نہیں کہ اچھا تم گیہوں نہ دو بل کہ اس گیہوں کے بدلے اتنے چنے یا اتنے دھان[2] یا اتنی فلاں چیز دے دو، گیہوں کے عوض کسی اور چیز کا لینا جائز نہیں یا تو اس کو کچھ مہلت دے دو اور مہلت کے بعد گیہوں لو یا اپنا روپیہ واپس لے لو۔ اسی طرح اگر بیع سلم کو تم دونوں نے توڑ دیا کہ ''ہم وہ معاملہ توڑتے

---

[1] مرغیوں کے بند کرنے کا اونچا ٹوکرا۔ [2] چھلکے دار چاول۔

ہیں گیہوں نہ لیں گے روپیہ واپس دے دو یا تم نے نہیں توڑا بلکہ وہ معاملہ خود ہی ٹوٹ گیا جیسے وہ چیز نایاب ہوگئی، کہیں نہیں ملتی تو اس صورت میں تم کو صرف روپے لینے کا اختیار ہے، اس روپے کے عوض اس سے کوئی اور چیز لینا درست نہیں، پہلے روپیہ لے لو، لینے کے بعد اس سے جو چیز چاہو خرید و۔

تمرین

سوال ①: ''بیع سلم'' کسے کہتے ہیں؟

سوال ②: بیع سلم کے صحیح ہونے کی شرائط کیا ہیں؟

سوال ③: اگر چیز وقت مقررہ پر نہ دے سکا تو کیا اس کے عوض دوسری چیز لینا درست ہے یا نہیں؟

باب القرض

قرض لینے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): جو چیز ایسی ہو کہ اسی طرح کی چیز تم دے سکتے ہو اس کا قرض لینا درست ہے، جیسے اناج، انڈے، گوشت وغیرہ اور جو چیز ایسی ہو کہ اسی طرح کی چیز دینا مشکل ہے تو اس کا قرض لینا درست نہیں، جیسے امرود، نارنگی، بکری، مرغی وغیرہ۔

مسئلہ (۲): جس زمانے میں روپے کے دس سیر گیہوں ملتے تھے، اس وقت تم نے پانچ سیر گیہوں قرض لیے پھر گیہوں سستے ہوگئے اور روپے کے بیس سیر ملنے لگے تو تم کو وہی پانچ سیر گیہوں دینا پڑیں گے۔ اسی طرح اگر گراں (مہنگے) ہوگئے تب بھی جتنے لیے ہیں اتنے ہی دینا پڑیں گے۔

مسئلہ (۳): جیسے گیہوں تم نے دیے تھے اس نے اس سے اچھے گیہوں ادا کیے تو اس کا لینا جائز ہے یہ سود نہیں، مگر قرض لینے کے وقت یہ کہنا درست نہیں کہ ہم اس سے اچھے لیں گے، البتہ وزن میں زیادہ نہ ہونا چاہیے۔ اگر تم نے دیے ہوئے گیہوں سے زیادہ لیے تو یہ ناجائز ہوگیا، خوب ٹھیک تول کر لینا دینا چاہیے، لیکن اگر تھوڑا جھکتا تول دیا تو کچھ ڈر نہیں۔

مسئلہ (۴): کسی سے کچھ روپیہ یا غلہ اس وعدے پر قرض لیا کہ ''ایک مہینہ یا پندرہ دن کے بعد ہم ادا کر دیں گے'' اور اس نے منظور کر لیا تب بھی یہ مدت کا بیان کرنا لغو بل کہ ناجائز ہے، اگر اس کو اس مدت سے پہلے ضرورت پڑے اور تم سے مانگے یا بے ضرورت ہی مانگے تو تم کو ابھی دینا پڑے گا۔

مسئلہ (۵): تم نے دو سیر گیہوں یا آٹا وغیرہ کچھ قرض لیا جب اس نے مانگا تو تم نے کہا: ''بھائی اس وقت گیہوں تو نہیں ہیں، اس کے بدلے تم دو آنے پیسے لے لو'' اس نے کہا: ''اچھا'' تو یہ پیسے اسی وقت سامنے رہتے رہتے دے دینا چاہیے۔ اگر پیسے نکالنے اندر گیا اور اس کے پاس سے الگ ہوگیا تو معاملہ باطل ہوگیا، اب پھر سے کہنا چاہیے کہ تم اس ادھار گیہوں کے بدلے دو آنے لے لو۔

[1] اس باب میں سات (۷) مسائل مذکور ہیں۔

مسئلہ (۶): ایک روپے کے پیسے قرض لیے پھر پیسے گراں (مہنگے) ہوگئے اور روپے کے ساڑھے پندرہ آنے چلنے لگے تو اب سولہ آنے دینا واجب نہیں ہیں، بل کہ اس کے بدلے روپیہ دینا چاہیے، وہ یوں نہیں کہہ سکتا کہ ''میں روپیہ نہیں لیتا، پیسے لیے تھے وہی لاؤ۔''

مسئلہ (۷): گھروں میں دستور ہے کہ دوسرے گھر سے اس وقت دس پانچ روٹی قرض منگوا لی، پھر جب اپنے گھر پک گئی تو گن کر بھیج دی یہ درست ہے۔

تمرین

سوال ①: کن چیزوں کا قرض لینا درست ہے؟

سوال ②: جس زمانے میں گیہوں پانچ روپے کے دس سیر تھے اس وقت آپ نے پانچ سیر بطور قرض لیے تھے، پھر پانچ روپے کے بیس سیر ہوگئے تو اب کتنے گیہوں ادا کرنے ہوں گے؟

سوال ③: اگر قرض میں ردی گیہوں دیے تھے تو اُس کے بدلے میں اعلیٰ گیہوں لینا کیسا ہے؟

باب الدَّین

ادھار لینے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): کسی نے اگر کوئی سودا اُدھار خریدا تو یہ بھی درست ہے، لیکن اتنی بات ضروری ہے کہ کچھ مدت مقرر کر کے کہہ دے کہ ''پندرہ دن میں یا مہینے بھر میں یا چار مہینے میں تمہارے دام دے دوں گا۔'' اگر کچھ مدت مقرر نہیں کی فقط اتنا کہہ دیا کہ ''ابھی دام نہیں ہیں پھر دے دوں گا'' سو اگر یوں کہا ہے کہ ''میں اس شرط سے خریدتا ہوں کہ دام پھر دوں گا'' تو بیع فاسد ہوگئی اور اگر خریدنے کے اندر یہ شرط نہیں لگائی خرید کر کہہ دیا کہ ''دام پھر دوں گا'' تو کچھ ڈر نہیں اور اگر نہ خریدنے کے اندر کچھ کہا، نہ خرید کر کچھ کہا تب بھی بیع درست ہوگئی اور ان دونوں صورتوں میں اس چیز کے دام ابھی دینا پڑیں گے، ہاں! اگر بیچنے والا کچھ دن کی مہلت دے دے تو اور بات ہے، لیکن اگر مہلت نہ دے اور ابھی دام مانگے تو دینا پڑیں گے۔

مسئلہ (۲): کسی نے خریدتے وقت یوں کہا کہ ''فلاں چیز ہم کو دے دو جب خرچ آئے گا تب دام لے لینا'' یا یوں کہا: ''جب میرا بھائی آئے گا تب دے دوں گا'' یا یوں کہا: ''جب کھیتی کٹے گی تب دے دوں گا'' یا اس نے اس طرح کہا: ''بھائی! تم لے لو جب جی چاہے دام دے دینا'' یہ بیع فاسد ہوگئی، بل کہ کچھ نہ کچھ مدت مقرر کر کے لینا چاہیے اور اگر خرید کر ایسی بات کہہ دی تو بیع ہوگئی اور سودے والے کو اختیار ہے کہ ابھی دام مانگ لے لیکن صرف کھیتی کٹنے کے مسئلے میں کہ اس صورت میں کھیتی کٹنے سے پہلے نہیں مانگ سکتا۔

مسئلہ (۳): نقد داموں پر ایک روپیہ کے بیس سیر گیہوں بکتے ہیں، مگر کسی کو ادھار لینے کی وجہ سے اس نے روپیہ کے پندرہ سیر گیہوں دیے تو یہ بیع درست ہے، مگر اسی وقت معلوم ہو جانا چاہیے کہ ادھار مول لے گا۔

مسئلہ (۴): یہ حکم اس وقت ہے جب کہ خریدار سے اول پوچھ لیا ہو کہ ''نقد لو گے یا ادھار'' اگر اس نے نقد کہا تو بیس سیر دے دیے اور اگر ادھار کہا تو پندرہ سیر دے دیے اور اگر معاملہ اس طرح کیا کہ خریدار سے یوں کہا کہ ''اگر نقد لو گے تو ایک روپیہ کے بیس سیر ہوں گے اور ادھار لو گے تو پندرہ سیر ہوں گے'' یہ جائز نہیں۔

[1]: اس باب میں چھ (۶) مسائل مذکور ہیں۔

مسئلہ(۵): ایک مہینے کے وعدے پر کوئی چیز خریدی، پھر ایک مہینہ ہو چکا، تب کہہ سن کر کچھ اور مدت بڑھوالی کہ پندرہ دن کی مہلت اور دے دو تو تمہارے دام ادا کردوں اور وہ بیچنے والا بھی اس پر رضا مند ہو گیا تو پندرہ دن کی مہلت اور مل گئی اور اگر وہ راضی نہ ہو تو ابھی مانگ سکتا ہے۔

مسئلہ(۶): جب اپنے پاس دام موجود ہوں تو ناحق کسی کو ٹالنا کہ ''آج نہیں کل آنا، اس وقت نہیں اس وقت آنا، ابھی روپیہ تڑوایا نہیں ہے جب تڑوایا جائے گا تب دام ملیں گے'' یہ سب باتیں حرام ہیں، جب وہ مانگے اسی وقت روپیہ تڑوا کر دام دے دینا چاہیے، ہاں! البتہ اگر ادھار خریدا ہے تو جتنے دن کے وعدے پر خریدا ہے اتنے دن کے بعد دینا واجب ہوگا، اب وعدہ پورا ہونے کے بعد ٹالنا اور دوڑانا جائز نہیں ہے، لیکن اگر سچ مچ اس کے پاس ہیں ہی نہیں، نہ کہیں سے بندوبست کر سکتا ہے تو مجبوری ہے جب آئے اس وقت نہ ٹالے۔

تمرین

سوال①: سودا ادھار لینا کیسا ہے؟

سوال②: اگر کسی نے خریدتے وقت یہ کہا کہ ''فلاں چیز دے دو جب میرا بھائی آ جائے گا تو پیسے دے دوں گا'' تو کیا حکم ہے؟

سوال③: اگر کسی نے خریدار سے یوں کہا کہ ''اگر نقد لو گے تو ایک روپیہ کے بیس سیر ہوں گے اور ادھار لو گے تو ایک روپیہ کے پندرہ سیر ہوں گے'' تو اس بیع کا کیا حکم ہے؟

کتاب الکفالۃ

کسی کی ذمہ داری کر لینے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): نعیم کے ذمے کسی کے کچھ روپے یا پیسے تھے، تم نے اس کی ذمہ داری کر لی کہ ''اگر یہ نہ دے گا تو ہم سے لے لینا'' یا یوں کہا کہ ''ہم اس کے ذمہ دار ہیں، یا ذین دار (قرض دار) ہیں'' یا اور کوئی ایسا لفظ کہا جس سے ذمہ داری معلوم ہوئی اور اس حق دار نے تمہاری ذمہ داری منظور بھی کر لی تو اب اس کی ادائیگی تمہارے ذمے واجب ہوگئی، اگر نعیم نہ دے تو تم کو دینا پڑیں گے اور اس حق دار کو اختیار ہے جس سے چاہے تقاضا کرے، چاہے تم سے اور چاہے نعیم سے، اب جب تک نعیم اپنا قرض ادا نہ کر دے یا معاف نہ کرا لے تب تک برابر تم ذمہ دار رہو گے۔ البتہ اگر وہ حق دار تمہاری ذمہ داری معاف کر دے اور کہہ دے کہ ''اب تم سے کچھ مطلب نہیں، ہم تم سے تقاضا نہ کریں گے'' تو اب تمہاری ذمہ داری نہیں رہی اور اگر تمہاری ذمہ داری کے وقت ہی اس حق دار نے منظور نہیں کیا اور کہا: ''تمہاری ذمہ داری کا ہم کو اعتبار نہیں'' یا اور کچھ کہا تو تم ذمہ دار نہیں ہوئے۔

مسئلہ (۲): تم نے کسی کی ذمہ داری کر لی تھی اور اس کے پاس روپے ابھی نہ تھے اس لیے تم کو دینا پڑے تو اگر تم نے اس قرض دار کے کہنے سے ذمہ داری کی ہے تب تو جتنا تم نے حق دار کو دیا ہے اس قرض دار سے لے سکتے ہو اور اگر تم نے اپنی خوشی سے ذمہ داری کی ہے تو دیکھو تمہاری ذمہ داری کو پہلے کس نے منظور کیا ہے، اس قرض دار نے یا حق دار نے، اگر پہلے قرض دار نے منظور کیا تب تو ایسا ہی سمجھیں گے کہ تم نے اس کے کہنے سے ذمہ داری کی، لہٰذا اپنا روپیہ اس سے لے سکتے ہو اور اگر پہلے حق دار نے منظور کر لیا تو جو کچھ تم نے دیا ہے قرض دار سے لینے کا حق نہیں ہے بل کہ اس کے ساتھ تمہاری طرف سے احسان سمجھا جائے گا کہ ویسے ہی اس کا قرض تم نے ادا کر دیا وہ خود دے دے تو اور بات ہے۔

مسئلہ (۳): اگر حق دار نے قرض دار کو مہینہ بھر یا پندرہ دن وغیرہ کی مہلت دے دی تو اب اتنے دن اس ذمہ داری کرنے والے سے بھی تقاضا نہیں کر سکتا۔

---

[1] کفالت سے متعلق آٹھ (۸) مسائل مذکور ہیں۔

مسئلہ (۴): اور اگر تم نے اپنے پاس سے دینے کی ذمہ داری نہیں کی تھی، بل کہ اس قرض دار کا روپیہ تمہارے پاس امانت رکھا تھا، اس لیے تم نے کہا تھا کہ "ہمارے پاس اس شخص کی امانت رکھی ہے، ہم اس میں سے دے دیں گے" پھر وہ روپیہ چوری ہوگیا یا اور کسی طرح جاتا رہا تو اب تمہاری ذمہ داری نہیں رہی، نہ اب تم پر اس کا دینا واجب ہے اور نہ وہ حق دار تم سے تقاضا کر سکتا ہے۔

مسئلہ (۵): کہیں جانے کے لیے تم نے کوئی یکہ[1] یا بہلی[2] کرایہ پر کی اور اس سواری والے کی کسی نے ذمہ داری کر لی کہ "اگر یہ نہ لے گیا تو میں اپنی سواری دے دوں گا" تو یہ ذمہ داری درست ہے، اگر وہ نہ دے تو اس ذمہ دار کو دینا پڑے گی۔

مسئلہ (۶): تم نے اپنی چیز کسی کو دی کہ "جاؤ اس کو بیچ لاؤ" وہ بیچ آیا لیکن دام نہیں لایا اور کہا کہ "دام کہیں نہیں جا سکتے، دام کا میں ذمہ دار ہوں، اس سے نہ ملیں تو مجھ سے لے لینا" تو یہ ذمہ داری صحیح نہیں۔

مسئلہ (۷): کسی نے کہا کہ "اپنی مرغی اسی میں بند رہنے دو، اگر بلی لے جائے تو میرا ذمہ مجھ سے لے لینا" یا بکری کو کہا[3] اگر بھیڑیا لے جائے تو مجھ سے لے لینا تو یہ ذمہ داری صحیح نہیں۔

مسئلہ (۸): نابالغ لڑکا یا لڑکی اگر کسی کی ذمہ داری کرے تو وہ ذمہ داری صحیح نہیں۔

تمرین

سوال ①: ذمہ داری لینے کا طریقہ حکم سمیت بیان کریں؟

سوال ②: اگر حق دار نے قرض دار کو پندرہ دن کی مہلت دی تو کیا یہ مہلت ذمہ دار کے حق میں بھی سمجھی جائے گی؟

سوال ③: ذمہ دار قرض دار کے قرض کی ادائیگی کے بعد کب اُس سے اپنا پیسہ لینے کا مطالبہ کر سکتا ہے؟

[1] ایک گھوڑے کی رتھ نما گاڑی۔ [2] یکے کی مانند بیلوں کی چھوٹی گاڑی۔ [3] یعنی کسی سے بکری کے متعلق کہا۔

کتاب الحوالة

اپنا قرضہ دوسرے پر اتار دینے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): شفیع کا تمہارے ذمے کچھ قرض ہے اور راشد تمہارا قرض دار ہے، شفیع نے تم سے تقاضا کیا، تم نے کہا کہ ''راشد ہمارا قرض دار ہے تم اپنا قرضہ اسی سے لے لو، ہم سے نہ مانگو'' اگر اسی وقت شفیع یہ بات منظور کر لے اور راشد بھی اس پر راضی ہو جائے تو شفیع کا قرضہ تمہارے ذمے سے اتر گیا۔ اب شفیع تم سے بالکل تقاضا نہیں کر سکتا، بل کہ اسی راشد سے مانگے، چاہے جب ملے اور جتنا قرضہ تم نے شفیع کو دلایا ہے اتنا اب تم راشد سے نہیں لے سکتے، البتہ اگر راشد اس سے زیادہ کا قرض دار ہے تو جو کچھ زیادہ ہے وہ لے سکتے ہو، پھر اگر راشد نے شفیع کو دے دیا تب تو خیر اور اگر نہ دیا اور مر گیا تو جو کچھ مال واسباب چھوڑا ہے وہ بیچ کر شفیع کو دلائیں گے اور اگر اس نے کچھ مال نہیں چھوڑا جس سے قرضہ دلائیں یا اپنی زندگی ہی میں مکر گیا اور قسم کھالی کہ تمہارے قرضے سے مجھے کچھ واسطہ نہیں اور گواہ بھی نہیں ہیں تو اب اس صورت میں پھر شفیع تم سے تقاضا کر سکتا ہے اور اپنا قرضہ تم سے لے سکتا ہے اور اگر تمہارے کہنے پر شفیع راشد سے لینا منظور نہ کرے یا راشد اس کو دینے پر راضی نہ ہو تو قرضہ تم سے نہیں اترا۔

مسئلہ (۲): راشد تمہارا قرض دار نہ تھا، تم نے یوں ہی اپنا قرضہ اس پر اتار دیا اور راشد نے مان لیا اور شفیع نے بھی قبول و منظور کر لیا تب بھی تمہارے ذمے سے شفیع کا قرضہ اتر کر راشد کے ذمے ہو گیا، اس لیے اس کا بھی وہی حکم ہے جو ابھی بیان ہوا اور جتنا روپیہ راشد کو دینا پڑے گا، دینے کے بعد تم سے لے لے اور دینے سے پہلے ہی لے لینے کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ (۳): اگر راشد کے پاس تمہارے روپے امانت رکھے تھے، اس لیے تم نے اپنا قرضہ راشد پر اتار دیا، پھر وہ روپے کسی طرح ضائع ہو گئے تو اب راشد ذمہ دار نہیں رہا، بل کہ اب شفیع تم ہی سے تقاضا کرے گا اور تم ہی سے لے گا، اب راشد سے مانگنے اور لینے کا حق نہیں رہا۔

مسئلہ (۴): راشد پر قرضہ اتار دینے کے بعد اگر تم ہی وہ قرضہ ادا کر دو اور شفیع کو دے دو، یہ بھی صحیح ہے، شفیع یہ نہیں کہہ سکتا کہ ''میں تم سے نہ لوں گا بل کہ راشد ہی سے لوں گا۔''

---

[1] حوالہ سے متعلق چار (۴) مسائل مذکور ہیں۔

تمرین

سوال ①: اپنا قرضہ دوسرے پر اتارنے (حوالہ کرنے) کا کیا طریقہ ہے اور اس کی کیا شرائط ہیں؟

سوال ②: جس پر قرضہ اتارا جائے، کیا اس کا مقروض ہونا ضروری ہے؟

سوال ③: جس پر قرضہ اتارا گیا ہے، وہ مر گیا تو قرض خواہ اپنا قرضہ کیسے وصول کرے گا؟

کتاب الوکالة

کسی کو وکیل کر دینے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): جس کام کو آدمی خود کر سکتا ہے اس میں یہ بھی اختیار ہے کہ کسی اور سے کہہ دے کہ ''تم ہمارا یہ کام کر دو'' جیسے: بیچنا، خریدنا، کرایہ پر لینا دینا، نکاح کرنا وغیرہ، مثلاً: نوکر کو بازار سودا لینے بھیجا یا نوکر کے ذریعے سے کوئی چیز بکوائی یا سواری کرایہ پر منگوائی۔ جس سے کام کرایا ہے شریعت میں اس کو ''وکیل'' کہتے ہیں، جیسے: کسی نوکر کو سودا لینے بھیجا تو وہ تمہارا وکیل کہلائے گا۔

مسئلہ (۲): تم نے نوکر سے گوشت منگوایا وہ ادھار لے آیا تو گوشت والا تم سے دام کا تقاضا نہیں کر سکتا، اس نوکر سے تقاضا کرے اور وہ نوکر تم سے تقاضا کرے گا۔ اسی طرح اگر کوئی چیز تم نے نوکر سے بکوائی تو اس لینے والے سے تم کو تقاضا کرنے اور دام کے وصول کرنے کا حق نہیں ہے، اس نے جس سے چیز پائی ہے اسی کو دام بھی دے گا اور اگر وہ خود تمہیں کو دام دے دے تب بھی جائز ہے، مطلب یہ ہے کہ اگر وہ تم کو نہ دے تو تم زبردستی نہیں کر سکتے۔

مسئلہ (۳): تم نے سیر بھر گوشت منگوایا تھا، وہ ڈیڑھ سیر اٹھالایا تو پورا ڈیڑھ سیر لینا واجب نہیں اگر تم نہ لو تو آدھ سیر اس کو لینا پڑے گا۔

مسئلہ (۴): تم نے کسی سے کہا کہ ''فلاں بکری جو فلاں کے یہاں ہے اس کو جا کر دو روپے میں لے آؤ'' تو اب وہ وکیل وہی بکری خود اپنے لیے نہیں خرید سکتا۔ غرض جو چیز خاص تم مقرر کر کے بتلا دو اس وقت اس کو اپنے لیے خریدنا درست نہیں، البتہ جو دام تم نے بتلائے ہیں اس سے زیادہ میں خرید لیا تو اپنے لیے خریدنا درست ہے اور اگر تم نے کچھ دام نہ بتلائے ہوں تو کسی طرح اپنے لیے نہیں خرید سکتا۔

مسئلہ (۵): اگر تم نے کوئی خاص بکری نہیں بتلائی، بس اتنا کہا کہ ''ایک بکری کی ضرورت ہے ہم کو خرید دو'' تو وہ اپنے لیے بھی خرید سکتا ہے، جو بکری چاہے اپنے لیے خریدے اور جو چاہے تمہارے لیے۔ اگر خود لینے کی نیت سے خریدے تو اس کی ہوئی اور اگر تمہاری نیت سے خریدے تو تمہاری ہوئی اور اگر تمہارے دیے داموں سے خریدی تو بھی تمہاری

---

[1] وکالت سے متعلق چودہ (۱۴) مسائل مذکور ہیں۔

ہوئی، چاہے جس نیت سے خریدے۔

مسئلہ (۶): تمہارے لیے اس نے بکری خریدی، پھر ابھی تم کو دینے نہ پایا تھا کہ بکری مرگئی یا چوری ہوگئی تو اس بکری کے دام تم کو دینا پڑیں گے، اگر تم کہو کہ ''تو نے اپنے لیے خریدی تھی ہمارے لیے نہیں خریدی'' تو اگر تم پہلے اس کو دام دے چکے ہو تو تمہارے گئے اور اگر تم نے ابھی دام نہیں دیے اور وہ اب دام مانگتا ہے تو تم اگر قسم کھا جاؤ کہ تو نے اپنے لیے خریدی تھی تو اس کی بکری گئی اور اگر قسم نہ کھا سکو تو اس کی بات کا اعتبار کرو۔

مسئلہ (۷): اگر نوکر کوئی چیز مہنگی خرید لایا تو اگر تھوڑا ہی فرق ہو تب تو تم کو لینا پڑے گا اور دام دینا پڑیں گے اور اگر بہت زیادہ مہنگی لے آیا کہ اتنے دام کوئی نہیں لگا سکتا تو اس کا لینا واجب نہیں، اگر نہ لو تو اس کو لینا پڑے گا۔

مسئلہ (۸): تم نے کسی کو کوئی چیز بیچنے کو دی تو اس کو یہ جائز نہیں کہ خود لے لے اور دام تم کو دے۔ اسی طرح اگر تم نے کچھ منگوایا کہ فلاں چیز خرید لاؤ تو وہ اپنی چیز تم کو نہیں دے سکتا، اگر اپنی چیز دینا یا خود لینا منظور ہو تو صاف صاف کہہ دے کہ ''یہ چیز میں لیتا ہوں مجھ کو دے دو'' یا یوں کہہ دے کہ ''یہ میری چیز تم لے لو اور اتنے دام دے دو'' بغیر بتائے ہوئے ایسا کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ (۹): تم نے نوکر سے بکری کا گوشت منگوایا، وہ گائے کا لے آیا تو تم کو اختیار ہے چاہے لو چاہے نہ لو۔ اسی طرح تم نے آلو منگوائے، وہ بھنڈی یا کچھ اور لے آیا تو اس کا لینا ضروری نہیں، اگر تم انکار کرو تو اس کو لینا پڑے گا۔

مسئلہ (۱۰): تم نے ایک پیسے کی چیز منگوائی، وہ دو پیسے کی لے آیا تو تم کو اختیار ہے کہ ایک ہی پیسے کے موافق لو اور ایک پیسے کی جو زائد لایا وہ اسی کے سر ڈالو۔

مسئلہ (۱۱): تم نے دو شخصوں کو بھیجا کہ ''جاؤ فلاں چیز خرید لاؤ'' تو خریدتے وقت دونوں کو موجود رہنا چاہیے، فقط ایک آدمی کو خریدنا جائز نہیں، اگر ایک ہی آدمی خریدے تو وہ بیع موقوف ہے، جب تم منظور کرلو گے تو صحیح ہوجائے گی۔

مسئلہ (۱۲): تم نے کسی سے کہا کہ ہمیں ایک گائے یا بکری یا اور کچھ کہا کہ فلاں چیز خرید لا دو، اس نے خود نہیں خریدا بل کہ کسی اور سے کہہ دیا، اس نے خریدا تو اس کا لینا تمہارے ذمے واجب نہیں، چاہے لو چاہے نہ لو، دونوں اختیار ہیں، البتہ اگر وہ خود تمہارے لیے خریدے تو تم کو لینا پڑے گا۔

وکیل کے برطرف کردینے کا بیان

مسئلہ (۱۳): وکیل کے موقوف اور برطرف کرنے کا تم کو ہر وقت اختیار ہے، مثلاً: تم نے کسی سے کہا تھا: ''ہم کو ایک بکری کی ضرورت ہے کہیں مل جائے تو لے لینا'' پھر منع کر دیا کہ ''اب نہ لینا'' تو اب اس کو لینے کا اختیار نہیں، اگر اب لے گا تو اسی کے سر پڑے گی، تم کو نہ لینا پڑے گی۔

مسئلہ (۱۴): اگر خود اس کو نہیں منع کیا بل کہ خط لکھ بھیجا یا آدمی بھیج کر اطلاع کر دی کہ ''اب نہ لینا'' تب بھی وہ برطرف ہو گیا اور اگر تم نے اطلاع نہیں دی کسی اور آدمی نے اپنے طور پر اس سے کہہ دیا کہ ''تم کو فلاں نے برطرف کر دیا ہے اب نہ خریدنا'' تو اگر دو آدمیوں نے اطلاع دی ہو یا ایک ہی نے اطلاع دی مگر وہ معتبر اور پابند شرع ہے تو برطرف ہو گیا اور اگر ایسا نہ ہو تو برطرف نہیں ہوا، اگر وہ خرید لے تو تم کو لینا پڑے گا۔

تمرین

سوال①: وکیل کسے کہتے ہیں؟

سوال②: اگر تم نے کسی کو کوئی چیز بیچنے کے لیے دی تو کیا وہ اسے خود خرید سکتا ہے یا تم نے کسی سے کہا کہ ''میرے لیے فلاں چیز لے آؤ'' تو کیا وہ اپنے پاس سے وہ چیز تمہیں دے سکتا ہے؟

سوال③: تم نے دو آدمیوں کو بھیجا کہ ''جاؤ فلاں چیز خرید لاؤ'' ان دونوں میں سے ایک آدمی وہ چیز خرید لایا یا جس کو وکیل بنایا تھا اُس نے خود نہیں خریدا بل کہ کسی اور سے کہہ دیا اور اس نے خریدی تو کیا حکم ہے؟

سوال④: وکیل کو برطرف کرنا کیسا ہے اور اس کی کیا صورت ہوگی؟

کتاب المضاربة

مضاربت کا بیان یعنی ایک کا روپیہ، ایک کا کام[1]

مضاربت کی تعریف

مسئلہ (۱): تم نے تجارت کے لیے کسی کو کچھ روپے دیے کہ اس سے تجارت کرو جو کچھ نفع ہوگا وہ ہم تم بانٹ لیں گے، یہ جائز ہے، اس کو ''مضاربت'' کہتے ہیں۔

مضاربت جائز ہونے کی شرائط

لیکن اس کی کئی شرطیں ہیں، اگر ان شرطوں کے موافق ہو تو صحیح ہے، نہیں تو ناجائز اور فاسد ہے:

1. ایک تو جتنا روپیہ دینا ہو وہ بتلا دو اور اس کو تجارت کے لیے دے بھی دو، اپنے پاس نہ رکھو۔ اگر روپیہ اس کے حوالے نہ کیا اپنے ہی پاس رکھا تو یہ معاملہ فاسد ہے۔
2. نفع بانٹنے کی صورت طے کرلو اور بتلا دو کہ ''تم کو کتنا ملے گا اور اس کو کتنا'' اگر یہ بات طے نہیں ہوئی بس اتنا ہی کہا کہ ''نفع ہم تم دونوں بانٹ لیں گے'' تو یہ فاسد ہے۔
3. نفع تقسیم کرنے کو اس طرح نہ طے کرو کہ ''جس قدر نفع ہو اس میں سے دس روپے ہمارے باقی تمہارے یا دس روپے تمہارے باقی ہمارے'' غرض یہ کہ کچھ خاص رقم مقرر نہ کرو کہ ''اتنی ہماری یا اتنی تمہاری'' بل کہ یوں طے کرو کہ ''آدھا ہمارا آدھا تمہارا، یا ایک حصہ اس کا دو حصے اس کے یا ایک حصہ ایک کا باقی تین حصے دوسرے کے۔''

غرض کہ نفع کی تقسیم حصوں کے اعتبار سے کرنا چاہیے، نہیں تو معاملہ فاسد ہو جائے گا۔ اگر کچھ نفع ہوگا تب تو وہ کام کرنے والا اس میں سے اپنا حصہ پائے گا اور اگر کچھ نفع نہ ہوا تو کچھ نہ پائے گا۔ اگر یہ شرط کرلی کہ ''اگر نفع نہ ہوا تب بھی ہم تم کو اصل مال میں سے اتنا دے دیں گے'' تو یہ معاملہ فاسد ہے۔ اسی طرح اگر یہ شرط کی کہ ''اگر نقصان ہوگا تو اس کام کرنے والے کے ذمے پڑے گا یا دونوں کے ذمے ہوگا'' یہ بھی فاسد ہے، بل کہ حکم یہ ہے کہ جو کچھ

[1] مضاربت سے متعلق چار (۴) مسائل مذکور ہیں۔

نقصان ہو وہ مالک کے ذمے ہے، اسی کا روپیہ گیا۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۲): جب تک اس کے پاس روپیہ موجود ہو اور اس نے اسباب نہ خریدا ہو تب تک تم کو اس کے موقوف کر دینے اور روپیہ واپس لے لینے کا اختیار ہے اور جب وہ مال خرید چکا تو اب موقوفی کا اختیار نہیں ہے۔

مسئلہ (۳): اگر یہ شرط کی کہ تمہارے ساتھ ہم کام کریں گے، یا ہمارا فلاں آدمی تمہارے ساتھ کام کرے گا تو یہ (معاملہ) فاسد ہے۔

مضاربت کا حکم

مسئلہ (۴): اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ معاملہ صحیح ہوا ہے کوئی واہیات شرط نہیں لگائی ہے تو نفع میں دونوں شریک ہیں، جس طرح طے کیا ہو بانٹ لیں اور اگر کچھ نفع نہ ہوا یا نقصان ہوا تو اس آدمی کو کچھ نہ ملے گا اور نقصان کا تاوان اس کو نہ دینا پڑے گا اور اگر وہ معاملہ فاسد ہو گیا ہے تو پھر وہ کام کرنے والا نفع میں شریک نہیں ہے بل کہ وہ بمنزلہ نوکر کے ہے، یہ دیکھو کہ اگر ایسا آدمی نوکر رکھا جائے تو کتنی تنخواہ دینی پڑے گی، بس اتنی ہی تنخواہ اس کو ملے گی نفع ہو تب بھی اور نہ ہو تب بھی، بہر حال تنخواہ پائے گا اور نفع سب مالک کا ہے، لیکن اگر تنخواہ زیادہ بیٹھتی ہے اور جو نفع ٹھہرا تھا اگر اس کے حساب سے دیں تو کم بیٹھتا ہے تو اس صورت میں تنخواہ نہ دیں گے، نفع بانٹ دیں گے۔

تمرین

سوال ①: ”مضاربت“ کسے کہتے ہیں؟

سوال ②: مضاربت کے صحیح ہونے کی کیا شرائط ہیں؟

سوال ③: اگر مضاربت میں یہ شرط ٹھہرائی کہ ہمارا فلاں آدمی تمہارے ساتھ کام کرے گا تو کیا حکم ہے؟

کتاب الودیعة

امانت رکھنے اور رکھانے کا بیان[1]

امانت کا حکم

مسئلہ (۱): کسی نے کوئی چیز تمہارے پاس امانت رکھوائی اور تم نے لے لی تو اب اس کی حفاظت کرنا تم پر واجب ہو گیا، اگر حفاظت میں کوتاہی کی اور وہ چیز ضائع ہوگئی تو اس کا تاوان یعنی ڈانڈ دینا پڑے گا، البتہ اگر حفاظت میں کوتاہی نہیں ہوئی، پھر بھی کسی وجہ سے وہ چیز جاتی رہی، مثلاً: چوری ہوگئی یا گھر میں آگ لگ گئی اس میں جل گئی تو اس کا تاوان وہ نہیں لے سکتا، بل کہ اگر امانت رکھتے وقت یہ اقرار کرلیا کہ ''اگر جاتی رہے تو میں ذمہ دار ہوں مجھ سے دام لے لینا'' تب بھی اس کو تاوان لینے کا اختیار نہیں، یوں تم اپنی خوشی دے دو وہ اور بات ہے۔

مسئلہ (۲): کسی نے کہا: ''میں ذرا کام سے جاتا ہوں میری چیز رکھ لو'' تو تم نے کہا: ''اچھا رکھ دو'' یا تم کچھ نہیں بولے وہ تمہارے پاس رکھ کر چلا گیا تو امانت ہوگئی، البتہ اگر تم نے صاف کہہ دیا کہ ''میں نہیں جانتا اور کسی کے پاس رکھا دو'' یا اور کچھ کہہ کے انکار کر دیا، پھر بھی وہ رکھ کر چلا گیا تو اب وہ چیز تمہاری امانت میں نہیں ہے، البتہ اگر اس کے چلے جانے کے بعد تم نے اٹھا کر رکھ لیا ہو تو اب امانت ہو جائے گی۔

امانت کئی آدمیوں کے حوالے کرنا

مسئلہ (۳): کئی آدمی بیٹھے تھے ان کے سپرد کر کے چلا گیا تو سب پر اس چیز کی حفاظت واجب ہے، اگر وہ چھوڑ کر چلے گئے اور وہ چیز جاتی رہی تو تاوان دینا پڑے گا اور اگر سب ساتھ نہیں اٹھے ایک ایک کر کے اٹھے تو جو سب سے اخیر میں رہ گیا اسی کے ذمے حفاظت ہوگئی، اب وہ اگر چلا گیا اور چیز جاتی رہی تو اسی سے تاوان لیا جائے گا۔

[1] امانت سے متعلق سولہ (۱۶) مسائل مذکور ہیں۔

امانت کی حفاظت

مسئلہ (۴): جس کے پاس کوئی امانت ہو اس کو اختیار ہے کہ چاہے خود اپنے پاس حفاظت سے رکھے یا اپنے ماں باپ، بہن بھائی، شوہر وغیرہ کسی ایسے رشتہ دار کے پاس رکھا دے کہ ایک ہی گھر میں اس کے ساتھ رہتے ہوں جن کے پاس اپنی چیز بھی ضرورت کے وقت رکھا دیتا ہو، لیکن اگر کوئی دیانت دار نہ ہو تو اس کے پاس رکھانا درست نہیں۔ اگر جان بوجھ کے ایسے غیر معتبر کے پاس رکھ دیا تو ضائع ہو جانے پر تاوان دینا پڑے گا اور ایسے رشتہ دار کے سوا کسی اور کے پاس بھی پرائی امانت رکھانا بغیر مالک کی اجازت کے درست نہیں، چاہے وہ بالکل غیر ہو یا کوئی رشتہ دار بھی لگتا ہو، اگر اوروں کے پاس رکھا دیا تو بھی ضائع ہو جانے پر تاوان دینا پڑے گا، البتہ وہ غیر اگر ایسا شخص ہے کہ یہ اپنی چیزیں بھی اس کے پاس رکھتا ہے تو درست ہے۔

امانت میں کوتاہی کی صورت میں تاوان دینا

مسئلہ (۵): کسی نے کوئی چیز رکھائی اور تم بھول گئے، اسے وہیں چھوڑ کر چلے گئے تو جاتے رہنے پر تاوان دینا پڑے گا یا کوٹھڑی، صندوقچے وغیرہ کا قفل (تالا) کھول کر تم چلے گئے اور وہاں ایرے غیرے سب جمع ہیں اور وہ چیز ایسی ہے کہ عرفاً بغیر قفل (تالا) لگائے اس کی حفاظت نہیں ہوسکتی تب بھی ضائع ہو جانے سے تاوان دینا ہوگا۔

مسئلہ (۶): گھر میں آگ لگ گئی تو ایسے وقت غیر کے پاس بھی پرائی امانت کا رکھا دینا جائز ہے، لیکن جب وہ عذر جاتا رہا تو فوراً لے لینا چاہیے، اگر اب واپس نہ لے گا تو تاوان دینا پڑے گا۔ اسی طرح مرتے وقت اگر کوئی اپنے گھر کا آدمی موجود نہ ہو تو پڑوسی کے سپرد کر دینا درست ہے۔

روپے (نقدی) امانت رکھوانے کے مسائل

مسئلہ (۷): اگر کسی نے کچھ روپے پیسے امانت رکھوائے تو بعینہٖ ان ہی روپے پیسوں کا حفاظت سے رکھنا واجب ہے، نہ تو اپنے روپوں میں ان کا ملانا جائز ہے اور نہ ان کا خرچ کرنا جائز۔ یہ نہ سمجھو کہ روپیہ روپیہ سب برابر، لاؤ اس کو خرچ کر ڈالیں جب مانگے گا تو اپنا روپیہ دے دیں گے، البتہ اگر اس نے اجازت دے دی ہو تو ایسے وقت خرچ کرنا

درست ہے، لیکن اس کا یہ حکم ہے کہ اگر وہی روپیہ تم الگ رہنے دو تب تو امانت سمجھا جائے گا، اگر جاتا رہا تو تاوان نہ دینا پڑے گا اور اگر تم نے اجازت لے کر اسے خرچ کر دیا تو اب وہ تمہارے ذمے قرض ہو گیا امانت نہیں رہا، لہٰذا اب بہر حال تم کو دینا پڑے گا۔ اگر خرچ کرنے کے بعد تم نے اتنا ہی روپیہ اس کے نام سے الگ کر کے رکھ دیا تب بھی وہ امانت نہیں وہ تمہارا ہی روپیہ ہے، اگر چوری ہو گیا تو تمہارا گیا، اس کو پھر دینا پڑے گا، غرض یہ کہ خرچ کرنے کے بعد جب تک اس کو ادا نہ کر دو گے تب تک تمہارے ذمے رہے گا۔

مسئلہ(۸): سو روپے کسی نے تمہارے پاس امانت رکھائے، اس میں سے پچاس تم نے اجازت لے کر خرچ کر ڈالے تو پچاس روپے تمہارے ذمے قرض ہو گئے اور پچاس امانت، اب جب تمہارے پاس روپے ہوں تو اپنے پاس کے پچاس روپے اس امانت کے پچاس روپے میں نہ ملاؤ، اگر اس میں ملا دو گے تو وہ بھی امانت نہ رہیں گے، یہ پورے سو روپے تمہارے ذمے ہو جائیں گے، اگر جاتے رہے تو پورے سو دینا پڑیں گے، کیوں کہ امانت کا روپیہ اپنے روپوں میں ملا دینے سے امانت نہیں رہتا بل کہ قرض ہو جاتا ہے اور ہر حال میں دینا پڑتا ہے۔

مسئلہ(۹): تم نے اجازت لے کر اس کے سو روپے اپنے سو روپے میں ملا دیے تو وہ سب روپیہ دونوں کی شرکت میں ہو گیا، اگر چوری ہو گیا تو دونوں کا گیا، کچھ نہ دینا پڑے گا اور اگر اس میں سے کچھ چوری ہو گیا کچھ رہ گیا تب بھی آدھا اس کا گیا آدھا اس کا اور اگر سو ایک کے ہوں دو سو ایک کے تو اس کے حصے کے موافق اس کا جائے گا اس کے حصے کے موافق اس کا، مثلاً: اگر بارہ روپے جاتے رہے تو چار روپے ایک سو روپے والے کے گئے اور آٹھ روپے دو سو والے کے۔ یہ حکم اسی وقت ہے جب اجازت سے ملائے ہوں اور اگر بغیر اجازت کے اپنے روپے میں ملا دیا ہو تو اس کا وہی حکم ہے جو بیان ہو چکا کہ امانت کا روپیہ بلا اجازت اپنے روپوں میں ملا لینے سے قرض ہو جاتا ہے، اس لیے اب وہ روپیہ امانت نہیں رہا جو کچھ گیا تمہارا گیا اس کا روپیہ اس کو بہر حال دینا پڑے گا۔

امانت سے بغیر اجازت نفع اٹھانا

مسئلہ(۱۰): کسی نے بکری یا گائے وغیرہ امانت رکھائی تو اس کا دودھ پینا یا کسی اور طرح اس سے کام لینا درست نہیں، البتہ اجازت سے یہ سب جائز ہو جاتا ہے، بلا اجازت جتنا دودھ لیا ہے اس کے دام دینے پڑیں گے۔

مسئلہ(۱۱): کسی نے ایک کپڑا یا چارپائی وغیرہ رکھوائی، اس کی بغیر اجازت اس کا استعمال کرنا درست نہیں، اگر اس

نے بلا اجازت کپڑا پہنا یا چار پائی پر لیٹا بیٹھا اور اس کے برتنے کے زمانے میں وہ کپڑا پھٹ گیا یا چور لے گیا یا چار پائی وغیرہ ٹوٹ گئی یا چوری ہوگئی تو تاوان دینا پڑے گا، البتہ اگر توبہ کر کے پھر اسی طرح حفاظت سے رکھ دیا پھر کسی طرح ضائع ہوا تو تاوان نہ دینا پڑے گا۔

مسئلہ (۱۲): صندوق میں سے امانت کا کپڑا نکالا کہ شام کو یہی پہن کر فلاں جگہ جاؤں گا، پھر پہننے سے پہلے ہی وہ جاتا رہا تو بھی تاوان دینا پڑے گا۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۱۳): امانت کی گائے یا بکری وغیرہ بیمار پڑگئی، تم نے اس کی دوا کی، اس دوا سے وہ مرگئی تو تاوان دینا پڑے گا اور اگر دوا نہ کی اور مرگئی تو تاوان نہ دینا ہوگا۔

مسئلہ (۱۴): کسی نے رکھنے کو روپیہ دیا تم نے بٹوے میں ڈال لیا، لیکن ڈالتے وقت وہ روپیہ بٹوے میں نہیں پڑا، بل کہ نیچے گر گیا، مگر تم یہی سمجھے کہ میں نے بٹوے میں رکھ لیا تو تاوان نہ دینا پڑے گا۔

امانت واپس کرنے کے مسائل

مسئلہ (۱۵): جب وہ اپنی امانت مانگے تو فوراً اس کو دے دینا واجب ہے، بلا عذر نہ دینا اور دیر کرنا جائز نہیں۔ اگر کسی نے اپنی امانت مانگی تم نے کہا: ''بھائی! اس وقت ہاتھ خالی نہیں کل لے لینا۔'' اس نے کہا: ''اچھا کل ہی سہی'' تب تو خیر کچھ حرج نہیں اور اگر وہ کل کے لینے پر راضی نہ ہوا اور نہ دینے سے خفا ہو کر چلا گیا تو اب وہ چیز امانت نہیں رہی، اب اگر جاتی رہے گی تو تم کو تاوان دینا پڑے گا۔

مسئلہ (۱۶): کسی نے اپنا آدمی امانت مانگنے کے لیے بھیجا تم کو اختیار ہے کہ اس آدمی کو نہ دو اور کہلا بھیجو کہ ''وہ خود ہی آ کر اپنی چیز لے جائے، ہم کسی اور کو نہ دیں گے'' اور اگر تم نے اس کو سچا سمجھ کر دے دیا اور پھر مالک نے کہا کہ ''میں نے اس کو نہ بھیجا تھا تم نے کیوں دے دیا؟'' تو وہ تم سے لے سکتا ہے اور تم اس آدمی سے وہ شے لوٹا سکتے ہو اور اگر اس کے پاس سے وہ شے جاتی رہی ہو تو تم اس سے دام نہیں لے سکتے ہو اور مالک تم سے دام لے گا۔

تمرین

سوال ①: ''امانت'' کسے کہتے ہیں اور اس کا حکم کیا ہے؟

سوال ②: کیا امانت دار امانت دوسرے کے پاس رکھوا سکتا ہے؟

سوال ③: امانت میں تصرف کرنا یا اس سے فائدہ اُٹھانا کیسا ہے؟

سوال ④: امانت والے نے امانت مانگی، تم نے نہ دی تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: اگر اپنی امانت لینے کے لیے کوئی آدمی بھیجا تو اس کو دینے کا کیا حکم ہے؟

کتاب العارية

مانگے کی چیز کا بیان[1]

مسئلہ (۱): کسی سے کوئی چیز کچھ دن کے لیے مانگ لی کہ ضرورت نکل جانے کے بعد دے دی جائے گی تو اس کا حکم بھی امانت کی طرح ہے، اب اس کو اچھی طرح حفاظت سے رکھنا واجب ہے، اگر باوجود حفاظت کے جاتی رہے تو جس کی چیز ہے اس کو تاوان لینے کا حق نہیں ہے، بل کہ اگر تم نے اقرار کرلیا ہو کہ ''اگر جائے گی تو ہم سے دام لے لینا'' تب بھی تاوان لینا درست نہیں، البتہ اگر حفاظت نہ کی، اس وجہ سے جاتی رہی تو تاوان دینا پڑے گا اور مالک کو ہر وقت اختیار ہے جب چاہے اپنی چیز لے لے تم کو انکار کرنا درست نہیں، اگر مانگنے پر نہ دی تو پھر ضائع ہو جانے پر تاوان دینا پڑے گا۔

مسئلہ (۲): جس طرح برتنے کی اجازت مالک نے دی ہو اسی طرح برتنا جائز ہے اس کے خلاف درست نہیں، اگر خلاف کرے گا تو جاتے رہنے پر تاوان دینا پڑے گا، جیسے چارپائی پر اتنے آدمی لد گئے کہ وہ ٹوٹ گئی، یا شیشے کا برتن آگ پر رکھ دیا وہ ٹوٹ گیا اور کچھ ایسی خلاف بات کی تو تاوان دینا پڑے گا۔ اسی طرح اگر چیز مانگ لایا اور یہ بد نیتی کی کہ اب اس کو لوٹا کر نہ دوں گا بل کہ ہضم کر جاؤں گا تب بھی تاوان دینا پڑے گا۔

مسئلہ (۳): ایک یا دو دن کے لیے کوئی چیز منگوائی تو اب ایک دو دن کے بعد پھیر دینا (واپس کرنا) ضروری ہے، جتنے دن کے وعدے پر لایا تھا اتنے دن کے بعد اگر نہ پھیرے گا تو جاتے رہنے پر تاوان دینا پڑے گا۔

مسئلہ (۴): جو چیز مانگ لی ہے، یہ دیکھنا چاہیے کہ اگر مالک نے زبان سے صاف کہہ دیا کہ ''چاہو خود برتو، چاہو دوسرے کو دو'' مانگنے والے کو درست ہے کہ دوسرے کو بھی استعمال کے لیے دے دے۔ اسی طرح اگر اس نے صاف تو نہیں کہا مگر اس سے میل جول ایسا ہے کہ اس کو یقین ہے کہ ہر طرح اس کی اجازت ہے تب بھی یہی حکم ہے اور اگر مالک نے صاف منع کر دیا کہ ''دیکھو تم خود برتنا کسی اور کو مت دینا'' تو اس صورت میں کسی طرح درست نہیں کہ دوسرے کو استعمال کے لیے دی جائے اور اگر مانگنے والے نے یہ کہہ کر منگوائی ہے کہ ''میں استعمال کروں گا'' اور

---

[1] عاریت سے متعلق چھ (۶) مسائل مذکور ہیں۔

مالک نے دوسرے کے استعمال کرنے سے منع نہ کیا اور نہ صاف اجازت دی تو اس چیز کو دیکھو کیسی ہے؟
اگر وہ ایسی ہے کہ سب استعمال کرنے والے اس کو ایک ہی طرح استعمال کیا کرتے ہیں، استعمال میں فرق نہیں ہوتا تب تو خود بھی استعمال کرنا درست ہے اور دوسرے کو استعمال کے لیے دینا بھی درست ہے اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ سب استعمال کرنے والے اس کو ایک طرح نہیں استعمال کیا کرتے بل کہ کوئی اچھی طرح استعمال کرتا ہے کوئی بری طرح تو ایسی چیز تم دوسرے کو استعمال کے واسطے نہیں دے سکتے ہو۔
اسی طرح اگر یہ کہہ کر منگوائی ہے کہ ''ہمارا فلاں رشتہ دار یا ملاقاتی استعمال کرے گا'' اور مالک نے تمہارے استعمال کرنے یا استعمال نہ کرنے کا ذکر نہیں کیا تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے کہ اول قسم کی چیز کو تم بھی استعمال کر سکتے ہو اور دوسری قسم کی چیز کو تم نہیں استعمال کر سکو گے، صرف وہی استعمال کرے گا جس کے استعمال کرنے کے نام سے منگوائی ہے اور اگر تم نے یوں ہی منگوا بھیجی نہ اپنے استعمال کا نام لیا نہ دوسرے کے استعمال کرنے کا اور مالک نے بھی کچھ نہیں کہا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اول قسم کی چیز کو تو تم بھی استعمال کر سکتے ہو اور دوسرے کو بھی برتنے کے لیے دے سکتے ہو اور دوسرے قسم کی چیز میں یہ حکم ہے کہ اگر تم نے برتنا شروع کر دیا تب تو دوسرے کو برتنے کے واسطے نہیں دے سکتے اور اگر دوسرے سے استعمال کروالیا تو تم نہیں استعمال کر سکتے، خوب سمجھ لو۔
مسئلہ (۵): ماں باپ وغیرہ کا کسی کو چھوٹے نابالغ کی چیز کا مانگے دینا جائز نہیں ہے، اگر وہ چیز جاتی رہے تو تاوان دینا پڑے گا۔ اسی طرح اگر خود نابالغ اپنی چیز دے دے اس کا لینا بھی جائز نہیں۔
مسئلہ (۶): کسی سے کوئی چیز مانگ کر لائی گئی پھر وہ مالک مر گیا تو اب مرنے کے بعد وہ مانگے کی چیز نہیں رہی، اب اس سے کام لینا درست نہیں، اس طرح اگر وہ مانگنے والا مر گیا تو اس کے وارثوں کو اس سے نفع اٹھانا درست نہیں۔

تمرین

سوال①: مانگی ہوئی چیز کا کیا حکم ہے؟

سوال②: کیا مانگی ہوئی چیز کسی دوسرے کو دینا جائز ہے؟

سوال③: کیا نابالغ کی چیز کسی کو دینا یا نابالغ سے لینا درست ہے؟

سوال④: اگر مانگنے والا یا چیز دینے والا مر جائے تو اُس چیز کا کیا حکم ہے؟

کتاب الهبة

ہبہ یعنی کسی کو کچھ دے دینے کا بیان[1]

ہبہ کی تعریف

مسئلہ (۱): تم نے کسی کو کوئی چیز دی اور اس نے منظور کر لیا یا منہ سے کچھ نہیں کہا بل کہ تم نے اس کے ہاتھ پر رکھ دیا اور اس نے لے لیا تو اب وہ چیز اسی کی ہوگئی، اب تمہاری نہیں رہی بل کہ وہی اس کا مالک ہے اس کو شریعت میں ''ہبہ'' کہتے ہیں۔

ہبہ کی شرائط

لیکن اس کی کئی شرطیں ہیں:

ایک تو اس کے حوالے کر دینا اور اس (لینے والے) کا قبضہ کر لینا ہے۔

اگر تم نے کہا: ''یہ چیز ہم نے تم کو دے دی'' اس نے کہا: ''ہم نے لے لی'' لیکن ابھی تم نے اس کے حوالے نہیں کیا تو یہ دینا صحیح نہیں ہوا، ابھی وہ چیز تمہاری ہی ملک ہے، البتہ اگر اس نے اس چیز پر قبضہ کر لیا تو اب قبضہ کر لینے کے بعد اس کا مالک بنا۔

قبضہ کرنے کی مختلف صورتیں

مسئلہ (۲): تم نے وہی دی ہوئی چیز اس کے سامنے اس طرح رکھ دی کہ اگر وہ اٹھانا چاہے تو لے سکے اور کہہ دیا کہ ''لو اس کو لے لو'' تو اس پاس رکھ دینے سے بھی وہ مالک بن گیا، ایسا سمجھیں گے کہ اس نے اٹھا لیا اور قبضہ کر لیا۔

مسئلہ (۳): بند صندوق میں کچھ کپڑے دے دیے، لیکن اس کی کنجی نہیں دی تو یہ قبضہ نہیں ہوا، جب کنجی دے گا تب قبضہ ہوگا، اس وقت اس کا مالک بنے گا۔

---

[1] ہبہ سے متعلق گیارہ (۱۱) مسائل مذکور ہیں۔

مسئلہ (۴): کسی بوتل میں تیل رکھا ہے یا اور کچھ رکھا ہے تم نے وہ بوتل کسی کو دے دی لیکن تیل نہیں دیا تو یہ دینا صحیح نہیں، اگر وہ قبضہ کر لے تب بھی اس کا مالک نہ ہوگا، جب اپنا تیل نکال کے دو گے تب وہ مالک ہوگا اور اگر تیل کسی کو دے دیا مگر بوتل نہیں دی اور اس نے بوتل سمیت لے لیا کہ ہم خالی کر کے پھیر دیں گے (واپس کر دیں گے) تو یہ تیل کا دینا صحیح ہے۔ قبضہ کر لینے کے بعد مالک بن جائے گا۔ غرض یہ کہ جب برتن وغیرہ کوئی چیز دو تو خالی کر کے دینا شرط ہے، بغیر خالی کیے دینا صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے مکان دیا تو اپنا سارا مال اسباب نکال کے خود بھی اس گھر سے نکل کے دینا چاہیے۔

قابلِ تقسیم اور نا قابلِ تقسیم اشیا میں ہبہ

مسئلہ (۵): اگر کسی کو آدھی یا تہائی یا چوتھائی چیز دو پوری چیز نہ دو تو اس کا حکم یہ ہے کہ دیکھو وہ کس قسم کی چیز ہے، آدھی بانٹ دینے کے بعد بھی کام کی رہے گی یا نہ رہے گی، اگر بانٹ دینے کے بعد اس کام کی نہ رہے جیسے چکی کہ اگر بیچوں بیچ سے توڑ کے دے دو تو پیسنے کے کام کی نہ رہے گی اور جیسے چوکی، پلنگ، پتیلی، لوٹا، کٹورہ، پیالہ، صندوق جانور وغیرہ ایسی چیزوں کو بغیر تقسیم کیے بھی آدھی تہائی جو کچھ دینا منظور ہو دینا جائز ہے، اگر وہ قبضہ کر لے تو جتنا حصہ تم نے دیا ہے اس کا مالک بن گیا اور وہ چیز ساجھے (شرکت) میں ہوگئی اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ تقسیم کرنے کے بعد بھی کام کی رہے جیسے زمین، گھر، کپڑے کا تھان، جلانے کی لکڑی، اناج غلہ، دودھ دہی وغیرہ تو بغیر تقسیم کیے ان کا دینا صحیح نہیں ہے۔ اگر تم نے کسی سے کہا: ''ہم نے اس برتن کا آدھا گھی تم کو دے دیا'' وہ کہے: ''ہم نے لے لیا'' تو یہ دینا صحیح نہیں ہوا، بل کہ اگر وہ برتن پر قبضہ بھی کر لے تب بھی اس کا مالک نہیں ہوا، ابھی سارا گھی تمہارا ہی ہے، ہاں اس کے بعد اگر اس کا آدھا گھی الگ کر کے اس کے حوالے کر دو تو اب البتہ اس کا مالک ہو جائے گا۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۶): ایک تھان یا ایک مکان یا باغ وغیرہ دو آدمیوں نے مل کر آدھا آدھا خریدا تو جب تک تقسیم نہ کر لو تب تک اپنا آدھا حصہ کسی کو دے دینا صحیح نہیں۔

مسئلہ (۷): آٹھ آنے یا بارہ آنے دو شخصوں کو دیے کہ تم دونوں آدھے آدھے لے لو، یہ صحیح نہیں بل کہ آدھے

آدھے تقسیم کر کے دینا چاہییں، البتہ اگر وہ دونوں فقیر ہوں تو تقسیم کی ضرورت نہیں اور اگر ایک روپیہ یا ایک پیسہ دو آدمیوں کو دیا تو یہ دینا صحیح ہے۔

مسئلہ (۸): بکری یا گائے وغیرہ کے پیٹ میں بچہ ہے تو پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کا دے دینا صحیح نہیں ہے، بل کہ اگر پیدا ہونے کے بعد وہ قبضہ بھی کر لے تب بھی مالک نہیں ہوا، اگر دینا ہو تو پیدا ہونے کے بعد پھر سے دے۔

مسئلہ (۹): کسی نے بکری دی اور کہا کہ ''اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کو ہم نہیں دیتے، وہ ہمارا ہی ہے'' تو بکری اور بچہ دونوں اسی کے ہو گئے۔ پیدا ہونے کے بعد بچہ لے لینے کا اختیار نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۰): تمہاری کوئی چیز کسی کے پاس امانت رکھی ہے، تم نے اسی کو دے دی تو اس صورت میں فقط اتنا کہہ دینے سے کہ ''میں نے لے لی'' اس کا مالک ہو جائے گا، اب جا کر دوبارہ اس پر قبضہ کرنا شرط نہیں ہے، کیوں کہ وہ چیز تو اس کے پاس ہی ہے۔

نابالغ کا ہبہ کرنا

مسئلہ (۱۱): نابالغ لڑکا یا لڑکی اپنی چیز کسی کو دے دے تو اس کا دینا صحیح نہیں ہے اور اس کی چیز لینا بھی ناجائز ہے، اس مسئلے کو خوب یاد رکھو، بہت لوگ اس میں مبتلا ہیں۔

تمرین

سوال ①: "ہبہ" کسے کہتے ہیں اور اس کا کیا حکم ہے؟

سوال ②: ہبہ کب صحیح ہوتا ہے؟

سوال ③: اگر تم نے کسی کے سامنے کوئی چیز رکھ دی اور اُس سے کہہ دیا کہ "لے لو" تو کیا وہ مالک بن جائے گا؟

سوال ④: تقسیم ہونے والی اور نہ ہونے والی چیزوں کے ہبہ کی کیا صورت ہے؟

سوال ⑤: دو آدمیوں نے ایک باغ مشترک خریدا، ان میں سے ایک اپنا حصہ ہبہ کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑥: جانور کے پیٹ میں بچہ کسی کو ہبہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑦: نابالغ کے ہبہ کا کیا حکم ہے؟

بچوں کو دینے کا بیان[1]

مسئلہ(۱): ختنہ وغیرہ کسی تقریب میں چھوٹے بچوں کو جو کچھ دیا جاتا ہے اس سے خاص اس بچے کو دینا مقصود نہیں ہوتا بل کہ ماں باپ کو دینا مقصود ہوتا ہے، اس لیے وہ سب نیوتہ[2] بچے کی ملک نہیں بل کہ ماں باپ اس کے مالک ہیں جو چاہیں سو کریں، البتہ اگر کوئی شخص خاص بچے ہی کو کوئی چیز دے دے تو پھر وہی بچہ اس کا مالک ہے، اگر بچہ سمجھ دار ہے تو خود اسی کا قبضہ کر لینا کافی ہے، جب قبضہ کر لیا تو مالک ہو گیا۔ اگر بچہ قبضہ نہ کرے یا قبضہ کرنے کے لائق نہ ہو تو اگر باپ ہو تو اس کے قبضہ کر لینے سے اور اگر باپ نہ ہو تو دادا کے قبضہ کر لینے سے بچہ مالک ہو جائے گا۔ اگر باپ دادا موجود نہ ہوں تو وہ بچہ جس کی پرورش میں ہے اس کو قبضہ کرنا چاہیے اور باپ دادا کے ہوتے ماں، نانی، دادی وغیرہ اور کسی کا قبضہ کرنا معتبر نہیں ہے۔

مسئلہ(۲): اگر باپ یا اس کے نہ ہونے کے وقت دادا اپنے بیٹے پوتے کو کوئی چیز دینا چاہے تو بس اتنا کہہ دینے سے ہبہ صحیح ہو جائے گا کہ "میں نے اس کو یہ چیز دے دی" اور باپ دادا نہ ہو اس وقت ماں بھائی وغیرہ بھی اگر اس کو کچھ دینا چاہیں اور وہ بچہ ان کی پرورش میں بھی ہو، ان کے اس کہہ دینے سے بھی وہ بچہ مالک ہو گیا، کسی کے قبضہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ(۳): جو چیز ہو اپنی سب اولاد کو برابر برابر دینا چاہیے، لڑکا لڑکی سب کو برابر دے، اگر کبھی کسی کو کچھ زیادہ دے دیا تو بھی خیر کچھ حرج نہیں، لیکن جسے کم دیا اس کو نقصان دینا مقصود نہ ہو، نہیں تو کم دینا درست نہیں ہے۔

مسئلہ(۴): جو چیز نابالغ کی ملک ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اسی بچے ہی کے کام میں لگانا چاہیے، کسی کو اپنے کام میں لانا جائز نہیں، خود ماں باپ بھی اپنے کام میں نہ لائیں، نہ کسی اور بچے کے کام میں لگائیں۔

مسئلہ(۵): اگر ظاہر میں بچے کو دیا مگر یقیناً معلوم ہے کہ منظور تو ماں باپ ہی کو دینا ہے، مگر اس چیز کو حقیر سمجھ کر بچے ہی کے نام سے دے دیا تو ماں باپ کی ملک ہے وہ جو چاہیں کریں، پھر اس میں بھی دیکھ لیں اگر ماں کے علاقہ داروں نے دیا ہے تو ماں کا ہے، اگر باپ کے علاقہ داروں نے دیا ہے تو باپ کا ہے۔

مسئلہ(۶): اپنے نابالغ لڑکے کے لیے کپڑے بنوائے تو وہ لڑکا مالک ہو گیا یا نابالغ لڑکی کے لیے زیور گہنا بنوایا تو وہ

---

[1] اس عنوان کے تحت آٹھ (۸) مسائل مذکور ہیں۔ [2] شادی بیاہ کے موقع پر نقدی لینے کی رسم۔

لڑکی اس کی مالک ہوگئی، اب ان کپڑوں کا یا اس زیور کا کسی اور لڑکا لڑکی کو دینا درست نہیں، جس کے لیے بنوائے ہیں اسی کو دے البتہ اگر بنانے کے وقت صاف کہہ دیا کہ "یہ میری ہی چیز ہے مانگے کے طور پر دیتا ہوں" تو بنوانے والے کی رہے گی۔ اکثر دستور ہے کہ بڑی بہنیں بعض وقت چھوٹی نابالغ بہنوں سے یا خود ماں اپنی لڑکی سے دوپٹہ وغیرہ کچھ مانگ لیتی ہیں تو ان کی چیز کا ذرا دیر کے لیے مانگ لینا بھی درست نہیں۔

مسئلہ (۷): جس طرح خود بچہ اپنی چیز کسی کو دے نہیں سکتا اسی طرح باپ کو بھی نابالغ اولاد کی چیز دینے کا اختیار نہیں۔ اگر ماں باپ اس کی چیز کسی کو بالکل دے دیں یا ذرا دیر یا کچھ دن کے لیے مانگی دے دیں تو اس کا لینا درست نہیں، البتہ اگر ماں باپ کو نہوت[1] کی وجہ سے نہایت ضرورت ہو اور وہ چیز کہیں اور سے ان کو نہ مل سکے تو مجبوری اور لاچاری کے وقت اپنی اولاد کی چیز لے لینا درست ہے۔

مسئلہ (۸): ماں باپ وغیرہ کو بچے کا مال کسی کو قرض دینا بھی صحیح نہیں، بل کہ خود قرض لینا بھی صحیح نہیں۔ خوب یاد رکھو۔

تمرین

سوال ①: تقریبات وغیرہ میں جو کچھ بچوں کو دیا جاتا ہے وہ کس کی ملکیت میں آتا ہے؟

سوال ②: کیا باپ دادا کی موجودگی میں والدہ بیٹے کے لیے ہبہ کی چیز قبضہ کر سکتی ہے؟

سوال ③: ماں باپ اگر نابالغ بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کرنا چاہیں تو یہ چیز کس کو دیں؟

سوال ④: جو چیز بچے کی ملک ہو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: کیا والدین چھوٹے بچے کا مال بطور قرض کسی کو دے سکتے ہیں؟

[1] لاچاری، مفلسی، تنگ دستی۔

دے کر واپس لینے کا بیان[۱]

مسئلہ (۱): کچھ دے کر واپس لینا بڑا گناہ ہے، لیکن اگر کوئی واپس لے لے اور جس کو دی تھی وہ اپنی خوشی سے دے بھی دے تو اب پھر اس کا مالک بن جائے گا، مگر بعض باتیں ایسی ہیں جس سے واپس لینے کا اختیار بالکل نہیں رہتا، مثلاً: تم نے کسی کو بکری دی، اس نے کھلا پلا کر خوب موٹا تازہ کیا تو واپس لینے کا اختیار نہیں یا کسی کو زمین دی اس میں اس نے گھر بنالیا یا باغ لگایا تو اب واپس لینے کا اختیار نہیں یا کپڑا دینے کے بعد اس نے کپڑے کو سی لیا یا رنگ لیا یا دھلوالیا تو اب واپس لینے کا اختیار نہیں۔

مسئلہ (۲): تم نے کسی کو بکری دی، اس کے دو ایک بچے ہوئے تو واپس لینے کا اختیار باقی ہے، لیکن اگر واپس لے تو صرف بکری واپس لے سکتا ہے وہ بچے نہیں لے سکتا۔

مسئلہ (۳): دینے کے بعد اگر دینے والا یا لینے والا مر جائے تب بھی واپس لینے کا اختیار نہیں رہتا۔

مسئلہ (۴): تم کو کسی نے کوئی چیز دی، پھر اس کے بدلے میں تم نے بھی کوئی چیز اس کو دے دی اور کہہ دیا: ''لو بھائی! اس کے عوض تم یہ لے لو'' تو بدلہ دینے کے بعد اب اس کو واپس لینے کا اختیار نہیں ہے، البتہ اگر تم نے یہ نہیں کہا کہ ''ہم اس کے عوض میں دیتے ہیں'' تو وہ اپنی چیز واپس لے سکتا ہے اور تم اپنی چیز بھی واپس لے سکتے ہو۔

مسئلہ (۵): بیوی نے اپنے میاں کو یا میاں نے اپنی بیوی کو کچھ دیا تو اس کے واپس لینے کا اختیار نہیں ہے، اسی طرح اگر کسی نے ایسے رشتہ دار کو کچھ دیا جس سے نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہے اور وہ رشتہ خون کا ہے، جیسے بھائی، بہن، بھتیجا، بھانجا وغیرہ تو اس سے واپس لینے کا اختیار نہیں ہے اور اگر قرابت اور رشتہ تو ہے لیکن نکاح حرام نہیں ہے جیسے چچازاد، پھوپھی زاد بہن بھائی وغیرہ یا نکاح حرام تو ہے لیکن نسب کے اعتبار سے قرابت نہیں، یعنی وہ رشتہ خون کا نہیں بل کہ دودھ کا رشتہ یا اور کوئی رشتہ ہے جیسے دودھ شریک بھائی بہن وغیرہ یا داماد، ساس، خسر وغیرہ تو ان سب سے واپس لینے کا اختیار رہتا ہے۔

مسئلہ (۶): جتنی صورتوں میں واپس لینے کا اختیار ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ بھی واپس دینے پر راضی ہو جائے اس وقت واپس لینے کا اختیار ہے جیسا اوپر آچکا، لیکن گناہ اس میں بھی ہے اور اگر وہ راضی نہ ہو اور واپس نہ

---

[۱] اس عنوان کے تحت آٹھ (۸) مسائل مذکور ہیں۔

دے تو بغیر قضائے قاضی کے زبردستی واپس لینے کا اختیار نہیں اور اگر زبردستی بغیر قضا کے واپس لیا تو یہ مالک نہ ہوگا۔

ہبہ اور صدقہ کے احکام میں دو فرق

مسئلہ (۷): جو کچھ ہبہ کر دینے کے حکم احکام بیان ہوئے ہیں، اکثر اللہ کی راہ میں خیرات دینے کے بھی وہی احکام ہیں، مثلاً: بغیر قبضہ کیے فقیر کی ملک میں چیز نہیں جاتی اور جس چیز کا تقسیم کے بعد دینا شرط ہے اس کا یہاں بھی تقسیم کے بعد دینا شرط ہے، جس چیز کا خالی کر کے دینا ضروری ہے یہاں بھی خالی کر کے دینا ضروری ہے، البتہ دو باتوں کا فرق ہے:

(۱) ہبہ میں رضامندی سے واپس لینے کا اختیار رہتا ہے اور یہاں واپس لینے کا اختیار نہیں رہتا۔

(۲) آٹھ دس آنے پیسے یا آٹھ دس روپے اگر دو فقیروں کو دے دو کہ تم دونوں بانٹ لینا تو یہ بھی درست ہے اور ہبہ میں اس طرح درست نہیں ہوتا۔

مسئلہ (۸): کسی فقیر کو پیسے (صدقہ) دینے لگے مگر دھوکے سے اٹھنی چلی گئی تو اس کے واپس لینے کا اختیار نہیں ہے۔

تمرین

سوال ①: کسی کو کوئی چیز دے کر پھر واپس لینا کیسا ہے؟

سوال ②: دینے والا یا لینے والا مر جائے تو پھر واپس لینے کا کیا حکم ہے؟

سوال ③: اگر کسی نے بیوی کو کچھ دیا یا کسی رشتہ دار کو دیا تو واپس لینے کا کیا حکم ہے؟

سوال ④: ہبہ اور صدقہ خیرات کے احکام میں کیا فرق ہے؟

كتاب الإجارة

کرایہ پر لینے کا بیان

مسئلہ (۱): جب تم نے مہینہ بھر کے لیے گھر کرایہ پر لیا اور اپنے قبضے میں کرلیا تو مہینے کے بعد کرایہ دینا پڑے گا، چاہے اس میں رہنے کا اتفاق ہوا ہو یا خالی پڑا رہا ہو، کرایہ بہر حال واجب ہے۔

مسئلہ (۲): درزی کپڑا سی کر یا رنگریز رنگ کر یا دھوبی کپڑا دھو کر لایا تو اس کو اختیار ہے کہ جب تک تم سے اس کی مزدوری نہ لے لے تب تک تم کو کپڑا نہ دے، بغیر مزدوری دیے اس سے زبردستی لینا درست نہیں اور اگر کسی مزدور سے غلے کا ایک بورا ایک آنہ پیسہ کے وعدہ پر اٹھوایا تو وہ اپنی مزدوری مانگنے کے لیے تمہارا غلہ نہیں روک سکتا، کیوں کہ وہاں سے لانے کی وجہ سے غلے میں کوئی بات نہیں پیدا ہوئی اور پہلی صورتوں میں ایک نئی بات کپڑے میں پیدا ہوگئی۔

مسئلہ (۳): اگر کسی نے یہ شرط کرلی کہ ''میرا کپڑا تم ہی سینا یا تم ہی رنگنا یا تم ہی دھونا'' تو اس کو دوسرے سے دھلوانا درست نہیں اور اگر یہ شرط نہیں کی تو کسی اور سے بھی وہ کام کرا سکتا ہے۔

اجارۂ فاسد کا بیان[1]

مسئلہ (۱): اگر مکان کرایہ پر لیتے وقت کچھ مدت نہیں بیان کی کہ کتنے دن کے لیے کرایہ پر لیا ہے یا کرایہ نہیں مقرر کیا یوں ہی لے لیا یا یہ شرط کرلی کہ جو کچھ اس میں گر پڑ جائے گا وہ بھی ہم اپنے پاس سے بنوا دیا کریں گے یا کسی کو گھر اس وعدے پر دیا کہ اس کی مرمت کرایا کرے اور اس کا یہی کرایہ ہے، یہ سب اجارۂ فاسد ہے اور اگر یوں کہہ دے کہ ''تم اس گھر میں رہو اور مرمت کرا دیا کرو، کرایہ کچھ نہیں'' تو یہ عاریت ہے اور جائز ہے۔

مسئلہ (۲): کسی نے یہ کہہ کر مکان کرایہ پر لیا کہ ''دو روپے ماہوار کرایہ دیا کریں گے'' تو ایک ہی مہینے کے لیے اجارہ صحیح ہوا، مہینے کے بعد مالک کو اس میں سے اٹھا دینے کا اختیار ہے، پھر جب دوسرے مہینے میں تم رہ پڑے تو ایک مہینے

[1] اجارۂ فاسد سے متعلق تیرہ (۱۳) مسائل مذکور ہیں۔

کا اجارہ اب اور صحیح ہوگیا۔ اسی طرح ہر مہینے میں نیا اجارہ ہوتا رہے گا، البتہ اگر یہ بھی کہہ دیا کہ "چار مہینے یا چھ مہینے رہوں گا" تو جتنی مدت بتلائی ہے اتنی مدت تک اجارہ صحیح ہوا، اس سے پہلے مالک تم کو نہیں اٹھا سکتا۔

مسئلہ (۳): پیسنے کے لیے کسی کو گیہوں دیے اور کہا کہ "اسی میں سے پاؤ بھر آٹا پسائی لے لینا" یا کھیت کٹوایا اور کہا کہ "اسی میں سے اتنا غلہ مزدوری لے لینا" یہ سب فاسد ہے۔

مسئلہ (۴): اجارۂ فاسد کا یہ حکم ہے کہ جو کچھ طے ہوا ہے وہ نہ دلایا جائے گا، بل کہ اتنے کام کے لیے جتنی مزدوری کا دستور ہو یا ایسے گھر کے لیے جتنے کرایہ کا دستور ہو وہ دلایا جائے گا، لیکن اگر دستور زیادہ ہے اور طے کم ہوا تھا تو پھر دستور کے موافق نہ دیا جائے گا بل کہ وہی پائے گا جو طے ہوا ہے۔ غرض یہ کہ جو کم ہو اس کے پانے کا مستحق ہے۔

مسئلہ (۵): گانے بجانے، ناچنے، بندر نچانے وغیرہ جتنی بے ہودگیاں ہیں ان کا اجارہ صحیح نہیں بالکل باطل ہے، اس لیے کچھ نہ دلایا جائے گا۔

مسئلہ (۶): کسی حافظ کو نوکر رکھا کہ "اتنے دن تک فلاں کی قبر پر پڑھا کرو اور ثواب بخشا کرو" یہ صحیح نہیں باطل ہے، نہ پڑھنے والے کو ثواب ملے گا نہ مردے کو اور یہ کچھ تنخواہ پانے کا مستحق نہیں۔

مسئلہ (۷): پڑھنے کے لیے کوئی کتاب کرایہ پر لی تو یہ صحیح نہیں بل کہ باطل ہے۔

مسئلہ (۸): یہ جو دستور ہے کہ بکری، گائے، بھینس کے گابھن کرنے میں جس کا بکرا، بیل، بھینسا ہوتا ہے وہ گابھن کرائی لیتا ہے، یہ بالکل حرام ہے۔

مسئلہ (۹): بکری یا گائے بھینس کو دودھ پینے کے لیے کرایہ پر لینا درست نہیں۔

مسئلہ (۱۰): جانور کو ادھیان پر دینا درست نہیں یعنی یوں کہنا کہ "یہ مرغیاں یا بکریاں لے جاؤ اور پرورش سے اچھی طرح رکھو، جو کچھ بچے ہوں وہ آدھے تمہارے آدھے ہمارے" یہ درست نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۱): گھر سجانے کے لیے جھاڑ فانوس وغیرہ کرایہ پر لینا درست نہیں، اگر لایا بھی تو وہ دینے والا کرایہ پانے کا مستحق نہیں، البتہ اگر جھاڑ فانوس جلانے کے لیے لایا ہو تو درست ہے۔

مسئلہ (۱۲): کوئی یکہ یا بہلی کرایہ پر کی تو معمول سے زیادہ بہت آدمیوں کا لد جانا درست نہیں۔

مسئلہ (۱۳): کوئی چیز کھو گئی، اس نے کہا: "جو کوئی ہماری چیز بتلا دے کہ کہاں ہے اس کو ایک روپیہ دیں گے" تو اگر کوئی بتا دے تب بھی روپیہ پانے کا مستحق نہیں ہے، کیوں کہ یہ اجارہ صحیح نہیں ہوا اور اگر کسی خاص آدمی سے کہا ہو کہ

''اگر تو بتلا دے تو روپیہ دوں گا'' تو اگر اس نے اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے بتلا دیا تو کچھ نہ پائے گا اور اگر کچھ چل کے بتلایا ہو تو پیسہ دھیلا (آدھا پیسہ) جو کچھ وعدہ تھا ملے گا۔

تمرین

سوال①: کرایہ کے مکان کا کرایہ کب واجب ہوتا ہے؟

سوال②: کیا بوجھ اُٹھانے والا اُجرت لینے کے لیے بوجھ روک سکتا ہے؟

سوال③: اگر کسی نے درزی کو سینے کے لیے کپڑا دیا تو کیا درزی کسی اور سے سلوا سکتا ہے؟

سوال④: اجارۂ فاسد کسے کہتے ہیں اور اس کا کیا حکم ہے؟

سوال⑤: پِسی ہوئی چیز کی اُجرت پِسی ہوئی چیز سے لینا کیسا ہے؟

سوال⑥: کرایہ پر کتاب لینا یا گا بھن کرانے کی اُجرت لینا کیسا ہے؟

سوال⑦: دودھ پینے کے لیے کرائے پر جانور لینا یا کسی کو جانور دینا اور یوں کہنا کہ ''اس کی پرورش کرو، جو بچے پیدا ہوں وہ آدھے تمہارے آدھے ہمارے ہوں گے'' تو اس کا کیا حکم ہے؟

تاوان لینے کا بیان

مسئلہ(۱): رنگریز، دھوبی، درزی وغیرہ کسی پیشہ ور سے کوئی کام کرایا تو وہ چیز جو اس کو دی ہے اس کے پاس امانت ہے، اگر چوری ہو جائے یا اور کسی طرح بلا قصد مجبوری سے ضائع ہو جائے تو ان سے تاوان لینا درست نہیں، البتہ اگر اس نے اس طرح کُندی کی کہ کپڑا اپھٹ گیا یا عمدہ ریشمی کپڑا بھٹی پر چڑھا دیا وہ خراب ہو گیا تو اس کا تاوان لینا جائز ہے۔ اسی طرح جو کپڑا اس نے بدل دیا تو اس کا تاوان لینا بھی درست ہے اور اگر کپڑا کھو گیا اور وہ کہتا ہے: ''معلوم نہیں کیوں کر گیا اور کیا ہوا؟'' اس کا تاوان لینا بھی درست ہے اور اگر وہ کہے کہ ''میرے یہاں چوری ہو گئی اس میں جاتا رہا'' تو تاوان لینا درست نہیں۔

مسئلہ(۲): کسی مزدور کو گھی تیل وغیرہ گھر پہنچانے کو کہا، اس سے راستے میں گر پڑا تو اس کا تاوان لینا جائز ہے۔

مسئلہ(۳): اور جو پیشہ ور نہیں بل کہ خاص تمہارے ہی کام کے لیے ہے، مثلاً: نوکر چاکر یا وہ مزدور جس کو تم نے ایک دن یا دو چار دن کے لیے رکھا ہے، اس کے ہاتھ سے جو کچھ جاتا رہے اس کا تاوان لینا جائز نہیں، البتہ اگر وہ خود قصداً نقصان کر دے تو تاوان لینا درست ہے۔

مسئلہ(۴): لڑکا کھلانے پر جو نوکر ہے اس کی غفلت سے اگر بچے کا زیور یا اور کچھ جاتا رہے تو اس کا تاوان لینا درست نہیں۔

اجارے کے توڑ دینے کا بیان

مسئلہ(۱): کوئی گھر کرایہ پر لیا، وہ بہت ٹپکتا ہے یا کچھ حصہ اس کا گر پڑا یا اور کوئی ایسا عیب نکل آیا جس سے اب رہنا مشکل ہے تو اجارے کا توڑ دینا درست ہے اور اگر بالکل ہی گر پڑا تو خود ہی اجارہ ٹوٹ گیا، تمہارے توڑنے اور مالک کے راضی ہونے کی ضرورت نہیں رہی۔

مسئلہ(۲): جب کرایہ پر لینے والے اور دینے والے میں سے کوئی مر جائے تو اجارہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ(۳): اگر کوئی ایسا عذر پیدا ہو جائے کہ کرایہ کو توڑنا پڑے تو مجبوری کے وقت توڑ دینا صحیح ہے، مثلاً: کہیں جانے کے لیے سواری کو کرایہ پر لیا، پھر رائے بدل گئی، اب جانے کا ارادہ نہیں رہا تو اجارہ توڑ دینا صحیح ہے۔

مسئلہ (۴): یہ جو دستور ہے کہ کرایہ طے کر کے اس کو کچھ بیعانہ دے دیتے ہیں، اگر جانا ہوا تو پھر اس کو پورا کرایہ دیتے ہیں اور وہ بیعانہ اس کرایہ میں مجرا ہو جاتا ہے اور جو جانا نہ ہوا تو وہ بیعانہ ہضم کر لیتا ہے واپس نہیں دیتا یہ درست نہیں، بل کہ اس کو واپس دینا چاہیے۔

تمرین

سوال ①: اگر درزی یا رنگریز سے کپڑا ضائع ہو جائے تو اُس سے تاوان لینا کیسا ہے؟

سوال ②: کسی مزدور کو گھی وغیرہ گھر پہنچانے کے لیے دیا وہ راستے میں اُس سے گر پڑا تو اُس کا تاوان لینا کیسا ہے؟

سوال ③: لڑکا کھلانے پر جو نوکر ہے، اگر اُس کی غفلت سے بچے کا زیور وغیرہ جاتا رہے تو کیا اس سے تاوان لے سکتے ہیں؟

سوال ④: اجارے کو توڑنا کب درست ہے؟

سوال ⑤: یہ دستور ہے کہ کرایہ طے کر کے کچھ بیعانہ دیتے ہیں اور اگر جانا مقصود ہوتا ہے تو وہ کرایہ سے حساب ہوتا ہے اور اگر جانا نہ ہو سکے تو وہ واپس نہیں کیا جاتا اس کا کیا حکم ہے؟

کتاب الغصب

بلا اجازت کسی کی چیز لے لینے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): کسی کی چیز زبردستی لے لینا یا پیٹھ پیچھے اس کی بغیر اجازت کے لے لینا بڑا گناہ ہے جو چیز بلا اجازت لے لی تو اگر وہ چیز ابھی موجود ہو تو بعینہٖ وہی واپس کر دینا چاہیے اور اگر خرچ ہو گئی ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ایسی چیز تھی کہ اس کا مثل بازار میں مل سکتی ہے جیسے غلہ، گھی، تیل، روپیہ پیسہ تو جیسی چیز لی ہے ویسی ہی چیز منگا کر دے دینا واجب ہے اور اگر کوئی ایسی چیز لے کر ضائع کر دی کہ اس کا مثل ملنا مشکل ہے تو اس کی قیمت دینا پڑے گی جیسے مرغی، بکری، امرود، نارنگی، ناشپاتی۔

مسئلہ (۲): چارپائی کا ایک آدھ پایہ ٹوٹ گیا یا پٹی یا چول ٹوٹ گئی یا اور کوئی چیز لے لی تھی وہ خراب ہو گئی تو خراب ہونے سے جتنا اس کا نقصان ہوا ہو دینا پڑے گا۔

مسئلہ (۳): پرائے روپے سے بلا اجازت تجارت کی تو اس سے جو کچھ نفع ہوا اس کا لینا درست نہیں، بل کہ اصل روپیہ مالک کو واپس دے اور جو کچھ نفع ہوا اس کو ایسے لوگوں کو خیرات کر دے جو بہت محتاج ہوں۔

مسئلہ (۴): کسی کا کپڑا پھاڑ ڈالا تو اگر تھوڑا پھٹا ہے تب تو جتنا نقصان ہوا ہے اتنا تاوان دلائیں گے اور اگر ایسا پھاڑ ڈالا کہ اب اس کام کا نہیں رہا جس کام کے لیے پہلے تھا تو یہ سب کپڑا اسی پھاڑنے والے کو دے دے اور ساری قیمت اس سے لے لے۔

مسئلہ (۵): کسی کا نگینہ لے کر انگوٹھی پر رکھا لیا تو اب اس کی قیمت دینا پڑے گی، انگوٹھی توڑ کر نگینہ نکلوا دینا واجب نہیں۔

مسئلہ (۶): کسی کا کپڑا لے کر رنگ لیا تو اس کو اختیار ہے چاہے رنگا رنگایا کپڑا لے لے اور رنگنے سے جتنے دام بڑھ گئے ہیں اتنے دام دے دے اور چاہے اپنے کپڑے کے دام لے لے اور کپڑا اسی کے پاس رہنے دے۔

مسئلہ (۷): تاوان دینے کے بعد پھر اگر وہ چیز مل گئی تو دیکھنا چاہیے کہ تاوان اگر مالک کے بتلانے کے موافق دیا ہے، اب اس کا واپس کرنا واجب نہیں اب وہ چیز اس کی ہو گئی اور اگر اس کے بتلانے سے کم دیا ہے تو اس کا تاوان

[1] غصب سے متعلق دس (۱۰) مسائل مذکور ہیں۔

واپس کر کے اپنی چیز لے سکتا ہے۔

مسئلہ(۸): پرائی بکری یا گائے گھر میں چلی آئی تو اس کا دودھ دوہنا حرام ہے، جتنا دودھ لے گا اس کے دام دینا پڑیں گے۔

مسئلہ(۹): سوئی، تاگہ، کپڑے کی چٹ، پان، تمباکو، کتھا، ڈلی کوئی چیز بغیر اجازت کے لینا درست نہیں، جو لیا ہے اس کے دام دینا واجب ہیں یا اس سے کہہ کے معاف کرالے، نہیں تو قیامت میں دینا پڑے گا۔

مسئلہ(۱۰): کوئی شخص درزی کے پاس کپڑا لایا، درزی نے کاٹتے وقت کچھ اس میں سے بچا رکھا اور اس کو نہیں بتایا، یہ بھی جائز نہیں۔ جو کچھ لینا ہو کہہ کے لو، اگر وہ اجازت نہ دے تو نہ لو۔

تمرین

سوال①: کسی کی چیز بغیر اجازت لینا کیسا ہے اور اس کا کیا حکم ہے؟

سوال②: اگر کسی نے کسی کا کپڑا اپھاڑ ڈالا تو کیا حکم ہے؟

سوال③: تاوان دینے کے بعد اگر وہ چیز مل گئی تو کیا حکم ہے؟

سوال④: پرائے روپے سے بلا اجازت تجارت کی تو اس سے جو کچھ نفع ہوا اس کا کیا حکم ہے؟

سوال⑤: کسی کا نگینہ لے کر انگوٹھی پر رکھا لیا تو کیا اس کی قیمت دینا پڑے گی یا انگوٹھی توڑ کر نگینہ نکلوانا پڑے گا؟

کتاب الشفعة

شفعہ کا بیان[1]

مسئلہ (۱): جس وقت شفیع کو بیع کی خبر پہنچی اگر فوراً منہ سے نہ کہا کہ ''میں شفعہ لوں گا'' تو شفعہ باطل ہو جائے گا، پھر اس شخص کو دعویٰ کرنا جائز نہیں حتی کہ اگر شفیع کے پاس خط پہنچا اور اس کے شروع میں یہ خبر لکھی ہے کہ ''فلاں مکان فروخت ہوا'' اور اس وقت اس نے زبان سے نہ کہا کہ ''میں شفعہ لوں گا'' یہاں تک کہ تمام خط پڑھ گیا اور پھر کہا کہ ''میں شفعہ لوگوں گا'' تو اس کا شفعہ باطل ہو گیا۔

مسئلہ (۲): اگر شفیع نے کہا کہ ''مجھ کو اتنا روپیہ دو تو اپنے حقِ شفعہ سے دست بردار ہو جاؤں'' تو اس صورت میں چوں کہ اپنا حق ساقط کرنے پر رضامند ہو گیا اس لیے شفعہ تو ساقط ہوا لیکن چوں کہ یہ رشوت ہے اس لیے یہ روپیہ لینا دینا حرام ہے۔

مسئلہ (۳): اگر ہنوز حاکم نے شفعہ نہیں دلایا تھا کہ شفیع مر گیا اس کے وارثوں کو شفعہ نہ پہنچے گا اور اگر خریدار مر گیا تو شفعہ باقی رہے گا۔

مسئلہ (۴): شفیع کو خبر پہنچی کہ ''اس قدر قیمت میں مکان بکا ہے'' اس نے دست برداری کی پھر معلوم ہوا کہ کم قیمت کا بکا ہے اس وقت شفعہ لے سکتا ہے۔ اسی طرح پہلے سنا تھا کہ ''فلاں شخص خریدار ہے'' پھر سنا کہ ''نہیں بل کہ دوسرا خریدار ہے'' یا پہلے سنا تھا کہ ''نصف بکا ہے'' پھر معلوم ہوا کہ ''پورا بکا ہے'' ان صورتوں میں پہلی دست برداری سے شفعہ باطل نہ ہوگا۔

تمرین

سوال ①: کسی کو خبر پہنچی کہ ''فلاں زمین یا مکان بک رہا ہے'' تو اس شخص کو کب تک شفعہ کا حق حاصل ہے؟

سوال ②: شفعہ کے حق سے دست برداری کے لیے پیسے لینا کیسا ہے؟

سوال ③: شفعہ کس صورت میں وارثوں کو ملتا ہے؟

---

[1] شفعہ سے متعلق چار (۴) مسائل مذکور ہیں۔

کتاب المزارعة والمساقاة

مزارعت یعنی کھیتی کی بٹائی اور مساقات یعنی پھل کی بٹائی کا بیان[1]

مزارعت کی تعریف

مسئلہ (۱): ایک شخص نے خالی زمین کسی کو دے کر کہا کہ "تم اس میں کھیتی کرو جو پیدا ہوگا اس کو فلاں نسبت سے تقسیم کرلیں گے" یہ مزارعت ہے اور جائز ہے۔

مساقات کی تعریف اور حکم

مسئلہ (۲): ایک شخص نے باغ لگایا اور دوسرے شخص سے کہا کہ "تم اس باغ کو سینچو، خدمت کرو، جو پھل آئے گا خواہ ایک دو سال یا دس بارہ سال تک نصفا نصف یا تین تہائی تقسیم کرلیا جائے گا" یہ مساقات ہے اور یہ بھی جائز ہے۔

مزارعت کے صحیح ہونے کے لیے نو (۹) شرائط

مسئلہ (۳): مزارعت کے صحیح ہونے کے لیے اتنی شرطیں ہیں:

(۱) زمین کا قابلِ زراعت ہونا (۲) زمین دار و کسان کا عاقل و بالغ ہونا (۳) مدتِ زراعت کا بیان کرنا (۴) بیج کا بیان کردینا کہ زمین دار کا ہوگا یا کسان کا (۵) جنس کاشت کا بیان کردینا کہ مثلاً: گیہوں ہوں گے یا جو (۶) کسان کے حصے کا ذکر ہوجانا کہ کل پیداوار میں کس قدر ہوگا (۷) زمین کو خالی کر کے کسان کے حوالے کرنا (۸) زمین کی پیداوار میں کسان اور مالک کا شریک رہنا (۹) زمین اور تخم ایک شخص کا ہونا اور بیل اور محنت وغیرہ امور دوسرے کے ہونے یا ایک کی فقط زمین اور باقی چیزیں دوسرے کے متعلق ہوں۔

مسئلہ (۴): اگر ان شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو مزارعت فاسد ہوجائے گی۔

---

[1] مزارعت سے متعلق سترہ (۱۷) مسائل مذکور ہیں۔

مزارعت فاسدہ کا حکم

مسئلہ (۵): مزارعت فاسدہ میں سب پیداوار بیج والے کی ہوگی اور دوسرے شخص کو اگر وہ زمین والا ہے تو زمین کا کرایہ موافق دستور کے ملے گا اور اگر کاشت کار ہے تو مزدوری موافق دستور کے ملے گی مگر یہ مزدوری اور کرایہ اس قدر سے زیادہ نہ دیا جائے گا جو آپس میں دونوں کے ٹھہر چکا تھا یعنی اگر مثلاً: آدھا آدھا حصہ ٹھہرا تھا تو کل پیداوار کی نصف سے زیادہ نہ دیا جائے گا۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۶): مزارعت کے معاملے کے بعد اگر دونوں میں سے کوئی شرط کے بموجب کام کرنے سے انکار کرے تو اس سے بزور کام لیا جائے گا۔ اگر بیج والا انکار کرے تو اس پر زبردستی نہ کی جائے گی۔

مسئلہ (۷): اگر دونوں عقد کرنے والوں میں سے کوئی مر جائے تو مزارعت باطل ہو جائے گی۔

مسئلہ (۸): اگر مدت معینہ مزارعت کی گزر جائے اور کھیتی پکی نہ ہو تو کسان کو زمین کی اجرت ان زائد دنوں کے عوض میں اس جگہ کے دستور کے موافق دینی ہوگی۔

مسئلہ (۹): بعض جگہ دستور ہے کہ بٹائی کی زمین میں جو غلہ پیدا ہوتا ہے اس کو تو حسبِ معاہدہ باہم تقسیم کر لیتے ہیں اور جو اجناس چری وغیرہ پیدا ہوتی ہے اس کو تقسیم نہیں کرتے بل کہ بیگھوں کے حساب سے کاشت کار سے نقد لگان وصول کرتے ہیں سو ظاہراً تو اس وجہ سے کہ یہ شرط کے خلاف مزارعت ہے ناجائز معلوم ہوتی ہے مگر اس تاویل سے کہ اس قسم کی اجناس کو پہلے ہی سے خارج از مزارعت کہا جائے اور باعتبار عرف کے سابقہ معاملے میں یوں تفصیل کی جائے گی کہ دونوں کی مراد یہ تھی کہ فلاں اجناس میں عقد مزارعت کرتے ہیں اور فلاں اجناس میں زمین بطور اجارہ کے دی جاتی ہے اس طرح جائز ہو سکتا ہے مگر اس میں جانبین کی رضامندی شرط ہے۔

مسئلہ (۱۰): بعض زمین داروں کی عادت ہے کہ اپنے بٹائی کے حصے کے علاوہ کاشت کار کے حصے میں سے کچھ اور حقوق ملازموں اور کمینوں کے بھی نکال لیتے ہیں، سو اگر بالمقطع ٹھہرا لیا کہ ”ہم دو من یا چار من ان حقوق کا لیں گے“ تو یہ ناجائز ہے اور اگر اس طرح ٹھہرایا کہ مثلاً: ”ایک من میں ایک سیر“ تو درست ہے۔

مسئلہ (۱۱): بعض لوگ اس کا تصفیہ نہیں کرتے کہ کیا بویا جائے گا، پھر بعد میں تکرار وقضیہ ہوتا ہے، یہ جائز نہیں یا تو اس تخم کا نام تصریحاً لے لے یا عام اجازت دے دے کہ جو چاہے بونا۔

مسئلہ (۱۲): بعض جگہ رسم ہے کہ کاشت کار زمین میں تخم پاشی کر کے دوسرے لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے اور یہ شرط ٹھہرتی ہے کہ تم اس میں محنت وخدمت کرو جو کچھ حاصل ہوگا ایک تہائی مثلاً: ان محنتیوں کا ہوگا سو یہ بھی مزارعت ہے جس جگہ زمین دار اصلی اس معاملے کو نہ روکتا ہو وہاں جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔

مسئلہ (۱۳): اس اوپر کی صورت میں بھی مثل صورت سابقہ عرفاً تفصیل ہے بعض اجناس تو ان عاملوں کو بانٹ دیتے ہیں اور بعض میں فی بیگھہ کچھ نقد دیتے ہیں پس اس میں بھی ظاہراً وہی شبہ عدم جواز کا اور وہی تاویل جواز کی جاری ہے۔

مسئلہ (۱۴): اجارہ یا مزارعت میں بارہ سال یا کم وبیش مدت تک زمین سے منتفع ہو کر موروثیت کا دعویٰ کرنا جیسا اس وقت رواج ہے محض باطل اور حرام اور ظلم وغصب ہے۔ مالک کی رضامندی کے بغیر ہرگز اس سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں۔ اگر ایسا کیا تو اس کی پیداوار بھی خبیث ہے اور کھانا اس کا حرام ہے۔

مساقات کے مسائل

مسئلہ (۱۵): مساقات کا حال سب باتوں میں مثل مزارعت کے ہے۔

مسئلہ (۱۶): اگر پھل لگے ہوئے درخت پرورش کو دے اور پھل ایسے ہوں کہ پانی دینے اور محنت کرنے سے بڑھتے ہوں تو درست ہے اور اگر ان کا بڑھنا پورا ہو چکا ہو تو مساقات درست نہ ہوگی جیسے مزارعت کہ کھیتی تیار ہونے کے بعد درست نہیں۔

مسئلہ (۱۷): اور عقد مساقات جب فاسد ہو جائے تو پھل سب درخت والے کے ہوں گے اور کام کرنے والے کو معمولی مزدوری ملے گی جس طرح مزارعت میں بیان ہوا۔

تمرین

سوال ①: ''مزارعت'' کسے کہتے ہیں؟
سوال ②: ''مساقات'' کسے کہتے ہیں؟
سوال ③: مزارعت کے صحیح ہونے کے لیے کیا کیا شرائط ہیں؟
سوال ④: مزارعت کی شرطوں میں سے اگر کوئی شرط مفقود ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟
سوال ⑤: مزارعت فاسدہ کا کیا حکم ہے؟
سوال ⑥: اگر پھل لگے ہوئے درخت پرورش کو دے اور پھل ایسے ہوں کہ ان کا بڑھنا پورا ہو چکا ہو تو اس مساقات کا کیا حکم ہے؟
سوال ⑦: عقد مساقات جب فاسد ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

کتاب الصید و الذبائح

ذبح کرنے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کا منہ قبلہ کی طرف کرکے تیز چھری ہاتھ میں لے کر ''بِسْمِ اللهِ، اَللهُ أَكْبَرُ'' کہہ کے اس کے گلے کو کاٹے یہاں تک کہ چار رگیں کٹ جائیں: (۱) نرخرہ جس سے سانس لیتا ہے (۲) وہ رگ جس سے دانہ پانی جاتا ہے اور (۳) اور (۴) دو شہ رگیں جو نرخرہ کے دائیں بائیں ہوتی ہیں۔ اگر ان چار میں سے تین ہی رگیں کٹیں تب بھی ذبح درست ہے، اس کا کھانا حلال ہے اور اگر دو ہی رگیں کٹیں تو وہ جانور مردار ہو گیا اور اس کا کھانا درست نہیں۔

مسئلہ (۲): ذبح کے وقت بِسْمِ اللّٰہِ قصداً نہیں کہا تو وہ مردار ہے اور اس کا کھانا حرام ہے اور اگر بھول جائے تو کھانا درست ہے۔

مسئلہ (۳): کند چھری سے ذبح کرنا مکروہ ہے اور منع ہے کہ اس میں جانور کو بہت تکلیف ہوتی ہے، اسی طرح ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال کھینچنا، ہاتھ پاؤں توڑنا کاٹنا اور ان چاروں رگوں کے کٹ جانے کے بعد بھی گلا کاٹے جانا یہ سب مکروہ ہے۔

مسئلہ (۴): ذبح کرنے میں جانور کا گلا کٹ گیا[2] تو اس کا کھانا درست ہے مکروہ بھی نہیں، البتہ اتنا زیادہ ذبح کر دینا یہ بات مکروہ ہے۔

مسئلہ (۵): مسلمان کا ذبح کرنا بہر حال درست ہے، چاہے عورت ذبح کرے یا مرد اور چاہے پاک ہو یا ناپاک، ہر حال میں اس کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا حلال ہے اور کافر کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا حرام ہے۔

مسئلہ (۶): جو چیز دھار دار ہو جیسے دھار دار پتھر، گنے یا بانس کا چھلکا سب سے ذبح کرنا درست ہے۔

---

[1] ذبح سے متعلق چھ (۶) مسائل مذکور ہیں۔ [2] یعنی سر الگ ہو گیا۔

حلال وحرام چیزوں کا بیان[1]

مسئلہ (۱): جو جانور اور جو پرندے شکار کر کے کھاتے رہتے ہیں یا ان کی غذا فقط گندگی ہے ان کا کھانا جائز نہیں، جیسے شیر، بھیڑیا، گیدڑ، بلی، کتا، بندر، شکرا، باز، گدھ وغیرہ اور جو ایسے نہ ہوں جیسے طوطا، مینا، فاختہ، چڑیا، بٹیر، مرغابی، کبوتر، نیل گائے، ہرن، بطخ، خرگوش وغیرہ سب جائز ہیں۔

مسئلہ (۲): بجو، گوہ، کچھوا، بھڑ، خچر، گدھا، گدھی کا گوشت کھانا اور گدھی کا دودھ پینا درست نہیں، گھوڑے کا کھانا جائز ہے لیکن بہتر نہیں، دریائی جانوروں میں سے فقط مچھلی حلال ہے، باقی سب حرام۔

مسئلہ (۳): مچھلی اور ٹڈی بغیر ذبح کیے ہوئے بھی کھانا درست ہے، ان کے سوا اور کوئی جان دار چیز بغیر ذبح کیے کھانا درست نہیں، جب کوئی چیز مرگئی تو حرام ہوگئی۔

مسئلہ (۴): جو مچھلی مر کر پانی کے اوپر الٹی تیرنے لگی اس کا کھانا درست نہیں۔

مسئلہ (۵): اوجھڑی کھانا حلال ہے، حرام یا مکروہ نہیں۔

مسئلہ (۶): کسی چیز میں چیونٹیاں مرگئیں تو بغیر نکالے کھانا جائز نہیں، اگر ایک آدھ چیونٹی حلق میں چلی گئی تو مردار کھانے کا گناہ ہوا۔ بعض بچے بل کہ بڑے بھی گولر[2] کے اندر کے بھنگے[3] سمیت گولر کھا جاتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ اس کے کھانے سے آنکھیں نہیں آتیں یہ حرام ہے، مردار کھانے کا گناہ ہوتا ہے۔

مسئلہ (۷): جو گوشت ہندو بیچتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ ''میں نے مسلمان سے ذبح کرایا ہے'' اس سے مول لے کر کھانا درست نہیں، البتہ جس وقت سے مسلمان نے ذبح کیا ہے اگر اسی وقت سے کوئی مسلمان برابر بیٹھا دیکھ رہا ہے یا وہ جانے لگا تو دوسرا کوئی اس کی جگہ بیٹھ گیا تب درست ہے۔

مسئلہ (۸): جو مرغی گندی چیزیں کھاتی پھرتی ہو اس کو تین دن بند رکھ کر ذبح کرنا چاہیے، بغیر بند کیے کھانا مکروہ ہے۔

---

[1] اس عنوان کے تحت آٹھ (۸) مسائل مذکور ہیں۔ [2] ایک قسم کا پھل۔ [3] پھل کا کیڑا۔

تمرین

سوال①: ذبح کرنے کا طریقہ کیا ہے؟
سوال②: ذبح کرنے میں اگر جانور کا گلا کٹ جائے یعنی سر الگ ہو جائے تو کیا حکم ہے؟
سوال③: کیا عورت کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے؟
سوال④: کون سی چیزوں سے ذبح کرنا درست ہے اور کون سی چیزوں سے مکروہ ہے؟
سوال⑤: کون سے جانوروں اور پرندوں کا کھانا جائز ہے اور کن کا کھانا جائز نہیں؟
سوال⑥: دریائی جانوروں میں سے کون سے جانور حلال ہیں؟
سوال⑦: کیا آپ کے علم میں کوئی ایسا جان دار ہے جسے بغیر ذبح کیے ہوئے کھانا درست ہو؟
سوال⑧: غیر مسلم سے گوشت خرید کر کھانا کیسا ہے؟
سوال⑨: جو مرغی گندگی کھاتی ہو اس کا کیا حکم ہے؟

كتاب الأضحية

قربانی کا بیان[1]

مسئلہ (۱): قربانی کا بڑا ثواب ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں'' ان دنوں میں یہ نیک کام سب نیکیوں سے بڑھ کر ہے اور قربانی کرتے وقت یعنی ذبح کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے تو زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے پاس مقبول ہو جاتا ہے'' تو خوب خوشی سے اور خوب دل کھول کر قربانی کیا کرو، حضرت ﷺ نے فرمایا ہے: ''قربانی کے (جانور کے) بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں ہر ہر بال کے بدلے میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔'' سبحان اللہ! بھلا سوچو تو کہ اس سے بڑھ کر اور کیا ثواب ہوگا کہ ایک قربانی کرنے سے ہزاروں لاکھوں نیکیاں مل جاتی ہیں، بھیڑ کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں، اگر کوئی صبح سے شام تک گنے تب بھی نہ گن پائے۔

پس سوچو تو کتنی نیکیاں ہوئیں، بڑی دین داری کی بات تو یہ ہے کہ اگر کسی پر قربانی کرنا واجب بھی نہ ہو تب بھی اتنے بے حساب ثواب کے لالچ سے قربانی کر دینا چاہیے کہ جب یہ دن چلے جائیں گے تو یہ دولت کہاں نصیب ہوگی اور اتنی آسانی سے اتنی نیکیاں کیسے کما سکے گا اور اگر اللہ نے مال دار اور امیر بنایا ہو تو مناسب ہے کہ جہاں اپنی طرف سے قربانی کرے جو رشتہ دار مر گئے ہیں جیسے ماں باپ وغیرہ ان کی طرف سے بھی قربانی کر دے کہ ان کی روح کو اتنا بڑا ثواب پہنچ جائے۔

حضرت ﷺ کی طرف سے، آپ ﷺ کی بیبیوں کی طرف سے، اپنے پیر وغیرہ کی طرف سے کر دے اور نہیں تو کم سے کم اتنا تو ضرور کرے کہ اپنی طرف سے قربانی کرے، کیوں کہ مال دار پر تو واجب ہے، جس کے پاس مال و دولت سب کچھ موجود ہے اور قربانی کرنا اس پر واجب ہے، پھر بھی اس نے قربانی نہ کی اس سے بڑھ کر بدنصیب اور محروم اور کون ہوگا اور گناہ سوا لگ رہا۔ جب قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹائے تو پہلے یہ دعا پڑھے:

''اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، اِنَّ صَلٰوتِيْ

---

[1] قربانی سے متعلق چوالیس (۴۴) مسائل مذکور ہیں۔

وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَ أَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ
اَللّٰھُمَّ مِنْكَ وَلَكَ''

پھر ''بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ أَکْبَرْ'' کہہ کے ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے: ''اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ وَخَلِیْلِكَ إِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.''

قربانی کا وجوب

مسئلہ (۲): جس پر صدقۂ فطر واجب ہے اس پر بقرعید کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے اور اگر اتنا مال نہ ہو جتنے کے ہونے سے صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے، لیکن پھر بھی اگر کر دے تو بہت ثواب پائے۔

مسئلہ (۳): مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

قربانی کا وقت

مسئلہ (۴): بقرعید کی دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے، چاہے جس دن قربانی کرے لیکن قربانی کرنے کا سب سے بہتر دن بقرعید کا دن ہے، پھر گیارہویں تاریخ پھر بارہویں تاریخ۔

مسئلہ (۵): بقرعید کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں ہے، جب لوگ نماز پڑھ چکیں تب کرے، البتہ اگر کوئی کسی دیہات میں اور گاؤں میں رہتا ہو تو وہاں طلوع صبح صادق کے بعد بھی قربانی کر دینا درست ہے، شہر کے اور قصبہ کے رہنے والے نماز کے بعد کریں۔

مسئلہ (۶): اگر کوئی شہر کا رہنے والا اپنی قربانی کا جانور کسی گاؤں میں بھیج دے تو اس کی قربانی بقرعید کی نماز سے پہلے بھی درست ہے، اگرچہ خود وہ شہر ہی میں موجود ہے، لیکن جب قربانی دیہات میں بھیج دی تو نماز سے پہلے قربانی کرنا درست ہو گیا، ذبح ہو جانے کے بعد اس کو منگوا لے اور گوشت کھائے۔

مسئلہ (۷): بارہویں تاریخ سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے قربانی کرنا درست ہے، جب سورج ڈوب گیا تو اب قربانی کرنا درست نہیں۔

مسئلہ (۸): دسویں سے بارہویں تک جب جی چاہے قربانی کرے، چاہے دن میں چاہے رات میں لیکن رات کو

ذبح کرنا بہتر نہیں کہ شاید کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی درست نہ ہو۔

مسئلہ (۹): دسویں، گیارہویں، بارہویں تاریخ سفر میں تھا، پھر بارہویں تاریخ کو سورج ڈوبنے سے پہلے گھر پہنچ گیا یا پندرہ دن کہیں ٹھہرنے کی نیت کر لی تو اب قربانی کرنا واجب ہو گیا، اسی طرح اگر پہلے اتنا مال نہ تھا اس لیے قربانی واجب نہ تھی، پھر بارہویں تاریخ کو سورج ڈوبنے سے پہلے کہیں سے مال مل گیا تو قربانی کرنا واجب ہے۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۱۰): اپنی قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے، اگر خود ذبح کرنا نہ جانتا ہو تو کسی اور سے ذبح کروالے اور ذبح کے وقت وہاں جانور کے سامنے کھڑا ہو جانا بہتر ہے۔

مسئلہ (۱۱): قربانی کرتے وقت زبان سے نیت پڑھنا اور دعا پڑھنا ضروری نہیں ہے، اگر دل میں خیال کر لیا کہ میں قربانی کرتا ہوں اور زبان سے کچھ نہیں پڑھا فقط "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ" کہہ کے ذبح کر دیا تو بھی قربانی درست ہو گئی، لیکن اگر یاد ہو تو وہ دعا پڑھ لینا بہتر ہے جو اوپر بیان ہوئی۔

مسئلہ (۱۲): قربانی فقط اپنی طرف سے کرنا واجب ہے اولاد کی طرف سے واجب نہیں، بل کہ اگر نابالغ اولاد مالدار بھی ہو تب بھی اس کی طرف سے کرنا واجب نہیں، نہ اپنے مال میں سے نہ اس کے مال میں سے۔ اگر کسی نے اس کی طرف سے قربانی کر دی تو نفل ہو گئی لیکن اپنے ہی مال میں سے کرے اس کے مال میں سے ہرگز نہ کرے۔

قربانی کے جانور سے متعلق مسائل

مسئلہ (۱۳): بکری، بکرا، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی اتنے جانوروں کی قربانی درست ہے اور کسی جانور کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ (۱۴): گائے، بھینس، اونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور سب کی نیت قربانی کرنے کی یا عقیقہ کی ہو، صرف گوشت کھانے کی نیت نہ ہو۔ اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہوگا تو کسی کی قربانی درست نہ ہوگی، نہ اس کی جس کا پورا حصہ ہے نہ اس کی جس کا ساتویں سے کم ہے۔

مسئلہ (۱۵): اگر گائے میں سات آدمیوں سے کم لوگ شریک ہوئے جیسے پانچ آدمی شریک ہوئے یا چھ آدمی شریک ہوئے اور کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہیں، تب بھی سب کی قربانی درست ہے اور اگر آٹھ آدمی شریک ہو گئے تو کسی کی قربانی صحیح نہیں ہوئی۔

مسئلہ (۱۶): قربانی کے لیے کسی نے گائے خریدی اور خریدتے وقت یہ نیت کی کہ اگر کوئی اور مل گیا تو اس کو بھی اس گائے میں شریک کر لیں گے اور شرکت میں قربانی کریں گے۔ اس کے بعد کچھ اور لوگ اس گائے میں شریک ہو گئے تو یہ درست ہے اور اگر خریدتے وقت اس کی نیت شریک کرنے کی نہ تھی بل کہ پوری گائے اپنی طرف سے قربانی کرنے کا ارادہ تھا تو اب اس میں کسی اور کا شریک ہونا بہتر تو نہیں ہے، لیکن اگر کسی کو شریک کر لیا تو دیکھنا چاہیے جس نے شریک کیا ہے وہ امیر ہے کہ اس پر قربانی واجب ہے یا غریب ہے جس پر قربانی واجب نہیں، اگر امیر ہے تو درست ہے اور اگر غریب ہے تو درست نہیں۔

مسئلہ (۱۷): اگر قربانی کا جانور کہیں گم ہو گیا، اس لیے دوسرا خریدا، پھر وہ پہلا بھی مل گیا، اگر امیر آدمی کو ایسا اتفاق ہوا تو ایک ہی جانور کی قربانی اس پر واجب ہے اور اگر غریب آدمی کو ایسا اتفاق ہوا تو دونوں جانوروں کی قربانی اس پر واجب ہو گی۔

مسئلہ (۱۸): سات آدمی گائے میں شریک ہوئے تو گوشت بانٹتے وقت اٹکل سے نہ بانٹیں بل کہ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر بانٹیں، نہیں تو اگر کوئی حصہ زیادہ کم رہے گا تو سود ہو جائے گا اور گناہ ہو گا، البتہ اگر گوشت کے ساتھ کلہ، پائے اور کھال کو بھی شریک کر لیا تو جس طرف کلہ، پائے یا کھال ہو اس طرف اگر گوشت کم ہو درست ہے چاہے جتنا کم ہو، جس طرف گوشت زیادہ تھا اس طرف کلہ، پائے شریک کیے تو بھی سود ہو گیا اور گناہ ہوا۔

مسئلہ (۱۹): بکری سال بھر سے کم کی درست نہیں، جب پورے سال بھر کی ہو تب قربانی درست ہے اور گائے، بھینس دو برس سے کم کی درست نہیں۔ پورے دو برس ہو چکیں تب قربانی درست ہے اور اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں ہے اور دنبہ یا بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو اور سال بھر والے بھیڑ دنبوں میں اگر چھوڑ دو تو کچھ فرق نہ معلوم ہوتا ہو تو ایسے وقت چھ مہینے کے دنبہ اور بھیڑ کی بھی قربانی درست ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو سال بھر کا ہونا چاہیے۔

مسئلہ (۲۰): جو جانور اندھا ہو یا کانا ہو، ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو یا ایک کان تہائی یا تہائی

سے زیادہ کٹ گیا یا تہائی دم یا تہائی سے زیادہ کٹ گئی تو اس جانور کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ (۲۱): جو جانور اتنا لنگڑا ہے کہ فقط تین پاؤں سے چلتا ہے، چوتھا پاؤں رکھا ہی نہیں جاتا یا چوتھا پاؤں رکھتا تو ہے لیکن اس سے چل نہیں سکتا اس کی بھی قربانی درست نہیں اور اگر چلتے وقت وہ پاؤں زمین پر ٹیک کر چلتا ہے اور چلنے میں اس سے سہارا لیتا ہے لیکن لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ (۲۲): اتنا دبلا بالکل مریل جانور جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو اس کی قربانی درست نہیں ہے اور اگر اتنا دبلا نہ ہو تو دبلے ہونے سے کچھ حرج نہیں، اس کی قربانی درست ہے، لیکن موٹے تازے جانور کی قربانی کرنا زیادہ بہتر ہے۔

مسئلہ (۲۳): جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں اور اگر کچھ دانت گر گئے لیکن جتنے گرے ہیں ان سے زیادہ باقی ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ (۲۴): جس جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں ہیں اس کی بھی قربانی درست نہیں ہے اور اگر کان تو ہیں لیکن بالکل ذرا ذرا سے چھوٹے چھوٹے ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ (۲۵): جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں یا سینگ تو تھے لیکن ٹوٹ گئے اس کی قربانی درست ہے، البتہ اگر بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو قربانی درست نہیں۔

مسئلہ (۲۶): خصی یعنی بُدھیا بکرے اور مینڈھے وغیرہ کی بھی قربانی درست ہے، جس جانور کے خارش (کھجلی) ہو اس کی بھی قربانی درست ہے، البتہ اگر خارش کی وجہ سے بالکل لاغر ہو گیا ہو تو درست نہیں۔

مسئلہ (۲۷): اگر جانور قربانی کے لیے خرید لیا تب کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس سے قربانی درست نہیں تو اس کے بدلے دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے، ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی کرنا واجب نہیں تو اس کے واسطے درست ہے وہی جانور قربانی کر دے۔

قربانی کے گوشت اور کھال وغیرہ سے متعلق مسائل

مسئلہ (۲۸): قربانی کا گوشت خود کھائے اور اپنے رشتہ ناتے کے لوگوں کو دے دے اور فقیروں محتاجوں کو خیرات کرے اور بہتر یہ ہے کہ کم سے کم تہائی حصہ خیرات کرے، خیرات میں تہائی سے کمی نہ کرے، لیکن اگر کسی نے تھوڑا

ہی گوشت خیرات کیا تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔

مسئلہ (۲۹): قربانی کی کھال یا تو یوں ہی خیرات کردے اور یا بیچ کر اس کی قیمت خیرات کردے، وہ قیمت ایسے لوگوں کو دے جن کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور قیمت میں جو پیسے ملے ہیں بعینہ وہی پیسے خیرات کرنا چاہیے، اگر وہ پیسے کسی کام میں خرچ کر ڈالے اور اتنے ہی پیسے اور اپنے پاس سے دے دیے تو بری بات ہے مگر ادا ہو جائیں گے۔

مسئلہ (۳۰): اس کھال کی قیمت کو مسجد کی مرمت یا اور کسی نیک کام میں لگانا درست نہیں، خیرات ہی کرنا چاہیے۔

مسئلہ (۳۱): اگر کھال کو اپنے کام میں لائے جیسے اس کی چھلنی بنوالی یا مشک یا ڈول یا جائے نماز بنوالی یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ (۳۲): کچھ گوشت یا چربی یا چھیچھڑے قصائی کو مزدوری میں نہ دے بل کہ مزدوری اپنے پاس سے الگ دے۔

مسئلہ (۳۳): قربانی کی رسی جھول وغیرہ سب چیزیں خیرات کردے۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۳۴): کسی پر قربانی واجب نہیں تھی لیکن اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تو اب اس جانور کی قربانی واجب ہوگئی۔

مسئلہ (۳۵): کسی پر قربانی واجب تھی لیکن قربانی کے تینوں دن گزر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی تو ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کردے اور اگر بکری خرید لی تھی تو وہی بکری بعینہ خیرات کردے۔

مسئلہ (۳۶): جس نے قربانی کرنے کی منّت مانی پھر وہ کام پورا ہوگیا جس کے واسطے منّت مانی تھی تو اب قربانی کرنا واجب ہے، چاہے مال دار ہو یا نہ ہو اور منّت کی قربانی کا سب گوشت فقیروں کو خیرات کردے، نہ آپ کھائے نہ امیروں کو دے، جتنا آپ کھایا ہو یا امیروں کو دیا ہو اتنا پھر خیرات کرنا پڑے گا۔

مسئلہ (۳۷): اگر اپنی خوشی سے کسی مردے کے ثواب پہنچانے کے لیے قربانی کرے تو اس کے گوشت میں سے خود کھانا، کھلانا، بانٹنا سب درست ہے جس طرح اپنی قربانی کا حکم ہے۔

مسئلہ (۳۸): لیکن اگر کوئی مردہ وصیت کر گیا ہو کہ میرے ترکے میں سے میری طرف سے قربانی کی جائے اور اس کی وصیت پر اسی کے مال سے قربانی کی گئی تو اس قربانی کے تمام گوشت وغیرہ کا خیرات کردینا واجب ہے۔

مسئلہ(۳۹): اگر کوئی شخص یہاں موجود نہیں اور دوسرے شخص نے اس کی طرف سے بغیر اس کی اجازت کے قربانی کردی تو یہ قربانی صحیح نہیں ہوئی اور اگر کسی جانور میں کسی غائب کا حصہ بغیر اس کی اجازت کے تجویز کرلیا تو اور حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ(۴۰): اگر کوئی جانور کسی کو حصہ پر دیا ہے[1] تو یہ جانور اس پرورش کرنے والے کی ملک نہیں ہوا، بل کہ اصل مالک کا ہی ہے، اس لیے اگر کسی نے اس پالنے والے سے خرید کر قربانی کردی تو قربانی نہیں ہوئی، اگر ایسا جانور خریدنا ہو تو اصل مالک سے جس نے حصہ پر دیا ہے خرید لیں۔

مسئلہ(۴۱): اگر ایک جانور میں کئی آدمی شریک ہیں اور وہ سب گوشت کو آپس میں تقسیم نہیں کرتے، بل کہ یک جا ہی فقراء و احباب کو تقسیم کرنا یا کھانا پکا کر کھلانا چاہیں تو بھی جائز ہے، اگر تقسیم کریں گے تو اس میں برابری ضروری ہے۔

مسئلہ(۴۲): قربانی کی کھال کی قیمت کسی کو اجرت میں دینا جائز نہیں، کیوں کہ اس کا خیرات کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ(۴۳): قربانی کا گوشت کافروں کو بھی دینا جائز ہے بشرط یہ کہ اجرت میں نہ دیا جائے۔

مسئلہ(۴۴): اگر کوئی جانور گابھن ہو تو اس کی قربانی جائز ہے، پھر اگر بچہ زندہ نکلے تو اس کو بھی ذبح کردے۔

---

[1] مثلاً: کسی کو گائے اس شرط پر دی کہ وہ گائے کو چارہ کھلائے گا اور جو دودھ گھی وغیرہ ہوگا وہ ان دونوں کے درمیان آدھا آدھا ہوگا، یہ اجارہ فاسدہ ہے اس کو حصہ پر دینا اور چرائی پر دینا بھی کہتے ہیں۔

تمرین

سوال ①: قربانی کی فضیلت بیان کریں۔

سوال ②: قربانی کس پر واجب ہے؟

سوال ③: مسافر اگر مال دار ہو تو اس پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟

سوال ④: قربانی کا وقت کب سے کب تک ہے؟

سوال ⑤: کیا قربانی رات کو کرنا جائز ہے؟

سوال ⑥: قربانی کس کی طرف سے کرنا واجب ہے؟

سوال ⑦: قربانی کن جانوروں کی جائز ہے اور ان کی عمر کیا ہونی چاہیے؟

سوال ⑧: کون سے جانور میں شرکت ہو سکتی ہے اور کتنے افراد شریک ہو سکتے ہیں؟

سوال ⑨: جانور گم ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑩: اگر کسی نے قربانی کا جانور خرید لیا اور اس میں عیب پیدا ہوا تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑪: مشترک قربانی کے حصہ داروں کو گوشت کس طرح تقسیم کرنا چاہیے؟

سوال ⑫: کن عیوب کی موجودگی میں قربانی درست ہے اور کن میں درست نہیں؟

سوال ⑬: کھال کا کیا حکم ہے، کیا اسے اپنے استعمال میں لانا درست ہے؟

سوال ⑭: کیا مردے کو ثواب پہنچانے کی نیت سے قربانی درست ہے؟

سوال ⑮: اگر قربانی کی دنوں میں قربانی نہیں کی تو کیا حکم ہے؟

سوال ⑯: بغیر اجازت قربانی کرنے کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑰: کافروں کو قربانی کا گوشت دینا کیسا ہے؟

کتاب العقیقۃ

عقیقے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): جس کا کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو بہتر ہے کہ ساتویں دن اس کا نام رکھ دے اور عقیقہ کر دے، عقیقہ کر دینے سے بچے کی سب الا بلا دور ہو جاتی ہے اور آفتوں سے حفاظت رہتی ہے۔

مسئلہ (۲): عقیقے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر لڑکا ہو تو دو بکری یا دو بھیڑ اور لڑکی ہو تو ایک بکری یا بھیڑ ذبح کرے یا قربانی کی گائے میں لڑکے کے واسطے دو حصے اور لڑکی کے واسطے ایک حصہ لے لے اور سر کے بال منڈوا دے اور بال کے برابر چاندی یا سونا تول کر خیرات کر دے اور بچے کے سر میں اگر دل چاہے تو زعفران لگا دے۔

مسئلہ (۳): اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرے تو جب کرے ساتویں دن ہونے کا خیال کرنا بہتر ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہو اس سے ایک دن پہلے عقیقہ کر دے، یعنی اگر جمعے کو پیدا ہوا ہو تو جمعرات کو عقیقہ کر دے اور اگر جمعرات کو پیدا ہوا ہو تو بدھ کو کرے، چاہے جب کرے وہ حساب سے ساتواں دن پڑے گا۔

مسئلہ (۴): یہ جو دستور ہے کہ جس وقت بچے کے سر پر استرا رکھا جائے اور نائی سر مونڈنا شروع کرے فوراً اسی وقت بکری ذبح ہو، یہ محض مہمل رسم ہے، شریعت سے سب جائز ہے، چاہے سر مونڈنے کے بعد ذبح کرے یا ذبح کر لے تب سر مونڈے، بے وجہ ایسی باتیں تراش لینا برا ہے۔

مسئلہ (۵): جس جانور کی قربانی جائز نہیں اس کا عقیقہ بھی درست نہیں اور جس کی قربانی درست ہے اس کا عقیقہ بھی درست ہے۔

مسئلہ (۶): عقیقے کا گوشت چاہے کچا تقسیم کرے، چاہے پکا کر بانٹے، چاہے دعوت کر کے کھلا دے، سب درست ہے۔

مسئلہ (۷): عقیقے کا گوشت باپ، دادا، نانا، نانی، دادی وغیرہ سب کو کھانا درست ہے۔

مسئلہ (۸): کسی کو زیادہ توفیق نہیں اس لیے اس نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی بکری کا عقیقہ کیا تو اس کا بھی کچھ حرج نہیں ہے اور اگر بالکل عقیقہ ہی نہ کرے تو بھی کچھ حرج نہیں۔

[1] عقیقے سے متعلق آٹھ (۸) مسائل مذکور ہیں۔

عقیقے کے احکام

مسئلہ(۱): عقیقہ کرنا مستحب ہے یعنی اگر کرے تو ثواب ملے گا اور نہ کرے تو کوئی گناہ نہیں۔

مسئلہ(۲): ساتویں دن کا خیال کرنا مستحب ہے واجب نہیں، لہٰذا اگر اس کے خلاف کردے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ(۳): بچہ بالغ ہوگیا پھر عقیقہ کا خیال آیا تب بھی عقیقہ درست ہے۔

مسئلہ(۴): چھوٹے جانور سے عقیقہ کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ(۵): بڑے جانور (اونٹ، گائے) سے بھی درست ہے، چاہے پورا جانور ایک لڑکے یا لڑکی کے عقیقے میں ذبح کرے یا ان میں حصہ رکھے دونوں جائز ہیں۔

مسئلہ(۶): عقیقہ قربانی کے دنوں میں بھی جائز ہے۔

مسئلہ(۷): عقیقہ ولیمے کے ساتھ بھی ہوسکتا ہے، یعنی ولیمے کے لیے لیے گئے جانور میں عقیقے کا بھی حصہ رکھ سکتے ہیں (اور چاہے تو چھوٹے جانور ذبح کرے)۔

مسئلہ(۸): عقیقہ اور قربانی میں بڑا فرق ہے، البتہ قربانی میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے، بہتر ہے کہ عقیقے میں بھی وہی جانور ذبح کیا جائے۔

مسئلہ(۹): اگر عقیقہ بچوں کے بڑا ہونے کے بعد کیا جائے تو اس وقت بال نہ کاٹے جائیں، بال کاٹنے کا حکم ان بالوں کے ساتھ خاص ہے جو ماں کے پیٹ سے بچہ لے کر نکلتا ہے اور جب وہ بال نہ رہیں تو دوسرے بال نہ کاٹے جائیں۔

تمرین

سوال ①: عقیقہ کب کرنا چاہیے اور اس کا طریقہ کیا ہے؟

سوال ②: اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرسکا تو پھر کب کرنا چاہیے؟

سوال ③: عقیقے کا گوشت باپ، دادا، نانا، نانی، وغیرہ کو کھلانا درست ہے یا نہیں؟

کتاب الحظر والإباحة

چاندی سونے کے برتنوں کا بیان

مسئلہ (۱): سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا جائز نہیں، بل کہ ان کی چیزوں کا کسی طرح سے استعمال کرنا درست نہیں، جیسے چاندی سونے کے چمچے سے کھانا پینا، خلال سے دانت صاف کرنا، گلاب پاش سے گلاب چھڑکنا، سرمہ دانی یا سلائی سے سرمہ لگانا، عطردان سے عطر لگانا، خاص دان میں پان رکھنا، ان کی پیالی سے تیل لگانا، جس پلنگ کے پائے چاندی کے ہوں اس پر لیٹنا بیٹھنا، چاندی سونے کی آرسی[1] میں منہ دیکھنا یہ سب حرام ہے، البتہ آرسی کا زینت کے لیے پہنے رہنا درست ہے، مگر منہ ہرگز نہ دیکھے غرض ان کی چیز کا کسی طرح استعمال کرنا درست نہیں۔

متفرقات

مسئلہ (۲): ہر ہفتہ نہا دھو کر ناف سے نیچے اور بغل کے بال دور کر کے بدن کو صاف ستھرا کرنا مستحب ہے۔ ہر ہفتہ نہ ہو تو پندرہویں دن سہی، زیادہ سے زیادہ چالیس دن اس سے زیادہ کی اجازت نہیں، اگر چالیس دن گزر گئے اور بال صاف نہ کیے تو گناہ ہوا۔

مسئلہ (۳): اپنے ماں باپ وغیرہ کو نام لے کر پکارنا مکروہ اور منع ہے، کیوں کہ اس میں بے ادبی ہے، لیکن ضرورت کے وقت ماں باپ کا نام لینا درست ہے۔ اسی طرح اٹھتے بیٹھتے بات چیت کرتے ہر وقت میں ادب تعظیم کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

مسئلہ (۴): کسی جان دار چیز کو آگ میں جلانا درست نہیں جیسے بھڑوں کا پھونکنا، کھٹمل وغیرہ پکڑ کر آگ میں ڈال دینا، یہ سب ناجائز ہے، البتہ اگر مجبوری ہو کہ بغیر پھونکے کام نہ چلے تو بھڑوں کا پھونک دینا یا چارپائی میں کھولتا ہوا پانی ڈال دینا درست ہے۔

مسئلہ (۵): کسی بات کی شرط باندھنا جائز نہیں جیسے کوئی کہے: ''سیر بھر مٹھائی کھا جاؤ تو ہم ایک روپیہ دیں گے اور اگر نہ کھا سکے تو ایک روپیہ ہم تم سے لیں گے'' غرض جب دونوں طرف سے شرط ہو تو جائز نہیں، البتہ اگر ایک ہی طرف

[1] ایک زیور جو عورتیں ہاتھ کے انگوٹھے میں پہنتی ہیں، اس میں شیشہ جڑا ہوتا ہے۔

سے ہو تو درست ہے۔

مسئلہ (۶): جب کوئی دو آدمی چپکے چپکے باتیں کرتے ہوں تو ان کے پاس نہ جانا چاہیے، چھپ کے ان کو سننا بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے ”جو کوئی دوسروں کی طرف کان لگائے اور ان کو ناگوار ہو تو قیامت کے دن اس کے کان میں گرم گرم سیسہ ڈالا جائے گا۔“

مسئلہ (۷): میاں بیوی کی آپس میں جو باتیں ہوئی ہوں، جو کچھ معاملہ پیش آیا ہو کسی اور سے کہنا بڑا گناہ ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ”ان بھیدوں کے بتلانے والے پر سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا غصہ اور غضب ہوتا ہے۔“

مسئلہ (۸): کسی کے ساتھ ہنسی اور چہل کرنا کہ اس کو ناگوار ہو یا تکلیف ہو درست نہیں۔ آدمی وہیں تک گدگدائے جہاں تک ہنسی آئے۔

مسئلہ (۹): مصیبت کے وقت موت کی تمنا کرنا اپنے کو کوسنا درست نہیں۔

مسئلہ (۱۰): پچیسی، چوسر، تاش وغیرہ کھیلنا درست نہیں اور اگر بازی بدہ (شرط لگا) کر کھیلے تو یہ صریح جوا اور حرام ہے۔

مسئلہ (۱۱): جب لڑکا لڑکی دس برس کے ہو جائیں تو لڑکوں کو ماں، بہن، بھائی وغیرہ کے پاس اور لڑکیوں کو بھائی اور باپ کے پاس لٹانا درست نہیں، البتہ لڑکا اگر باپ کے پاس اور لڑکی ماں کے پاس لیٹے تو جائز ہے۔

مسئلہ (۱۲): جب کسی کو چھینک آئے تو ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ“ کہہ لینا بہتر ہے اور جب ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ“ کہہ لیا تو سننے والے پر اس کے جواب میں ”یَرْحَمُكَ اللّٰہُ“ کہنا واجب ہے، نہ کہے گا تو گناہ گار ہوگا اور یہ بھی خیال رکھو کہ اگر چھینکنے والی عورت یا لڑکی ہے تو کاف کا زیر کہو اور اگر مرد یا لڑکا ہے تو کاف کا زبر کہو، پھر چھینکنے والا اس کے جواب میں کہے ”یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَكُمْ“ لیکن چھینکنے والے کے ذمے یہ جواب نہیں بل کہ بہتر ہے۔

مسئلہ (۱۳): چھینکنے کے بعد ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ“ کہتے کئی آدمیوں نے سنا تو سب پر ”یَرْحَمُكَ اللّٰہُ“ کہنا واجب نہیں، اگر ان میں سے ایک کہہ دے تو سب کی طرف سے ادا ہو جائے گا لیکن اگر کسی نے جواب نہ دیا تو سب گناہ گار ہوں گے۔

مسئلہ (۱۴): اگر کوئی بار بار چھینکے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو فقط تین بار ”یَرْحَمُكَ اللّٰہُ“ کہنا واجب ہے، اس کے بعد واجب نہیں۔

مسئلہ (۱۵): جب حضور ﷺ کا نام مبارک لے یا پڑھے سنے تو درود شریف پڑھنا واجب ہو جاتا ہے، اگر نہ پڑھا تو گناہ گار ہوا، لیکن اگر ایک ہی جگہ کئی مرتبہ نام لیا تو ہر مرتبہ درود پڑھنا واجب نہیں، ایک مرتبہ پڑھ لینا کافی ہے،

البتہ اگر جگہ بدل جانے کے بعد پھر نام لیا یا سنا تو پھر درود پڑھنا واجب ہو گیا۔

مسئلہ (۱۶): بچوں کی بابری (کھڈی) وغیرہ بنوانا جائز نہیں یا تو سارا سر منڈ واؤ یا سارے سر پر بال رکھواؤ۔

مسئلہ (۱۷): ناجائز لباس کا سی کر دینا بھی جائز نہیں، اسی طرح درزی سلائی پر ایسا کپڑا نہ سیئے۔

مسئلہ (۱۸): جھوٹے قصے اور بے سند حدیثیں جو جاہلوں نے اردو کتابوں میں لکھ دیں اور معتبر کتابوں میں ان کا کہیں ثبوت نہیں جیسے نور نامہ وغیرہ اور حسن وعشق کی کتابیں دیکھنا اور پڑھنا جائز نہیں، اسی طرح غزل اور قصیدوں کی کتابیں خاص کر آج کل کے ناول کو ہرگز نہ دیکھنا چاہیے، ان کا خریدنا بھی جائز نہیں، اگر اپنے لڑکوں کے پاس دیکھو تو جلا دو۔

مسئلہ (۱۹): جہاں تم مہمان جاؤ (تو بغیر گھر والے سے اجازت لیے) کسی فقیر وغیرہ کو روٹی کھانا مت دو، گھر والے سے اجازت لیے بغیر دینا گناہ ہے۔

تمرین

سوال ①: سونے چاندی کے برتن کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

سوال ②: زیرناف اور بغل وغیرہ کے بال کتنے دنوں میں صاف کرنا چاہیے؟

سوال ③: کسی بات پر شرط باندھنا کیسا ہے؟

سوال ④: جان دار کو آگ میں جلانا کیسا ہے؟

سوال ⑤: چپکے سے کسی کی بات سننے کی کیا وعید ہے؟

سوال ⑥: مصیبت کے وقت موت کی تمنا کرنا کیسا ہے؟

سوال ⑦: کتنی عمر میں بچوں کے بستر الگ کرنا چاہییں؟

سوال ⑧: چھینک سے متعلق احکام تفصیل سے لکھیں۔

سوال ⑨: کس وقت درود شریف پڑھنا واجب ہے؟

سوال ⑩: بچوں کے بال کیسے بنوانے چاہییں؟

سوال ⑪: ناجائز لباس کا سینا کیسا ہے؟

سوال ⑫: غزل، ناول، قصیدوں کی کتابوں کا کیا حکم ہے؟

بالوں کے متعلق احکام[1]

سر کے بالوں سے متعلق احکام

مسئلہ (۱): پورے سر پر بال رکھنا کانوں کی لو تک یا کسی قدر اس سے نیچے سنت ہے اور اگر سر منڈائے تو پورا سر منڈوا دینا سنت ہے اور کتروانا بھی درست ہے مگر سب بال کتروانا اور آگے کی طرف کسی قدر بڑے رکھنا جو کہ آج کل کا فیشن ہے جائز نہیں اور اسی طرح کچھ حصہ منڈوانا کچھ رہنے دینا درست نہیں۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ آج کل بابری رکھنی[2] یا چندوا کھلوانے یا سر کے اگلے حصے کے بال بغرض گولائی بنوانے کا جو دستور ہے درست نہیں۔

مسئلہ (۲): اگر بال بہت بڑھا لیے تو عورتوں کی طرح جوڑا باندھنا درست نہیں۔

مسئلہ (۳): عورت کو سر منڈوانا بال کتروانا حرام ہے، حدیث میں لعنت آئی ہے۔

داڑھی اور مونچھوں سے متعلق احکام

مسئلہ (۴): لبوں کا کتروانا اس قدر کہ لب کے برابر ہو جائے سنت ہے اور منڈوانے میں اختلاف ہے بعضے بدعت کہتے ہیں، بعضے اجازت دیتے ہیں، لہٰذا نہ منڈانے میں ہی احتیاط ہے۔

مسئلہ (۵): مونچھ دونوں طرف دراز رہنے دینا درست ہے بشرطیکہ لبیں دراز نہ ہوں۔

مسئلہ (۶): داڑھی منڈانا کتروانا حرام ہے، البتہ ایک مشت سے جو زائد ہو اس کا کتروا دینا درست ہے۔ اسی طرح چاروں طرف سے تھوڑا تھوڑا لے لینا کہ سڈول اور برابر ہو جائے درست ہے۔

مسئلہ (۷): رخسار کی طرف جو بال بڑھ جائیں ان کو برابر کر دینا یعنی خط بنوانا درست ہے۔ اسی طرح اگر دونوں ابرو کسی قدر لے لیے جائیں اور درست کر دی جائیں یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ (۸): حلق کے بال منڈوانا نہ چاہیے مگر امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے منقول ہے کہ اس میں بھی کچھ

---

[1] اس عنوان کے تحت اکیس (۲۱) مسائل مذکور ہیں۔ [2] بابری رکھنا یعنی بیچ سر کھلوانا عربی میں اسے ''قزع'' کہتے ہیں اور اس کی حدیث شریف میں ممانعت آئی ہے۔ ''قزع'' کے معنی ہیں کہیں سے سر منڈائے اور کہیں سے چھوڑ دے۔ آج کل بچے جو برگرکٹ وغیرہ بال بنواتے ہیں وہ بھی قزع کے حکم میں آتے ہیں۔

مضائقہ نہیں۔

مسئلہ (۹): ریش بچہ کے جانبین لب زیریں کے بال منڈوانے کو فقہا نے بدعت لکھا ہے اس لیے نہ کرنا چاہیے۔ اسی طرح گدی کے بال بنوانے کو بھی فقہا نے مکروہ لکھا ہے۔

مسئلہ (۱۰): بغرضِ زینت سفید بال کا چننا ممنوع ہے، البتہ مجاہد کو دشمن پر رعب و ہیبت ہونے کے لیے دور کرنا بہتر ہے۔

بدن کے بالوں سے متعلق احکام

مسئلہ (۱۱): ناک کے بال اکھیڑنا نہ چاہیے، قینچی سے کتر ڈالنا چاہیے۔

مسئلہ (۱۲): سینے اور پشت کے بال بنانا جائز ہے مگر خلاف ادب اور غیر اَولیٰ ہے۔

مسئلہ (۱۳): موئے (بال) زیرناف میں مرد کے لیے استرے سے دور کرنا بہتر ہے۔ مونڈتے وقت ابتدا ناف کے نیچے سے کرے اور ہڑتال وغیرہ کوئی اور دوائی لگا کر زائل کرنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ (۱۴): موئے بغل میں اَولیٰ تو یہ ہے کہ موچنے وغیرہ سے دور کیے جائیں اور استرے سے منڈوانا بھی جائز ہے۔

مسئلہ (۱۵): اس کے علاوہ اور تمام بدن کے بالوں کا مونڈنا رکھنا دونوں درست ہے۔

ناخن تراشنے سے متعلق احکام

مسئلہ (۱۶): پیر کے ناخن دور کرنا بھی سنت ہے، البتہ مجاہد کے لیے دارالحرب میں ناخن اور مونچھ کا نہ کٹوانا مستحب ہے۔

مسئلہ (۱۷): ہاتھ کے ناخن اس ترتیب سے کتروانا بہتر ہے کہ دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے شروع کرے اور چھنگلیا تک بہ ترتیب کتروا کر پھر بائیں چھنگلیا بہ ترتیب کٹوا دے اور دائیں انگوٹھے پر ختم کرے اور پیر کی انگلیوں میں دائیں چھنگلیا سے شروع کر کے بائیں چھنگلیا پر ختم کرے، یہ ترتیب بہتر ہے اس کے خلاف بھی درست ہے۔

مسئلہ (۱۸): کٹے ہوئے ناخن اور بال دفن کر دینا چاہییں، دفن نہ کرے تو کسی محفوظ جگہ ڈال دے یہ بھی جائز ہے، مگر نجس گندی جگہ نہ ڈالے، اس سے بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

مسئلہ (۱۹): ناخن کا دانت سے کاٹنا مکروہ ہے، اس سے برص کی بیماری ہو جاتی ہے۔

مسئلہ (۲۰): حالتِ جنابت میں بال بنانا، ناخن کاٹنا، موئے زیرِ ناف وغیرہ دور کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۲۱): ہر ہفتے میں ایک مرتبہ موئے زیر ناف، موئے بغل، لبیں، ناخن وغیرہ دور کر کے نہادھو کر صاف ستھرا ہونا افضل ہے اور سب سے بہتر جمعے کا دن ہے کہ نمازِ جمعہ سے پہلے فراغت کر کے نماز کو جائے۔ ہر ہفتہ نہ ہو تو پندرہویں دن سہی، انتہا درجہ چالیسویں دن، اس کے بعد رخصت نہیں۔ اگر چالیس دن گزر گئے اور امورِ مذکورہ سے صفائی حاصل نہ کی تو گناہ گار ہوگا۔

تمرین

سوال ①: بال رکھنے کا شرعی طریقہ کیا ہے اور کیا انگریزی طرز کے بال رکھنا جائز ہیں؟

سوال ②: کیا عورت بال کترواسکتی ہے؟

سوال ③: مونچھ رکھنے کا جائز طریقہ کیا ہے؟

سوال ④: داڑھی منڈانا یا کتروانا کیسا ہے اور خط بنانے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

سوال ⑤: بغرض زینت سفید بالوں کا چننا کیسا ہے؟

سوال ⑥: ناک کے بالوں کو کیسے صاف کرنا چاہیے؟

سوال ⑦: موئے زیر ناف اور موئے بغل کے صاف کرنے کا بہتر طریقہ کیا ہے اور انہیں صاف نہ کرنے کی رخصت کتنے دنوں کی ہے؟

سوال ⑧: ناخنوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے اور اسے کاٹنے کا طریقہ کیا ہے؟ دانتوں سے ناخنوں کو کاٹنا کیسا ہے اور اس کا نقصان کیا ہے؟

سوال ⑨: حالت جنابت میں بال وغیرہ کا ٹنا کیسا ہے؟

كتاب الأشربة

نشے کی چیزوں کا بیان

مسئلہ (۱): جتنی شرابیں ہیں سب حرام اور نجس ہیں، تاڑی کا بھی یہی حکم ہے، دوا کے لیے بھی ان کا کھانا پینا درست نہیں بل کہ جس دوا میں ایسی چیز پڑی ہو اس کا لگانا بھی درست نہیں۔

مسئلہ (۲): شراب کے سوا اور جتنے نشے ہیں جیسے افیون، جائے پھل، زعفران وغیرہ ان کا حکم یہ ہے کہ دوا کے لیے اتنی مقدار کھالینا درست ہے کہ بالکل نشہ نہ آئے اور اس دوا کا لگانا بھی درست ہے جس میں یہ چیزیں پڑی ہوں اور اتنا کھانا کہ نشہ ہو جائے حرام ہے۔

مسئلہ (۳): تاڑی اور شراب کے سرکے کا کھانا درست ہے۔

مسئلہ (۴): بعض عورتیں بچوں کو افیون دے کر لٹا دیتی ہیں کہ نشے میں پڑے رہیں، روئیں دھوئیں نہیں، یہ حرام ہے۔

تمرین

سوال ①: کون سا نشہ حرام اور نجس ہے اور کون سا نشہ ایسا ہے جس کی بعض صورتوں میں اجازت ہے اور بعض میں نہیں؟

سوال ②: کیا شراب سے بنایا ہوا سرکہ جائز ہے؟

سوال ③: بچوں کو نشہ دینا کیسا ہے؟

کتاب الرھن

گروی رکھنے کا بیان[1]

مسئلہ (۱): تم نے کسی سے دس روپے قرض لیے اور اعتبار کے لیے اپنی کوئی چیز اس کے پاس رکھ دی کہ "تجھے اعتبار ہو تو میری یہ چیز اپنے پاس رکھ لے، جب روپے ادا کردوں تو اپنی چیز لے لوں گا" یہ جائز ہے، اسی کو "گروی" کہتے ہیں لیکن سود دینا کسی طرح درست نہیں، جیسا کہ آج کل مہاجن[2] سود لے کر گروی رکھتے ہیں، یہ درست نہیں، سود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔

مسئلہ (۲): جب تم نے کوئی چیز گروی رکھ دی تو اب بغیر قرضہ ادا کیے اپنی چیز کے مانگنے اور لے لینے کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ (۳): جو چیز تمہارے پاس کسی نے گروی رکھی تو اب اس چیز کو کام میں لانا، اس سے کسی طرح کا نفع اٹھانا، ایسے باغ کا پھل کھانا، ایسی زمین کا غلہ یا روپیہ لے کر کھانا، ایسے گھر میں رہنا سب کچھ درست نہیں ہے۔

مسئلہ (۴): اگر بکری گائے وغیرہ گروی ہو تو اس کا دودھ، بچہ وغیرہ جو کچھ ہو وہ بھی مالک ہی کے ہیں، جس کے پاس گروی ہے اس کو لینا درست نہیں، دودھ کو بیچ کر دام کو بھی گروی میں شامل کردے، جب وہ تمہارا قرضہ ادا کردے تو گروی کی چیز اور یہ دام دودھ کے سب واپس کردو اور کھلائی کے دام کاٹ لو۔

مسئلہ (۵): اگر تم نے اپنا روپیہ کچھ ادا کردیا تب بھی گروی کی چیز نہیں لے سکتے، جب سب روپیہ ادا کرو گے تب وہ چیز ملے گی۔

مسئلہ (۶): اگر تم نے دس روپے قرض لیے اور دس ہی روپے کی چیز یا پندرہ بیس روپے کی چیز گروی کردی اور وہ چیز اس کے پاس سے جاتی رہی تو اب نہ تو وہ تم سے اپنا کچھ قرض لے سکتا ہے اور نہ تم اس سے اپنی گروی کی چیز کے دام لے سکتے ہو، تمہاری چیز گئی اور اس کا روپیہ گیا اور اگر پانچ ہی روپے کی چیز گروی رکھی اور وہ جاتی رہی تو پانچ روپے تم کو دینا پڑیں گے، پانچ روپے مجرا ہو گئے۔

---

[1] اس عنوان کے تحت چھ (۶) مسائل مذکور ہیں۔ [2] بیوپاری، مال دار، غنی، سوداگر۔

تمرین

سوال ①: ''گروی'' کسے کہتے ہیں اور گروی کا کیا حکم ہے؟

سوال ②: گروی سے فائدہ اُٹھانا کیسا ہے؟

سوال ③: اگر گروی کی چیز ضائع ہوگئی تو کیا حکم ہے؟

کتاب الوصایا

وصیت کا بیان[1]

وصیت کی تعریف

مسئلہ (۱): یہ کہنا کہ "میرے مرنے کے بعد میرا اتنا مال فلاں آدمی کو یا فلاں کام میں دے دینا" یہ وصیت ہے، چاہے تندرستی میں کہے، چاہے بیماری میں، پھر چاہے اس بیماری میں مر جائے یا تندرست ہو جائے اور جو خود اپنے ہاتھ سے کہیں دے دے، کسی کو قرضہ معاف کر دے تو اس کا حکم یہ ہے کہ تندرستی میں ہر طرح درست ہے اور اسی طرح جس بیماری سے شفا ہو جائے اس میں بھی درست ہے اور جس بیماری میں مر جائے وہ وصیت ہے جس کا حکم آگے آتا ہے۔

وصیت کی شرعی حیثیت

مسئلہ (۲): اگر کسی کے ذمے نمازیں یا روزے یا زکوٰۃ یا قسم و روزہ وغیرہ کا کفارہ باقی رہ گیا ہو اور اتنا مال بھی موجود ہو تو مرتے وقت اس کے لیے وصیت کر جانا ضروری اور واجب ہے۔ اسی طرح اگر کسی کا کچھ قرض ہو یا کوئی امانت اس کے پاس رکھی ہو اس کی وصیت کر دینا بھی واجب ہے، نہ کرے گا تو گناہ گار ہوگا اور اگر کچھ رشتہ دار غریب ہوں جن کو شرع سے کچھ میراث نہ پہنچتی ہو اور اس کے پاس بہت مال و دولت ہے تو ان کو کچھ دلا دینا اور وصیت کر جانا مستحب ہے اور باقی اور لوگوں کے لیے وصیت کرنے، نہ کرنے کا اختیار ہے۔

قرضے کا وصیت سے پہلے ادا کرنا

مسئلہ (۳): مرنے کے بعد مردے کے مال میں سے پہلے تو اس کی گور و کفن کا سامان کریں، پھر جو کچھ بچے اس سے قرضہ ادا کر دیں، اگر مردے کا سارا مال قرضہ ادا کرنے میں لگ جائے تو سارا مال قرضہ میں لگا دیں گے، وارثوں کو کچھ نہ ملے گا، اس لیے قرضہ ادا کرنے کی وصیت پر بہر حال عمل کریں گے۔ اگر سب مال اس وصیت کی وجہ سے خرچ

---

[1] وصیت سے متعلق سولہ (۱۶) مسائل مذکور ہیں۔

ہو جائے تب بھی کچھ پرواہ نہیں بل کہ اگر وصیت بھی نہ کر جائے تب بھی قرضہ اول ادا کر دیں گے اور قرض کے سوا اور چیزوں کی وصیت کا اختیار فقط تہائی مال میں ہوتا ہے۔ یعنی جتنا مال چھوڑا ہے اس کی تہائی میں سے اگر وصیت پوری ہو جائے مثلاً: کفن دفن اور قرضے میں لگا کر تین سو روپے بچے اور سو روپے میں سب وصیتیں پوری ہو جائیں تب تو وصیت کو پورا کریں گے اور تہائی مال سے زیادہ لگانا وارثوں کے ذمے واجب نہیں۔

تہائی میں سے جتنی وصیتیں پوری ہو جائیں اس کو پورا کریں باقی چھوڑ دیں، البتہ اگر سب وارث بخوشی رضا مند ہو جائیں کہ "ہم اپنا اپنا حصہ نہ لیں گے، تم اس کی وصیت میں لگا دو" تو البتہ تہائی سے زیادہ بھی وصیت میں لگانا جائز ہے، لیکن نابالغوں کی اجازت کا بالکل اعتبار نہیں ہے، وہ اگر اجازت بھی دیں تب بھی ان کا حصہ خرچ کرنا درست نہیں۔

وارث کے لیے وصیت کرنے کا حکم

مسئلہ (۴): جس شخص کو میراث میں مال ملنے والا ہو جیسے ماں، باپ، شوہر، بیٹا وغیرہ اس کے لیے وصیت کرنا صحیح نہیں اور جس رشتہ دار کا اس کے مال میں کچھ حصہ نہ ہو یا رشتہ دار ہی نہ ہو، کوئی غیر ہو، اس کے لیے وصیت کرنا درست ہے، لیکن تہائی مال سے زیادہ دلانے کا اختیار نہیں۔ اگر کسی نے اپنے وارث کو وصیت کر دی کہ "میرے بعد اس کو فلاں چیز دے دینا، یا اتنا مال دے دینا" تو اس وصیت سے پانے کا اس کو کچھ حق نہیں ہے، البتہ اگر اور سب وارث راضی ہو جائیں تو دے دینا جائز ہے۔ اسی طرح اگر کسی کو تہائی سے زیادہ وصیت کر جائے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر سب وارث بخوشی راضی ہو جائیں تو تہائی سے زیادہ ملے گا، ورنہ فقط تہائی مال ملے گا اور نابالغوں کی اجازت کا کسی صورت میں اعتبار نہیں ہے، ہر جگہ اس کا خیال رکھو، ہم کہاں تک لکھیں۔

وارثوں کا خیال رکھنا

مسئلہ (۵): اگرچہ تہائی مال میں وصیت کر جانے کا اختیار ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ پوری تہائی کی وصیت نہ کرے، کم کی وصیت کرے بل کہ اگر بہت زیادہ مالدار نہ ہو تو وصیت ہی نہ کرے وارثوں کے لیے چھوڑ دے کہ اچھی طرح فراغت سے زندگی بسر کریں، کیوں کہ اپنے وارثوں کو فراغت اور آسائش میں چھوڑ جانے میں بھی ثواب ملتا ہے، ہاں! البتہ اگر ضروری وصیت ہو جیسے نماز روزے کا فدیہ تو اس کی وصیت بہر حال کر جائے، ورنہ گناہ گار ہوگا۔

متفرق مسائل

مسئلہ (٦): کسی نے کہا: ''میرے بعد میرے مال میں سے سو روپے خیرات کر دینا'' تو دیکھو گور و کفن اور قرض ادا کرنے کے بعد کتنا مال بچا ہے، اگر تین سو یا اس سے زیادہ ہو تو پورے سو روپے دینا چاہییں اور جو کم ہو تو صرف تہائی دینا واجب ہے، ہاں اگر سب وارث بلا کسی دباؤ و لحاظ کے منظور کرلیں تو اور بات ہے۔

مسئلہ (٧): اگر کسی کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کو پورے مال کی وصیت کر دینا بھی درست ہے اور اگر صرف بیوی ہو تو تین چوتھائی کی وصیّت درست ہے، اسی طرح اگر کسی کا صرف شوہر ہے تو آدھے مال کی وصیّت درست ہے۔

مسئلہ (٨): نابالغ کا وصیت کرنا درست نہیں۔

مسئلہ (٩): یہ وصیّت کی کہ ''میرے جنازے کی نماز فلاں شخص پڑھے، فلاں شہر میں، یا فلاں قبرستان، یا فلاں کی قبر کے پاس مجھ کو دفنانا، فلاں کپڑے کا کفن دینا، میری قبر پکی بنا دینا، قبر پر قُبّہ بنا دینا، قبر پر کوئی حافظ بٹھلا دینا کہ پڑھ پڑھ کے بخشا کرے'' تو اس کا پورا کرنا ضروری نہیں، بل کہ تین وصیتیں اخیر کی بالکل جائز ہی نہیں، پورا کرنے والا گناہ گار ہوگا۔

مسئلہ (١٠): اگر کوئی وصیت کر کے اپنی وصیت سے لوٹ جائے یعنی کہہ دے کہ ''اب مجھے ایسا منظور نہیں، اس وصیت کا اعتبار نہ کرنا'' تو وہ وصیت باطل ہوگئی۔

مسئلہ (١١): جس طرح تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کر جانا درست نہیں، اسی طرح بیماری کی حالت میں اپنے مال کو تہائی سے زیادہ بجز اپنے ضروری خرچ کھانے، پینے، دوا دارو وغیرہ کے خرچ کرنا بھی درست نہیں۔ اگر تہائی سے زیادہ دے دیا تو وارثوں کی اجازت کے بغیر یہ دینا صحیح نہیں ہوا، جتنا تہائی سے زیادہ ہے وارثوں کو اس کے لے لینے کا اختیار ہے اور نابالغ اگر اجازت دیں تب بھی معتبر نہیں اور وارث کو تہائی کے اندر بھی سب وارثوں کی اجازت کے بغیر دینا درست نہیں اور یہ حکم تب ہے کہ اپنی زندگی میں دے کر قبضہ بھی کرا دیا ہو اور اگر دے تو دیا لیکن قبضہ ابھی نہیں ہوا تو مرنے کے بعد وہ دینا بالکل ہی باطل ہے، اس کو کچھ نہ ملے گا، وہ سب مال وارثوں کا حق ہے اور یہی حکم ہے بیماری کی حالت میں اللہ کی راہ میں دینے اور نیک کام میں لگانے کا، غرض کہ تہائی سے زیادہ کسی طرح صرف کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ (۱۲): بیمار کے پاس بیمار پُرسی کی رسم سے کچھ لوگ آ گئے اور کچھ دن یہیں لگ گئے کہ یہیں رہتے اور اس کے مال میں کھاتے پیتے ہیں تو اگر مریض کی خدمت کے لیے ان کے رہنے کی ضرورت ہو تو خیر کچھ حرج نہیں اور اگر ضرورت نہ ہو تو ان کی دعوت مدارات، کھانے پینے میں بھی تہائی سے زیادہ لگانا جائز نہیں اور اگر ضرورت بھی نہ ہو اور وہ لوگ وارث ہوں تو تہائی سے کم بھی بالکل جائز نہیں، یعنی ان کو اس کے مال میں کھانا جائز نہیں، ہاں اگر سب وارث بخوشی اجازت دیں تو جائز ہے۔

مسئلہ (۱۳): ایسی بیماری کی حالت میں جس میں بیمار مر جائے، اپنا قرض معاف کرنے کا بھی اختیار نہیں ہے، اگر کسی وارث پر قرض آتا تھا اس کو معاف کیا تو معاف نہیں ہوا، اگر سب وارث یہ معافی منظور کریں اور بالغ ہوں تب معاف ہوگا اور اگر کسی غیر کو معاف کیا تو تہائی مال سے جتنا زیادہ ہوگا معاف نہ ہوگا۔ اکثر دستور ہے کہ بیوی مرتے وقت اپنا مہر معاف کر دیتی ہے، یہ معاف کرنا صحیح نہیں۔

مسئلہ (۱۴): مر جانے کے بعد اس کے مال میں گور و کفن کرو، جو کچھ بچے تو سب سے پہلے اس کا قرض ادا کرنا چاہیے، وصیّت کی ہو یا نہ کی ہو، قرضہ ادا کرنا بہر حال مقدم ہے، بیوی کا مہر بھی قرضہ میں داخل ہے، اگر قرضہ نہ ہو یا قرضے سے کچھ بچ رہے تو دیکھنا چاہیے کچھ وصیّت تو نہیں کی ہے، اگر کی ہے تو تہائی میں وہ جاری ہوگی اور اگر نہیں کی یا وصیّت سے جو بچا ہے وہ سب وارثوں کا حق ہے، شرع میں جن جن کا حصہ ہو کسی عالم سے پوچھ کر دے دینا چاہیے، یہ جو دستور ہے کہ جو جس کے ہاتھ لگا، لے بھاگا، بڑا گناہ ہے، یہاں نہ دو گے تو قیامت کے دن دینا پڑے گا، جہاں روپے کے عوض نیکیاں دینا پڑیں گی۔ اسی طرح لڑکیوں کا حصہ بھی ضرور دینا چاہیے، شرع سے ان کا بھی حق ہے۔

مسئلہ (۱۵): مردے کے مال میں سے لوگوں کی مہمان داری، آنے والوں کی خاطر مدارات، کھانا پلانا، صدقہ خیرات وغیرہ کچھ کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح مرنے کے بعد سے دفن کرنے تک جو کچھ اناج وغیرہ فقیروں کو دیا جاتا ہے مردے کے مال میں سے اس کا دینا بھی حرام ہے، مردے کو ہرگز کچھ ثواب نہیں پہنچتا، بل کہ ثواب سمجھنا سخت گناہ ہے، کیوں کہ اب یہ سب مال تو وارثوں کا ہو گیا، پرائی حق تلفی کر کے دینا ایسا ہی ہے جیسے غیر کا مال چرا کے دے دینا، سب مال وارثوں کو بانٹ دینا چاہیے، ان کو اختیار ہے اپنے اپنے حصے میں سے چاہے شرع کے موافق کچھ کریں یا نہ کریں، بل کہ وارثوں سے اس خرچ کرنے اور خیرات کرنے کی اجازت بھی نہ لینا چاہیے، کیوں کہ اجازت لینے سے فقط ظاہر دل سے اجازت دیتے ہیں کہ اجازت نہ دینے میں بدنامی ہوگی، ایسی اجازت کا کوئی اعتبار نہیں۔

مسئلہ (۱۶): اسی طرح یہ جو دستور ہے کہ اس کے استعمالی کپڑے خیرات کردیے جاتے ہیں، یہ بھی بغیر اجازت وارثوں کے ہرگز جائز نہیں اور اگر وارثوں میں کوئی نابالغ ہو تب تو اجازت دینے پر بھی جائز نہیں، پہلے مال تقسیم کرلو، تب بالغ لوگ اپنے حصے میں سے جو چاہیں دیں، بغیر تقسیم کیے ہرگز نہ دینا چاہیے۔

تمرین

سوال①: ''وصیت'' کسے کہتے ہیں اور اس کا حکم کیا ہے؟
سوال②: وصیت کتنے مال کی درست ہے اور کس کے لیے درست ہے؟
سوال③: کیا تمام مال کی وصیت کرنا درست ہے؟
سوال④: مردے کے مال سے مہمان داری یا خیرات میں قبل از تقسیم دینا کیسا ہے؟
سوال⑤: مردے کے استعمال کے کپڑوں کا خیرات کرنا کیسا ہے؟

عبادتوں کا سنوارنا

وضو اور پاکی کا بیان[1]

عمل نمبر ۱: وضو اچھی طرح کرو، گو کسی وقت نفس کو ناگوار ہو۔

عمل نمبر ۲: تازہ وضو کا زیادہ ثواب ہے۔

عمل نمبر ۳: پائخانہ پیشاب کے وقت قبلے کی طرف منہ نہ کرو، نہ پشت کرو۔

عمل نمبر ۴: پیشاب کی چھینٹوں سے بچو۔ اس میں بے احتیاطی کرنے سے قبر کا عذاب ہوتا ہے۔

عمل نمبر ۵: کسی سوراخ میں پیشاب مت کرو، شاید اس میں سے کوئی سانپ بچھو وغیرہ نکل آئے۔

عمل نمبر ۶: جہاں غسل کرنا ہو وہاں پیشاب مت کرو۔

عمل نمبر ۷: پیشاب پاخانے کے وقت باتیں مت کرو۔

عمل نمبر ۸: جب سو کر اٹھو جب تک ہاتھ اچھی طرح نہ دھولو پانی کے اندر نہ ڈالو۔

عمل نمبر ۹: جو پانی دھوپ سے گرم ہو گیا ہو اس کو مت استعمال کرو، اس سے برص کی بیماری کا اندیشہ ہے، جس میں بدن پر سفید سفید داغ ہو جاتے ہیں۔

نماز کا بیان[2]

عمل نمبر ۱: نماز صحیح وقت پر پڑھو، رکوع سجدہ اچھی طرح کرو، جی لگا کر پڑھو۔

عمل نمبر ۲: جب بچہ سات برس کا ہو جائے اس کو نماز کی تاکید کرو جب دس برس کا ہو جائے تو مار کر (نماز) پڑھواؤ۔

عمل نمبر ۳: ایسے کپڑے یا ایسی جگہ میں نماز پڑھنا اچھا نہیں کہ اس کی پھول پتی میں دھیان لگ جائے۔

عمل نمبر ۴: نمازی کے آگے کوئی آڑ ہونا چاہیے اگر کچھ نہ ہو ایک لکڑی کھڑی کرلو یا کوئی اونچی چیز رکھ لو اور اس چیز کو دائیں یا بائیں ابرو کے مقابل رکھو۔

---

[1] وضو اور پاکی سے متعلق نو (۹) عمل مذکور ہیں۔ [2] نماز سے متعلق آٹھ (۸) عمل بیان ہوئے۔

عمل نمبر ۵: فرض پڑھ کر بہتر ہے کہ اس جگہ سے ہٹ کر سنت، نفل پڑھو۔
عمل نمبر ۶: نماز میں اِدھر اُدھر مت دیکھو، اوپر نگاہ مت اٹھاؤ، جہاں تک ہو سکے جمائی کو روکو۔
عمل نمبر ۷: جب پیشاب پائخانے کا دباؤ ہو تو پہلے اس سے فراغت کر لو پھر نماز پڑھو۔
عمل نمبر ۸: نفلیں اور وظیفے اتنے شروع کرو جس کا نباہ ہو سکے۔

موت اور مصیبت کا بیان

عمل نمبر ۱: اگر پرانی مصیبت یاد آ جائے تو ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ''
(ترجمہ: ہم سب اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں اور ہم سب (دنیا سے) اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں)۔
پڑھ لو، جیسا ثواب پہلے ملا تھا ویسا ہی پھر ملے گا۔
عمل نمبر ۲: رنج کی کیسی ہی ہلکی بات ہو، اس پر ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھ لیا کرو، ثواب ملے گا۔

تمرین

سوال ①: وضو اور پاکی کے کوئی سے پانچ (۵) آداب بیان کریں۔
سوال ②: نماز کے بیان میں جو آداب آپ نے پڑھے ہیں ان میں سے کوئی سے چار (۴) آداب بیان کریں۔
سوال ③: اگر کوئی مصیبت آ جائے یا کوئی پرانی مصیبت یاد آ جائے تو ایسے موقعے پر ہمارے لیے شریعت کا کیا حکم ہے اور کیا کوئی خاص کلمات بھی اس موقعے پر پڑھنے کے لیے وارد ہیں؟

زکوٰۃ اور خیرات کا بیان

عمل نمبر ۱: زکوٰۃ جہاں تک ہو سکے ایسے لوگوں کو دی جائے جو مانگتے نہیں، سفید پوش ہیں، گھروں میں بیٹھے ہیں۔
عمل نمبر ۲: خیرات میں تھوڑی چیز دینے سے مت شرماؤ، جو توفیق ہو دے دو۔
عمل نمبر ۳: یوں نہ سمجھو کہ زکوٰۃ دے کر اب خیرات دینے کی کیا ضرورت ہے۔ ضرورت کے موقعوں[۱] پر ہمت کے موافق خیرات کرتے رہو۔
عمل نمبر ۴: اپنے رشتہ داروں کو دینے سے دُوہرا ثواب ہے: (۱) خیرات کا (۲) رشتہ دار سے احسان کرنے کا۔
عمل نمبر ۵: غریب پڑوسیوں کا خیال رکھا کرو۔
عمل نمبر ۶: شوہر کے مال سے بیوی کو اتنی خیرات نہیں کرنی چاہیے کہ شوہر کو ناگوار ہو۔

روزے کا بیان

عمل نمبر ۱: روزے میں بے ہودہ باتیں کرنا، لڑنا بھڑنا بہت بری بات ہے اور کسی کی غیبت کرنا تو اور بھی بڑا گناہ ہے۔
عمل نمبر ۲: جب رمضان شریف کے دس دن رہ جائیں ذرا عبادت زیادہ کیا کرو۔

قرآن مجید کی تلاوت کا بیان[۲]

عمل نمبر ۱: اگر قرآن شریف کی تلاوت اچھی طرح نہ ہو سکے گھبرا کر مت چھوڑ دو، پڑھتے رہو، ایسے شخص کو دُوہرا ثواب ملتا ہے۔
عمل نمبر ۲: اگر قرآن شریف پڑھا ہو اس کو بھلاؤ مت، بل کہ ہمیشہ پڑھتے رہو نہیں تو بڑا گناہ ہوگا۔
عمل نمبر ۳: قرآن شریف جی لگا کر اللہ تعالیٰ سے ڈر کر پڑھا کرو۔

---

[۱] علاوہ زکوٰۃ کے بعضے موقعوں پر خیرات واجب اور بعضے موقعوں پر مستحب ہے۔ [۲] یعنی قرآن شریف پڑھنا۔

تمرین

سوال①: کن لوگوں کو صدقہ خیرات دینے سے دوہرا اجر ملتا ہے اور کیوں کر؟

سوال②: روزے دار شخص کو کن آداب کی رعایت کرنی چاہیے؟

سوال③: اگر کوئی قرآن شریف پڑھ کر بھلادے تو کیا ہوگا؟

دعا اور ذکر کا بیان[1]

عمل نمبر ۱: دعا مانگنے میں ان باتوں کا خیال رکھو: (۱) خوب شوق[2] سے دعا مانگو (۲) گناہ کی چیز مت مانگو (۳) اگر کام ہونے میں دیر ہو جائے تو تنگ ہو کر مت چھوڑو (۴) قبول ہونے کا یقین رکھو۔

عمل نمبر ۲: غصے میں آ کر اپنے مال و اولاد و جان کو مت کوسو، شاید قبولیت کی گھڑی ہو۔

عمل نمبر ۳: جہاں بیٹھ کر دنیا کی باتوں اور دھندوں میں لگو وہاں تھوڑا بہت اللہ و رسول ﷺ کا ذکر بھی ضرور کر لیا کرو، نہیں تو وہ باتیں سب وبالِ جان ہو جائیں گی۔

عمل نمبر ۴: استغفار بہت پڑھا کرو، اس سے مشکل آسان اور روزی میں برکت ہوتی ہے۔

عمل نمبر ۵: اگر نفس کی شامت سے گناہ ہو جائے تو توبہ میں دیر مت لگاؤ، اگر پھر ہو جائے، پھر جلدی توبہ کرو، یوں مت سوچو کہ جب توبہ ٹوٹ جاتی ہے تو پھر ایسی توبہ سے کیا فائدہ۔

عمل نمبر ۶: بعض دعائیں خاص خاص وقت پڑھی جاتی ہیں:

سوتے وقت یہ دعا پڑھو: ''اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيٰ''[3]

جاگتے وقت یہ دعا پڑھو: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَآ أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ''[4]

صبح کو یہ دعا پڑھو: ''اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَإِلَيْكَ النُّشُوْرُ''[5]

شام کو یہ دعا پڑھو: ''اَللّٰهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَإِلَيْكَ النُّشُوْرُ''[6]

کھانا کھا کر یہ دعا پڑھو: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَفَانَا وَاٰوَانَا''[7]

بعد نماز صبح اور بعد نماز مغرب: ''اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ''[8] سات بار پڑھو اور ''بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ'' تین بار پڑھو۔[9]

---

[1] یعنی اللہ کو یاد کرنے کا بیان۔ [2] اور رو کر دعا مانگو، اگر رونا نہ آئے تو رونے کی سی صورت بنالو۔ [3] اے اللہ آپ ہی کے نام کے ساتھ میں مرتا ہوں اور جیتا ہوں۔ [4] شکر ہے اللہ کا جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف اٹھنا ہے۔ [5،6] یا اللہ آپ ہی کی قدرت سے صبح کی ہم نے اور آپ ہی کی قدرت سے شام کی ہم نے اور آپ ہی کی قدرت سے زندہ ہیں ہم اور آپ ہی کی قدرت سے مرتے ہیں ہم اور آپ ہی کی طرف اٹھنا ہے۔ [7] شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو کھلایا پلایا اور ہمیں مسلمانوں میں سے کیا اور ہماری کفایت اور حفاظت کی۔ [8] یا اللہ مجھ کو دوزخ سے پناہ دیجیے۔ [9] اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں کہ جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز زمین اور آسمان میں نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سنتا اور جانتا ہے۔

سواری پر بیٹھ کر یہ دعا پڑھو: ''سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ○ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ''[1]

کسی کے گھر کھانا کھاؤ تو کھا کر یہ بھی پڑھو: ''اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ''[2]

چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھو: ''اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ''[3]

کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھو، اللہ تعالیٰ تم کو اس مصیبت سے محفوظ رکھیں گے:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا''[4]

جب کوئی تم سے رخصت ہونے لگے اس سے اس طرح کہو:

''أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَأَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكُمْ''[5]

دولہا دلہن کو نکاح کی مبارک باد دو تو اس طرح کہو:

''بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ''[6]

جب کوئی مصیبت آئے تو یہ دعا پڑھا کرو: ''يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ''[7]

پانچوں نمازوں کے بعد اور سوتے وقت یہ چیزیں پڑھ لیا کرو:

''أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ''[8] تین بار اور ''لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ''[9] ایک بار اور ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' تینتیس ۳۳ بار اور ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' تینتیس ۳۳ بار اور ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' چونتیس ۳۴ بار اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ایک ایک بار اور آیۃ الکرسی ایک بار۔[10]

---

[1] پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے قبضے میں کر دیا اس کو اور ہم اس کو قابو میں نہیں کر سکتے تھے اور ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ [2] یا اللہ! ان کے لیے اس چیز میں برکت دیجیے جو تو نے ان کو عطا فرمائی اور ان کی خطاؤں کو بخشیے اور ان پر رحم کیجیے۔ [3] اے اللہ! اس چاند کو ہم پر برکت اور ایمان اور خیریت اور اسلام کے ساتھ نکالنا۔ رب میرا اور رب تیرا (اے چاند) اللہ ہے۔ [4] شکر ہے خدا کا جس نے بچایا مجھے اس مصیبت سے کہ جس میں تجھ کو مبتلا کیا اور فضیلت دی مجھ کو بہت سی مخلوق پر فضیلت ظاہر (لیکن یہ دعا ذرا آہستہ سے پڑھو کہ اس کو سن کر افسوس نہ ہو)۔ [5] اللہ کے سپرد کرتا ہوں میں تیرے دین اور تیری قابل حفاظت چیزوں اور تیرے اعمال کے انجاموں کو۔ [6] اللہ تعالیٰ برکت دے تم دونوں کو اور برکت نازل کرے تم دونوں پر اور ملاپ رکھے تم دونوں میں خیر کے ساتھ۔

[7] اے خدا حی و قیوم! میں فریاد چاہتا ہوں آپ کی رحمت کے ساتھ۔ [8] میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے وہی ہے زندہ اور قائم اور اس کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔ [9] نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے، اکیلا ہے وہ، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا سارا ملک ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ [10] یعنی اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ سے الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ تک جو تلک الرسل (تیسرے پارے) کے شروع میں ہے حدیث میں آیا ہے کہ جس گھر میں آیۃ الکرسی پڑھی جائے اس میں شیطان نہیں گھستا اور اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس گھر کو اور تمام محلہ والوں کو آفات آسمان سے محفوظ رکھتا ہے اور رات کو سوتے وقت پڑھنے سے شیطانی خواب اور خیالات سے آدمی محفوظ رہتا ہے۔

اور صبح کے وقت سورۂ یٰسین ایک بار اور مغرب کے بعد سورۂ واقعہ[1] ایک بار اور عشا کے بعد سورۂ ملک ایک بار اور جمعے کے روز سورۂ کہف ایک بار پڑھ لیا کرو اور سوتے وقت ''اٰمَنَ الرَّسُوْلُ'' بھی سورت کے ختم تک پڑھ لیا کرو اور قرآن شریف[2] کی تلاوت روز کیا کرو جس قدر ہو سکے اور یاد رکھو کہ ان چیزوں کا پڑھنا ثواب ہے اور نہ پڑھے تو بھی گناہ نہیں۔

تمرین

سوال ①: دعا اور ذکر کے چھ آداب بیان کریں۔

سوال ②: چاند دیکھ کر کون سی دعا پڑھی جاتی ہے، ترجمہ کے ساتھ بیان کریں، نیز چاند دیکھ کر دعا مانگنے کا صحیح مسنون طریقہ کیا ہے؟

سوال ③: پانچوں نمازوں کے بعد اور سوتے وقت کون کون سے اذکار پڑھنا وارد ہیں؟

سوال ④: صبح و شام کی خاص خاص دعائیں اور اعمال بیان کریں۔

---

[1] اس طرح سورۂ واقعہ پڑھنے سے فقر و فاقہ سے حفاظت ہوگی۔ [2] جہاں تک ہو سکے روز مرہ کم سے کم قرآن مجید کی دس آیتیں تو تلاوت کر ہی لیا کرو کیوں کہ حدیث میں ہے کہ اتنی آیتیں تلاوت کرنے والا بھی قرآن کی تلاوت کرنے والوں میں شمار ہو جاتا ہے۔

قسم اور منت کا بیان

عمل نمبر ۱: اللہ کے سوا کسی اور چیز کی قسم مت کھاؤ، جیسے اپنے بچے کی، اپنی صحت کی، اپنی آنکھوں کی، ایسی قسم سے گناہ ہوتا ہے اور اگر بھولے سے منہ سے نکل جائے فوراً کلمہ پڑھ لو۔

عمل نمبر ۲: اس طرح کبھی قسم مت کھاؤ کہ ''اگر میں جھوٹا ہوں تو بے ایمان ہو جاؤں'' چاہے سچی ہی بات ہو۔

عمل نمبر ۳: اگر غصے میں ایسی قسم کھا بیٹھو جس کا پورا کرنا گناہ ہو تو اس کو توڑ دو اور کفارہ[1] ادا کر دو جیسے یہ قسم کھالی کہ ''باپ یا ماں سے نہ بولوں گا'' اور کوئی قسم اسی طرح کی کھالی۔

تمرین

سوال ①: قسم کھانے کے صحیح اور غلط طریقے کیا ہیں؟

سوال ②: قسم اگر توڑ دی تو اس کا کفارہ کیا ہوگا؟

سوال ③: کس طرح کی قسم توڑنے پر کفارہ ادا کرنا واجب ہے؟

[1] ''قسم کے کفارے کا بیان''، صفحہ نمبر ۴۱۸ پر ملاحظہ کریں۔

معاملوں یعنی برتاؤ کا سنوارنا

لینے دینے کا بیان[1]

معاملہ نمبر ۱: روپے پیسے کی ایسی حرص مت کرو کہ حلال وحرام کی تمیز نہ رہے اور جو حلال پیسہ اللہ تعالیٰ دے اس کو اڑاؤ نہیں، ہاتھ روک کر خرچ کرو، بس جہاں سچ مچ ضرورت ہو وہیں خرچ کرو۔

معاملہ نمبر ۲: اگر کوئی مصیبت زدہ لاچاری میں اپنی چیز بیچتا ہو تو اس کو صاحب ضرورت سمجھ کر مت دباؤ اور اس چیز کے دام مت گراؤ یا تو اس کی مدد کرو یا مناسب داموں سے وہ چیز خرید لو۔

معاملہ نمبر ۳: اگر تمہارا قرض دار غریب ہو اس کو پریشان مت کرو بلکہ اس کو مہلت دو، کچھ یا سارا معاف کر دو۔

معاملہ نمبر ۴: اگر تمہارے ذمے کسی کا قرض ہو اور تمہارے پاس دینے کو ہے اس وقت ٹالنا بڑا ظلم ہے۔

معاملہ نمبر ۵: جہاں تک ممکن ہو کسی سے قرض مت لو اور اگر مجبوری سے لو تو اس کے ادا کرنے کا خیال رکھو، بے پرواہ مت بن جاؤ اور اگر جس کا قرض ہے وہ تم کو کچھ کہے سنے تو الٹ کر جواب مت دو، ناراض نہ ہو۔

معاملہ نمبر ۶: ہنسی میں کسی کی چیز اٹھا کر چھپا دینا جس میں وہ پریشان ہو بہت بری بات ہے۔

معاملہ نمبر ۷: مزدور سے کام لے کر اس کی مزدوری دینے میں کوتاہی مت کرو۔

معاملہ نمبر ۸: اگر کھانا پکانے کو کسی کو ماچس دے دی یا کھانے میں ڈالنے کو کسی کو ذرا سا نمک دے دیا تو ایسا ثواب ہے جیسے وہ سارا کھانا اس نے دے دیا۔

معاملہ نمبر ۹: پانی پلانا بڑا ثواب ہے، جہاں پانی کثرت سے ملتا ہے وہاں تو ایسا ثواب ہے جیسے غلام آزاد کیا اور جہاں کم ملتا ہے وہاں ایسا ثواب ہے جیسے کسی مردے کو زندہ کر دیا۔

معاملہ نمبر ۱۰: اگر تمہارے ذمے کسی کا لینا دینا ہو یا کسی کی امانت تمہارے پاس رکھی ہو تو یا تو دو چار آدمیوں سے اس کو ذکر کر دو یا لکھوا کر رکھ لو، شاید موت آ جائے تو تمہارے ذمے کسی کا حق رہ نہ جائے۔

---

[1] لین دین سے متعلق دس (۱۰) معاملے مذکور ہیں۔

نکاح کا بیان[1]

معاملہ نمبر ا: اپنی اور اپنی اولاد کے نکاح میں زیادہ اس کا خیال رکھو کہ دین دار عورت سے ہو، دولت حشمت پر زیادہ خیال مت کرو۔

معاملہ نمبر ۲: اگر کسی جگہ کہیں سے شادی بیاہ کا پیغام آ چکا ہے اور کچھ کچھ مرضی بھی معلوم ہوتی ہے، ایسی جگہ تم اپنی اولاد کے لیے پیغام مت بھیجو، ہاں اگر وہ چھوڑ بیٹھے یا دوسرا آدمی جواب دے دے تب تم کو درست ہے۔

معاملہ نمبر ۳: میاں بیوی کی تنہائی کے خاص معاملوں کا ساتھیوں دوستوں سے ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ناپسند ہے، اکثر دولہا دلہن اس کی پرواہ نہیں کرتے۔

معاملہ نمبر ۴: اگر نکاح کے معاملے میں تم میں سے کوئی صلاح (مشورہ) لے تو اگر اس موقع کی کوئی خرابی یا برائی تم کو معلوم ہو تو اس کو ظاہر کر دو، یہ غیبت حرام نہیں، ہاں خواہ مخواہ کسی کو برا مت کہو۔

کسی کو تکلیف نہ دینے کا بیان[2]

معاملہ نمبر ا: جو شخص پورا حکیم نہ ہو اس کو کسی کی ایسی دوا دارو کرنا درست نہیں جس میں نقصان کا ڈر ہو، اگر ایسا کیا گناہ گار ہوگا۔

معاملہ نمبر ۲: دھار والی چیز سے کسی کو ڈرانا، چاہے مذاق میں ہو، منع ہے، شاید ہاتھ سے نکل پڑے۔

معاملہ نمبر ۳: چاقو کھلا ہوا کسی کے ہاتھ میں مت دو یا تو بند کر کے دو یا چارپائی وغیرہ پر رکھ دو، دوسرا آدمی ہاتھ سے اٹھا لے۔

معاملہ نمبر ۴: کتے، بلی وغیرہ کسی جان دار چیز کو بند رکھنا، جس میں وہ بھوکا پیاسا تڑپے، بڑا گناہ ہے۔

معاملہ نمبر ۵: کسی گناہ گار کو طعنہ دینا بری بات ہے، ہاں نصیحت کے طور پر کہنا کچھ ڈر نہیں۔

معاملہ نمبر ۶: بے خطا کسی کو گھورنا جس سے وہ ڈر جائے درست نہیں، دیکھو جب گھورنا تک درست نہیں تو ہنسی میں

---

[1] نکاح سے متعلق چار (۴) معاملے مذکور ہیں۔ [2] اس عنوان کے تحت آٹھ (۸) معاملے مذکور ہیں۔

کسی کو اچانک ڈرا دینا کتنی بری بات ہے۔

معاملہ نمبر ۷: اگر جانور ذبح کرنا ہو چھری خوب تیز کرلو، بے ضرورت تکلیف نہ دو۔

معاملہ نمبر ۸: جب سفر کرو جانور کو تکلیف نہ دو، نہ بہت زیادہ اسباب لادو، نہ بہت دوڑاؤ اور جب منزل پر پہنچو اوّل جانور کے گھاس دانے کا بندوبست کرو۔

تمرین

سوال ①: اگر کوئی ضرورت مند اپنی چیز بیچنا چاہتا ہو اور خریدار شخص اس کی قیمت کم لگائے تو کیا اس میں کوئی قباحت ہے؟

سوال ②: پانی پلانے کا کیا ثواب ہے؟

سوال ③: نکاح کرنے کے لیے عورت میں کن صفات کو دیکھنا چاہیے؟

سوال ④: اگر نکاح کے معاملے میں کوئی کسی متعین مرد یا عورت سے متعلق مشورہ لے تو کیا اس کو صحیح صورت حال بتا دینا چاہیے یا نہیں؟

سوال ⑤: دھار والی کوئی چیز جیسے چاقو وغیرہ اگر کسی کو دینی ہو تو کس طرح دینی چاہیے؟

سوال ⑥: کیا انسانوں پر لازم ہے کہ جانوروں کو بھی تکلیف نہ دیں تفصیل سے بیان کریں؟

عادتوں کا سنوارنا

کھانے پینے کا بیان[1]

ادب نمبر۱: ’’بِسْمِ اللّٰہِ‘‘ کر کے کھانا شروع کرو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ، البتہ اگر اس برتن میں کئی قسم کی چیز ہے جیسے کئی طرح کا پھل، کئی طرح کی شیرینی ہو اس وقت جس چیز کو جی چاہے جس طرح سے چاہو اٹھا لو۔

ادب نمبر۲: انگلیاں چاٹ لیا کرو اور برتن میں اگر سالن ہو تو اس کو بھی صاف کر لیا کرو۔

ادب نمبر۳: اگر لقمہ ہاتھ سے چھوٹ جائے اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھا لو، شیخی مت کرو۔[2]

ادب نمبر۴: خربوزے کی پھانکیں ہیں یا کھجور و انگور کے دانے ہیں یا مٹھائی کی ڈلیاں ہیں تو ایک ایک اٹھاؤ، دو دو ایک دم سے مت لو۔

ادب نمبر۵: اگر کوئی چیز بدبودار کھائی ہو جیسے کچا پیاز، لہسن تو اگر محفل میں بیٹھنا ہو، پہلے منہ صاف کر لو کہ بدبو نہ رہے۔

ادب نمبر۶: کھا پی کر اللہ تعالیٰ کا شکر کرو۔

ادب نمبر۷: کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو لو اور کلی بھی کر لو۔

ادب نمبر۸: بہت گرم کھانا مت کھاؤ۔[3]

ادب نمبر۹: مہمان کی خاطر کرو، اگر تم مہمان بن کر جاؤ تو اتنا مت ٹھہرو کہ دوسرے کو بوجھ لگنے لگے۔

ادب نمبر۱۰: کھانا مل کر کھانے سے برکت ہوتی ہے۔

ادب نمبر۱۱: جب کھانا کھا چکو، اپنے اٹھنے سے پہلے دستر خوان اٹھوا دو، اس سے پہلے خود اٹھنا بے ادبی ہے اور اگر

---

[1] کھانے پینے سے متعلق سترہ (۱۷) آداب مذکور ہیں۔ [2] ہاں اگر کہیں ایسی جگہ گر گیا جہاں سے اٹھا کر کھانے کو دل نہیں قبول کرتا تو ایسی حالت میں اگر نہ کھاؤ تو کچھ حرج نہیں، مگر اس کو کہیں ایسی جگہ اٹھا کر رکھ دو جہاں اس کے بے توقیری نہ ہو۔

[3] ہاں اگر وہ کھانا ایسا ہو کہ ٹھنڈا ہو کر بدمزہ ہو جائے گا تو اس کے گرم ہونے کی حالت میں بھی کھا لینے کا کچھ ڈر نہیں۔

اپنے ساتھی سے پہلے کھا چکو تب بھی اس کا ساتھ دو، تھوڑا تھوڑا کھاتے رہو کہ وہ شرم کے مارے بھوکا نہ اٹھ جائے اور اگر کسی وجہ سے اٹھنے ہی کی ضرورت ہو تو اس سے عذر کر دو۔

ادب نمبر ۱۲: مہمان کو دروازے کے پاس تک پہنچانا سنت ہے۔

ادب نمبر ۱۳: پانی ایک سانس میں مت پیو، تین سانس میں پیو اور سانس لینے کے وقت برتن منہ سے جدا کر دو اور "بسم اللّٰہ" کر کے پیو اور پی کر "الحمد للّٰہ" کہو۔

ادب نمبر ۱۴: جس برتن سے زیادہ پانی آ جانے کا شبہ ہو یا جس برتن کے اندر کا حال معلوم نہ ہو کہ اس میں شاید کوئی کیڑا کانٹا ہو، ایسے برتن سے منہ لگا کر پانی مت پیو۔

ادب نمبر ۱۵: بے ضرورت کھڑے ہو کر پانی مت پیو۔

ادب نمبر ۱۶: پانی پی کر اگر دوسروں کو بھی دینا ہو تو جو تمہارے داہنی طرف ہو اس کو پہلے دو اور وہ اپنے داہنی طرف والے کو دے۔ اسی طرح اگر کوئی اور چیز بانٹنا ہو جیسے پان، عطر، مٹھائی سب کا یہی طریقہ ہے۔

ادب نمبر ۱۷: جس طرف سے برتن ٹوٹ رہا ہے اُدھر سے پانی مت پیو۔

ادب نمبر ۱۸: کھانے پینے کی چیز کسی کے پاس بھیجنا ہو تو ڈھانک کر بھیجو۔

تمرین

سوال ①: کھانا کھانے کے آداب میں سے کوئی سے دس (۱۰) آداب بیان کریں۔

سوال ②: پانی، شربت وغیرہ پینے کے کوئی سے پندرہ (۱۵) آداب بیان کریں۔

پہننے اوڑھنے کا بیان[1]

ادب نمبر ۱: ایک جوتی پہن کر مت چلو۔ چادر وغیرہ اس طرح مت لپیٹو کہ چلنے میں یا جلدی سے ہاتھ نکالنے میں مشکل ہو۔

ادب نمبر ۲: کپڑا داہنی طرف سے پہننا شروع کرو، مثلاً: داہنی آستین، داہنا پائنچہ، داہنی جوتی اور بائیں طرف سے نکالو۔

ادب نمبر ۳: کپڑا پہن کر یہ دعا پڑھو، گناہ معاف ہوتے ہیں: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ.''[2]

ادب نمبر ۴: ایسا لباس مت پہنو جس میں بے پردگی ہو۔

ادب نمبر ۵: جو امیر لوگ بہت قیمتی پوشاک پہنتے ہیں ان کے پاس زیادہ مت بیٹھو، خواہ دنیا کی ہوس بڑھے گی۔

ادب نمبر ۶: پیوند لگانے کو ذلت مت سمجھو۔

ادب نمبر ۷: کپڑا نہ بہت تکلف کا پہنو اور نہ میلا کچیلا پہنو، درمیانی حالت میں رہو اور صفائی رکھو۔

ادب نمبر ۸: بالوں میں تیل کنگھی کرتے رہو مگر ہر وقت اسی دھن میں مت لگے رہو۔

ادب نمبر ۹: سرمہ تین تین سلائی دونوں آنکھوں میں لگاؤ۔

بیماری اور علاج کا بیان

ادب نمبر ۱: بیمار کو کھانے پینے پر زیادہ زبردستی مت کرو۔

ادب نمبر ۲: بیماری میں بد پرہیزی مت کرو۔

ادب نمبر ۳: خلاف شرع تعویذ گنڈہ، ٹوٹکہ ہرگز استعمال مت کرو۔

---

[1] لباس سے متعلق نو (۹) آداب مذکور ہیں۔ [2] ترجمہ: شکر ہے اللہ تعالیٰ کا کہ جس نے ہم کو یہ کپڑا پہنایا اور بلا کسی محنت و مشقت کے مرحمت فرمایا۔

ادب نمبر۴: اگر کسی کو نظر لگ جائے تو جس پر شبہ[1] ہو کہ اس کی نظر لگی ہے اس کا منہ اور دونوں ہاتھ کہنی سمیت اور دونوں پاؤں اور دونوں زانوں اور استنجے کی جگہ دھلوا کر پانی جمع کر کے اس شخص کے سر پر ڈال دو جس کو نظر لگی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ شفا ہو جائے گی۔

ادب نمبر۵: جن بیماریوں سے دوسروں کو نفرت ہوتی ہے جیسے خارش یا خون بگڑ جانا، ایسے بیمار کو چاہیے کہ خود سب سے الگ رہے تا کہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔

خواب دیکھنے کا بیان

ادب نمبر۱: اگر ڈراونا خواب نظر آئے تو بائیں طرف تین بار تھتکار دو اور تین بار ''أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ'' پڑھو اور کروٹ بدل ڈالو اور کسی سے ذکر مت کرو ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی نقصان نہ ہوگا۔

ادب نمبر۲: اگر خواب کہنا ہو تو ایسے شخص سے کہو جو عقل مند یا تمہارا چاہنے[2] والا ہو، تا کہ بری تعبیر نہ دے۔

ادب نمبر۳: جھوٹا خواب بنانا بڑا گناہ ہے۔

---

[1] اس مقام پر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اول تو خواہ مخواہ کسی پر شبہ نہ کرے بل کہ شبہ کرنے میں بہت احتیاط سے کام لے، پھر اگر کسی خاص وجہ سے شبہ پکا ہو تو ہر کسی سے یہ نہ کہے کہ ''تو اپنا منہ وغیرہ دھودے'' بل کہ یہ دیکھ لے کہ اگر اس سے کہا جاوے گا تو یہ برا تو نہ مانے گا۔ جب یہ معلوم ہو جاوے کہ وہ برا نہ مانے گا تب کہے، یہ حکم تو شبہ کرنے والے سے متعلق ہے، رہا وہ شخص جس پر شبہ کیا گیا ہے اس کو چاہیے کہ اگر کسی کو پانی کی ضرورت ہو تو انکار نہ کرے بل کہ دھودے، کیوں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس سے اس امر کی درخواست کی جاوے تو اس کو چاہیے کہ انکار نہ کرے اور اپنے اعضائے مذکورہ کو دھودے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اگر شبہ صحیح ہے تب تو دوسرے کا فائدہ ہے اور اگر صحیح نہیں تو اس کا حرج نہیں، لہٰذا انکار نہ کرنا چاہیے (تصحیح الاغلاط)۔ [2] یعنی تمہارا خیر خواہ اور دین دار ہو۔

تمرین

سوال①: کپڑے پہننے کی دعا کون سی ہے؟

سوال②: کپڑے پہننے کے آداب تفصیل سے بیان کریں۔

سوال③: اگر کسی پر شبہ ہو کہ اس کی نظر فلاں کو لگی ہے تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

سوال④: جس بیماری میں مبتلا شخص سے دوسروں کو نفرت ہوتی ہو تو ایسے بیمار کو کیا کرنا چاہیے؟

سوال⑤: اگر ڈراؤنا خواب دیکھے تو کیا کرنا چاہیے؟

سوال⑥: کیا خواب کسی سے بھی بیان کر دینے کی اجازت ہے یا کچھ شرائط ہیں؟

سلام کرنے کا بیان

ادب نمبر ۱: آپس میں سلام کیا کرو اس طرح: "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" اور جواب اس طرح دیا کرو: "وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ" اور سب طریقے واہیات ہیں۔

ادب نمبر ۲: جو پہلے سلام کرے اس کو زیادہ ثواب ملتا ہے۔

ادب نمبر ۳: جو کوئی دوسرے کا سلام لائے یوں جواب دو "عَلَیْهِمْ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ"[۱]

ادب نمبر ۴: اگر کئی آدمیوں میں سے ایک نے سلام کرلیا تو سب کی طرف سے ہوگیا۔ اسی طرح ساری محفل میں سے ایک نے جواب دے دیا وہ بھی سب کی طرف سے ہوگیا۔

اضافہ: ہاتھ کے اشارے سے سلام کے وقت جھکنا منع ہے، اگر کوئی شخص دور ہو اور تم اس کو سلام کرو یا وہ تم کو سلام کرے تو پھر ہاتھ سے اشارہ کرنا جائز ہے لیکن زبان سے بھی سلام کے الفاظ کہنے چاہییں۔ مسلمانوں کے جو بچے سرکاری اسکولوں میں پڑھتے ہیں، ان کو بھی انگریزی یا ہندوانہ طریقے سے سلام نہ کرنا چاہیے بل کہ شرعی طریقے پر استاذوں وغیرہ کو سلام کرنا چاہیے۔ اگر استاذ کافر ہو تو اس کو صرف سلام یا "اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی" کہنا چاہیے، کافروں کے لیے "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" کے الفاظ نہ استعمال کرنے چاہییں، سب مسلمانوں کے لیے یہی حکم ہے۔

بیٹھنے، لیٹنے اور چلنے کا بیان

ادب نمبر ۱: بن ٹھن کر اتراتے ہوئے مت چلو۔

ادب نمبر ۲: الٹا مت لیٹو۔

ادب نمبر ۳: ایسی چھت پر مت سوؤ جس میں آڑ نہ ہو، شاید لڑھک کر گر پڑو۔

ادب نمبر ۴: کچھ دھوپ میں کچھ سایہ میں مت بیٹھو۔

ادب نمبر ۵: اگر تم باہر نکلو تو سڑک کے کنارے کنارے چلو۔

---

[۱] اور فقط "وعلیکم السلام" بھی کہنا حدیث میں آیا ہے، غرض دونوں طرح درست ہے۔

سب میں مل کر بیٹھنے کا بیان[1]

ادب نمبر ۱: کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں مت بیٹھو۔

ادب نمبر ۲: کوئی محفل سے اٹھ کر کسی کام کو گیا اور عقل سے معلوم ہوا کہ ابھی پھر آئے گا، ایسی حالت میں اس جگہ کسی اور کو نہ بیٹھنا چاہیے، وہ جگہ اسی کا حق ہے۔

ادب نمبر ۳: اگر دو آدمی ارادہ کر کے محفل میں پاس پاس بیٹھے ہوں تو ان کے بیچ میں جا کر مت بیٹھو، البتہ اگر وہ خوشی سے بٹھلالیں تو کچھ ڈر نہیں۔

ادب نمبر ۴: جو تم سے ملنے آئے اس کو دیکھ کر ذرا اپنی جگہ سے کھسک جاؤ، جس میں وہ یہ جانے کہ میری قدر کی۔

ادب نمبر ۵: محفل میں سردار بن کر مت بیٹھو، جہاں جگہ ہو غریبوں کی طرح بیٹھ جاؤ۔

ادب نمبر ۶: جب چھینک آئے منہ پر کپڑا یا ہاتھ رکھ لو اور پست آواز سے چھینکو۔

ادب نمبر ۷: جمائی کو جہاں تک ہو سکے روکو، اگر نہ رکے تو منہ ڈھانک لو۔

ادب نمبر ۸: بہت زور سے مت ہنسو۔

ادب نمبر ۹: محفل میں ناک منہ چڑھا کر منہ پھیلا کر مت بیٹھو، عاجزی سے غریبوں کی طرح بیٹھو، کوئی بات موقعے کی ہو بول چال بھی لو، البتہ گناہ کی بات مت کرو۔

ادب نمبر ۱۰: محفل میں کسی کی طرف پاؤں مت پھیلاؤ۔

---

[1] اس عنوان کے تحت دس (۱۰) مسائل مذکور ہیں۔

تمرین

سوال①: دین اسلام میں سلام کہنے سے متعلق کیا حکم ہے؟

سوال②: جو شخص ہم تک کسی کا سلام لائے تو اس کو کیسے سلام کا جواب دینا چاہیے؟

سوال③: کیا صرف ہاتھ کے اشارے سے سلام کر سکتے ہیں؟

سوال④: اگر کافر کو سلام کرنا پڑ جائے تو کس طرح سلام کرنا چاہیے؟

سوال⑤: کچھ دھوپ اور کچھ سائے میں بیٹھنے کا کیا حکم ہے؟

سوال⑥: ایسی چھت پر سونا جس میں آڑ نہ ہو کیسا ہے؟

سوال⑦: کوئی شخص اگر مجلس سے اٹھ کر جائے تو کیا دوسرے شخص کو اس کی جگہ پر بیٹھنا ادب کے خلاف ہے تفصیل سے بیان کریں؟

سوال⑧: مجلس میں بیٹھنے کے کوئی سے (۵) آداب بیان کریں۔

زبان کے بچانے کا بیان[1]

ادب نمبر۱: بلاسوچے کوئی بات مت کہو، جب سوچ کر یقین ہو جائے کہ یہ بات کسی طرح بری نہیں تب بولو۔

ادب نمبر۲: کسی کو بے ایمان کہنا یا یوں کہنا کہ ''فلاں پر اللہ کی مار، اللہ کی پھٹکار، اللہ کا غضب پڑے، دوزخ نصیب ہو'' خواہ آدمی کو خواہ جانور کو، یہ سب گناہ ہے، جس کو کہا گیا ہے اگر وہ ایسا نہ ہوا تو یہ سب پھٹکار لوٹ کر اس کہنے والے پر پڑتی ہے۔

ادب نمبر۳: اگر تم کو کوئی بے جا بات کہے، بدلے میں اتنا ہی کہہ سکتے ہو، اگر ذرا بھی زیادہ کہا پھر تم گناہ گار ہو گے۔

ادب نمبر۴: دوغلی بات منہ دیکھنے کی مت کرو کہ اس کے منہ پر اس کی سی اور اس کے منہ پر اس کی سی۔

ادب نمبر۵: چغل خوری ہرگز مت کرو، نہ کسی کی چغلی سنو۔

ادب نمبر۶: جھوٹ ہرگز مت بولو۔

ادب نمبر۷: خوشامد سے کسی کی منہ پر تعریف مت کرو اور پیٹھ پیچھے بھی حد سے زیادہ تعریف مت کرو۔

ادب نمبر۸: کسی کی غیبت ہرگز بیان مت کرو اور غیبت یہ ہے کہ کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی ایسی بات کہنا کہ اگر وہ سنے تو اس کو رنج ہو، چاہے وہ بات سچی ہی ہو اور اگر وہ بات ہی غلط ہے تو وہ بہتان ہے اس میں اور بھی زیادہ گناہ ہے۔

ادب نمبر۹: کسی سے بحث مت کرو، اپنی بات کو اونچی مت کرو۔

ادب نمبر۱۰: زیادہ مت ہنسو، اس سے دل کی رونق[2] جاتی رہتی ہے۔

ادب نمبر۱۱: جس شخص کی غیبت کی ہے اگر اس سے معاف نہ کرا سکو تو اس شخص کے لیے دعائے مغفرت کیا کرو، امید ہے کہ قیامت میں معاف کر دے۔

ادب نمبر۱۲: جھوٹا وعدہ مت کرو۔

ادب نمبر۱۳: ایسی ہنسی مت کرو جس سے دوسرا ذلیل ہو جائے۔

---

[1] زبان سے متعلق سولہ (۱۶) ادب بیان ہوئے ہیں۔ [2] اور چہرے کی رونق بھی جاتی رہتی ہے۔

ادب نمبر ۱۴: اپنی کسی چیز یا کسی ہنر پر بڑائی مت جتلاؤ۔

ادب نمبر ۱۵: شعر اشعار کا دھندا مت رکھو، البتہ اگر مضمون خلاف شرع نہ ہو اور تھوڑی سی آواز سے کبھی کبھی کوئی دعا یا نصیحت کا شعر پڑھ لو تو ڈر نہیں۔

ادب نمبر ۱۶: سنی سنائی ہوئی باتیں مت کہا کرو، کیوں کہ اکثر ایسی باتیں جھوٹی ہوتی ہیں۔

متفرق باتوں کا بیان[1]

ادب نمبر ۱: زمانے کو برا مت کہو۔

ادب نمبر ۲: باتیں بہت چبا کر مت کرو، نہ کلام میں بہت طول یا مبالغہ کیا کرو، ضرورت کے قدر بات کرو۔

ادب نمبر ۳: کسی کے گانے کی طرف کان مت لگاؤ۔

ادب نمبر ۴: کسی کی بری صورت یا بری بات کی نقل مت اتارو۔

ادب نمبر ۵: کسی کا عیب دیکھو تو اس کو چھپاؤ[2]، گاتے مت پھرو۔

ادب نمبر ۶: جو کام کرو سوچ کر، انجام سمجھ کر اطمینان سے کرو، جلدی میں اکثر کام بگڑ جاتے ہیں۔

ادب نمبر ۷: کوئی تم سے مشورہ لے تو وہی صلاح دو جس کو اپنے نزدیک بہتر سمجھتے ہو۔

ادب نمبر ۸: غصہ جہاں تک ہو سکے روکو۔

ادب نمبر ۹: لوگوں سے اپنا کہا سنا معاف کرا لو، ورنہ قیامت میں بڑی مصیبت ہوگی۔

ادب نمبر ۱۰: دوسروں کو بھی نیک کام بتلاتے رہو، بری باتوں سے منع کرتے رہو، البتہ اگر بالکل قبول کرنے کی امید نہ ہو یا اندیشہ ہو کہ یہ ایذا پہنچائے گا تو خاموشی جائز ہے، مگر دل سے بری بات کو بری سمجھتے رہو، اور بغیر مجبوری کے ایسے آدمیوں سے نہ ملو۔

---

[1] اس عنوان کے تحت دس (۱۰) ادب مذکور ہیں۔ [2] ہاں کسی سخت ضرورت کے وقت ظاہر کر دینا مضائقہ نہیں مثلاً: اگر ظاہر نہ کریں تو ایسے شخص سے جس میں وہ عیب ہے، لوگوں کو دھوکا ہوگا اور ان کا نقصان ہوگا تو ایسے وقت عیب دار کو سزا دینا ثواب ہے اور بعض صورتوں میں واجب ہے۔

تمرین

سوال①: غیبت اور بہتان کی تعریف کریں۔

سوال②: کس قسم کی شعروشاعری صحیح اور کس قسم کی غیر صحیح ہے؟

سوال③: چغلی کھانا کسے کہتے ہیں؟

سوال④: دین کی بات دوسروں کو کن صورتوں میں بتلا سکتے ہیں اور کن صورتوں میں نہ بتلانا بھی جائز ہے؟

سوال⑤: گفتگو کرنے کے کوئی سے (۳) آداب بیان کریں۔

دل کا سنوارنا

زیادہ کھانے کی حرص کی برائی اور اس کا علاج[1]

بہت سے گناہ پیٹ کے زیادہ پالنے سے ہوتے ہیں، اس میں کئی باتوں کا خیال رکھو: مزے دار کھانے کے پابند نہ ہو، حرام روزی سے بچو، حد سے زیادہ پیٹ نہ بھرو بل کہ دو چار لقمے کی بھوک رکھ کر کھاؤ۔ اس میں بہت سے فائدے ہیں:

(۱) دل صاف رہتا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی پہچان ہوتی ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

(۲) دل میں رقت اور نرمی رہتی ہے جس سے دعا اور ذکر میں لذت معلوم ہوتی ہے۔

(۳) نفس میں بڑائی اور سرکشی نہیں ہونے پاتی۔

(۴) نفس کو تھوڑی سی تکلیف پہنچتی ہے اور تکلیف کو دیکھ کر اللہ کا عذاب یاد آتا ہے اور اس وجہ سے نفس گناہوں سے بچتا ہے۔

(۵) گناہ کی رغبت کم ہوتی ہے۔

(۶) طبیعت ہلکی رہتی ہے، نیند کم آتی ہے، تہجد اور دوسری عبادتوں میں سستی نہیں ہوتی۔

(۷) بھوکوں اور عاجزوں پر رحم آتا ہے، بل کہ ہر ایک کے ساتھ رحم دلی پیدا ہوتی ہے۔

زیادہ بولنے کی حرص کی برائی اور اس کا علاج

نفس کو زیادہ بولنے میں بھی مزہ آتا ہے اور اس سے صدہا گناہ میں پھنس جاتا ہے۔ جھوٹ اور غیبت اور کوسنا، کسی کو طعنہ دینا، اپنی بڑائی جتلانا، خواہ مخواہ کسی سے بحثا بحثی لگانا، امیروں کی خوشامد کرنا، ایسی ہنسی کرنا جس سے کسی کا دل دکھے، ان سب آفتوں سے بچنا جب ہی ممکن ہے کہ زبان کو روکے اور اس کے روکنے کا طریقہ یہی ہے کہ جو

---

[1] اس عنوان کے تحت کم کھانے کے سات (۷) فوائد مذکور ہیں۔

بات منہ سے نکالنا ہو جی میں آتے ہی نہ کہہ ڈالے بل کہ پہلے خوب سوچ سمجھ لے کہ اس بات میں کسی طرح کا گناہ ہے یا ثواب ہے یا یہ کہ نہ گناہ ہے نہ ثواب ہے۔ اگر وہ بات ایسی ہے جس میں تھوڑا یا بہت گناہ ہے تو بالکل اپنی زبان بند کرلو، اگر اندر سے نفس تقاضہ کرے تو اس کو یوں سمجھاؤ کہ اس وقت تھوڑا سا جی کو مار لینا آسان ہے اور دوزخ کا عذاب بہت سخت ہے اور اگر وہ بات ثواب کی ہے تو کہہ ڈالو اور اگر نہ گناہ ہے نہ ثواب ہے تو بھی مت کہو اور اگر بہت ہی دل چاہے تو تھوڑی سی کہہ کر چپ ہو جاؤ۔ ہر بات میں اس طرح سوچا کرو، تھوڑے دنوں میں بری بات کہنے سے خود نفرت ہو جائے گی۔ زبان کی حفاظت کی ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ بلاضرورت کسی سے نہ ملو، جب تنہائی ہو گی خود ہی زبان خاموش رہے گی۔

تمرین

سوال ①: زیادہ کھانے کے نقصانات اور کم کھانے کے فوائد تفصیل سے بیان کریں۔

سوال ②: زیادہ بولنے کے نقصانات اور اس کا علاج بیان کریں۔

غصے کی برائی اور اس کا علاج

غصے میں عقل ٹھکانے نہیں رہتی اور انجام سوچنے کا ہوش نہیں رہتا، اس لیے زبان سے بھی جا بے جا نکل جاتا ہے اور ہاتھ سے بھی زیادتی ہو جاتی ہے، اس لیے اس کو بہت روکنا چاہیے اور اس کو روکنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے یہ کرے کہ جس پر غصہ آیا ہے، اس کو اپنے روبرو سے فوراً ہٹا دے، اگر وہ نہ ہٹے تو خود اس جگہ سے ٹل جائے، پھر سوچے کہ جس قدر یہ شخص میرا قصوروار ہے اس سے زیادہ میں اللہ تعالیٰ کا قصوروار ہوں اور جیسا میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری خطا معاف کردیں ایسے ہی مجھ کو بھی چاہیے کہ میں اس کا قصور معاف کردوں اور زبان سے ''أَعُوْذُ بِاللّٰهِ'' کئی بار پڑھے اور پانی پی لے یا وضو کرلے، اس سے غصہ جاتا رہے گا۔

پھر جب عقل ٹھکانے ہو جائے اس وقت بھی اگر اس قصور پر سزا دینی مناسب معلوم ہو، مثلاً: سزا دینے میں اسی قصوروار ہی کی بھلائی ہے جیسے اپنی اولاد ہے کہ اس کو سدھارنا ضروری ہے اور یا سزا دینے میں دوسرے کی بھلائی ہے جیسے اس شخص نے کسی پر ظلم کیا تھا، اب مظلوم کی مدد کرنا اور اس کے واسطے بدلہ لینا ضروری ہے، اس لیے سزا کی ضرورت ہے تو اول خوب سمجھ لے کہ اتنی خطا کی کتنی سزا ہونی چاہیے، جب اچھی طرح شرع کے موافق اس بات میں تسلی ہو جائے تو اسی قدر سزا دے دے۔ چند روز اس طرح غصہ روکنے سے پھر خود بخود قابو میں آجائے گا، تیزی نہ رہے گی اور کینہ بھی اسی غصے سے پیدا ہو جاتا ہے، جب غصہ کی اصلاح ہو جائے گی کینہ بھی دل سے نکل جائے گا۔

حسد کی برائی اور اس کا علاج

کسی کو کھاتا پیتا یا پھلتا پھولتا، عزت آبرو سے رہتا ہوا دیکھ کر دل میں جلنا اور رنج کرنا اور اس کے زوال سے خوش ہونا، اس کو ''حسد'' کہتے ہیں، یہ بہت بری چیز ہے، اس میں گناہ بھی ہے، ایسے شخص کی ساری زندگی تلخی میں گزرتی ہے، غرض اس کی دنیا اور دین دونوں بے حلاوت (بدمزہ) ہیں، اس لیے اس آفت سے نکلنے کی بہت کوشش کرنی چاہیے اور علاج اس کا یہ ہے کہ اول یہ سوچے کہ میرے حسد کرنے سے مجھ ہی کو نقصان اور تکلیف ہے، اس کا کیا نقصان ہے اور وہ میرا نقصان یہ ہے کہ میری نیکیاں برباد ہو رہی ہیں، کیوں کہ حدیث میں ہے کہ ''حسد نیکیوں کو

اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا لیتی ہے۔[1] اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حسد کرنے والا گویا اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر رہا ہے کہ فلانا شخص اس نعمت کے لائق نہ تھا اس کو نعمت کیوں دی؟ تو یوں سمجھو کہ تو بہ تو بہ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے تو کتنا بڑا گناہ ہوگا اور تکلیف ظاہری یہ ہے کہ ہمیشہ رنج وغم میں رہتا ہے اور جس پر حسد کیا ہے اس کا کوئی نقصان نہیں، کیوں کہ حسد سے وہ نعمت جاتی نہ رہے گی بل کہ اس کا یہ نفع ہے کہ اس حسد کرنے والے کی نیکیاں اس کے پاس چلی جائیں گی۔

جب ایسی ایسی باتیں سوچ چکو تو پھر یہ کرو کہ اپنے دل پر جبر کر کے جس شخص پر حسد پیدا ہوا ہے زبان سے دوسروں کے روبرو اس کی تعریف اور بھلائی بیان کرو اور یوں کہو کہ ''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کے پاس ایسی ایسی نعمتیں ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو دگنی دیں'' اور اگر اس شخص سے ملنا ہو جائے تو اس کی تعظیم کرے اور اس کے ساتھ عاجزی سے پیش آئے۔ پہلے پہلے ایسے برتاؤ سے نفس کو بہت تکلیف ہوگی، مگر رفتہ رفتہ آسانی ہو جائے گی اور حسد جاتا رہے گا۔

تمرین

سوال ①: غصے کی برائی اور اس کا علاج تفصیل سے بیان کریں۔

سوال ②: حسد کی برائی اور اس کا علاج بیان کریں۔

[1] مطلب یہ ہے کہ جس پر حسد کیا گیا ہے قیامت میں حاسد کی نیکیاں اس کو دی جائیں گی اور یہ اپنی اتنی نیکیوں سے خالی ہو جائے گا تو گویا اس کے اعمال برباد ہو گئے۔

دنیا اور مال کی محبت کی برائی اور اس کا علاج

مال کی محبت ایسی بری چیز ہے کہ جب یہ دل میں آتی ہے تو حق تعالیٰ کی یاد اور محبت اس میں نہیں سماتی، کیوں کہ ایسے شخص کو تو ہر وقت یہی اُدھیڑ بن رہے گی کہ روپیہ کس طرح آئے اور کیوں کر جمع ہو، زیور کپڑا ایسا ہونا چاہیے، اس کا بندوبست کس طرح کرنا چاہیے، اتنے برتن ہو جائیں، اتنی چیزیں ہو جائیں، ایسا گھر بنانا چاہیے، باغ لگانا چاہیے، جائداد خریدنا چاہیے۔ جب رات دن دل اسی میں رہا پھر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کی فرصت کہاں ملے گی۔

ایک برائی اس میں یہ ہے کہ جب دل میں اس کی محبت جم جاتی ہے تو مر کر اللہ کے پاس جانا اس کو برا معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ یہ خیال آتا ہے کہ مرتے ہی یہ سارا عیش جاتا رہے گا اور کبھی خاص مرتے وقت دنیا کا چھوٹنا برا معلوم ہوتا ہے اور جب اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا سے چھڑایا ہے تو توبہ توبہ اللہ تعالیٰ سے دشمنی ہو جاتی ہے اور خاتمہ کفر پر ہوتا ہے۔

ایک برائی اس میں یہ ہے کہ جب آدمی دنیا سمیٹنے کے پیچھے پڑ جاتا ہے پھر اس کو حرام حلال کا کچھ خیال نہیں رہتا، نہ اپنا اور پرایا حق سوجھتا ہے، نہ جھوٹ اور دغا بازی سے بچنے کی پرواہ ہوتی ہے، بس یہی نیت رہتی ہے کہ کہیں سے آئے لے کر بھر لو۔

اسی واسطے حدیث میں آیا ہے: ''دنیا کی محبت سارے گناہوں کی جڑ ہے۔'' جب یہ ایسی بری چیز ہے تو ہر مسلمان کو کوشش کرنا چاہیے کہ اس بلا سے بچے اور اپنے دل سے اس دنیا کی محبت باہر کرے۔

علاج

(۱) سو اس کا پہلا علاج تو یہ ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کرے اور ہر وقت سوچے کہ یہ سب سامان ایک دن چھوڑنا ہے، پھر اس میں جی لگانے کا کیا فائدہ؟ بل کہ جس قدر زیادہ جی لگے گا اسی قدر چھوڑتے وقت حسرت ہوگی۔

(۲) بہت سے علاقے نہ بڑھائے یعنی بہت سے آدمیوں سے میل جول، لینا دینا نہ بڑھائے، ضرورت سے زیادہ سامان، چیز بست مکان جائداد جمع نہ کرے، کاروبار، روزگار، تجارت حد سے زیادہ نہ پھیلائے، ان

چیزوں کو ضرورت اور آرام تک رکھے، غرض سب سامان مختصر رکھے۔

(۳) فضول خرچی نہ کرے، کیوں کہ فضول خرچی کرنے سے آمدنی کی حرص بڑھتی ہے اور اس کی حرص سے سب خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

(۴) موٹے کھانے، کپڑے کی عادت رکھے۔

(۵) غریبوں میں زیادہ بیٹھے، امیروں سے بہت کم ملے، کیوں کہ امیروں سے ملنے میں ہر چیز کی ہوس پیدا ہوتی ہے۔

(۶) جن بزرگوں نے دنیا چھوڑ دی ہے ان کے قصے حکایتیں دیکھا کرے۔

(۷) جس چیز سے دل کو زیادہ لگاؤ ہو اس کو خیرات کردے یا بیچ ڈالے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان تدبیروں سے دنیا کی محبت دل سے نکل جائے گی اور دل میں جو دور دور کی اُمنگیں پیدا ہوتی ہیں کہ یوں جمع کریں، یوں سامان خریدیں، یوں اولاد کے لیے مکان اور گاؤں چھوڑ جائیں جب دنیا کی محبت جاتی رہے گی، یہ امنگیں خود دفع ہو جائیں گی۔

کنجوسی کی برائی اور اس کا علاج

بہت سے حق جن کا ادا کرنا فرض اور واجب ہے جیسے زکوٰۃ، قربانی، کسی محتاج کی مدد کرنا، اپنے غریب رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنا، کنجوسی میں یہ حق ادا نہیں ہوتے۔ اس کا گناہ ہوتا ہے، یہ تو دین کا نقصان ہے اور کنجوس آدمی سب کی نگاہوں میں ذلیل و بےقدر رہتا ہے، یہ دنیا کا نقصان ہے، اس سے زیادہ کیا برائی ہوگی۔

علاج اس کا ایک تو یہ ہے کہ مال اور دنیا کی محبت دل سے نکالے، جب اس کی محبت نہ رہے گی کنجوسی کسی طرح ہو ہی نہیں سکتی۔ دوسرا علاج یہ ہے کہ جو چیز اپنی ضرورت سے زیادہ ہو، اپنی طبیعت پر زور ڈال کر اس کو کسی کو دے ڈالا کرے، اگرچہ نفس کو تکلیف ہو مگر ہمت کرکے اس تکلیف کو سہار لے، جب تک کہ کنجوسی کا اثر بالکل دل سے نہ نکل جائے۔

تمرین

سوال①: دنیا اور مال کی ناجائز محبت کی برائی اور اس کے علاج پر (۲۰) سطروں کا ایک مضمون لکھیں۔

سوال②: کنجوسی کی برائی اور اس کے علاج کے متعلق ایک مختصر مضمون لکھیں۔

نام اور تعریف چاہنے کی برائی اور اس کا علاج

جب آدمی کے دل میں اس کی خواہش ہوتی ہے تو دوسرے شخص کے نام اور تعریف سے جلتا ہے اور حسد کرتا ہے۔ اس کی برائی اور پرسن چکے ہو اور دوسرے شخص کی برائی اور ذلت سن کر جی خوش ہوتا ہے، یہ بھی بڑے گناہ کی بات ہے کہ آدمی دوسرے کا برا چاہے اور اس میں یہ بھی برائی ہے کہ کبھی ناجائز طریقوں سے نام پیدا کیا جاتا ہے، مثلاً: نام کے واسطے شادی وغیرہ میں خوب مال اڑایا، فضول خرچی کی اور وہ مال کبھی رشوت سے جمع کیا، کبھی سودی قرض لیا اور یہ سارے گناہ اس نام کی بدولت ہوئے اور دنیا کا نقصان اس میں یہ ہے کہ ایسے شخص کے دشمن اور حاسد بہت ہوتے ہیں اور ہمیشہ اس کو ذلیل اور بدنام کرنے اور اس کو نقصان اور تکلیف پہنچانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔

علاج اس کا ایک تو یہ ہے کہ یوں سوچے کہ جن لوگوں کی نگاہ میں ناموری اور تعریف ہوگی نہ وہ رہیں گے نہ میں رہوں گا، تھوڑے دنوں کے بعد کوئی پوچھے گا بھی نہیں، پھر ایسی بے بنیاد چیز پر خوش ہونا نادانی کی بات ہے۔

دوسرا علاج یہ ہے کہ کوئی ایسا کام کرے جو شرع کے خلاف نہ ہو مگر یہ لوگوں کی نظر میں ذلیل اور بدنام ہو جائے، مثلاً: گھر کی بچی ہوئی باسی روٹیاں غریبوں کے ہاتھ سستی بیچنے لگے، اس سے خوب رسوائی ہوگی۔

غرور اور شیخی کی برائی اور اس کا علاج

غرور اور شیخی اس کو کہتے ہیں کہ آدمی اپنے آپ کو علم میں یا عبادت میں یا دین داری میں یا حسب ونسب میں یا مال اور سامان میں یا عزت وآبرو میں یا عقل میں یا اور کسی بات میں اوروں سے بڑا سمجھے اور دوسروں کو اپنے سے کم اور حقیر جانے، یہ بڑا گناہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ ''جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا'' اور دنیا میں بھی لوگ ایسے آدمی سے دل میں بہت نفرت کرتے ہیں اور اس کے دشمن ہوتے ہیں، اگرچہ ڈر کے مارے ظاہر میں آؤ بھگت کرتے ہیں اور اس میں یہ بھی برائی ہے کہ ایسا شخص کسی کی نصیحت کو نہیں مانتا، حق بات کو کسی کے کہنے سے قبول نہیں کرتا، بل کہ برا مانتا ہے اور اس نصیحت کرنے والے کو تکلیف پہنچانا چاہتا ہے۔

علاج اس کا یہ ہے کہ اپنی حقیقت میں غور کرے کہ میں مٹی اور ناپاک پانی کی پیدائش ہوں، ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہیں، اگر وہ چاہیں ابھی سب لے لیں، پھر شیخی کس بات پر کروں اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو یاد

کرے، اس وقت اپنی بڑائی نگاہ میں نہ آئے گی اور جس کو اس نے حقیر سمجھا ہے اس کے سامنے عاجزی سے پیش آئے اور اس کی تعظیم کیا کرے، شیخی دل سے نکل جائے گی، اگر اور زیادہ ہمت نہ ہو تو اپنے ذمے اتنی ہی پابندی کر لے کہ جب کوئی چھوٹے درجے کا آدمی ملے اس کو پہلے خود سلام کر لیا کرے، ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی نفس میں بہت عاجزی آ جائے گی۔[1]

تمرین

سوال ①: نام اور تعریف چاہنے سے کون کون سی برائیاں انسان میں پیدا ہوتی ہیں اور ان کا کیا علاج ہے؟

سوال ②: تکبر، غرور کسے کہتے ہیں اور اگر کسی میں یہ پایا جائے تو اس کا کیا علاج ہے؟

[1] کثرت نوافل بھی تکبر کا عمدہ علاج ہے اور دسترخوان پر جو کھانے کے ریزے رہ جاتے ہیں ان کو کھانا بھی تکبر کا بہترین علاج ہے۔

اِترانے[1] اور اپنے آپ کو اچھا سمجھنے کی برائی اور اس کا علاج

اگر کوئی اپنے آپ کو اچھا سمجھے یا کپڑا پہن کر اِترائے، اگر چہ دوسروں کو بھی برا اور کم نہ سمجھے یہ بات بھی بری ہے۔ حدیث میں آیا ہے: یہ خصلت دین کو برباد کرتی ہے اور یہ بات بھی ہے کہ ایسا آدمی اپنے سنوارنے کی فکر نہیں کرتا، کیوں کہ جب وہ اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے تو اس کو اپنی برائیاں کبھی نظر نہ آئیں گی۔

علاج اس کا یہ ہے کہ اپنے عیبوں کو سوچا اور دیکھا کرے اور یہ سمجھے کہ جو باتیں میرے اندر اچھی ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، میرا کوئی کمال نہیں اور یہ سوچ کر اللہ تعالیٰ کا شکر کیا کرے اور دعا کیا کرے کہ اے اللہ! اس نعمت کا زوال نہ ہو۔

نیک کام دکھلاوے[2] کے لیے کرنے کی برائی اور اس کا علاج

یہ دکھلاوا کئی طرح ہوتا ہے، کبھی صاف زبان سے ہوتا ہے کہ ہم نے اتنا قرآن پڑھا، ہم رات کو اٹھے تھے، کبھی اور باتوں میں ملا ہوتا ہے، مثلاً: کہیں بدوؤں[3] کا ذکر ہو رہا تھا، کسی نے کہا کہ ''نہیں صاحب! یہ سب باتیں غلط ہیں، ہمارے ساتھ ایسا ایسا برتاؤ ہوا'' تو اب بات تو ہوئی اور کچھ، لیکن اسی میں یہ بھی سب نے جان لیا کہ انہوں نے حج کیا ہے، کبھی کام کرنے سے ہوتا ہے جیسے دکھلاوے کی نیت سے سب کے روبرو تسبیح لے کر بیٹھ گئے یا کبھی کام کے سنوارنے سے ہوتا ہے جیسے کسی کی عادت ہے کہ ہمیشہ قرآن پڑھتا ہے، مگر چار آدمیوں کے سامنے ذرا سنوار سنوار کر پڑھنا شروع کر دیا۔

کبھی صورت شکل سے ہوتا ہے جیسے آنکھیں بند کر کے گردن جھکا کر بیٹھ گیا، جس میں دیکھنے والے سمجھیں کہ بڑا اللہ والا ہے، ہر وقت اسی دھیان میں ڈوبا رہتا ہے، رات کو بہت جاگتا ہے، نیند سے آنکھیں بند ہوئی جاتی ہیں۔ اسی طرح یہ دکھلاوا اور بھی کئی طور پر ہوتا ہے اور جس طرح بھی ہو بہت برا ہے، قیامت میں ایسے نیک کاموں پر جو دکھلاوے کے لیے ہوں، ثواب کے بدلے اُلٹا عذاب دوزخ کا ہوگا۔

---

[1] جس کو عربی میں ''عجب'' کہتے ہیں۔ [2] جس کو عربی میں ''ریا'' کہتے ہیں۔ [3] جو لوگ عرب کے جنگل اور گاؤں میں رہتے ہیں ان کو 'بدو' کہتے ہیں۔

ضروری بتلانے کے قابل بات

ان بری باتوں کے جو علاج بتائے گئے ہیں، ان کو دو چار بار کر لینے سے کام نہیں چلتا اور یہ برائیاں نہیں دور ہوتیں، مثلاً: غصے کو دو چار بار روک لیا تو اس سے اس بیماری کی جڑ نہیں گئی یا ایک آدھ بار غصہ نہ آیا تو اس دھوکے میں نہ آئے کہ میرا نفس سنور گیا ہے، بل کہ بہت دنوں تک ان علاجوں کو برتے[1] اور جب غفلت ہو جائے، افسوس اور رنج کرے اور آگے کو خیال رکھے، مدتوں کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ ان برائیوں کی جڑ جاتی رہے گی۔

ایک اور ضروری علاج

نفس کے اندر کی جتنی برائیاں ہیں اور ہاتھ پاؤں سے جتنے گناہ ہوتے ہیں، ان کے علاج کا ایک آسان طریقہ یہ بھی ہے کہ جب نفس سے کوئی شرارت اور برائی یا گناہ کا کام ہو جائے اس کو کچھ سزا دیا کرے اور دو سزائیں آسان ہیں کہ ہر شخص کر سکتا ہے: ایک تو یہ ہے کہ اپنے ذمے کچھ آنہ دو آنے، روپیہ دو روپے جیسی حیثیت ہو جرمانے کے طور پر ٹھہرا لے، جب کوئی بری بات ہو جایا کرے وہ جرمانہ غریبوں کو بانٹ دیا کرے، اگر پھر ہو پھر اسی طرح کرے۔ دوسری سزا یہ ہے کہ ایک دو وقت کھانا نہ کھایا کرے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اگر کوئی ان سزاؤں کو نباہ کر برتے ان شاء اللہ تعالیٰ سب برائیاں چھوٹ جائیں۔ آگے اچھی باتوں کا بیان ہے جن سے دل سنورتا ہے۔

---

[1] اور اپنی عادتوں کا اخلاق درست ہو جانے کے بعد بھی امتحان کرتا رہے، مرتے وقت تک نفس کی شرارت سے بے خبر نہ ہونا چاہیے، نفس بہت شریر ہے، اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

تمرین

سوال ①: "اترانا" کسے کہتے ہیں اور اس کا کیا علاج ہے؟

سوال ②: دکھلاوے کی تعریف اور اس کی قسمیں بیان کریں۔

سوال ③: بیان شدہ برائیوں اور ان کے علاج کے جو طریقے بیان ہوئے تو کیا یہ علاج ایک آدھ مرتبہ کرنے سے وہ برائی ختم ہو جائے گی یا اس سے نجات پانے کی کوئی اور صورت ہے تفصیل سے لکھیں؟

سوال ④: نفس کی اصلاح کے لیے کوئی آسان طریقہ بتائیں جو آپ پڑھ چکے ہوں۔

توبہ اور اس کا طریقہ

توبہ ایسی اچھی چیز ہے کہ اس سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جو آدمی اپنی حالت میں غور کرے گا کہ ہر وقت کوئی نہ کوئی بات گناہ کی ہو ہی جاتی ہے تو ضرور توبہ کو ہر وقت ضروری سمجھے گا۔ طریقہ اس کے حاصل کرنے کا یہ ہے کہ قرآن اور حدیث میں جو جو عذاب کے ڈراوے گناہوں پر آئے ہیں، ان کو یاد کرے اور سوچے اس سے گناہ پر دل دکھے گا، اس وقت چاہیے کہ زبان سے بھی توبہ کرے اور جو نماز روزہ وغیرہ قضا ہوا ہو اس کو قضا بھی کرے، اگر بندوں کے حقوق ضائع ہوئے ہیں، ان سے معاف بھی کرالے یا ادا کرے اور جو ویسے ہی گناہ ہوں، ان پر خوب کڑھے اور رونے کی شکل بنا کر اللہ تعالیٰ سے خوب معافی مانگے۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا طریقہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''مجھ سے ڈرو'' اور خوف ایسی اچھی چیز ہے کہ آدمی اس کی بدولت گناہوں سے بچتا ہے، طریقہ اس کا وہی ہے جو طریقہ توبہ کا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو سوچا کرے اور یاد کیا کرے۔

اللہ تعالیٰ سے امید رکھنا اور اس کا طریقہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''تم حق تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو''[۱] اور امید ایسی اچھی چیز ہے کہ اس سے نیک کاموں کے لیے دل بڑھتا ہے اور توبہ کرنے کی ہمت ہوتی ہے، طریقہ اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو یاد کیا کرے اور سوچا کرے۔

صبر اور اس کا طریقہ

نفس کو دین کی بات پر پابند رکھنا اور دین کے خلاف اس سے کوئی کام نہ ہونے دینا اس کو ''صبر'' کہتے ہیں اور

۱ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ. (سورہ زمر: ۵۳)

اس کے کئی مواقع ہیں.

(۱) آدمی چین امن کی حالت میں ہو، اللہ تعالیٰ نے صحت دی ہو، مال دولت، عزت آبرو، نوکر چاکر، آل اولاد، گھر بار، ساز وسامان دیا ہو، ایسے وقت کا صبر یہ ہے کہ دماغ خراب نہ ہو، اللہ تعالیٰ کو نہ بھول جائے، غریبوں کو حقیر نہ سمجھے، ان کے ساتھ نرمی اور احسان کرتا رہے۔

(۲) عبادت کے وقت نفس سستی کرتا ہے جیسے نماز کے لیے اٹھنے میں یا نفس کنجوسی کرتا ہے جیسے زکوٰۃ خیرات دینے میں، ایسے موقعے میں تین طرح کا صبر درکار ہے:

(الف) عبادت سے پہلے کی نیت درست رکھے، اللہ ہی کے واسطے وہ کام کرے، نفس کی کوئی غرض نہ ہو۔

(ب) عبادت کے وقت کہ کم ہمتی نہ ہو، جس طرح اس عبادت کا حق ہے اسی طرح ادا کرے۔

(ج) عبادت کے بعد کہ اس کو کسی کے روبرو ذکر نہ کرے۔

(۳) موقع گناہ کا وقت ہے، اس وقت کا صبر یہ ہے کہ نفس کو گناہ سے روکے۔

(۴) موقع وہ وقت ہے کہ اس شخص کو کوئی مخلوق تکلیف پہنچائے، برا بھلا کہے، اس وقت کا صبر یہ ہے کہ بدلہ نہ لے، خاموش ہو جائے۔

(۵) موقع مصیبت اور بیماری[۱] اور مال کے نقصان یا کسی عزیز وقریب کے مرجانے کا ہے، اس وقت کا صبر یہ ہے کہ زبان سے خلافِ شرع کلمہ نہ کہے، بیان کرکے نہ روئے۔

سب قسم کے صبروں کا طریقہ یہ ہے کہ ان سب موقعوں کے ثواب کو یاد کرے اور سمجھے کہ یہ سب باتیں میرے فائدے کے واسطے ہیں اور سوچے کہ بے صبری کرنے سے تقدیر تو ٹلتی نہیں، ناحق ثواب بھی کیوں کھویا جائے۔

---

[۱] بیماری پر صبر کرنا فقر وفاقہ پر صبر کرنے سے زیادہ دشوار ہے اور اسی لیے اس کا ثواب بھی زیادہ ہے۔

تمرین

سوال ①: توبہ کرنے کا طریقہ آسان الفاظ میں بیان کریں۔

سوال ②: اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا کیا فائدہ ہے اور یہ وصف کیسے حاصل ہوجاتا ہے؟

سوال ③: اللہ تعالیٰ سے امید رکھنے کا کیا فائدہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے امید کیسے پیدا ہوتی ہے؟

سوال ④: ''صبر'' کسے کہتے ہیں، صبر کے جتنے مواقع کا ذکر آپ نے پڑھا وہ لکھیں اور سب موقعوں پر صبر حاصل کرنے کا طریقہ بھی لکھیں۔

شکر اور اس کا طریقہ

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہونا اور اس محبت سے یہ شوق ہونا کہ جب وہ ہم کو ایسی نعمتیں دیتے ہیں تو ان کی خوب عبادت کرو اور ایسی نعمت دینے والے کی نافرمانی بڑے شرم کی بات ہے، یہ خلاصہ ہے شکر کا۔ یہ ظاہر ہے کہ بندے پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ہزاروں نعمتیں ہیں، اگر کوئی مصیبت بھی ہے تو اس میں بھی بندے کا فائدہ ہے تو وہ بھی نعمت[1] ہے۔ جب ہر وقت نعمت ہے تو ہر وقت دل میں یہ خوشی اور محبت رہنا چاہیے کہ کبھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے بجالانے میں کمی نہ کرنی چاہیے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کیا کرے اور سوچا کرے۔

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا اور اس کا طریقہ

یہ ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے بغیر نہ کوئی نفع حاصل ہو سکتا ہے نہ نقصان پہنچ سکتا ہے، اس واسطے ضروری ہے کہ جو کام کرے اپنی تدبیر[2] پر بھروسہ نہ کرے، نظر اللہ تعالیٰ پر رکھے اور کسی مخلوق سے زیادہ امید نہ رکھے، نہ کسی سے زیادہ ڈرے، یہ سمجھ لے کہ اللہ کے چاہے بغیر کوئی کچھ نہیں کر سکتا، اس کو "بھروسہ اور توکل" کہتے ہیں، طریقہ اس کا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کو اور مخلوق کے ناچیز ہونے کو خوب سوچا اور یاد کیا کرے۔

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا اور اس کا طریقہ

اللہ تعالیٰ کی طرف دل کا کھنچنا اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کو سن کر اور ان کے کاموں کو دیکھ کر دل کا مزہ آنا یہ محبت ہے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ اللہ کا نام بہت کثرت سے پڑھا کرے اور ان کی خوبیوں کو یاد کیا کرے اور ان کو جو بندے کے ساتھ محبت ہے اس کو سوچا کرے۔

---

[1] کیوں کہ اس پر صبر کرنے سے ثواب بھی ہوتا ہے اور نفس کی اصلاح بھی ہوتی ہے کہ وہ ذلیل ہوتا ہے اور کبھی کوئی عمدہ عوض دنیا میں بھی مل جاتا ہے۔

[2] یعنی تدبیر کرے، کیوں کہ تدبیر کرنا اللہ پاک کا حکم ہے مگر اس کو مستقل نہ سمجھے بل کہ یوں سمجھے کہ کام کا پورا ہونا اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے، اگر وہ چاہیں گے تو تدبیر اثر کرے گی ورنہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی رہنا اور اس کا طریقہ

جب مسلمان کو یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ہوتا ہے سب میں بندے کا فائدہ اور ثواب ہے تو ہر بات پر راضی رہنا چاہیے، نہ گھبرائے نہ شکایت کرے۔ طریقہ اس کا اس بات کا سوچنا ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے سب بہتر ہے۔

تمرین

سوال ①: ''شکر'' کسے کہتے ہیں اور اس کے ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال ②: اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اس کے اختیار کرنے کے طریقے پر ایک مختصر مگر جامع مضمون لکھیں۔

سوال ③: اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا کسے کہتے ہیں اور یہ صفت بندے میں کیسے پیدا ہوتی ہے؟

سوال ④: اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی رہنے کا کیا طریقہ ہے اور یہ خوبی کیسے حاصل کی جاسکتی ہے؟

صدق یعنی سچی نیت اور اس کا طریقہ

دین کا جو کوئی کام کرے اس میں کوئی دنیا کا مطلب نہ ہو، نہ تو دکھلاوا ہو، نہ ایسا کوئی مطلب ہو جیسے کسی کے پیٹ میں گڑبڑ ہے تو اس نے کہا کہ ''چلو روزہ رکھ لیں، روزے کا روزہ ہو جائے گا اور پیٹ ہلکا ہو جائے گا'' یا نماز کے وقت پہلے سے وضو ہو مگر گرمی بھی ہے، اس لیے وضو تازہ کر لیا کہ وضو بھی تازہ ہو جائے گا اور ہاتھ پاؤں بھی ٹھنڈے ہو جائیں گے، یا کسی سائل کو دیا کہ اس کے تقاضے سے جان بچے اور یہ بلا ٹلی، سب باتیں سچی نیت کے خلاف ہیں۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ کام کرنے سے پہلے خوب سوچ لیا کرے، اگر کسی ایسی بات کا اس میں میل پائے اس سے دل کو صاف کر لے۔

مراقبہ یعنی دل سے اللہ کا دھیان رکھنا اور اس کا طریقہ

دل سے ہر وقت دھیان رکھے کہ اللہ تعالیٰ کو میرے سب حالوں کی خبر ہے، ظاہر کی بھی اور دل کی بھی، اگر برا کام ہوگا یا برا خیال لایا جائے گا شاید اللہ تعالیٰ دنیا میں یا آخرت میں سزا دیں، دوسرے عبادت کے وقت یہ دھیان جمائے کہ وہ میری عبادت کو دیکھ رہے ہیں، اچھی طرح بجالانا چاہیے۔ طریقہ اس کا یہی ہے کہ کثرت سے ہر وقت یہ سوچا کرے، تھوڑے دنوں میں اس کا دھیان بندھ جائے گا، پھر ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے کوئی بات اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ ہوگی۔

قرآن مجید پڑھنے میں دل لگانے کا طریقہ

قاعدہ ہے کہ اگر کوئی کسی سے کہے کہ ''ہم کو تھوڑا سا قرآن سناؤ، دیکھیں کیسا پڑھتے ہو؟'' تو اس وقت جہاں تک ہوسکتا ہے خوب بنا کر، سنوار کر، سنبھال کر پڑھتے ہو، اب یوں کیا کرو کہ جب قرآن پڑھنے کا ارادہ کرو پہلے دل میں یہ سوچ لیا کرو کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ہم سے فرمائش کی ہے کہ ہم کو سناؤ کیسا پڑھتے ہو اور یوں سمجھو کہ اللہ تعالیٰ خوب سن رہے ہیں اور یوں خیال کرو کہ جب آدمی کے کہنے سے بنا سنوار کر پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فرمانے سے جو پڑھتے ہیں اس کو تو خوب ہی سنبھال سنبھال کر پڑھنا چاہیے۔

یہ سب باتیں سوچ کر اب پڑھنا شروع کرو اور جب تک پڑھتے رہو یہی باتیں خیال میں رکھو اور جب پڑھنے میں بگاڑ ہونے لگے یا دل اِدھر اُدھر بٹنے لگے تو تھوڑی دیر کے لیے پڑھنا موقوف کر کے ان باتوں کے سوچنے کو پھر تازہ کر لو، ان شاء اللہ تعالیٰ اس طریقے سے صحیح اور صاف بھی پڑھا جائے گا اور دل بھی ادھر متوجہ رہے گا، اگر ایک مدت تک اسی طرح پڑھو گے تو پھر آسانی سے دل لگنے لگے گا۔

نماز میں دل لگانے کا طریقہ

اتنی بات یاد رکھو کہ نماز میں کوئی کام، کوئی پڑھنا بے ارادہ نہ ہو بل کہ ہر بات ارادے اور سوچ سے ہو، مثلاً: اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر جب کھڑے ہو تو ہر لفظ پر یوں سوچو کہ میں اب ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ '' پڑھ رہا ہوں پھر سوچو کہ اب ''وَبِحَمْدِكَ'' کہہ رہا ہوں، پھر دھیان کرو کہ اب ''وَتَبَارَكَ اسْمُكَ'' منہ سے نکل رہا ہے۔ اسی طرح ہر لفظ پر الگ الگ دھیان اور ارادہ کرو، پھر الحمد اور سورت میں یوں ہی کرو، پھر رکوع میں، اسی طرح ہر دفعہ ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ '' کو سوچ سوچ کر کہو۔ غرض منہ سے جو نکالو دھیان بھی ادھر رکھو، ساری نماز میں یہی طریقہ رکھو ان شاء اللہ تعالیٰ اس طرح کرنے سے نماز میں کسی طرف دھیان نہ بٹے گا، پھر تھوڑے دنوں میں آسانی سے جی لگنے لگے گا اور نماز میں مزہ آئے گا۔[1]

تمرین

سوال ①: سچی نیت کے حصول کا طریقہ کیا ہے؟
سوال ②: مراقبہ کی تعریف اور اس کا فائدہ بیان کریں۔
سوال ③: قرآن مجید دل لگا کر پڑھنے کا طریقہ بیان کریں۔
سوال ④: نماز میں دل لگانے کا طریقہ بیان کریں۔

---

[1] اور اگر نمازی نماز کے معنی سمجھتا ہو تو معنی کا بھی خیال کرے، اس خیال سے ثواب بھی بڑھ جائے گا اور دھیان بھی ادھر اُدھر نہ بٹے گا اور نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس کے معنی چند روز میں یاد ہو سکتے ہیں۔

پیری مریدی کا بیان

مرید بننے میں کئی فائدے ہیں:

(۱) دل کے سنوارنے کے طریقے جو اوپر بیان کیے گئے ہیں ان پر عمل کرنے میں کبھی کم سمجھی سے غلطی ہو جاتی ہے، پیر اس کا ٹھیک راستہ بتلا دیتا ہے۔

(۲) کتاب میں پڑھنے سے بعض دفعہ اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا کہ پیر کے بتلانے سے ہوتا ہے، ایک تو اس کی برکت ہوتی ہے، پھر یہ بھی خوف ہوتا ہے کہ اگر کوئی نیک کام میں کمی کی یا کوئی بری بات کی، پیر سے شرمندگی ہوگی۔

(۳) پیر سے اعتقاد اور محبت ہو جاتی ہے اور یوں جی چاہتا ہے کہ جو اس کا طریقہ ہے ہم بھی اسی کے موافق چلیں۔

(۴) پیر اگر نصیحت کرنے میں سختی یا غصہ کرتا ہے تو ناگوار نہیں ہوتا، پھر اس نصیحت پر عمل کرنے کی زیادہ کوشش ہو جاتی ہے اور بھی بعض فائدے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے ان کو حاصل ہوتے ہیں اور حاصل ہونے ہی سے معلوم ہوتے ہیں۔

کامل پیر کی سات (۷) علامات

اگر مرید ہونے کا ارادہ ہو تو اول پیر میں یہ باتیں دیکھ لو، جس میں یہ باتیں نہ ہوں اس سے مرید نہ ہوں:

(۱) وہ پیر دین کے مسئلے جانتا ہو، شرع سے ناواقف نہ ہو۔

(۲) اس میں[1] کوئی بات خلافِ شرع نہ ہو۔ جو عقیدے تم نے اس کتاب کے شروع میں پڑھے ہیں ویسے اس کے عقیدے ہوں، جو جو مسئلے اور دل کے سنوارنے کے طریقے تم نے اس کتاب میں پڑھے ہیں کوئی بات اس میں ان کے خلاف نہ ہو۔

(۳) کمانے کھانے کے لیے پیری مریدی نہ کرتا ہو۔

(۴) کسی ایسے بزرگ کا مرید ہو جس کو اکثر اچھے لوگ بزرگ سمجھتے ہوں۔

---

[1] مقصود اصلی یہ ہے کہ پیر کسی خلاف شریعت بات پر مصر نہ ہو اور یہ کہنا کہ ''جو جو مسئلے تم نے اس میں پڑھے ہیں کوئی بات اس میں ان کے خلاف نہ ہو'' یہ عنوان بطور مثال اور سمجھانے کی غرض سے ہے نہ کہ اسی میں منحصر کر دیا ہے۔ اگر کسی کا پیر شافعی وغیرہ اہل حق میں سے ہو تو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

(۵) اس پیر کو بھی اچھے لوگ اچھا کہیں۔

(۶) اس کی تعلیم میں یہ اثر ہو کہ دین کی محبت اور شوق پیدا ہو جائے۔ یہ بات اس کے اور مریدوں کا حال دیکھنے سے معلوم ہو جائے گی، اگر دس مریدوں میں پانچ چھ مرید بھی اچھے ہوں تو سمجھو کہ یہ پیر تاثیر والا ہے اور ایک آدھ مرید کے برے ہونے سے شبہ مت کرو۔

اور تم نے جو سنا ہوگا کہ بزرگوں میں تاثیر ہوتی ہے، وہ تاثیر یہی ہے اور دوسری تاثیروں کو مت دیکھنا کہ وہ جو کہہ دیتے ہیں اسی طرح ہوتا ہے، وہ ایک ''دم'' کر دیتے ہیں تو بیماری جاتی رہتی ہے، وہ جس کام کے لیے تعویذ دیتے ہیں وہ کام مرضی کے موافق ہو جاتا ہے، وہ ایسی توجہ دیتے ہیں کہ آدمی لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے، ان تاثیروں سے کبھی دھوکا مت کھانا۔

(۷) اس پیر میں یہ بات ہو کہ دین کی نصیحت کرنے میں مریدوں کا لحاظ ملاحظہ نہ کرتا ہو، بے جا بات سے روک دیتا ہو۔

جب کوئی ایسا پیر مل جائے تو اچھی نیت سے یعنی خالص دین کے درست کرنے کی نیت سے مرید ہو جاؤ، البتہ دین کی راہ پر چلنا فرض ہے بغیر مرید ہوئے بھی اس راہ پر چلتے رہو۔

اب پیری مریدی کے متعلق بارہ باتوں کی تعلیم کی جاتی ہے

تعلیم نمبر ۱: پیر کا خوب ادب رکھیں، اللہ کے نام لینے کا طریقہ وہ جس طرح بتلائے اس کو نباہ کر کرے۔ اس کی نسبت یوں اعتقاد رکھے کہ مجھ کو جتنا فائدہ دل کے درست ہونے کا اس سے پہنچ سکتا ہے اتنا اس زمانے کے کسی بزرگ[1] سے نہیں پہنچ سکتا۔

تعلیم نمبر ۲: اگر مرید کا دل ابھی اچھی طرح نہیں سنورا تھا کہ پیر کا انتقال ہو گیا تو دوسرے کامل پیر سے جس میں اوپر کی سب باتیں ہوں، مرید ہو جائے۔

تعلیم نمبر ۳: کسی کتاب میں کوئی وظیفہ یا کوئی فقیری کی بات دیکھ کر اپنی عقل سے کچھ نہ کرے، پیر سے پوچھ لے اور جو کوئی نئی بات بھلی یا بری دل میں آئے یا کسی بات کا ارادہ پیدا ہو پیر سے دریافت کر لے۔

---

[1] لیکن کسی دوسرے بزرگ کی توہین ہرگز نہ کرے۔

تعلیم نمبر۴: اگر غلطی سے کسی خلافِ شرع پیر سے مرید ہو جائے یا پہلے وہ شخص اچھا تھا اب بگڑ گیا تو مریدی توڑ ڈالے اور کسی اچھے بزرگ سے مرید ہو جائے، لیکن اگر کوئی ہلکی سی بات کبھی کبھار پیر سے ہو جائے تو یوں سمجھے کہ آخر یہ بھی آدمی ہے، فرشتہ تو ہے نہیں، اس سے غلطی ہوگئی جو توبہ سے معاف ہو سکتی ہے۔ ذرا ذرا سی بات میں اعتقاد خراب نہ کرے، البتہ اگر وہ اس بے جا بات پر جم جائے تو پھر مریدی توڑ دے۔

تعلیم نمبر۵: پیر کو یوں سمجھنا گناہ ہے کہ اس کو ہر وقت ہمارا سب حال معلوم ہے۔

تعلیم نمبر۶: فقیری کی جو ایسی کتابیں ہیں کہ ان کا ظاہری مطلب خلافِ شرع ہے، ایسی کتابیں کبھی نہ دیکھے، اسی طرح جو شعر اشعار خلاف شرع ہیں ان کو کبھی زبان سے نہ پڑھے۔

تعلیم نمبر۷: بعض فقیر کہا کرتے ہیں کہ ''شرع کا راستہ اور ہے اور فقیری کا راستہ اور ہے'' یہ فقیر گمراہ ہیں، ان کو جھوٹا سمجھنا فرض ہے۔

تعلیم نمبر۸: اگر پیر کوئی بات خلاف شرع بتلائے اس پر عمل درست نہیں، اگر وہ اس پر اصرار کرے تو اس سے مریدی توڑ دے۔

تعلیم نمبر۹: اگر اللہ کا نام لینے کی برکت سے دل میں کوئی اچھی حالت پیدا ہو یا اچھے خواب نظر آئیں یا جاگتے میں کوئی آواز یا روشنی معلوم ہو تو بجز اپنے پیر کے کسی سے ذکر نہ کرے، نہ کبھی اپنے وظیفوں اور عبادت کا کسی سے اظہار کرے، کیوں کہ ظاہر کرنے سے وہ دولت جاتی رہتی ہے۔

تعلیم نمبر۱۰: اگر پیر نے کوئی وظیفہ یا ذکر بتلایا اور کچھ مدت تک اس کا اثر یا مزہ دل پر کچھ معلوم نہ ہوا تو اس سے تنگ دل یا پیر سے بد اعتقاد نہ ہو، بل کہ یوں سمجھے کہ بڑا اثر یہی ہے کہ اللہ کا نام لینے کا دل میں ارادہ پیدا ہوتا ہے اور اس نیک کام کی توفیق ہوتی ہے اور ایسے اثر کا کبھی دل میں خیال نہ لائے کہ مجھ کو خواب میں بزرگوں کی زیارت ہوا کرے، مجھ کو ہونے والی باتیں معلوم ہو جایا کریں، مجھ کو خوب رونا آیا کرے، مجھ کو عبادت میں ایسی بے ہوشی ہو جائے کہ دوسری چیزوں کی خبر ہی نہ رہے۔ کبھی کبھی یہ باتیں بھی ہو جاتی ہیں اور کبھی نہیں ہوتیں، اگر ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے اور اگر نہ ہوں یا ہو کر کم ہو جائیں یا جاتی رہیں تو غم نہ کرے، البتہ اللہ نہ کرے اگر شرع کی پابندی میں کمی ہونے لگے یا گناہ ہونے لگیں یہ بات البتہ غم کی ہے، جلدی ہمت کر کے اپنی حالت درست کرے

اور پیر کو اطلاع دے اور وہ جو بتلائیں اس پر عمل کرے۔

تعلیم نمبر۱۱: دوسرے بزرگوں کی یا دوسرے خاندان (جیسے نقشبندی، چشتی، قادری وغیرہ) کی شان میں گستاخی نہ کرے، نہ اور جگہ کے مریدوں سے یوں کہے کہ "ہمارے پیر تمہارے پیر سے یا ہمارا خاندان تمہارے خاندان سے بڑھ کر ہے" ان فضول باتوں سے دل میں اندھیرا پیدا ہوتا ہے۔

تعلیم نمبر۱۲: اگر اپنے کسی پیر بھائی پر پیر کی مہربانی زیادہ ہو، یا اس کو وظیفہ و ذکر سے زیادہ فائدہ ہو تو اس پر حسد نہ کرے۔

تمرین

سوال①: مرید بننے کا کیا فائدہ ہے؟

سوال②: پیر میں کیا صفات ہونی چاہیے؟

سوال③: اگر کوئی شخص کسی خلاف شرع پیر سے بیعت ہو جائے تو کیا ایسے پیر سے کی گئی بیعت ختم کی جا سکتی ہے؟

سوال④: اگر پیر کوئی وظیفہ بتا دے تو کیا اس کا اثر دل پر ظاہر ہونا ضروری ہے؟

سوال⑤: اپنے پیر سے کس قسم کا ادب برتنا چاہیے؟

مرید کو بلکہ ہر مسلمان کو اس طرح رات دن رہنا چاہیے[1]

(۱) ضرورت کے موافق دین کا علم حاصل کرے، خواہ کتاب پڑھ کر یا عالموں سے پوچھ پاچھ کر۔

(۲) سب گناہوں سے بچے۔

(۳) اگر کوئی گناہ ہو جائے فوراً توبہ کرے۔

(۴) کسی کا حق نہ رکھے، کسی کو زبان سے یا ہاتھ سے تکلیف نہ دے، کسی کی برائی نہ کرے۔

(۵) مال کی محبت اور نام کی خواہش نہ رکھے، نہ بہت اچھے کھانے کپڑے کی فکر میں رہے۔

(۶) اگر اس کی خطا پر کوئی ٹوکے تو بہانہ نہ بنائے، فوراً اقرار اور توبہ کر لے۔

(۷) سخت ضرورت کے بغیر سفر نہ کرے، سفر میں بہت سی باتیں بے احتیاطی کی ہوتی ہیں، بہت سے نیک کام چھوٹ جاتے ہیں، وظیفوں میں خلل پڑ جاتا ہے، وقت پر کوئی کام نہیں ہوتا۔

(۸) بہت نہ ہنسے، بہت نہ بولے، خاص کر نامحرم سے بے تکلفی کی باتیں نہ کرے۔

(۹) کسی سے جھگڑا تکرار نہ کرے۔

(۱۰) شرع کا ہر وقت خیال رکھے۔

(۱۱) عبادت میں سستی نہ کرے۔

(۱۲) زیادہ وقت تنہائی میں رہے۔

(۱۳) اگر اوروں سے ملنا جلنا پڑے تو سب سے عاجز ہو کر رہے، سب کی خدمت کرے، بڑائی نہ جتلائے۔

(۱۴) اور امیروں سے تو بہت ہی کم ملے۔

(۱۵) بد دین آدمی سے دور بھاگے۔

(۱۶) دوسروں کا عیب نہ ڈھونڈے، کسی پر بدگمانی نہ کرے، اپنے عیبوں کو دیکھا کرے اور ان کی درستگی کیا کرے۔

(۱۷) نماز کو اچھی طرح اچھے وقت دل سے پابندی کے ساتھ ادا کرنے کا بہت خیال رکھے۔

(۱۸) دل یا زبان سے ہر وقت اللہ کی یاد میں رہے، کسی وقت غافل نہ ہو۔

---

[1] اس عنوان کے تحت چالیس (۴۰) آداب مذکور ہیں۔

(۱۹) اگر اللہ کا نام لینے سے مزہ آئے، دل خوش ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔

(۲۰) بات نرمی سے کرے۔

(۲۱) سب کاموں کے لیے وقت مقرر کرلے اور پابندی سے ان کو نبھائے۔

(۲۲) جو کچھ رنج وغم نقصان پیش آئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانے، پریشان نہ ہو اور یوں سمجھے کہ اس میں مجھ کو ثواب ملے گا۔

(۲۳) ہر وقت دل میں دنیا کا حساب کتاب اور دنیا کے کاموں کا ذکر نہ رکھے، بل کہ خیال بھی اللہ ہی کا رکھے۔

(۲۴) جہاں تک ہوسکے دوسروں کو فائدہ پہنچائے، خواہ دنیا کا یا دین کا۔

(۲۵) کھانے پینے میں نہ اتنی کمی کرے کہ کمزور یا بیمار ہو جائے، نہ اتنی زیادتی کرے کہ عبادت میں سستی ہونے لگے۔

(۲۶) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے طمع نہ کرے، نہ کسی کی طرف خیال دوڑائے کہ فلاں جگہ سے ہم کو یہ فائدہ ہو جائے۔

(۲۷) اللہ تعالیٰ کی تلاش میں بے چین رہے۔

(۲۸) نعمت تھوڑی ہو یا بہت، اس پر شکر بجالائے اور فقر و فاقہ سے تنگ دل نہ ہو۔

(۲۹) جو اس کی ماتحتی میں ہیں، ان کی خطا وقصور سے درگزر کرے۔

(۳۰) کسی کا عیب معلوم ہو جائے تو اس کو چھپائے، البتہ اگر کوئی کسی کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے اور تم کو معلوم ہو جائے تو اس شخص سے کہہ دو۔

(۳۱) مہمانوں اور مسافروں اور غریبوں اور عالموں اور درویشوں[۱] کی خدمت کرے۔

(۳۲) نیک صحبت اختیار کرے۔

(۳۳) ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرے۔

(۳۴) موت کو یاد رکھے۔

(۳۵) کسی وقت بیٹھ کر روز کے روز اپنے دن بھر کے کاموں کو سوچا کرے، جو نیکی یاد آئے اس پر شکر کرے، گناہ

---

[۱] یعنی اللہ والے فقیروں کی خدمت کرے اور آج کل جو بہت سے لوگوں نے مانگنے کا پیشہ کر رکھا ہے اور اچھے خاصے ہٹے کٹے بل کہ مال دار ہیں، ان کو کچھ مت دو۔ ایسے فقیروں کو دینا ناجائز ہے۔

پر توبہ کرے۔

(۳۶) جھوٹ ہرگز نہ بولے۔

(۳۷) جو محفل خلاف شرع ہو وہاں ہرگز نہ جائے۔

(۳۸) شرم وحیا اور بردباری سے رہے۔

(۳۹) ان باتوں پر مغرور نہ ہو کہ میرے اندر ایسی خوبیاں ہیں۔

(۴۰) اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرے کہ نیک راہ پر قائم رکھیں۔

تمرین

سوال ①: ایک مسلمان کو رات دن کس طرح گزارنا چاہیے؟

سوال ②: اگر کوئی گناہ ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

سوال ③: اگر خط پر کوئی ٹوکے تو کیا کرنا چاہیے؟

سوال ④: اگر اللہ کا نام لینے سے مزہ آئے، دل خوش ہو تو کیا کرنا چاہیے؟

سوال ⑤: کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے طمع کرنا چاہیے اور کسی کی طرف خیال دوڑانا چاہیے؟

سوال ⑥: کیا خلافِ شرع محفل میں جانا چاہیے؟

رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں سے بعض نیک کاموں کے ثواب کا اور بری باتوں کے عذاب کا بیان[1]

نیت خالص رکھنا

(۱) ایک شخص نے پکار کر پوچھا: ''یارسول اللہ! (ﷺ) ایمان کیا چیز ہے؟''
آپ ﷺ نے فرمایا: ''نیت کو خالص رکھنا۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جو کام کرے، اللہ کے واسطے کرے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سارے کام نیت کے ساتھ ہیں۔''

فائدہ: مطلب یہ کہ اچھی نیت ہو تو نیک کام پر ثواب[2] ملتا ہے ورنہ نہیں ملتا۔

دکھلاوے کے واسطے کوئی کام کرنا

(۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص سنانے کے واسطے کوئی کام کرے، اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب سنوائیں گے اور جو شخص دکھلاوے کے واسطے کوئی کام کرے، اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب دکھلائیں گے۔''

(۴) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تھوڑا سا دکھلاوا بھی ایک طرح کا شرک ہے۔''

قرآن وحدیث کے حکم پر چلنا

(۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس وقت میری امت میں دین کا بگاڑ پڑ جائے، اس وقت جو شخص میرے طریقے کو تھامے رہے، اس کو سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔''

---

[1] تاکہ نیکیوں کی رغبت ہو اور برائیوں سے نفرت ہو۔ [2] اور اسی طرح بری نیت سے عذاب ہوتا ہے۔

(۶) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم لوگوں میں ایسی چیز چھوڑ کر جاتا ہوں کہ اگر تم اس کو تھامے رہو گے تو کبھی نہ بھٹکو گے: (۱) اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآن (۲) نبی کی سنت یعنی حدیث۔''

نیک کام کی راہ نکالنا یا بری بات کی بنیاد ڈالنا

(۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:[۱] ''جو شخص نیک راہ نکالے، پھر اور لوگ اس راہ پر چلیں تو اس شخص کو خود اس کا ثواب بھی ملے گا اور جتنوں نے اس کی پیروی کی ہے ان سب کے برابر بھی اس کو ثواب ملے گا اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہ ہوگی اور جو شخص بری راہ نکالے، پھر اور لوگ اس راہ پر چلیں تو اس شخص کو خود اس کا بھی گناہ ہوگا اور جتنوں نے اس کی پیروی کی ہے ان سب کے برابر بھی اس کو گناہ ہوگا اور ان کے گناہ میں بھی کمی نہ ہوگی۔''

فائدہ: مثلاً: کسی نے اولاد کی شادی میں رسمیں موقوف کردیں یا کسی بیوہ سے نکاح کرلیا اور اس کی دیکھا دیکھی اوروں کو بھی ہمت ہوئی تو اس شروع کرنے والے کو ہمیشہ ثواب ہوا کرے گا۔

دین کا علم ڈھونڈنا

(۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:[۲] ''جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کرنا چاہتے ہیں، اس کو دین کی سمجھ دیتے ہیں۔''

فائدہ: یعنی مسئلے مسائل کی تلاش اور شوق اس کو ہو جاتا ہے۔[۳]

---

۱ ''مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ.'' (صحیح مسلم، الزکاۃ، باب الحث علی الصدقہ..... الرقم: ۱۰۱۷)

۲ ''مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ.'' (صحیح البخاری، العلم، باب من یرد اللہ بہ..... الرقم: ۷۱) ۳ اور وہ ان کو سمجھتا ہے اور ان پر عمل کرتا ہے۔

تمرین

سوال ①: نیت کو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے رکھنے کے بارے میں دو حدیثیں ذکر کریں۔

سوال ②: دکھلاوے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا کیا ارشاد ہے؟

سوال ③: قرآن وحدیث کے حکم پر چلنے کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

سوال ④: نیک کام کی راہ نکالنے کا کیا فائدہ ہے اور بری بات کی بنیاد ڈالنے کے کیا نقصانات ہیں؟

دین کا مسئلہ چھپانا

(۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے کوئی دین کی بات پوچھی جائے اور وہ اس کو چھپا لے تو قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔''

فائدہ: اگر تم سے کوئی مسئلہ پوچھا کرے اور تم کو خوب یاد ہو تو سستی اور انکار مت کیا کرو اچھی طرح[1] سمجھا دیا کرو۔

مسئلہ جان کر عمل نہ کرنا

(۱۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس قدر علم ہوتا ہے وہ علم والے پر وبال ہوتا ہے، بجز اس شخص کے جو اس کے موافق عمل کرے۔''

فائدہ: دیکھو کبھی برادری کے خیال سے یا نفس کی پیروی سے مسئلے کے خلاف نہ کرنا۔

پیشاب سے احتیاط نہ کرنا

(۱۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پیشاب سے خوب احتیاط[2] رکھا کرو، کیوں کہ اکثر قبر کا عذاب اسی سے ہوتا ہے۔''

وضو اور غسل میں خوب خیال سے پانی پہنچانا

(۱۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جن حالتوں میں نفس کو ناگوار ہو ایسی حالت میں وضو اچھی طرح کرنے سے گناہ دھل[3] جاتے ہیں۔''

فائدہ: ناگواری کبھی سستی سے ہوتی ہے کبھی سردی سے۔

---

[1] اور اگر اچھی طرح یاد نہ ہو تو اٹکل پچو مت بتلایا کرو۔ [2] اس لیے کہ احتیاط نہ کرنے میں قوی احتمال ہے کہ نجاست اس مقدار تک پہنچ جاوے جس کے ہوتے ہوئے نماز درست نہیں ہوتی اور جب نماز صحیح نہ ہوئی تو عذاب کا ہونا ظاہر ہے۔ [3] یہاں گناہ سے گناہِ صغیرہ مراد ہیں جو ہمیشہ وضو سے معاف ہوتے ہیں مگر ناگواری کی حالت میں وضو کرنے سے بہت کثرت سے معاف ہوتے ہیں اور جب گناہ نہیں ہوتے تو جنت میں بڑے بڑے درجے بلند کیے جاتے ہیں۔

مسواک کرنا

(۱۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو رکعتیں مسواک کر کے پڑھنا ان ستر رکعتوں سے افضل ہیں جو بے مسواک کیے پڑھی جائیں۔''

وضو میں اچھی طرح پانی نہ پہنچانا

(۱۴) رسول اللہ ﷺ نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ وضو کر چکے تھے مگر ایڑیاں کچھ خشک رہ گئیں تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بڑا عذاب ہے ایڑیوں کو دوزخ کا۔''

فائدہ: انگوٹھی اچھی طرح ہلا کر پانی پہنچایا کرو اور جاڑوں میں اکثر پاؤں سخت ہو جاتے ہیں[۱] خوب پانی سے تر کیا کرو اور بعض لوگ چہرہ سامنے سامنے سے دھو لیتے ہیں کانوں تک نہیں دھوتے[۲] ان سب باتوں کا خیال رکھو۔

تمرین

سوال ①: علم دین حاصل کرنے کی کیا فضیلت ہے؟

سوال ②: دین کا مسئلہ چھپانے کی کیا سزا ہے؟

سوال ③: دین کا مسئلہ معلوم ہونے کے باوجود عمل نہ کرنا کیسا ہے؟

سوال ④: پیشاب کی چھینٹوں سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے کیا عذاب ہوتا ہے؟

سوال ⑤: وضو اچھی طرح سے نہ کرنے کے بارے میں کون سی حدیث آپ نے پڑھی ہے؟

---

۱ یعنی خشکی کی وجہ سے کھال سخت ہو جاتی ہے۔ ۲ ایسے ہی ٹھوڑی کے نیچے تک اچھی طرح دھویا کرو۔

نماز کی پابندی

(۱۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’پانچوں نمازوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کے دروازے کے سامنے ایک گہری نہر بہتی ہو اور وہ اس میں پانچ وقت نہایا کرے۔‘‘

فائدہ: مطلب یہ کہ جیسے اس شخص کے بدن پر ذرا میل نہ رہے گا، اسی طرح جو شخص پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھے اس کے سارے گناہ دھل جائیں گے۔

(۱۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔‘‘

نماز کو بری طرح پڑھنا

(۱۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص بے وقت نماز پڑھے اور وضو اچھی طرح نہ کرے اور جی لگا کر نہ پڑھے اور رکوع سجدہ اچھی طرح نہ کرے تو وہ نماز کالی بے نور ہو کر جاتی ہے اور یوں کہتی ہے کہ ’’اللہ تجھے برباد کرے جیسا کہ تو نے مجھ کو برباد کیا‘‘ یہاں تک کہ جب اپنی خاص جگہ پر پہنچتی ہے جہاں اللہ کو منظور ہو تو پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر ماری جاتی ہے۔‘‘

فائدہ: دوستو! نماز تو اسی واسطے پڑھتے ہو کہ ثواب ہو، پھر اس طرح کیوں پڑھتے ہو کہ الٹا اور گناہ ہو؟

نماز میں اُوپر یا اِدھر اُدھر دیکھنا

(۱۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تم نماز میں اوپر مت دیکھا کرو، کبھی تمہاری نگاہ چھین لی جائے۔‘‘

(۲۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر اِدھر اُدھر دیکھے، اللہ تعالیٰ اس کی نماز کو اسی پر الٹا ہٹا دیتے ہیں۔‘‘

فائدہ: یعنی قبول نہیں کرتے۔[۱]

[۱] یعنی پورا ثواب نہیں ملتا۔

نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گزرنا

(۲۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو خبر ہوتی کہ کتنا گناہ ہوتا ہے تو چالیس (۴۰) برس تک کھڑا رہنا اس کے نزدیک بہتر ہوتا سامنے نکلنے سے۔''

فائدہ: لیکن اگر نمازی کے سامنے ایک ہاتھ کے برابر یا اس سے زیادہ کوئی چیز کھڑی ہو تو اس چیز کے سامنے سے گزرنا درست ہے۔[1]

نماز کو جان کر قضا کر دینا

(۲۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نماز کو چھوڑ دے وہ جب اللہ تعالیٰ کے پاس جائے گا تو وہ غضب ناک ہوں گے۔''

قرض دے دینا

(۲۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے شب معراج میں بہشت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ خیرات کا ثواب دس (۱۰) حصے ملتا ہے اور قرض دینے کا ثواب اٹھارہ (۱۸) حصے۔''

غریب قرض دار کو مہلت دے دینا

(۲۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک قرض ادا کرنے کے وعدے کا وقت نہ آیا ہو اس وقت تک اگر کسی غریب کو مہلت دے تب تو ہر روز ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اتنا روپیہ خیرات دے دیا اور جب اس کا وقت آ جائے اور پھر مہلت دی تو ہر روز ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اتنے روپے سے دوگنا روپیہ روزمرہ خیرات کر دیا۔''

---

[1] یا اور جو کچھ رخصت واجازت کی صورتیں ہیں وہ ماہر اہل علم سے پوچھ لو۔

قرآن مجید پڑھنا

(۲۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قرآن مجید کا ایک حرف پڑھتا ہے اس کو ایک حرف پر ایک نیکی ملتی ہے اور نیکی کا قاعدہ ہے کہ اس کے بدلے دس (۱۰) حصے ملتے ہیں اور میں الٓمٓ کو ایک حرف نہیں کہتا بل کہ ''الف'' ایک حرف ہے اور ''ل'' ایک حرف اور ''م'' ایک حرف تو اس حساب سے تین حرفوں پر تیس (۳۰) نیکیاں ملیں گی۔''

اپنی جان یا اولاد کو کوسنا

(۲۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ تو اپنے لیے بددعا کیا کرو اور نہ اپنی اولاد کے لیے اور نہ اپنے خدمت کرنے والے کے لیے اور نہ اپنے مال و متاع کے لیے، کبھی ایسا نہ ہو کہ تمہارے کوسنے کے وقت قبولیت کی گھڑی ہو کہ اس میں اللہ سے جو مانگو اللہ تعالیٰ وہی کر دیں۔''

تمرین

سوال ①: پانچوں نمازوں کی پابندی کی کیا فضیلت ہے؟

سوال ②: نماز بری طرح پڑھنے اور اِدھر اُدھر دیکھنے کا کیا نقصان ہے؟

سوال ③: نمازی کے سامنے سے گزرنے کا کیا گناہ ہے؟

سوال ④: نماز کو جان بوجھ کر قضا کر دینا کیسا ہے؟

سوال ⑤: کسی کو قرضہ دینے اور قرض واپس لینے میں مہلت دینے کی کیا فضیلت ہے؟

سوال ⑥: اپنے آپ کو یا اپنی اولاد کو کوسنے سے ممانعت کے بارے میں آپ نے کون سی حدیث پڑھی ہے؟

حرام مال کمانا اور اس سے کھانا پہننا

(۲۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو گوشت اور خون حرام مال سے بڑھا ہوگا وہ بہشت میں نہ جائے گا، دوزخ ہی اس کے لائق ہے۔''

(۲۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کوئی کپڑا دس درہم کا خریدے اور اس میں ایک درہم حرام کا ہو تو جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہ کریں گے۔''

دھوکا کرنا

(۲۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہم لوگوں سے دھوکہ بازی کرے وہ ہم سے باہر ہے۔''

فائدہ: خواہ کسی چیز کے بیچنے میں دھوکا ہو یا اور کسی معاملے میں، سب برا ہے۔

قرض لینا

(۳۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مر جائے اور اس کے ذمے کسی کا کوئی درہم یا دینار رہ گیا ہو تو وہ اس کی نیکیوں سے پورا کیا جائے گا، جہاں نہ دینار ہوگا نہ درہم ہوگا۔''

فائدہ: ایک دینار سونے کا دس (۱۰) درہم کی قیمت کا ہوتا ہے۔

(۳۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرض دو طرح کا ہوتا ہے، جو شخص مر جائے اور اس کی نیت ادا کرنے کی ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس کا مددگار ہوں اور جو شخص مر جائے اور اس کی نیت ادا کرنے کی نہ ہو اس شخص کی نیکیوں سے لے لیا جائے گا اور اس روز دینار، درہم کچھ نہ ہوگا۔''

فائدہ: مددگار کا مطلب یہ ہے کہ میں اس کا بدلہ اتار دوں گا۔

مقدور ہوتے ہوئے کسی کا حق ٹالنا

(۳۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مقدور والے کا ٹالنا ظلم ہے۔''

فائدہ: جیسے بعض کی عادت ہوتی ہے کہ قرض والے کو یا جس کی مزدوری چاہتے ہو اس کو خواہ مخواہ دوڑاتے ہیں، جھوٹے وعدے کرتے ہیں کہ کل آنا، پرسوں آنا۔ اپنے سارے خرچ چلتے ہیں مگر کسی کا حق دینے میں بے پروائی کرتے ہیں۔

سود لینا دینا

(۳۳) رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے پر اور سود دینے والے پر لعنت[1] فرمائی ہے۔

ناحق کسی کی زمین دبا لینا[2]

(۳۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بالشت بھر زمین بھی ناحق دبا لے اس کے گلے میں ساتوں زمین کا طوق ڈالا جائے گا۔''

تمرین

سوال ①: حرام مال کمانا اور اس سے کھانا پینا کیسا ہے؟

سوال ②: قرض لینا کیسا ہے؟

سوال ③: قدرت کے باوجود کسی کے حق کو ٹالنے کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا کیا فرمان ہے؟

سوال ④: سود لینے اور سود دینے پر شریعت میں کیا وعید آئی ہے؟

سوال ⑤: کسی کی زمین دبانے کا کیا عذاب ہے؟

---

[1] اسی طرح سود کا کاغذ لکھنے والے اور اس کی گواہی کرنے پر بھی لعنت فرمائی ہے۔ [2] بلا رضامندی مالک زمین کے اس زمین سے کسی قسم کا نفع اٹھانا۔

مزدوری کا فوراً دے دینا

(۳۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مزدور کو اُس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دے دیا کرو۔''

(۳۶) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''تین آدمیوں پر میں خود دعویٰ کروں گا، ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہے کہ کسی مزدور کو کام پر لگایا، اس سے کام پورا لے لیا اور اس کی مزدوری نہ دی۔''

اولاد کا مر جانا

(۳۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو دو میاں بیوی مسلمان ہوں اور ان کے تین بچے مر جائیں، اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اپنے فضل و رحمت سے بہشت میں داخل کریں گے۔'' بعضوں نے پوچھا: ''یارسول اللہ! اور اگر دو مرے ہوں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو میں بھی یہی ثواب ہے،'' پھر ایک کو پوچھا، آپ ﷺ نے ایک میں بھی یہی فرمایا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''قسم کھاتا ہوں اس ذات پاک کی جس کے اختیار میں میری جان ہے کہ جو حمل گر گیا ہو وہ بھی اپنی ماں کو آنول نال[1] سے پکڑ کر بہشت کی طرف کھینچ کر لے جائے گا جب کہ ماں نے ثواب کی نیت کی ہو۔''

فائدہ: یعنی ثواب کا خیال کر کے صبر کیا ہو۔

شان دکھلانے کو کپڑا پہننا

(۳۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی دنیا میں نام و نمود کے واسطے کپڑا پہنے، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت میں ذلت کا لباس پہنا کر پھر اس میں دوزخ کی آگ لگائیں گے۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جو اس نیت سے کپڑا پہنے کہ میری خوب شان بڑھے، سب کی نگاہ میرے ہی اوپر پڑے۔

[1] آنول نال اور نال ایک ہی بات ہے۔

کسی پر ظلم کرنا

(۳۹) رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس بیٹھنے والوں سے پوچھا: ''تم جانتے ہو کہ مفلس کیسا ہوتا ہے؟''
انہوں نے عرض کیا: ''ہم میں مفلس وہ کہلاتا ہے جس کے پاس مال اور متاع نہ ہو۔''
آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں بڑا مفلس وہ ہے کہ قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ سب لے کر آئے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ کسی کو برا بھلا کہا تھا اور کسی کو تہمت لگائی تھی اور کسی کا مال کھا لیا تھا اور کسی کا خون کیا تھا اور کسی کو مارا تھا، بس اس کی کچھ نیکیاں ایک کو مل گئیں، کچھ دوسرے کو مل گئیں اور ان حقوق کے بدلے ادا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو چکیں تو ان حق داروں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیے جائیں گے اور اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔''

رحم اور شفقت کرنا

(۴۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص آدمیوں پر رحم نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتے۔''

تمرین

سوال ①: مزدور کو اس کی مزدوری نہ دینے کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟
سوال ②: اولاد کے مرجانے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کیا تسلی دی ہے؟
سوال ③: شان دکھلانے کی غرض سے کپڑا پہننا کیسا ہے؟
سوال ④: حقیقت میں مفلس کون شخص ہے؟
سوال ⑤: جو شخص دوسروں پر رحم نہ کرے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کیا معاملہ ہوتا ہے؟

اچھی بات دوسروں کو بتلانا اور بری بات سے منع کرنا

(۴۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تم میں سے کوئی بات خلافِ شرع دیکھے تو اس کو ہاتھ سے مٹادے اور اتنا بس نہ چلے تو زبان سے منع کردے اور اگر اس کا بھی مقدور نہ ہو تو دل سے برا سمجھے اور یہ دل سے برا سمجھنا ایمان کا کم سے کم درجہ ہے۔''

فائدہ: بھائیو! اپنے بچوں اور نوکروں پر تمہارا پورا اختیار ہے، ان کو زبردستی نماز پڑھواؤ، اگر ان کے پاس کوئی تصویر کاغذ کی یا مٹی چینی کی یا کپڑے کی دیکھو یا کوئی بے ہودہ کتاب دیکھو تو فوراً توڑ پھوڑ دو، ان کو ایسی چیزوں کے لیے یا آتش بازی اور پتنگ بازی کے لیے یا دیوالی کی مٹھائی کے کھلونوں کے لیے پیسے مت دو۔

مسلمانوں کا عیب چھپانا

(۴۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا عیب چھپائے، اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کا عیب چھپائیں گے اور جو شخص مسلمان کا عیب کھول دے، اللہ تعالیٰ اس کا عیب کھول دیں گے، یہاں تک کہ کبھی اس کو گھر میں بیٹھے فضیحت اور رُسوا کردیتے ہیں۔''

کسی کی ذلت یا نقصان پر خوش ہونا

(۴۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت پر خوشی ظاہر مت کرو، اللہ تعالیٰ اس پر تو رحم کریں گے اور تم کو اس میں پھنسادیں گے۔''

کسی کو کسی گناہ پر طعنہ دینا

(۴۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کسی گناہ پر عار دلائے تو جب تک یہ عار دلانے والا اس گناہ کو نہ کرے گا اس وقت تک نہ مرے گا۔''

فائدہ: یعنی جس گناہ سے اس نے توبہ کرلی ہو پھر اس کو یاد دلا کر شرمندہ کرنا بری بات ہے اور اگر توبہ نہ کی ہو تو

نصیحت کے طور پر کہنا درست ہے، لیکن اپنے آپ کو پاک سمجھ کر یا اس کو رُسوا کرنے کے واسطے کہنا پھر بھی برا ہے۔

چھوٹے چھوٹے گناہ کر بیٹھنا

(۴۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! چھوٹے گناہوں سے بھی اپنے کو بہت بچاؤ، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا مواخذہ کرنے والا بھی موجود ہے۔''

فائدہ: یعنی فرشتہ ان کو بھی لکھتا ہے، پھر قیامت میں حساب ہوگا اور عذاب کا ڈر ہے۔

ماں باپ کو خوش رکھنا[1]

(۴۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی خوشی ماں باپ کی خوشی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی ماں باپ کی ناراضی میں ہے۔''

رشتہ داروں سے بدسلوکی کرنا[2]

(۴۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر جمعے کی رات میں تمام آدمیوں کے عمل اور عبادت درگاہِ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں، جو شخص رشتہ داروں سے بدسلوکی کرے اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔''

بے باپ (یتیم) کے بچوں کی پرورش کرنا

(۴۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور جو شخص یتیم کا خرچ اپنے ذمے رکھے، بہشت میں اس طرح پاس پاس رہیں گے'' اور شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کرکے بتلایا اور دونوں میں تھوڑا فاصلہ رہنے دیا۔

---

[1] والدین کے حقوق کی ادائیگی، ان کو راضی کرنا، ان کی نافرمانی سے بچنا اور ان کی نافرمانی پر اولاد کو دنیا ہی میں عبرت آموز سزاؤں کے واقعات پر مبنی دارالھدیٰ کی کتاب ''والدین کی قدر کیجیے'' کا ضرور مطالعہ کریں۔ [2] رشتہ دارو سے صلہ رحمی کرنا، ان سے اچھا سلوک کرنا، ان کے حقوق ادا کرنے میں فوائد اور قطع رحمی پر وعیدیں، بزرگوں کے واقعات اور اس قسم کے دوسرے مضامین پر مبنی مکتبہ بیت العلم کی کتاب ''رشتہ داری کا خیال رکھیے'' کا بھی مطالعہ فرمائیں۔

(۵۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے اور محض اللہ ہی کے واسطے پھیرے، جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ گزرا ہے اتنی ہی نیکیاں اس کو ملیں گی اور جو شخص کسی یتیم لڑکی یا لڑکے کے ساتھ احسان کرے جو کہ اس کے پاس رہتا ہو تو میں اور وہ جنت میں اس طرح رہیں گے جیسے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی پاس پاس ہیں۔''

پڑوسی کو تکلیف دینا

(۵۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے پڑوسی کو تکلیف دے اس نے مجھ کو تکلیف دی اور جس نے مجھ کو تکلیف دی، اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی اور جو شخص اپنے پڑوسی سے لڑا، وہ مجھ سے لڑا اور جو مجھ سے لڑا، وہ اللہ تعالیٰ سے لڑا۔''

فائدہ: مطلب یہ کہ بے وجہ یا ہلکی ہلکی باتوں پر اس سے رنج و تکرار کرنا برا ہے۔

تمرین

سوال ①: دوسروں کو اچھی بات بتلانے اور بری بات سے منع کرنے کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

سوال ②: مسلمان کا عیب چھپانے کی کیا فضیلت ہے؟

سوال ③: کسی کی ذلت پر خوش ہونا اور کسی کو کسی گناہ پر طعنہ دینے کا کیا نتیجہ ہے؟

سوال ④: صغیرہ گناہ چھوڑنے کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کیا فرمایا؟

سوال ⑤: ماں باپ کو خوش رکھنے کے بارے حضور اکرم ﷺ کا کیا ارشاد ہے؟

سوال ⑥: یتیم بچوں کی پرورش کرنے کی کیا فضیلت ہے؟

سوال ⑦: پڑوسی کو تکلیف دینے کے بارے میں کیا وعید آئی ہے؟

مسلمان کا کام کر دینا

(۵۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے کام میں ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے کام میں ہوتے ہیں۔“

شرم اور بے شرمی

(۵۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شرم ایمان کی بات ہے اور ایمان بہشت میں پہنچاتا ہے اور بے شرمی بدخوئی کی بات ہے اور بدخوئی دوزخ میں لے جاتی ہے۔“

فائدہ: لیکن دین کے کام میں شرم ہرگز مت کرو، جیسے بیاہ کے دنوں میں یا سفر میں اکثر لوگ نماز نہیں پڑھتے، ایسی شرم بے شرمی سے بدتر ہے۔

خوش خلقی اور بد خلقی

(۵۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خوش خلقی گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتی ہے جس طرح پانی نمک کے پتھر کو پگھلا دیتا ہے اور بد خلقی عبادت کو اس طرح خراب کر دیتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔“

(۵۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم سب میں مجھ کو زیادہ پیارا اور آخرت میں سب میں زیادہ مجھ سے نزدیکی والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم سب میں زیادہ مجھ کو برا لگنے والا اور آخرت میں سب میں زیادہ مجھ سے دور رہنے والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق برے ہوں۔“

نرمی اور روکھا پن

(۵۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ مہربان ہیں اور پسند کرتے ہیں نرمی کو اور نرمی پر ایسی نعمتیں دیتے ہیں کہ سختی پر نہیں دیتے۔“

(۵۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص محروم رہا نرمی سے، وہ ساری بھلائیوں سے محروم ہو گیا۔“

کسی کے گھر میں جھانکنا

(۵۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک اجازت نہ لے لے کسی کے گھر میں جھانک کر نہ دیکھے اور اگر ایسا کیا تو یوں سمجھو کہ اندر ہی چلا گیا۔''

فائدہ: حقیقت میں جھانکنے میں اور کواڑ (کنڈی) کھول کر اندر چلے جانے میں کیا فرق ہے؟ بڑے گناہ کی بات ہے۔

باتیں کرنے والے کے پاس جا گھسنا

(۵۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی کی باتوں کی طرف کان لگائے اور وہ لوگ ناگوار سمجھیں، قیامت کے دن اس کے دونوں کانوں میں سیسہ چھوڑا جائے گا۔''

تمرین

سوال①: جو شخص کسی مسلمان بھائی کے کام آتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں؟

سوال②: شرم وحیا کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

سوال③: خوش خلقی اور بد خلقی کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا کیا ارشاد ہے؟

سوال④: نرم مزاجی کی کیا فضیلت ہے اور جو نرم مزاجی سے محروم رہا اس کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

سوال⑤: کسی کے گھر میں جھانک کر دیکھنا کیسا ہے؟

غصہ کرنا

(۶۰) ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ''مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلایئے جو مجھ کو جنت میں داخل کردے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''غصہ مت کرنا اور تیرے[1] لیے بہشت ہے۔''

بولنا چھوڑ دینا

(۶۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دے اور جو تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دے[2] اور اسی حالت میں مر جائے وہ دوزخ میں جائے گا۔''

کسی کو بے ایمان کہہ دینا یا پھٹکار ڈالنا

(۶۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کہہ دے کہ ''او کافر'' تو یہ ایسا گناہ ہے جیسے اس کو قتل کر دے[3]۔''

(۶۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان پر لعنت کرنا ایسا ہے جیسا کہ اس کو قتل کر ڈالنا۔''

(۶۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو اوّل وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے، آسمان کے دروازے بند کر لیے جاتے ہیں، پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے وہ بھی بند کر لی جاتی ہے، پھر وہ دائیں بائیں پھرتی ہے جب کہیں ٹھکانا نہیں پاتی تب اس کے پاس جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی تھی، اگر وہ اس لائق ہوا تو خیر نہیں تو اس کے کہنے والے پر پڑتی ہے۔''

فائدہ: بعض آدمیوں کو بہت عادت ہوتی ہے کہ سب پر اللہ کی مار، اللہ کی پھٹکار کیا کرتے ہیں، کسی کو بے ایمان کہہ دیتے ہیں، یہ بڑا گناہ ہے، چاہے آدمی کو کہے یا جانور یا کسی چیز کو۔

---

[1] سائل کو غصے کی اصلاح کی ضرورت تھی، مرض کے موافق طبیب روحی ﷺ نے علاج بتلا دیا۔ [2] مطلب یہ ہے کہ کسی دنیاوی وجہ سے بولنا چھوڑ دے۔
[3] یعنی گناہ میں دونوں باتیں برابر ہیں اور یہی مطلب ہے اس کے آگے کی حدیث کا۔

کسی مسلمان کو ڈرا دینا

(۶۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حلال نہیں کسی مسلمان کو کہ دوسرے مسلمان کو ڈرائے۔''

(۶۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مسلمان کی طرف ناحق اس طرح نگاہ بھر کر دیکھے کہ وہ ڈر جائے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کو ڈرائیں گے۔

فائدہ: اور اگر خطا وقصور پر ہو تو ضرورت کے موافق درست ہے۔

مسلمان کا عذر قبول کر لینا

(۶۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے سامنے عذر کرے اور وہ اس کے عذر کو قبول نہ کرے تو ایسا شخص میرے پاس حوض کوثر پر نہ آئے گا۔''

فائدہ: یعنی اگر کوئی تمہارا قصور کرے اور پھر وہ معاف کرائے تو معاف کر دینا چاہیے۔

چغلی کھانا

(۶۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چغل خور جنت میں نہ جائے گا۔''

غیبت کرنا

(۶۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دنیا میں اپنے مسلمان بھائی کا گوشت کھائے گا یعنی غیبت کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مردار گوشت اس کے پاس لائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ جیسا تو نے زندہ کو کھایا تھا اب مردے کو بھی کھا، پس وہ شخص اس کو کھائے گا اور ناک بھوں چڑھاتا جائے گا اور غل (شور) مچاتا جائے گا۔''

کسی پر بہتان لگانا

(۷۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مسلمان پر ایسی بات لگائے جو اس میں نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کو دوزخیوں کے لہو اور پیپ کے جمع ہونے کی جگہ رہنے کو دیں گے یہاں تک کہ اپنے کہے سے باز آئے اور توبہ کرے۔''

کم بولنا

(۷۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص چپ رہتا ہے بہت آفتوں سے بچا رہتا ہے۔''

(۷۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوائے اللہ کے ذکر کے اور باتیں زیادہ مت کیا کرو، کیوں کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بہت باتیں کرنا دل کو سخت کر دیتا ہے اور لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے دور وہ شخص ہے جس کا دل سخت ہو۔''

تمرین

سوال ①: غصے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ اور ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان سوال جواب جو آپ نے پڑھا اسے لکھیں۔

سوال ②: کسی مسلمان سے بات چیت چھوڑ دینا کیسا ہے؟

سوال ③: کسی مسلمان کو کافر کہنا یا اس پر لعنت کرنے کے بارے میں کیا وعیدیں آئی ہیں؟

سوال ④: کسی مسلمان کو ڈرانا کیسا ہے؟

سوال ⑤: جو کسی مسلمان کا عذر قبول نہ کرے اس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟

سوال ⑥: چغلی کھانے، غیبت کرنے اور کسی پر بہتان لگانے کے کیا نقصانات ہیں؟

سوال ⑦: کم بولنے کی کیا فضیلت ہے اور زیادہ بولنے کے کیا نقصانات ہیں؟

اپنے آپ کو سب سے کم سمجھنا

(۷۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کے واسطے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا رتبہ بڑھا دیتے ہیں اور جو شخص تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی گردن توڑ دیتے ہیں۔''

فائدہ: یعنی ذلیل کر دیتے ہیں۔

اپنے آپ کو اوروں سے بڑا سمجھنا

(۷۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا آدمی جنت میں نہ جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا۔''

سچ بولنا اور جھوٹ بولنا

(۷۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سچ بولنے کے پابند رہو، کیوں کہ سچ بولنا نیکی کی راہ دکھلاتا ہے اور سچ اور نیکی دونوں جنت میں لے جاتے ہیں اور جھوٹ بولنے سے بچا کرو، کیوں کہ جھوٹ بولنا بدی کی راہ دکھلاتا ہے اور جھوٹ اور بدی دونوں دوزخ میں لے جاتے ہیں۔''

ہر ایک کے منہ پر اسی کی سی بات کہنا

(۷۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے دو منہ ہوں گے، قیامت میں اس کی دو زبانیں ہوں گی آگ کی۔''

فائدہ: دو منہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اِس کے منہ پر اس کی سی کہہ دی اور اُس کے منہ پر اُس کی سی کہہ دی۔

اللہ کے سوا دوسرے کی قسم کھانا

(۷۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اللہ کے سوا کسی اور کی قسم کھائی اس نے کفر کیا''[۱] یا یوں فرمایا کہ

[۱] یہ کفر اور شرک حقیقی نہیں ہے بل کہ صورت شرک اور کفر کی سی ہے۔

''اس نے شرک کیا۔''

فائدہ: جیسے بعض آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ اس طرح قسم کھاتے ہیں: تیری جان کی قسم، اپنی آنکھوں کی قسم، اپنے بچے کی قسم، یہ سب منع ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ ''اگر ایسی قسم کبھی منہ سے نکل جائے تو فوراً کلمہ پڑھ لے۔''

ایسی قسم کھانا کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو ایمان نصیب نہ ہو

(۷۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قسم میں اس طرح کہے کہ ''مجھ کو ایمان نصیب نہ ہو'' تو اگر وہ جھوٹا ہوگا تب تو جس طرح اس نے کہا ہے، اسی طرح ہو جائے گا اور اگر سچا ہوگا تب بھی ایمان پورا نہ رہے گا۔''

فائدہ: اسی طرح یوں کہنا کہ ''کلمہ نصیب نہ ہو، یا دوزخ نصیب ہو'' یہ سب قسمیں منع ہیں، یہ عادت چھوڑنی چاہیے۔

راستے میں سے ایسی چیز ہٹا دینا جس کے پڑے رہنے سے چلنے والوں کو تکلیف[1] ہو

(۷۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک شخص چلا جا رہا تھا، راستے میں اس کو ایک کانٹے دار ٹہنی پڑی ہوئی ملی، اس نے راستے سے اُسے الگ کر دیا، اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی بڑی قدر کی اور اس کو بخش دیا۔''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ایسی چیز راستے میں ڈالنا بری بات ہے، راستے میں کوئی برتن چھوڑ دینا، چار پائی یا کوئی لکڑی یا سل بٹہ ڈالنا سب برا ہے۔

وعدہ اور امانت پورا کرنا

(۸۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں اور جس کو عہد کا خیال نہیں اس میں دین نہیں۔''

---

[1] مسلمانوں کو تکلیف نہ دینے کے موضوع پر بیت العلم ٹرسٹ کی طرف سے ''کسی کو تکلیف نہ دیجیے'' کے نام سے ایک بہترین کتاب چھپی ہے۔ جس میں تکلیف سے بچانے کے راستے اور فوائد، تکلیف پہنچانے کے اسباب، دوسروں کو خوش رکھنے اور معاشرت کے آداب، معاملات کی درستگی، خیر خواہی اور خدمت خلق کا جذبہ پیدا کرنے والے مفید نصائح و ہدایات جمع کی گئی ہیں، اس کا مطالعہ کرنا ان شاء اللہ ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے فائدہ مند ہوگا۔

کسی پنڈت یا فال کھولنے والے یا ہاتھ دیکھنے والے کے پاس جانا

(۸۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص غیب کی باتیں بتلانے والے کے پاس آئے اور کچھ باتیں پوچھے اور اس کو سچا جانے، اس شخص کی چالیس دن کی نماز قبول نہ ہوگی۔''

تمرین

سوال ①: تواضع اختیار کرنے کی کیا فضیلت ہے اور تکبر کرنے کا کیا نقصان ہے؟

سوال ②: سچ بولنے کا کیا فائدہ ہے اور جھوٹ بولنے کا کیا نقصان ہے؟

سوال ③: ہر ایک کے منہ پر اسی کی سی بات کہنا کیسا ہے؟

سوال ④: اللہ کے سوا دوسرے کی قسم کھانا اور ایسی قسم کھانا کہ ''میں جھوٹ بولوں تو ایمان نصیب نہ ہو'' کیسا ہے؟

سوال ⑤: راستے سے ایسی چیز ہٹا دینا جس کے پڑے رہنے سے چلنے والوں کو تکلیف ہو اس کی کیا فضیلت ہے؟

سوال ⑥: وعدہ پورا نہ کرنے کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا کیا ارشاد ہے؟

سوال ⑦: فال کھلوانا یا ہاتھ دکھانا یا اور کسی طریقے سے غیب کی باتیں معلوم کرنا کیسا ہے؟

کتا پالنا یا تصویر رکھنا

(۸۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں فرشتے نہیں آتے۔''
فائدہ: یعنی رحمت کے فرشتے نہیں آتے، بچوں کے کھلونے جو تصویر دار ہوں وہ بھی منع ہیں۔

بغیر مجبوری کے اُلٹا لیٹنا

(۸۳) رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو پیٹ کے بل لیٹا تھا، آپ ﷺ نے اس کو اپنے پاؤں سے اشارہ کیا اور فرمایا: ''اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے۔''

کچھ دھوپ میں کچھ سائے میں بیٹھنا لیٹنا

(۸۴) رسول اللہ ﷺ نے اس طرح بیٹھنے کو منع فرمایا ہے کہ کچھ دھوپ میں ہو اور کچھ سائے میں۔

بدشگونی اور ٹوٹکا

(۸۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدشگونی شرک ہے۔''
(۸۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ٹوٹکا شرک ہے۔''

دنیا کی حرص نہ کرنا

(۸۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا کی حرص نہ کرنے سے دل کو بھی چین ہوتا ہے اور بدن کو بھی آرام ملتا ہے۔''
(۸۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر بہت سی بکریوں میں دو خونی بھیڑیے چھوڑ دیے جائیں جو ان کو خوب چیریں، پھاڑیں، کھائیں تو اتنی بربادی ان بھیڑیوں سے بھی نہیں پہنچتی جتنی بربادی آدمی کے دین کو اس بات سے ہوتی ہے کہ مال کی حرص کرے اور نام چاہے۔''

موت کو یاد رکھنا اور بہت دنوں کے لیے بندوبست نہ سوچنا اور نیک کام کے لیے وقت کو غنیمت سمجھنا

(۸۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس چیز کو بہت یاد کیا کرو جو ساری لذتوں کو قطع کر دے گی یعنی موت۔''

(۹۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب صبح کا وقت تم پر آئے تو شام کے واسطے سوچ بچار مت کیا کرو اور جب شام کا وقت تم پر آئے تو صبح کے واسطے سوچ بچار مت کیا کرو اور بیماری آنے سے پہلے اپنی تندرستی سے کچھ فائدہ لے لو اور مرنے سے پہلے اپنی زندگی سے کچھ پھل اٹھالو۔''

فائدہ: مطلب یہ کہ تندرستی اور زندگی کو غنیمت سمجھو اور نیک کام میں اس کو لگائے رکھو، ورنہ بیماری اور موت میں پھر کچھ نہ ہو سکے گا۔

تمرین

سوال ①: کتا پالنے اور تصویر رکھنے کے کیا نقصان ہیں؟

سوال ②: بغیر عذر کے الٹا لیٹنا اور کچھ دھوپ میں کچھ سائے میں بیٹھنا یا لیٹنا کیسا ہے؟

سوال ③: بدشگونی لینا کیسا ہے؟

سوال ④: حضور اکرم ﷺ نے دنیا کی حرص کی کیا برائی بیان فرمائی ہے؟

سوال ⑤: موت کو یاد رکھنے اور دنیا کا بہت زیادہ فکر نہ کرنے کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

بلا اور مصیبت میں صبر کرنا

(۹۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو جو دکھ، مصیبت، بیماری، رنج پہنچتا ہے یہاں تک کہ کسی فکر میں جو تھوڑی سی پریشانی ہوتی ہے، ان سب میں اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کرتے ہیں۔''

بیمار کو پوچھنا

(۹۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی بیمار پرسی صبح کے وقت کرے تو شام تک اس کے لیے ستر ہزار فرشتے دعا کرتے ہیں اور اگر شام کو کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے دعا کرتے ہیں۔''

مردے کو نہلانا اور کفن دینا اور گھر والوں کی تسلی کرنا

(۹۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مردے کو غسل دے تو گناہوں[1] سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو اور جو کسی مردے پر کفن ڈال دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا جوڑا پہنائیں گے اور جو کسی غم زدہ کی تسلی کرے اللہ تعالیٰ اس کو پرہیز گاری کا لباس پہنائیں گے اور اس کی روح پر رحمت بھیجیں گے اور جو شخص کسی مصیبت زدہ کو تسلی دے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے جوڑوں میں سے ایسے قیمتی دو جوڑے پہنائیں گے کہ ساری دنیا بھی قیمت میں ان کے برابر نہیں۔''

یتیم کا مال کھانا

(۹۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت میں بعض آدمی اس طرح قبروں سے اٹھیں گے کہ ان کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہوں گے، کسی نے آپ سے پوچھا: ''یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہوں گے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں، وہ لوگ اپنے پیٹ میں انگارے بھر رہے ہیں۔''

---

[1] یعنی صغیرہ گناہوں سے۔

فائدہ: ناحق کا مطلب یہ ہے کہ ان کو وہ مال کھانے کا اس میں سے اٹھانے کا شرعاً کوئی حق نہیں۔

بھائیو! ڈرو، ہندوستان میں ایسا برا دستور ہے کہ جہاں خاوند چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر مرا، سارے مال پر بیوہ نے قبضہ کیا، پھر اسی میں مہمانوں کا خرچ اور مسجدوں کا تیل اور مصلیوں کا کھانا، سب کچھ کرتی ہیں، حالاں کہ اس میں ان یتیموں کا حق ہے اور سارے خرچ ساجھے (شرکت) میں سمجھتی ہیں اور ویسے بھی روز کے خرچ میں اور پھر ان بچوں کے بیاہ شادی میں جس طرح اپنا جی چاہتا ہے خرچ کرتی ہیں، شریعت سے کوئی مطلب نہیں۔

اس طرح شرکت کے مال سے خرچ کرنا سخت گناہ ہے، ان کا حصہ الگ رکھ دو اور اس میں سے خاص ان ہی کے خرچ میں جو بہت لاچاری کے ہیں اٹھاؤ اور مہمان داری اور خیر خیرات اگر کرنا ہو تو اپنے خاص حصے سے کرو، وہ بھی جب کہ شریعت کے خلاف نہ ہو، نہیں تو اپنے مال سے بھی درست نہیں، خوب یاد رکھو! نہیں تو مرنے کے ساتھ ہی آنکھیں کھل جائیں گی۔[1]

قیامت کے دن کا حساب کتاب

(۹۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت میں کوئی شخص[2] اپنی جگہ سے ہٹنے نہ پائے گا جب تک کہ چار باتیں اس سے نہ پوچھی جائیں گی:

ایک تو یہ کہ عمر کس چیز میں ختم کی؟

دوسری یہ کہ جانے ہوئے مسئلوں پر کیا عمل کیا؟

تیسری یہ کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟

چوتھی یہ کہ اپنے بدن کو کس چیز میں گھٹایا؟''

فائدہ: مطلب یہ کہ سارے کام شرع کے موافق کیے تھے یا اپنے نفس کے موافق۔

(۹۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت میں سارے حقوق ادا کرنے پڑیں گے یہاں تک کہ سینگ[3] والی بکری

---

[1] یعنی عذاب ہوگا۔ [2] بہت سے متقی حساب سے مستثنیٰ کیے جاویں گے۔ [3] اگرچہ جانور غیر مکلف ہیں مگر اظہارِ عدل کے لیے حق تعالیٰ ایسا کریں گے، نہ باعتبار مکلف ہونے کے۔

سے بے سینگ والی بکری کی خاطر بدلہ لیا جائے گا۔"

فائدہ: یعنی اگر اس نے ناحق سینگ مار دیا ہوگا۔

بہشت دوزخ کا یاد رکھنا

(۹۷) رسول اللہ ﷺ نے خطبے میں فرمایا: "دو چیزیں بہت بڑی ہیں، ان کو مت بھولنا، یعنی جنت اور دوزخ۔" پھر یہ فرما کر آپ ﷺ بہت روئے، یہاں تک کہ آنسوؤں سے آپ ﷺ کی ریش (داڑھی) مبارک تر ہوگئی، پھر فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے، آخرت کی باتیں جو کچھ میں جانتا ہوں تم کو معلوم ہو جائیں تو جنگلوں کو نکل جاؤ اور اپنے سر پر خاک ڈالتے پھرو۔"

فائدہ: دوستو! یہ ستانوے حدیثیں ہیں اور کئی جگہ اس کتاب میں اور حدیثیں بھی آئی ہیں، ہمارے حضرت پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے: "جو کوئی چالیس حدیثیں یاد کر کے میری امت کو پہنچائے تو وہ قیامت کے دن عالموں کے ساتھ اٹھے گا۔"

تم ہمت کر کے یہ حدیثیں اوروں کو بھی سناتے رہا کرو، ان شاء اللہ تعالیٰ تم بھی قیامت میں عالموں کے ساتھ اٹھو گے، کتنی بڑی نعمت کیسی آسانی سے ملتی ہے۔

تمرین

سوال ①: مسلمان کو جو تکلیف و رنج پہنچتا ہے اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اسے کیا عطا فرماتے ہیں؟

سوال ②: مریض کی عیادت کی کیا فضیلت ہے؟

سوال ③: مردے کو نہلانے، کفن دینے اور مرنے والے کے رشتہ داروں کو تسلی دینے کی کیا فضیلت ہے؟

سوال ④: یتیم کا مال کھانے والے کے بارے میں کیا وعید آئی ہے؟

سوال ⑤: قیامت میں ہر شخص سے کون سے چار سوال کیے جائیں گے؟

تھوڑا سا حال قیامت کا اور اس کی نشانیوں کا[1]

قیامت کی چھوٹی چھوٹی نشانیاں رسول اللہ ﷺ کی فرمائی ہوئی حدیث میں یہ آئی ہیں:
لوگ اللہ تعالیٰ کے مال کو اپنی ملکیت سمجھنے لگیں اور زکوٰۃ کو ڈانڈ کی طرح بھاری سمجھیں اور امانت کو اپنا مال سمجھیں اور مرد بیوی[2] کی تابع داری کرے اور ماں کی نافرمانی کرے اور باپ کو غیر سمجھیں اور دوست کو اپنا سمجھیں اور دین کا علم دنیا کمانے کو حاصل کریں اور سرداری اور حکومت ایسوں کو ملے جو سب میں نکمّے ہوں، یعنی بدذات اور لالچی اور بدخلق اور جو جس کام کے لائق نہ ہو وہ کام اس کے سپرد ہو اور لوگ ظالموں کی تعظیم اور خاطر اس خوف سے کریں کہ یہ ہم کو تکلیف نہ پہنچائیں اور شراب کھلم کھلا پی جانے لگے اور ناچنے گانے والی عورتوں کا رواج ہو جائے اور ڈھولک، سارنگی، طبلہ اور ایسی چیزیں کثرت سے ہو جائیں اور پچھلے لوگ امت کے پہلے بزرگوں کو برا بھلا کہنے لگیں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "ایسے وقت میں ایسے ایسے عذابوں کے منتظر رہو کہ سرخ آندھی آئے اور بعض لوگ زمین میں دھنس جائیں اور آسمان سے پتھر برسیں اور صورتیں بدل جائیں یعنی آدمی سے سور، کتے ہو جائیں، اور بہت سی آفتیں آگے پیچھے جلدی جلدی اس طرح آنے لگیں جیسے بہت سے دانے کسی تاگے میں پرو رکھے ہوں اور وہ تاگا ٹوٹ جائے اور سب دانے اوپر تلے جھٹ جھٹ گرنے لگیں۔"

اور یہ نشانیاں بھی آئی ہیں کہ دین کا علم کم ہو جائے اور جھوٹ بولنا ہنر سمجھا جائے اور امانت کا خیال دلوں میں سے جاتا رہے اور حیا شرم جاتی رہے اور سب طرف کافروں کا زور ہو جائے اور جھوٹے جھوٹے طریقے نکلنے لگیں۔
جب یہ ساری[3] نشانیاں ہو چکیں اس وقت سب ملکوں میں نصاریٰ لوگوں (عیسائیوں) کی عمل داری ہو جائے اور اسی زمانے میں شام کے ملک میں ایک شخص ابوسفیان کی اولاد سے ایسا پیدا ہو کہ بہت سیدوں کا خون کرے اور شام اور مصر میں اس کے حکم احکام چلنے لگیں۔

اسی عرصے میں روم کے مسلمان بادشاہ کی نصاریٰ کی ایک جماعت سے لڑائی ہو اور نصاریٰ کی ایک جماعت

---

[1] از قیامت نامہ شاہ رفیع الدین دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ [2] یعنی خلافِ شرع موقع پر۔ [3] یہ مضامین احادیث میں مسلسل نہیں ہیں بل کہ شاہ رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے متفرق احادیث جمع کر کے ترتیب دیا ہے۔

سے صلح ہو جائے، دشمن جماعت شہر قسطنطنیہ پر چڑھائی کر کے اپنا عمل دخل کر لیں، وہ بادشاہ اپنا ملک چھوڑ کر شام کے ملک میں چلا جائے اور نصاریٰ کی جس جماعت سے صلح اور میل ہو اس جماعت کو اپنے ساتھ شامل کر کے اس دشمن جماعت سے بڑی بھاری لڑائی ہو اور اسلام کے لشکر کو فتح ہو۔

ایک دن بیٹھے بٹھلائے جو نصاریٰ موافق تھے، ان میں سے ایک شخص ایک مسلمان کے سامنے کہنے لگے کہ ''ہماری صلیب[1] کی برکت سے فتح ہوئی۔'' مسلمان اس کے جواب میں کہے کہ ''اسلام کی برکت سے فتح ہوئی۔'' اسی میں بات بڑھ جائے یہاں تک کہ دونوں آدمی اپنے اپنے مذہب والوں کو پکار کر جمع کر لیں اور آپس میں لڑائی ہونے لگے۔ اس میں اسلام کا بادشاہ شہید ہو جائے اور شام کے ملک میں بھی نصاریٰ کا عمل دخل ہو جائے اور یہ نصاریٰ اس دشمن جماعت سے صلح کر لیں اور بچے کھچے مسلمان مدینہ کو چلے جائیں اور خیبر[2] کے پاس تک نصاریٰ کی عمل داری ہو جائے۔

اس وقت مسلمانوں کو فکر ہو کہ حضرت امام مہدی علیہ الصلاۃ والسلام کو تلاش کرنا چاہیے، تاکہ ان مصیبتوں سے جان چھوٹے، اس وقت حضرت امام مہدی علیہ الصلاۃ والسلام مدینہ منورہ میں ہوں گے اور اس ڈر سے کہ کہیں حکومت کے لیے میرے سر نہ ہوں، مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو چلے جائیں گے اور اس زمانے کے ولی جو ابدال کا درجہ رکھتے ہیں سب حضرت امام علیہ الصلاۃ والسلام کی تلاش میں ہوں گے اور بعض لوگ جھوٹ موٹ بھی دعویٰ مہدی ہونے کا کرنا شروع کر دیں گے۔ غرض امام (مہدی) خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے اور حجر اسود[3] اور مقام ابراہیم[4] کے درمیان میں ہوں گے اور بعض نیک لوگ ان کو پہچان لیں گے اور ان کو زبردستی گھیر گھار کر ان سے حاکم بنانے کی بیعت کر لیں گے اور اسی بیعت میں ایک آواز آسمان سے آئے گی جس کو سب لوگ جتنے وہاں موجود ہوں گے، سنیں گے، وہ آواز یہ ہوگی کہ ''یہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ یعنی حاکم بنائے ہوئے امام مہدی ہیں'' اور حضرت امام (مہدی) کے ظہور سے بڑی نشانیاں قیامت کی شروع ہوتی ہیں۔

غرض جب آپ کی بیعت کا قصہ مشہور ہوگا تو مدینہ منورہ میں جو فوجیں مسلمانوں کی ہوں گی وہ مکہ چلی آئیں گی

---

[1] صلیب سولی کو کہتے ہیں جو نصاریٰ کی خاص نشانی ہے نصاریٰ اس کی بہت تعظیم کرتے ہیں۔ [2] مدینہ کے پاس ایک جگہ ہے۔

[3] یہ ایک پتھر ہے خانہ کعبہ کی دیوار میں لگا ہوا ہے اور جنت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھیجا تھا اس وقت سفید تھا لیکن لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے کالا ہو گیا۔

[4] یہ بھی ایک پتھر ہے جس کے ذریعے سے حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی۔

اور ملک شام اور عراق اور یمن کے ابدال اور اولیا سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور بھی عرب کی بہت فوجیں اکٹھی ہو جائیں گی۔

جب یہ خبر مسلمانوں میں مشہور ہوگی ایک شخص خراسان سے حضرت امام (مہدی) کی مدد کے واسطے ایک بڑی فوج لے کر چلے گا، جس کے لشکر کے آگے چلنے والے حصے کے سردار کا نام منصور ہوگا اور راہ میں بہت سے بددینوں کی صفائی کرتا جائے گا اور جس شخص کا اوپر ذکر آیا ہے کہ ابوسفیان کی اولاد میں ہوگا اور سیّدوں کا دشمن ہوگا، چوں کہ حضرت امام (مہدی) بھی سیّد ہوں گے، وہ شخص حضرت امام (مہدی) کے لڑنے کو ایک فوج بھیجے گا، جب یہ فوج مکہ مدینہ کے درمیان کے جنگل میں پہنچے گی اور ایک پہاڑ کے تلے ٹھہری ہوگی تو یہ سب کے سب زمین میں دھنس جائیں گے، صرف دو آدمی بچ جائیں گے جن میں سے ایک تو حضرت امام کو جا کر خبر دے گا اور دوسرا اس سفیانی کو خبر پہنچائے گا اور نصاریٰ سب طرف سے فوجیں جمع کریں گے اور مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کریں گے۔ اس لشکر میں اس روز اسی (۸۰) جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے ساتھ بارہ ہزار آدمی ہوں گے تو کل آدمی نو لاکھ ساٹھ ہزار ہوئے۔

حضرت امام (مہدی) مکہ سے چل کر مدینہ تشریف لائیں گے اور وہاں سے رسول اللہ ﷺ کے مزار شریف کی زیارت کر کے شام کے ملک کو روانہ ہوں گے اور شہر دمشق تک پہنچنے پائیں گے کہ دوسری طرف سے نصاریٰ کی فوج مقابلے میں آجائے گی۔ حضرت امام (مہدی) کی فوج تین حصے ہو جائے گی: ایک حصہ تو بھاگ جائے گا، ایک حصہ شہید ہو جائے گا اور ایک حصے کو فتح ہوگی۔

اس شہادت اور فتح کا قصہ یہ ہوگا کہ حضرت امام (مہدی) نصاریٰ سے لڑنے کو لشکر تیار کریں گے اور بہت سے مسلمان آپس میں قسم کھائیں گے کہ بغیر فتح کیے ہوئے نہ ہٹیں گے، پس سارے آدمی شہید ہو جائیں گے، صرف تھوڑے سے آدمی بچیں گے جن کو لے کر حضرت امام (مہدی) اپنے لشکر میں چلے آئیں گے، اگلے دن پھر اسی طرح کا قصہ ہوگا کہ قسم کھا کر جائیں گے اور تھوڑے سے بچ کر آئیں گے اور تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوگا، آخر چوتھے روز یہ تھوڑے سے آدمی مقابلہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ فتح دیں گے اور پھر کافروں کے دماغ میں حوصلہ حکومت کا نہ رہے گا۔

اب حضرت امام (مہدی) ملک کا بندوبست شروع کریں گے اور سب طرف فوجیں روانہ کریں گے اور خود ان سارے کاموں سے نمٹ کر قسطنطنیہ فتح کرنے کو چلیں گے، جب دریائے روم کے کنارے پر پہنچیں گے بنو اسحاق

کے ستر (۷۰) ہزار آدمیوں کو کشتیوں پر سوار کر کے اس شہر کے فتح کرنے کے واسطے تجویز کریں گے، جب یہ لوگ شہر کی فصیل کے مقابل پہنچیں گے "اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَر" با آواز بلند کہیں گے، اس نام کی برکت سے شہر پناہ کے سامنے کی دیوار گر پڑے گی اور مسلمان حملہ کر کے شہر کے اندر گھس پڑیں گے اور کفار کو قتل کریں گے اور خوب انصاف اور قاعدے سے ملک کا بندوبست کریں گے۔

حضرت امام (مہدی) سے جب بیعت ہوئی تھی، اس وقت اس فتح تک چھ (۶) سال یا سات سال کی مدت گزرے گی۔ حضرت امام (مہدی) یہاں کے بندوبست میں لگے ہوں گے کہ ایک جھوٹی خبر مشہور ہوگی کہ یہاں کیا بیٹھے ہو وہاں شام میں دجال آ گیا اور تمہارے خاندان میں فتنہ وفساد کر رہا ہے، اس خبر پر حضرت امام (مہدی) شام کی طرف سفر کریں گے اور تحقیق حال کے واسطے نو یا پانچ سواروں کو آگے بھیج دیں گے۔ ان میں سے ایک شخص آ کر خبر دے گا کہ وہ خبر محض غلط تھی، ابھی دجال نہیں نکلا، حضرت امام (مہدی) کو اطمینان ہو جائے گا اور پھر سفر میں جلدی نہ کریں گے، اطمینان کے ساتھ درمیان کے ملکوں کا بندوبست دیکھتے بھالتے شام میں پہنچیں گے، وہاں پہنچ کر تھوڑے ہی دن گزریں گے کہ دجال بھی نکل پڑے گا اور دجال یہودیوں کی قوم میں سے ہوگا، اوّل شام اور عراق کے درمیان میں سے نکلے گا اور دعویٰ نبوت کا کرے گا، پھر اصفہان میں پہنچے گا اور وہاں کے ستر (۷۰) ہزار یہودی اس کے ساتھ ہو جائیں گے اور خدائی کا دعویٰ شروع کر دے گا، اسی طرح بہت سے ملکوں پر گزرتا ہوا یمن کی سرحد تک پہنچے گا اور ہر جگہ سے بہت سے بددین ساتھ ہوتے جائیں گے، یہاں تک کہ مکہ معظّمہ کے قریب آ کر ٹھہرے گا، لیکن فرشتوں کی حفاظت کی وجہ سے شہر کے اندر نہ جانے پائے گا، پھر وہاں سے مدینہ کا ارادہ کرے گا اور وہاں بھی فرشتوں کا پہرہ ہوگا جس سے اندر نہ جانے پائے گا، مگر مدینہ میں تین بار زلزلہ آئے گا اور جتنے آدمی دین میں سست اور کمزور ہوں گے، سب زلزلے سے ڈر کر مدینہ سے باہر نکل کھڑے ہوں گے اور دجال کے پھندے میں پھنس جائیں گے، اس وقت مدینہ میں کوئی بزرگ ہوں گے جو دجال سے خوب بحث کریں گے، دجال جھنجھلا کر ان کو قتل کر دے گا اور پھر زندہ کر کے پوچھے گا: "اب تو میرے خدا ہونے کے قائل ہوتے ہو؟"

وہ فرمائیں گے: "اب تو اور بھی یقین ہو گیا کہ تو دجال ہے" پھر وہ ان کو مارنا چاہے گا مگر اس کا کچھ بس نہ چلے گا اور ان پر کوئی چیز اثر نہ کرے گی۔

وہاں سے دجال ملک شام کو روانہ ہوگا، جب دمشق کے قریب پہنچے گا اور حضرت امام (مہدی) وہاں پہلے سے

پہنچ چکے ہوں گے اور لڑائی کے سامان میں مشغول ہوں گے کہ عصر کا وقت آ جائے گا اور موذن اذان کہے گا اور لوگ نماز کی تیاری میں ہوں گے کہ اچانک حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے اترتے نظر آئیں گے اور جامع مسجد کی مشرق کی طرف کے منارے پر آ کر ٹھہریں گے اور وہاں سے زینہ لگا کر نیچے تشریف لائیں گے، حضرت امام (مہدی) سب لڑائی کا سامان ان کے سپرد کرنا چاہیں گے، وہ فرمائیں گے لڑائی کا انتظام آپ ہی رکھیں، میں خاص دجال کے قتل کرنے کو آیا ہوں۔

غرض جب رات گزر کر صبح ہوگی، حضرت امام (مہدی) لشکر کو آراستہ فرمائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک گھوڑا، ایک نیزہ منگا کر دجال کی طرف بڑھیں گے اور اہل اسلام دجال کے لشکر پر حملہ کریں گے اور بہت سخت لڑائی ہوگی اور اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سانس میں یہ تاثیر ہوگی کہ جہاں تک نگاہ جائے وہاں تک سانس پہنچ سکے اور جس کافر کو سانس کی ہوا لگا دیں وہ فوراً ہلاک ہو جائے، دجال حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ کر بھاگے گا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا پیچھا کریں گے، یہاں تک کہ ''باب لُد'' ایک مقام ہے، وہاں پہنچ کر نیزے سے اس کا کام تمام کریں گے اور مسلمان دجال کے لشکر کو قتل کرنا شروع کریں گے، پھر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام شہروں شہروں تشریف لے جا کر جتنے لوگوں کو دجال نے ستایا تھا سب کی تسلی کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت کوئی کافر نہ رہے گا۔

پھر حضرت امام (مہدی) کا انتقال ہو جائے گا اور سب بندوبست حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں آ جائے گا، پھر یاجوج ماجوج نکلیں گے، ان کے رہنے کی جگہ جہاں شمال کی طرف آبادی ختم ہوئی ہے، اس سے بھی آگے سات ولایت سے باہر ہے اور ادھر کا سمندر زیادہ سردی کی وجہ سے ایسا جما ہوا ہے کہ اس میں جہاز بھی نہیں چل سکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق طور[1] پہاڑ پر لے جائیں گے اور یاجوج ماجوج بڑا اُدھم مچائیں گے۔ آخر کو اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کریں گے اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پہاڑ سے اتر آئیں گے اور چالیس (۴۰) برس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات فرمائیں گے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے میں دفن ہوں گے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گدی پر ایک شخص ملک یمن کے رہنے والے بیٹھیں گے جن کا نام جہجاہ ہوگا اور قحطان کے قبیلے سے ہوں گے اور بہت دین داری اور انصاف کے ساتھ حکومت کریں گے۔ ان کے بعد آگے پیچھے اور کئی بادشاہ ہوں گے، پھر رفتہ رفتہ نیک باتیں کم ہونا شروع ہوں گی اور بری باتیں بڑھنے لگیں گی، اس وقت آسمان پر ایک

---

[1] ایک پہاڑ کا نام ہے جس کا ذکر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ میں آتا ہے۔

دھواں سا چھا جائے گا اور زمین پر برسے گا، جس سے مسلمانوں کو زکام اور کافروں کو بے ہوشی ہوگی، چالیس روز کے بعد آسمان صاف ہو جائے گا اور اسی زمانے کے قریب بقرعید کا مہینہ ہوگا۔

دسویں تاریخ کے بعد دفعۃً ایک رات اتنی لمبی ہوگی کہ مسافروں کا دل گھبرا جائے گا اور بچے سوتے سوتے اکتا جائیں گے اور چوپائے جانور جنگل میں جانے کے لیے چلانے لگیں گے اور کسی طرح صبح نہ ہوگی، یہاں تک کہ تمام آدمی ہیبت اور گھبراہٹ سے بے قرار ہو جائیں گے، جب تین راتوں کی برابر وہ رات ہو چکے گی، اس وقت سورج تھوڑی روشنی لیے ہوئے جیسے گہن لگنے کے وقت ہوتا ہے، مغرب کی طرف سے نکلے گا، اس وقت کسی کا ایمان یا توبہ قبول نہیں ہوگی۔ جب سورج اتنا اونچا ہو جائے گا جتنا دوپہر سے پہلے ہوتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مغرب ہی کی طرف لوٹے گا اور دستور کے موافق غروب ہوگا، پھر ہمیشہ اپنے قدیم قاعدے کے موافق روشن اور رونق دار نکلتا رہے گا۔

اس کے تھوڑے ہی دن کے بعد صفا پہاڑ میں جو مکہ میں ہے، زلزلہ آکر پھٹ جائے گا اور اس جگہ سے ایک جانور بہت عجیب شکل وصورت کا نکل کر لوگوں سے باتیں کرے گا اور بڑی تیزی سے ساری زمین میں پھر جائے گا اور ایمان والوں کی پیشانیوں پر حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے عصا سے نورانی لکیر کھینچ دے گا جس سے سارا چہرہ اس کا روشن ہو جائے گا اور بے ایمان کی ناک یا گردن پر حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کی انگوٹھی سے سیاہ مہر کر دے گا جس سے اس کا سارا چہرہ میلا ہو جائے گا اور یہ کام کر کے وہ غائب ہو جائے گا۔

اس کے بعد جنوب کی طرف سے ایک ہوا نہایت فرحت دینے والی چلے گی، اس سے سب ایمان والوں کی بغل میں کچھ نکل آئے گا، جس سے وہ مر جائیں گے۔ جب سب مسلمان مر جائیں گے، اس وقت کافر حبشیوں کا ساری دنیا میں عمل دخل ہو جائے گا اور وہ لوگ خانہ کعبہ کو شہید کریں گے اور حج بند ہو جائے گا اور قرآن شریف دلوں سے اور کاغذوں سے اٹھ جائے گا اور اللہ کا خوف اور خلقت کی شرم سب اٹھ جائے گی اور کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا، اس وقت ملک شام میں بہت ارزانی ہوگی، لوگ اونٹوں پر اور سواریوں پر اور پیدل جھک پڑیں گے اور جو رہ جائیں گے ایک آگ پیدا ہوگی اور سب کو ہانکتی ہوئی شام میں پہنچائے گی اور حکمت اس میں یہ ہے کہ قیامت کے روز سب مخلوق اسی ملک میں جمع ہوگی، پھر وہ آگ غائب ہو جائے گی اور اس وقت دنیا کی بڑی ترقی ہوگی۔

تین چار سال اسی حال سے گزریں گے کہ دفعۃً جمعے کے دن، محرم کی دسویں تاریخ، صبح کے وقت سب لوگ

اپنے اپنے کام میں لگے ہوں گے کہ صور پھونک دیا جائے گا، اول ہلکی ہلکی آواز ہوگی، پھر اس قدر بڑھے گی کہ اس کی ہیبت سے سب مرجائیں گے، زمین وآسمان پھٹ جائیں گے اور دنیا فنا[1] ہوجائے گی اور جب آفتاب مغرب سے نکلا تھا اس وقت سے صور کے پھونکنے تک ایک سو بیس ۱۲۰ برس کا زمانہ ہوگا، اب یہاں سے قیامت کا دن شروع ہوگیا۔

تمرین

سوال ①: قیامت کے حالات اور اس کی نشانیاں مختصر بیان کریں۔

[1] بعض کہتے ہیں کہ یہ آٹھ چیزیں فنا سے مستثنیٰ ہیں: (۱) عرش (۲) کرسی (۳) لوح (۴) قلم (۵) بہشت (۶) صور (۷) دوزخ (۸) ارواح۔ اور بعض کہتے ہیں کہ تھوڑی دیر کے لیے یہ بھی معدوم ہوجائیں گے۔

خاص قیامت کے دن کا ذکر

جب صور پھونکنے سے تمام دنیا فنا ہو جائے گی، چالیس (۴۰) برس اسی سنسانی کی حالت میں گزر جائیں گے، پھر حق تعالیٰ کے حکم سے دوسری بار صور پھونکا جائے گا اور پھر زمین آسمان اسی طرح قائم ہو جائیں گے اور مردے قبروں سے زندہ ہو کر نکل پڑیں گے اور میدان قیامت میں اکٹھے کر دیے جائیں گے اور آفتاب بہت نزدیک ہو جائے گا جس کی گرمی سے دماغ لوگوں کے پکنے لگیں گے اور جیسے جیسے لوگوں کے گناہ ہوں گے، اتنا ہی زیادہ پسینہ نکلے گا اور لوگ اس میدان میں بھوکے پیاسے کھڑے کھڑے پریشان ہو جائیں گے، جو نیک لوگ ہوں گے ان کے لیے اس زمین کی مٹی مثل میدے کے بنا دی جائے گی، اس کو کھا کر بھوک کا علاج کریں گے اور پیاس بجھانے کو حوض کوثر پر جائیں گے۔

پھر جب میدانِ قیامت میں کھڑے کھڑے دق ہو جائیں گے، اس وقت سب مل کر اول حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس، پھر اور نبیوں کے پاس اس بات کی سفارش کرانے کے لیے جائیں گے کہ ہمارا حساب و کتاب اور کچھ فیصلہ جلدی ہو جائے، سب پیغمبر (علیہم الصلاۃ والسلام) کچھ کچھ عذر کریں گے اور سفارش کا وعدہ نہ کریں گے، سب کے بعد ہمارے پیغمبر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر وہی درخواست کریں گے، آپ ﷺ حق تعالیٰ کے حکم سے قبول فرما کر مقامِ محمود (کہ ایک مقام کا نام ہے) تشریف لے جا کر شفاعت فرمائیں گے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہوگا: ''ہم نے سفارش قبول کی، اب ہم زمین پر اپنی تجلی فرما کر حساب کتاب کیے دیتے ہیں۔''

اوّل آسمان سے فرشتے بہت کثرت سے اترنا شروع ہوں گے اور تمام آدمیوں کو ہر طرف سے گھیر لیں گے، پھر حق تعالیٰ کا عرش اترے گا، اس پر حق تعالیٰ کی تجلی ہوگی اور حساب کتاب شروع ہو جائے گا اور اعمال نامے اڑائے جائیں گے، ایمان والوں کے داہنے ہاتھ میں اور بے ایمانوں کے بائیں ہاتھ میں وہ خود بخود آ جائیں گے اور اعمال تولنے کی ترازو کھڑی کی جائے گی، جس سے سب کی نیکیاں اور بدیاں معلوم ہو جائیں گی اور پل صراط پر چلنے کا حکم ہوگا، جس کی نیکیاں تول میں زیادہ ہوں گی وہ پل سے پار ہو کر بہشت میں جا پہنچے گا اور جس کے گناہ زیادہ ہوں گے اگر اللہ تعالیٰ نے معاف نہ کر دیے ہوں گے، وہ دوزخ میں گر جائے گا اور جس کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے، ایک مقام ہے ''اعراف'' جنت دوزخ کے بیچ میں، وہ وہاں رہ جائے گا، اس کے بعد ہمارے پیغمبر ﷺ اور دوسرے

حضرات انبیاء (علیہم الصلاۃ و السلام) اور عالم اور ولی اور شہید اور حافظ اور نیک بندے گناہ گار لوگوں کو بخشوانے کے لیے شفاعت کریں گے، ان کی شفاعت قبول ہوگی اور جس کے دل میں ذرا سا بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کر دیا جائے گا، اسی طرح جو لوگ اعراف میں ہوں، وہ بھی آخر کو جنت میں داخل کر دیے جائیں گے اور دوزخ میں خالی وہی لوگ رہ جائیں گے جو بالکل کافر اور مشرک ہیں اور ایسے لوگوں کو کبھی دوزخ سے نکلنا نصیب نہ ہوگا۔

جب سب جنتی اور دوزخی اپنے اپنے ٹھکانہ ہو جائیں گے، اس وقت اللہ تعالیٰ دوزخ اور جنت کے بیچ میں موت کو ایک مینڈھے کی صورت پر ظاہر کر کے سب جنتیوں اور دوزخیوں کو دکھلا کر اس کو ذبح کرا دیں گے اور فرمائیں گے: ''اب نہ جنتیوں کو موت آئے گی، نہ دوزخیوں کو آئے گی، سب کو اپنے اپنے ٹھکانے پر ہمیشہ کے لیے رہنا ہوگا۔'' اس وقت نہ جنتیوں کی خوشی کی کوئی حد ہوگی اور نہ دوزخیوں کے صدمے اور رنج کی کوئی انتہا ہوگی۔

تمرین

سوال ①: قیامت کے دن کیا کیا واقعات رونما ہوں گے؟

سوال ②: نیکیاں گنی جائیں گی یا تولی جائیں گی؟

سوال ③: حضرات انبیاء (علیہم الصلاۃ و السلام) کے علاوہ اور کن کن کو بحکمِ الٰہی شفاعت کا حق ہوگا؟

بہشت کی نعمتوں اور دوزخ کی مصیبتوں کا ذکر

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے واسطے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی آدمی کے دل میں ان کا خیال آیا۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کی عمارت میں ایک اینٹ چاندی کی ہے اور ایک اینٹ سونے کی اور اینٹوں کے جوڑنے کا گارا خالص مشک کا ہے اور جنت کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں اور وہاں کی مٹی زعفران ہے۔ جو شخص جنت میں چلا جائے گا، چین سکھ میں رہے گا اور رنج وغم نہ دیکھے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کو اسی میں رہے گا، کبھی نہ مرے گا، نہ ان لوگوں کے کپڑے میلے ہوں گے، نہ ان کی جوانی ختم ہوگی۔''

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ''جنت میں دو باغ تو ایسے ہیں کہ وہاں کے برتن اور سب سامان چاندی کا ہوگا اور دو باغ ایسے ہیں کہ وہاں کے برتن اور سب سامان سونے کا ہوگا۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں سو درجے اوپر تلے ہیں اور ایک درجے سے دوسرے درجے تک اتنا فاصلہ ہے، یعنی پانچ سو برس اور سب درجوں میں بڑا درجہ فردوس کا ہے اور اسی سے جنت کی چاروں نہریں نکلی ہیں، یعنی دودھ اور شہد اور شراب طہور اور پانی کی نہریں اور اس سے اوپر عرش ہے، تم جب اللہ سے مانگو تو فردوس مانگا کرو۔''

اور فرمایا: ''ان میں ایک ایک درجہ اتنا بڑا ہے کہ اگر تمام دنیا کے آدمی ایک میں بھر دیے جائیں تو اچھی طرح سما جائیں۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں جتنے درخت ہیں سب کا تنہ سونے کا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے پہلے جو لوگ جنت میں جائیں گے ان کا چہرہ ایسا روشن ہوگا جیسے چودھویں رات کا چاند، پھر جو ان سے پیچھے جائیں گے ان کا چہرہ تیز روشنی والے ستارے کی طرح ہوگا، نہ وہاں پیشاب کی ضرورت ہوگی نہ پاخانے کی، نہ تھوک کی، نہ رینٹھ کی، کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا۔'' کسی نے پوچھا: ''پھر کھانا کہاں جائے گا؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک ڈکار آئے گی جس میں مشک کی خوشبو ہوگی۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت والوں میں جو سب سے ادنی درجے کا ہوگا، اس سے اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ ''اگر تجھ کو دنیا کے کسی بادشاہ کے ملک کے برابر دے دیں تو راضی ہو جائے گا؟''

وہ کہے گا: ''اے پروردگار! میں راضی ہوں، ارشاد ہوگا: ''جا تجھ کو اس کے پانچ حصے کے برابر دیا۔'' وہ کہے گا: ''اے رب! میں راضی ہوگیا۔'' پھر ارشاد ہوگا: ''جا تجھ کو اتنا دیا اور اس سے دس گنا (مزید) دیا اور اس کے علاوہ جس چیز کو تیرا جی چاہے گا اور جس سے تیری آنکھ کو لذت ہوگی وہ تجھ کو ملے گا۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''دنیا اور اس سے دس حصے زیادہ کے برابر اس کو ملے گا۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ اللہ تعالیٰ جنت والوں سے پوچھیں گے: ''تم خوش بھی ہو؟''

وہ عرض کریں گے: ''بھلا خوش کیوں نہ ہوتے، آپ نے تو ہم کو وہ چیزیں دی ہیں جو آج تک کسی مخلوق کو نہیں دیں'' ارشاد ہوگا: ''ہم تم کو ایسی چیزیں دیں جو ان سب سے بڑھ کر ہو'' وہ عرض کریں گے: ''ان سے بڑھ کر کیا چیز ہوگی؟''

ارشاد ہوگا: ''وہ چیز یہ ہے کہ میں تم سے ہمیشہ خوش رہوں گا کبھی ناراض نہ ہوں گا۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جنت والے جنت میں جا چکیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے: ''تم اور کچھ زیادہ چاہتے ہو میں تم کو دوں؟''

وہ عرض کریں گے: ''ہمارے چہرے آپ نے روشن کر دیے، ہم کو جنت میں داخل کر دیا، ہم کو دوزخ سے نجات دے دی اور ہم کو کیا چاہیے'' اس وقت اللہ تعالیٰ پردہ اٹھا دیں گے، اتنی پیاری کوئی نعمت نہ ہوگی جس قدر اللہ کے دیدار میں لذت ہوگی۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دوزخ کو ہزار برس تک دھونکایا یہاں تک کہ اس کا رنگ سرخ ہوگیا، پھر ہزار برس تک دھونکایا یہاں تک کہ سفید ہوگئی، پھر ہزار برس اور دھونکایا یہاں تک کہ سیاہ ہوگئی، اب وہ بالکل سیاہ تاریک ہے۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری یہ آگ جس کو جلاتے ہو، دوزخ کی آگ سے ستر حصے تیزی میں کم ہے اور وہ ستر حصے اس سے زیادہ تیز ہے۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ایک بڑا بھاری پتھر دوزخ کے کنارے سے چھوڑا جائے اور ستر برس تک برابر چلا جائے تب جا کر اس کی تلی میں جا پہنچے۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دوزخ کو لایا جائے گا، اس کی ستر ہزار باگیں ہوں اور ہر ایک باگ کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہوں گے جس سے اس کو گھسیٹیں گے۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب میں ہلکا عذاب دوزخ میں ایک شخص کو ہوگا کہ اس کے پاؤں میں فقط آگ کی دو جوتیاں ہیں، مگر اس سے اس کا بھیجا ہنڈیا کی طرح پکتا ہے اور وہ یوں سمجھتا ہے کہ مجھ سے بڑھ کر کسی پر عذاب نہیں۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دوزخ میں ایسے بڑے سانپ ہیں جیسے اونٹ، اگر ایک دفعہ کاٹ لیں تو چالیس (۴۰) برس تک زہر چڑھا رہے اور بچھو ایسے ایسے بڑے ہیں جیسے پالان (کاٹھی) کسا ہوا خچر، وہ اگر کاٹ لیں تو چالیس برس تک لہر اٹھتی رہے۔''

اور ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ کر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: ''میں نے آج نماز میں جنت اور دوزخ کا ہو بہو نقشہ دیکھا، نہ آج تک میں نے جنت سے زیادہ کوئی اچھی چیز دیکھی اور نہ دوزخ سے زیادہ کوئی چیز تکلیف کی دیکھی۔''

تمرین

سوال ①: جنت کی نعمتوں کے بارے میں تفصیل سے لکھیں۔
سوال ②: دوزخ کی مصیبتوں کا حال تفصیل سے لکھیں۔

ان باتوں کا بیان جن کے بغیر ایمان ادھورا رہتا ہے[۱]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ستر سے زیادہ باتیں ایمان کے متعلق ہیں، سب میں بڑی بات تو کلمہ طیبہ ....

''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ''

ہے اور سب میں چھوٹی بات یہ ہے کہ راستے میں کوئی کانٹا، لکڑی، پتھر پڑا ہو جس سے راستے پر چلنے والوں کو تکلیف ہو، اس کو ہٹا دے اور شرم و حیا بھی ایمان کی ان ہی باتوں میں سے ایک بڑی چیز ہے۔''

اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ جب اتنی باتیں ایمان سے علاقہ (تعلق) رکھتی ہیں تو پورا مسلمان وہی ہوگا جس میں سب باتیں ہوں اور جس میں کوئی بات ہو اور کوئی بات نہ ہو، وہ ادھورا مسلمان ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ مسلمان پورا ہی ہونا ضروری ہے، اس لیے ہر ایک کو لازم ہوا کہ ان سب باتوں کو اپنے اندر پیدا کرے اور کوشش کرے کہ کسی بات کی کسر نہ رہ جائے، اس لیے ہم ان باتوں کو لکھ کر بتلائے دیتے ہیں، وہ سب ستتر (۷۷) ہیں۔

تیس (۳۰) باتیں دل سے متعلق ہیں

(۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔

(۲) یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ کے سوا سب چیزیں پہلے ناپید تھیں، پھر اللہ کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئیں۔

(۳) یہ یقین کرنا کہ فرشتے ہیں۔

(۴) یہ یقین کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں پیغمبروں پر اتاری تھیں سب سچی ہیں، البتہ اب قرآن کے سوا اوروں کا حکم نہیں رہا۔

(۵) یہ یقین کرنا کہ سب پیغمبر سچے ہیں، البتہ اب فقط رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر چلنے کا حکم ہے۔

(۶) یہ یقین کرنا کہ اللہ تعالیٰ کو سب باتوں کی پہلے ہی سے خبر ہے اور جو ان کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔

(۷) یہ یقین کرنا کہ قیامت آنے والی ہے۔

(۸) جنت کا ماننا۔

---

[۱] اس عنوان کے تحت ایمان کی ستتر (۷۷) شاخیں مذکور ہیں۔

(۹) دوزخ کا ماننا۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا۔

(۱۱) رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنا۔

(۱۲) اور کسی سے بھی اگر محبت یا دشمنی کرے تو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے کرنا۔

(۱۳) ہر کام میں نیت دین ہی کی کرنا۔

(۱۴) گناہوں پر پچھتانا۔

(۱۵) اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔

(۱۶) اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھنا۔

(۱۷) شرم کرنا۔

(۱۸) نعمت کا شکر کرنا۔

(۱۹) عہد پورا کرنا۔

(۲۰) صبر کرنا۔

(۲۱) اپنے کو اوروں سے کم سمجھنا۔

(۲۲) مخلوق پر رحم کرنا۔

(۲۳) جو کچھ اللہ کی طرف سے ہو اس پر راضی رہنا۔

(۲۴) اللہ پر بھروسہ کرنا۔

(۲۵) اپنی کسی خوبی پر نہ اترانا۔

(۲۶) کسی سے کینہ کپٹ نہ رکھنا۔

(۲۷) کسی پر حسد نہ کرنا۔

(۲۸) غصہ نہ کرنا۔

(۲۹) کسی کا برا نہ چاہنا۔

(۳۰) دنیا سے محبت نہ رکھنا۔

اور سات (۷) باتیں زبان سے متعلق ہیں

(۳۱) زبان سے کلمہ پڑھنا۔

(۳۲) قرآن شریف کی تلاوت کرنا۔

(۳۳) علم سیکھنا۔

(۳۴) علم سکھلانا۔

(۳۵) دعا کرنا۔

(۳۶) اللہ کا ذکر کرنا۔

(۳۷) لغو اور گناہ کی بات سے جیسے جھوٹ، غیبت، گالی، کوسنا، خلاف شرع گانا، ان سب سے بچنا۔

اور چالیس (۴۰) باتیں سارے بدن سے متعلق ہیں

(۳۸) وضو کرنا، غسل کرنا، کپڑے کا پاک رکھنا۔

(۳۹) نماز کا پابند رہنا۔

(۴۰) زکوٰۃ، صدقۂ فطر دینا۔

(۴۱) روزہ رکھنا۔

(۴۲) حج کرنا۔

(۴۳) اعتکاف کرنا۔

(۴۴) جہاں رہنے میں دین کی خرابی ہو وہاں سے چلے جانا۔

(۴۵) منت اللہ کی پوری کرنا۔

(۴۶) جو قسم گناہ کی بات پر نہ ہو اس کو پورا کرنا۔

(۴۷) ٹوٹی ہوئی قسم کا کفارہ دینا۔

(۴۸) جتنا بدن ڈھانکنا فرض ہے اس کو ڈھانکنا۔

(٤٩) قربانی کرنا۔
(٥٠) مردے کا کفن دفن کرنا۔
(٥١) کسی کا قرض آتا ہو اس کو ادا کرنا۔
(٥٢) لین دین میں خلافِ شرع باتوں سے بچنا۔
(٥٣) سچی گواہی کا نہ چھپانا۔
(٥٤) اگر نفس تقاضا کرے نکاح کر لینا۔
(٥٥) جو اپنی حکومت میں ہیں ان کا حق ادا کرنا۔
(٥٦) ماں باپ کو آرام پہنچانا۔
(٥٧) اولاد کی پرورش کرنا۔
(٥٨) رشتہ داروں ناتہ داروں سے بدسلوکی نہ کرنا۔
(٥٩) آقا کی تابع داری کرنا۔
(٦٠) انصاف کرنا۔
(٦١) مسلمانوں کی جماعت سے الگ کوئی طریقہ نہ نکالنا۔
(٦٢) حاکم کی تابع داری کرنا، مگر خلافِ شرع بات میں نہ کرے۔
(٦٣) لڑنے والوں میں صلح کرا دینا۔
(٦٤) نیک کام میں مدد دینا۔
(٦٥) نیک راہ بتلانا، بری بات سے روکنا۔
(٦٦) اگر حکومت ہو تو شرع کے موافق سزا دینا۔
(٦٧) اگر وقت آئے تو دین کے دشمنوں سے لڑنا۔
(٦٨) امانت ادا کرنا۔
(٦٩) ضرورت والے کو قرضہ دے دینا۔
(٧٠) پڑوسی کی خاطر داری رکھنا۔

(۷۱) آمدنی پاک لینا۔

(۷۲) خرچ شرع کے موافق کرنا۔

(۷۳) سلام کا جواب دینا۔

(۷۴) اگر کوئی چھینک لے کر "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہے تو اس کو "یَرْحَمُكَ اللّٰہُ" کہنا۔

(۷۵) کسی کو ناحق تکلیف نہ دینا۔

(۷۶) خلاف شرع کھیل تماشوں سے بچنا۔

(۷۷) راستے میں سے ڈھیلا، پتھر، کانٹا، لکڑی ہٹا دینا۔

اگر الگ الگ سب باتوں کا ثواب معلوم کرنا ہو تو "فروع الایمان" ایک کتاب ہے اس میں دیکھ لو۔

تمرین

سوال①: ایمان سے متعلق کتنی باتیں ہیں، ان میں سب سے بڑی بات کون سی ہے اور سب سے چھوٹی بات کون سی ہے؟

سوال②: ایمان کی کتنی باتوں کا تعلق دل سے ہے ان کو لکھیں؟

سوال③: ایمان کی کتنی باتوں کا تعلق زبان سے ہے ان کو تحریر کریں؟

سوال④: ایمان کی کتنی باتوں کا تعلق سارے بدن سے ہے ان کو بیان کریں؟

اپنے نفس کی اور عام آدمیوں کی خرابی

اوپر جتنی اچھی اور بری باتوں کا اور ثواب اور عذاب کی چیزوں کا بیان آیا ہے، اس میں دو چیزیں کھنڈت (حرج) ڈال دیتی ہیں:

(۱) ایک تو خود اپنا نفس کہ ہر وقت گود میں بیٹھا ہوا طرح طرح کی باتیں سوجھاتا ہے، نیک کاموں میں بہانے نکالتا ہے اور برے کاموں میں اپنی ضرورتیں بتلاتا ہے اور عذاب سے ڈراؤ تو اللہ تعالیٰ کا غفور رحیم ہونا یاد دلاتا ہے اور اوپر سے شیطان اس کو سہارا دیتا ہے۔

(۲) وہ آدمی ہیں جو اس سے کسی طرح کا واسطہ رکھتے ہیں یا تو عزیز قریب ہیں یا جان پہچان والے ہیں یا برادری کنبے کے ہیں یا اس کی بستی کے ہیں۔ بعض گناہ تو اس واسطے ہوتے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھ کر ان کی بری باتوں کا اثر اس میں آجاتا ہے اور بعض گناہ ان کی خاطر سے ہوتے ہیں اور بعض اس واسطے ہوتے ہیں کہ ان کی نگاہ میں ہلکا پن نہ ہو اور بعض گناہ اس لیے ہوجاتے ہیں کہ وہ لوگ اس کے ساتھ برائی کرتے ہیں۔

کچھ وقت اس برائی کے رنج میں، کچھ وقت ان کی غیبت میں اور کچھ وقت ان سے بدلہ لینے کی فکر میں خرچ ہوتا ہے اور پھر اس سے طرح طرح کے گناہ پیدا ہوجاتے ہیں۔

غرض ساری خرابی اس نفس کی تابع داری کی اور آدمیوں سے بھلائی کی امید رکھنے کی ہے، اس لیے ان کی خرابی سے بچنے کے واسطے دو باتیں ضروری ٹھہریں:

ایک تو اپنے نفس کو دبانا اور اس کو کبھی بہلا پھسلا کر، کبھی ڈانٹ ڈپٹ کر دین کی راہ پر لگانا۔

دوسرے سب آدمیوں سے زیادہ لگاؤ نہ رکھنا اور اس بات کی پرواہ نہ کرنا کہ وہ اچھا کہیں گے یا برا کہیں گے، اس واسطے ان دونوں ضروری باتوں کو الگ الگ لکھا جاتا ہے۔

نفس کے ساتھ برتاؤ کا بیان

پابندی کے ساتھ تھوڑا سا وقت صبح کو اور تھوڑا سا وقت شام کو یا سوتے وقت مقرر کرلو، اس وقت میں اکیلے بیٹھ کر اور اپنے دل کو جہاں تک ہوسکے سارے خیالوں سے خالی کرکے اپنے جی سے یوں باتیں کیا کرو اور نفس سے یوں کہا

کرو کہ اے نفس! خوب سمجھ لے کہ تیری مثال دنیا میں ایک سوداگر کی سی ہے، پونجی تیری عمر ہے اور نفع اس کا یہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کی بھلائی یعنی آخرت کی نجات حاصل کرے، اگر یہ دولت حاصل کر لی تو سوداگری میں نفع ہوا اور اگر اس عمر کو یوں ہی کھودیا اور بھلائی اور نجات حاصل نہ کی تو اس سوداگری میں بڑا ٹوٹا اٹھایا کہ پونجی بھی گئی اور نفع نصیب نہ ہوا اور یہ پونجی ایسی قیمتی ہے کہ اس کی ایک ایک گھڑی بل کہ ایک ایک سانس بے انتہا قیمت رکھتا ہے اور کوئی خزانہ کتنا ہی بڑا ہو اس کی برابری نہیں کر سکتا، کیوں کہ اوّل تو خزانہ اگر جاتا رہے تو کوشش سے اس کی جگہ دوسرا خزانہ مل سکتا ہے اور یہ عمر جتنی گزر جاتی ہے اس کی ایک پل بھی لوٹ کر نہیں آسکتی، نہ دوسری عمر اور مل سکتی ہے۔

دوسرے یہ کہ اس عمر سے کتنی بڑی دولت کما سکتے ہیں یعنی ہمیشہ کے لیے بہشت اور اللہ تعالیٰ کی خوشی اور دیدار، اتنی بڑی دولت کسی خزانے سے کوئی نہیں کما سکتا۔

اس واسطے یہ پونجی بہت ہی قدر اور قیمت کی ہوئی اور اے نفس! اللہ تعالیٰ کا احسان مان کہ ابھی تیری موت نہیں آئی جس سے یہ عمر ختم ہو جاتی، اللہ تعالیٰ نے آج کا دن زندگی کا اور نکال دیا ہے، اگر تو مرنے لگے تو ہزاروں دل و جان سے آرزو کرے کہ مجھ کو ایک دن کی عمر اور مل جائے تو اس ایک دن میں سارے گناہوں سے سچی اور پکی توبہ کرلوں اور پکا وعدہ اللہ تعالیٰ سے کرلوں کہ پھر ان گناہوں کے پاس نہ پھٹکوں گا اور وہ سارا دن اللہ تعالیٰ کی یاد اور تابع داری میں گزاروں، جب مرنے کے وقت تیرا یہ حال اور یہ خیال ہوتا تو اپنے دل میں تو یوں ہی سمجھ لے کہ گویا میری موت کا وقت آگیا تھا اور میرے مانگنے سے اللہ تعالیٰ نے یہ دن اور دے دیا ہے اور اس دن کے بعد معلوم نہیں کہ اور دن نصیب ہوگا یا نہیں۔

سو اس دن کو تو اسی طرح گزارنا چاہیے جیسا کہ عمر کا اخیر دن معلوم ہو جاتا اور اس کو گزارتا یعنی سب گناہوں سے پکی توبہ کرے اور اس دن میں کوئی چھوٹی یا بڑی نافرمانی نہ کرے اور تمام دن اللہ تعالیٰ کے دھیان اور خوف میں گزار دے اور کوئی حکم اللہ کا نہ چھوڑے۔

جب وہ سارا دن اسی طرح گزر جائے پھر اگلے دن یوں ہی سوچے کہ شاید عمر میں سے یہی ایک دن باقی رہا ہو، اور اے نفس! اس دھوکے میں نہ آنا کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیں گے، کیوں کہ اوّل تو تجھ کو کیسے معلوم ہوا کہ معاف ہی کر دیں گے اور سزا نہ دیں گے، بھلا اگر سزا ہونے لگے تو اس وقت کیا کرے گا اور اس وقت کتنا پچھتانا پڑے گا اور اگر ہم نے مانا کہ معاف ہی ہو گیا تب بھی تو نیک کام کرنے والوں کو جو انعام اور مرتبہ ملے گا وہ تجھ کو نصیب نہ ہوگا،

پھر جب تو اپنی آنکھ سے اوروں کو ملنا اور اپنا محروم ہونا دیکھے گا کس قدر حسرت و افسوس ہوگا۔

اس پر اگر نفس سوال کرے کہ "بتلاؤ! پھر میں کیا کروں اور کس طرح کوشش کروں؟" تو تم اس کو جواب دو کہ "تو یہ کام کر کہ جو چیز تجھ سے مر کر چھوٹنے والی ہے یعنی دنیا اور بری عادتیں تو اس کو ابھی چھوڑ دے اور جس سے تجھ کو سابقہ پڑنے والا ہے اور بغیر اس کے تیرا گزر نہیں ہوسکتا یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کو راضی کرنے کی باتیں، اس کو ابھی سے لے بیٹھ اور اس کی یاد اور تابع داری میں لگ جا" اور بری عادتوں کا بیان اور ان کے چھوڑنے کا علاج اور اللہ تعالیٰ کے راضی کرنے کی باتوں کی تفصیل اور ان کے حاصل کرنے کی تدبیر خوب سمجھا سمجھا کر اوپر لکھ دی ہے، اس کے موافق کوشش اور برتاؤ کرنے سے دل سے برائیاں نکل جاتی ہیں اور نیکیاں جم جاتی ہیں۔

اور اپنے نفس سے کہو: اے نفس! تیری مثال بیمار کی سی ہے اور بیمار کو پرہیز کرنا پڑتا ہے اور گناہ کرنا بدپرہیزی ہے، اس واسطے اس سے پرہیز کرنا ضروری ہوا اور یہ پرہیز اللہ تعالیٰ نے ساری عمر کے لیے بتلا رکھا ہے۔ بھلا سوچ تو سہی! اگر دنیا کا کوئی ادنی سا حکیم کسی سخت بیماری میں تجھ کو یہ بتلا دے کہ فلانی مزیدار چیز کھانے سے جب کبھی کھائے گا اس بیماری کو سخت نقصان پہنچے گا اور تو سخت تکلیف میں مبتلا ہو جائے گا اور فلانی کڑوی بدمزہ دوا روزمرہ کھاتے رہو گے تو اچھے رہو گے اور تکلیف کم رہے گی تو یقینی بات ہے کہ اپنی جان جو پیاری ہے، اس کے لیے اس حکیم کے کہنے سے کیسی ہی مزیدار چیز ہو اس کو ساری عمر کے لیے چھوڑ دے گا اور دوا کیسی ہی بدمزہ اور ناگوار ہو، آنکھ بند کر کے روز کے روز اس کو نگل جایا کرے گا، تو ہم نے مانا کہ گناہ بڑے مزے دار ہیں اور نیک کام بہت ناگوار ہیں، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ان مزیدار چیزوں کا نقصان بتلایا ہے اور ان ناگوار کاموں کو فائدہ مند فرمایا ہے، پھر نقصان اور فائدہ بھی کیسا، ہمیشہ ہمیشہ کا جس کا نام دوزخ اور جنت ہے۔

تو اے نفس! تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ جان کی محبت میں ادنی حکیم کے تو کہنے کا تو یقین کر لے اور اس کا پابند ہو جائے اور اپنے ایمان کی محبت میں اللہ تعالیٰ کے کہنے پر دل کو نہ جمائے اور گناہوں کو چھوڑنے کی ہمت نہ کرے اور نیک کاموں سے پھر بھی جی چرائے، تو کیسا مسلمان ہے کہ توبہ توبہ اللہ تعالیٰ کے فرمانے کو ایک چھوٹے سے حکیم کے کہنے کے برابر بھی نہ سمجھے اور کیسا بے عقل ہے کہ جنت کے ہمیشہ ہمیشہ کے آرام کی دنیا کی تھوڑے دنوں کے آرام کے برابر بھی قدر نہ کرے اور دوزخ کی اتنی سخت اور دراز تکلیف سے دنیا کی تھوڑے دنوں کی تکلیف کے برابر بھی بچنے کی کوشش نہ کرے؟

اور نفس سے یوں کہو کہ اے نفس! دنیا سفر کا مقام ہے اور سفر میں پورا آرام ہرگز میسر نہیں ہوا کرتا، طرح طرح کی تکلیفیں جھیلنی پڑتی ہیں، مگر مسافر اس لیے ان تکلیفوں کی سہار کر لیتا ہے کہ گھر پہنچ کر پورا آرام مل جائے گا، بل کہ اگر ان تکلیفوں سے گھبرا کر کسی سرائے میں ٹھہر کر اس کو اپنا گھر بنا لے اور سب سامان آسائش کا وہاں جمع کر لے تو ساری عمر بھی گھر پہنچنا نصیب نہ ہو، اسی طرح دنیا میں جب تک رہنا ہے محنت مشقت کی سہار کرنا چاہیے۔ عبادت میں بھی محنت ہے اور گناہوں کے چھوڑنے میں بھی مشقت ہے اور بھی طرح طرح کی مصیبت ہے لیکن آخرت ہمارا گھر ہے، وہاں پہنچ کر سب مصیبت کٹ جائے گی، یہاں کی ساری محنت مشقت کو جھیلنا چاہیے، اگر یہاں آرام ڈھونڈا تو گھر جا کر آرام کا سامان ملنا مشکل ہے، بس یہ سمجھ کر کبھی دنیا کی راحت اور لذت کی ہوس نہ کرنا چاہیے اور آخرت کی درستی کے لیے ہر طرح کی محنت کو خوشی سے اٹھانا چاہیے۔

غرض ایسی ایسی باتیں نفس سے کر کے اس کو راہ پر لگانا چاہیے اور روزمرہ اسی طرح سمجھانا چاہیے اور یاد رکھو کہ اگر تم خود اسی طرح اپنی بھلائی اور درستی کی کوشش نہ کرو گے تو اور کون آئے گا جو تمہاری خیر خواہی کرے گا، اب تم جانو اور تمہارا کام جانے۔

تمرین

سوال ①: انسان کو نیک کام کرنے اور بری باتوں سے بچنے میں رکاوٹ کون بنتا ہے؟

سوال ②: اپنے نفس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے تفصیل سے بیان کریں؟

عام آدمیوں کے ساتھ برتاؤ کا بیان

عام آدمی تین طرح کے ہیں:

(۱) وہ جن سے دوستی اور بھائی اور ساتھی ہونے کا علاقہ ہے۔

(۲) وہ جن سے صرف جان پہچان ہے۔

(۳) وہ جن سے جان پہچان بھی نہیں۔

ہر ایک کے ساتھ برتاؤ کرنے کا طریقہ الگ ہے، سو جن سے جان پہچان بھی نہیں اگر ان کے ساتھ ملنا بیٹھنا ہو تو ان باتوں کا خیال رکھو کہ وہ جو اِدھر اُدھر کی باتیں اور خبریں بیان کریں ان کی طرف کان مت لگاؤ اور وہ جو کچھ واہی تباہی بکیں ان سے بالکل بہرے بن جاؤ، ان سے بہت مت ملو، ان سے کوئی امید اور التجا مت کرو اور اگر کوئی بات ان میں خلاف شرع دیکھو تو اگر یہ امید ہو کہ نصیحت مان لیں گے تو بہت نرمی سے سمجھا دو اور جن سے دوستی اور زیادہ راہ و رسم ہے، ان میں اس کا خیال رکھو کہ اول تو ہر کسی سے دوستی اور راہ و رسم مت پیدا کرو، کیوں کہ ہر آدمی دوستی کے قابل نہیں ہوتا، البتہ جس میں یہ پانچ باتیں ہیں اس سے راہ و رسم رکھنے میں کچھ مضائقہ نہیں:

پہلی بات

یہ کہ وہ عقل مند ہو، کیوں کہ بے وقوف آدمی سے اوّل تو دوستی کا نباہ نہیں ہوتا، دوسرے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ تم کو فائدہ پہنچانا چاہتا ہے مگر بے وقوفی کی وجہ سے اور الٹا نقصان کر گزرتا ہے، جیسے کسی نے ریچھ پالا تھا، ایک دفعہ یہ شخص سو گیا اور اس کے منہ پر بار بار مکھی آ کر بیٹھتی تھی، اس ریچھ کو جو غصہ آیا، مکھی کے مارنے کو ایک بڑا پتھر اٹھا کر لایا اور تاک کر اس کے منہ پر کھینچ مارا، مکھی تو اڑ گئی اور اس بے چارے کا سر کھیل کھیل[1] ہو گیا۔

دوسری بات

یہ کہ اس کے اخلاق اور عادات اور مزاج اچھا ہو، اپنے مطلب کی دوستی نہ رکھے اور غصے کے وقت آپے سے

[1] ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا۔

باہر نہ ہو جائے، ذرا ذرا سی بات میں طوطے کی سی آنکھیں نہ بدلے۔

تیسری بات

یہ کہ دین دار ہو، کیوں کہ جو شخص دین دار نہیں ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا تو تم کو اس سے کیا امید ہے کہ اس سے وفا ہوگی۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ جب تم بار بار اس کو گناہ کرتے دیکھو گے اور دوستی کی وجہ سے نرمی کرو گے تو خود تم کو بھی اس گناہ سے نفرت نہ رہے گی۔ تیسری خرابی یہ ہے کہ اس کی بری صحبت کا اثر تم کو بھی پہنچے گا اور ویسے ہی گناہ تم سے بھی ہونے لگیں گے۔

چوتھی بات

یہ کہ اس کو دنیا کی حرص نہ ہو، کیوں کہ حرص والے کے پاس بیٹھنے سے ضرور دنیا کی حرص بڑھتی ہے، جب ہر وقت اس کو اسی دھن اور اسی چرچے میں دیکھو گے، کہیں زیور کا ذکر ہے، کہیں پوشاک کی فکر ہے، کہیں گھر کے سامان کا دھندا ہے تو کہاں تک تم کو خیال نہ ہوگا اور جس کو خود حرص نہ ہو، موٹا کپڑا ہو، موٹا کھانا ہو، ہر وقت دنیا کی ناپائیداری کا ذکر ہو، اس کے پاس بیٹھ کر جو کچھ تھوڑی بہت حرص ہوتی ہے، وہ بھی دل سے نکل جاتی ہے۔

پانچویں بات

یہ کہ اس کی عادت جھوٹ بولنے کی نہ ہو، کیوں کہ جھوٹ بولنے والے آدمی کا کچھ اعتبار نہیں، اللہ جانے اس کی کس بات کو سچا سمجھ کر آدمی دھوکے میں آ جائے۔

ان پانچ باتوں کا خیال تو دوستی پیدا کر لینے سے پہلے کر لینا چاہیے اور جب کسی میں یہ پانچوں باتیں دیکھ لیں اور راہ رسم پیدا کر لی، اب اس کے حق اچھی طرح ادا کرو۔ وہ حق یہ ہیں کہ جہاں تک ہو سکے اس کی ضرورت میں کام آؤ، اگر اللہ تعالیٰ گنجائش دیں تو اس کی مدد کرو، اس کا بھید کسی سے مت کہو، جو کوئی اس کو برا کہے اس کو خبر مت کرو، جب وہ بات کرے، کان لگا کر سنو، اگر اس میں کوئی عیب دیکھو بہت نرمی اور خیر خواہی سے تنہائی میں سمجھاؤ، اگر اس سے کوئی خطا ہو جائے تو درگزر کرو اور اس کی بھلائی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہو۔

اب رہ گئے وہ آدمی جن سے صرف جان پہچان ہے، ایسے آدمیوں سے بڑی احتیاط درکار ہے، کیوں کہ جو دوست ہیں وہ تمہارے بھلے میں ہیں اور جن سے جان پہچان بھی نہیں، وہ اگر بھلے میں نہیں تو برائی میں بھی نہیں اور جو بیچ کے رہ گئے جن سے نہ دوستی ہے اور نہ بالکل انجان ہیں، زیادہ تکلیف اور برائی ایسوں ہی سے پہنچتی ہے کہ زبان سے تو دوستی اور خیر خواہی کا دم بھرتے ہیں اور اندر ہی اندر جڑیں کھودتے ہیں اور حسد کرتے ہیں اور ہر وقت عیب ڈھونڈا کرتے ہیں اور بدنام کرنے کی فکر میں رہتے ہیں، اس لیے جہاں تک ہو سکے کسی سے جان پہچان اور ملاقات مت پیدا کرو اور ان کی دنیا کو دیکھ کر حرص مت کرو اور ان کی خاطر اپنا دین مت برباد کرو۔ اگر کوئی تم سے دشمنی کرے تم اس سے دشمنی مت کرو، کیوں کہ اس کی طرف سے پھر تمہارے ساتھ اور زیادہ برائی ہوگی تو تم سے اس کی سہار نہ ہو سکے گی اور اسی دھندے میں لگ جاؤ گے اور دنیا اور دین دونوں کا نقصان ہوگا، اس واسطے درگزر ہی بہتر ہے۔

اور اگر کوئی تمہاری عزت، آبرو، خاطر داری کرے یا تمہاری تعریف کرے اور محبت ظاہر کرے تو تم اس دھوکے میں مت آجانا اور اس بھروسے مت رہنا کیوں کہ بہت کم آدمی ہیں جن کا ظاہر باطن ایک سا ہو اور بہت کم اطمینان ہے کہ ان کے برتاؤ صاف دل سے ہوں، اس کی امید ہرگز کسی سے مت رکھو اور جو کوئی تمہاری غیبت کرے تم سن کر نہ غصہ ہو، نہ یہ تعجب کرو کہ اس نے میرے ساتھ ایسا معاملہ کیا اور میرے حق کا یا میرے احسان کا یا میرے بڑے ہونے کا یا میرے علاقے کا کچھ خیال نہ کیا، کیوں کہ اگر انصاف کر کے دیکھو تو تم بھی خود سب کے ساتھ آگے پیچھے ایک حالت پر نہیں رہ سکتے ہو، سامنے اور برتاؤ ہوتا ہے اور پیچھے اور برتاؤ، پھر جس بلا میں خود مبتلا ہو، اوروں پر کیوں تعجب کرتے ہو۔

خلاصہ یہ کہ کسی سے کسی طرح کی بھلائی کی امید مت رکھو، نہ تو کسی قسم کے فائدے پہنچنے کی اور نہ کسی کی نظر میں آبرو بڑھنے کی اور نہ کسی کے دل میں محبت پیدا ہونے کی، جب کسی سے کوئی امید نہ رکھو گے تو پھر کوئی تم سے کیسا ہی برتاؤ کرے، کبھی ذرا بھی رنج نہ ہوگا اور خود جہاں تک ہو سکے سب کو فائدہ پہنچاؤ۔ اگر کسی کی کوئی بھلائی کی بات سمجھ میں آئے اور یہ یقین ہو کہ وہ مان لے گا تو اس کو بتلا دو، نہیں تو خاموش رہو اور اگر کسی سے کوئی فائدہ پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور اس شخص کے لیے دعا کرو اور اگر کسی سے کوئی نقصان یا تکلیف پہنچے، یوں سمجھو کہ میرے کسی گناہ کی سزا ہے، اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو اور اس شخص سے رنج مت رکھو۔ غرض نہ مخلوق کی بھلائی کو دیکھو، نہ برائی کو، بل کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ پر نگاہ رکھو اور ان ہی سے کام رکھو اور ان کی ہی تابع داری کرو،

ان ہی کی یاد میں لگے رہو، اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں۔

تمرین

سوال ①: عام آدمی کتنی طرح کے ہوتے ہیں مختصراً بتائیں؟

سوال ②: دوست بنانے کے لائق کون شخص ہے اور اس میں کیا کیا صفات ہونی چاہییں؟

سوال ③: آدمی کو سب سے زیادہ احتیاط کن لوگوں سے کرنی چاہیے؟

قلب کی صفائی اور باطن کی درستی کی ضرورت

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلٰى أَجْسَامِكُمْ وَلَا إِلٰى صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ إِلٰى قُلُوْبِكُمْ.'' (رواہ مسلم)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شبہ حق تعالیٰ نہیں دیکھتے (یعنی توجہ نہیں فرماتے فقط) تمہارے جسموں کی طرف اور نہیں دیکھتے (فقط) تمہاری صورتوں کی طرف (اور یہ خیال نہ کرو کہ جب ظاہری اعمال جو فقط ظاہری اعضا سے ادا کیے جائیں اور ان میں قلب کو توجہ نہ ہو مقبول نہیں تو اعمال قلبیہ بھی مقبول نہ ہوں گے اور نیز ظاہری اعمال مقبول ہونے کی کوئی صورت ہی نہیں، اس لیے کہ فرماتے ہیں) لیکن دیکھتے ہیں تمہارے دلوں کی طرف۔'' (مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ ایسے اعمال کو قبول نہیں کرتے جو فقط ظاہر ہی میں اچھے معلوم ہوتے ہیں اور اخلاص اور توجہ قلبی سے خالی ہوں)

مثلاً: کوئی عبادت کرے اور بظاہر تو عبادت میں مشغول ہے مگر دل میں غفلت چھا رہی ہے اور دل میں تمیز نہیں ہوتی کہ اللہ کے سامنے کھڑا ہے یا کوئی اور کام کر رہا ہے تو ایسے اعمال مقبول نہیں ہوتے اور یہ غرض نہیں ہے کہ ظاہری اعمال کا بالکل اعتبار ہی نہیں بل کہ اعتبار ہے لیکن اس شرط سے کہ توجہ اور اخلاص قلبی بھی اس کے ساتھ ہو، جیسا کہ حدیث وقرآن سے ثابت ہے کیوں کہ قلب خاص محل نظر الٰہی ہے اور جس طرح اس کو ظاہری طبی تشریح میں سلطان البدن[1] ہونے کا شرف حاصل ہے، اسی طرح روحانی اور باطنی تشریح میں بھی ملک الجوارح[2] ہونے کا فخر میسر ہے۔ جب تک اس کی حالت درست نہ ہوگی، کوئی صورت فلاح اور نجات کی حاصل نہیں ہوسکتی، مثلاً: کوئی ظاہر میں مسلمان ہو، دل سے نہ ہو تو اس کے اسلام کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ بھی اعتبار نہیں اور علیٰ ہذا القیاس کوئی محض دکھانے یا ایسی ہی اور کسی غرض فاسد کے لیے نماز صدقہ وغیرہ عبادت کرے تو وہ کسی درجے میں بھی شمار نہیں۔[3]

---

[1] یعنی بدن کا بادشاہ۔ [2] یعنی تمام اعضاء کا بادشاہ۔ [3] گو فرض اس صورت میں بھی ذمہ سے ساقط ہوجائے گا اور کچھ ثواب بھی ملے گا مگر گناہ ہوگا اور کمالِ ثواب سے محروم رہے گا۔

پس معلوم ہوا کہ فلاحیت دارین اور مقبولیت عنداللہ تعالیٰ کا مدار اصلاحِ قلب پر ہے، لوگوں نے آج کل اس میں بہت بڑی کوتاہی کررکھی ہے، فقط ظاہری اعمال تو تھوڑے بہت کرتے بھی ہیں اور ان کا علم بھی حاصل کرتے ہیں مگر باطنی اصلاح اور قلب کی درستی واصلاح کی کچھ بھی فکر نہیں، گویا کہ یوں خیال کرتے ہیں کہ اصلاحِ باطن اور ریاو کینہ وحسد وغیرہ کا علاج اور اس سے محفوظ ہونا کچھ ضرور نہیں، فقط ظاہری اعمال کو واجب سمجھتے ہیں اور ان کو نجات کے لیے کافی خیال کرتے ہیں، حالاں کہ اصلی مقصود اصلاحِ قلب ہے جیسا کہ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے اور اعمال ظاہری ذریعہ ہیں قلب کے درست ہونے کا اور ظاہر اور باطن میں کچھ ایسا قدرتی علاقہ ہے کہ بغیر ظاہری حالت درست کیے ہوئے باطنی حالت درست نہیں ہوتی اور جب تک ظاہری اعمال پر دوام (ہمیشگی اور پابندی) نہ ہو اصلاحِ باطنی دائم نہیں رہتی۔

اور جب باطنی حالت درست ہو جاتی ہے تو ظاہری اعمال خوب اچھی طرح ادا ہوتے ہیں اور یہاں سے کوئی بے عقل یہ شبہ نہ کرے کہ ظاہری اعمال کی فقط اس وقت تک حاجت ہے جب تک کہ قلب کی حالت درست نہیں ہوتی اور جب قلب درست ہوگیا تو پھر ظاہری اعمال کی کچھ حاجت نہیں، خواہ کریں یا نہ کریں، اس لیے کہ یہ عقیدہ کفر ہے اور وجہ اس کے باطل ہونے کی یہ ہے کہ جب قلب درست ہوگا تو وہ حتی المقدور ہر وقت اطاعت الٰہی میں مصروف رہے گا اور یہی علامت ہے اس کے درست ہونے کی، کیوں کہ مقصود اصلاحِ قلب سے یہی ہے کہ اطاعت الٰہی ہو اور اس کا شکر کیا جائے اور پروردگار کی نافرمانی اور ناشکری نہ ہو اور نماز روزہ وغیرہ کا طاعت الٰہی میں داخل ہونا بہت ظاہر ہے، تو جب یہ طاعات چھوڑ دی گئی تو پھر قلب کہاں درست رہا، اگر درست رہتا تو شب وروز مثل اولیائے کرام اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے طاعت الٰہی میں ضرور مصروف رہتا، کیا نعوذ باللہ کسی بے عقل اور احمق کو یہ وسوسہ ہوسکتا ہے کہ کسی کا قلب جناب سرور عالم ﷺ کے قلب مبارک سے بھی زیادہ صاف اور صالح ہے، جو اس کو عبادت ظاہری کی حاجت نہیں۔

حضور ﷺ تو باوجود اکمل الکاملین اور افضل المرسلین ہونے کے اس قدر[1] ظاہری اعمال میں مصروف ہوتے

---

[1] وَلَنِعْمَ مَا أَجَادَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهَا فِي قَوْلِهَا:

یَا مَنْ لَّا یَشْبَعُ مِنْ خُبْزِ الشَّعِیْرِ ۔ یَا مَنِ اخْتَارَ الْحَصِیْرَ عَلَی السَّرِیْرِ

یَا مَنْ لَّمْ یَنَمِ اللَّیْلَ کُلَّهٗ ۔ مِنْ خَوْفِ عَذَابِ رَبِّ السَّعِیْرِ

تھے جس سے دیکھنے والوں کو بھی رحم آتا تھا اور تاحیات یہی حالت رہی اور آپ کی یہ کیفیت حدیث کی کتابوں میں خوب اچھی طرح مذکور اور مشہور ہے، خوب سمجھ لو۔

لہٰذا مسلمانو! خوب سمجھ لو کہ جس طرح اعمالِ ظاہریہ مثل صوم وصلوۃ وغیرہ کا ادا کرنا اور ان کے ادا کرنے کا طریقہ جاننا واجب ہے، اسی طرح اعمالِ باطنیہ جیسے صوم وصلوۃ وغیرہ کا ریا نمود وغیرہ سے محفوظ رکھنا یا کینہ وحسد اور غضب وغیرہ سے قلب کو صاف رکھنا اور ان اعمال کے ادا کرنے کا جاننا بھی واجب ہے، جن میں بعض اعمال تو محض قلب سے تعلق رکھتے ہیں جیسا گناہ کا قصد کرنا، کینہ یا حسد کرنا اور اخلاص پیدا کرنا اور بعض میں قلب اور دیگر اعضا بھی شریک ہیں جیسے صلوۃ وصوم وحج وصدقہ وغیرہ ''صَرَّحَ بِهِ الْإِمَامُ الْغَزَالِيُّ وَأَقَرَّهُ عَلَيْهِ الْعَلَّامَةُ ابْنُ عَابِدِيْن'' اور حدیث میں ہے: ''رَكْعَتَانِ مِنْ رَجُلٍ وَرِعٍ (أَيْ مُتَوَقِّي الشُّبُهَاتِ)[1] أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ رَكْعَةٍ مِنْ مُخَلِّطٍ'' (أَيْ لَا يَتَّقِي الشُّبُهَاتِ وَالظَّاهِرُ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْأَلْفِ التَّكْثِيْرُ لَا التَّحْدِيْدُ) (مسند فردوس) عَنْ أَنَسٍ (قَالَ الشَّيْخُ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ لِغَيْرِهٖ) كَذَا فِي الْعَزِيْزِيْ شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ.

یعنی دو رکعت نماز ایسے پرہیز گار کی جو شبہ کی چیزوں سے بھی بچتا ہو، اس شخص کی ہزار رکعت نماز سے افضل ہے جو شبہ کی چیزوں سے نہ بچے۔ ظاہر ہے کہ یہ فضیلت بغیر صفائی قلب اور اصلاح باطن کے میسر نہیں ہوسکتی، جو امراضِ باطنی سے تندرست نہیں وہ تو واجبات بھی ٹھیک طور سے نہیں ادا کر سکتا اور جو حرام چیزوں سے بچنے پر بھی پورا قادر نہیں، پھر مشتبہات چیزوں سے کیسے بچ سکتا ہے، جو اس کو یہ فضیلت میسر ہو۔ تقویٰ اور صفائی باطن کے ساتھ جو کچھ بھی عبادت ہوتی ہے وہ با قاعدہ اور مقبول ہوتی ہے، اگر چہ وہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔

لہٰذا مسلمان کو لازم ہے کہ ظاہر و باطن کی کامل طور سے اصلاح کرے کہ یہی ذریعہ نجات کا ہے اور فقط ظاہری اعمال کو بغیر درستی باطن کے نجات کے لیے کافی نہ سمجھے، دیکھو! اگر کوئی شخص بہت سی نمازیں پڑھے اور نیت یہ ہو کہ لوگ ہم کو بزرگ سمجھیں اور ہماری تعریف کریں تو کیا وہ عذاب سے بچ جائے گا؟

حالاں کہ نماز تو ایسی چیز ہے کہ اگر کوئی اس کو با قاعدہ اور اخلاص سے محض اللہ تعالیٰ کے لیے ادا کرے تو اس عذاب سے بھی بچ جائے جو ترک نماز پر ہوتا ہے اور ثواب بھی حاصل ہو، مگر افسوس کہ اس شخص نے بوجہ مرضِ ریا (دکھلاوا) اور حب ثنا (تعریف چاہنے) کے اس نماز کو برباد کر دیا۔

---

[1] وَكَذٰلِكَ جَاءَ تَفْسِيْرُ الْوَرِعِ فِي الْحَدِيْثِ.

پس اس کو چاہیے کہ اپنے ان امراض کا علاج کرے، ورنہ عن قریب سخت ہلاکت میں مبتلا ہو جائے گا، کیوں کہ جب مرض بڑھتا رہے گا اور علاج ہوگا نہیں تو ظاہر ہے کہ انجام ہلاکت ہوگا۔

بھائیو! جب تم بیمار ہو اور تمہارا جسم مریض ہو تو کیا یہ گوارا کرو گے کہ مرض میں مبتلا رہو اور باوجود قدرت کے علاج نہ کرو، یہاں تک کہ وہ مرض تم کو ہلاک کر دے، ہرگز نہیں گوارا کر سکتے، حالاں کہ اس مرض سے جو تکلیف ہوگی وہ جسمانی تکلیف اور پھر وہ بھی چند روز دنیا ہی میں ہے۔ پس جب یہ گوارا نہیں تو روحانی امراض میں مبتلا رہنا جس کی وجہ سے ایسی جگہ تکلیف ہو جہاں ہمیشہ رہنا ہے، گوارا کرنا عقل سلیم کے بالکل خلاف ہے، لہٰذا ہر انسان کو لازم ہے کہ جسم و قلب، ظاہر و باطن کی خوب اصلاح کرے اور عقل سلیم سے کام لے کر فلاحیت دارین کو اپنا قبلہ مقصود سمجھے، خوب کہا ہے:

کیا وہ دنیا جس میں ہو کوشش نہ دیں کے واسطے
واسطے واں کے بھی کچھ یا سب یہیں کے واسطے

حدیث میں ہے:

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَرْفُوْعاً فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ ''أَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ.'' (متفق عليه)

ترجمہ: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار ہو اس بات سے کہ بدن میں ایک جزو (اور وہ ایک بوٹی) ہے جب وہ درست ہوتا ہے تو تمام بدن درست ہوتا ہے اور جب وہ جزو فاسد ہو جاتا ہے تو تمام بدن فاسد اور خراب ہو جاتا ہے اور آگاہ رہو کہ وہ جزو دل ہے۔''

اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ اعضا کی درستی اور اطاعت خداوندی بجالانا موقوف ہے قلب کی درستی پر، کیوں کہ قلب سلطان البدن ہے اور رعیت کی اصلاح موقوف ہوتی ہے سلطان کے صالح ہونے پر، سو اعضا نیک کام جب ہی کریں گے جب قلب صالح ہو۔ لہٰذا اصلاحِ قلب میں کوشش کرنا واجب قرار پایا، اس طور کہ اطاعتِ خداوندی واجب ہے، خواہ وہ اطاعت فقط قلب سے تعلق رکھتی ہو یا اس میں قلب کے ساتھ اعضاء و جوارح کا بھی دخل ہو اور اطاعت کا صحیح اور مقبول ہونا موقوف ہے صلاحیت قلب پر،

نتیجہ یہ نکلا کہ اصلاحِ قلب واجب ہے، خوب سمجھ لو!

دیکھیے! شریعت نے ایسی حالت میں جب کہ انسان کو بھوک کی خواہش ہو اور اس حالت میں نماز پڑھنے سے طبیعت پریشان ہو تو یہ حکم دیا ہے کہ ایسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، بل کہ پہلے کھانا کھالو پھر نماز پڑھو، بشرطیکہ نماز کا وقت فوت نہ ہو جائے تو اس میں حکمت یہ ہے کہ مقصود عبادت سے حق تعالیٰ کے سامنے حاضری اور اظہارِ عبدیت ہے، اس طرح کہ ظاہر و باطن اس کے کام میں مشغول ہوں اور غیر اللہ کی طرف حتی الامکان توجہ نہ رہے اور جب بھوک لگی ہوگی تو گو ظاہر بدن نماز میں مشغول ہوگا لیکن قلب پریشان ہوگا اور یہی دل چاہے گا کہ جلدی سے نماز سے فارغ ہو جائیں تاکہ جلد کھانا مل جائے، پس حق تعالیٰ کے سامنے جس طرح حاضری چاہیے تھی اس میں بہت بڑا خلل واقع ہوگا۔ اس واسطے ایسی حالت میں نماز کو مکروہ کہا گیا، جس سے یہ معلوم ہوگیا کہ اصل محل نظر خداوندی قلب ہے اور شریعت مقدسہ نے اس کی اصلاح کا بہت بڑا انتظام کیا ہے، بزرگانِ دین نے اصلاحِ قلب کے لیے برسوں مجاہدے اور ریاضتیں کی ہیں۔

اس مختصر رسالے میں بوجہ خوفِ طوالت زیادہ مضمون نہیں لکھا گیا، ورنہ کتابوں کی کتابیں اس فن کی موجود ہیں، اگر ان کتابوں کا خلاصہ بھی لکھا جائے تو ایک بڑی ضخامت کی کتاب ہو جائے۔ اس حدیث سے قلب کی اصلاح کی بہت بڑی تاکید ثابت ہوتی ہے کہ مدارِ اصلاح طاعت قلب ہی پر رکھا گیا۔

حدیث میں ہے:

''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا مَرْفُوْعاً قَالَ: رَكْعَتَانِ مُقْتَصِدَتَانِ خَيْرٌ مِنْ قِيَامِ لَيْلَةٍ وَالْقَلْبُ سَاهٍ، رواه ابن أبي الدنيا في التفكر كذا في كنز العمال.''

ترجمہ: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو رکعت نماز درمیانی طور پر پڑھنا بہتر ہے رات بھر نماز پڑھنے سے ایسی حالت میں کہ قلب غافل ہو۔

اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے تفکر میں روایت کیا ہے۔ (مطلب یہ ہے) کہ اگر کوئی شخص دو (۲) رکعت نماز پڑھے اور درمیانی طور پر ادا کرے اس طرح کہ اس کے فرائض و واجبات اور سنن کو حضورِ قلب کے ساتھ ادا کرے، گو طویل قراءت وغیرہ نہ ہو، ایسی دو رکعتیں نہایت عمدہ اور مقبول ہیں رات بھر غفلت قلب کے ساتھ نماز پڑھنے سے۔

اس حدیث سے اہتمام قلب کی کس قدر تاکید معلوم ہوتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ فی الحقیقت فعل کی کیفیت دیکھی

جاتی ہے کہ کیسا کام کیا اور کمیت مطلوب نہیں ہے کہ کتنا کام کیا، اگر چہ تھوڑا ہی کام ہو، مگر با قاعدہ اور عمدہ ہو تو وہ حق تعالیٰ کے یہاں محبوب اور مقبول ہے اور اگر بہت سا کام ہو لیکن بے قاعدہ اور بے ضابطہ، غفلت سے ہو وہ ناپسند ہے۔ خوب سمجھ لو ؎

ما نصیحت بجائے خود کردیم روزگارے دریں بسر بردیم
گر نیابد بگوش رغبت کس بر رسولاں بلاغ باشد و بس

تمرین

سوال ①: مسلمان کی نجات کے لیے کیا ظاہری اعمال کافی ہیں یا اور کسی چیز کی ضرورت ہے؟
سوال ②: ظاہری اعمال کی پابندی کے بغیر کیا باطن کی اصلاح ہو سکتی ہے؟
سوال ③: باطن کی اصلاح کے بعد کیا ظاہری اعمال کی ضرورت رہتی ہے؟

عام لوگوں کو پندرہ (۱۵) نصیحتیں

(۱) شرک کی باتوں کے پاس مت جاؤ۔

(۲) اولاد کے ہونے یا زندہ رہنے کے لیے ٹونے ٹوٹکے مت کرو۔

(۳) فال مت کھلواؤ۔

(۴) فاتحہ نیاز دلیوں کی مت کرو۔

(۵) بزرگوں کی منت مت مانو۔

(۶) شب برات، محرم، عرفہ تبارک کی روٹی، تیرہ تیزی کی گھونگنیاں[1] کچھ مت کرو۔

(۷) خلافِ شرع لباس مت پہنو۔

(۸) کوئی کام نام کے واسطے مت کرو۔

(۹) کوسنے اور طعنہ دینے اور غیبت سے زبان کو بچاؤ۔

(۱۰) پانچوں وقت نماز پڑھو اور جی لگا کر تھام تھام کر پڑھو، رکوع سجدہ اچھی طرح کرو۔

(۱۱) بہشتی زیور پڑھا کرو یا سن لیا کرو اور اس پر چلا کرو۔

(۱۲) گانا کبھی مت سنو۔

(۱۳) اگر تم قرآن پڑھے ہوئے ہو تو روزانہ قرآن پڑھا کرو۔

(۱۴) جو کتاب پڑھنے یا دیکھنے کے لیے مول لینا (خریدنا) ہو پہلے کسی عالم کو دکھا دو، اگر وہ صحیح اور معتبر بتلا دیں تو خرید و ورنہ مت لو۔

(۱۵) جہاں رسم رسوم کی مٹھائی وغیرہ تقسیم ہوتی ہو وہاں مت جاؤ اور نہ بانٹنے میں شریک ہو۔

---

[1] ''تیرہ تیزی'' یعنی صفر کے مہینے کے پہلے تیرہ دن۔ ''گھونگنیاں'' یعنی اُبالا ہوا غلہ، چنے، مٹر، جوار گیہوں وغیرہ جو نمک ملا کر کھایا جاتا ہے۔

خاص ذکر وشغل کرنے والوں کو بیس (۲۰) نصیحتیں

اوپر کی نصیحتیں دیکھ لو:

(۱) ہر بات میں رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر چلنے کا اہتمام کرو، اس سے دل میں گہرا نور پیدا ہوتا ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص کوئی بات تمہاری طبیعت کے خلاف کرے تو صبر کرو۔ جلدی سے کچھ کہنے سننے مت لگو، خاص کر غصے کی حالت میں سنبھلا کرو۔

(۳) کبھی اپنے کو صاحب کمال مت سمجھو۔

(۴) جو بات زبان سے کہنا چاہو پہلے سوچ لیا کرو، جب خوب اطمینان ہو جائے کہ اس میں کوئی خرابی نہیں اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اس میں کوئی دین یا دنیا کی ضرورت ہے یا فائدہ ہے، اس وقت زبان سے نکالو۔

(۵) کسی بڑے آدمی کی بھی برائی نہ کرو، نہ سنو۔

(۶) کسی ایسے درویش پر جس پر کوئی حال درویشی کا غالب ہو اور وہ کوئی بات تمہارے خیال میں دین کے خلاف کرتا ہو اس پر طعنہ[1] مت کرو۔

(۷) کسی مسلمان کو اگرچہ وہ گناہ گار یا چھوٹے درجے کا ہو، حقیر مت سمجھو۔

(۸) مال وعزت کی طمع وحرص مت کرو۔

(۹) تعویذ گنڈوں کا شغل مت رکھو، اس سے عام لوگ گھیرتے ہیں۔

(۱۰) جہاں تک ہو سکے ذکر کرنے والوں کے ساتھ رہو، اس سے دل میں نور اور ہمت اور شوق بڑھتا ہے۔

(۱۱) دنیا کا کام بہت مت بڑھاؤ۔

(۱۲) بے ضرورت سامان جمع مت کرو۔

(۱۳) جہاں تک ہو سکے تنہا رہا کرو۔

(۱۴) بے فائدہ اور بے ضرورت لوگوں سے زیادہ مت ملو اور جب ملنا ہو خوش خلقی سے ملو اور جب کام ہو جائے

---

[1] کیوں کہ تمہارا اس میں کچھ نفع نہیں بل کہ بعض دفعہ گناہ ہوتا ہے، ایسے شخص سے علیحدہ رہنا چاہیے، بعض دفعہ اس کے ساتھ رہنے سے نقصان ہو جاتا ہے۔ نہ اس کو برا کہو کہ اس میں تمہارا کوئی دینی فائدہ نہیں بل کہ بعض وقت غیبت کا گناہ ہوگا اور نہ اس کی باتوں پر عمل کرو، نہ اس کے پاس بیٹھو یہ بھی مضر ہے، پس الگ رہو، نہ دوستی کرو نہ دشمنی۔

فوراً ان سے الگ ہو جاؤ۔

(۱۵) خاص کر جان پہچان والوں سے بہت بچو یا تو اللہ والوں کی صحبت ڈھونڈو یا ایسے معمولی لوگوں سے ملو جن سے جان پہچان نہ ہو، ایسے لوگوں سے نقصان کم ہوتا ہے۔

(۱۶) اگر تمہارے دل میں کوئی کیفیت پیدا ہو یا کوئی علم عجیب آ جائے، اپنے پیر کو اطلاع کرو۔

(۱۷) اپنے پیر سے کسی خاص شخص کی درخواست مت کرو۔

(۱۸) ذکر سے جو اثر پیدا ہو، سوائے پیر کے کسی سے مت کہو۔

(۱۹) بات کو نبا ہا[1] مت کرو بل کہ جب تم کو اپنی غلطی معلوم ہو جائے فوراً اقرار کر لو۔

(۲۰) ہر حالت میں اللہ پر بھروسہ رکھو، اسی سے اپنی حاجت عرض کیا کرو اور دین پر قائم رہنے کی درخواست کرو۔

تمرین

سوال ①: عام لوگوں کی پندرہ (۱۵) نصیحتوں میں سے صرف پانچ (۵) سنائیں۔

سوال ②: خاص ذکر و شغل کرنے والوں کی بیس (۲۰) نصیحتوں میں سے صرف دس (۱۰) سنائیں۔

[1] یعنی اپنی بات کی پیروی اور پچ مت کیا کرو۔

ہر مسلمان کی رہنمائی کے لئے تیار کی گئی آسان اور بنیادی کتاب

آسان فقہی مسائل

- جس میں ایمانیات یعنی عقائد کو آسان انداز میں بیان کیا گیا ہے۔
- وضو، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور تجارت وغیرہ دینی ضروریات کے اکثر پیش آنے والے مسائل کو عام فہم اور آسان انداز میں بیان کیا گیا ہے۔
- علاماتِ قیامت کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

جامع و مرتب

عمر فاروق صاحب

استاذ الحدیث مدرسہ عائشہ للبنات کراچی

تخریج و نظر ثانی

بشارت الٰہی صاحب

فاضل و تخصص جامعۃ العلوم الاسلامیہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

ادارۃ السعید

دکان نمبر 1، فدا منزل، گوالی لین نمبر 3، نزد مقدس مسجد، اردو بازار، کراچی۔

فون: 92-21-32726509 موبائل: 92-322-2583199

مکتبہ بیت العلم کی چند مفید کتب

............درسی سیرت (۳ حصے مکمل)............

☆ سرورِ عالم ﷺ کے اعلیٰ و پاکیزہ اخلاق، مبارک عادات......

☆ آپ ﷺ کی چوبیس (۲۴) گھنٹے کی زندگی کے متعلق پیاری پیاری سنتوں پر مشتمل ایک نایاب کتاب......

☆ جس کے مطالعہ سے دلوں میں سنتوں پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا......

☆ غیر وفاقی درجات میں اس کو ہفتہ میں ایک دو دن درساً پڑھانا بھی تربیت کے لیے بہت مفید ہے......

☆ نوجوان طلبہ و طالبات دورانِ تعلیم اس کو مطالعہ میں رکھیں تو حضور اکرم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ پر عمل کرنے میں ان شاء اللہ تعالیٰ نہایت معاون ہوگی......

......صحابہ کی زندگی (جدید اضافہ شدہ ایڈیشن)......

☆ یہ کتاب بچوں اور نوجوانوں کے لیے سادہ اور سلیس زبان میں ترتیب دی گئی ہے......

☆ جس میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگی اور ان میں حقوق العباد کی اہمیت عملی واقعات کے ذریعے سمجھائی گئی ہے کہ......

☆ وہ کس طرح ایک دوسرے کے ہمدرد تھے اور دوسروں کو تکلیف سے بچاتے تھے......

☆ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دعائیں کہ صحابہ کرام کس طرح اور کن الفاظ سے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعائیں مانگتے تھے......

☆ اسی طرح اس کتاب میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بیانات، ان کی وصیتیں، نصیحتیں اور دعائیں شامل کی گئی ہیں......

☆ ہر صحابی کے حالات کے اختتام پر ایک مذاکرہ (مشق) بھی دیا گیا ہے

☆ یہ کتاب ہے مختصر لیکن پر اثر اور انتہائی جامع ہے جو محبان صحابہ کے لیے ایک انمول تحفہ ہے......

☆ والدین اور اساتذہ و معلمات کے لیے نوجوانوں کی تربیت اور ان کے اخلاق سنوارنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے......

(((☆☆☆)))

مَردوں کے لئے ۳۰۰ فقہی مسائل

☆ مَردوں کے لئے طہارت، وضو، غسل، اذان، نماز، جنازہ، زکوٰۃ، روزہ، اعتکاف اور حج کے ضروری ۳۰۰ فقہی مسائل پر مشتمل عام فہم انداز میں یہ ایک مفید کتاب ہے۔

☆ اس کتاب کو اپنی لائبریری کی زینت بنائیں اور گھر بیٹھے ضروری مسائل سے واقفیت حاصل کریں۔

درسی بہشتی زیور (للبنات)

☆ خواتین کے لئے انمول تحفہ ہی نہیں بل کہ ایک مربی استاذ کی حیثیت والی کتاب اب ایک نئی ترتیب پر جس میں فقہی ابواب اور ہر مضمون کے بعد تمرین کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

☆ یہ کتاب ثانویہ عامہ اور میٹرک کی طالبات کے نصاب میں شامل کرنے کے لئے ایک ضروری اور مفید کتاب ہے۔

☆ اگر ابتداء ہی میں درساً بہشتی زیور پڑھائی جائے تو بقیہ فقہ کی کتب کا پڑھنا، سمجھنا آسان ہو جائے گا اور ان شاء اللہ عمر بھر فقہ کے بنیادی مسائل یاد رہیں گے۔

(((☆☆☆)))